ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Rare

954

CALL NO. 168E-4-2

Accession No. 4673

Rear

Call No. 954 Acc. No. 4673
Rare 168EU-2-3 OCT 1978
28 FEB 1979

تاریخ محمدی

صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

یعنی

مرآت احمدی

جلد دوم

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر انحاف مشتاقان فن سیر و افادۂ عام اردو زبان سلیس مین جلیہ ترجمہ سے مزین ہوکر

مطبع ناگری گرامی منشی نول کشور مین لکھنؤ طبع آراستہ ہوا

اعلان — حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے —

اطلاع - اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے نمونہ کے تین صفحہ جو سامنے ہین اُنمین بعض کتب تواریخ اُردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اُردو تواریخ شاہان و راجگان		خطے سند متعلقہ ریاستہاے ہندوستان مولفہ سر جارلیس الکجنین صاحب بہادر مترجمہ پنڈت کنہیالال کامل سات جلدون مین بتفصیل ذیل-	صفحہ پ
ارشاد الملوک - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ کینسٹڈون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مغربی و شمالی واودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ-	۳ے پ	جلد اول - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ حصہ شرقی پریزیڈنسی بنگال مع آسام و برھما-	للہ پ
ایضاً - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نواب گورنر جنرل کشور ہند- ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشتمل بر حصہ یعنی مجموعہ ارشادات خاص و مختصر تذکرہ کارروایہاے انتظامی و عملی و ترقیات مقاصد کونسل آف ڈفرن فنڈ ممالک مغربی و شمالی واودھ عہد حکومت عالیجناب اب سر آکلینڈ کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید-	۴ے پ	جلد دوم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی تا پنجاب مع نیپال-	للہ پ
		جلد سوم - عہدنامجات وغیرہ متوسط ہند-	للہ پ
		جلد چہارم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ریاستہاے راجپوتانہ و مالوہ وغیرہ-	للہ پ
تاریخ ٹاڈ راجستان - مؤلفہ کرنیل جیمس ٹاڈ صاحب بولیٹکل ایجنٹ جسمین ریاستہاے راجپوتانہ کے صحیح حالات سنسکرت و عربی و انگریزی تاریخون سے جمع ہین بسر پرستی مہاراناجی سنگھ صاحب بہادر والی اودیپور اُردو ترجمہ ہو کر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق مین پچاس روپیہ تھی مشہور مقامات کے نقشے اور تصویرین بھی منقش ہین کامل دو جلدین کاغذ سفید ولایتی-	۵ے پ	جلد پنجم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ رزیڈنسی مدراس مع جزیرہ سیلون-	للہ پ
		جلد ششم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ پریزیڈنسی بمبئی-	للہ پ
		جلد ہفتم - عہدنامجات وغیرہ متعلقہ سندھ و دیگر ممالک ایشیائی بیرونی-	للہ پ
تاریخ بغاوت ہند مسمی بمحاربہ عظیم یعنے تاریخ غدر مترجمہ پنڈت کنہیالال-	۳ے پ		
ترجمہ سیر المتاخرین مسمی بمرآۃ السلاطین تا شاہ عالم ہر سہ جلد یکجائی-	۸ے پ		
تواریخ راجگان اودھ مع تصاویر فوٹوگراف کاغذ سفید گندہ مجلد نقش و نگار نقرئی نہایت عمدہ	صفحہ پ		

فہرست مطالب مکمل تاریخ فرشتہ اُردو جلد دویم مع حالات حضرات مشائخ کرام

صفحہ	مطلب
۱	طبقۂ عادل شاہیہ بیجاپور
〃	یوسف عادل شاہ
۲۳	تذکرہ اسمٰعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ
۴۵	ذکر ملو عادل شاہ بن اسمٰعیل
۴۶	ذکر اسمٰعیل عادل شاہ
۶۰	ذکر ابو المظفر علی عادل شاہ
۸۲	ذکر ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ
۹۲	کوچ کرنا عدالت پناہ کا ولایت نظام شاہ کی طرف
۹۴	توجہ عادل شاہ بقصد امداد
۹۹	برہان نظام شاہ کی بیوفائی
۱۰۳	فتنہ شاہزادہ اسمٰعیل
۱۰۶	ذکر وزیر خوشخصال شاہ نواز خان
۱۰۷	بیان قتل ابراہیم نظام شاہ ثانی
۱۱۸	طبقۂ نظام شاہیہ
۱۳۲	برہان نظام شاہ بن شاہ بحری
۱۵۷	حسین نظام شاہ بن برہان
۱۷۱	مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین
۱۹۹	میران حسین بن مرتضیٰ نظام شاہ
۲۰۲	اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ ثانی
۲۰۵	برہان شاہ بن حسین شاہ
۲۱۲	ابراہیم نظام شاہ بن برہان
۲۱۴	احمد شاہ بن شاہ طاہر
۲۲۱	بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی

صفحہ	مطلب
۲۲۴	مرتضیٰ نظام شاہ
۲۲۸	طبقۂ قطب شاہیہ
〃	قطب شاہ کی سلطنت
۲۳۰	جمشید قطب شاہ
۲۳۲	سلطان ابراہیم قطب شاہ
۲۳۵	محمد ولی قطب شاہ
۲۴۰	طبقۂ عمادیہ
〃	ذکر علاء الدین عماد الملک
۲۴۱	علاء الدین دریا عماد شاہ
〃	برہان عماد شاہ
〃	تفال خان کا خلیہ
۲۴۳	ذکر طبقہ بریدیہ
〃	بریدیہ کی حکومت
۲۴۴	علی برید شاہ
۲۴۶	طبقۂ سلاطین گجرات
۲۴۷	سلطان مظفر گجراتی
۲۵۲	سلطان احمد شاہ گجراتی
۲۶۶	محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ
۲۶۷	سلطان قطب الدین بن محمد شاہ
۲۷۱	سلطان داؤد شاہ
〃	سلطان محمود شاہ
۲۹۰	سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود
۳۰۱	شاہ سکندر
۳۰۳	سلطان محمد بن سلطان مظفر

صفحہ	مطلب
۳۰۵	سلطان بہادر بن سلطان مظفر
۳۲۲	سرفراز ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر
۳۲۳	سلطان محمود بن لطیف بن شاہ مظفر
۳۲۸	سلطان اور احمد شاہ گجراتی
〃	سلطان مظفر بن محمود شاہ
۳۳۸	بیان حکام مالوہ
۳۳۹	ہوشنگ بن دلاور خان غوری کی سلطنت
۳۵۱	محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوری
۳۵۳	سلطان محمود خلجی
۳۷۴	سلطان غیاث الدین خلجی
۳۸۰	سلطان ناصر الدین خلجی
۳۸۷	سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین
۴۰۰	زوال دولت خلجیہ
۴۰۵	باز بہادر کا تخت مالوہ پر بیٹھنا و گرفتار ہونا۔
۴۱۰	سلاطین فاروقیہ برہانپور
۴۱۲	نصیر خان فاروقی
۴۱۷	میران عادل خان فاروقی
۴۱۸	مبارک خان فاروقی
〃	عادل خان فاروقی
۴۱۹	داؤد خان فاروقی
۴۲۱	عادل خان فاروقی بن نصیر خان
۴۲۲	میران محمد شاہ فاروقی
۴۲۶	میران مبارک شاہ
۴۲۷	میران محمد شاہ
۴۲۹	میران راجہ علی خان فاروقی
۴۳۱	بہادر خان فاروقی

صفحہ	مطلب
۴۳۵	بیان ۱۷ حکام شرقی
〃	خلبہ محمد بختیار بر ولایت بہار
۴۴۰	سلطان فخر الدین
۴۴۱	علی مبارک المخاطب السلطان علاء الدین
〃	حاجی الیاس بھنگرہ
۴۴۲	شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین
۴۴۳	شاہ غیاث الدین
〃	سلطان السلاطین شاہ
〃	شمس الدین شاہ ثانی
〃	راجہ کانس غدار کی حکمرانی
۴۴۴	چنچل ولد کانس
〃	سلطان احمد بن سلطان جلال الدین
〃	ناصر الدین غلام
۴۴۵	سلطان ناصر الدین بھنگرہ
〃	باربک شاہ
〃	یوسف شاہ
۴۴۶	سکندر شاہ
〃	فتح شاہ
〃	سلطان باربک
۴۴۸	ملک اندیل حبشی بخطاب فیروز شاہی
〃	محمود شاہ
〃	بدر حبشی مظفر شاہ
۴۵۰	شریف مکی سلطان علاء الدین
۴۵۱	نصیب شاہ
۴۵۲	سلیم خان بہادر شاہ
〃	سلیمان کرانی افغان
〃	بایزید افغان

مطلب	صفحہ
کاکو دخان افغان	۴۸۴
ذکر بادشاہان شرقی	۴۸۶
سلطان شرقی خواجہ جہان	۴۸۷
سلطان مبارک شرقی	〃
شاہ ابراہیم شرقی	۴۸۹
سلطان محمود شرقی	〃
سلطان محمد شاہ شرقی	۴۹۳
سلطان حسین شرقی	۴۹۴
مقالہ آٹھوان حکام سندھ	۴۹۷
ناصر الدین قباچہ	۵۰۲
بیان احوال سمنگان	۵۰۶
جام مانی بن جام جونا	۵۰۸
جام تماجی بن جام مانی	۵۰۹
جام صلاح الدین	۵۱۰
جام نظام الدین	〃
جام علی شیرین نظام الدین	۵۱۱
جام کران بن جام تماجی	۵۱۲
جام تغلق بن اسکندر	۵۱۴
جام مبارک	۵۱۵
جام اسکندر بن جام فتح خان	۵۲۴
جام سنجر	〃
جام نظام الدین نندا	۵۲۶
جام فیروز بن جام نظام الدین	۵۲۷
شاہ بیگ ارغون کی سلطنت	۵۲۸
شاہ حسین	〃
عیسیٰ ترخان	۵۳۰
میرزا باقی	۵۳۱

مطلب	صفحہ
میرزا جانی	۴۸۴
سلطان محمود بھکری	۴۸۶
مقالہ نوان سلاطین ملتان	۴۸۷
شیخ یوسف ملتانی	〃
قطب الدین لنکاہ	۴۸۹
شاہ حسین لنکاہ	〃
فیروز شاہ لنکاہ	۴۹۳
شاہ محمود لنکاہ	۴۹۴
شاہ حسین ثانی	۴۹۷
مقالہ دسوان سلاطین کشمیر	۵۰۲
فتوی علمائے ہندوستان	۵۰۶
سلطان شمس الدین	۵۰۸
شاہ جمشید	۵۰۹
سلطان علاء الدین	۵۱۰
شاہ شہاب الدین	〃
سلطان قطب الدین	۵۱۱
سلطان سکندر بت شکن	۵۱۲
سلطان علی شاہ	۵۱۴
سلطان زین العابدین	۵۱۵
حاجی خان کی شاہی	۵۲۴
شاہ حسن ولد شاہ حیدر	〃
محمد شاہ ولد حسن جان	۵۲۶
فتح شاہ بن آدم خان	۵۲۷
محمد شاہ کی دوبارہ حکومت	۵۲۸
فتح شاہ کی دوبارہ شاہی	〃
سلطان محمد شاہ کی تیسری حکومت	〃
ابراہیم شاہ	۵۳۱

صفحہ	مطلب
۵۳۳	نازک شاہ
//	ذکر محمد شاہ
۵۳۵	سلطان شمس الدین
//	حکومت نازک شاہ دوبارہ
//	میرزا چندر ترک کا تسلط
۵۴۰	نازک شاہ کی حکومت سہ بارہ
۵۴۲	ذکر ابراہیم شاہ
۵۴۳	اسمٰعیل شاہ
۵۴۴	حسیب شاہ
۵۴۶	غازی شاہ
۵۴۷	حسین شاہ
۵۵۰	علی شاہ
۵۵۳	یوسف شاہ
۵۵۸	مقالہ گیارھوان بیان اسلام حکام ملیبار
۵۶۸	مقالہ بارھوان مشائخ ہندوستان کے حالات
۵۶۹	لمعۂ خاندان چشتیہ
//	ذکر حضرت سلطان مشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری معروف بہ چشتی
۵۷۵	ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
۵۸۳	ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
۵۹۷	ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہٗ
۶۱۲	ذکر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ
۶۱۴	شاہ منتخب الدین زرزری زربخش قدس سرہ
۶۱۵	شاہ برہان الدین قدس سرہ
۶۱۶	شیخ زین الدین قدس سرہٗ
//	شیخ نظام الدین ابولمؤید قدس سرہ
۶۱۷	ذکر امیر خسرو دہلوی رح
۶۲۱	شیخ سلیم رح
۶۲۲	خاندان سہروردیہ ملتان
//	حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ
۶۳۲	شیخ صدر الدین قدس سرہ
۶۳۶	حضرت مولانا ابوالفتح رکن الدین قدس سرہ
۶۳۹	جناب سید جلال الدین بخاری قدس سرہ
۶۴۰	حضرت حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ
۶۴۱	حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ
۶۴۲	مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ
۶۴۴	مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ
۶۴۶	شیخ وجیہ الدین سیاح
۶۴۸	مخدوم جہان سید جلال الدین حسین بخاری رح
۶۴۹	حضرت سید صدر الدین راجو رح
۶۵	جناب شیخ کبیر الدین اسمٰعیل رح
//	خاتمہ ذکر ہندوستان بطور جغرافیہ

به عون صناع مکین و مکان فخلاق مین خلاز وزمان

احمد للہ کہ صحیفہ یادگار زمانہ و نسخہ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

یعنی

تتمہ تاریخ فرشتہ اردو

جلد دوم

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر انحاف مشتاقان فن سیر و افادہ عام اردو زبان سلیس مین جلیہ ترجمہ سے مزین ہوکر

مطبع نامی گرامی منشی نول کشور لکھنؤ مین طبع آراستہ ہوا

اعلان ۔ حقوق طبع محفوظ ہیں کاپی کرنے والے کو قانونی کارروائی کا خوف ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

سر دوسرایان محفل سخن و تازہ کنندگان داستان کہن گلشن اخبار گیتی پروران اور چمن آثار کشور ستانان سے خوشبو اس حکایت کی کہ حسن القصص ہی اس بے بضاعت کے مشام جان مین اسطرح پہونچا کر کے زمزمہ پیرایہ مین شعر سرخیل سپاہ کامگاران ✤ شاہنشہ جملہ شہریاران ✤ یعنے ابوالمظفر یوسف عادل شاہ ترکمان کہ فاتحہ کتاب اقبال اور غرہ سپہر اجلال خاندان عادل شاہیہ ہی اولاد سلاطین عظیم الشان روم سے مشہور بآل عثمان سے ہی خسرو ذی شان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہی جب باپ اُسکا سلطان مراد ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین اجل طبیعی کے سبب روم مین فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا سلطان محمد بے مزاحمت تخت روم پر متمکن ہوکر بادشاہ کامگار توفیق آثار ہوا نہایت فضلا اور علما پرور تھا حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نے اُسکی مدح مین قصائد موزون فرما ہین اُسکے اجلاس کے بعد ارکان دولت و اعیان حضرت متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہنے لگے کہ ابتداے ایام سلطنت سلطان مراد مغفور مین ایک شخص نے ظہور کر کے دعوی کیا کہ مین مصطفے بن الیدرم بایزید ہون اور قریب تھا کہ اُس سے فساد اور تزلزل ارکان دولت ال عثمان مین پڑے لہذا مناسب یہ ہی کہ ولیعہد کے سوا دوسرا شخص اولاد ملوک سے بقید حیات نرہے تاکہ اس فساد کے سبب اور فتنے اور مفسدے پیدا نہوین سلطان محمد لاچار ہوکر اُنکا شریک ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی اعیانی مسمی یوسف کے قتل کا اشارہ فرمایا ارکان دولت حرم سرا کے دروازے پر آئے اور چاہا کہ شہزادہ یوسف کا گلا گھونٹ کر اُسکا جنازہ خاص و عام کی اطلاع کے واسطے باہر لیجاوین سلطان محمد کی والدہ نے جو محبت زیادہ تر اپنے چھوٹے فرزند سے رکھتی تھی از روے عجز انسے کہا کہ یہ لڑکا بیگناہ ہی مناسب یہ ہی کہ اُسکے قتل سے باز آؤ اور اگر صلاح دولت اور مصلحت ملکی مین ہرج واقع ہوتا ہو تو آج کی رات مجھے مہلت دو کہ آنی دیر نظر بھر کر دیکھون کل تمھارے سپرد کرون ارکان دولت نے مادر سلطان کی اسقدر مہلت پر مضائقہ نہ کر کے اس عفیفہ کا

سوال قبول اور منظور کیا اور اُس ضعیفہ نے خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن ساوہ کو کہ ہمیشہ ایران سے تحف و نفائس روم مین لاکر اُسکی سرکار مین بیچتا تھا طلب کرکے اس سے یہ بات کہی کہ اگر چند غلام فرد بختی تیری سرکار مین ہون میرے پاس لاتا تاجر نے عرض کی کہ میرے پاس پانچ غلام گرجی اور دو غلام حرکس موجود ہین پھر اُنھین حکم کے موافق حاضر کیا ایک اُن دو غلام حرکس سے کہ فی الجملہ شاہزادہ یوسف سے شباہت رکھتا تھا سوداگر سے مخفی خرید کرکے زر قیمت اُسکے حوالہ کیا اور خواجہ گرجستانی سے فرمایا کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہی اگر تو حقوق چندین سالہ منظور رکھکر میری اعانت کرے تو مال و جواہر عالم سے تجھے مستغنی کردون یعنے یوسف کو تیرے سلک غلامون مین منتظم کرتی ہون اسوقت اسے بلباس غلامان ملبس کرکے بلاد عجم کیطرف روانہ ہو خواجہ مال کی طمع یا حقوق آشنائی کی رعایت سے اُس امر خطیر کا متعہد ہوا اور یوسف کو لیکر اس رات کو اُس قافلہ کے ہمراہ جو بغداد کی طرف متوجہ تھا روانہ ہوا اور خداوند کارساز سے عہد کیا کہ اگر مین شاہزادہ کو سلامت لیکر عراق عجم کی سرحد پر پہونچون خمس مال زائران مرقد شیخ صفی قدس سرہ کو پہونچاؤن دوسرے دن جب اعیان و ارکان دولت سلطان محمد کے حرم سرا کے دروازہ پر آکر طالب امر موعود ہوئے اُس ضعیفہ مدبرہ نے اُس جماعت سے ایک شخص کو جو مزید اعتقاد و اعتبار مین موصوف و معروف تھا وراُس شب کو اُسے بموعید بزرگانہ اور بدل نقود و جواہر بیش اندازہ سے راضی کیا تھا اندر محل کے طلب کیا چنانچہ اُس شخص نے غلام معہود کو ہلاک کیا اور برسم سلاطین اُس دیار کے اُسے دفن و کفن کرکے فوراً باہر لیگیا چونکہ وہ اعیان و ارکان سے تھا سب نے اس جنازہ کو شاہزادہ کا جنازہ یقین کرکے بالتجسس دفن کیا اور خواجہ عماد الدین محمود جب سر حد عجم مین پہونچا اردبیل کیطرف جاکر وہ نذر کہ اپنی خوشی سے عہد کی تھی وفا کرکے شاہزادہ کو بھی اُسکے مریدون مین منسلک کیا اور وہان سے جب شہر ساوہ مین پہونچا شاہزادہ کو اخفاے راز کے بارہ مین سفارش بلیغ فرمائی اور اپنے فرزندون کے ہمراہ مکتب مین بھیجا دوسرے برس شاہزادہ کی والدہ بیتاب ہوئی اور فرزند کے تحقیق حال کیواسطے ایک اپنے معتمد کو ساوہ کیطرف روانہ کیا اُس شخص نے کیفیت فراغت اور آسودگی اور کسب کمالات شاہزادہ کا دریافت کرکے نو مہینے ساوہ مین مقیم رہا اُسکے بعد خط یوسف کے ہاتھ سے اُسکی والدہ کی دلجمعی کو لکھوا کر روم کی طرف روانہ ہوا اور اسکندریہ مین پہونچکر بیمار ہوگیا اور علالت کے سبب ڈیڑھ برس اُس مقام مین استقامت کی اور تیسرے برس خبر سلامتی فرزند اور مکتوب اُس کا اُسکی والدہ کے پاس پہونچایا وہ مخدومہ جہان لوازم شکر و سپاس بجالائی اور تصدقات اور نذرات ارباب استحقاق پر تقسیم کیے اور وایہ اور مرضعہ شاہزادہ یوسف کو مع اُس کے فرزند غضنفر آقا اور دل شاد آقا کے مع جہاز و اسباب فراوان جیسا کہ کسی کو خبر نہ ہو ہمراہ اسی اول شخص کے بلدہ ساوہ کیطرف بھیجا ان دنون مین خواجہ عماد الدین محمود سفر ہندوستان کی طرف گیا تھا اہلخانہ اُس کے گفتار اور کردار غضنفر آقا اور اُس کی خواہر کے حقیقت حال پر آگاہ ہوئے یہ راز فاش ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر حاکم ساوہ کو کہ ترکمان آق قویونلو سے تھا پہونچی طمع مال کرکے اور ایک تقریب اُٹھاکر چار سو تومان اُنسے لیے اور چونکہ شاہزادہ کو ابتداے حال مین سپہر سپہر کی گردش سے سولہ برس کے سن مین ایک سوناری کے لڑکے کی حمایت پر حاکم ساوہ کے متعلقین مین سے ایک شخص سے نزاع واقع ہوئی جس سے مضطر ہوا اور سفر اختیار کرکے بلدۂ قم مین پہونچا اور اپنے دل مین یہ مصمم کیا

کہ جب تک ساوہ کا حاکم معزول نہو وطن مالوف ساوہ مین مراجعت نکرونگا پھر کاشان اور اصفہان کی سیر کرکے
شیراز گیا اور چندے باغات اور گلزار اس ملک فردوس آئین مین زمانہ عیش و نشاط مین گذرانا جب حاکم
ساوہ کے عزل کی خبر سنکر چاہا کہ اپنے مرکز اصلی کی طرف معاودت کرے ناگاہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے
عالم رویا مین اس سے کلام محبت الیتام سے ہمزبان ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا و قدر کے موافق مسکن
مانوس سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزا اور احبا کی جدائی کا نوش کرکے صعوبت سفر راحت انجام کا متحمل ہوکر عنان
عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کے نشیب و فراز سے ہراسان نہو زمام اختیار
قائد توفیق کے سپرد کر کہ عنقریب زلیخاے ملکت جہان نہایت زینت سے تیرے ہم آغوش ہو اور سعادت دینی و دنیوی
قرین روزگار رہو اس واسطے وہ نیر اوج اقبال یہ مژدہ دلنواز سنکر عزیمت سفر کے مرکب پر سوار ہوا اور کمیت اندیشہ کو بادیہ
تردد و تفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کرکے نقش وطن کا
لوح خاطر سے یکقلم محو کیا اور سنہ ۸۶۴ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین سفر ہند کا عازم ہوا اور بندر جرون المشہور بہ ہورمز کے
راستہ سے قدم صدق کشتی مراد مین رکھکر حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے تھوڑے عرصہ مین بے محنت
طوفان آشوب نشان اور تلاطم دریاے بیکران کے کہ دریاے روان اس سے ڈرتے ہین ساحل بندر مصطفےٰ آباد
وایل پر پہونچا اور ان دنون مین بندر مذکور اُس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کے میامن قدوم سے بہشت برین
کی طراوت رکھتا تھا اور طائر نشاط و خرمی اُس دیار فیض آثار کے فضاے روح آسا مین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک
روز کا مذکور ہے کہ وہ نیر سپہر نجتباری خورشید انور کی طرح کاخ فلک منظر سے برآمد ہوکر اُس مکان جنت
نشان کے اطراف و اکناف مین کہ اسوقت مین بخضر آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کیطرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک پیر
خضر صفات خجستہ لقا نے کہ انوار رواہب سبحانی اُنکے چہرہ دلکشا سے ساطع اور لامع تھے سایہ التفات اُس سند ایگان
اعلی کے سر پر ڈالا اور ساتھ ایسے لطف کے کہ لطیف تر از نسیم سحر اور عطر پاش مشک اذفر سے تھا لوازم تفقد اور
مراسم تفتیش حال بجالایا اور آب زلال کا جام کہ اُسکے عکس سے آغاز و انجام کا حال ظاہر اور ہویدا تھا عنایت فرمایا
اور وہ متعطش بادیہ طلب لوازم دعا و ثنا مودی کرکے جب جام لبریز عنایت کے پینے مین متوجہ ہوا وہ حیات بخش
ارباب صفا یعنے خضر خجستہ لقا اسکی نظر جہان بین سے غائب ہوا دیدہ صوری اُس کے مشاہدہ جمال جہان آرا سے
محروم اور بے بہرہ رہے اور کلام صدق انجام مولوی معنوی ملک فمی ظاہر ہوا **بیت** رفتم کہ خار از پا کشم محمل
نہان گشت از نظر ❊ یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد ❊ اور وہ منظر ارادت قدسی اور مورد سروش
سماوی مجدداً خضر علیہ السلام کے عواطف سے اختصاص پاکر رفاقت مین خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی کے
جو بندر مصطفےٰ آباد وایل مین طریقہ تجرید مین مشغول تھا روے توجہ احمد آباد بیدر کی طرف لایا اور جو گرجستان گیلان کے
اعمال سے ہی ہم قلیمی اور سابقہ آشنائی کے سبب درمیان خواجہ محمود گرجستانی اور خواجہ جہان کاوان گیلانی کے صداقت
اور خصوصیت بہت تھی اور جناب یوسف بھی متحی نہوا تھا عمر شریف سے اُسکے سترہ مرحلہ طی ہوئے تھے خواجہ عماد الدین محمود
کی خدمت مین مکلف ہوا کہ اپنے دوست خواجہ جہان سے سفارش کرین کہ وہ یوسف کے مانند مجھے اپنی عبودیت مین منسوب کرکے
بادشاہ کے سلک غلامونمین کہ مہمات انکے رواج اور رونق تمام رکھتے ہین منتظم فرمائین خواجہ نے اول اس معنی سے انکار کیا اور جب

رونسی

مبالغہ اور تکرار اُسکی حد سے زیادہ گذری ناچار انگشت قبول آنکھون پر رکھی اور اس راز سے آصف جم اقتدار
ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو مطلع کیا اور خواجہ نے جب یوسف مصر عزت کو اپنے روبرو طلب
کیا اور اُسکی حسن صورت اور سیرت مشاہدہ کی اور اُسکی قابلیت اور خط و سواد اور موسیقی دانی اور آداب سپاہگری
دریافت کرلی تو احوال اُسکا نظام شاہ بہمنی اور اُسکی والدہ مخدومہ جہان سے عرض کیا اور انھین دنون مین وہ غلام
جو کس سرکار شاہی مین دراہم معدودہ کو فروخت کرکے زرثمن خواجہ عماد کو تسلیم فرمایا اسی طرح یہ واقعہ میرزا محمد سادی
نے اپنے باپ غیاث الدین محمد وزیر یوسف عادل شاہ سے نقل کیا ہی اور جو کچھ نواب شاہ جمال الدین حسین بن شاہ
حسن انجو سے روایت کی مقوی اور مصدق نقل مذکور ہی کہ جواہرہ نام ایک پیرزن نے کہ نسبت اُسکی مان کیطرف سے
شاہان بہمنیہ سے اور باپ کی جانب سے شاہ نعمت اللہ ولی سے درست ہوتی تھی میرے والد سے یون نقل کی کہ
مین آغاز شباب مین شہر احمد آباد بیدر مین مجلس مین بی بی ستی دختر یوسف عادل شاہ جو زوجہ احمد شاہ کی تھی حاضر
ہوئی چونکہ جشن طوے بزرگ درمیان مین تھا اکثر عورات شاہان بہمنیہ اُس انجمن مین فراہم ہوئین اور ایک مجلس
عظیم منعقد ہوئی چونکہ قاعدہ زوجات سلاطین بہمنیہ کا جو خطاب ملکہ جہان پاتی تھین یہ تھا کہ چند عقد مروارید بزرگ
ایک جاکرکے اور اُسپر قبہ طلا مرصع بجواہر نفیسہ نصب کرکے بروز جشن اور بروز متبرک اپنے فرق سر پر استوار
کرتی تھین اسطرح سے کہ لڑیان موتیون کی پیشانی اور بناگوش اور عقب سر پر آویزان ہوتی تھین اس واسطے
بی بی ستی کہ خطاب ملکہ جہان یافتہ تھی اُس مجلس مین موتیون کی سراسری زیب فرق کرکے جمیع عورات بلکہ
شاہان بہمنیہ کی شہزادیون سے مقدم بیٹھتی تھی ایک عورت کہ خاندان بہمنیہ سے تھی جھنجھلاکے بولی سبحان اللہ
یوسف عادل خان کی بیٹی کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہزادیون پر ملکہ جہان بنکر تفوق ڈھونڈھے بی بی ستی نے
جواب دیا کہ اگرچہ تم شاہزادیان ہو ہم بھی شاہزادی اولاد عظیم الشان روم سے ہین اور جو حکایت کہ قبل اس
سے مرقوم ہوئی مفصل حضار مجلس کے روبرو بیان فرمائی کہ وہ اس سے آگاہ ہون جب یہ گفتگو ملکہ جہان
بی بی ستی کی مجلس مین واقع ہوئی یہ خبر امیر قاسم برید کو پہونچی چونکہ سرکشی اُس کی عادت تھی کہا جو کچھ
ملکہ جہان بی بی ستی فرماتی ہین اُس کو عرصہ قلیل گذرا ہی اور بہت قریب العہد ہی اور تحقیق کرنا اُس کا
آسان ہی الغرض ایک شخص کو برسم تجارت و رسالت شاہان روم کے دربار مین بھیجا اور اُس نے وہان
پہونچکر عورات کہن سال سرکار شاہی سے احوال تحقیق کیا ملکہ جہان بی بی ستی کا فرمانا ثابت اور متحقق ہوا
اور وہ کہ یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادلشاہ رومیون کو بہت چاہتے تھے اور عزت رکھتے تھے یہ بھی ایک
دلیل قوی اس روایت کی صحت مین ہی واللہ اعلم بالصواب اور یوسف عادل شاہ نے جو پرورش
اور تربیت سادہ مین پائی تھی اُس وجہ سے مردم آگاہ کے درمیان یوسف عادلشاہ سادی شہرت
رکھتا ہی اور ہندیان شکستہ زبان نے اُسے سوائی مشہور کیا ہی کس واسطے کہ سوائی زبان ہندی مین سوا چار کو
کہتے ہین جو کہ یوسف عادلشاہ باعتبار ولایت و شمشیر کے حکام دکن پر چار حصہ پاؤ بالا زیادتی رکھتا تھا اسواسطے
ساتھ اس لقب کے اُسنے شہرت پائی لیکن صحیح یہ ہی کہ سادہ کو ساتھ سوائی کے تحریف کیا ہی جیسا کہ نظام شاہیہ بحر یو کو
یہ بحری تحریف کیا ہی بہرتقدیر بعد دو تین مہینے کے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نے مخدومہ جہان کی

اجازت سے یوسف عادل شاہ کو عزیز خان میر آخور یعنے داروغہ اصطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر
اُس خاندان سے تھا سپرد کرکے اُس کے حق مین پوری سفارش کی اور عزیز خان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا
جمیع مہمات میر آخوری کو اُس سے رجوع کرکے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادل خان
امر ضروری اصطبل کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر عرض معروض کرتا تھا
اور جب اُس عرصہ مین عزیز خان میر آخور فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود گاوان المخاطب
بخواجہ جہان کی توجہ سے منصب سہ صدی پر فائز ہوکر اصطبل کی ریاست پر سربلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے
جب درمیان اُسکے اور بہمن متصدی میر آخوری کے موافقت نہ رہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک
ترک کے دربار مین کہ ترکون کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دوا دوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے
یہ نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغۂ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نکر سکتا تھا غرضکہ جس
وقت نظام الملک ترک کو برار کا طرفدار کیا منصب یوسف عادلشاہ کا پانصدی پہونچایا اور خطاب عادلخان دلواکر
اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھرکہ کو سال بھر محاصرہ کرکے اس مقام کے
راجہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادلشاہ نے کمر شجاعت
اور مردانگی کی استوار کرکے کفار کو جو ہجوم کرکے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کرکے خود غنائم اور فیلون کو
درگاہ مین لایا اس خدمت مستحسن سے امرائے ہزاری مین داخل ہوا اور روز بروز اُسکا ستارہ اقبالمندی پر تھا
یہانتک کہ امرائے عظیم الشان مین محسوب ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہوکر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال سلطان
محمد شاہ بہمنی اور بہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ مین تربیت سپاہ مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون اور
ترکون پایۂ تخت احمد آباد بیدر کو بموا عید خسروانہ اپنے پاس بلواکر بمناصب ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور
مکنت اُسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور سنہ ۸۹۵ آٹھ سو پچانوے اور برداتے سنہ ۸۹۶ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین بمقتضا
اَلسَّیْفُ یُزَیِّنُ الضَّرْبَ وَالْمُلْکُ یُزَیِّنُ الْغَلَبَ خطبہ بیجاپور کا اپنے نام پڑھکر چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچ ہزار ترک
اور غریب کے اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امرائے سلطان محمود
کے تصرف مین تھے بزور بازوے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بہورہ سے بیجاپور اور آب کشنہ سے رائچور
تک اپنے حوزہ تصرف مین در لایا اور تخفین دنون مین لفظ خانی کو مبدل کرکے اپنا نام عادلشاہ رکھا جیساکہ جونور ستہ
شاخ کہ مراد فرزند ارجمند سے ہے اُس دوحہ جلال سے سرمارتی تھی اُسکو بھی عادلشاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت
بخت جوان عدالت نشان انار اللہ برہانہ گلشن شاہی مین سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اُسکا جویبار فرمانروائی
سے سیراب اور شاداب ہوا جمیع امرائے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اُس سے برگشتہ تھے پھر اُسکی خدمت
مین مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہونے سے نفع کلی اُسکی سرکار مین ظاہر آیا الغرض یوسف
عادلشاہ کے خطبہ پڑھنے اور چتر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک وحسد قاسم برید کے مجمر سینہ مین جو ہمیشہ بیجاپور
کی شاہی کی فکر مین رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور تیمر لنج پدر امراج مشہور کو کہ وہ بھی شیورائے کی اولاد پر متسلط
اور غالب ہوکر بادشاہی کے نام کے سوا اُن پر اطلاق نکرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے

قلعہ رایچور اور مدکل کو مع جمیع مضافات اُسکے تمھین پیشکش کیا تھا چاہیئے کہ تم لشکر کھینچکر مسخر کرو اور اسی طریق سے بہادر گیلانی کو جو بندر گوہ اور تمام دریا بار پر کہ اصطلاح دکن مین اسے کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تاخت و تاراج کی ترغیب کی چنانچہ ہمیراج بعد پہونچنے نامہ رائے زادہ کے مع لشکر موروملخ سے زیادہ تر قدم برداشتہ روانہ ہوا اور آب سمندرہ سے عبور کرکے قلعہ رایچور اور مدکل پر قبضہ کیا اور اُسکی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بہادر گیلانی بھی فرصت جانکر قلعہ جام کھنڈی کو یوسف عادلشاہ کے تصرف سے برلایا اور اس عرصہ مین ایک جماعت نزدیکون سے کہ محرم اسرار تھے دشمنون کا خیال باطل اور اندیشۂ ناصواب شاہ عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچا کر اضطراب کرنے لگے آنحضرت نے اُنکو تسلی دیکر فرمایا کہ جو جمیع امور مین ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پرفتوح شیخ صفی سے استعانت طلب کرتا ہون اور طلب کرونگا یقین کہ اعدا پر مظفر اور منصور ہون گا پھر عہد کیا کہ اگر اس عقدہ مشکلہ سے نجات پاؤن خطبہ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو رواج دون اُس وقت حسن تدبیر سے قلعۂ ایچور اور مدکل کا خیال دل سے برطرف کرکے ہمیراج اور رائے زادہ سے صلح کی اور اُنھون نے بھی دوسرے ممالک کے نہب و غارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجاپور کیطرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو بجبر و قہر اپنے ممالک محروسہ سے نکالدیا اور باقتضاے وقت قلعہ جام کھنڈی کے در پے استرداد نہوا بلکہ قاسم برید کی گوشمالی اور تادیب کا عازم ہوکر آٹھ ہزار سوار سے کہ انمین اکثر مغل اور ترک تھے احمد آباد بیدر کیطرف نہضت فرمائی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بحری سے تضرع و زاری کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک بحری باتفاق خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی کو لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف کہ دار الخلافت سے پانچ کوس پر تھا روانہ ہوا اور یوسف عادل شاہ بھی صف آرائی مین مصروف ہوکر میمنہ پر دریا خان کو اور میسرہ پر فخر الملک ترک کو مقرر کیا اور خود قلب مین پناہ لی اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ ان دنون سادہ سے دکن مین آیا تھا ایک ہزار تیرانداز اُسکے حوالہ کرکے حکم کیا کہ جس طرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کرے دریا خان اور یوسف عادل شاہ نے میسرہ اور قلب غنیمون کا شکستہ کرکے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک بحری نے میسرہ یوسف عادل شاہ کی زیر و زبر کی اور فخر الملک زخمی ہوکر نکل گیا اور یوسف عادل شاہ قتال کی فکر مین ہوکر چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روان ہووے اس درمیان مین غضنفر بیگ نے پہونچکر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے تھی وہ معرکہ مین نہین ہے آپس مین جنگ کرنے مین خرابی کے سوا کچھ حاصل نہین ہے مناسب ہے کہ آپس مین صلح کرکے ابواب مصادقت مفتوح رکھیئے پھر طرفین سے آدمیون نے درمیان مین آکر صلح کروائی اور دونون سردار گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کرکے اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کی لیکن عامی ناظم عادلنامہ نے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی اُس عدالت پناہ کا بطریق اجمال اپنی کتاب مین مدرج کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ الندرگ کے حوالی مین واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری

اُس معرکہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی اُس کی طرف سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل روزگار شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادلشاہ نے بیجاپور مین جاکر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی سے مصالحہ کیا اس واسطے کہ تخت گاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادلشاہ بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طی مسافت مین عشرت حلال اور فراغت بے زوال مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی **بیت** شکار افگن و سرخوش و شادکام ٭ ہمیکرد منزل بمنزل خرام ٭ اور اُسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تہمتنان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چمک سے رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام مین منزل گاہ کرکے سرادرہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت اوج کیوان پر بلند کرکے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا **نظم** جہان پر سرادرہ و بارگاہ ٭ گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ ٭ زبس خیمہ و خرگہ و سائبان ٭ زمین کردہ از آسمان رو نہان ٭ اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھاکر ساتھ گلعذاران سیم اندام اور شمشاد قدان سبز فام ٭ **بیت** نازک بدنان سرو قامت ٭ در شوخی و دلبری قیامت ٭ ہر یک زنسنے بنوش نگاری ٭ سرو و سمن و گل بہاری ٭ کے ساتھ اقداح شراب بیغش کے تجرع اور نغمات دلکش کے استماع مین رغبت کرکے فرمایا کہ سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے بآہنگ عود و قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا **اشعار** خوش آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد ٭ جہان رامے از ساغر دل بداد ٭ گل و لالہ را تا بود بوے و رنگ ٭ زمان را شتاب و زمین را درنگ ٭ رخش باد تا بندہ چون آفتاب ٭ نزتاج کے و تخت افراسیاب ٭ مدام از مے لعل فرماندہی ٭ مبینا دکس جام خسروتہی ٭ اور اس عرصہ مین اُستاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ ساز ندگی مین مہارت تمام رکھتا تھا انھون نے یہ نظم آغا زکی **شعر** بوے پیراہن یوسف زجہان گم شدہ بود ٭ عاقبت سر زگریبان تو بیرون آورد ٭ یہ نغمہ و لکش جب کہ ساتھ نے و ساز کے گویّون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار ہون کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہی خزانۂ عامرۂ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب مدام اور آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف مالاکلام پیدا کیا عارضۂ تب و لرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فراش ہوکر برآمد نہوا اور غضنفر بیگ دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگون کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر وحشت اثر اطراف و اکناف مین شائع ہوئی اور بیمراج لوازم شادمانی پیش پہونچا کر اسطرف کے امراے کبار کی صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کرکے ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین کوچ برکوچ رایچور کیطرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور خائف ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی جب تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا اُسی عرصہ مین صحت عاجل اور شفاے کامل حاصل ہوئی یوسف عادلشاہ شکرانے کے سجدات بجالایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما و فضلا اور سادات مدینہ اور کربلا اور اشرف کہ جو اُسکے اُردو مین تھے تقسیم کرکے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون اور

خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی مین اُس شہریار کے ہمراہ دکن مین آیا تھا سپرد فرمائے کہ سادہ مین جاکر وہان ایک مسجد بناکر کے اور ایک مینار نہایت رفیع اُس مسجد کے قریب تیار کرکے نہر آب اُس شہر مین لایا الغرض ابتک وہ مسجد بہ مسجد غریبان مشہور ہی اُسکے بعد مخبرون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ تیمراج آب سمندر رہ سے عبور کرکے کوچ متواترہ سے بسبیل استعجال آتا ہی اس واسطے شاہ صاحبقران نے دست ہمت دامن کرم حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم مین محکم کرکے سیاہ ظفر دستگاہ کے جائزہ اور بہادران قضا توامان کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ دیندار صاحبقران ❊ خدیو فلک قدر گیتی ستان ❊ بفرمود تا برنشیند سپاہ ❊ درآید بآئین سوعرصہ گاہ ❊ برآراستہ یکسر اسپ وسوار ❊ ہمہ باسلاح آنچہ آید بکار ❊ پھر امرائے عظام بہرام صولت اور احدیان کینہ کوش وافر شوکت کو اسپان تندخرام پر سوار کرکے صفوف حرب آراستہ کین اور سر سے پانؤن تک سم بادپایان کی فولاد اور آہن مین غرق کرکے میدان مین جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار و دو اسپہ اور سہ اسپہ اور دوسو ہاتھی خرد و کلان شاہ فلک قدر کے منظور نظر ہوئے پھر غضنفر بیگ آغا اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ اور داؤد خان سے کہ امرائے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ بخشندہ بے منت کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تندخو کے لشکر روم پر حملہ لاکر حیرۂ مقصود دیکھوگے اور سد سکندری کو اس سوکب گردون مراتب کے صدمہ سم سے توڑکر سپاہ زمین کو زیر و زبر کروگے پس مناسب یہ ہی کہ ہم دشمن کا استقبال کرین اور رایات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کر اعدا کو ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالین مستمعان دولتخواہ نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان جلادت اور سربازی کی تکلم مین کھولی اور اُن مین سے ایک بہادر جو شراب اخلاص سے بدمست تھا ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا نظم برانم کہ چون دشمن بدگہر شکند عزم ❊ زرم شہ داوگر ❊ بگرزگران سنگ و شمشیر تیز ❊ سر و دست اوراکنم ریز ریز ❊ اور دوسرا غازی کہ جادۂ عبودیت پر مستقیم تھا بفحوائے اس کلام کے تکلم کیا نظم درآید اگر دشمن تیزچنگ ❊ بدریاے ہیجا بسان نہنگ ❊ بزاقبال شاہ شجاعت نژاد ❊ خدیو جہانگیر پاک اعتقاد ❊ بقلاب مردی زبونش کنم ❊ بضرب سنان غرق خونش کنم ❊ اور بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بجناح استعجال حریفان کج اندیش کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے فاصلہ پر اُنکے مقابل آیا زمین کو امرا تقسیم کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے مین مشغول ہوئے اور شرائط ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہان بسر کیئے لیکن دوشنبہ کی فجر ماہ رجب ۹۸۰ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین طرفین سے فوج کشی ہوئی صفین آراستہ ہوئین مردان جنگ کی چار دانگ مین دھوم ہوئی اب مہم مقابلہ اور مقاتلہ تک پہونچی قضا سلسلہ جنبان فتنۂ خوابیدہ ہوئی دم نقد جان کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی اور اس واقعہ مین کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ابتداے حال مین غلبہ اور فیروزی نصیب اعدا ہوئی لشکر خدایگان جہان زلف بنفشہ سویون کی طرح باد صبحگاہ نرم سے درہم و برہم ہوا یک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا اردوے شاہ مین لیکر آیا پانسو بہادر شربت شہادت چکھکر خلد کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے شعر چراغی کان فرو خواہد نشستن ❊ کند در وقت مردن خانہ روشن ❊ اُسوقت یوسف عادل شاہ اور غضنفر آغا اُسکے بھائی نے سوار ہوکر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا

اُنکے ہاتھ اور پانون مین نعل زرین بستھین شاہ محمود بہمنی کیواسطے بسم ہدیہ بھیجے اور اُسکے بعد بہادر گیلانی کے دفع
کی فکر اور قلعۂ جام کھنڈی کے استخلاص مین ہو کر چاہتا تھا کہ رایات نصرت آیات کو نہضت فرماوے اس درمیان
مین محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرہ سر شاہ محمود بہمنی کے پاس بھیجا چونکہ بہادر گیلانی اور اُسکے آدمیون نے
جہاز گجرات کو جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا تھا از راہ مزاحمت بیجا اُسے روکا تھا لہذا بذریعہ ایلچی شکایت کی اور سخت
پیغام کیا کہ اگر تمسے وہ قطاع الطریق یعنے رہزن دفع نہین ہوتے تو ہمین اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیجکر نیست ونابود
کرین اور شاہ محمود بہمنی قاسم بریدترک کی ہدایت کے بموجب عبدالملک شستری کو کہ مشاہیر اُس دولتخانہ سے
تھا یوسف عادلشاہ کے پاس بھیجکر بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے طالب کمک ہوا یوسف عادلشاہ یہ منصوبہ
خدا سے چاہتا تھا شاہ پر احسان کرکے پانچہزار سوار انتخابی بسرداری کمال خان دکنی نہایت سامان اور تجمل کے
ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجے اور اس سبب سے کہ بہادر گیلانی نے داعیہ یوسف عادل شاہ کا اپنے دل مین تصور کرکے
جام کھنڈی کے اطراف مین نزول کیا تھا شاہ آب کشنہ سے عبور کرکے اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب مقاومت
نہ لاکر تلگوان کی طرف بھاگا اور شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے قلعہ کو بامان مسخر کیا اور چاہا کہ خواجہ
جہان ہمدانی المخاطب بقطب الملک کے تفویض کرکے آگے بڑھے کہ قاسم بریدترک ملنے آیا اور عرض کی کہ قلعہ
یوسف عادل شاہ سے تعلق رکھتا ہی اولی یہ ہی کہ اُس کی خوشنودی مین کوشش کرکے اُسکے ملازمین کے سپرد کرین
شاہ کو یہ بات طبیعت کے موافق پڑی قلعہ کمال خان دکنی کے سپرد کیا اور چونکہ بہادر گیلانی اس خوف سے کہ بہا
یوسف عادل شاہ دوسری طرف سے اُسکی ولایت مین در آوے قصبہ بنکاپور کی طرف آیا تھا شاہ اس طرف متوجہ ہوا
بہادر گیلانی کلہیر اور بنالہ مین پناہ لیگیا اور استعداد جنگ مین کوشش کی اُسکے بعد شاہ اس حدود مین گیا اور جنگ کا
اتفاق پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کے لشکر سے شاہ کی ملازمت مین آئے اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ
بہادری کا بجاتا تھا سہلترین وجہ سے قتل ہوا سلطان بعد سیر سواحل دریاے کوکن بیجاپور کی حوالی مین پہونچا یوسف
عادلشاہ نے غضنفر بیگ آغا کو مع ایک جماعت اعیان سے اُردوے شاہ مین بھیجکر التماس قدمبوسی کی اور شاہ بمشورہ
قاسم بریدترک اردو احمدآباد بیدر کی طرف روانہ کرکے خود تھوڑے آدمیون سے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور یوسف
عادل شاہ استقبال کے واسطے چلا شاہ کو باعزاز واکرام تمام شہر مین لایا دس روز تک قلعہ راک ارک
بیجاپور مین کہ اُسی عرصہ مین گچ وسنگ سے بزودی تعمیر ہوا تھا عمارت گگن مین وارد کرکے ضیافت کہ لائق حال
شاہان کبار ہو ظہور مین پہونچائی اور بیس فیل کوہ تمثیل اور پچاس گھوڑے اور چار عنبر چہ مرصع اور بھی تحائف نفیس بر سم
پیشکش نظر شاہ مین در لایا اور شاہ نے ایک فیل سیانہ قبول کیا اور باقی واپس بھیجکر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ چیزین میرے
پاس رہینگی قاسم بریدترک لیگا بہتر یہ ہی کہ بطریق امانت اپنے پاس نگاہ رکھین اور جب مجھے اُسکے تسلط سے رہا
کرین تب مجھے تسلیم فرماوین یوسف عادل شاہ اگرچہ قاسم بریدترک کے دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت اپنی
اس مین نہ دیکھی جواب دیا کہ یہ کام بے اتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عمادالملک کے صورت پذیر نہین ہی
آپ اپنے تخت گاہ دولت کی طرف تشریف لیجاوین مین دونون کو متفق کرکے اسطرف آتا ہون اور آپ کے حسب منشا کا علاج
کرتا ہون شاہ اس نوید سے بمقتضاے مصرعۂ ہذا مصرع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است بسرور ہوا اور

یوسف عادل شاہ نے روز وداع پچیس ہزار ہون نقد پوشیدہ شاہ کو پہونچائے اور قاسم برید ترک اور قطب الملک ہمدانی کو ہدایای لائق سے خرسند کرکے پھیرا اور سنہ ۹۰۱ نوسو ایک ہجری مین دستور دینار خواجہ سرا حبشی کہ حسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور اتبکرا اور التدرا اور کنجولی اور جمیع پرگنات اور قلعہ مابین آب بہیرہ اور تلنگ تصرف مین رکھتا تھا چاہکر خود بھی اورون کی طرح صاحب سکہ ہوے اسواسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے ساتھ استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ کی کمک سے مملکت برار حیطہ تصرف مین لاکر زمام شاہی اپنے قبضۂ اقتدار مین رکھتا ہی عجب نہین کہ یہ دوست صادق الاخلاص بھی تمہاری اعانت کے باعث منصب شاہی پر فائز ہوکر بلند آوازہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اپنا فرزند کہا تھا اور اُسکی لازم جانکر اُسکی اجازت دیدی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور مواضع پر جو تحت دار الخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیون کو اُس حدود سے باہر نکالا اور قاسم برید ترک نے مضطرب ہوکر شاہ کو اُسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے قبول کیا غضنفر بیگ آغا کو مع امراے معتمد مدد کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر مین بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکر کش ہوتا اور قصہ طول پکڑتا آپ کسی طرح کا گمان نہ فرماوین اس درمیان مین خبر پہونچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھا ملک احمد نظام بحری کے فرمانے سے خلاصہ لشکر احمد نگر ہوکر بہ سرعت تمام آتا ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سفکی تیاری مین آمادہ ہی عند الضرورت خود بھی دستور دینار کی کمک کے لیے نہضت کریگا یوسف عادل شاہ نے صلاح اس مین دیکھی کہ خود بھی توجہ کرے چنانچہ جلد تاخت کرکے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو بتعجیل طلب کرکے باتفاق دستور دینار کے حرب مین مشغول ہوا اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور بارہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان کے ہمراہ لیکر میدان حرب مین روانہ ہوا اور بہادرانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کی عدم مساعدت سے شکست کھاکر دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے کہکر حکم اُسکے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک کی خواہش کے خلاف آدمی شاہ کی خدمت مین بھیجکر سفارش کی اور اُسے بحر فنا کے لطمہ سے بچاکر ساحل نجات پر لایا اور حسب عمل درآمد قدیم جاگیر احسن آباد گلبرگہ اسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کی بغیر ملازمت بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مساکن کی طرف روانہ ہوئے اور ملک احمد نظام الملک بحری کہ دستور دینار کی حمایت کیواسطے پرگنہ بیر کے اطراف مین پہونچا تھا وہ بھی اُس مقام سے احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ بی بی ستی کو جو طفل گہوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے خواستگاری کی اور ایقاع جشن وطوی کیواسطے بلدۂ احسن آباد گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرات کے احسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے متفکر اور متوہم ہوا اس وقت عادل شاہ نے مخفی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کے پرگنون کے سبب میرے اور شاہ کے درمیان مین فاصلہ واقع ہوا ہی اگر آنحضرت بادشاہی قاسم برید کے دفع کا ارادہ دل مین رکھتے ہین تو مناسب ہی کہ وہ پرگنے میری جاگیر مین مقرر فرماوین تو بسبب اُس بہانہ کے ایک جماعت مردم عائد سے وہان نگاہ رکھکر فرصت

کیوقت تاخت کرون اور قبل اُسکے کہ ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہو قاسم برید ترک کو درمیان سے اُٹھا دون
اور جیسے ہی بادشاہ نے اجازت دی یوسف عادل شاہ اُس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینار قاسم برید
ترک کے پاس پناہ لیگیا اور قطب الملک ہمدانی جو اُس سفر مین ہمراہ تھا یوسف عادل شاہ سے متفق ہوا اور قاسم برید
ترک خائف اور ہراسان ہوکر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت امرائے ہند سے شاہ کی ترک
رفاقت کرکے الندر کیطرف راہی ہوئے یوسف عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر اُنکے تدارک
کو گیا اور حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد غالب آیا اور امرا منہزم اور منکسر ہوکر اطراف مین مفرور ہوئے اور شاہ نے
جنگ گاہ مین خالیپہ زربفت کا بچھاکر اور شاہ عدالت پناہ کا ہاتھ پکڑکر بیٹھنے کی تکلیف دی اور عدالت پناہ بعد مبالغہ
اور تواضع اور انکسار شاہ کے ہمراہ ایک فرش پر متمکن ہوئے اور ہر قسم کے حرف وحکایت درمیان مین لائے
آخر یہ قرار پایا کہ دوسرے برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک لشکر کھینچ کر
ایکبار گی قاسم برید ترک کو متاصل کرین اور چونکہ ملک الیاس اُس جنگ مین مقتول ہوا تھا یوسف نے جاگیر
ومنصب اُسکا اُسکے بڑے بیٹے میان محمد کے نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا پھر لشکر سلطان کو وداع
کرکے دار الخلافت بیجاپور مین آیا اور دوسرے برس دستور دینار کے اخراج کی عزیمت کرکے لشکر کش
ہوا اور چونکہ ملک احمد نظام الملک بحری برق دبا وکیطرح جلد دستور دینار کے کمک کو پہونچا یوسف عادل شاہ
بیدر کے اطراف مین جاکر قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک سے مدد چاہی ملک احمد نظام الملک
اس اندیشہ سے کہ جھگڑا طول نہووے فرش نزاع لپیٹ کر احمد نگر کیطرف گیا اور دوسرے برس یوسف عادل شاہ
کی رائے رزین اور عقل دوربین نے یہ اقتضا کیا کہ ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈالکر توسیع
ملک مین کوشش کرے اسواسطے ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر یہ لکھ بھیجا کہ مملکت دکن ایک
سرائے محقر ہے ان تمام حکام کی گنجائش نہین تھی جبتک فرصت ہے تم پرندہ اور دولت آباد اور دھور اور کالنہ اور پونہ اور
چاکنہ پر قابض ہو اور مین دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہون اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی
کو اپنے چنگل مین لاوے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ کو حوزۂ تصرف مین رکھے اور تختگاہ بیدر مع قلیل
مضافات اُسکی قاسم برید ترک کے متعلق ہووے اور کوئی شخص دوسرے کی اعانت اور حمایت نہ کرے اور بیمین
کمال اتحاد اور یگانگی رکھتے رہین اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ جب دولت بہمنیہ مین تزلزل
واقع ہوا تو صوبہ دارون نے اپنے استحکام اور تقویت مین کوشش کی اور جو شخص کہ جہان کا حاکم تھا اپنی گردآوری مین
مصروف ہوا اور اناولا غیرے ٹھونکا بجاکر دوسرے کے حال پر متوجہ نہوتا تھا چنانچہ گیارہ نفر جداگانہ ایک مملکت کو
اپنے قبضہ تصرف مین درلائے یوسف عادل شاہ بیجاپور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جنیر کو اور فتح اللہ عماد الملک
برار کو اور قطب الملک ہمدانی تلنگ کو اور اُنکے علاوہ جانب غربی بیجاپور سے کنارے دریاے شور تک کے پرگنے
بزرگ مثل مرج اور گلبرگہ اور کلمر اور قلعہ سنگین ومتین مانند پنالہ اور کووہ کو بہادر گیلانی اپنے تصرف مین درلایا تھا کہ بعد اُسکے
مقتول ہونے کے شاہ محمود بہمنی کے حکم کے بموجب ملک الیاس المخاطب بعین الملک مقرر ہوا اور اُسکے بعد اُسکے بڑے
بیٹے میان محمد کے نام کہ اُسنے بھی خطاب عین الملکی پایا تھا قرار پکڑا اور بیجاپور کیطرف جنوبی یعنی نہر بھوارہ اور پایہ تخت بیدر کے درمیانی

عہدہ عہدہ پر گئے نشل کنجولی اور الند و احسن آباد گلبرگہ اور باکاہی اور بلی اور کھیر اور حیونی وغیرہ دستور دینار اپنے قبضہ قدرت مین در لایا اور ان دونون کو یوسف عادل شاہ نے درمیان سے دفع کرکے اس ولایت کو اپنی ولایت مین منتظم کیا چنانچہ آیندہ بیان آویگا اور ملک احمد نظام الملک بحری کے پہلو مین بھی دو شخص نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک خواجہ جہان دکنی کہ قلعہ پرندہ اور شولاپور اور ولایت نواحی ان دو قلعہ کی اُس سے اور اُسکے بھائی زین خان سے متعلق تھی دوسرا زین الدین علی تاش کہ پونہ اور چاکیہ اور چاکونہ اور قلعہ دیدار اچپوری پر متصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی دو بھائی ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ مین رکھتے تھے اور حکام اس ولایت کو جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا ملک احمد نظام الملک بحری نے دفع کیا اور صوبہ برار مین بھی خداوند خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا اور مہکر اور تومار اور کلم اور قلعہ ماہور تصرف مین رکھتا تھا اُسکو فتح اللہ عماد الملک نے مستاصل کیا اور پائے تخت بیدر مین قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم پہونچایا تھا القصہ بعد رسل و رسائل اور قرار مدار بطریق مذکور یوسف عادل شاہ نے اولاً فرمان سیان محمد المخاطب بعین الملک کی طلب کو بھیجا اور چونکہ یوسف عادل شاہ ساتھ اُسکے کتابت نہین رکھتا تھا اس فرمان کے ورود سے نہایت شاد اور محظوظ ہوا اور کہنے لگا کہ اب میری خاطر جمع ہوئی اور مین نے جانا کہ آنحضرت نے مجھے اپنے دولتخواہان مین تصور فرماکر ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کوہ مین ایک ہفتہ لوازم شادمانی اور جشن کرکے بلاتوقف داہمال چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور اس بتہ یوسف عادل شاہ نے اُسکا سلام بطرز سلاطین لیکر اُسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دینار نے معاملہ دگرگون دیکھکر امیر برید کو کہ اُنھین دنون اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سنت سنیہ پر عمل کرکے میری معاونت مین حتے المقدور کوشش فرمائے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اُسکی کمک کے واسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور ممانعت نہر سمنورہ کے کنارے خیمہ اور خرگاہ برپا کیا اور خواجہ جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار کی طرح واعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے مظاہرت سے سلک فرمان روایون مین منسلک ہووے اور ان حضرات کے مشورہ سے آگاہ تھا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہوکر باتفاق اپنے بھائی زین خان کے دستور دینار کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب اُسنے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری قلعہ دولت آباد کی تسخیر مین اور سلطان محمود شاہ گجراتی کے خرخشہ مین مشغول ہے فوراً بخاطر جمع پانچہزار سوار لیکر دستور دینار کے پاس پہونچا اور وہ سپاہ فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف و گذاف مین کھولی اور ہتھیار لشکر پر تقسیم کیے اور جب یہ خبر شاہ گردون اقتدار کے سمع مبارک مین پہونچی اسکو فتوحات غیر متناہی کا باعث جانکر ضیائے توجہ خاطر انور کی دفع اعدائے ظلمت پیرا پر ڈالی اور باوجود فور استعداد دشمن کے قصد مقاتلہ اور مجادلہ کا کیا اور خزانہ کرائے بیجانگر سے دستیاب ہوا تھا بیدر ریغ سپاہ پر قسمت کیا اور تاکید تمام مع لشکر ظفر اثر دستور دینار کے لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوا اور عظیم کے لشکر گاہ سے پانچ فرسنج پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے موافق عساکر نصرت مظاہر نے نہایت

شوکت وشان سے بادپایان کوہ وقار پر سوار ہوکر آواز نقارہ اور کوبرکہ اور یرغو کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی اُس کے
بعد شہریار یوسف خدا را ور مؤید تبائید کردگار بنفس نفیس توسن فتح وظفر پر سوار ہوا اور یمین ویسار لشکر فیض اثر
کو بغور ملاحظہ کرکے ان مین سے دو ہزار جوان تیر انداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار منظم گروہے ہمہ پر دل و
پہلوان + مخالف شکار و مالک ستان + توانا تن وزورمند و دلیر + بہیکل بہ نیرو چہ پیل وچہ شیر + انمین سے ہر ایک کو
چھانٹ کے قسم قسم کے تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو اس مقدمہ لشکر کا سردار
کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب و رطناب
کھینچکر اول ہاتھ محاربہ مین دراز نہ کرکے بپاے عجلت اور قدم سرعت اُسکے مقابل نہ جائیو بلکہ ایک اپنے ملازم
کو جو فردانش مین اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور
تحریض کرنا اگر وہ نخبت بلند کی ہدایت سے محمد عین الملک کیطرح سر بہاری دولت روز افزون کے حلقہ مین لاوے
تو اس دولتخانہ سپہر نشانہ کی مسند امارت حشمت پر متمکن ہوکر سر اوج عزت اور عظمت مین پہونچا دیگا اور اگر نادانی
اور بتہ کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سر نکبت کا دیدہ بصیرت مین کھینچے تو مثل خداوند خان
حبشی کے دیدۂ جہان بین اُسکا تیرہ ترشب یلدا سے ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار فقر سے ہوگا غضنفر بیگ نے
گوہر کلام اُس خورشید احترام کا صدف ضمیر مین جاگزین کیا اور امتثال امر مین مبادرت کرکے جب اسطرف پہونچا
ایک دو فرسخ مخیم غنیم سے سراپردہ اجلال و تمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل ورسائل مین مشغول ہوا
اور چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا زنگ زدۂ نکبت تھا مشاہدہ چہرہ اقبال اور تمیز میان صواب وخطا سے محروم
اور بے بہرہ رہا اور جواب بیکار سے سلسلہ اپنی حشمت کا توڑکر فوراً آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعال ک
مین مشغول ہوکر منفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا اور چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل شعر ہمہ تند وکینہ کش وتیز چنگ +
بہ نیروے شیر ولجاج پلنگ + غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر بیشہ تہور
واقتدار نے اس اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیون کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہوگی
اور سیلاب طغیان حبشیون کا بے حملہ مردان دلاور نہ گھٹیگا اسواسطے جواب سیاہ اشرار کا رجوع تیغ آبدار
اور سنان آتشبار سے کرکے نشان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا نہنگ خدنگ نے کمین گاہ سے منہ کھولکر
شیوہ خونخواری ظاہر کیا اور اژدہاے سنان نے دندان زہرآلود سے طریق جفاکاری کا نمودار کیا۔
مثنوی زخون گشت روے زمین پرنگار + زپیکان دل وجسم کیوان فگار + سنان را دل زندہ زندان شدہ +
برامید ہا مرگ خندان شدہ + زبس خون کہ ہر جاے پاشیدہ شد + زمین ہمچو روے خراشیدہ شد + بعد کشش
اور کوشش فرادان خدۂ تیغ ترکان غضنفر توان سے چہرہ فتح وفیروزی خندان ہوا اور گرد ادبار کی رخ
ارباب ظلمت سرشت پر بیٹھی کہ ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت ادبار مین آوارہ ہوئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے
اُنکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بیشمار سے صاحب سامان اور تمول ہوئی اور مخبر اقبال
نے بجناح استعجال اس فتح کی خبر کہ فی الحقیقت دیباچۂ فتوحات تھی موقف عرض یارگاہ سلطان یوسف خسرو
کے نشان مین پہونچا کر اس کلام کے موافق متکلم ہوا قطعہ این مراتب کہ دیدۂ جزو لیست + کاکلی ہنوز در قدرست + باش تا صبح

دولت بدر ۔ کین ہمہ از نتائج سحر ست ۔ دوسرے دن جب شہنشاہ مشرق نے کمین گاہ افق سے نشان نمود بلند کیا اور تیغ رومی نے روسیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایات نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نے اُس موقف سے بعزیمت محاربہ دستور دینا رہضت کی اور بعد وصول بمقصد میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ پر میرزا جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان فیروزی نشان نے ایک فوج دلاور ان صفدر اور صف شکنان دلاور کے ساتھ قلب مین قیام پکڑا اور اسطرف دستور دینا نے بھی کثرت و اقوتی خیل وحشم پر مغرور ہوکر جبہ اور جوشن اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کیے اور فیلان مست جابجا مقرر کیے اور عرابے توپ و تفنگ اور بان اور ضرب زن افواج کے آگے نصب کرکے بدستور و آئین ہند صفوف آراستہ کین طالبان نام و ننگ نے جانبین سے آتش جدال و قتال افروختہ کی اور دھوئین کی تاثیر سے کرۂ زمہریر کو جوش مین لائے اور شرارۂ سروش سے خرمن ماہ کو جلاکر چرم فلک کو پگھلایا **مثنوی** دو خیل از دو سو در خروش آمدند ۔ دو دریاے آتش بجوش آمدند ۔ چو گشت از دو سو لشکر آراستہ ۔ جہانے بہ پرخاش برخاستہ ۔ یلان رایت کین برافراختند ۔ گوزنان بسوزاندر انداختند ۔ میرزا جہانگیر نے جو سب سے آگے تھا پیشتر سب سے برق کے مانند اور صاعقہ کیطرح اعدا پر حملہ کرکے بہتون کا خرمن حیات باد فنا سے برباد کیا اسوقت غضنفر بیگ اور حیدر بیگ جرانغار و بیرانغار سے گھوڑے تازی نژاد جولان کرکے دشمنون پر حملہ آور ہوئے اور دونون طرف کی سپاہ ملگئی تن و سر جدا ہونے لگے تیر و شمشیر گزر و تبر چلنے لگے بہادرون نے جنگ عظیم کے ہنگامہ سے محشر بپا کیا میدان جانستان مین سیلاب خون روان تھا تیر و نیزہ سے دلاورون کا بدن فگار تھا ہر طرف لاشون کا انبار تھا **مثنوی** جہان درہم آویختند آن سپاہ ۔ کہ از گرد شد روے گیتی سیاہ ۔ ز بس قتل روے زمین خون گرفت ۔ فلک از دران چہرہ دستی نہفت ۔ عاقبت الامر تائیدات یزدانی اور نیروی دولت قاہرۂ سلیمانی سے دستور دینا رمعرکہ مین مقتول ہوا اُسکی سپاہ نے درہم برہم ہوکر راہ فرار نالی اور فیلان کوہ پیکر معرکہ مین چھوڑے گذرا رملکت زاغ و زغن کے وجود سے پاک ہوا **مثنوی** خداداد فرصت شہنشاہ را ۔ ہزیمت ورافتاد بدخواہ را ۔ چو بر دشمنان شاہ شد کامگار ۔ شد از خرمی کارا و چون نگار ۔ بشکر خدا روے بر خاک سود ۔ کہ پیروزی از وادر پاک بود ۔ غضنفر بیگ کہ زخم تیر کا پیشانی حیات پر رکھتا تھا باتفاق امرا و ارکان دولت دو زانو بیٹھکر مراسم تہنیت بجالایا اور نقود وافر و جواہر متکاثر اُسکے فرق ہمایون پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجالایا اور دعا و ثنا پیش پہونچایا اعلے حضرت عدالت پناہ نے اپنے بھائی کامگار کے سر و چشم پر بوسہ دے کر آغوش مین لیا اور اپنے دست مبارک سے اُسکے زخم پر مرہم رکھکر معالجہ مین مشغول ہوا لیکن سود مند اور اثر پذیر نہوا موافق اس کلام معجز نظام کے اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ تین شانہ روز کے بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا غضنفر بیگ بروایتے برادر اعیانی یوسف عادل شاہ کا تھا اور بروایتے جیساکہ مذکور ہوا یوسف عادل شاہ کا برادر رضاعی ہوتا تھا روم سے سادہ مین آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نے بعد لوازم ماتم و عزا صبر و شکیب کرکے سایہ توجہ کا اشغال دنیوی پر ڈالا قلعہ حسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور راہنگر اور تمام ممالک دستور دینار کے اپنے حوزۂ تصرف مین درلایا اور مردمان معتبر کے سپرد کرکے خود بدولت و سعادت نے سمت بیجاپور حفظہا اللہ عن الآفات

والفتور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلدہ اس گل بوستان جہانبانی کے خاک قدوم سے رشک مشک ذفر
اور غیرت عنبر تر ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ
میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ مین تردد ات مردانہ ظہور مین پہونچائے تھے مزید عنایت اور
مرحمت سے اختصاص بخشا اور اُنکے پایۂ مدارج کو رفیع ترکیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ
اعلےٰ کو پہونچا جو کچھ سالہاے دراز سے اُسکی خاطر عاطر مین مرکوز تھا وقوع مین آیا اور سنہ ۹۰۸ نو سو آٹھ ہجری مین مجلس
عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امراے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدر ہلی اور
دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور اُنسے یہ بات کہی کہ جسوقت خضر علیہ السلام نے مجھے عالم
رویا مین مژدۂ سلطنت پہونچایا تھا یہ ارشاد کیا کہ جسدم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم
ہی کہ ہمیشہ سادات اور مجمان اہل بیت رسول آخرالزمان کو معزز اور مکرم رکھے اور ہمواره ہمت اپنی
تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مصروف رکھے اُسوقت مین نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک
ملک بخش تعالیٰ وتقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کے سرون کو ساتھ القاب
ہمایون ائمۂ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزین کرونگا اور اسی طرح سے جسدم کہ تیمراج اور بہادر گیلانی نے
دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت مین ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلجاوے چنانچہ اس امر کو اثر
وفا کرنے عہدے جانکر مین نے ازسر نو واقف ضمائر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج مین
کوشش کرونگا تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو بعضے بولے مبارک ہی بسم اللہ اور کچھ لوگ شرائط حزم واحتیاط کی
رعایت کرکے عرض پیرا ہوئے کہ بناے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہی اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہی ابھی
زندہ اور سلامت ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر بریدسنت وجماعت اور
پاک اعتقاد ہین اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب مین مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک
اُسکے دامن تک نہ پہونچے یوسف عادل شاہ بھی سر جیب تامل مین جھکا کر بولا کہ مین جس وقت عہد کو وفا کرونگا
حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار رہوگا قضارا انھین دنون مین ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے
خطبہ بارہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پڑھکر اُس مذہب کا رواج دیا ہی یہ خبر بہجت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا
جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین مسجد جامع قلعہ اراک بیجاپور مین خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات
عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پر گیا اور اول شروع کلمہ مین اشہد ان علیًا ولی اللہ زیادہ کیا اُس کے بعد خطبہ
بنام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآوردہ کیے اور یہ وہ
بادشاہ ہی کہ جسنے ہندوستان مین خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود
اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہال شیعہ کو یارا اور اندازہ دہ نہ تھا کہ صحابہ کرام حضرت خیرالانام
کی نسبت صراحۃً یا کنایۃً تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذا باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے
تعصب اہل سنت وجماعت اور شیعون کا زائل ہوا اور علماے مذہب جعفری اور فضلاے حضرات
حنفی اور شافعی نے مثل شیر وشکر آپس مین شریک اور مخلوط ہوکر فرش بحث وتنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے

مضمون پر عمل کیا شعر گر آن بہتر و ایں بہتر تراچہ ٭ چو حلقہ مائدہ بر در تراچہ ٭ اور مساجد اور معابد مین ہر ایک اپنے طرز و آئین کے موافق اپنے معبود کی عبادت مین مصروف ہوکر زبان اپنے مذہب کی فضیلت مین نہ کھولتے تھے اور اکابرین اور مشائخین اہل یقین اور عابدین سجادہ نشین اس بند و بست کے مشاہدہ سے انگشت تعجب دندان مین لیکر اس معنی کو گمان اعجاز خسرو عدالت پناہ پر فرماتے تھے اور مسودہ اس اوراق کو حالت تحریر مین ایک حکایت کہ اس مقام مین مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہی کہ مولانا غیاث کمال کہ مردانا اور مورخ اور حکیم منش اور سرآمد معرکہ گیران فارس تھے مناقب خاندان طیبین مین قصائد غرا کہے چنانچہ اشعار اسکے اس مین مشہور ہین تعصب تشیع مین اپنے ابناے جنس کے موافق نہین ہی اعتدال کی ہر باب مین رعایت کرتا تھا اور شیراز مین اپنے وقت کے میدان سعادت مین بساط ڈالکر سخن گوئی اور مناسب جوابی مین مشغول ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ فروخت کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام سخن کہتا تھا اور اہل فارس اس سے ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور مین رعایت اسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم سلطان نے مولانا کو طلب کرکے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہی جواب دیا ای سلطان بادشاہ پنی محلسرا مین بیٹھا ہی اور وہ محل چند دروازہ رکھتا ہی جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی زیارت سے مشرف ہوگا توجہ کرکہ لیاقت خدمت سلطان کی حاصل ہو اور اس بارہ مین سوال نکر سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر مذہب کے متابعون اور ہر قوم سے کون افضل ہی کہا صالح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا کو انعام و اکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار نصیحت گہر بار اس بارہ مین فرماتے ہین قدس سرہ مثنوی الالے در تعصب جانت رفتہ ٭ گناہ خلق در یو انت رفتہ ٭ ولی از ابلہی بر زرق و برکہ ٭ گرفتار علی گشتی و بوبکر ٭ گہے این یک بود نزد تو مقبول ٭ گہے آن یک بود از کار مغزول ٭ گر این بہتر و ان بہتر تراچہ ٭ چو حلقہ مائدہ بر در تراچہ ٭ ہمہ عمر اندرین محنت نشستی ٭ ندانم تا خدا را کے پرستی ٭ یقین دانم کہ فردا پیش حلقہ ٭ یکے گردند ہفتاد و سہ فرقہ ٭ چو یکسو بنگری جویاے اویند ٭ الٰہی نفس کافر را زبون کن ٭ فضولی از دماغ ما برون کن ٭ دل ما را بخود مشغول گردان ٭ تعصب جوے را مغزول گردان ٭ منقول ہی جب یوسف عادل شاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا بہت امرا نے بمقتضاے اکثر الناس علی دین ملوکہم مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضے کہ سنی پاک اور بیباک تھے مانند میان محمد المخاطب بعین الملک اور دلاور خان حبشی اور محمد خان سیستانی نے اظہار نفرت اور کدورت کی قریب تھا کہ آتش فساد شعلہ زن ہو یوسف عادل شاہ نے برفق و ملایمت لکم دینکم ولی دین انکے ذہن نشین کرکے در فتنہ کہ مفتوح ہونے پر تھا مسدود کیا اور جو میان محمد المخاطب بعین الملک کی کثرت افواج سے متوہم تھا ابتداے ۹۰۶ نو سو نو ہجری مین اسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور جاگیر قدیم اس کی جو بہادر گیلانی کی بابت سے تھی تغیر کرکے اسکے بالعوض پرگنہ ملکری اور نلگون دیکر امیران حنفی کو خبردار کیا کہ اپنی جاگیرون مین بطریق اپنے بانگ نماز کہتے رہین اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت مین اس جماعت کا مزاحم نہووے لیکن باوجود اس نظم و نسق کے اعیان حضرت نے حزم و ہوشیاری سے ہر ایک امر پر نگاہ ایک

سردار اور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو اُنکے احوال سے واقف ہوکر نقیر و قطمیر امور عرض مین پہونچاتے رہین اور
اُس عرصہ مین ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب تسنن مین نہایت تعصب رکھتے تھے یوسف عادل شاہ
کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہوکر دونون نے اتفاق کرکے اُسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید کے پرگنہ کنجولی
اور بعضے قصبات اور پرگنات دستور و دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدی بیجاپور کیطرف
بھیجکر مردمان قلعہ نلدرگ کو کہ حصار کہنہ اور مہندم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کے تصرف مین تھا
طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اُسکے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بکلام درشت پیغام
کرکے کنجولی کے اطراف مین جاکر اُسطرف کو جیسا کہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے
واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور
خداوندخان حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوندخان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک
جو ایک دوسرے سے خوف و ہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن مین
مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے چاہتا تھا اقتضاے وقت اور امراے تلنگ کے مکلف ہونے
سے بلا توقف دو رنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ
اور زین خان حاکم قلعہ شولاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد بیدر کیطرف روانہ
ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دارالملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر
کے دو کوس پر فروکش ہوا اس صورت مین جب جمعیت عظیم بہم پہونچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے فرزند
شہزادہ اسمٰعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بعضی امرائے معتمد کے ہمراہ کرکے مع فیل و خزانہ اور سازوسلب
بیجاپور کیطرف بھیجا اور دریاخان اور فخر الملک ترک کو حسن آباد گلبرگہ کے ضبط کیواسطے تعین فرماکر خود مع عین الملک
کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ بیسر کیجانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری نے
اپنی ولایت معرض تلف مین دیکھکر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ برکوچ یوسف عادل شاہ کے تعاقب مین مشغول ہوا
یوسف عادل شاہ بہ تنگ اور عاجز ہوکر اول ولایت دولت آباد کیطرف گیا اور تاخت و تاراج کرکے وہان سے
ولایت برار کیطرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کرکے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی
مذہب ہین لیکن دین کا بہانہ کرکے مجھے برباد کیا چاہتے ہین اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی
نہین ہے اُس معاملہ مین صلاح یہ دیکھتا ہون کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور
اجتناب کیجیے اور بسبب ظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر برہان پور کیطرف جائیے تو مین فرصت حاصل کرکے باتفاق قطب الملک
ہمدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کرون یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی راے صائب پسند آئی اور بیجاپور
مین اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھین اور خود بعنوان رنجش فتح اللہ عماد الملک
سے جدا ہوکر برہان پور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے اعزا مین سے ملک احمد نظام الملک بحری
کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف
ہو اور میرا ارادہ یہ ہے کہ فرخ زمین کا ملک ہمارا اور سلطان کی پناہ مین خزانہ بہمنیہ کی مدد سے وہ کام کرتا ہے کہ کوئی شخص آج تک ہندوستان مین نہین کرسکتا

اگر مثل بیجاپور اُسکو ایک ولایت نصیب ہو تو ہمین اور ہماری اولاد کو دکن مین رہنا ممکن نہوگا ہم مردم سپاہ کو اور دن کے مذہب اور ملت سے کیا کام ہے قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال مین گرفتار ہوگا باوجود اس بات کے یوسف عادل شاہ نے میرے پاس مذہب باطل رفضہ سے استغفار کیا اور آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر ان کے شعار کی ممانعت کی ہے مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ لشکر کھینچا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی شاہ کو تعلیم نہ کرین اور ہر ایک اپنے مسکنون کی طرف راہی ہون ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی فتح اللہ عماد الملک کے صوابدید سے کہ ریش سفید اُس جماعت مین تھا آدھی رات کو کوچ کرکے اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوئے جب صبح ہوئی شاہزادہ اور امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران رہے اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے واسطے طلب معاونت کی اور اُنھون نے چند روز لیت ولعل مین رکھکر پوشیدہ یوسف عادل شاہ کو پیغام دیا کہ وقت معاودت ہے یوسف عادل شاہ میدان صاف دیکھکر بہ سرعت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آپہونچا پھر دونون سردار فوج آراستہ کرکے جنگ شاہ اور امیر برید کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ احمال اور اثقال چھوڑکر اور اقبال سے قطع نظر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل شاہ نے اُردوے شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کرکے بیجاپور مین آیا اور پھر بدستور سابق خطبہ اثنا عشریہ پڑھوا کر تقویت اور رواج مین اُس مذہب کے کوشش کی اور عین الملک کنعانی اور کمال خان دکنی اور فخر الملک ترک کو بانواع الطاف سرفراز کرکے پایہ اُن کے جاہ وحشم کا بلند کیا اور تعجیل تمام سید احمد ہروی کو مع تحف وتبرکات اور علویہ مشعر تہنیت اور مبارکباد اور نبی براخلاص اور خطبہ خوانی اثنا عشری شاہ اسمٰعیل صفوی کی درگاہ مین روانہ کیا اور عدل وداد اور آبادی ملک مین مشغول ہوکر کسی طرف سوار نہوا مگر دو مرتبہ ایکبار شکار چیتل اور سینہ گاؤ کے اندا پور کے اطراف مین گیا اور دو تین مہینے اوقات سیر وشکار مین صرف کرکے داد عیش ونشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی ضمانت مین بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور دوبارہ بندر گووہ کی طرف نہضت کرکے لوازم عزا بجالایا اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین کفار نصارا بندر گووہ کی طرف بے خبر وکیف ما اتفق پہونچے جب وہان کے حاکم کو غافل پایا قلعہ مین در آئے اور بہت مسلمانون کو قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادل شاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد خاصہ خیل اور دکنی اور غریب بیجاپور سے تاخت فرماکر پانچوین دن فجر کو قلعہ گووہ مین اچانک پہونچکر بہت عیسائیون کو کہ محافظت قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کرکے قلعہ مین داخل ہوا اور نصاری کہ نہایت غافل تھے بیدار ہوکر جس شخص نے فرصت پائی کشتی مین سوار ہوکر بھاگا اور جسکی اجل پہونچی تھی غازیون کی تیغ اسلام سے ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانون کے تصرف مین در آیا شاہ عدالت پناہ نے قلعہ کو آدمیون معتمد کے سپرد کرکے مرکز دولت کی طرف نہضت کی اُسکے بعد بائیس برس اور دو مہینے باستقلال تمام سلطنت کرکے زمانہ حصول کام دل مین گذرانا آخر شہر بیجاپور مین مرض سوء القنیہ مین گرفتار ہوکر سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی کی طرف انتقال کیا اور جنازہ اُسکا حسب وصیت سلطانیہ قصبہ کرکی مین بجوار شیخ جلال الشہود شیخ جندا کے مزار کے پہلو مین کہ اُنسے ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور عمر عادل شاہ کی پچھتر برس

کی تھی والبقار للملک المعبود اس مصرعہ سے تاریخ اُس کے وفات کی دریافت ہوئی ہے تاریخ بگفتا مذہ شہنشاہ عادل ۔ اور تاریخ نظام الدین احمد حسینی مین مرقوم ہے کہ ابتداے سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری مین دست قضا نے اُسکے سجل حیات کو لپیٹا ظاہر ایہ روایت صحیح نہین ضعیف ہے اور بیان اول اقوی ہے والعلم عند اللہ اور بنسبت شیخ جلال الدین مشہور شیخ چند الامر بن العابدین کی طرف اسطور پر ہے جلال بن جہان بن حضر بن محمد بن احمد بن یحیی بن مدین حسین بن سراج الدین بن شرف الدین بن زید ابوالحسن بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحیی بن جرمین بن زید ابوالحسن بن علی بن حسین اصغر بن زین العابدین علیہ السلام اور شیخ چند اشیعہ مذہب تھا اس واسطے عادل شاہ ان سے محبت اور الفت رکھتا بلکہ پیری اور مریدی کے لوازم درمیان مین تھے اسوقت مین اولاد شیخ چندا کی مملکت دکن مین بکثرت ہے لیکن بعضے انمین شیعہ مذہب اور بعضے حنفی مذہب ہین واللہ قادر علی الہدایۃ والرشاد الیہ سبحانہ والمعاد ولدہ احمد نگر مین کہ دار الخلافت نظام شاہیہ ہے ایک مجموعہ بخط شاہ طاہر علیہ الغفران اس خاکسار بیمقدار کی نظر سے گذرا اسمین لکھا تھا کہ جس وقت مین التہاب نائرۂ غضب شاہی کے تو ہم سے جلاوطن ہوکر دریاے بے زنہار سے بندر گووہ مین پہونچا سید ہروی کے ساتھ کہ مرد کہن سال تھا اور عمر عزیز مملکت دکن مین خدمت یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ مین صرف کی تھی مین نے ملاقات کی ایک مرد وجیہ اور خوش محاورہ اور بفنون علوم سے ماہر اور صاحب وقوف تھا اور ان دونون بادشاہ عالیجاہ کے عہد مین منصب صدارت پر مقرر اور مکرم تھا اور مین جبتک بندر گووہ مین مقیم رہا وہ بزرگوار نقل حکایات رنگین اور لطیفہاے تمکین کے سبب زنگ کلفت واندوہ کا آئینہ ضمیر سے صاف کرتا تھا ایک روز مین نے سنا کہ وہ فرماتا تھا یوسف عادل شاہ زبانہ کا بہت تجربہ کار تھا اور بانواع حسنات مین کہ مراد سخاوت وشجاعت وعدالت وحلم وغیرہ سے ہے موصوف ومعروف تھا خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اور علم عروض وقافیہ مین وقوف تمام رکھتا تھا اور علم موسیقی مین کمال حصول تھا بڑے بڑے قوال کلاونت اُسکے روبرو منھ نہ کھولتے تھے دھرپد خیال پتہ خوب گاتا تھا طنبور عود ستار طبلہ ایسا بجایا کہ پکھاوج کو شرمایا اہل فن سے باعزاز واکرام پیش آتا تھا اور اسی محفل مین شعر قدما کا ہمیشہ حرچا رہتا تھا اور وہ کبھی خود بھی شعر کہتا تھا اور امور طرب کو مع معظمات امور شاہی اور ملک ستانی کے جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت اور صلاح رعایا اور فلاح برایا سے غافل نہ رہتا تھا اور ہمیشہ ارکان دولت کی عدل وداد وامانت ودیانت پر تعریف کرتا تھا چنانچہ انھین اس صفات کے سبب خواہش خیر خواہی بیشتر ہوئی اور گلزار مملکت نے صفائی اور طراوت تمام قبول کی اور صولت وشوکت وحشمت مین ابناے روزگار سے ممتاز اور مستثنی تھا اور حسن وجمال مین ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ پیری اور ریش سفیدی کے ایام مین لوگ اطراف وجوانب دکن سے بیجاپور مین آن کر اُسکے آئینہ رخسار بے مثال کو مشاہدہ کرکے تبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتے تھے اور جس روز سوار ہوتا تھا خلقت شوق دید مین سر راہ ہجوم کرکے ایستادہ ہوتی تھی اور اُسکے نظارہ جمال باکمال مین حیران اور ششدر رہکر زبان حال سے کہتی تھی رباعی ای رہزن کاروان زہد و پرہیز ۔ بدعت نہ درستی تعصی آمیز ۔ در کوے تو از ہجوم نظارگیان ۔ نے جاے ستادن است ونے راہ گریز ۔ اور اپنے عہد معدلت عہد مین استمالت نامہ بھیجکر ایران اور توران اور عربستان اور روم وشام سے مردم ارباب فضل وکمال صاف باطن ستودہ خصال فاضل ورہنر مند اور جوانان شجاع اور کاردان کوکہ مینے زبان جنکی فصیح آیا

فتح و نصرت اور نوک سنان جنکی جانستان اعدا اور پاسبان دین و دولت ہی اپنے پاس بلاتا تھا اور اس قدر رعایت مبذول فرماتا تھا کہ ہر ایک راضی اور شاکر ہوکر اُسکے سایہ حمایت مین زندگانی بسر کرتا تھا الغرض قلعہ رک بیجاپور کہ اول عمارت اُسکی گلی تھی منہدم کرکے سنگ و آہک سے تیار کی اور یہی مجموعہ مسطورہ مین بخط شاہ طاہر نظر سے گذرا کہ یوسف عادل شاہ کا جب آیام گیتی ستانی مین پرگنہ اندا پور کے اطراف مین گذر ہوا یہ خبر پہونچی کہ مکٹ راؤ مرہٹہ اور اُسکا بھائی کہ امرائے شاہ محمود شاہ بہمنی سے تھے مع گروہ رعایا لشکر کے صدمہ سے فلان کوہستان مین پناہ لیگئے ہین اسواسطے دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ شاہ کے حکم کے موافق اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اُنھون نے جادۂ اطاعت مین قدم نرکھا سپاہ سلطانی نے ناچار ہوکر دست تسلط اور غلبہ کا دراز کیا اور اسباب اور اموال اُنکا تالان کرکے اُنکے اہل و عیال کو کہ عبارت مردون اور عورتون اور بچون سے ہی اسیر کیا اور آتش قہر و غضب سے اُنکے مکانات سوختہ اور افروختہ کیے اور ازانجملہ خواہر مکٹ راؤ مرہٹہ کہ نہایت زیرک اور عاقلہ اور جمیلہ تھی اسیرون کی سلک مین منتظم ہوئی اور یوسف عادل شاہ نے اُس جمیلہ کو کہ سولہ برس کا سن رکھتی تھی اپنے شبستان مین لیجاکر دعوت اسلام کی اور پونچی خاتون نام رکھا اور بشریعت غرا کے مطابق اسے اپنے عقد نکاح مین درلایا اور واہب العطایا نے اُس یوسف خورشید لقا کو اس مخدرہ مستورہ سے جو لیخاے سریر آرا سعادت اور مریم حرم عصمت تھی چار فرزند سعادتمند کراست فرمائے ایک بیٹا شہزادہ اسمٰعیل اور تین بیٹیان ایک مریم سلطان برہان نظام شاہ کی منکوحہ دوسری خدیجہ سلطان شیخ علاؤ الدین عماد الملک کی زوجہ تیسرے بی بی ستی جو شاہ محمود بہمنی کے فرزند کے حبالۂ نکاح مین انتظام رکھتی تھی اور یہ اشعار اسی کے نتایج افکار سے ہین غزل تا بار غم عشق کشد قافلۂ ما ۔ گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما ۔ با آنکہ بجان باتو نکردیم بخیلے ۔ پیش دگران ہرچہ کردی گلۂ ما ۔ تنہا نہ بلب آمد و بر بارۂ عشقت ۔ رفتیم کہ شد ہادی راہ آبلۂ ما ۔ ما مسئلہ فقہ ندانیم چہ یوسف ۔ آسان شدہ از عشق بتان مسئلۂ ما ایضاً گر واعظ بدر دل ما تواں سن ۔ کی بر دو بمرگ کسان رشک جان سن ۔ در دل خود از نکنم کار شکل است ۔ ظاہر کہ میکند تو در و نہان سن ۔ با آنکہ صد رہم بخفا آموزد تیغے کشیدۂ زپے امتحان سن ۔ ای گل رسیدہ است بگوش تو قصہ ام ۔ بلبل بخواند وقت سحر داستان من ۔ گویا کہ بلبلان چمن نقل کردہ اند ۔ چرنی ز بیوفائی گل از زبان سن ۔ یوسف بزاری دل سن گوش کس نکرد ۔ کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دان سن ۔ ایضاً مرا زبادۂ جامی فراغ یعنی چہ ۔ سبو سبو دخم و خم ایاغ یعنی چہ رباعی دوشینہ بر آستان یار از سر درد ۔ می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد ۔ بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا ۔ بیہودہ بود کوفتن آہن سرد ۔ وله ای آمدہ دیدن رخت وقت صبوح ۔ آثار ہزارگونہ اسباب فتوح ۔ انوار نکوئی از رخت میتابد ۔ زان روست کہ رویت شدہ آئینہ روح ۔ ایضاً آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت ۔ در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت ۔ نیکو نامان زندہ جاوید انند ۔ مرد آنکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت ۔ یوسف عادل شاہ نے بائیس برس اور دو مہینے سلطنت کی

تذکرہ اسمٰعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

جب مسند جاہ و جلال فروشوکت یوسف عادل شاہ سے خالی ہوئی اور ایسی ساعت مین کہ مسعود فلک اُس کی سعادت کے سبب توسل ڈھونڈھتا تھا اور ایسے مطالع مین کہ وقت ثبات و قرار اُس سے استعارہ کرتا تھا

تاج شاہی نے فرق فرقدسائے نورنجش مہر دماہ ابوالفتح اسمٰعیل عادل شاہ سے شرف و منزلت پائی پایہ تخت نے یمن قدم عرش فرسائی سے سر فخر کا افلاک کی بلندی پر بلند کیا اور شبستان سلطنت اور ایوان خلافت اُس صاحب ذی شوکت و صولت کے وجود فائض الجود کے انوار سے نورانی ہوا اور اُسکے عہد مین بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اُسنے بھی خاطر خواہ رعیت سے محصول اور گردن کشان دہر سے خراج پایا **ثنوی** آئین و رسم فریدون و جم ✤ بایوان شاہنشہی زد علم ✤ برآمد سر سروران بر سریر ✤ کہ برآسمان آفتاب منیر ✤ برسم کیان تاج و تخت نہی ✤ برآراست باکاخ شاہنشہی ✤ جو کہ اسمٰعیل عادل شاہ صغرسنی مین کہ ابھی معارج بلوغ پر ترقی نفرمائی تھی مسند خلافت پر جلوہ گر ہوا خردسالی کے سبب مہمات سلطنت مین نہ مشغول ہو سکا اختیار امور مملکت اور رعایت جمہور رعیت کمالخان دکنی سرنوبت کو مفوض ہوا اور کمال خان امرائے کبار سلطان محمود بہمنی سے تھا یوسف عادل شاہ اُسے بعہد و پیمان اور دلاسا دے کر اپنے پاس لایا اور منصب سرنوبت پر سرفراز کیا اور تیمراج کی جنگ مین جب اُسنے نہایت شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچائی امیران بزرگ مین منتظم ہوا اور روز بروز اُس کا مرتبہ بڑھتا گیا اور خاقان غفران پناہ نے مرض الموت مین امر وکالت بھی اُسکے منصب سابق پر اضافہ فرمایا دریاخان اور فخر الملک اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ امرا کو اُسکی موافقت اور مصادقت کے بارہ مین بمبالغہ تمام وصیت فرمائی امرائے مذکور نے اس سبب سے آنحضرت کی وفات کے بعد اُسے بزرگ جانا اور مہمات ملکی اور مالی اُس سے رجوع کر کے مطلق العنان کیا کمال خان نے ابتداء حال مین افعال و اعمال نیک اختیار کر کے خوب نیکنامی سے حکومت کی اور خطبہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام پڑھا اور مذہب شیعہ کے طریق اور آئین یک قلم موقوف اور برطرف کیے اور خاص و عام کے جذب قلوب اور امرائے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور بریدشاہیہ سے طریق مدارا اختیار کر کے باتفاق اُمرا جیسا کہ شرط مردم عاقل و دانا ہی امور شاہی کے انتظام مین آپ کو معاف نرکھا اور فرنگیون کے ساتھ جو بعد مراجعت یوسف عادل شاہ قلعہ گوہ کو محاصرہ کر کے وہان کے تھانہ دار کو نقود و فراوان دیکر موافق کر کے قلعہ مذکور کو مفتوح کیا تھا اس شرط پر صلح کی کہ فقط قلعہ پر اکتفا کر کے اس حدود کے قریات اور قصبات سے مزاحم نہوون اس تاریخ سے اس کتاب کی تحریر تک وہ قلعہ نصاری کے تصرف مین ہی اور نصاری اپنے عہد و شرط کی وفا پر ثابت قدم اور راسخ دم ہین سلطنت عادل شاہیہ کے اطراف مین مزاحمت اور تشویش نہین پہونچاتے ہین کمال خان حکام اطراف سے اور عیسائیون سے مطمئن ہو کر بفراغبال امور وکالت مین مشغول ہوا جب دوسرے برس دریاخان اور فخر الملک نے خانۂ تن کو روح سے خالی اور کنج قبر کو اپنے قالب بیجان سے بھرا اُنکی جاگیرین کر محال لے کر اپنے فرزندونکو تفویض کر کے ہر ایک کو اسطے درگاہ پیدا کی اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ کے بھی چند پرگنہ برآورد کر کے اپنے اعوان و انصار کی جانب رجوع کیے اور جو شخص فوت ہوتا تھا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تھا اُسکی جاگیر اپنے عزیزونکو دیتا تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ مین ایک کثرت اور قوت بہم پہونچائی کہ قلم نیدار سے نقش فرمانروائی کا اپنے صفحۂ خاطر پر کھینچا مرغ حیات اُسکے نے آشیان دماغ مین بیضہ سرداری اور گردن فرازی کا رکھا اور زاغ سیاہ بخت اُسکی آرزو کا ہوائے شاہی مین پرواز کرنے لگا تمام امرائے دولت کا اپنے بال و پر کے نیچے ورلایا اور اس عرصہ مین سلاطین دکن کے امرا اس روش کو خوب جانتے تھے کہ اسواسطے کہ ان سنوات مین

یہ حرکت حکام عظام دکن پر مبارک نہ آئی نفرے اپنے دلی نعمتون پر تسلط ہوتے تھے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی باگ اپنے قبضۂ اختیار مین لاتے تھے چنانچہ اول ان مین سے وہ شخص کہ جس نے یہ طریقہ اختیار کیا تیمراج تھا کہ شیو رائے راجہ بجانگر کے بیٹے پر غلبہ پیدا کرکے جب وہ حد بلوغ کو پہونچا اُسکو زہر سے ہلاک کیا اُسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا دست نگر کیا اور بعد انہزام یوسف عادل شاہ اُسے بھی درمیان سے دفع کرکے اکثر امرا کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اور زمانہ حسب دلخواہ بسر لیگیا اور اسی طرح سے جیسا مذکور ہوا قاسم برید ترک اور دوسرے امرا نے سلطان محمود بہمنی کو ہلاک کرکے بتدریج تمام سکہ اور خطبہ کو تغیر دے کر اپنے نام جاری کیا پس جو کہ یہ امر کمال خان دکنی نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرکے تعلیم پائی تھی جسوقت کہ اسباب شوکت اور حشمت اُسکے پاس فراہم ہوا اور امیر قاسم برید ترک سے متوسل اور ہمداستان ہوکر یہ پیغام دیا کہ اس تمہارے مخلص بیریا نے استعداد شاہی حاصل کی ہے اب کہ احمد نگر مین طفل خردسال تخت پر بیٹھا اور فتح اللہ عماد شاہ والی برار بمقتضاے جوانی عیش و طرب مین مشغول ہے لازم ہے کہ اس مخلص کی اعانت کرکے سلک حکام دکن مین منتظم کرین اور بندہ کو اپنا فرمان بزار تصور فرماکر اپنی توسیع ولایت مین بھی کوشش کرین کہ فرصت اس سے بہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم برید ترک کہ مدت دراز سے اس ذکر مین تھا اس امر مین شریک ہوا اور بعد لوازم عہد و پیمان یون مقرر ہوا کہ امیر قاسم برید ترک ولایت دستور و دینار کو لیوے اور باقی ولایت بیجاپور کمال خان دکنی سردار سرنوبت اپنے قبضہ تصرف مین لاوے اسمٰعیل عادل شاہ کو محول بلکہ بے روح کرے اور قلعہ شولاپور جو زین خان برادر خواجہ جہان دکنی رکھتا ہے اسپر بھی کمالخان دکنی قابض اور دخیل ہووے اس صورت مین مقصود کو آغاز کرکے امیر قاسم برید ترک نے شاہ محمود شاہ بہمنی کو محبوس کیا اور لشکر آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ ہوا اور کمال خان دکنی نے بھی اسمٰعیل عادل شاہ کو مع اُسکی والدہ مسماۃ پونجی کو قلعہ ارک بیجاپور مین قید کرکے اُنکی محافظت اپنے فرزندون کے متعلق کی اور خود باعظمت و شوکت تمام شولاپور کی طرف سوار ہوا اور بعد وصول و محاصرہ جب تین مہینے کی مدت اُسپر گذری اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے کمک نہ پہونچی زین خان نے جان اور مال سے امان چاہی قلعہ کو مع ساڑھے پانچ پتہ اُسے سپرد کیا اور قصہ ساڑھے پانچ پتہ کا یون ہے کہ جب امراے دکن نے شاہ احمد آباد بیدر پر خروج کیا اور ہر ایک ایک ولایت پر متصرف ہوئے گیارہ پتہ کہ عبارت گیارہ پرگنہ سے ہے خواجہ جہان دکنی حاکم بندہ کے تصرف مین آئے اور اُسکے بھائی زین خان نے جو قلعہ شولاپور کا حاکم تھا شہر احمد آباد بیدر مین جاکر اسقدر کوشش اور تردد کیا کہ فرمان شاہ محمود شاہ بہمنی کا محتوی اُسکے کہ قلعہ شولاپور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف مین ہے ساتھ اسکے متعلق ہووے حاصل کیا لیکن خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام بحری کی حمایت سے نصف ولایت نہ دی وہی قلعہ اُسکے تصرف مین رہا اور احمد نظام شاہ بحری کے مرنے کے بعد یوسف عادل شاہ نے زین خان کی کمک کی اور شاہ کے فرمان کے بموجب ساڑھے پانچ پتہ یعنے پرگنے خواجہ جہان دکنی سے لیے لیکن اُن پرگنون کے واسطے کہ تین لاکھ ہون اُنکا حاصل تھا نزاع و فساد پر آمادہ ہوا چنانچہ نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ کے درمیان اکثر خشونت اور منازعت واقع ہوئی القصہ امیر قاسم برید ترک نے قلعہ نصرت آباد وساغر اور تبکر اور جمیع قرایا اور قصبات نہر بھیرہ کے اُس پار کے حکام عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے قلعہ احسن آباد گلبرگہ محاصرہ مین رکھا اور خبر فتح شولاپور سنکر تہنیت نامہ

کمال خان دکنی کو لکھا اور اُسکو بسبب اس کارنمایان کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ تر ہوا اور نہایت کبر اور غرور مین آکر بیجاپور کیطرف معاودت کی اور ایک دفعہ اسمٰعیل عادل شاہ کو مکان سے برآوردہ کرکے خلائق کو اُسکے سلام کو طلب کرکے ازسرنو اپنے استحکام مین کوشش کی اور امرائے مغل کو دفعتہً معزول کیا اور تین ہزار خاصہ خیل مغل سے تین سو بحال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلونمین سے ایک ہفتہ کے بعد اس شہر مین نظر آویگا جان ومال اُسکا تلف ہوگا اسواسطے مغل مضطرب اور پریشان ہوکر اطراف وجوانب مین متفرق ہوئے اور کمالخان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسی طرف کوئی دشمن اور مزاحم نرہا دولتخانہ نظام شاہیہ کی تقلید کی اور اپنی نام آوری کی زیادتی کے واسطے رقم ایک کو سہ چند کی یعنے جو شخص کہ ہزاری تھا اسکا نام سہ ہزاری رکھا اور حکم کیا کہ کورہ رادت نگاہ رکھین اور کورہ رادت دکن کی اصطلاح مین اس لشکر کو کہتے ہین کہ اسپ سوار ہو اگرچہ مرکب برای نام ہی گھوڑا ہو اور ابتک یہ رسم دکن مین شائع ہی الغرض ہزار گھوڑے مین ایسا دو سو گھوڑا نہین نکلتا ہی کہ معرکے کے دن کام آوے اور کمال خان دکنی نے غرہ صفر نو سو انتیس ہجری مین بیس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا جائزہ لیا اور اپنے اعوان وانصار کو متفق کرکے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ مین مشورہ کیا سب متفق اللفظ کہنے لگے کہ کوئی مانع نہین ہی اس امر مین جس قدر کوشش کیا دے بہتر ہی پھر کمال خان دکنی نے طالع شناسون کو طلب کرکے ساعت جلوس کا احوال اور مآل پوچھا انھون نے بغور وتامل بیان کیا کہ اوضاع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ پر پندرہ دن اس مہینے کے نہایت کڑے ہین لازم کہ اتنے روز اپنی محافظت مین کمال کوشش فرمائیے اور سولھوین دن بیمنت وسعادت تخت دکن پر اجلاس کیجیے کمالخان دکنی یہ خبر سنکر سخت مخوف اور وحشت ناک ہوا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ کوئی مکان محفوظ تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہین ہی بہتر یہ ہی کہ وہان جاکر ایسے مکان مین استقامت کرون کہ ایام نحوست آخر ہون الغرض شہر بیجاپور کا انتظام اپنے آدمیون سے رجوع کرکے خود اس گمان سے کہ تقدیر سبحانی انسانی تدبیر سے رفع ہووے قلعہ ارک مین ایک محوطہ محکم اپنی سکونت کے واسطے اختیار کیا اور تپ اور دردسر کا بہانہ کرکے حکم کیا کہ خاص وعام شہری اور دیہی ان چند روز مین کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہو میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاوین اور یہ خبر کہ کمال خان دکنی اس مہینے کی سولھوین تاریخ تخت پر اجلاس کرکے اسمٰعیل عادل شاہ کو درمیان سے اُٹھاویگا مشہور ہوئی خواتین محل عادل شاہی نہایت محزون اور غمگین ہوئین لیکن چوکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ علیہ کو قائم رکھنا تھا بوبجی خاتون مادر اسمٰعیل عادل شاہ کو یہ تدبیر سوجھی کہ یوسف ترک یعنے اپنے بیٹے اسمٰعیل کے کوکا کو بلاکر یہ بات کہی کہ ای یوسف مین تجھے کوکا نہین جانتی تو ہر دلعزیز ہی اور تجھے خوب معلوم ہی کہ یا غلام کیا آقا زیست کی چاہ سب کو ہوتی ہی اور اُس دار فانی مین کوئی ہمیشہ نرہا اور نرہیگا تقدیر کی تدبیر اور قضاے آسمانی سے چارہ نہین اور چارنا چار حیات مستعار قابض ارواح کو سونپنی ہی اور سراے نا پائدار گذاشتنی اور گذاشتنی ہی لہذا تجھسے یہ توقع رکھتی ہون کہ عنایت پروردگار کا امیدوار ہوکر مردانہ ہمت کا ٹھیکا کمر جان پر باندھ اور جان جانے کا مطلق خیال نہ کرکے کمال خان دکنی سے جو نہایت غدار ہی اُسکے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر التماس کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہین ہی کاش عوض مین ایک جان کے ہزار جان رکھتا وہ سب آپ کی راہ مین صرف کرتا لیکن یہ امر سب پر روشن اور ہویدا ہی کہ چنا سورما بھاڑ نہین توڑتا ایک مرد بیس ہزار دکنی اور

حبشی کا کچھ نہین کرسکتا یہ خبیث ایسے دشمن قوی سے کیونکر عہدہ برا ہوگا بوبی خاتون نے فرمایا کہ اگر تو حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت پر توکل کرے اور اپنے صاحب کی جان نثاری پر آمادہ ہو کر جان مستعار کے خیال سے کہ آخر مرنا ہی در گذرے تو اُسکے فضل سے امید قوی ہی کہ اُسے احسن وجہ سے دفع کرسکیگا یوسف ترک نے کہا مین یقین جانتا ہون کہ عیاذاباللہ جس روز کہ کمالخان کو تخت پر اجلاس سیر ہوگا مجھے فوراً قتل کریگا کونسی سعادت اُسکے برابر ہوگی کہ جان نثار اپنی جان صاحب پر فدا کرے اور نام اپنا وفادارونکی سلک مین ثبت کرکے زندہ جاوید ہو اب آپ اُسکے دفع کا طریق بتائین تو بے تامل سربازی اور جان نثاری مین قیام کرکے مثل گوسفند کے اس اسمٰعیل کی قربانی ہو جاؤن بوبی خاتون نے کہا کہ ایک پیرزال حرم سرا کہ کمال خان سے نہایت الفت رکھتی ہی بلکہ مہربان یکجہت اور دوست جانی ہی اور اُس کی طرف سے ہمیشہ حرم مین رہکر ہمارے اخبار جزوی اور کلی ہر روزہ اسے پہونچاتی ہی کمالخان کے پاس عیادت اور احوال پرسی کیواسطے جاتی ہون اور تجھے اُسکے ہمراہ کرکے اسے ایسا مطیع کرتی ہون کہ وہ تجھے خود دلاسا دیکر اپنے ہاتھ سے بیڑا استمالت کا دیوے لیکن تجھے لازم ہی کہ بیڑا اٹھا کر جوہر حیات اپنا اپنے مالک پر نثار کرکے قدم جرأت بڑھاوے اور خنجر سینہ شگاف سے اُسکا شکم زنبور کے چھتہ کی طرح مشبک اور سوراخ سوراخ کرے یوسف نے یہ امر قبول کیا اور بوبی خاتون نے پیرزال معہودہ کو بلایا اور از روے دلسوزی اور شفقت کمال خان کی نسبت کلمات مہرانگیز زبان پر لاکر فرمایا کہ یوسف عادل شاہ کے بعد وفات مین متفکر اور اندیشہ ناک رہتی تھی کہ میرا بیٹا اسمٰعیل خردسال ہی اور زمانہ کے تجربون سے عاری اور عاطل ہی مبادا کہ یہ ملک بھی احمد شاہ بحری کو منتقل ہووے اور اس دیار کے امراے نامدار سے کون ہی کہ باگ اس سلطنت کی اپنے کف اقتدار مین لاکر رعیت کی حراست اور حفظ ناموس اس دولت کی ہمت کریگا مگر جس وقت سے کہ زمام اختیار نظم و نسق امور ممالک کمال خان دکنی کے قبضہ مین در آئی خاطر نے اس دغدغہ سے نجات پائی ہی اور اوقات نہایت خوشی سے بسر ہوتی ہی اب ان دو تین روز کے عرصہ مین سنا جاتا ہی کہ اُس خان والاشان کا مزاج شریف اور عنصر لطیف نے کہ مجھے اپنے فرزند صلبی اور بطنی سے نہایت درجہ بہتر اور عزیز تر ہی اعتدال سے انحراف کیا ہی اس سبب سے طبیعت کو تشویش اور بیقراری ہم پہونچی ہی چاہیئے کہ مبلغ بارہ ہزار ہون لیجا اور اُسکے فرق پر نثار کرکے محتاجون اور فقیرون کو پہونچا جب پیرزال راہی ہوئی اور چند قدم گئی سے پھر طلب کرکے یہ کہا کہ مدت سے یوسف ترک کو کا ارادہ حج کا رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ جب تک خان رفیع المکان اپنی خوشی اور رغبت سے مجھے رخصت نہ دیگا میرا حج قبول نہوگا اُسے بھی اپنے ہمراہ لیجا اور خان کو اسطرح فہمائش کرنا کہ وہ اپنے دست مبارک سے اسے پان مکہ معظمہ کی رخصت کا عطا فرماوے اور پروانہ اپنی مہر سے لطف کرے کہ حاکم بندر واہل مصطفےٰ آباد مانع نہوون اور اُسے منزل مقصود کیطرف روانہ کرے اس خدمت کیواسطے زرخطیر پیرزال کو عطا کرکے یوسف ترک کو اُسکے ہمراہ روانہ کیا اور وہ خرم و شادان کمال خان کی خدمت مین چلی اور جب باتین مشفقانہ خاتون جہان کی مذکور کین اور مبلغ مسطور تصدق کرکے ارادہ حج یوسف کو کا اُسکے سمع مین پہونچایا کمال خان دکنی خاتون کے لطف و توجہ سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بے شک و شبہہ اپنے تئین خداوند تاج و تخت اس مملکت کا سمجھا اور بوبی خاتون کی خوشدلی کیواسطے یوسف ترک کو کا کو مجلس خلوت مین طلب کرکے کہا اے یوسف مین تجھے بہت دوست رکھتا ہون جو تو نے نیت خیر کی ہی تجھے منع نہین کرسکتا جلد حج سے فارغ ہوکر اپنے تئین خدمت مین پہونچانا کہ تجھے جملہ امراے کبار سے کردون یوسف

ترک کوکا نے بھی دلی نعمت کی صلاح وقت کے واسطے اپنی لسانی اور خوش بیانی سے کمال خان کو ملتفت کر کے مطلق غافل کیا کمال خان نے ازراہ مرحمت اپنے پاس بلا کر بیڑہ پان کا اپنے ہاتھ سے دون یوسف ترک کو کا جیسا کہ داب مردم دکن ہی مان بزرگون کا بطریق ادب اس چادر پر کہ دوش پر رکھتے ہین لیتے ہین ہاتھ نیچے اس چادر کے کہ دوش پر رکھتا تھا لیگیا اور جسوقت کہ وہ پان دینے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچکر از روے پردلی ایسا اُسکے سینے پر مارا کہ مقابل سے آیا اور صحن مکان کو اس غدار کے خون سے لالہ زار کر کے صاعقہ دشنہ آبدار سے آگ اُسکے خرمن حیات مین ڈالی شعر گوزن گوہ گر گردن دراز است ۔ کمند جاہ را باز و فراز است ۔ مادر کمالخان نے جب اس حال سے اطلاع پائی عجوزہ کو اس گمان سے کہ مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۔ اُس ضعیفہ اور یوسف ترک کو اُسی ساعت قصاص مین پہونچایا اور اپنے آدمیون کو قلعہ کے دروازون سے مانع ہوئی اور کمال خان کو زندون کی طرح قصر کے غرفہ مین تخت پر بٹھا کر خیل وحشم خاص کو زیر قصر ایستادہ کیا جیسا کہ رسم ہند ہی اور ایک کو محرمون سے اپنے فرزند صفدر خان کی طلب کو بھیجا اور جب وہ آیا اور اپنے باپ کی نعش دیکھی چاہا کہ فریاد کرے ہاتھ اُسکے منہ پر رکھکر منع کیا اور کہا وقت شور کرنے اور نوحہ کرنیکا نہین ہی چاہیے کہ مردانہ بیٹیکا جد و جہد استوار کر کے تیغ انتقام سے خون اسمٰعیل عادل شاہ اور اُسکی والدہ کا خاک ہلاک پر گرا کر اپنے باپ کے عوض تخت شاہی پر جلوہ گر ہو اور نام و نشان خاندان عادل شاہ کا روے زمین پر نچھوڑ صفدر خان باوجود اُسکے کہ پچیس برس کا جوان تھا ہرسان ہوکر بولا اُسی وقت ہمارے آدمی اس معاملہ سے واقف ہوکر متفرق ہونگے کیونکر انتقام میسر ہوگا بہتر یہ ہی کہ اس خبر کے انتشار اور لشکر کے پریشان ہونے سے پیشتر ہم اس قلعہ سے برآمد ہوکر کسی طرف روانہ ہوین اُسکی مان نے اسے سرزنش اور ملامت کر کے کہا جس قدر آدمی کہ مین قلعہ مین رکھتی ہون اعدا کے دفع کیواسطے کافی ہین انھین حکم کر کہ قلعہ کا دروازہ بند کرین اور تو قلعہ سے برآمد ہوکر اپنے متعلقون اور ہواخواہون کو پیغام پہونچا کہ خان والاشان نے اسمٰعیل عادل شاہ کا سر طلب فرمایا ہی مین تعمیل حکم کو جاتا ہون پھر بہیئت مجموعی جاکر اور محاصرہ کر کے اپنے باپ کا انتقام لے چنانچہ اُسکے بموجب حکم ہوا کہ کمال خان کے انصار قلعہ کا دروازہ بند کرین اور آدمی مستعد ہوین کہ خان والاشان نے اسمٰعیل عادل شاہ کے قتل وحبس کا حکم صادر فرمایا ہی اور بوبی خاتون کو یہ گمان ہوا کہ یوسف ترک کوکا سے وہ کام مین نہ پڑا اور کمالخان دکنی حقیقت حال پر مطلع ہوکر دریا خلش ہمارے ہی پھر خاتون نے مردانہ اور خسروانہ ہمت اُسکے مدافعہ پر مصروف کر کے خواجہ صندل خواجہ سرا کو ایک جماعت کے پاس جو دیوانخانہ مین چوکی اور پہرہ رکھتی تھی بھیجکر اُس محل کے دروازہ پر طلب کیا اور اتفاقات حسنہ سے اُسدن تین سو مغل کی جنکا حال مذکور ہوا چوکی اور پہرہ کی باری تھی اور دو سو یا تین سو دکنی اور حبشی بھی تھے لیکن جو جمیع اہل دربار ادنی اور اعلی کمال خان دکنی کے مطیع اور فرمان بردار تھے صفدر خان انھین اپنا مدد و معاون سمجھکر اُنکی فکر اور دفع مین نہ پڑا تھا القصہ بوبی خاتون نے پس پردہ آکر باواز بلند فرمایا کہ کمالخان دکنی چاہتا ہی کہ عادل شاہ کو ہلاک کر کے خود امر شاہی کا منتظم اور متصدی ہو اسصورت مین جو شخص نمک حلالی کو منظور رکھے وہ محل مین آن کر حتی المقدور اعدا کے دفع مین مشغول ہووے اور دشمنون اور غدارون کی کثرت سے نہ اندیشہ کرے کہ عنقریب وہ جماعت کفران نعمت کے وبال سے متفرق اور پریشان ہوگی اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو اور دولت عظمی پر فائز ہونیکی اسے پروا نہو وہ مختار ہی جہان چاہے جاوے الغرض دو سو راجپوت مغل اور سترہ نفر حبشی اور دکنی نے جانسپاری اختیار کی اور از روے صدق ارادت جسن اخلاص عمارت شاہی مین داخل ہوئے اور مابقی نے بیوفائی کی خاک بسر پر ڈالکر خانہ

شریک ہوئے اور بوبجی خاتون اور دلشاد آغا پھوپھی اسمٰعیل عادل شاہ کی کہ یوسف عادل شاہ کے آخر عہد مین دکن مین
آئی تھی لباس مردانہ پہنکر اور تیر وکمان ہاتھ مین لے کر شہزادہ کے ہمراہ لگن محل کی پشت بام پر کہ بہت بلند تھا
برآمد ہوئین اور مغلون کو بھی بام پر طلب کرکے نوید خسروانہ سے قوی دل کیا اس درمیان مین صفدر خان مع جمعیت
عظیم آپہونچا اور آدمیون کو دروازہ توڑنے پر مامور کیا جب مغل تیراندازی اور خواتین سنگ اندازی مین مشغول
ہوئین غوغا اور آشوب عظیم قلعہ کے درمیان برپا ہوا اور عین گیرودار مین مصطفے آغا رومی کہ قدیم سے برج اور
بارہ کی محافظت کرتا تھا اور کمال خان دکنی ان لوگون کو جز وضعیف جانکر اُنکے قلع اور قمع کی کوشش نکرتا
تھا مع پچاس تفنگچی دکنی لگن محل کے عقب آیا اور خواتین نے انھین دعاے خیر کرکے رسیان نیچے لٹکائین تو
اُسکے سہارے بام پر چڑھ آئے اور جنگ صعب کے باعث آثار رستخیز ظاہر ہوئے اور جب مبحث حرب نے طول
کھینچا اور بندوق کی آواز مادر صفدر خان کے گوش زد ہوئی اس خوف سے کہ مبادا میرے نورعین صفدر خان کو
چشم زخم پہونچے کمال خان دکنی کی طرف سے پیغام بھیجا کہ بے تقریب آدمیون کا خون نکرین اول توپین کلان طلب
کرکے عمارت کو ڈھادین اُسکے بعد بفراغ خاطر محل مین درآوین اور خرد و بزرگ اونی اور اعلی کو تیغ کے گھاٹ اتارین الغرض
مادر صفدر خان کے اشارہ کے بموجب جنگ موقوف ہوئی اور بہادرون کو توپہاے کلان کے لانیکے واسطے کہ اس
قلعہ مین تھین مقرر کیا اور اپنی سپاہ کو جو شہر مین تھی حکم کیا کہ مسلح ہوکر قلعہ مین ایستادہ ہو تو دوسرا شخص اسمٰعیل عادل شاہ کی
کمک کو نہ پہونچے خواتین دشمنون کا مشورہ دریافت کرکے آپس مین کہنے لگین کہ اگر توپون کے لانے سے پیشتر تدبیر
سے کام نچلے خوب ہے پھر رائے صواب اندیش سے یہ قرار پایا کہ مغلون کو بام کی پس پشت پوشیدہ کرین شاید کہ
صفدر خان مغلون کے فرار کا گمان کرکے توپ پہونچنے سے قبل آگے بڑھے اور غیب کے حربہ سے اُن کافر نعمتون کا
کام تمام ہووے اور وہ تدبیر تقدیر کے موافق آئی اور صفدر خان سہل ترین وجہ سے مقتول ہوا اور شرح اس مجمل کی
یون ہے کہ جب مغل خواتین کے شورہ کے بموجب پوشیدہ ہوئے صفدر خان اور اُسکے ہواخواہ مغلون کے فرار کا گمان کرکے
بیتابانہ لگن محل کیطرف بہیئت مجموعی روانہ ہوئے اور جب کوئی شخص اُنکا مانع نہوا تیغ و تیر و تبر سے لگن محل کا دروازہ
توڑنا شروع کیا اور وہ شیرزن عورتین صاحب حوصلہ خاموش رہین یہان تک کہ دشمنون نے دلجمعی سے دروازہ
توڑا اور صفدر خان مع امراے معتبر خوشدلی اور خوشحالی سے محل کے اندر داخل ہوئے اور دوسرے پھاٹک
کے توڑنے مین مصروف ہوئے اُسوقت مغل خواتین کے حکم کے موافق نعرہ تکبیر اور اللہ اللہ بلند کرکے چارون
طرف تیر و تفنگ و سنگ مارنے لگے جو کہ وہ مقام نہایت کوتاہ تھا دشمن کیطرف کے مرد عمدہ بہت مارے گئے
اور اُسی وار و گیر اور کشمکش مین قضارا ایک قاصد تیر سراسری پیام اجل لے کر صفدر خان کی آنکھ مین اوچٹا لگا ہرچند
زخم کاری نہ تھا لیکن اس مصرع کے مطابق ع صید را چون اجل آید سوصیاد رود سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اُس
دیوار کے نیچے کہ اسمٰعیل عادل شاہ اسپر ایستادہ تھا پناہ لیگیا اور بوبجی خاتون یعنے والدہ اسمٰعیل عادل شاہ دوسری
طرف ایستادہ تھی اور بہادرون کو ترغیب جنگ کرتی تھی صفدر خان کو پہچانا اور اپنے فرزند ارجمند کو اشارہ کیا کہ پتھر
گران اس سنگدل کے سر پر غلطان کرے اسمٰعیل عادل شاہ نے باوجود اس معرکے کہ آتش حرب افروختہ تھی ہوش و حواس
بجا رکھکر اپنی والدہ کی فرمائش کے بموجب وہ پتھر اپنے دست زبردست سے مارا اور خدا کی قدرت سے وہ پتھر صفدر خان کے

سر پر ایسا لگا کہ اُسکے صدمہ سے اسکا مغز پاش پاش ہوا اور آن واحد مین تڑپ کر مر گیا اور باقی مخالفون نے جب اپنے سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کی طرف روانہ ہوے اور جب اُسے بھی مذبوح خنجر پایا بلا توقف قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار ناپی اور مغلان وفاکیش نے برآمد ہوکر صفدر خان اور کمال خان دکنی سر نوبت کا سر تن سے جدا کیا اور تاج سنان کر کے شہر مین پھرایا اور یہ مناوی کی بیت کہ ہر کو بود دشمن شہریار ۔ بدین گونہ بیند سرانجام کار ۔ اور امراے عمدہ مثل عین الملک اور جہان کہ کمال خان دکنی کے ساتھ رابطۂ خویشی اور پیوند کیا تھا اس حالت کے مشاہدہ سے کہ ہرگز انکے دل مین نہ گذرتی تھی ہراسان ہوئے اور مال واسباب سے قطع نظر کر کے بسرعت تمام اس مملکت سے بھاگ گئے اور اسمٰعیل عادل شاہ نے اُسی دن یوسف ترک جوانمرد وجانسپار کی لاش بادل پاش پاش اس روش اور آئین سے کہ بہتر اس سے نہ تھی غسل وکفن دے کر تابوت صندلی مین رکھی اور خود بھی گریبان چاک سر و رو آغشتہ بخاک کر کے پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا اور مبلغ دس ہزار ہون کہ بوبچی خاتون نے خیرات کے واسطے بھیجے تھے اور دس ہزار ہون جو خواجین نے ہمراہ کیے تھے اور خود بھی بیس ہزار ہون سے زیادہ براے کار خیر فقرا اور مساکین کو پہونچائے پھر اسے پیوند زمین کر کے اُسکی قبر پر خیمہ شاہانہ ایستادہ کیا اُسکے بعد گنبد عالی اُسکی قبر پر تعمیر فرما کر مجاورون کے وظیفے مقرر کیے اور قریب شام بادل ناکام قلعہ کی طرف بازگشت کی مدۃ الحیوٰۃ ہر مہینے اُسکی ترویح کے واسطے مبالغ کثیر مستحقون کو دیتا تھا اور ہر سال یعنے اُسکے روز قتل اکابر اُسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہے کہ دوسرے دن اسمٰعیل عادل شاہ نے تخت دکن پر قدم رکھکر بار عام کیا اور خلائق نے لوازم نثار وایثار پیش پہونچایا نشان بلاغت نشان نے کہ جنکا سر دفتر خواجہ غیاث الدین شیرازی تھا کلک لطائف نگار سے نامجات مشعر استیصال کمانخان دکنی سر نوبت اور اُسکے متعلقون کی خوشترین عبارت سے تحریر کیے اور سامانی سوار تیز رفتار کے ذریعہ سے شاہان اطراف دکن کو پہونچائے اور غلغلۂ دشمن گذاری کا بسیط عالم مین ڈالا اور کمالخان مقتول کے متعلق جو اسیر ہوئے تھے بوبچی خاتون نے اُس تدبیر کے سبب کہ اُس سے وقوع مین آئی تھی اُسکے قتل سے درگذر کر کے اس عورت پر نہایت رعایت فرمائی اور حکم دیا کہ دوسرے ملک مین چلی جاوے اور ایک جماعت اُسکے ہمراہ کی کہ کوئی شخص اثناے راہ مین مزاحمت نہ پہونچاوے اور بنجومیون کو کہ از روے مہارت ایسا حکم کمال خان کے بارہ مین دیا تھا خلعت وزر دیکر معزز ومکرم کیا اور جن لوگون نے کہ اس واقعہ ہولناک مین ہمراہی کی تھی علیٰ قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب اور جاگیر لائق عطا کی اور ازانجملہ خوش کلدی آقا اور سکندر آقاے رومی اور مصطفےٰ آقا اور مقرب خان گرداور مظفر خان رودباری اور خواجہ غیاث الدین کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلحداری کے پایہ سے بمرتبۂ امارت ترقی کر کے اُنکے رایات شوکت بلند کیے اور میرزا ابراہیم گیسو قمی اور حیدر بیگ اور رسو بیگ بہادر اور امراے سلحدار کو جو کمال خان دکنی کی جور وجفا کی شدت سے گجرات اور خاندیس اور احمد نگر اور برار اور تلنگ کی طرف بھاگ گئے تھے استمالت نامہ بھیجکر مراجعت اور معاودت کی تحریض وترغیب کی اور خسرو ترک جو اصل مین آزاد ولاری تھا مصلحۃً اپنے تئین غلامان شاہی کے سلک مین لکھوایا تھا بخطاب اسد خان منصب امارت پر سربلند کیا اور نلگوان مع مضافات اُسکے جاگیر مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان گرجی مین منسلک تھا کوتوال دیوان ہوا اور چونکہ اُس حادثۂ عظمیٰ مین عہد کیا تھا کہ بعد فتح مغل کے سوا کسی کو نوکر نہ رکھونگا لہذا عہد کو وفا کر کے عمال محال اور کارگذارونکو حکم ہوا کہ ہماری دولت مغل کی سعی کی بدولت ہے اور تعلق اُنسے رکھتی ہے دکنی اور حبشی اور مغل زادہ

ملازم نکر دوبارہ برس یہ حکم جاری رہا تغیر اور تبدیلی نے اسمین راہ پائی آخر خود مغلون نے اتفاق کرکے اپنے فرزندون کی ملازمی کی درخواست کی اور وہ منظور اور قبول ہوئی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغانون کو بھی نوکر رکھو لیکن حبشی اور دکنی کسی طور سے ملازم نہونے پاوین اور وہ قاعدہ پسندیدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری اور مستمر رہا اور کسی کی یہ مجال اور قدرت نہ تھی کہ دکنی اور حبشی کو سپاہ کے درمیان ملازم کرتا عدالت پناہ نے ایسے لشکر کی قوت سے اکثر راؤن اور زمینداروں کو مقہور کیا بلکہ سلطان محمود بہمنی اور امیر برید کو کہ پچیس ہزار سوار لیکر بیجاپور آیا تھا شکست دیکر نشان فتح و فیروزی بلند کیا اور حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ امیر برید کمال خان دکنی کی حین حیات مین جیسا کہ بیان ہوا بہت سے ممالک اس بادشاہ کے تصرف مین لایا تھا بعد قتل کمالخان میرزا جہانگیر احمدنگر سے پلٹ کر شہنشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور حسن آباد کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور اُسنے امیر برید کے سپاہیونکو قریب چار سو آدمیون کے ضرب تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد اور ساغر اور اتکر کو مفتوح کرکے اس حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفان دولت ابد اتصال کے ہاتھ سے برآورده کر لیا اور امیر برید کے بھائیون کو بھی جو شجاعت مین مشاہیر کن سے تھے تہ تیغ بیدریغ کرکے اپنی ولایت بسہولت تمام متخلص کی اور امیر قاسم برید یہ خبر سنکر مثل مارزخم خوردہ پیچ و تاب مین پڑا اور فریب سے شاہ محمود بہمنی کی زبانی خود نامجات والیان دکن کو لکھکر استمداد الحاج و مبالغہ کیا کہ برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے لشکر اُسکی کمک کے واسطے مقرر کیا اور امیر قاسم برید ترک لشکر کمکی کو فراہم کرکے سنہ ۹۲۰ نوسو بیس ہجری مین بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اُس ولایت کی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو شاہ محمود بہمنی بھی امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ تھا اسمٰعیل عادل شاہ نے صلاح مقابلہ مین ندکی دم بخود رہا یہانتک کہ وہ الیہ پور مین جو یوسف عادل شاہ کا آباد کیا ہوا بیجاپور کے قریب واقع ہے پہونچا اور ارادہ اُسکے محاصرہ کا کیا اسمٰعیل عادل شاہ بارہ ہزار سوار کہ اس مین اکثر مغل تھے ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا فردوسی بیابان چو دریاے خون شد درست ۔ تو گفتی زروے زمین لالہ رست ۔ چنان شد زبس کشتگان روے دشت ۔ کہ پوینده را راہ دشوار گشت ۔ غرضکہ بعد جنگ صعب اور حرب سخت امیر قاسم برید ترک اور جمیع لشکر کمکی کو ہزیمت ہوئی اور شاہ محمود شاہ بہمنی اور شاہزادہ احمد فرزند اُسکا جو تلاطم افواج مین گھوڑے سے جدا ہو کر گرفتار رہے تھے اسمٰعیل عادل شاہ نے از روے تواضع چند راس اسپ مع ساز مرصع اور پالکی خاص حاضر کرکے انھین سوار کرکے چاہا کہ بیجاپور مین لاکر امیر قاسم برید ترک سے نجات دیوے شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور شہر مین نہ آیا اور شہر کے باہر جاکر ایک مقام مین فروکش ہوا اور اپنے اعضا کے معالجہ اور تداوی مین کہ پشت اسپ سے جدا ہونے کے وقت مجروح ہوگئے تھے مشغول ہوا اور بعد تندرست ہونے کے پیام کیا کہ بی بی ستی کو جو شاہزادہ احمد کے عقد ازدواج مین ہے لوازم جشن بجالاکر سپرد کرنا چاہیے شہریار نے اس امر کو قبول کرکے اقرار کیا کہ حسن آباد گلبرگہ مین کہ مزار سید محمد گیسو دراز ہے جاکر شرائط عروسی بجالاوین پھر شاہ اور وہ حضرت باتفاق یکدیگر حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر آئین شہریار جشن شادی عروسی ترتیب دیکر بی بی ستی کو شاہزادہ احمد شاہ کے سپرد فرمایا اُس وقت اسمٰعیل عادل شاہ نے پانچ ہزار مغل شاہ کے ہمراہ رکاب کیے اور وہ حضرت بشوکت و تجمل تمام احمد آباد بیدر کی طرف سوار ہوئے اور امیر قاسم برید ترک اس خوف سے کہ شاہ نے اسمٰعیل عادل شاہ سے موافقت کی ہے اور پانچ ہزار سوار

میرے دفع کے واسطے ہمراہ لاتا ہی اسباب شاہی اور خزانہ اٹھاکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ بفراغ خاطر
واطمینان وافراس بلدہ مین بے دغدغہ محافظان اور سیم موکلان چند روز شراب پینے ورنڈی نچانے اور
نغمہ سننے مین مشغول ہوا اور داد لاقیدی کی دی اور اُس کے بعد لشکر اسمٰعیل عادل شاہ نے رخصت لے کر
ظاہر احمد آباد بیدر سے کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کرکے مجرکو وہان پہونچا اور چونکہ
اہل شہر اور دروازہ کے محافظ جانتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کی لیاقت نہین رکھتے اور اُن سے
انتظام مملکت نہوگا اس واسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہی خلق خدا کی حفاظت اسکا کام ہی غضب کی جاہی کہ
جب نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت ہووے تو جنکا یہ محافظ ہی اُنکی کیا حالت ہوگی یہ سوچکر بلا توقف شہر کا دروازہ
کھول دیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر مین در لائے اور امیر مذکور نے بدستور سابق جابجا اپنے مردم معتبر مقرر کیے
اُسکے بعد اپنے کام مین مشغول ہوا اور علی الصباح شاہ محمود شاہ بہمنی کا نشا اترا ہوشیار ہوا تو احوال دگرگون دیکھا
لیکن اس سبب سے کہ امرا کے تسلط اور غلبہ کا خوگر تھا چندان آزردہ نہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر ہوکر اسباب
عیش وعشرت پر قانع ہوا اور سنوات سابق مین جو ایلچی شاہ جمجاہ شاہ اسمٰعیل صفوی مملکت ایران کے ہندی شاہون
کے پاس آئے تھے تیمراج راے بیجانگر اور شاہ گجرات نے اُنکی تعظیم وتکریم کرکے ایلچیون کو بالتحف وہدایاے فراوان
بصد اعزاز واکرام ولایت کی طرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی ایلچی شاہ کو بعزت وحرمت شہر مین لایا اور رعایت
شاہانہ کرکے چاہتا تھا کہ حسب دلخواہ رخصت کرے لیکن امیر قاسم برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب مانع
آنکر ایلچی کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اسواسطے ایلچی نے عاجز اور بہ تنگ آکر اسمٰعیل عادل شاہ کو غائبانہ شکایت نامہ
لکھا اور آنحضرت نے شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کے ایلچی کو اس سے زیادہ تر
نگاہ رکھنا حسن ادب سے بعید ہی چاہیے کہ اُسکی رعایت خاطر مین کوشش کرکے منزل مقصود کو روانہ کرین اور
معرض توقف مین نہ ڈالین امیر قاسم برید ترک نے اس پیام سے نہایت شدت سمجھکر ایلچی کو رخصت کیا اور وہ فوراً
بیجاپور کی طرف گیا اور اسمٰعیل شاہ لوازم استقبال بجالایا اور الیہ پور مین اس سے ملاقات کی اور خلعت فاخرہ زر وجواہر اُس کی
لیاقت سے زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کے سبب بندر مصطفےٰ آباد واہل سے بادشاہ عالیجاہ کی درگاہ مین رخصت
کیا اور اس شہنشاہ دین پناہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر ابراہیم بیگ ترکمان کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع کمر بند شمشیر مرصع
اور تحف ایران اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بھیجا اور مکتوب جو اُسکے مصحوب تھا اسمین یہ مضمون درج تھا مجد السلطنۃ والخشتۃ و
الشوکۃ والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ لفظ وخطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہوے تھے نہایت شاد ہوا
اور یہ فرمایا اب شاہی ہمارے خاندان مین آئی اور ایلچی کو اس باعزاز وتکریم سے کہ زبان خوش بیان اُس کی صفت
سے عاجز ہی بیجاپور مین لایا اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور لباس کی موافقت کے واسطے حکم فرمایا کہ جملہ سپاہ مغل زادہ
تاج سرخ دوازدہ ترک سر پر رکھین اور جو شخص تاج نہ پہنے وہ دربار مین میرے مجرے اور سلام کو نہ آنے
پاوے اور بارہ بکریان اُس سے جرمانہ لیوین اگر وہ شخص اسپر بھی باز نہ آوے تو اس کی سزا یہ ہی کہ سر بازار
اُسکی دستار سر سے اتارین اور بازاری اُسکی نسبت کلام سخت زبان پر لاوین اس سبب سے کسی کو سیا ہیان
اسلام سے یارا نہ تھا کہ بدون تاج شہر مین پھرے اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدین اور تمام ایام متبرک مین

منبرون پر شاہ آسمعیل صفوی کے واسطے فاتحہ سلامتی کا پڑھتے رہین اور یہ حکم ستر برس آخر عہد علی عادل شاہ تک جاری رہا اور ارباب دکن کا اتفاق ہے کہ آسمعیل عادل شاہ مدار امور کا عقل پر رکھتا تھا اس سبب سے کبھی فریب اور بازی نہ کھائی جمیع معارک مین مظفر اور منصور ہوا مگر جنگ کفار کنہر مین بوجہ مستی شراب کے کیونکہ عقاب شراب کے پنجہ مین طائر عقل زبون ہو جاتا ہے چنانچہ نشہ مین ایسا امر اس بادشاہ عاقل سے ظاہر ہوا جو عقل سے بہت بعید تھا واقعان احوال شاہان ماضیہ انار اللہ برہانہم سے ایسا گوش زد ہوا کہ جب یوسف عادل شاہ نے تیغ قہر و سیاست سے شیاطین کفار کنہر مغلوب اور منکوب کرکے ولایت میان دو آب کو عبیدہ اصنام کے تصرف سے برآوردہ کرکے قلعہ رایچور اور مدکل کو مسخر اور مفتوح کیا مدت دراز تک ساکنان اس حدود کے بیجا نگریون کی مزاحمت بیجا سے امین اور مصئون رہے لیکن بعد از فوت یوسف عادل شاہ کہ خبر تہور و کمال خان دکنی سرسر نوبت اور لشکر کشی امیر قاسم برید ترک کے انتشار پایا نہراج نے قلعہ رایچور اور مدکل کو جیسا کہ گذرا محاصرہ کیا اور ساتھ عہد اور امان کے متصرف ہوا اور جو کہ لشکر آسمعیل عادل شاہ کا کمال خان دکنی سرسر نوبت سے پراگندہ ہوا اور نفران معتد سے کوئی نہ رہا لہذا ۹۲۷ نو سو ستائیس ہجری تک اُسکے استخلاص کے گرد نہ پھرا اور فکر مین اُسکی نہ پڑا اور اُسکے بعد کہ امرا اطراف و جوانب سے اُسکی درگاہ مین حاضر ہوئے ممالک کو امیر قاسم برید ترک کے آدمیون سے برآوردہ کیا اور خسرو عدالت شعار نے عین موسم برسات مین قلعہ رایچور اور مدکل کی استرداد کے واسطے دار الخلافت بیجاپور کیطرف نہضت فرمائی اور نہراج یہ خبر سنکر مع لشکر قلیل بطور تاخت اسطرف متوجہ ہوا اور آب کشنہ کے کنارے نزول کیا اور تھوڑے عرصہ مین اقصاے بلاد کنہر اور اُس حدود کے راجہ کہ غائبانہ اُسکی اطاعت کرنے حاضر نہوتے تھے لیکن اُس معرکہ مین تمام مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور افواج کثیر اور جم غفیر اُسکے شریک ہوئی غرضکہ جمعیت اُسکی پچاس ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہوئی اور آسمعیل عادل شاہ نہراج کی تاخت اور دریا کے گھاٹون پر قبضہ کرنے اور قرب جوار کے راجاؤن کے اتفاق سے کہ ساتھ اس کافر الکفر کے یکدل و یکزبان ہوگئے تھے چاہتا تھا کہ اُس سال فتح عزیمت کرکے اور وقت پر منحصر رکھے لیکن جو سامان سفر مہیا کرکے سراپردہ باہر ایستادہ کیے تھے اور بعضے مقربون کی تحریص و ترغیب کرنے سے لاعلاج ہو کر اس طرف روانہ ہوا اور مع سات ہزار سوار تاج پوش کہ اکثر غریب تھے لب آب دشمن کے اُردو کے مقابل سراپردہ خسروی اوج فلک پر بلند کیا اور چند روز خرگاہ شاہانہ مین بستر استراحت پر تکیہ کرکے مقابلہ اور مجادلہ کو معرض توافل اور تساہل مین ڈالا اور جسوقت کہ باران ترشح کرتا تھا چند ساغرے گلگون سے لبریز کرکے پیتا تھا اس درمیان مین ایک ندیم کہ ذوق ہوا مین چند پیالہ شراب کے پیکر سرخوش تھا اُسنے پس پردہ سے یہ بیت باواز موزون و دلکش پڑھی بیت خیز و در کاسۂ زر آب طرناک انداز ۔ پیش ازان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز ۔ شاہ فوراً پردہ تردد سے خاطر کو برآوردہ کرکے بزم عیش و عشرت کی آراستگی مین عازم اور جازم ہوا اور حکم اقدس کے بموجب پری پیکران گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن عرق جوا ہر تمکین دلبری مین چالاک شوخی و شعبدہ گری مین بیباک کہ طرز دلربائی سے طیلسان ہوش دوش عقل سے لیجا دین اور کانون الیان شروع آفاق گانے مین مشاق خوش آواز نغمہ پرداز انسان تو کیا فرشتہ انکی دام محبت مین ہوش و حواس نذر کرے اور دیوان خانہ کو لطیف سنج حواشی بساط مین جمع ہوئے جب تجرع اقداح طرف حد سے گذرا اور پیمانہ کیفیت انشاط کا

سرشار ہو آنحضرت نے فکر عبور دریاے مواج مین مستانہ وار قدم ڈال کر ارکان دولت سے استفسار فرمایا
کہ سبد و نکے بنانے مین اسقدر درنگ کا کیا سبب ہو انھون نے عرض کی کہ تین سو سبد چرم گرفتہ موجود ہو اور
مابقی چند روز مین تیار ہو کر موجود ہونگے جہانبان عدالت نشان نے نشا کی ترنگ اور شراب کی مستی مین دریا کے
عبور پر ہمت مصروف فرمائی اور فیل بابک زا پر کہ مست تھا سوار ہوا اور بغیر اسکے کہ کسی کو اپنے مافی الضمیر سے
مطلع کرے تفرج آب اور گل گشت کے بہانہ دریا کے کنارے گیا اور جو کہ اکثر بروز جنگ اس فیل پر سوار ہوتا تھا
سپاہ اسلام مضطرب ہو کر سوار ہوئی اور یون ہی سر اٹھائے چلی گئی جب ایک فرسخ لشکر خصم کے مقابل سے
دور ہوا اکیبارگی اظہار ارادہ کر کے حکم دیا کہ آدمی فیلون پر سوار ہو کر عبور کرین اور گھوڑون کو ان سبدون مین کہ چمڑے
سے مڑھکر تیار کیے ہین اتارین اور جو عقل باور نکرتی تھی کہ فیل اس آب فراز مین کیونکر گذر کریگا لوگ حیران ہوئے
اور کسی نے ہاتھی پانی مین نہ ڈالا اسمعیل عادل شاہ کہ عنان عقل کف اختیار سے دی تھی اعراض ہو کر بولا کہ وہ بھی
فریبون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی لیگیا تھا مجھے بھی اسکی پیروی درکار ہی جو فضل خدا یار ہی تو یہ بڑا یار ہی
یہ کہکر شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی مین ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے آب پایاب ہو گیا حافظ حقیقی نے
صحیح و سالم اس بحر خطر سے پار اتارا اور ہاتھی بھی کہ انکے عدد دو سو سے کم نہ تھے اس لجہ گرداب تلاطم سے پار ہوئے
اور جسقدر آدمی اور گھوڑے سبدون مین بٹھائے دو دفعہ عبور کر کے پھر جاتے تھے کہ اور آدمی بھی عبور کرین اس
درمیان مین افواج غنیم کی نمودار ہوئی اور جوانان اور بہادران مغل جو دریا سے عبور کر چکے تھے سپان تازی تنزاد پر
سوار ہوئے اور صفوف جدال آراستہ کین لیکن اہل اسلام دہ ہزار اور جمعیت کفار تیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے
سے کم نہ تھے باوجود اسکے جو اسمعیل عادل شاہ نائرہ حرب کے اشتعال مین مصر اور مجد تھا فعل جنگ مین یکدل ہو کر
محاربہ مین مشغول ہوئے تلوار چلنے لگی اور ہزارہا جوان دشمنون کی طرف کے بے روح کر کے خاک مذلت پر ڈالے اور کثرت رائے
سپہ سالار رائے بیجانگر کو شربت فنا چکھایا غازیون نے بہادری اور پہلوانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا
آخر کو صدمۂ توپ اور ضرب زن اور بندوق وغیرہ آلات آتشباری سے عاجز ہوئے ایک ہزار پانسو
غازی درجۂ شہادت کو پہونچے اور بقیۃ السیف سراسیمہ عنان تاب ہوئے جو کنارۂ بیڑا رکھتے تھے بیڑا رکھتے رہے کا سلسلہ
ٹوٹ گیا جی چھوٹ گیا تا چار سوار و پیادہ نے فراہم ہو کر بامید نجات گھوڑے اس بحر خار مین ڈالے تنگ اجل کے
منھ مین چلے اسطرف ترسون بہادر اور ابراہیم بیگ کہ ردیف اسمعیل عادل شاہ تھے خود ہی تحفہ اسی کے فیل کو سر کرتے پھیر کر
پانی کیطرف روانہ ہوئے جو کہ وہ پانی پایاب تھا اسمعیل عادل شاہ اور سات جوان تا چپوش کے سوا باقی ہاتھی اور آدمی سب کے سب
تمام بحر فنا مین غرق ہوئے اور ایسا حادثہ عظیم کتب تواریخ مین کمتر مطالعہ ہوا کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر سے طاقت مقاومت ایسے
دشمن قوی سے مقابل ہو اور جمیع دولتخواہون کو بحر فنا مین غرق کر کے خود بھی بمحنت و مشقت تمام ساحل نجات کو پہونچے
بیت بہ بین یک جرعہ دریا اس شرابی ۔ کہ ملوقے ہست از بحر خرابی ۔ شاہ نے بطریق مشورت اسد خان لاری سے
کہ سالخوردہ کسی تقریب کے اس سے پیشتر حرف اسکا مذکور ہوا اتحاد و میان مین لاکر صلاح دولت استفسار کیا اسد خان
لاری نے خدمت کو بوسہ دے کر عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعۂ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نے لغزش کھائی عنان عزیمت کو خلاف
جانب لاہور کی طرف منعطف کرین اسوا سطے کہ ابھی لشکر بسیار و کثرت فیل و حشم تمام راجگان ہندوستان سے تمار ہا اور ان میں

باوجود وسعت مملکت اور بسط ولایت از روے کمال حزم و ہوشیاری اُس لواح کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کے واسطے اقدام نہین کرتے تھے اور محکمان یگرنگ اور دولتخواہان یکجہت یہ صلاح دیکھتے ہین کہ شاہ برہان نظام الملک بحری سے ابواب مصادقت مفتوح رکھکر نسبت خویشی اور پیوندگی درمیان مین لایئے اور بعد موافقت یکدیگر امیر قاسم بریدترک کو کہ محرک سلسلہ فتنہ و فساد ہی اُسکی تادیب اور تنبیہ کرکے قلعۂ رایچور اور مدکل کی تسخیر مین کوشش کرین اور کفار غدار سے سہلترین وجوہ سے انتقام لین الغرض شاہ کو یہ تقریر دلپذیر پسند آئی اور قسم کھائی کہ جبتک کمندِ تسخیر کنگرۂ قلعۂ رایچور اور مدکل پر نہ ڈالون مجلس شراب و نشاط مجھپر حرام ہی اور ثقات راویون سے مین نے سنا ہی کہ آنحضرت نے اپنے عہد پر وفا کی اور جبتک قلعۂ رایچور اور مدکل فتح نہوا شرب شراب اور اکل کباب کی طرف رغبت نفرمائی اور انقضاے ایام حیات مستعار تک ایسا نہ کیا کہ اُس حریف بدخو کا مغلوب ہوکر اثر مستی کا اس سے ظاہر ہوے اور اُسی چند روز کے عرصہ مین خسرو دکن نے اسد خان لاری کی فہمائش (یعنی شیرینی) کے بموجب ساحل آب کشنہ سے کوچ کیا اور اپنے مقر خلافت مین داخل ہوا اور اسد خان لاری کو سپہ سالاری کا خلعت مرحمت فرمایا اور اضافہ منصب وجاہ سے بھی سرفراز کرکے پایۂ اُسکی امارت کا بہت بلند کیا اور اُسکی صلاح کے موافق برہان نظام شاہ بحری سے بنیاد مصادقت ڈال کر سید احمد ہروی کو کہ قبل اس سے برسم رسالت ایران کی طرف گیا تھا قواعد وداد و اتحاد کے استحکام کے واسطے بلدہ احمد نگر مین بھیجا اور اس سبب سے کہ شاہ طاہر علیہ الرحمۃ سیادت پناہ کے ساتھ سابق سے قرب اور رابطۂ آشنائی رکھتا تھا اُسکے قدوم کو اعزاز و اکرام سے مقرون رکھکر باتفاق ارکان دولت اُس دولتخانہ کے برہان نظام شاہ بحری کے حکم کے موافق استقبال کو گیا اور رسوم عرفی بجا لاکر باحسن وجہ برہان نظام شاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بعد چند روز کے کہ دونون شاہ کے درمیان مین رسل و رسائل متواتر ہوئے پھر شاہ طاہر اور اسد خان ہروی صدر کی سعی کے سبب قصبہ صدلاپور مین کہ اب شولاپور مشہور ہی دونون سریر آراے دکن آپسمین ملاقی ہوئے قواعد اتحاد اور دوستی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور ماہ رجب کی چوتھی شب سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری مین حضرت قدسی اثر شاہ طاہر نے دائرہ شاہ عدالت پناہ مین تشریف ارزانی فرمائی اور مجلس ہمایون کو رشک فردوس برین کیا اور وہ خسرو فریدون فر اُس روز باتفاق اپنے خلف الصدق شاہزادۂ ملوخان کی محلسرا سے چند قدم قدم رنجہ فرماکر مراسم استقبال بجا لایا اور لوازم ضیافت بھی خوب ترین وجہ سے پیش پہونچاکر زبان مبارک سے فرمایا کہ جسوقت ایک ایلچی یا خلفاے تمھارے سے مجھ ایسے درویش کے مکان پر تشریف شریف ارزانی فرماوے کیا سلوک کرنا چاہیے تا حقوق محبت اور مہربانی کا ظہور ہو شاہ مقام فروتنی مین ہوا اور کلام محبت التیام بیان کرکے عدالت پناہ کی خاطر عاطر کا باعث تشفی ہوا اور اُسی وقت اسی مجلس مین حرف وصلت اور پیوند کا درمیان مین لایا اور جو وہ حرف عین مدعا اور مطلب تھا عدالت پناہ نے قبول کرکے شاہ کو مسرور اور خوشوقت کیا پھر طرفین سے وہ جو آئین بادشاہی اور طریق فرمانروائی ہی اُسی طرح سے جشن شاہی کو ترتیب دیکر خلوت نشین سرا پردۂ عظمت مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق اختر تابندۂ جہانداری برہان نظام بحری سے ہمقران کیا اور جانبین سے بانواع تحف و ہدایا مراسم مودت اور مراودت عمل مین آئے اور دوستی اور یگانگی کے بارہ مین عہد و پیمان درمیان مین لائے اور فائز المرام اور دولتکام اپنے مقر کی طرف مراجعت کی لیکن جو قرار پایا تھا کہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان برادر خواجہ کنی کے کہ کمال خان

دکنی نے لیے تھے مریم سلطانی کو جاگیر دیوین جب اسمعیل عادل شاہ نے نہ دی اور بیت و لعل کیا اُس قرابت نے کچھ اثر پیدا نہ کیا بلکہ منجر بدشمنی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ باتفاق علاء الدین عماد شاہ والی برار مع فوج جرار بعزم رزم نکلا اور شولاپور مین پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایلچی بھیجکر امیر قاسم برید ترک کو بھی اپنی کمک کی دلالت کی اسمعیل عادل شاہ باوجود اُسکے کہ جانتا تھا کہ دونون بادشاہ چالیس ہزار سوار آمودہ کار ہمراہ رکاب رکھتے ہین قادر ذوالجلال کے افضال پر توکل کرکے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفندیار خو ہمراہ لیکر غنیمون کے مدافعہ کو آپہونچا اور جب دونون غنیمون سے کوئی حرب پر آمادہ نہوا اُردوے غنیم کے دو کوس کے فاصلہ پر چالیس روز تک فروکش رہا اور جب اکتالیسوین دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہونچا اُسی دن نظام شاہ بحری صف آرا ہوکر قلب مین مقیم ہوا اور میمنہ پر علاء الدین عماد شاہ کو اور میسرہ پر امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے بھی میدان نبرد مین جولان ہوکر سہدخان لاری کو علاء الدین عماد شاہ کے مواجہہ کو اور ترسون بہادر کو امیر قاسم برید کے مقابلہ کو مامور فرمایا اور خود دلاوران نامدار سے قلب مین قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیرانداز جمل داہنی طرف اور مصطفے آقا کو ہزار سوار سے بائین طرف مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ جس طرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مدد کرو جب صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آور ہوئے فوج ملکی تلوار چلنے لگی مثنوی برآمد خروشیدن گیر و دار ؎ درآمد ہزہنار آن روزگار ؎ زخون یلان خاک آغشتہ شد ؎ تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد ؎ پہلے سہدخان نفس نفیس شیر ژیان اور ببر دمان کے مانند علاء الدین عماد شاہ پر بطور تاخت آیا اور وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کر برار مین دم لیا اور ترسون بہادر نے بجملہ شیر انہ امیر قاسم برید ترک پر عرصۂ جنگ تنگ کیا اُسکا بھی پاے ثبات زمین کین سے ہلگیا پسپا ہوکر بیدر کی طرف راہی ہوا لیکن اب تک اسمعیل عادل شاہ و اور نظام شاہ بحری گرم وغا تھے کہ ناگاہ مصطفے آقا اور خوش کلدی آقا دونون پہلوان مع تیر اندازان چابک دست برآمد ہوئے اور نظام بحری کو حلقہ مین خطہ بکار کی طرح گھیر کر تیر باران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا باگ معرکہ سے موڑی اور اسدخان لاری تعاقب کرکے اُسکا علم دولت اپنے قبضہ مین لایا اور چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہ کے اہلیون کے ہاتھ آیا بنگاہ لٹ گئے اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ کے درمیان واقع ہوئی اور قلعۂ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ جو اسمعیل عادل شاہ نے مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو دینے کا اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا پھر اسمعیل عادل شاہ وہان سے بافتح و ظفر مع فوج و لشکر بلدۂ بیجاپور کی طرف روانہ ہوا و مدار المہام خلافت مین شاہ کے حکم کے موافق ایک مہینا کامل جشن عظیم رہا صحبت دل پسند رہی صداے عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی پھر شہریار والا تبار قدردان مخلوط ہوا ارکان دولت وزیر و میر و پہلوانان و سپہ سالار نامی کو خلعتہاے فاخرہ سے ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا ہر ایک کا زیادہ اقتدار کیا اور اسدخان لاری کو پانچ فیل کوہ پیکر اور چھ ہاتھی خرد خلعت کے علاوہ جو برہان نظام شاہ بحری کی لوٹ مین آئے تھے مرحمت فرمائے اور کل سپاہ کی تنخواہ اور مرسومات مضاعف کرکے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا ۹۳۳ھ نوسو تینتیس ہجری مین عماد شاہ سے لڑا اور اُسے شکست دیکر نہایت تمکنت اور غرور سے امیر قاسم برید ترک کو ہمراہ لیکر بقصد تسخیر شکست سابق بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا ادھر سے یہ خبر سنتے ہی اسمعیل عادل شاہ لشکر خونخوار لیکر اُسکے مقابلہ کو چالیس کوس راہ

طو ہوئی تھی کہ فوج فیصم سے جنگ عظیم ہوئی اس مرتبہ بھی حریف دغاشعار یعنی برہان نظام شاہ بحری پشت معرکہ مین دیکر فرار ہوا اور خواجہ جہان دکنی اور بعضے امرائے اُسکے دستگیر ہوئے اور اسدخان لاری نے حوالی پرندہ تک پیچھا کرکے بیس ہاتھی نامی کہ ایک اُنمین سے فیل تخت برہان نظام شاہ بحری کا تھا دستیاب کئے اور اسمعیل عادل شاہ نے ان تمام فیل کو سوائے فیل تخت کے کہ آلہ بخش اُسکا نام رکھا تھا اسدخان لاری کو امداد فرمائے اور اسے زبان مبارک سے فرزند کہا اور اُس سال کہ ۹۲۴ھ نو سو چونتیس ہجری تھے اسمعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کی ہدایت سے علاء الدین عماد شاہ والی برار سے قصبہ اوجان مین ملاقات کی اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ جو مسماۃ خدیجہ سلطان تھی اُسکے ساتھ منسوب کی اور عہد و میثاق دوستی اور یگانگی کے درمیان مین لاکر ہر ایک اپنے مقدور لت کی طرف روانہ ہوئے اور ۹۳۵ھ نو سو پینتیس ہجری مین بہادر شاہ گجراتی کہ احوال اُسکا اپنے مقام مین مذکور ہوگا برہان نظام شاہ بحری کی ولایت پر مستولی ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے حسب الالتماس برہان نظام شاہ بحری چھ ہزار سوار اور دس لاکھ ہون امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطے ارسال فرمائے بعد از روانگی بہادر شاہ گجراتی کے مملکت دکن سے جب لشکر مذکور بیجاپور کی طرف آگیا اسمعیل عادل شاہ کی سمع مبارک مین پہونچایا گیا کہ امیر قاسم برید ترک اُن امرا کو جو آپ کی رفاقت مین تھے اور اب برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطے نامزد ہین اُنھین تکلیف دیتا تھا کہ میری اطاعت کرو تو ہم تم بیجاپور جاکر اسمعیل عادل شاہ کو مقید کرین اور ولایت کو برادرانہ تقسیم کرین یہ سنکر اسمعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک کی تادیب پر ہمت مصروف فرمائی اور ۹۳۷ھ نو سو چونتیس ہجری مین ایلچی کا روان برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ امیر قاسم برید ترک کی بے ادبی اور مکروفریب نے حد سے تجاوز کیا اور آپ بھی خوب جانتے ہین کہ اُسنے مکر سلطان قلی قطب شاہ اور بیجانگر کے راجاؤن سے دمساز ہوکر کیا کیا فساد برپا کیے اور یہ مخلص طرح دے کر اُسکے گناہ معاف کرتا رہا لیکن اندنون مین رائے مودت پیرائے اُسکے دفع شر پر کہ واجبات عقلی اور مہمات شرعی سے ہے عازم و جازم ہوئی ہر کسب اسلے کہ بھیڑیے کے ساتھ ملائمت اور سانپ کے ساتھ نرمی کرنا عقل سے بعید ہے قطعہ نہ کند از درندگی توبہ ۔ گرگ تا شکند دندانش ۔ کے کند مار ترک زخم زدن ۔ تا نکو بند سر بسندانش ۔ اگر اے دوستان اخلاص گزین کی اس امر مین شریک ہوکر رخصت تادیب کرے تنبیہ اُسکی احسن وجہ سے کی جاوے جو برہان نظام شاہ بحری اُس عرصہ مین اسمعیل عادل شاہ کے احسان اور امداد کے باعث شرمندہ تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خوشہ سے مطمئن نہ تھا اسواسطے دم موافقت سے ملکر کہا کہ جو شہ عدالت پناہ کی خوشنودی اور خرسندی کی موجب ہووے یقین کہ غرض مدعائے محبان صادق الوداد وہی ہوگی ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور اور متبع ہوے اور نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت انصراف پائی اور ملازمت مین پہونچکر شنیدہ و دیدہ کو مشروحاً مسامع فیض مجامع مین پہونچایا اور اسمعیل عادل شاہ فرصت غنیمت شمار کرکے بلا توقف دس ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور امیر قاسم برید ترک کہ بڑھاپے کے سبب آنکھون سے کم دیکھتا تھا تمامی بہمن کے بمشورہ کہ اُسکا وزیر تھا قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید اور دوسرے فرزندون کے سپرد کرکے خود کسیطرف روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے احمد آباد بیدر مین پہونچکر قلعہ کو خاتم وار احاطہ فرمایا اور اسکی تسخیر پر ہمتن مصروف ہوکر

مورچے اور لقب چاروں طرف سے پہونچائے اور امیر قاسم برید ترک کے عوان کہ شجاعت و بہادری مین مشہور تھے شہر سے برآمد ہوکر اعلام مدافعہ اور مجادلہ کے بلند کرتے تھے اور جو کہ قلعہ کی پناہ مین تھے لڑبھڑکر سلامت نکلجاتے تھے اور جب خبر قریب پہونچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ اُنکی کمک کو آیا تھا پہونچی امیر قاسم برید کے فرزند پھول کر حامہ سے باہر ہوئے اور از راہ خیرگی پانچ ہزار دکنی کو مسلح اور مکمل کیا اور قلعہ سے برآمد ہوکر صف قتال آراستہ کی منقول ہے کہ خاتون یعنی امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اُسکے تین بھائی تھے ہر ایک آپکو لشکر کے برابر تصور کرتے تھے ایک میرزا جہانگیر نمی کی لڑائی مین مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھے اُسنے فوج کے سامنے آن کر اسمعیل عادل شاہ سے مبارزت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مردی و مردانگی وہ ہے کہ عمرو و زید کی بے اعانت دشمن سے لڑے اسمعیل عادل شاہ اس طعنہ سے طیش مین آیا بلکہ شعلۂ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہوگیا اور بنفس نفیس خود عزم رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقربون کے منع کرنے سے ممنوع نہو لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور وہ دونون مرگ رسیدہ خود سر باری باری میدان جانستان مین عدالت پناہ کے مقابل آئے اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جانبازون کو دکھاکر اپنی خاک ہستی کو باد فنا سے برباد کیا دوست و دشمن بآواز بلند یون ثناخوان تھے کہ اس تاجدار نے اُن دونون خود سرون کو سر میدان کسطرح مارلیا الغرض اسمعیل عادل شاہ فرمان خرامان اپنے لشکر مین آیا اسد خان لاری اور بھی امرا نے اُسکی رکاب کو بوسہ دیکر زر و جواہر نثار کیا اس درمیان مین ایک طرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار ہوئی اسمعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کو اُسکے مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم برید ترک کی سپاہ کے مواجہہ کا امر قرار پایا اسد خان لاری ایک ہزار اور پانسو سوار لیکر برق لامع کی طرح قطب شاہیون پر حملہ آور ہوا اُن کے خرمن جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور پھر بلا توقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچکر تیغ یمانی سے چار سو مردون کی سرافشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کے دروازہ تک پسپا کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے بعد اس فتح کے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت مین لے کر عنایات گوناگون سے ممتاز کیا اور زر و مال سے بے نیاز کیا اور قلعہ کے محاصرہ کے بارہ مین زیادہ تر اہتمام کرکے دخول خروج کی راہ مسدود کی امیر برید یہ اخبار سنکر مضطرب اور بیقرار ہوا اور علاء الدین عماد شاہ سے متوسل ہوکر اپنے بھانجے محمود خان کو اُسکے پاس بھیجکر التماس قدوم کی تاکہ شفیع تقصیرات ماضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ ماہری اور ماہور اُسکے قبضہ سے برآوردہ ہوا تھا اپنے کام مین حیران تھا امیر قاسم برید ترک کی طلب کو اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات کا وسیلہ کرکے برسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ کی استرضا کے خاطر کے واسطے اُسکے قلعہ او دگیر مین نہ گیا اور لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اسمعیل عادل شاہ ایک جماعت مخصوص سے اُسکے اُردو مین گیا اور لوازم تہنیت قدوم بجالائے اور علاء الدین عماد شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دے کر معروض کیا کہ غرض اور مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات آنحضرت ہے لیکن شناعت گناہ امیر قاسم برید ترک اندازہ سے باہر ہے عدالت پناہ نے فرمایا جو اس مہم مین اکثر بہادران قدیمی کام آئے ہین جبتک اُنکے خون کا بدلہ نلون آپ صلح کی تکلیف نکرین جب علاء الدین عماد شاہ نے

علالت پناہ کو اس بارہ مین مصر اور مجد بایا پھر دوبارہ اس مقدمہ کا تذکرہ نہ کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے ایک ہفتہ اپنے دائرہ مین اُسے مہمان کیا اور دعوت کا سامان کرکے جشن عالی ترتیب دیا پیشکش لائق گذرانے امیر قاسم برید ترک نے جب سنا کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے علاء الدین عماد شاہ کے ملتمس مین دست بردار مضطرب ہوکر اودگیر سے ایلغار کرکے گرد راہ سے علاء الدین عماد شاہ کے مکان پہنچا اور کہا جو مین نے ہاتھ تو سل کا تیرے دامن مین مارا ہے وظیفہ حمایت کا یہ ہے کہ جسطور سے ممکن اور میسر ہووے حرف صلح کا درمیان مین لاکر میرے فرزندون اور متعلقون کو محاصرہ سے نجات دے علاء الدین عماد شاہ نے جواب دیا کہ امر صلح بغیر اُسکے کہ قلعہ احمد آباد بیدر اسمٰعیل عادل شاہ کے سپرد کرے صورت پذیر نہین ہے امیر قاسم برید ترک کو یہ امر ناگوار ہوا اپنے لشکر گاہ مین جو ایک فرسخ لشکر علاء الدین عماد شاہ سے تھا گیا اور دشمن قوی سے اندیشہ کرکے عیش و طرب مین مشغول ہوا اور آدمی اُسکے کہ صعوبت سفر سے خستہ اور عاجز ہوئے تھے استراحت مین مصروف ہوئے چند لوگون کے سوا پاسبانی مین قیام نکرتے تھے اور وہ بھی بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم فراغت و عشرت مین مشغول ہوئے قضارا جب اُسکن خبر وصول امیر قاسم برید ترک کی اسمٰعیل عادل شاہ کی سمع مبارک مین پہونچی وہ رات ظلمت سرشت ایسی تھی کہ زنگی سیہ فام تیرگی اُس سے استعارہ کرتا اور آواز گرج کی دہشت سے راہ سامعہ گم کرتی تھی اسد خان لاری کو سامنہ ایک جماعت سخت تر کے خنجون کے واسطے تعینات کیا اسد خان لاری جب امیر قاسم برید ترک کی اردو کے اطراف مین پہونچا اور آواز ایک متنفس کی اُسکے گوش زد ہوئی عطف عنان کرکے آدمیون کو دست اندازی سے منع کیا چند جاسوس خبر لینے کے واسطے بھیجے اور اُنھون نے آکر خبر پہونچائی کہ کوئی شخص لوازم حفظ و ہوشیاری مین قیام نہین رکھتا اور امیر قاسم برید ترک اور اُسکے پاسبان مست و مدہوش پڑے ہین اور چند ستارہ تلوار ین امیر قاسم برید ترک کے دربار سے اپنے صدق قول کے واسطے اُٹھا لائے اسد خان لاری نے لشکر اپنا فوج غنیم کے کنارے ٹھہراکر کے فرمایا کہ جبتک لشکر خصم مین شور و ہنگامہ برپا نہو دے تم ہرگز حملہ آور نہو نادم نہو دہتا یکہ کر خود پیش جوان بکدل دیگر بان لیکر پیادہ پا مع پچاس پیادہ جرار دربار قاسم برید ترک کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ لعلین شراب اور جام مدام ہر طرف افتادہ ہین اور پاسبان حریف ہر ایک ساتھ وضع غیر کرکے کثرت بنگ اور بوزہ اور شراب سے خواب غفلت مین بست ہین اسد خان لاری نے اُس قسم کے متوالون کا قتل کرنا مروت سے بعید جانکر کچھ پیادہ اُن پر مقرر کیے اور یہ حکم دیا کہ جو شخص اُن مین سے ہوشیار ہوکر سرکشی کرے اُسکا سر تیغ بیدریغ سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالین اور خود مع جماعت دلاوران اس خیال سے پیشتر روانہ ہوا کہ امیر قاسم برید ترک کے مرابدون مین جاکر اگر ممکن ہو اُسے زندہ دستگیر کردن یا اُسے تہ تیغ کرکے سر اُس کا جدا کرون یہ کہکر اسد خان امیر قاسم برید کے خیمہ مین در آیا دہان کے مردورن کو باہر کی جماعت سے بھی سو درجہ بدتر پایا جیسے کیا دیکھتا ہے کہ سرحلقہ زنان جہان امیر قاسم برید ترک مکان کے گوشہ مین چارپائی پر کہ جسے اصطلاح دکن پلنگ کہتے ہین مست و مدہوش سوتا ہے اور اصحاب انتظار اور بھتنے لوگون نے شراب کی کثرت سے قے کی ہے اور کچھ لوگ بے ہوش پڑے ہین ایک ایک وضع بد افتادہ ہین اسد خان لاری نے اپنے یاورون سے کہا کہ قتل کرنا ایسے بیہوشون کا احسان ہے مگر عبرت ہے کہ ہم اطاعت [illegible] پلنگ ٹھاکر بادشاہ کے ورد لیجاین

اور کسی متنفس کو نہ ستاوین پھر چارپائی اس پیرسن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ اور غافل کاروان کی اُٹھاکر
باہر لائے اس درمیان مین ایک چراغون مین سے کہ جسے دکن مین پوئی والا کہتے ہین اور پاسبانی اور
حراست ساتھ اُنکے متعلق رہتی ہی اُسنے ہوشیار ہوکر چاہا کہ شور مچاؤن اسدخان لاری نے چابکدستی سے
ایسا حربہ اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا الغرض یہ جب اپنی فوج مین پہونچے ظاہر ہوا کہ ابھی خب
دوپہر باقی ہی اگر ہم قتل وتاراج مین مشغول ہونگے مسلمان وکافرمین تمیز نہوگی صبح تک ایک جماعت کثیر اہل
اسلام سے ضائع ہوگی اب کہ گوہر مقصود دستیاب ہوگیا مناسب یہ ہی کہ شبخون کی صنع عزیمت کرکے اس صید کو
خداوندجہان کی خدمت مین لیجاوین سبھون نے یہ رائے پسند کی اور امیر قاسم بریدترک کی چارپائی کے ساتھ
روانہ ہوئے ابھی نصف راہ طی ہوئی تھی کہ جناب خواب مستی سے ہوشیار ہوے اور آپکو عجیب حال مین دیکھا
لشکر جن کا خیال کرکے طرفہ فریاد بلند کی اسدخان لاری اُسکے روبرو آیا اور تسلی دینے کے بعد یکلخت زبان پر لایا
کہ سپاہ جن نہین بندہ اسدخان لاری ہی اور تمام سرگذشت آغاز سے انجام تک بیان کی پھر زبان سرزنش
اور ملامت مین کھولی کہ دشمن کے جوار مین رہنا اور ایسے سن وسال مین اس کثرت اور رسوائی سے شراب پینا
کیا معنے رکھتا ہی امیر قاسم بریدترک خجالت اور شرمندگی کے سوا جواب ندے سکا خاموش ہوا پھر اُسے لیکر صبح کے
وقت اسمعیل عادل شاہ کی ملازمت سے شرف یاب ہوکر ساتھ تحسین اور آفرین کے معزز اور مفخر ہوا اور اسمعیل
عادل شاہ نے امیر قاسم بریدترک سے استفسار فرمایا کہ اس کردہ فساد کا کیا سبب تھا امیر قاسم بریدترک نے
ہرگز جواب ندیا اور سر جھکا لیا اور اسمعیل عادل شاہ نے اُسے اسدخان لاری کے سپرد کرکے فرمایا کہ اُسے بارعام کے
وقت حاضر کرنا اور جب دوسرے دن اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عالی ترتیب دی اسدخان لاری اشارہ عالی کے
موافق امیر قاسم بریدترک کو طوق وزنجیر مین مسلسل اور مغلوق کرکے حضرت کے روبرو لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے
اُسے دوساعت دھوپ مین ایستادہ کیا اور مصنفات متقدمین اور متاخرین مین ایسا واقعہ عجیب کہ صاحب سکندر
خطبہ کوخانجاہ کے اندر سے اس حال خراب سے اُٹھالیجاوین اور خیل وخشم اُسکا کمال غفلت سے اُسکے کام نہ آوے
بہت کم نظر آیا بیت چنین عجائب حالی بسالہاے دراز بہ نہ گوش دہر شنیدہ نہ چشم دوران دیدہ اور جو کہ اسمعیل
عادل شاہ نہایت اُس سے آزردہ تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا اور جب جلاد تلوار کھینچکر مرگ ناگہان کی طرح آیا اُسنے
عجز وزاری سے یہ عذر بادشاہ سے کیا کہ یوسف عادل شاہ جم نشان کے عہد سے خسرو گیتی ستان کے زمانہ تک مجھسے
بے ادبی اور جسارت بہت واقع ہوئی اب مین اپنے گناہ کا معترف ہوکر اپنے وجوب قتل پر گواہی دیتا ہون اگر حضرت سلیمان مکان
جان کی امان دے تو قلعہ احمد آباد بیدر کہ کمند تسخیر کسی صاحب توقیر کی اُسکے شرفات پر نہ پڑی ہی مع خزائن وذخائر کہ
کرتا ہون اسمعیل عادل شاہ نے بمقتضاے المعذور کوۃ الظفر اُس کی حاجت روا کی اور امیر قاسم بریدترک نے آدمی
اپنے فرزندون کے پاس بھیجکر اُنھین قلعہ سپرد کرنے کی تکلیف کی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ تو پیر نود سالہ ہوا اور تیرا
آفتاب عمر بہت وفا کے قریب پہونچا ہی چند روز معدود کے واسطے ایسا قلعہ ہاتھ سے دینا عقل ودانش سے بہت
بعید ہی اور اس حیلہ سے اُنکا مطلب یہ تھا کہ دفع الوقتی کیجے گھڑی مین گھڑیال بجتا ہی جو خدا چاہتا ہی وہ ہوتا ہی
اس آدمی کے ایک معتمد کنعانی بھیجا اگر اجتماع اور اطوار سے معلوم ہو کہ باپ کی نجات بغیر تسلیم قلعہ ممکن نہین ہو

لازم ہو کہ پروردگار کی تسلی کرکے متعہد تفویض قلعہ ہونا اور خیر و اراُسے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچنے پاوے وہ مرد اُسکا اضطرار سمجھکر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا اور جب وہان پہونچا امیر قاسم برید ترک کو پیغام کیا کہ علی برید اور تیرے اور فرزندون نے مجھے بھیجا ہی اگر کام این و آن سے برآمد نہو تو متعہد تفویض حصار کے ہونا کہ ہم نہین چاہتے کہ کسی طور کا آسیب تجھے پہونچے امیر قاسم برید ترک باطمینان ہوا اور بحسب ظاہر اپنے بیٹون کی شکایت کی اور جسوقت کہ مجدداً پھر اُسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور ایک فیل مست کو لائے کہ تا اُسے اُسکے دست و پا کے نیچے ڈال کر پامال کرین امیر قاسم برید ترک نے بعجز و زاری یہ التماس کی کہ مجھے اس حال سے فلان برج کے مقابل کہ میرے فرزندون کا نشیمن ہی بیجا کر ایستادہ کرو تو مین خود اصالتاً اُنسے گفتگو کرکے اس مقدمہ کو فیصلہ کرون اور جب ایسا کیا اُسکے بیٹون نے باپ کو برہنہ سر اور ہاتھ پس پشت بندھے دیکھے بولے ہم ایک شرط سے قلعہ سپرد کرتے ہین کہ اسد خان لاری آن کر فلان دروازہ کے باہر ایستادہ ہوئے اور ہمسے عہد کرے کہ کوئی شخص متعرض تمہارے زن و فرزند کے حال سے نہوگا اور خواجہ سرا اور عورت کی قسم سے بھی تمہاری تفتیش مین نہ بھیجینگے جو چاہین مال اور سے باہر لیجاوین اور جو کچھ زر و زیور اور پوشش ہماری ہی معاف کرین تو ہم بھی قلعہ خالی کر دیتے ہین اسمعیل عادلشاہ نے اُنکی عرض پذیرائی کی اور اسد خان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر جاکر بیٹھے خبردار کوئی شخص ہماری فوج کا قاسم برید ترک کے اہل و عیال سے متعرض نہونے پاوے یہ حکم سنتے ہی علی برید نے جواہر نفیسہ اور مرصع آلات شاہان بہمنیہ اور نقود احمر یعنے طلائی عورتون کے سپرد کیا تو زیر برقع چھپاکر نکلجاوین اور اسمعیل عادلشاہ اسی دن قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجالاکر شاہان بہمنیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوا اسوقت شاہزادہ ملوخان رہبر ہم خاکو اسد خان لاری کے ہمراہ علاء الدین عادشاہ کے پاس بھیجکر التماس قدوم کی اور جب وہ نہ آیا پھر ایک ساعت کے بعد شاہزادہ عبداللہ اور علی کو علاء الدین عادشاہ کی طلب مین روانہ کیا علاء الدین عادشاہ نے اُسکی ملتمس قبول فرمائی اور شہزادون کے ہمراہ جب اس مقام سپہر احتشام کے قریب پہونچا صاحبقران کشورستان نے دروازہ تک استقبال فرمایا اور مجلس انسی کو اُسکے وجود فائز الجود سے زیب و زینت بخشی اور اس بادشاہ کے حضور تمام ذخیرہ اور قلعہ کا خزانہ جواہر اور مروارید اور ظروف طلائی اور نقرہ اور صحنہاے فغفوری اور بھی قمشہ اور متعہ اور بارہ لاکھ ہون نقد از روے یکمبتی علاء الدین عادشاہ کے ملاحظہ مین در لایا کہ جو شی خوش آوے پسند آوے اُسے قبول فرمائیے اُسنے ہاتھ بڑھاکر ایک عنبر چیہ مرصع اُٹھایا اُسکے بعد اسمعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کو حکم کیا کہ نقد و جنس و مال سے تین لاکھ ہون علاء الدین عادشاہ کے ملازمون کو تسلیم کرو اور ایک لاکھ ہون ملوخان اور اولوخان اور ابراہیم خان اور عبداللہ خان شاہزادون کو دیوے اور خود بھی انکے موافق لیوے اور پچاس ہزار ہون سید علی عقیل کو سپرد کرکے کہ نجف اشرف اور کربلاے معلے اور مشہد مقدس مین جاکر زائرون کو تقسیم کرے اور پچاس ہزار ہون سید احمد ہروی کو دے کہ اہل علم و فضل اردو اور شہر بیجاپور کو پہونچادے اور علاوہ اُسکے بارہ ہزار ہون مساکین پر قسمت کیے اور مابقی سپاہ پر تقسیم کرکے ایک جبہ اور ایک دینار خزانہ مین نگاہ نہرکھا اور دامن جھاڑکر اس مجلس کبر خاست کیا منقول ہی کہ مولانا شہید شاعر قمی کو جو کمال علم و فضل مین تعریف و توصیف سے مستغنی تھا اور ان دنون گجرات سے آیا تھا اور شعر شاعری کے

سبب آنحضرت سے نہایت تقرب پیدا کیا تھا اس روز بادشاہ نے اسکو حکم کیا کہ خزانہ مین جا اور جسقدر کہ تجھسے اُٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رنج راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسلمند اور ناتوان تھا اُسنے عرض کی کہ مجھ مین اس روز کہ گجرات سے اس درگاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا آج سے دوچند قوت تھی اگر شاہ بخن پرور نکتہ فہم ازراہ ذرہ پروری بعد روز چند کے کہ مخیف مین وہی توانائی عود کرے اس خدمت روح پرور پر سرفراز فرماوے عواطف خسروانی سے بعید نہ ہوگا شاہ نے لب تبسم شیرین سے کھولے اور فرمایا تو نے یہ مصرع نہین سنا مصرع کہ آنہاست در تاخیر وطالب رازیان دارد + چاہیے کہ دو مرتبہ خزانہ مین جا اور جس قدر تیرے ہاتھ سے اُٹھایا جاوے تقصیر اور کوتاہی نہ کر جب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا نافذ ہوا سر عبودیت زمین پر رکھ کر شگفتہ وخندان دربار سے اُٹھا اور دو مرتبہ خزانہ مین جاکر پچیس ہزار ہون طلائی اُٹھا لایا جب خازن نے یہ خبر بادشاہ کے سمع ہمایون مین پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ مین قوت نہین رکھتا اس مقولہ سے آنحضرت کی نزاکت طبع اور قوت کلام اور فیاضی ارباب ادراک پر واضح اور لائح ہے کسواسطے کہ اس کلام سے عدالت پناہ کی خوش طبعی اور عالی ہمتی دونون ثابت ہوتے ہین اور اُس مجلس مین کہ شاہ کا دریاے سخاوت موجزن تھا شاہ علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم بریدترک کے قصور معاف فرمائے اور اُسے اپنے امرا کی سلک مین منتظم کیا اور ولایت کلیان اور راد گیر اور اُسکے جمیع پرگنات قدیم تخت احمد آباد بیدر کے سوا اُنکی جاگیر کے واسطے مسلم اور مرفوع القلم رکھے لیکن بسلطان اس مشروط کے کہ مع تین ہزار سوار ملازم رکاب ہوکر رایچور اور مدکل کو کفار بیجانگر کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کرے اور قلعۂ ماہور کو بھی محاصرہ مفتوح کرکے علاء الدین عماد شاہ کے سپرد کرے پھر دونون شاہ احمد آباد بیدر کیطرف سوار ہوئے اور اسدخان لاری کی تجویز سے احمد آباد بیدر مصطفے خان شیرازی کے تفویض ہوا اور جو کہ ان دنون مین تیمراج قضاے الٰہی سے فوت ہوا تھا اور بیجانگر کے راؤن نے رام راج پسر تیمراج کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا تھا اور اُنکی سرکشی سے بیجانگر مین آتش فتنہ وفساد شعلہ زن ہوئی تھی حضرت نے فرصت غنیمت جانکر آب کشنہ سے عبور کیا اور قلعۂ رایچور اور مدکل کو جو سترہ برس سے کفار کے تصرف مین تھے تین مہینے محاصرہ کرکے مفتوح کیے اور اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کی اور عہد پورا کرکے جام مے لعل فام کے تجرع کی رغبت کی اور اسدخان لاری کو بھی اسدن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور دونین جام بے دغدغہ نوش کرکے اپنے ہاتھ سے اُسے دیے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسدخان لاری کی حسب التماس امیر قاسم بریدترک کو بھی مجلس بزم مین داخل کیا اور عادلشاہ نے اُسے بھی اپنا ہمکاسہ اور ہم پیالہ کرکے فرمایا کہ مضمون را بعہم کلبہم کا ظاہر ہوا علاء الدین عماد شاہ جو کہ طالبعلم تھا ہنسا اور امیر قاسم بریدترک اگرچہ مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کے ہنسنے سے متنبہ ہوا اور متغیر ہوکر اشک اپنی آنکھون مین بھر لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے موثر ہوکر ازروے تلطف اُس سے فرمایا انشاء اللہ تعالی بیجاپور پہونچنے کے بعد احمد آباد بیدر کو بھی تجھے ازانی فرماؤنگا پھر ایک مہینا کامل اس اطراف مین استقامت کرکے جمیع مہمات کو بخوبی انجام دیکر علم مراجعت بلند کیا اور جب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود دکن کیطرف متواتر پہونچے مہمات قلعہ ماہور موقوف رکھکر علاء الدین عماد شاہ کو برکیطرف روانہ کیا اور عدالت پناہ بیجاپور کیطرف

رونق افزا ہوئے اور احمد آباد بیدر امیر قاسم برید ترک کو اس شرط پر مرحمت فرمایا کہ قلعہ کلیان اور قندھار اہالیان سرکار کے سپرد کرے منقول ہے کہ اس سفر مین اسمٰعیل عادلشاہ علاء الدین عمادشاہ کے مکان پر تشریف لیگیا اور اُسنے فرط محبت سے جشن کا سرانجام کیا اور چند خوان پر از جواہر نذر گذرانے اُسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے بھی اُسے ضیافت کی تکلیف دی اور جب چند روز کے بعد علاء الدین عمادشاہ اسمٰعیل عادلشاہ کا مہمان ہوا آنحضرت بارہ ہزار سوار منغل و دو اسپہ اور تمام یراق اسکی نظر مین در لائے اور یہ فرمایا کہ جو کچھ مدت سلطنت مین مین نے حاصل کیا ہے اور جو مجھے میراث پہونچا ہے یہ ہے اور یہ جماعت کہ ہر ایک انمین کا شجاعت و مردانگی سے رستم کو نظر مین نہین لاتا ہے اور زال سے بہتر سمجھتا ہے جو منظور نظر ہو پیشکش کرون علاء الدین عمادشاہ نے محظوظ ہو کر تحسین و آفرین کی اور کہا اگر مجھے بھی ایسے جواہر نفیسہ یعنے لشکر جرار دستیاب ہوتا قلعہ ماہور ہاتھ سے نہ کھوتا اور ۹۳۳ نو سو اڑتیس ہجری مین امیر برید نے جب کنجیان قلعون اور مکانون کی نہ بھیجین عدالت پناہ قلعہ کلیان اور قندھار کی تسخیر پر شیر نر کی طرح آمادہ ہوا اور سراپردہ اور خرگاہ بیجاپور سے روانہ کیے اور امیر قاسم برید ترک نے ایلچی برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر طالب مدد و حمایت ہوا برہان نظام شاہ نے ایلچی بیجاپور بھیجکر التماس کی کہ جو امیر برید اس سفر مین مخلص پر بہت حقوق رکھتا ہے اُسطرف کی لشکر کشی کا خیال نفرمادو ستون کو رہین احسان فرمائین عدالت پناہ نے جواب دیا کہ حسوقت آپ قلعہ ماہور کے لینے کی فکر مین تھے ہمسے کبھی ایسے التماس وقوع مین نہ آئے تھے خیر ہمنے آپ کا کہنا پذیرا کیا اور حسب الاشارہ بیدر کی عزیمت فسخ کی لیکن جو ابتداے موسم زمستان ہے اور خانہ نشینی مطلوب نہین ہے سیر حواشی مملکت خصوص تلدرک اور شولاپور کی دل مین مصمم ہوئی ہے مناسب یہ ہے کہ لعراسر حدآن برادر کی عنوان دیگر تصور نہ کرکے خوف و ہراس کو ساتھ اپنے راہ ندیون اور اپنے حال پر بحال رہین برہان نظام شاہ بحری نے کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اُس سے خطاب شاہی اصر جتر پایا تھا پیغام دیا کہ بہادر شاہ گجراتی نے مملکت برار اور احمد آباد بیدر وغیرہ مجھسے رجوع کی ہے سزاوار دولت یہ ہے کہ ہمارے کہنے سے تخلف نکرین اور حال و استقبال کو ماضی کی طرح خیال نہ کرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور جانین اور یہ پیغام اُسوقت عدالت پناہ کو پہونچا کہ بیجاپور سے نہضت فرما کر بہمن علی مین رونق افزا تھے حضرت بمجرد اطلاع پیغام مذکور نماز مغرب اور عشا پڑھ کر سوار ہوئے اور دوسرے دن قریب شام بیجاپور سے سوا غل اور چالیس پیادہ لیکر آب نلدرک کے ساحل پر کہ اس قلعہ کے زیر دامن گذرتی ہے وارد ہوئے اور برہان نظام شاہ کے ایلچی کو رخصت کرکے اعلام کیا کہ جو کچھ ہمارا حق تھا ہم بجالائے اب اُس کے منتظر ہین کہ اپنی عنایت ظاہر کیجیے یعنے جیسا کہ چند مرتبہ میدان جنگ مین جولانی کی تھی اس دفعہ بھی معرکہ مین چلکر دریاے پر جوش و خروش تیغ و سنان ہنر بروں کی سیر کیجیے برہان نظام شاہ بحری نے جو کچھ خزانہ مین رکھتا تھا صرف لشکر کرکے پچیس ہزار سوار فراہم کیے اور توپخانہ خوب مہیا کرکے باتفاق امیر قاسم برید ترک بگمان جبر شکستہاے سابق کوچ بر کوچ اسمٰعیل عادلشاہ کی سرحد کیطرف متوجہ ہوا اور اسمٰعیل عادلشاہ بھی زرہ بخشن دختان پہنکر مثل نہنگ بحر و غاد دریاے آہن مین غوطہ لگا کر باہر آیا رخش پر گستوان ڈالکر سوار ہوا اور بارہ ہزار سوار بھی اُسکے ہمراہ تیار ہوئے اور بسرداری اسدخان لاری صفوف حرب آراستہ ہوئین القصہ اُدھر سے مبارزان عادل شاہیہ اور اُدھر سے دلاوران نظام شاہیہ نے جنگ مین سبقت کی اور ایسا معرکہ

وقوع مین آیا کہ جنگہاے سابق اُسکے مقابل یازیچہ تھین ابیات چنان گشتہ درحرب بے اختیار + کہ دست
فتادہ نماندے زکار + فتادے چودست ازتن خشمناک + زغیرت گرفتے گریبان خاک + چوازتن فتادی
سرمردکین + زاعراض کندے بدندان زمین + بدانگونہ شد آدمی خوارروزار + کہ خاک ازجسد اگرفتے کنار +
زمین بود ازتیغ کین قطع وصل + نمی شد بہم تارخورشید وصل + خلاصہ یہ کہ جبتک آشیان ترکش دلیران مین طائر
پیکان وپرواز تیر کا نشان رہا زاغ کمان ہواے دست بہادرون سے جدا نہ ہوا اور جب تک زبان تیغ سنگان
دریاے ہیجا مین نہنگ آسا سراسر دندان تھی کف شیران بیشۂ شجاعت مین دارو گیر کے سوا سخن سنج نہوئی -
ابیات تیر جان یافتہ زوصل کمان + تیغ بارید خون زہجر نیام + آن نشستہ چو نور در احداق + این
روان ہمچو روح در اجسام + آخرالامر جیسا کہ رسم زمانہ ہے کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہے نسیم فتح وظفر
اسمعیل عادل شاہ کے پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ مین قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری
بحال پریشان احمد نگر کی طرف راہی ہوا اثاثہ شاہی یعنے توپخانہ اور ہاتھی اور بھی ساز وسلب اسمعیل عادلشاہ
فیروز جنگ کے تصرف مین آیا اور پھر اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری کے درمیان کبھی جنگ واقع
نہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر سے متوسط ہو کر لوازم صلح درمیان مین لائی اور سرحد پر آپسمین ملاقات کرکے یہ
مقرر کیا کہ ولایت برسلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہون اور آپسمین
یکدل رہین اور اسمعیل عادل شاہ امیر قاسم بریدترک سے موافقت کرکے ۹۴۰ھ نو چالیس ہجری مین اُسکے ہمراہ
تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور پہلے قلعہ نلکنڈہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سے اور سرحد پر واقع ہے محاصرہ کیا اور
سلطان قلی قطب شاہ مراعات حزم کرکے میدان مقابلہ اور مقاتلہ مین نہ آیا اور گلکندہ سے جو اُسکا دارالملک
تھا حرکت نہ کی لیکن اپنے لشکر سے سوار اور پیادہ بہت اہالی حصار کی مدد کے واسطے مامور کیے اور سہدخان
لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسدخان لاری تائید ایزدی سے مظفر اور منصور
ہوا اور اہالی قلعہ مایوس ہو کر قریب تھا کہ حصار سپرد کرین ناگاہ قادر بیچون کے حکم کے موافق اس ملک کی آب وہوا
کی تاثیر سے اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا اور مواد فاسدہ نے اُسکے قلعہ بدن کو محاصرہ کیا اور اعتدال مین عنصر کے
فرق آیا سر بالین ضعف وناتوانی پر رکھا اور اسدخان لاری اور امیر قاسم برید کو جو ممالک تلنگ کی نہب وغارت
مین قیام کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ اس حدود کی آب وہوا مجھے موافق نہین ہے چاہتا ہون تمھین تسخیر قلاع تلنگ کے
واسطے مقرر کرکے شہر احسن آباد گلبرگہ کی طرف جاؤن اور بعد حصول صحت پھر عنان عزیمت بسمت معطوف کردون
انھون نے یہ امر قبول کرکے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پالکی مین سوار ہو کر اسطرف روانہ ہوا وہ بوقت
صبح روز چہارشنبہ ماہ صفر کی سولھوین تاریخ ۹۴۱ھ تو سوا کتالیس ہجری مین جوار ایزدی مین واصل ہوا اور اسدخان
لاری نے اُسکی خبر فوت مخفی رکھکر لاش اُسکی بسواری پالکی رات کیوقت قصبہ کوکی مین روانہ کی اور اُسکے باپ کے
پہلو مین دفن کیا اور جب دو روز اسطرح گذرے اسدخان لاری کہ مرد پیر سال دیدہ تھا امیر قاسم برید ترک
اور تمام معتمدون کو طلب کرکے قضیہ ناگزیر سے آگاہی بخشی اور جو کہ شہزادہ ابراہیم اپنے بڑے بھائی ملوخان کی بادشاہی
سے راضی نہ تھا اور بہت سے امرا اور پردہ اُسکے شریک تھے سہدخان لاری نے مملکت بیگانہ مین صلاح عدم تعین جانشینی دیکھکر

پوشیدہ ہر ایک شاہزادہ کو پیغام دیا کہ جو ساعت خوب نہین ہو حسن آباد گلبرگہ جاکر سید محمود گیسو دراز کی روح سے ہمت طلب کرکے تخت موروثی پر جلوس کرو اور اُنھون نے جب یہ امر قبول کیا قلعہ گولکندہ سے کوچ کرکے دونون شاہزادون کو بتدبیر و حکمت حسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور باوصف اُسکے کہ خود بھی ابراہیم کی شاہی پر راغب تر اور مائل تر تھا لیکن جو ملو خان بڑا بیٹا تھا اور عدالت پناہ نے اُسے ولیعہد کیا تھا چار ناچار اُس شاہزادہ ناخردمند کو چار بالش سلطنت پر متمکن کیا اور ابراہیم کو قلعہ مرچ مین محبوس کیا اور امیر سید احمد ہیروی سے منقول ہو کہ اسمعیل عادل شاہ حلیم اور کریم اور سخی تھا اُسکی عالی ہمتی سے دخل اور خرچ مملکت وفا نکرتا تھا اور طریقہ عفو اور اغماض کو دوست رکھتا تھا اور کھانے اور پہننے مین کوشش کرتا تھا اور کلام فحش کبھی اُسکی زبان سے جاری نہوتا تھا اور ہمیشہ علما اور فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور اُن کی رعایتین اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانتا اور علم موسیقی اور شعر مین مہارت رکھتا اور شعر مین وفائی تخلص کرتا تھا اور کسی سلاطین دکن نے اس متانت اور لطافت سے کلام موزون نہین کیا اور یہ اشعار اُسی کے یادگار ہین غزل دل خوبان زقید مہر آزاد است بندارے ٭ مدار دلبری بر جور و بیداد ست بندارے ٭ مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد ہر دم دل ویران عاشق محنت آباد است بندارے ٭ ز عشق قامت سرو سہی را ماند پا بر گل ٭ دلش صد پارہ زیبا دل آزاد ست بندارے ٭ ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش ٭ نصیحتہاے سرد زاہدان باد ست بندارے دل یتیم وفائی آنچنان خو کردہ با تیرش ٭ کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد ست بندارے ٭ و لہ شب ہجر جز گریہ کارے ندارم ٭ بجز دیدۂ اشکبارے ندارم ٭ شبے نگذرد کز فراق تو چون شمع ٭ پُر از اشک حسرت کنارے ندارم ٭ من و عشق درندی و کوی ملامت ٭ براہ سلامت گذارے ندارم ٭ ازان باغمش حوالہ فتم وفائی ٭ کہ غیر از غمش غمگساری ندارم ٭ و لہ دل بر لفش حکایتے دارد ٭ از شب غم شکایتے دارد ٭ تا کی از اہل دل طلبی ٭ بیوفائی نہایتے دارد ٭ خون دل میخورم ز غصہ کہ یار ٭ با رقیبان عنایتے دارد ٭ دل سختش ز آہ من شد نرم ٭ آہ عاشق سرایتے دارد ٭ ہیچ وفائی نازکان دلکش ٭ کہ ستم نیز غایتے دارد

ذکر ملو عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی شاہی کا

جو اسمعیل عادل شاہ نے اعیان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملو خان عادل شاہ کو میرا جانشین کرنا بالضرورت اسد خان لاری نے اُسے تخت دکن پر جلوہ گر کیا اور اُسکی دادی بوبچی خاتون کو اُسکی خبرداری کے بارہ مین نصیحت کرکے خود نلگون کی طرف کہ اسکی جاگیر تھی چلا گیا ملو عادل شاہ میدان خالی دیکھ کر شرب خمر اور راگ سننے مین مشغول ہوا بلکہ جو قریب بلوغ تھا وہ امر کہ لازمہ اُسکا سفاہت ہو اُس سے وقوع مین آتے تھے اور شب و روز لہو و لعب اور ہزل و بازی اور اُن کامون مین جو مناسب بادشاہون کو نہ تھے مصروف رہتا تھا یہانتک کہ خلائق اُس مملکت کی اُس سے متنفر ہوئی اور علاوہ اسکے بمصداق زادنی الطنبور نغمۃ کے لڑکون صاحب حسن و جمال کے مذاق مین مشغوف ہوا اور کام اس انتہا کو پہونچا کہ بزرگون اور متقیون کے لڑکون کو خواہی نخواہی مکانون سے بلوا منگواتا تھا یہانتک کہ یوسف ترک کوتوال جو امراے کلان تاجپوش سے تھا اُسکے فرزند کو جبراً طلب کیا جب وہ مانع آیا ملو عادل شاہ نے طیش مین آکر حکم کیا کہ کچھ لوگ بطور تاخت جاوین اور اُسکے بیٹے کو بقہر تمام پکڑ لاوین اور یوسف شحنہ دیوان کی بلا توقف گردن ماریں یوسف شحنہ کہ امراے تاجپوش سے تھا

ملوخان کے آدمیون کو زدوکوب کرکے اور اپنے اہل و عیال کو لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ کھورین کہ اُسکی جاگیر تھی پناہ لیکر ملوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اُسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوئے بوبخی خاتون والدۂ اسمعیل عادل شاہ نے بھی اُسکے اوضاع اور اطوار ناشائستہ سے نہایت آزردہ اور دل گرفتہ ہوکر یہ تجویز کی کہ ملو عادل شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر منصوب کریں پھر یوسف شحنہ دیوان کو پوشیدہ یہ پیغام بھیجا کہ ملو عادل جہانداری اور فرمانروائی کے قابل نہین ہی چاہیے کہ اسے موقوف کرکے شاہزادہ ابراہیم کو بجاے اُسکے بحال کرے یوسف شحنہ دیوان نے ایک اپنے محرم کو نلگاون مین اسفندیار لاری کے پاس بھیجکر حقیقت حال اعلام کی اسد خان لاری نے جواب دیا کہ مین اُسکے اطوار ناپسندیدہ سے بیجاپور کا رہنا ترک کرکے یہان بیٹھا رہا ہون جو خلقت تمام ملو عادل شاہ کے افعال سے متنفر ہوکے اُسکی سلطنت سے راضی نہین ہی سزاوار یہ ہی کہ دودمان عادلشاہی کی صلاح دولت منظور رکھکر جو کچھ مہد علیا بوبخی خاتون فرماوے اُسکے فرمان سے الاذعان سے تجاوز نہ کرے یوسف شحنہ دیوان اسد خان لاری کی تجویز سے مطمئن ہوا اور بوبخی خاتون کے آدمیون کو مقتضی المرام رخصت کیا اور اس ملقبیس زمانی کے اشارہ کے موافق روز موعود کو دو سو سوار تاجپوش لیکر بیجاپور مین داخل ہوا اور سید رنگ قلعہ دار کو جو بقدم مخالفت پیش آیا تھا اُسکے گلوے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادلشاہ کو مقید کرکے بوبخی خاتون کے فرمانے کے بموجب اسکو مع اُسکے بھائی اوخان کے قتل کیا اور شہزادہ ابراہیم کو بجاے اُسکے منصوب کیا بیت چو دہر افگند افسری از سرے ۔ نہد آسمان بر سر دیگرے ۔ اور ملو عادلشاہ کی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز تھی

ذکر ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی فرمانروائی کا

اکثر اخبار اور مدبران وقایع نگار ابو نصر ابراہیم عادلشاہ کا قضایا یون بیان کرتے ہین کہ وہ بادشاہ بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت تہور سے جوشن بیباکی کا زیب تن کرکے سیل تند کی طرح نشیب و فراز سے اندیشہ نہین کرتا تھا آوازہ اُسکے تہور و عبرت کا عالم و خلق کے مانند تمام آفاق مین منتشر ہوا اور جس وقت سے کہ کنجیان ابواب شاہی کی اُس کے ہاتھ آئین مدت ایجدۂ افزا سیاب کے مانند لشکر کشی اور صفہ آرائی مین مشغول ہوا اور اُسکے ضبط و سیاست اور کمال عقل سے بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اُسنے بھی گردن کشان دہر اور رعایا سے بخوبی خراج پایا بیت ملک را گر قرار خواہی داد ۔ تیغ را بیقرار باید کرد ۔ اور اکثر ایسا سنا جاتا ہی کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت مین نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ لڑا اور جنگ صعب و معرکہ سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکون مین بنفس نفیس موجود ہوکر لوازم شجاعت اور جلادت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن جو کہ سہم نصرت اسکے درجہ طالع مین نہ تھا کسی حرب مین سواے جنگ قصبۂ درخان کے ہم آغوش فتح و فیروزی نہوا اور یہ خاندان عادل شاہیہ سے وہ بادشاہ ہی کہ جسنے اپنے باپ و دادا کے مذہب سے پرہیز کرکے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے برآورد کرکے حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار برطرف کرکے تاج سرخ بارہ گنگرہ کا کہ اُس زمانہ مین سیاہ شیعی کی وردی اور علامت تھی اُس تاجدار نے کلیۃً قلم موقوف کیا اور اُسکے حکم کی تہدید سے کوئی سر پیچ نکتا تھا اور اسے

غریب سے اسد خان لاری اور خوش کلدی آقائے رومی اور شجاعت خان گرد کے سوا سب کو برطرف کرکے امارت سے معزول کیا دکنی اور حبشی اُنکے عوض نصب کیے اور مثل خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ کے کورہ رادت بہم پہونچانے اسلیے ارکان دولت نے تمام تین ہزار غریب نوکر خاص سے جو ہمیشہ ملازم رکاب رہتے تھے چار سو کو بحال رکھکر باقی کو رخصت کیا اور یہ پراگندہ ہوکر گجرات اور دکن اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور دفتر فارسی برطرف کرکے ہندوی کیا اور برہمنون کو صاحب دخل کرکے ابراہیم عادلشاہیہ کے تمام ضوابط اور دستور العمل درہم اور قلم انداز کیے اور رام راج والی بیجانگر نے مخفی آدمی بھیجکر اکثر مغلون کو باستمالت تمام اپنے پاس لایا اور اُنکی رضامندی اور دلجوئی کے واسطے بیجانگر مین مسجدین نئی تعمیر کروائین اور خود ہر روز دربار مین اجلاس کرکے مصحف عزیز اپنے پہلو مین کرسی اور رحل پر رکھکر اُنسے کہتا تھا کہ تم مصحف اقدس کی تلاوت مین مشغول رہو اور مجھے سروکار نہ رکھو اور ابراہیم عادل شاہ نے دوسرے برس بیجانگر کی طرف چڑھائی کی اور مظفر و منصور ہوکر معاودت فرمائی شرح اُسکی یون ہے کہ جب شیو رائے والی بیجانگر کو سات سو برس سے فرمانروائی اُسکے سلسلہ مین تھی فوت ہوا اور اسکا فرزند قائم مقام ہوا اور عین جوانی مین وہ بھی ملک عدم کیطرف راہی ہوا اور قصر فرمانروائی اپنے چھوٹے بھائی کے واسطے چھوڑا اور اُسنے بھی ابھی گلزار شاہی سے گل عشرت نہ چنا تھا کہ زمانے نے بہت اُس کی فنا پر تعین کی اور اُسکا فرزند جو طفل سہ ماہہ تھا ولیعہد ہوا ایتمراج جو امرائے عمدہ سے تھا زمام اختیار کف اقتدار مین لایا سنہ ۹۰۸ آٹھ سو نوے ہجری سے سنہ ۹۳۵ ہجری تک باقتدار بسر کی اور جب صاحب تخت حد رشد اور تمیز کو پہونچا تھا اُسے زہر سے ہلاک کرکے دوسرا لڑکا وارثان مملکت سے تخت پر تمکن کرتا تھا آخر ش تیمراج کا بھی پیالہ حیات آب فنا سے لبریز ہوکر دست قضا سے لوٹا اور اُسکی مسند پر رام راج قائم ہوا اور شیو رائے کی پوتی اپنے عقد مین لایا اور اس نسبت اور وصلت سے اُس کا استقلال حد سے گذرا اور ارادہ کیا کہ خود متکفل مہمات شاہی ہو اور جب سرداروں اور بزرگون نے انحراف کرکے اسپر یورش کیا تو رام راج نے ایک طفل کو جو اُس خاندان سے تھا تخت پر بٹھایا اور خالو اُس لڑکے کا موسوم بھوج نرسل راج جو شائبہ جنون سے خالی نہ تھا اور اُسکے ہم سے بھی یہی معنے مستفاد ہوتے ہین اسکو منصب امارت پر پہونچا کر اور عہد و پیمان لیکر اُس لڑکے کی پرورش اُسنے رجوع کی اور خود رام راج نے اپنی تدبیر سے امرائے سرکش کو دفع کرکے اُنکا نام و نشان بچھوڑا اور اپنے ایک غلام کو قوی کرکے بلدہ بیجانگر اور رائے زادہ اُسکے سپرد کیا اور خود اُن راجاؤن کے استیصال کے واسطے جو اُسکی شاہی کے مانع تھے مع سپاہ آراستہ ممالک کے اطراف مین متوجہ ہوا اور اُنمین سے چندراؤن کو مستاصل کرکے ایک قلعہ اس نواح کا محاصرہ کیا اور جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا اور جو زر کہ ہمراہ رکھتا تھا صرف ہوا اسواسطے اپنے غلام سے پچاس ہزار ہون طلب کیے جب غلام نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور نظر اُسکی گنج اور جواہر بیشمار پر پڑی خود رفتہ ہوکر علم بغاوت کا بلند کیا اور راج رائے کے پوتے کو مکان سے برآوردہ کرکے بھوج نرسل راج کو ساتھ اپنے متفق کرکے خیل و حشم فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور جو امرا کہ رام راج سے خائف تھے بیعت تمام وارث ملک سے پیوستہ ہوئے اور جمعیت عظیم بیجانگر مین بہم پہونچی لیکن بھوج نرسل راج اس غلام کو اس زیادہ سے کہ رام راج کا یار رہ گیا ہے اور محل اعتماد نہین ہے قتل کرکے خود قوی ہوا اور امرا نے محبت

طولانی اور فساد عظیم دیکھکر صلح کے واسطے ایک جماعت راؤن کی متوسط کی اور انھون نے تجویز کرکے ایسا مقرر کیا
کہ پائے تخت بیجانگر راے زادہ کے زیر نگین رہے اور وہ ولایت کہ بالفعل رام راج اپنے تصرف مین رکھتا ہے
اسکے قبضہ مین رہے الغرض رام راج دم بخود ہوا اور جمیع راے اپنے علاقہ کیطرف روانہ ہوئے خالوے نامہربان نے
کے دلمین سرداری کے ارادہ نے خطور کیا رایت استبداد بلند کرکے اپنے بھانجے کو ہلاک کرکے مسند شاہی پر قدم
رکھا اور جب مے غرور و نخوت سے مبہوت ہوکر خرد و بزرگ کے ساتھ بدمعاشی شروع کی انجام اسکا یہ ہوا کہ امرانے
اُس سے متنفر ہوکر رام راج سے ابواب دوستی مفتوح کیئے اور التماس قدوم کی بہوج نرسل راج اس امر سے مطلع ہوا
ایک ایلچی مع چھ لاکھ ہون نقد مع تحف دیگر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور التماس کمک کی اور عہد کیا
کہ ہر منزل پر لاکھ ہون پیشکش کرونگا اور ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ نو سو بیالیس ہجری مین بیجانگر کیطرف روانہ ہوا اور
رام راج نے سبب لشکر کشی ابراہیم عادل شاہ معلوم کرکے جنگ تدبیر کا دامن مکر و تزویر مین مستحکم کیا اور ایک تانہ شعر
بما طاعت و پیشانی کردہ خود سے بہوج نرسل راج کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرزبوم مین قدم رکھیگی
اُنکے مرکبون کے صدمہ سم سے ہماری مملکت اور معابد منہدم اور مسمار ہوجاوینگے اور شاہان بہمنیہ کے عہد کے موافق اطفال
اور ودیع و شریف اسیر اور دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ ایلچی معتبر اور معتمد ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر التماس
مراجعت کیجیے کہ یہ بندہ من بعد جادہ اتقیا و اور فرمانبرداری پر مستقیم ہوگا بہوج نرسل راج جو زیور عقل و دانش
سے عاری تھا دام فریب مین آیا اور عہد و میثاق بطریق کفرہ نجرہ جو پیش پہونچا تھا چوالیس لاکھ ہون نقد
ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس معاودت کی جو ابراہیم عادل شاہ کو غرض بہوج نرسل راج
کی رفاہیت سے تھی زر نقد وصول کرکے مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشنہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور
تمامی امرا نقض عہد کرکے بسرعت باد و برق بیجانگر کی طرف روانہ ہوئے اور خیل و حشم درونی کو جو شہر کی
محافظت مین قیام کرتے تھے بعضون کو بطمع اور بعضون کو تہدید بہوج نرسل راج سے منحرف کیا اور ایسا مقرر کیا
کہ اُسکو گرفتار کرکے ہمارے سپرد کرین تو راے زادہ کے قصاص مین اُسے ہلاک کرین مصورت مین جو عنان کام دست
اختیار بہوج نرسل راج سے نکلگئی تھی راہ فرار مسدود دیکھکر فرمایا تو جمیع گھوڑونکو پی اور ہاتھیون کو اندھا کیا اور جو ہرات
از قسم یاقوت اور الماس اور زبرجد اور موتی وغیرہ جو قرنون کا اندوختہ تھا چکیون سے پیسکر خاک مین ملا یا اور جسوقت دربانون
نے دروازہ کھولا اور رام راج کو شہر مین در لائے بہوج نرسل راج خنجر اپنے سینہ پر کینہ پر مار کر جہنم واصل ہوا اور مضمون
کان لم یکن ہویدا ہوا ہان بیچ ہر بیت نگہبانی ملک و دولت بلاست ✤ گو اباد شاہت ناش گداست ✤ پھر امراج
باسانزعت تخت بیجانگر پر متمکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال دریافت
کرکے اسد خان لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ اودنی کے تسخیر کے واسطے رخصت کیا اس درمیان مین تنگنا دیو بھائی
رامراج کا اسد خان لاری کے مدافعہ کیواسطے مع سوار و پیادہ بیشمار متوجہ ہوا اسد خان لاری نے باہتھ محاصرہ سے
کوتاہ کرکے استقبال کیا اور حرب صعب کے بعد اسد خان لاری نے باگ معرکہ سے پھیری اور کفار نے سات فرسنج تعاقب
کیا اُسکے بعد زمانہ نے ہندوی سیہ خام کیطرح جامہ خم نیلگون فلک مین ڈال کر رایات عباسی بلند کیا اور تنگنا دیو ایک
گروہ لشکر منکسر اور منہزم مین فروکش ہوکر بستر عجب و تکبر پر سویا شیر مبشہ ہیجا یعنے اسد خان لاری چار ہزار

جوان جبہ پوش سخت کوش ابیات ہمہ شیر مردان کار آزمائے ٭ دلیر و عدو بند کشور کشائے ٭ بگاہ وغا ہر یکے صفدری ٭ از ایشان یکے در عدو لشکرے ٭ لیکر اُر دوئے تنکنا وڑی پر شبخون مارا اور کفار بقدر طاقت دست و پا مار کر مدافعہ مین مشغول ہوے اور آخر ضرب تیر سندان گذار اسلامیون سے قرار کو فرار پر اختیار کرکے راہ ہزیمت نا پی ابیات بنا یدغنودن چنان بخبر ٭ کہ ناگاہ سیلے در آید بسر ٭ بجائے نخسپد عقاب دلیر ٭ کہ آبے تواں جست اورا بزیر ٭ پھر تمام ہاتھی بیجانگریون کے اور زن و فرزند تنکنا وڑی کے اسد خان لاری کے ہاتھ آئے اسد خان نے اسی مقام پر پڑاؤ ڈال دیا اور تنکنا وڑی اپنے پراگندہ سوار اور پیادے جمع کرکے چھ فرسخ پر اسد خان لاری سے فروکش ہوا اور عریضہ مشتمل بر کیفیت واقعہ ادرلک کی استدعا مین رام راج کے پاس ارسال کیا اُسنے در جواب لکھا کہ مجھے ابھی اطراف کے راؤن سے اطمینان کلی حاصل نہین ہوا چاہیے کہ جس طور سے میسر ہووے اسد خان لاری سے صلح کرکے اپنے زن و فرزند کو رہا کر چنانچہ تنکنا وڑی نے اسد خان لاری کو صلح کا پیام دیا اور اسد خان لاری نے ابراہیم عادل شاہ کو اعلام کرکے اشارہ کے موافق صلح قبول کی اور باشوکت و عظمت تمام بیجاپور کیطرف معاودت فرمائی اور ابراہیم عادل شاہ نے گھوڑے اور ہاتھی تنکنا وڑی کے جو اسد خان لاری نے گذرانے تھے اُسے بخشے اور پایہ اُسکے مرتبہ اور جاہ کا افزون کیا اور یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی پر مخصوص ہوا تھا اُسنے رشک و حسد سے خلوت مین عرض کیا کہ اسد خان لاری مذہب کے اتحاد کے سبب برہان نظام شاہ بحری سے اخلاص زیادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ قلعہ نلگوان اُسے دیکر اُسکا حلقہ بندگی اپنے زیب گوش کرے ابراہیم عادل شاہ نے بلا تحقیق صدق و کذب حاسد کی بات کو باور کرکے اسد خان لاری کے عزل کے بارے مین مشورہ کیا یوسف ترک شحنہ دیوان نے جواب دیا کہ اُسے آپ بہانہ جشن ختنہ شاہزادہ علی نلگوان سے طلب کیجیے جب وہ حاضر ہووے مقید کرکے دل اُسکے دغدغہ سے پاک کیجیے اور یہ مشورہ فاش ہوا اسد خان لاری نے محافظت مین کوشش کی اور جس وقت کہ فرمان طلب صادر ہوا وہ بیماری کا بہانہ کرکے نہ آیا ابراہیم عادل شاہ نے یوسف ترک شحنہ دیوان کی تعلیم کے سبب اسد خان لاری کے مخصوصونکو مخفی زہر دینے پر راضی کیا لیکن مثل ہے کہ جسے خدا رکھے اُسے کون مارے یہ تدبیر بھی راست نہ آئی آخر کو یہ تجویز ہوئی کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کو نلگوان کے جوار مین جاگیر دین اور سیر جملگی سے معاف رکھکر جاگیر کی طرف رخصت فرماوین تو بوقت فرصت حکمت عملی سے اُسے اسیر اور دستگیر کرے اسد خان لاری کہ مرد جہاندیدہ تھا غفلت برطرف کرکے ہوشیار رہتا تھا یہانتک کہ ایک روز باغ کی سیر کو کہ نلگوان سے چھ فرسخ پر واقع تھا کچھ لوگ ہمراہ لیکر بہ سرعت تمام سوار ہوا اور ایک غلام حبشی کو مامور کیا کہ چار سو آدمی ہمراہ لیکر آوے اور مخبرون نے یوسف ترک شحنہ دیوان کو خبر تہا سوار ہونے اسد خان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار لے کر اسد خان لاری کی گرفتاری کو پیل استعجال گرم عنان ہوا اور باغ کے اطراف مین پہونچکر جنگ کا نشان بلند کیا اور اسد خان لاری نے بھی دشمن کے مدافعہ مین ہمت مصروف کی طرفین سے مقابلہ ہوا دونون طرف کی فوج مل گئی تن و سر مین جدائی ہونے لگی ابیات سیاست در آمد بگردن زنی ٭ ز چشم جہان دور شد روشنی ٭ غبار زمین بر ہوا رابست ٭ عنان سلامت بروں شد ز دست ٭ چنان گرم گشت آتش کارزار ٭ کہ از لعل اسپان بر آمد شرار ٭ یوسف ترک شحنہ دیوان نے اسد خان لاری کے حملون کی برداشت کرکے لوازم ثبات و آویزش مین تقصیر نہ کی اس صورت مین

جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیون نے قالب جوہر جان سے خالی کیا بیت زبس کشتہ افتاد بر روے دشت ہ فلک گفت بس بس کہ از حد گذشت ہ آخر الامر اسد خان لاری بعد از جنگ صائب فائق آیا یوسف ترک شحنہ دیوان شکست فاحش کھا کر مفرور ہوا اور ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ صحبت نے اور رنگ پیدا کیا اظہار التفات کیواسطے یوسف ترک شحنہ دیوان کو متعید کر کے اسد خان لاری کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اسکی بے ادبی سے ہماری طبیعت بہت آزردہ ہی مناسب ہی کہ وہ معتمد الدولہ اسے سزا کو پہونچاوے اسد خان لاری نے کہ اس معاملہ سے خبر رکھتا تھا یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ ہی سے واقع ہوئی امید وار عفو ہی اور یوسف ترک شحنہ دیوان کو اسپ وخلعت دیکر رخصت کیا اور جب یہ قصہ بوا عجب برہان نظام شاہ بحری کے گوش زد ہوا از روے تدبیر اپنی مجلس مین مکرر مذکور کیا کہ اسد خان لاری نے قولنامہ ہمسے مطلب کر کے تعہد کیا ہی کہ ولایت عادل شاہیہ تسخیر کر کے ہمارے سپرد کرے اگر مین اس وقت لشکر کشی کرون آسانی سے وہ ولایت تصرف مین آوے اور ان دنون مین کہ ۹۴۷ نو سو سینتالیس ہجری تھے میر بریہ ترک سے مواقعت کر کے احمد نگر سے روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف مین امیر قاسم بریہ ترک اور خواجہ جہان دکنی اس سے ملحق ہو کر آگے بڑھے اور زرین خان والے ساڑھے پانچ پتے جو شولاپور کے تحت تھے مردم عادل شاہی کے تصرف سے برآوردہ کر کے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کیے اور جب برہان نظام شاہ نلگون کے حوالی مین پہونچا اسد خان لاری باوجود اسکے کہ اس معنی سے بالکل آشنا نہ تھا از جیف کے اشتہار سے خوف زدہ ہو کر لاچار چھ ہزار سوار لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اسنے قوی پشت ہو کر نہب وغارت کی آگ مملکت عادل شاہیہ مین روشن کی اور ابراہیم عادل شاہ مقابلہ کی نہ کر حسن آباد گلبرگہ کی طرف راہی ہوا اور اسد خان لاری شعبدہ بازی سے تحیر ہوا علی محمد بدخشی کو علاء الدین عماد شاہ کے پاس برار کیطرف بھیجا اور حقیقت حال قلمی کر کے پیام کیا کہ اگر وہ جناب برسم اعانت ابراہیم عادل شاہ کے قدم رنجہ فرماوین بندہ بھی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کریگا کہ اس بیر غلام کے گناہون کے شفیع ہووین اس درمیان مین نامہ ابراہیم عادل شاہ کا بھی پہونچا علاء الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان نظام شاہ کو قلعہ ارک بیجاپور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے مکانون مین آگ لگا کر بقصد جنگ باتفاق امیر قاسم بریدترک گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اسد خان لاری اثناے راہ مین انکی ترک رفاقت کر کے اپنی فوج لیکر علاء الدین عماد شاہ سے جا ملا اور یہ کلام کیا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان نے از راہ خود غرضی عدالت پناہ سے عرض کیا کہ یہ بندہ یعنے اسد خان لاری از عصیان جبہہ اخلاص پر رکھکر چاہتا ہی کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج انحضرت کا مجھسے ایکبارگی منحرف ہوا اور مین اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سے متعلقہ اس تقصیر کا خاطر اشرف سے دور کردن کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور امیر قاسم برید ترک یہ تعجیل حوالی نلگون مین آئے اس سبب سے خاص وعام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کا کہنا سچ ہی کہ یہ اسی کی تحریک سے آئے اس واسطے دریاے حیرت مین غوطہ کھا کر اپنی جاگیر کی حفاظت کیواسطے زمانہ سابق کے چند نوکر لیکے پیوستہ رہا اب خدمت مین حاضر آن کر جو کہ صدق اور حق ہی گذارش کیا امیدوار ہون کہ عدالت پناہ کی پاکدامنی کو مجھے لیجا کر قلم عفو میرے جریدہ اعمال پر کھینچوائین اگر معرض قبول مین آوے زہے سعادت والا نہ بندگان عالی ہے شاہ مالک دو عالم مین میری نسبت جو سیاست چاہین تجویز فرماوین تو میری جزا اور سزا بعد پہنچنے سے اور دون کے عبرت ہوگی خلاصہ یہ کہ علاء الدین عماد شاہ اسی روز سے سابقہ تمہید مقدمہ اسد خان لاری کو ہمراہ لیکر ابراہیم عادل شاہ کے

دائرۂ دولت پر گیا اور اس طرح سے حقیقت حال واقعی بیان کی کہ اسد خان لاری کی بیحرمی اور اعدا کا مکر و فریب بالکل
دبرا ہین ثابت اور متحقق ہوا اسی وقت عدالت پناہ نے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت مین کھینچکر اُس کا منصب
وجاہ افزون کیا اور اُسکے اور علاء الدین عماد شاہ کی صوابدید کے بموجب برہان نظام شاہ اور امیر قاسم برید ترک
کی حرب کا عازم ہوا اور وہ طاقت مقاومت نہ لاکر پرگنہ بیر کی طرف روانہ ہوے اور ابراہیم عادل شاہ اور
علاء الدین عماد شاہ نے بھی اُس مقام مین صلاح توقف نہ دیکھی بالاگھاٹ دولت آباد کی سمت متوجہ ہوے
ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و غارت مین فروگذاشت نہ کیا اور انھین دنون مین
قاسم برید ترک قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوا اور جناب قدسی منزلت
شاہ طاہر متوسط ہوکر اس طور طالب صلح ہوئے کہ برہان نظام ساڑھے پانچ پرگنہ شولاپور ابراہیم عادل شاہ
کو دے کر پھر فتنہ و فساد کے گرد نہ پھرے اور صلح کے بعد ہر ایک نے اپنے مقام مین مراجعت کی اور دوسرے
برس کہ سنہ ۹۵۵ نو سو پچاس ہجری تھے ابراہیم عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ رابعہ سلطان کو
اپنے عقد مین در لایا اور برہان نظام شاہ بحری سے نکر بادشاہ غیرت دار تھا ساڑھے پانچ پرگنہ کی ہتروادے کے سبب
سے اپنے اوپر استرخت اور آرام حرام کیا اور جو اُن سنوات مین درمیان ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین
عماد شاہ کے غبار کلفت بلند ہوا برہان نظام شاہ نے فرصت پاکر رام راج اور جمشید قلی قطب شاہ کو خوشامد
درآمد سے اپنی موافقت مین راغب کیا اور باتفاق علی برید اور خواجہ جہان دکنی ولایت ابراہیم عادل شاہ کیطرف
متوجہ ہوا اور اُن ساڑھے پانچ پرگنہ پر متصرف ہوکر قلعہ شولاپور کو بھی محاصرہ کرکے ولایت سرحد سے بہت خراب
اور ویران کیے اور چند مرتبہ ابراہیم عادل شاہ کے لشکر کو کہ اُسکے مدافعہ کے واسطے قیام کیا تھا شکست دیکر تتر بتر
کیا اور جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک کے سبب اُسطرف سے لشکر ولایت بیجاپور پر کھینچا اور
پرگنہ کاکنی مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکے ولایت گلبرگہ تک قابض و دخیل ہوا اُسکے بعد قلعہ اتکر کو بھی محاصرہ کیا
اور اسی طرح سے رام راج نے برہان نظام شاہ کی ہدایت کے موافق اپنے بھائی تمکنا ڈری کو مع سپاہ گران
قلعہ رایچور کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا ابراہیم عادل شاہ اپنی زور تر مملکت کو چار سو جہ بلا مین دیکھکر بحیرت مین
غوطہ زن ہوا اور اسد خان لاری کو نگران سے طلب کرکے اُس سے صلاح کی اُسنے بعد تامل و غور یہ جواب دیا کہ ہمارا
حقیقی دشمن برہان نظام شاہ ہے اور دیگر اعدا اُسکے طفیل سے اس مملکت کے متعرض ہوئے ہین اول فتنہ برہان
نظام شاہ کی تدبیر و علاج چاہیے کرنا پھر اور دشمنون کے دفع مین مشغول ہونا چاہیے اور علاج برہان نظام شاہ
کا یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنہ جو مایۂ نزاع ہین اُسے واگذاشت کرین اُسکے بعد نامہ فرد تنی اور قوانیع سے رام راج
کو کہ بادشاہ عظیم الشان ہے اور دوسرے راؤن اسطرف کو لکھکر مع تحفہ و ہدایاے نفیسہ مصحوب الچیان
لسان شیرین زبان بھیجین اس لیے کہ کفار کرناٹک تھوڑی تواضع مین خوش ہوکر دوستی کا مارین گے خصوصاً رام راج
کہ جس نے اب تک اپنی مملکت مصفا نہین کی ہے اور دیگر راجہ اُس سے منازعت اور مخاصمت رکھتے ہین مصالحہ
کریگا اور جس وقت اُسکا خوشہ برطرف ہووے جمشید قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میرے ذمہ ہے ابراہیم عادل شاہ
نے اسد خان لاری کی تدبیر پسند کرکے اُس پر عمل کیا اور جو تجویز کہ اسد خان لاری نے کی تھی

بہ طریق مہمات بکفایت تمام انجام ہوئے اسوقت عادل شاہ نے باطمینان تمام جمشید قلی قطب شاہ کے اندفاع فساد کو اپنے ذمہ ہمت پر لازم و ملزوم جان کر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر اُسکی طرف رخصت کیا اسد خان لاری نے پہلے قلعہ کانکی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کرکے عین سرما مین بحیر و قہر مفتوح کیا اور اُسے بیخ و بن سے کھود اکر اُسکا نشان باقی نہ رکھا پھر اتنکر کی طرف متوجہ ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ مین فائدہ نہ دیکھا ولایت تلنگ کی طرف کوچ کر گیا اور اسد خان لاری نے تعاقب کرکے دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو کر اُسکے مدافعہ کے واسطے مقرر کی تھی پسپا کیا اور قلعہ گلکنڈہ مین جمشید قلی قطب شاہ محصور ہوکر خود مرتکب جنگ ہوا اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی ابیات سعادت بہ بخشایش داور ست ۔ نہ در چنگ و بازوے زور آور ست ۔ کلید ظفر چون نیفتد بدست ۔ ببازو در فتح نتوان شکست ۔ منقول ہے کہ اُس دن بحسب اتفاق جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور تلوارین کھینچکر جھپٹے بجلی سی دونون لشکر کی آنکھ مین چمک جاتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر پر روکی عجب چستی اور چالاکی سے لڑتے تھے ناگاہ ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کے چہرہ پر لگا اسد خان لاری مظفر ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ مادام الحیات اُس زخم سے اکل و شرب کے وقت ایذا اُٹھاتا تھا پھر اسد خان لاری فتحیاب ہوکر سالما غانما بیجاپور مین آیا اور مہمات ممالک حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوے ابراہیم عادل شاہ لشکر کشی کے دغدغہ سے فارغ البال ہوا امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور ۹۵۱ھ نو سو اکاون ہجری مین برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سے احسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور بہ سبیل استعجال پہونچکر اُسے محاصرہ کیا یہ خبر سنتے ہی ابراہیم عادل شاہ بھی فوج بے حساب جمع کرکے بشوکت و عظمت اُس طرف روانہ ہوا اور دریاے بھیورہ کے ساحل پر پہونچا جو سپاہ برہان نظام شاہ لب دریا پر حائل اور سنگراہ تھی تین مہینے تک عبور میسر نہ ہوا یہان تک کہ ابراہیم عادل شاہ تنگ آن کر آخر برسات مین جبراً و قہراً اس بحر زخار سے پار آمدا اور فریقین ترتیب سپاہ مین مشغول ہوکے جنگ صعب کا اتفاق پڑا لیکن بعد اشتعال نائرۂ قتال بخلاف ہمہ سال ابراہیم عادل شاہ مظفر و منصور ہوا برہان نظام شاہ فیل جنگی کو چھوڑ کر گھوڑے سبک چست رفتار پر صرصر چھوڑکر منہزم ہوا اور ابراہیم عادل شاہ بعد اس فتح غیبی کے اپنی تنگ ظرفی سے کے باعث بادۂ نخوت سے اُبل چلا اور نوبت یہ پہونچی کہ ہنگام مے نوشی اور شراب کی کیفیت مین برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتین ناملائم برہان نظام شاہ کی نسبت زبان پر لاتا تھا اور اندک تقصیر پر ارباب دخل اور متعربون کو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور ۹۵۲ھ نو سو باون ہجری مین حبیب برہان نظام شاہ لشکر علی برید کی ولایت پر کھینچکر قلعہ ادسہ اور قندھار اور اودگیر کی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کو دےکر کمک طلب کی ابراہیم عادل شاہ مثل ہاروت و ماروت بادۂ نخوت سے بیہوش ہوکر اُسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینے کے عرصہ مین دو مرتبہ برہان نظام شاہ سے ہزاہزم مرتبہ شکست فاحش پائی بادشاہی غنیم کے ہاتھ لگا اسپر بھی جور و ظلم و بدعت سے باز آیا وہ دونون شکست مقہورون اور ذلیلون اور قریب بقتل کی درندگی سے تصور کرکے تین مہینے کے عرصہ مین چالیس ہزار مسلمان کو بلا جرم قتل کیا خلائق

اُسکے اوضاع سے متنفر اور خائف ہوئی سب نے اسپر اتفاق کیا کہ اُسکے بھائی شہزادۂ عبد اللہ کو تخت پر بٹھا دین اور یہ خبر پیشتر اس ارادہ سے کہ حیز قوت سے فعل مین آوے اُسکے گوش زد ہوئی بازار سیاست گرم کیا اور خلق کثیر کو تہ تیغ و دودم کرکے سرد کیا اور شہزادہ بجز قلیل بھاگ کر بندر گووہ کی طرف جاکر عیسائیون کے پاس پناہ لے گیا اور اُنھون نے بھی اُس کی عزت و حرمت مین کوشش کی اور ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ بیصدور قصور اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور یہ مشکستین اُس کے نفاق سے جان کر رسم پرستاری التفات اور ریوہ بھیجنے کی یکقلم موقوف فرمائی اور اسد خان لاری کہ نمکحرامون مین تھا اُس نے اپنی ہمت اس پر مصروف کی کہ نقد اخلاص کو اپنے خداوند نعمت کی محک نظر مین پورا ثابت کرے لہذا ایک جماعت کے ہمراہ نوزبخیر فیل مست جو ہنر جنگ مین ہوشیار تھے اور اسی قدر گھوڑے تازی اور اُسکے سوا اور بھی تحف و نفائس بھیجکر یہ عریضہ اپنے خط زیبا سے تحریر کیا کہ ای سلیمان سریر سعادت و اقبال و ای سکندر سند عز و جلال **بیت** چہ شد چہ شد کہ بدینسان بیدۂ ازمن ٭ چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدۂ ازمن + سبب اس بے عنایتی کا کیا ہی اور باعث اس کم التفاتی کا کون ہے **بیت** گر گناہے کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن + ورنہ بیوجب نشاید دوستان آزردنی ٭ جو کچھ ارباب غرض نے اس بندہ کی تقصیرات سے سمع اقدس مین پہونچائے ہین مین ایک کو سوا اقرار کرتا ہون لیکن اس تہمت سے خبر نہین رکھتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے مانند بے گناہ ہون نہ یہ کلمہ میری زبان پر گذرا اور نہ یہ امر بندہ کے عقیدے اور دل مین جاگزین ہوا ہی تو قف کرنا اس حصن حصین مین اور نہ حاضر ہونا خدمت بابرکت مین دفع مضرت اعدا ہی اور اس معنی کو کوتاہ نظر آدمی اور کچھ سمجھکر رقم حرامخواری کی اس پیر غلام کے چہرے پر کھینچتے ہین اگر مراحم اور عواطف بیدریغ شاہنشاہی شامل حال پر اختلال ہووے تو اعدا کی مخذولی اور شرمندگی کے واسطے بوسہ دینے پایۂ سریر خلافت مسیر مین سعادت اندوز ہون اور یہ دو بیت کہ طبعزاد اُس کے ہین عریضہ کے اختتام پر ثبت کین **ابیات** بیک ماہ با تحفہ و پیشکش ٭ شتابم بدان بارگہ شاد و خوش ٭ بیایم بہ بندم بخدمت کمر ٭ نہم چون قلم بر خط شاہ سر + ابراہیم عادل شاہ از سر نو مقام التفات مین ہوکر چاہتا تھا کہ اُسکے متعلقین کو باحسن وجہ نمکحرامون مین روانہ کرے کہ ناگاہ شاہزادہ عبد اللہ کے فساد نے سر گریبان ملک سے نکالا اور یہ مقدمہ معرض تعویق مین رہا اور شہزادہ عبد اللہ کے قصہ کا یون بیان ہی کہ جب وہ برادر نامہربان کے جلا و غضب کے خوف سے بندر گووہ کی طرف مفرور ہوا فرنگیون نے اُسے مقام محفوظ مین بٹھایا اور اُسکے اعزاز و تکریم مین نہایت کوشش کی بعد ایک مدت کے بعضے مردمان بیجاپور کے بغاوت سے برہان نظام شاہ بحری اور جمشید قلی قطب شاہ کی نسبت دروازہ خصومیت کے مفتوح کرکے التماس کی کہ یہ دونون شاہ کہ ابراہیم عادل شاہ کے اوضاع اور اسد خان لاری اور بھی امرا کی رنجش خاطر سے آگاہی رکھتے تھے ابراہیم عادل شاہ کے عزل اور شہزادہ عبد اللہ کے نصب پر متفق ہوگئے اور اپنے موضع سے حرکت کرکے ولایت بیجاپور کی طرف گئے اور فرنگیون کے پاس آدمی بھیجکر پیام کیا کہ شہزادہ عبد اللہ کو اس طرف رخصت کرین تو ہم اُسے بیجاپور کے تخت پر بٹھا دین فرنگی اس امر پر راضی ہوگئے اور عبد اللہ کے فرق پر چتر بلند کیا اور برہان نظام شاہ اور جمشید قلی قطب شاہ نے ایلچی اسد خان لاری کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جو ابراہیم عادل شاہ کی بے ہنجاری حد سے گذری اور وہ معتمد الیہ بھی اُس سے رنجیدہ ہی ہم اکٹھا چاہتے ہین کہ

شاہزادہ عبداللہ کو بجاے اُسکے نصب کرین اور وہ خان والاشان اُسکی تالیقی مین ممتاز رہے مناسب ہی کہ نلگوان سے جلد آپ کو ہمارے پاس پہونچاوے اسدخان لاری نے برہان نظام شاہ کے ایلچی سے درشتی کرکے کہا اگر ایلچی کشی مذموم ہوتی تو مین زخم تیغ سیاست سے تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسدخان لاری کی اعانت سے مایوس ہوا اور اسی عرصہ مین اسدخان لاری کی بیماری کی خبر پہونچی تیمانام ایک برہمن کو مخفی مع زرخطیر نلگوان کی طرف بھیجا تاکہ اہل حصار سے مراقبت و موافقت کرکے ایسا کرے کہ اسدخان لاری کے فوت کیبعد قلعہ برہان نظام شاہ کے سپرد کرین اور اسدخان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کے ارادہ پر واقف ہوا اُس برہمن کو جو ایک رعایا کے مکان مین پوشیدہ تھا دستیاب کرکے مع ستر آدمی اُسکے اعوان سے کہ جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا اقبال کیا تھا تیغ کیا اور یہ امر جب جمیع مردم اور راسخان سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسدخان لاری ابراہیم عادل شاہ کا دولتخواہ ہی شہزادہ کے پاس جانے کی فسخ عزیمت کی اور شاہزادہ کی جمعیت جو بندر کووہ کے اطراف مین مقیم تھی یہ خبر سنتے ہی شاہزادہ سے جدا ہوکر متفرق اور پریشان ہوئی اور اسدخان لاری نے جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہی اور سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کے مدافعہ کی نرہی اپنے ہاتھ سے عریضہ ابراہیم عادل شاہ کو لکھا اور التماس قدوم مین یہ بیت درج کی بیت چو باد صبح گذرکن سوحدیقہ انس ٭ جو سرو ناز قدم رنجہ کن درین گلزار ٭ ابراہیم عادل شاہ صلاح دولت اُسکی ملتمس کی اجابت مین دیکھکر بتاریخ غرہ ماہ محرم سنہ ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین بسبیل استعجال روانہ ہوا اور اثناے راہ مین خبر رحلت اسدخان لاری کی سنکر اُسی شب اپنے تئین نلگوان مین پہونچایا اور بازماندون کو امر بصبر کرکے تمام مہمات اور متروکات پر متصرف ہوا اور نصارا نے جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت پریشان ہوئی اُسکو پھیرکر بندر کووہ کی طرف لیگئے اور بادشاہ نے بھی اپنے مقر کی طرف معاودت فرمائی اسدخان لاری وفور فراست اور کیاردانی مین اتصاف تمام رکھتا تھا و ضبط و ربط حل وعقد مہمات مین نشان بے مثالی بلند کرتا تھا اور رایان بیجانگر اور شاہان دیگر اُس سے طریق مصادقت اور ملائمت کی عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سے ہی جاری رکھتے تھے اور اسباب جاہ و مکنت اور زر و جواہر اسقدر اُسکی سرکار مین جمع ہوا تھا کہ محاسبان سریع الحساب اُسکے حساب و شمار سے عاجز تھے چنانچہ سو من برنج اور پچاس گوسفند اور ایک سو مرغ اُسکا شلان تھا اور اُس کے مخترعات سے مثل تباہ خنجر زین دکن مین شہرت تمام رکھتا ہی اور وہ اول شخص ہی کہ زین پشت فیل پر رکھی اور لگام اُسکی سر پر کرکے بے گچک تحریک انگشت پاے فیل کو مطیع کرکے راہ پر لایا لیکن جو وہ حیوان سرکش ہی اور دہانہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے اطاعت نہین کرتا تھا اس اختراع نے شہرت نپائی منسوخ ہوئی اور یہ بھی منقول ہی کہ ابراہیم عادل شاہ اپنی بیٹی بانی بی بی کو ولی برید کے نکاح مین ورلایا اور علی برید کو اس خویشی سے ساتھ اپنے متفق کیا اور برہان نظام شاہ نے چند ایلچی لسان چرب زبان رام راج کے پاس بھیجے اور تحف و ہدایا کے ارسال سے بناے مصادقت ڈالی اور اسرف سے رام راج نے بھی ہدیہ بھیجکر طریق اتحاد کو جاری رکھا اور عادل پناہ یہ اخبار سنکر برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کہ بیجاپور مین تھے گونہ شکایت درمیان مین لایا اور یہ ہراسان ہوکر بیجانگر کیطرف بھاگے اور وہان پہونچکر رام راج سے عرض پیرا ہوئے کہ ابراہیم عادل شاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ بحری ساتھ اُن کنار کے قاصد ہمارے قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہمنے اپنے تئین اس دیار مین پہونچایا رام راج کافر خبیث لئیم نشان

تھا اس اوضاع سے ناراض ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو پیغام بھیجا کہ علی بریدنے باپ کے خلاف ابراہیم عادل شاہ کی دوستی تمہاری دوستی پر قبول کی ہے مناسب یہ ہے کہ تادیب اسکی اپنی وجہ سے کرکے قلعہ کلیان اپنے حوزۂ تصرف مین درلاوین اس صورت مین برہان نظام شاہ بحری کہ اس وقت کا منتظر تھا اس کی صلاح کے بموجب قلعہ کلیان کی تسخیر کیواسطے لشکر آراستہ ہوا اور شوکت وحشمت کے ساتھ کوچ متواترہ کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا ابراہیم عادل شاہ نے بھی بقصد استخلاص اہالیان قلعہ بیجاپور نہضت فرمائی اور برہان نظام شاہ کے لشکرگاہ کے دو کوس پر خیمہ وخرگاہ بلند کرکے فروکش ہوا جب برہان نظام شاہ نے ترک محاصرہ نکیا اور حرب مین بھی مشغول ہوا تو ابراہیم عادل شاہ نے اپنے لشکرگاہ کے گرداگرد ایک دیوار کھچوائی اور امرائے ترک کو کہ تاخت وتاراج مین بے نظیر تھے برہان نظام شاہ بحری کے آدمیون پر مقرر کیا جس سے نحو عظیم ان لوگون مین واقع ہوا اور آدمی نہایت مضطرب اور پریشان ہوے چنانچہ اکثر عقلا کی رائے اسیر قرار پائی کہ گھوڑے ہماری سواری کے نہایت ضعیف اور لاغر ہوگئے ہین اور مرکوب بھی مقابلہ کی قوت نہین رکھتے لازم ہے کہ احمدنگر کا راستہ لیوین مگر تقدیری امور بطور دیگر تھے چنانچہ تفصیل اسکی واقعات نظام شاہیہ مین سمت گزارش پاویگی خلاصہ یہ کہ صبح عید رمضان کو کہ مردم عادل شاہیہ نہایت غفلت کی ضعف زبانی مین بلوازم عید مین مشغول تھے کہ ناگاہ سیف الملک وغیرہ امرائے نظام شاہیہ عادل شاہ کے خیمہ وخرگاہ پر تاخت لاکر جدال وقتال مین مشغول ہوے یہ سراسیمہ اور بدحواس ہوکر بھاگے جو ابراہیم شاہ اسدم عمل عید مین مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نہ پائی سراپردہ سے نکل بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری نے اسی روز افواج آراستہ کرکے قلعہ کلیان کیطرف عزیمت کی اور قسم کھائی کہ اگر اس قلعہ اسی وقت قلعہ میرے سپرد نہ کرینگے تمام خرد وبزرگ کو قتل کرونگا اہل قلعہ نے کہ ابراہیم عادل شاہ کی شکست سے بیدل ہوے تھے امان لیکر قلعہ تسلیم کیا اور برہان نظام شاہ بحری کو تین عید مین ایک دن مین حاصل ہوئین اور ابراہیم عادل شاہ نے کہ نیل اور تونجانہ کے تاراج ہونے سے اعراضی تھا ممالک نظام شاہیہ مین داخل ہوکر چار لاکھ ہون تحصیل کیے اور جسقدر کہ ممکن ہوسکا اسکی ویرانی اور خرابی مین تقصیر اور کوتاہی نہ کی اور اچانک بطور الیغار قلعہ پرندہ مین پہونچا اور دروازہ کشادہ دیکھکر یکایک قلعہ مین در آیا اور مردم خواجہ جہان دکنی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور اس حصن حصین کو ایک دکنی معتبر کو جو بہادری مین مشہور تھا تفویض کرکے بیجاپور کی طرف گیا اور یہ خبر کلیان کے اطراف مین منتشر ہوکر برہان نظام شاہ بحری اور خواجہ دکنی کو پہونچی تو عازم استرداد ہوے اور جب قلعہ پرندہ سے بیس کوس دوری پر پہونچے وہ بہادر دکنی قلعہ چھوڑکر ایسا بھاگا کہ بیجاپور تک کسی مقام مین مڑکر نہ دیکھا اور شاہ جمال الدین آنجو سے جو معاصر برہان نظام شاہ بحری تھا اس دکنی بہادر کا سبب فراریون سنا گیا کہ جب خبر توجہ برہان نظام شاہ بحری کی اسے پہونچی ہراس بقیاس اسپر مستولی ہوا اور فکر گریزا پنے دل مین کرکے کسی کو اپنے مافی الضمیر پر مطلع نہ کیا یہان تک کہ ایک شب کو اپنے محل مین سوتا تھا مچھڑکی آواز کو خیال صدائے نفیر برہان نظام شاہ بحری سمجھکر بے تحاشا سراسیمہ وار دروازہ کھولکر راہ فرار پائی مردم قلعہ بھی اسے ایسا مضطرب دیکھکر اسکے نشان قدم پر دوڑے اور قلعہ کو خالی چھوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکنی دافر تہور وجرات کی گردن ماری اور قلعہ کلیان کے استخلاص کی فکر مین ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو جب یہ ارادہ معلوم ہوا تو ایک مقرب کو رام راج کے پاس بھیجکر ابراہیم عادل شاہ کے ان امور پر اطلاع دی جو گفت وشنود ایسا مقرر ہوا کہ رایچور کے اطراف مین ملاقات کرکے جو کچھ صلاح وقت

ہوئی لاچین پہنچکر ۹۵۹ نوسو اُنسٹھ ہجری مین رام راج مع سپاہ بسیار رایچور کیطرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بھی مع خیل وحشم ولایت ابراہیم عادل شاہ کے درمیان سے گزر کر رائے بیجانگر سے ملاقی ہوا اور یہ تجویز ہوئی کہ رام راج قلعہ رایچور اور مدکل لیکر برہان شاہ کو شولاپور پر قابض کرے پھر دونون بادشاہون نے اول قلعہ رایچور کو محاصرہ کرکے ایک مدت کے بعد بہ امان فتح کیا اور جب اہالیان حصار مدکل نے یہ خبر سنی شکی کنجی بھی رام راج کے پاس بھیجدی اسنے قلعون کو مردم معتبر کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بحری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو بھی فتح کرکے اُسکے سپرد کرین اور رام راج اپنی دارالخلافت کی طرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بیجانگر کی معاونت کے باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بر کوچ آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج وبارہ اُسکا شکستہ کرکے مسخر کیا اور پھر تعمیر کرکے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوا پھر نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد ارکان دولت اور اعیان مملکت کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب مصالحت اور اخلاص کے کشادہ ہوے اور سرحدین ملاقات کی اور لوازم عہد وپیمان کو موکد کرکے مستقر حکومت کیطرف معاودت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار محبت خصومت سے مبدل ہوئے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک اور سلسلہ جنبانی کے باعث کہ امدنون حسین نظام شاہ کے خوف سے بھاگ کر بیجاپور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولاپور کے استخلاص کی فکر مین پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری جو حسین نظام سے متوہم ہوکر برہان عماد شاہ کے پاس ولایت برار مین گیا تھا اُسکو حسن تدبیر سے وعدہ ہاے دلفریب پیش کیے اور اسد خان لاری کی جاگیر اُسے سپرد کرکے بخطاب والقاب سیف الدولۃ القاہرہ عضد السلطنۃ الباہرہ امیر الامرا سیف عین الملک دیگر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور مائین اور ترنکری اور راے باغ جاگیر دیگر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ مین لیکی اور خواجہ جہان دکنی کی صلاح سے چتر شاہی شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ بحری کے سر پر کہ اُسکے پاس پناہ لیگیا تھا مرتفع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اُسے تخت احمد نگر پر متمکن کرے بعد اُسکے شولاپور کی تسخیر مین مشغول ہووے پھر سپاہ زر مخواہ بیجاپور سے رخصت کرکے شاہزادہ علی کو مع دو ہزار سوار نظام شاہی کے جو اسی عرصہ مین حسین شاہ بحری کے سطوت اور غضب سے مفرور ہوکے بیجاپور آئے تھے سرحد کیطرف اپنی روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور زملے مشتمل مواعید اکابر واشراف احمد نگر کے پاس بھیجکر اُنھین شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے کے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی کی طرف میل اور رغبت نہ کی حسین نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر مع لشکر لگی برہان عماد شاہ کی سرحد کی سمت متوجہ ہوا ابراہیم عادل شاہ نے بخلاف عادت سرگنج کھول کر تخمیناً چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کیے اور سیف عین الملک کے استظہار کے سبب تہور حرب گرم کرنے مین عازم وجازم ہوکر بکوچ متواترہ سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولاپور مین جا بجا صفوف مصاف آراستہ ہوئین میمنہ پر عین الملک کنعانی اور رانکس خان کو مقرر کرکے میسرہ پر زخان وامام الملک کے سپرد کی اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلب مین قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنے ہراول کیا اور حسین نظام شاہ بحری نے بھی جیسا کہ اُسکے وقائع مین مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بحری خان اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہراول کیا اور آتشبازی کے عرابے پیش لشکر جا بجا قاعدہ سے نصب کیے اور سیف عین الملک اظہار شجاعت اور مجراے خدمت کیواسطے بسرعت تمام دشمن کیطرف روانہ ہوا

اور حملہ اول مین تو پنجانہ نظام شاہی پر متصرف ہوا اور ہراول کو جو عمدہ لشکر غنیم تھا اُسے درہم برہم کرکے فوج قلب مین پہونچا
اور حسین نظام شاہ بحری کہ مع لشکر خاصہ اور فیل نامے ابراہیم عادل شاہ کی حرب پر آمادہ ہوا تھا بجلدی تمام
تلوار علم کرکے سیف عین الملک پر حملہ آور ہوا اور فوج جانبین اس چمک سے لڑنے لگی کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی اور
مثل اُس کے جنگ صعب اس زمانہ مین واقع نہوئی تھی ظہور مین آئی فوج طرفین جان سے سیر ہوئی تہ شمشیر ہوئی
قریب تھا کہ افواج قلب نظام شاہی متزلزل ہوکر متفرق ہووے کہ ناگاہ بعضے امراے نظام شاہیہ سے مثل رستم خان
دکنی اور جہانگیر خان حبشی اور غضنفر خان شیرازی کے جو میسرہ ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ جنگ کرکے منہزم
ہوئے تھے نشان نظام شاہی برپا دیکھکر گردآوری اپنی کی اور اپنے صاحب کی مدد کے لیے عین ستیزاور آویز
مین پہونچے جب کہ سیف عین الملک نے دیکھا کہ اور افواج نظام شاہیہ کمک کو آئی اور ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے
کمک نہین پہونچتی ہے بالضرورت حسب عادت اپنی کہ جس وقت دشمن کا غلبہ مشاہدہ کرتا تھا پیادہ پا معرکہ مین ایستادہ
ہوتا تھا پاے ثبات زمین کین مین گڑا دیا تو بہادران فدائی کو معلوم ہو کہ سردار ارادہ بھاگنے کا نہین رکھتا ہے مالک
پر فدا ہوکر حق نمک ادا کرین یا لڑائی فتح کرین اُسوقت بھی گھوڑے سے اُتر کر میدان نبرد مین ایستادہ ہوا تھا کہ دفعۃً
ایک کوتاہ نظر نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ خبر پہونچائی کہ مین نے عین معرکہ مین دیکھا کہ سیف عین الملک نے
گھوڑے سے اتر کر حسین نظام شاہ کو کہ اُسکا قدیم صاحب ہے سلام کیا اُسکے بعد اپنی سرخروئی کے واسطے اُسکے
ہاتھ سے بیڑہ پان کا اِس شرط پر لیا ہے کہ تجھے گرفتار کرکے اُسکے سپرد کرے ابراہیم عادل شاہ نے بدون اُسکے تحمل کرکے
آدمی بھیجے اور اس امر کی تحقیق صدق وکذب مین کوشش کرے بیتابانہ گھوڑا پھیر کر براہ بیجاپور کی لی سیف عین الملک
نے جو تنہا اپنے سپاہیان خاصہ سے افواج نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا تھا اور یقین تھا کہ فتحیاب ہو
ابراہیم عادل شاہ کی خبر فرار سنکر اُسنے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اپنے خواہرزادہ صلابت خان کو کہ زخم
کاری اُٹھاکر گھوڑے سے جدا ہوا تھا پارچہ مین لپیٹ کر اس ارادہ سے ابراہیم عادل شاہ کے پیچھے دوڑا کہ اُسکو
بیجاپور کی روانگی سے مانع آن کر شکست کی درستی مین کوشش کرے جب ابراہیم عادل شاہ کی نظر سیف عین الملک
کے علم پر پڑی اس گمان سے کہ یہ یقیناً میرے پکڑنے کو آتا ہے بدحواس ہوکر گھوڑا خاصہ کا سرپٹ پھینکا اور بیجاپور تک
اُسکی باگ نہ روکی اُسکے بعد سیف عین الملک بلدۂ بیجاپور مین پہونچکر ایک اپنے معتمد کو عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر
عرض پیرا ہوا کہ خیرگال اسباب اور مال چھوڑکر مع اسپ وقحبہ خانہ بدوش بیک بینی ودوگوش آیا اور خیمہ وخرگاہ نہین رکھتا
کہ اُسکے سایہ مین بسر کرے اگر خزانہ عامرہ سے کچھ اعانت ہووے تاکہ اپنا سامان درست کرکے ملازمت مین حاضر ہووے
عدالت شاہی سے بعید نہوگا عدالت پناہ جو اس شکست کو اُسکی شومی اور سخن نشنوی اور بیش بینی سے جانتا تھا
عطا کا دروازہ اُسکے منہ پر بند کرکے فرمایا ہمین ایسا نوکر بے اعتدال درکار نہین ہے جس طرف تجھے منظور ہو جا سیف
عین الملک نے جو جان نثاری کے سوا کچھ تقصیر نہ کی تھی متحیر ہوکر پیغام بھیجا کہ مین نے از روے صدق واخلاص
ٹپکا خدمت گاری اور جان سپاری کا کر جان پر باندھ کر چھ سو عزیز اور ہمقوم اپنے فرق مبارک پر نثار کرکے دریغ مال
واسباب سے نہ کیا دوسرے دروازے پر جانے کی تمنا نہین رکھتا بیت جز آستان تو ام در جہان پناہے
نیست ۔ سر مرا بجز ابین در جاے گاہی نیست ۔ اس صورت مین اگر عدالت پناہ چاہین یا نچاہین ہم چاکر اور غلام ہین

دوسری سرکار مین نہ جاوینگے اور جواس پیغام اخلاص اشتمال نے بھی رائحہ سرکشی کا ابراہیم عادل شاہ کے دماغ
مظنہ مین پہونچایا ایلچی کو طمانچہ مار کر دربار سے نکالدیا اور سیف عین الملک نے مایوس ہوکر اپنے اصحاب حل وعقد
سے مشورہ کیا مرتضیٰ خان انجو اور میرزا بیگ سیستانی اور عالم خان اور فتح اللہ خان نے متفق اللفظ و
المعنی ہوکر جواب دیا کہ اس شاہ کی خدمت مین دوبارہ عرض والتماس کا یارا نرہا صلاح وقت یہ ہی کہ ولایت مان
مین جاکر محصول خریف کا موسم وصول مین لاوین اور سازوسامان اپنا درست کرین جب لشکر عادل شاہی ہمارے
ہتیصال کیواسطے مامور ہوے جس طرف مناسب جانین روانہ ہووین سیف عین الملک کو یہ راے پسند آئی
اسی دن بیجاپور سے کوچ کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک سردار کو مع پانچ ہزار سوار اسکے
دفع اور اخراج کیواسطے مقرر کیا اور جب وہ نہر ولایت مان کے کنارے پہونچا صلابت خان بلا اجازت سیف عین الملک
مسلح ہوکر اس سے آتش کارزار افروختہ کرکے عدالت پناہ کی فوج کو بحال اتبر ہزیمت دیکر اس کے فیل واسپ
پر متصرف ہوا سیف عین الملک نے قوی تر ہوکر دندان طمع تحصیل ربیع پر بھی مارا اور پرگنات جاگیر کے سوا ولایت مرج وکلہر
وغیرہ پر قابض ومتصل ہوا ابراہیم عادل شاہ نے دوبارہ اسکے قلع وقمع کی فکر مین دس ہزار سوار و پیادہ آراستہ
کرکے دلاور خان حبشی کے ہمراہ جو آخر مین وکیل السلطنت ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا تھا تعین فرمائے اس مرتبہ سیف
عین الملک اور صلابت خان بعزم جنگ افواج آراستہ کرکے حسن آباد گلبرگہ کے نواح مین دلاور خان جنگجو سے دوبدو
ہوئے اور خوب تلوار چلی طرفین کے بہادرون نے جانبازی کا کوئی مقدمہ اٹھا نہ رکھا آخر کو دلاور خان مجروح ہونے سے
لاچار ہوا اسپل فون اس کے سر دروسے جاری ہوئی پھر میدان کین مین ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پاؤن قرار کا جگہ سے ہلگیا
راہ فرار لی سب فوج درہم وبرہم ہوگئی دلاور خان ایک جمعیت سے بھاگا جاتا تھا سیف عین الملک نے مع
فوج چار کوس تک تعاقب کیا عادل شاہی کے بہت لوگون کو مرکب حیات سے خاک مات پر ڈالا اور اسقدر
اسباب اور اموال اور اسپ وفیل وشتر دستیاب کرکے مالامال ہوا کہ شکستگی اور نقصان اپنا جیسا کہ چاہیے ہی درست کرکے
قوی حال ہوا اور فوج وچشم تازہ فراہم کرکے پانچہزار سوار خوب دو اسپہ وسہ اسپہ اور فیل اور توپخانہ بہم پہونچایا ابراہیم عادل شاہ
نے تیسری مرتبہ پچیس ہزار سوار مرتب کرکے فیل وتوپخانہ جنگی ہمراہ لیکر خود اسکے دفع کے واسطے سوار ہوا جب نہر ولایت
مان پر پہونچا دیکھا کہ سیف عین الملک اپنی سپاہ آراستہ کرکے قصبہ مان مین متعیم ہی اور نہین بھاگتا چند روز
دریا کے کنارے توقف کیا اور سیف عین الملک کہ لشکر کو فراہم لاکر بھاگنے پر مستعد ہوا تھا بادشاہ کے
توقف واقامت سے اپنے تئین صاحب وجود جانکر فسخ عزیمت کی اور شیر نر کی طرح جنگ پر آمادہ ہوکر
تین روز پیہم اور متواتر افواج آراستہ کرکے ابراہیم عادل شاہ کے لشکر گاہ کی طرف آتا تھا اور پلیٹ جاتا تھا اس
پریشانی سے لشکر عادل شاہی کے وضیع وشریف تینون دن مسلح اور مکمل ہوکر صبح سے شام تک گھوڑون کی
پیٹھ پر سوار رہتے تھے رات کو خستہ اور کوفتہ ہوکر خیمہ وخرگاہ کی طرف جاتے تھے جب چوتھے دن سیف
عین الملک صفون کو آراستہ کرکے متوجہ ہوا مردم عادل شاہی اسدن کو بھی روزہاے سابق کی طرح تصور
کرکے اپنے مقام سے نہ ہلے ہرچند قراول کہتے تھے کہ اب سیف عین الملک مع فوج آپہونچا کوئی شخص گھوڑے
پر سوار نہوا تھا اور ہتھیار اور سازنہ باندھا تھا کہ ناگاہ میدان کے کنارے سے نشان لشکر سیف عین الملک کے

نمودار ہوئے ابراہیم عادل شاہ نے ناچار ہوکر بغیر اُسکے کہ حزم و احتیاط کرکے فوج کو آراستہ کرے دشمن کی طرف روانہ ہوا اور سیف عین الملک نے اُسکے مقابلہ اور مقاتلہ سے ہراسان ہوکر مشیرون سے مصلحت پوچھی سب کی یہ رائے ہوئی کہ جس فوج کے ساتھ چتر بادشاہی ہو اُس سے مقابلہ نکرنا چاہیے مرتضی خان انجو کہ سید پر غرور تھا اور سیف عین الملک مریدون کے مانند اُس سے سلوک کرتا تھا وہ بولا کہ چتر لڑتا نہین اسکا ملاحظہ بجا ہے اس شگون کو فال نیک سمجھکر بعزم زرم گھوڑے جولان کیے اور پانچہزار سوار ایک جگہ جمع کرکے فوج عادل شاہی کے میمنہ اور میسرہ کو نظر غور سے دیکھا جس مقام مین کہ چتر نمایان تھا حملہ آور ہوا اور مؤلف کتاب نے میرزا بیگ سپاہی سے جو اس معرکہ مین شریک تھا سنا کہ جب سیف عین الملک نے گھوڑا جولان کیا پانچہزار جوانان یکدل اُسکے ہمراہ تھے ایک مرتبہ گھوڑون کو جلوے کرا ابراہیم عادل شاہ کی فوج خاصہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اہالی قلب اس حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے اور ابراہیم عادل شاہ نے بیجاپور پہونچکر قلعہ مین دم لیا اور چتر اور فیل اور توپخانہ اور اثاثہ شاہی کہ اُسکے ہمراہ تھا سیف عین الملک کو نصیب ہوا اور فلک کی نیرنگی سے خلل فاحش اُسکے دولت مین ظاہر آیا اور وہ موضع نوردہ مین کہ بیجاپور سے دوکوس ہے نزول کرکے اکثر ولایت عادل شاہ پر متصرف ہوا اور فوج ہمراہی اُسکی ہر روز شہر کے باہر تاخت لاکر انواع مزاحمت پہونچاتی تھی اور غلہ اور آذوقہ تحصنون کا بند کیا چاہتی تھی عادل شاہ نے اُسکے سوا اور علاج نہ دیکھا کہ رام راج کو اپنا شریک محمد و معاون کرکے اس فساد کے نائرہ کو بجھادے آخر اُسے سات لاکھ ہون بھیجکر کمک طلب کی رام راج نے اپنے بھائی تنکنا دری کو لشکر انبوہ کا سپلا کرکے دفع اعدا کے واسطے روانہ کیا سیف عین الملک نے اسد خان لاری کی تقلید کرکے چاہا کہ لشکر بیجانگر پر شبخون مارون اور تنکنا دری نے یہ امر دریافت کرکے تاکیدًا اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب خرد و بزرگ ہوشیار ہوکر ہر ایک ایک چوب ساڑھے دس گز کی لانبی بہم پہونچاکر اُسکے سر پر گودڑ تیل مین چپ کرکے لپیٹین اور رات کے وقت جب غو غا بلند ہووے سب کو ایکبارگی روشن کرین سیف عین الملک اس تدبیر سے غافل ہوکر دہ ہزار مرد اہل نبرد اپنے لشکر سے انتخاب کرکے بالتفاق صلابت خان شبخون پر آمادہ ہوا اور جب بیجاپور سے تین کوس پر بیجانگر کی فوج پر شبخون لیگیا اور مارا مارا اُنکے اُردو مین در آیا سبھون نے بہ نہج مذکور اپنی مشعل روشن کرکے شب تیرہ کو روز انور کے مانند کردیا ایک نے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا اُسوقت بیجانگر کے پیادون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے ضرب چوب و سنگ تیر و تفنگ سے طرفۃ العین مین تخمینًا ہزار جوان ہلاک کیے سیف عین الملک اور صلابت خان نے بصد محنت اس سیل فنا اور غرقاب بلا سے برآمد ہوکر راہ فرار نا پی اور سراسیمگی سے اپنے لشکرگاہ کا راستہ بھولکر اور طرف جا پڑے اس سبب سے اُسکی تمام فوج متفرق ہوگئی جدھر سینگ سمائے ادھر راہی ہوئے دو سو آدمیون سے زیادہ اُسکے ہمراہ نرہے اور جب تین پہر رات گذری اور سیف عین الملک پیدا نہوا خبر اُسکے قتل ہونے کی منتشر ہوئی اُسکے لشکر کے اعلے ادنے بیدل ہوکر کافور ہوگئے جب طباشیر صبح نے انتشار کیا عین الملک وہان پہنچا اور اپنے اُردو سے نشان نپایا انھین آدمیون کو ہمراہ لیکر دشت ادبار کی طرف آوارہ ہوا اور وہان کے راستہ سے ولایت نظام شاہیہ کی طرف نکل گیا توفیق الٰہی سے انجام حال و مآل اُسکا بقضایے نظام شاہیہ کے ضمن مین مذکور ہوگا اور ابراہیم عادل شاہ انھین دنون مین امراض متضادہ سے

ناسور مقعد و بواسیر دزلق لاحق ہوا اور تپ مطبقہ اور دوران سر مین گرفتار ہوا بہت اطبائے ہند کہ اُسکے معتمد علیہ تھے جب کسی کا معالجہ اثر پذیر نہوتا تو اُسکو مار ڈالتا اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اُسکے جملہ اطبا نے ولایت سے جلا وطنی اختیار کی اور عطارون نے اپنا پیشہ ترک کرکے دوکانین بند کین اور اُسکی بیماری نے دو برس کا عرصہ کھینچا اور شہور سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین برحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجہیز و تکفین جنازہ اُسکا قصبۂ کوکی احاطۂ شیخ جنید جدری مین لیجاکر اسکے باپ دادا کے پہلو مین مدفون کیا اور اس سے دو فرزند اور دو بیٹیان باقی رہین ایک فرزند علی کہ ولیعہد ہوا اور دوسرا فرزند ملا اسپ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی لقب اُسکا ہی بیٹیان باقی بی بی زوجۂ علی بریدا اور ہدیہ سلطان منکوحہ نظام شاہ بحری مدت اُسکی سلطنت کی چوبیس سال اور چند ماہ تھے

ذکر ابوالمظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی جہانداری کا

راویان اخبار و حاکیان آثار ارقام اقلام عنبرین قام سے مشام ارباب دانش و بینش کو یون معطر کرتے ہین کہ علی عادل شاہ عہد طفلی سے حدت ذہن اور جودت فہم اور شوخی طبع مین موصوف تھا اور جب تمیز ہوکر سن رشد کو پہونچا اُسکا باپ ابراہیم عادل شاہ شکر و سپاس بجالایا کہ معبود حقیقی نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے جد و پدر کے مذہب سے بیزار ہوکر دین حق یعنے مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد اور زاہد اور عارف اور خائف اور کثیر السکوت یعنے بہت کم سخن اور دائم الشکر تھے اختیار کیا اور شعار روافض برطرف کرکے اُس سے ایک اثر نہ چھوڑا علی عادل شاہ کہ اُس مجلس مین حاضر تھا شوخی طبع سے آپ کو ضبط نہ کرسکا عرض پیرا ہوا جو دین آبا کا ترک پسندیدہ ہی تو لازم ہی کہ تمام بنی آدم ایسا کرین ابراہیم عادل شاہ نے غیظ مین آن کر استفسار فرمایا کہ تیرا کیا مذہب ہی اُس نے جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہون آیندہ عالم الغیب عالم و دانا ہی ابراہیم عادل شاہ اُس کی ہمزبانی اور اس جواب کی طلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادل شاہ شیعہ ہی اور یہ اثر خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کرکے علماے ہند سے فتوی لیکر اُس مسکین کو قتل کیا اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بنجاری کو علی عادل شاہ کی تعلیم و تادیب کیواسطے کہ حدشباب کو پہونچا تھا مقرر کیا قضارا وہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانے کے ملاحظہ سے آپ کو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اس واسطے علی عادل شاہ اُسکو معزز اور گرامی ترجان سے رکھکر اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اتفاقاً اُن دنون مین ایک جماعت مقربان ابراہیم عادل شاہ نے برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ مخفی ہمزبان ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم عادل شاہ کو چاشنی گیر کے ہاتھ سے مسموم کرکے اُسکے بھائی شاہزادہ عبداللہ کو جانشین کرین اور خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھین اور چاشنی گیر کہ سُنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بحری کے ارادہ سے مطلع ہوکر ہاتھ موافقت سے کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدا مین خوان سالار بھی اس امر مین شریک تھا سب کو سزا دی اور ہر چند بحری بھائی کی عدالت پناہ پر واضح تھی اس پر بھی واہمہ غالب ہوا اور جس وقت عدالت پناہ قلعہ پنالہ کی تفرج کے واسطے تشریف لائے وہ مع مال خطیر بھاگ کر بندر گوہ کی طرف گیا اور جو علی عادل شاہ کا آغاز شباب تھا ابراہیم عادل شاہ اُس سے بھی

متوہم ہوئے اور اُسے مع معلم قلعہ مرج کی طرف بھیجکر سکندر خان قلعہ دار کو اُسکی محافظت کی تاکید کے بارہ مین حکمنامہ تحریر فرمایا اور یہ بھی حکم تھا کہ روافض کے ساتھ اختلاط اور ارتباط نکرنے پاوے مگر حسن اتفاق سے وہ اور اُسکا داماد کامل خان دکنی کہ اسمٰعیل عادل شاہ کے نمک پروردہ اور شیعہ مذہب تھے بدل وجان کوشش کرکے پٹکا خدمت اور عبودیت علی عادل شاہ کا کمر ہمت پر باندھکر اُسکی استرضای خاطر مین کوشش کرتے تھے اور جب ابراہیم عادل شاہ صاحب فرش ہوا اور دور و نزدیک کے آدمیون کو معلوم ہوا کہ یہ مرض مرض موت ہو علی عادل شاہ خود بہر نماز کے وقت منبر پر جاکر اذان بطریق شیعہ کہتا تھا اور گاہی کامل خان دکنی کو مامور کرتا تھا کہ بدین صورت ساتھ موذنی کے قیام کرے اور ابراہیم عادل شاہ حالت بیماری اور شدت مرض مین وہ اخبار وحشت آثار سُنکر چاہتا تھا کہ چھوٹے بیٹے شاہزادہ ملہاسپ کو اپنا جانشین کرے جب اُسے دریافت ہوا کہ بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ وہ بھی اُس سے سو درجہ زیادہ شیعہ گری کا دم بھرتا ہی نہایت غمگین ہوا اور فرمایا کہ مین عمداً عنان اختیار ایک خلق کی رافضی کے ہاتھ مین سونپون اُسے بھی قلعہ نلگوان مین بھیجکر محبوس کیا اور مہمات شاہی قادر بیچون کی تقدیر کے حوالہ کئے اور جب اصحاب عقل و تمیز ابراہیم عادل شاہ کی زندگی سے مایوس ہوئے محمد کشور خان کہ بعضے پرگنون کی تحصیل اس سے رجوع تھی مع زرخطیر علی عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور سکندر خان کو لکھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا خورشید حیات لب بام ہی احتمال کلی رکھتا ہے کہ بعضے مردم دولتخانہ اور جاگیردار حوالی و حواشی حصار نلگوان سے شاہزادہ ملہاسپ کے ساتھ گرویدہ ہونے سے فتنہ قوی حادث ہووے لازم کہ سلطے عادل شاہ کے فرق پر چتر بلند کرکے قلعہ سے باہر بھیج تو قصبہ مرج مین مقام کرے اور خلقت اس سے رجوع کرے اور جس وقت ابراہیم عادل شاہ کا پیالۂ حیات آب فنا سے لبریز ہوکر ٹوٹے اور یہ خبر تحقیق اُسکے گوش زد ہووے مع لشکر سعادت و اقبال دارالملک کی طرف توجہ فرماوے سکندر خان کو یہ بات پسند آئی چتر اور آفتاب گیر اور لوازم شاہی بہم پہونچاکر کامل خان دکنی نے اپنے داماد کو ملازم رکاب کرکے قلعہ سے برآمد کیا اور کشور خان تحصیلدار نے بلا توقف شرف ملازمت حاصل کرکے زرکثیر پیشکش کیا اور خلعت سپہ سالاری سے سرفراز ہوا اور از روے دانائی آدمیون کی دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجاپور کے اطراف کا بسرعت تمام شہزادہ کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دارالسلطنت کے بھی لاکھون آدمی مجلسی یعنے درباری اور خاصہ خیل بہ تعجیل اس سے جاملے اور جب انھین دنون مین ابراہیم عادل شاہ اس سرائے فانی سے کوچ کرکے دارالبقا کی طرف راہی ہوا علی عادل شاہ بسبیل استعجال بیجاپور مین رونق افزا ہوا اور اشراف و اعیان ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور بعد نثار و ایثار علی عادل شاہ کو محمد کشور خان کے باغ مین کہ بیجاپور سے ایک کوس پر ہی لیجاکر تخت پر متمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجالائے من بعد اُس ساعت سعید مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی بیجاپور مین قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور پیر دن شہر جس مقام مین کہ اول اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ احداث فرمایا اور اُسکا نام شاپور رکھا اور اپنے اجداد عالیجاہ یوسف و اسمٰعیل عادل شاہ کے شیوہ پسندیدہ پر عمل کرکے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم الے یوم النشور پڑھا اور لفظ علی ولی اللہ و اجداد معابد کے کلمات اذان مین داخل کی اور ایرانیون کے واسطے مخالف نہیں پیدا

مقرر کرکے فرمایا کہ مساجد اور کوچہ و بازار مین بارعام کیوقت بے اندیشہ اپنے کام مین باواز بلند مشغول رہین اور سادات اور علما اور فضلا کو گرامی رکھکر اُنکے واسطے بھی راتب معین کیا اور بھگی ہمت مردمان خوب کی گرد آوری مین کہ مراد دانشمندان ذی عقول اور مرد میدان کارزار اور معقول سے ہے مصروف کی تا خلل انتظام مین نہو اور ٹھوٹے عرصہ مین ایران اور توران اور تمام اقالیم سبعہ سے مرد باکمال متدین اُسکے دربار مین تشریف لائے اور بیجاپور رشک ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ نے وہ گنج کہ اسے ارث پہونچا تھا اور اس مین ڈیڑھ کرور رہون تھے عرصہ قلیل مین سادات و مومنین غربا اور مساکین شہری اور دیہی اعالی دادانی پر خرچ کیا اور سب اسکے خوان مائدہ فیض کا پس خوردہ لیگئے الحق سحاب کرم اُس بحر عطا کا شب و روز کہ بسہ کے کشت زار تمنا پر برسا سب کی آرزو کا کانسہ اُس سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا رسم سوال و آز و احتیاج جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور دیدہ عورت گداد یکھنے کے ندیدہ ہوئے عدل کو یہ رواج دیا اور رعیت سے یون رعایت کی کہ حاصل مملکت نے ترقی اور افزونی قبول کی ہستیز کو بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری رکھا اور حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدکل اور دنگل اور کلیانی اور شولاپور اور اودنی اور دھارور چندر کوٹی مع اور پرگنات کثیر کہ کسی زمانہ مین بیکاپور سے آگے شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح نہوئے تھے حکمت علمی سے بے تعب و مشقت اُنپر متصرف ہوکر دائرہ ممالک کو وسیع تر کیا اور اُس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب دیگر علم کلام اور منطق اور حکمت مین استاد سے درس کی تھین اور اکثر علوم کے مسائل سے آشنائی رکھتا تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اور نوشتونکے ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حقیقت سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہرویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہر آئین سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور ساتھ اس بیت کے ترنم ہوتا تھا بیت مائیم و ہمین زمزمۂ عشق فغانے ۔ پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان بود اور ابتداے سنہ جلوس مین جب اُسے منظور ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے برآوردہ کرے محمد کشور خان اور شاہ بوتراب شیرازی کو برسم رسالت رام راج کے پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی بچھائی اور محمد حسین صدیقی صفہانی کو احمد نگر مین روانہ کرکے یگانگی اور مواقفت کے بارہ مین کوشش کی اور رام راج بھی سرگریبان دوستی سے برآوردہ کرکے ایلچیون کے اعزاز و تکریم مین مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تہنیت اور مبارکباد جلوس کیواسطے اُنکے ہمراہ کرکے متضمن المرام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بحری ایلچی کے ساتھ حسن التفات اور عنایات سے بیش نہ آیا اور کسی کو تہنیت کے واسطے نہ بھیجا بلکہ خبر ارتطاء رام راج سنکر اور مقصد سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت کی علی عادل شاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ ہمت تدارک پران خللون کے جو اُسکے باپ کے عہد مین واقع ہوئی تھین مصروف رکھتا تھا زیادہ تر رام راج سے طریقہ آشنائی جاری کیا یہان تک کہ جب اس عرصہ مین ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور محبت اس سے رکھتا تھا فوت ہوا خود بنفس نفیس محمد کشور خان کی صلاح و ہدایت سے جرات اور دلیری کرکے اُسکے عزا پرسی کے واسطے سوار ہوا لیکر کہ اُن مین ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس مین حاضر ہوکر لوازم عزا اور پرسش بجالایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لیگیا تھا اُسے پہنا کر لباس ماتمی تبدیل کروایا اور

رام راج کی زوجہ جو اچیو رائے کی نسل سے تھی اُسنے بھی علی عادل شاہ سے پردہ نکیا اسے اپنا فرزند کہا اور تین روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور مہمانی پیش پہونچائے اور اُسکی اعانت اور امداد کے بارہ مین تعہد کیا اور جو رام راج نے روز وداع شرائط مشایعت مین قیام نہ کیا اپنے بھائیون اور اپنے قرمیون کو اس امر پر مامور کیا تھا انحضرت نہایت آزردہ اور دلگیر ہوئے اُسکا انتقام اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن باقتضاے وقت ظاہر نہ کرکے فرصت کا منتظر تھا یہانتک کہ ۹۷۳ھ ہجری مین اپنا کام درست کرکے بیجاپور کی طرف معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو یہ پیغام کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہے کہ قلعہ شولاپور کلیانی اس خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور جب بحسب تقدیر ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین اس سرکار مین اختلال کلی بہم پہونچا وہ دونون قلعہ نظام شاہیہ کے تصرف مین در آئے اگر آپ کو محبت اور دوستی مدام رکھنی مدنظر ہو تو قلعہ شولاپور اور کلیانی کو واپس دیوین اور جو دونون کا دیناوشوار ہو کلیانی کے خیال سے گذر کر اس مخلص کو ممنون فرماوین اور شاہ حسین انجو کہ حسین نظام شاہ بحری کے مصاحبین سے تھا ہر چند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکن کرین سود مند نہوئی بلکہ روز بروز نائرہ فتنہ وفساد افروختہ تر ہوتی تھی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادل شاہ نے سید علی ایلچی کو مجدداً احمد نگر بھیجکر نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ ہے کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور رکیک کی نسبت شیوہ شاہان عاقل نہین ہے اگر انجام امور پر خیال کرکے دونون قلعہ مخلص کے سپرد کرین بنیاد دوستی اور اتحاد قائم رہے اور نہین یقین سمجھین کہ ہماری افواج بحر امواج کی نہضت سے بہت خرابیان رعایا اور برایا کے شامل حال ہونگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا ابیات چنان کار خود را بحکمت رواج ۔ بدہ تا نباشد بجنگ احتیاج ۔ بحکمت توان کار ہا ساختن ۔ کہ بر کوہ نتوان فرس تاختن ۔ بسے مصلحتہا ست در خسروی ۔ کہ گردد ازان دین و دولت قوی ۔ حسین نظام شاہ بحری اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور کلام درشت کہ ذکر اُسکا خوب نہین زبان پر لایا علی عادل شاہ بھی ناراض ہوا اور اپنے علم کو کہ زرد تھا بروش نظام شاہیہ سبز کرکے یہ پیغام دیا کہ اگر تجھسے ممکن ہو سکے اپنا نشان جو نصرت کی نشانی ہے مجھسے لے کس واسطے کہ دکن مین دستور ہے کہ ایک کے نشان کو دوسرا استعمال نہین کرتا مگر وہی شخص جو اس حیلہ سے لڑنا چاہے اور حسین نظام شاہ بحری نشان سبز کے سبب کہ اختصاص نظام شاہیہ سے رکھتا تھا پریشان خاطر ہوکر سرکشی پر آمادہ ہوا اور علی عادل شاہ نے بھی ۹۷۴ھ نو سو چھتر ہجری مین رام راج کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور باتفاق اُس کے احمد نگر کی طرف نہضت کی اور مضمون اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وقوع مین آیا پرندہ سے جنیر تک اور احمد نگر سے دولت آباد تک آبادی کا اثر باقی نرہا اور کفار بیجانگر نے جو سالہاے دراز سے اس منصوبہ مین تھے دست ظلم دراز کرکے دہان کے باشندون کے کاشانہ عیش مین خاک کدورت ڈالی اور مساجد اور مصاحف کو جلایا کوئی دقیقہ ظلم وستم کا فروگذاشت نہ کیا حسین نظام شاہ بحری قوت مقابلہ اپنے سے مفقود دیکھکر قاسم بیگ حکیم اور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور شاہ حسین انجو اور بھی اعیان دولت کی صلاح اور مشورہ سے ٹپن کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ کلیانی علی عادل شاہ کے سپرد کرکے اُس سال منازعت کی شطرنج لپیٹی اس کے بعد علی عادل شاہ اور رام راج اپنے دارالملک کی طرف روانہ ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے انھین دنون مین جشن شادی کرکے بی بی جمال کو قطب الملک کے سپرد کیا

علے عادل شاہ نے ناچار پھر محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کو بیجانگر بھیجکر رام راج سے استعانت کی اور جب وہ بلا تامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بیجاپور کی طرف راہی ہوا پھر دونون باتفاق منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے **ابیات** ز لشکر جہان آنچنان گشت پر ۔ کہ از تنگی بجسم بشکست در ۔ ز بسیاری لشکر بے ہراس ۔ ز عالم برافتاد درہم قیاس ۔ اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین پہونچے ابراہیم قطب شاہ نے شیوہ ستودہ مردم خوش طبع کا ہاتھ سے نہ دیا کوئی دقیقہ مردی اور مردمی سے فروگذاشت نہ کیا یعنی باوجود عہد و پیمان آدھی رات کو کوچ کر کے رام راج اور علی عادل شاہ سے جا ملا حسین نظام شاہ بحری صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنے پہلو مین نہ دیکھا صلاح توقف مین نہ دیکھی بسرعت تمام تر احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور عدالت پناہ تعاقب مین تاراج کنان اُس بلدہ کے اطراف مین پہونچے حسین نظام شاہ تخت گاہ کے قلعہ کو ذخیرہ اور آذوقہ اور مردان کار آزمودہ سے استحکام دے کر خبیر کی طرف راہی ہوا اور شاہان مذکور احمد آباد کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور بہت امیرون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر آبادی کا اثر قریون اور شہرون مین نہ چھوڑا اور کفار بیجانگر نے بھی قلع اور قمع اور عمارات کے سوخت کرنے مین تقصیر نہ کی انواع فساد ظہور مین لائے اور خانۂ خدا مین بندۂ اصنام بت پرستی مین مشغول ہوئے اور گھوڑے باندھے اسپر بھی باز نہ آئے اور متعفنے چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا **ابیات** ہمہ شہر و بازار احمد نگر ۔ شد از صدمۂ قہر زیر و زبر ۔ ہمہ کشتہ شد طعمۂ چارپاے ۔ نماند ازان مرز چیزے بجاے ۔ اور جب بارش شروع ہوئی کیچڑ کی کثرت سے قلت وصول غلہ اور آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش اُردوے ظفر قرین مین بہم پہونچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کیطرف رعایت کر کے غلہ اور جمیع ما یحتاج قلعہ بندون کو پہونچاتا تھا اور استمالت دیکر نہین چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر اور بدحواس ہون علی عادل شاہ نے ان امرون کو بدلائل و براہین دریافت کر کے رام راج سے کہا کہ احمد نگر کے محاصرہ مین بہت طول ہے البتہ شولاپور کا لینا آسان ہے اس بارہ مین بہت فہمائش کی اور جسطور کہ ممکن ہو سکا اُس موضع سے باتفاق کوچ کیا اور جب پانچ منزل راہ طے ہوئی کشور خان نے کفار بیجانگر کی تعدی بیجا اور غلبہ مشاہدہ کر کے عدالت دستگاہ سے کہا محاصرہ قلعہ شولاپور اس وقت مناسب نہین ہے کس واسطے اگر مفتوح ہوگا یقین ہے کہ رام راج اسمین طمع کر کے ہمکو دخل نہ دیگا بلکہ طمع اور ممالک مین بھی کر کے فتنہ عظیم برپا کریگا بہتر یہ ہے کہ فسخ عزیمت کرین اور صبح کو نلدرگ مین جا کر قلعہ نہایت استحکام سے تیار کر کے اُسکے استظہار سے بتدریج دا آہستگی تمام قلعۂ شولاپور کو مفتوح کرین علی عادل شاہ کو یہ بات پسند آئی اور جسطور سے بن پڑا رام راج کو نلدرگ کی طرف لیگیا اور اُس مقام مین کہ زمانہ سابق مین نل بسر بادشاہ مندو نے قلعہ تیار کیا تھا جسکے کچھ آثار و علامات اب بھی ظاہر تھے رائے ظالم کی رائے سے بنیاد قلعہ کی ڈالی اور موسم برسات مین دیوارین اُسکی کچ اور پتھر سے تیار کروائین اور اُسکا نام شاہ درگ رکھا پھر تینون بادشاہ آپس مین رخصت ہو کے قطب شاہ اور رام راج اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوئے عدالت پناہ بیجاپور کی طرف تشریف لائے لیکن رام راج بے ابتہاج نے اُسی سال بمقتضاے لَنُذِيقَنَّهُمْ بَعْضَ الَّذِي هَمُّوا بِهِ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ پردہ شقاوت اپنے دیدۂ بصیرت پر ڈالکر کافران ظالم کی طرح میدان طغیان مین مرکب عدوان کو جولان دیا اور تیشۂ دولت کو اپنے تیشۂ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ سے قطع کیا اور چندا مرکہ شاہ عدالت پناہ کی طبیعت کے خلاف بلکہ موجب نفرت تھے ظہور مین پہونچائے **بیت** دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر

کای نورچشم من بجز از کشتہ ندروی ٭ عنقریب ماور ایام نے سزا اُسکے اعمال ناشائستہ کی اُسکے آغوش مین رکھی اور جیسا کہ چاہیے روے زمین کو ارباب شک وظلام کے خون سے دریاے جیحون کیا ابیات گراز کوہ پرسی بیاولی جواب ٭ کہ شاخ خطا میوہ ندہد صواب ٭ شرانگیز مردم سوے شر رود ٭ چو کژدم کہ درخانہ کمتر رود ٭ بد اندیش مردم بجز بد ندید ٭ بیفتاد عاجز تراز خود ندید ٭ قصہ کوتاہ تفصیل اس مجمل کی اس نہج سے مرقوم ہوتی ہی کہ جب پہلی مرتبہ علی عادل شاہ حسین نظام شاہ کی جھگڑے سے بہ تنگ آیا تا چار رام راج کو طلب کرکے یہ شرط اُس سے کی کہ کفار بیجانگر عداوت دینی کے سبب اہالی اسلام کو مضرت جانی نہ پہونچائین اور انھین دستگیر اور گرفتار نکرین اور مساجد اور معابد ویران اور مسمار نہونے پاوین اور مومنون کے ننگ وناموس کے متعرض نہووین لیکن خلاف اُسکے ظہور مین آیا کفار نابکار نے بلدۂ احمد نگر مین جاکر مسلمانون کی تخریب وتعذیب وہتک حرمت مین کوئی دقیقہ نامرعی نچھوڑا مسجدون مین بت پرستی کرتے تھے اسپر یراگ لائے کر سرود بجاکر بھجن گانے لگے اور عدالت پناہ یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوتے تھے چونکہ قدرت ممانعت کی نرکھتے تھے طرح دیتے تھے اور علاوہ اُسکے راے بیجانگر اُس سفر سے مراجعت کرکے شاہان اسلام کو جزو ضعیف سمجھکر اُنکے ایلچیون کو اپنے دربار مین آنے نہ دیتا تھا اور جو کبھی برسر عنایت ہوتا تھا اُنسے ملاقات کرتا تھا اور بخلاف عادت رخصت جلوس نہ دیتا تھا اور جب کبھی سوار ہوتا تھا گھوڑے کو تازیانہ تکبر اور تجبر مارکر اُنھین ہمراہ رکاب پیادہ پا اردلی مین دوڑاتا تھا اور بعد انتظار بسیار حکم سواری دیتا تھا اور ماورا اُسکے جب دوسری مرتبہ احمد نگر سے کوچ کرکے نلدرک کی طرف متوجہ ہوئے تو اُسکے خاص وعام اُردو کے مسلمانون سے بمزاح وتمسخر پیش آتے تھے اور استہزا کرکے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور جب تہنکہ کے اطراف مین پہونچا از راہ نفسانیت ممالک عادل شاہیہ وقطب شاہیہ کے لینے کی نیت کرکے تنگنا ڈری کو مع لشکر بیشمار کہ محاسب وہم اور نبخشی گمان جسکے حصر واحصا سے عاجز تھے دونون بادشاہ کی ولایت تسخیر کرنے کے واسطے مامور کیا اور یہ دونون بادشاہ اس وقت نظام شاہ کو دشمن جانتے تھے اور طاقت تنگنا ڈری کے مقاومت کی نرکھتے تھے ناچار ہوکر ہر ایک نے کچھ اپنی ولایت سے اُسے نذر کرکے نہایت فروتنی سے صلح کی چنانچہ علی عادل شاہ نے ولایت اتبکار اور باکری کو دیکر صلح کی اور ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ کوپل کندہ اور پانگل اور دکتور تنگنا ڈری کے سپرد کرکے اس حیلہ سے اپنے تمام ولایت نگاہ رکھی اور جب رام راج نے شاہان اسلام پر تفوق اور غلبہ جیسا کہ چاہیئے بہم پہونچایا تھا ویسائی نے قلعۂ پورکل موسوم پونکتی مین اعلام حرامخواری اور بغاوت بلند کیے اور چونکہ مکان اُس کا قلعہ مین تھا مہانی اور جشن کے بہانہ ایک جماعت کثیر اپنے اعوان وانصار کو اس مین لیجاکر اُس جماعت کی حمایت سے اور بعضی فوج قلعہ کے موافقت سے تھانہ دار کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف ہوا اور عدالت پناہ نے بیجانگر کے قرب وجوار اور رام راج کے توہم کے سبب استرداد اور استخلاص اُس حصار کا سعی فضول توقف اور التوا مین ڈالکر سکوت اختیار کیا اور دوسرے سال جب قصبہ نورکل مین قلعہ شاہ درگ المشہور بنلدرک کہ گچ وسنگ سے نہایت مستحکم اور بیرج وبارہ اُسکا مثل عروج اقبال خسروان عالی مقدار سر بر اوج فلک کھینچے ہوے تھا اور گہرائی اُسکے خندق کی خردمندون کے اندیشہ وقت پیشہ کے مانند گاؤ ماہی ارض کے قریب پہونچی تھی پورا تیار ہوگیا تو شہریار عدالت آئین جازم اقدام ہوکر بمقتضاے آیۂ کریمہ الذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ تمام ہمت والا نہمت جہاد کفار

بیجانگر پر مصروف فرمائی اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلاکر بطبق دشاورہم فی الامر انجمن مشورہ کی منعقد
کی ابیات خدیو جہانگیر لشکر شکن ۔ پے مشورت ساخت یک انجمن ۔ زورج سخن بر سر سخن دان ۔ بدست زبان
شد جواہر فشان ۔ سخن را نداز اندازۂ کار خویش ۔ زفیہ وزی خویش و پیکار خویش ۔ کہ تا چند بدخواہ نا اعتمید ۔ شتابد
سوم نسیم چون بمقصد امید ۔ بہنیم تدبیر این کار چیست ۔ کہ بر کار بیفکر باید گریست ۔ الغرض خرد مندان صاحب رائے
اور وزرائے عقدہ کشائے مثل محمد کشور خان اور شاہ ابوتراب شیرازی کے کہ مقربان دولت اور محرمان امر
مشورت سے تھے عرض پیرا ہوئے کہ رائے جہان کشائے حقائق انجلائے مکمل لنسخۂ قضا و قدر اور نعم البدل
جام جہان نما ہی عرض بعضے مقدمات کی حاجت نہیں ہی لیکن جو حکم جہان مطاع سے تجاوز کرنا سوء الادب ہی اگر
حکم اشرف شرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہی مسامع قدسی جمع مین پہونچا دین کہ جو کچھ کفار بیجانگر کے دفع کے
بارہ مین اور اُنکے نہال دولت کے قلع و قمع مین خاطر نصرت مظاہر مین پہونچا ہی عین صلاح و صواب ہی لیکن یہ امر
بدون اتفاق شاہان اسلام دکن متعذر ہی کس واسطے کہ رام راج مزید لشکر اور وفور حشم مین التصاف اور اختصاص
رکھتا ہی اور زر حاصل اُسکی مملکت کا کہ ساٹھ بندر اور بہت قلعون اور بلاد پر ہی بارہ کرور ہون تخمیناً خزانہ عامرہ مین داخل
ہوتا ہی اور صولت اور سطوت اُسکے تمام دلون مین سمائی ہی ایسے شخص سے تنہا مجادلہ کرنا ضرر کے سوا نفع نہ بخشیگا
لازم کہ حسین نظام شاہ بحری کو اپنا موافق کرین اور بساط خصومت درمیان سے لپیٹین علی عادل شاہ نے
زبان اہل رائے کی تحسین و آفرین مین گویائی اور محمد کشور خان کو اس امر مین سے مختار کیا اور اُسنے پہلے ایک ایلچی
علی عادل شاہ کی طرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر اظہار رمانی الضمیر کیا اور وہ بھی کفار بیجانگر کے ہاتھ سے نہایت
رنجیدہ تھا مستعد ہوا کہ درمیان علی عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے متوسط ہوکر آپس مین دوستی یکرنگ پیدا کراویگا اور قلعہ
شولاپور کہ موجب نزاع ہی حسن تدبیر سے علی عادل شاہ کے متعلق کریگا پھر مصطفےٰ خان اردستانی کو کہ سید صحیح النسب اور
اُس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا بیجاپور کی طرف بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ اُس بارہ مین جو پیغام کیا ہی پورا مستعد ہو تو وہان سے
احمدنگر جاکر تمہید مقدمات دوستی مین مشغول ہووے چنانچہ مصطفےٰ خان اردستانی علی عادل شاہ کے دربار مین حاضر
ہوکر ملازمت سے شرفیاب ہوا اور جب اُسے مصر اور مجدد دیکھا احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ بحری سے
ملتمس ہوا کہ شاہان بہمنیہ کے عہد مین تمام عرصۂ دکن جولانگاہ سمند ایک دولتمند تھا کبھی اہالی اسلام غالب ہوتے
تھے اور کبھی کفار بیجانگر استیلا پاتے تھے اکثر سلاطین بہمنیہ بساط منازعت بقائی چن کر ساتھ اُس جماعت
کے مواسا اور مدارا کرتے تھے اب کہ ولایت دکن چند آدمیون پر منقسم ہوئی ہی طریق عقل وہ ہی کہ سلاطین اسلام
متحد ہوکر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھین تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے آسیب سے محفوظ رہے
اور دست تغلب اور غلبہ رائے بیجانگر کا کہ جمیع راجہائے کرناٹک اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہین وہان
ممالک اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ ودائع بدائع خالق ہی رام راج کی شر سے کہ نہایت
قوی اور دلیر ہی اور اس ولایت مین مکرر آنکر نہایت خیرہ ہوا ہی محفوظ رہے اور مسلمانون کے مکانون کو اس سے
زیادہ تر نشیمن گاہ کافران نکرنا چاہیے حسین نظام شاہ بحری سید مغری الیہ کی راست گوئی سے نہایت محظوظ ہوا
اور اُسکی رائے پسندیدہ پر ثناخوان ہوا اور سید مغری الیہ نے باتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملا عنایت اللہ

قانی کہ اعیان احمد نگر سے تھے حرف وصلت اور خویشی مذکور کرکے یون مقرر کیا کہ حسین نظام شاہ بحری اپنی صبیہ چاند بی بی سلطانہ کو علی عادل شاہ کے عقد ازدواج مین ورلاوے اور قلعہ شولاپور اُس کے سپرد کرے اور علی عادل شاہ اپنے بہن ہدیہ سلطانہ کو شہزادہ مرتضی بڑے بیٹے نظام شاہ بحری سے منعقد کرکے بساط یکجہتی بچھاوے اُسوقت تینون بادشاہ مسلمان رام راج بے اتہاج کے سر پر فوج کش ہودین اور بتوفیق جبار رشید الانتقام اُسے مسند عجب و تکبر سے اُتارین اور ملا عنایت اللہ نے ہمراہ مصطفے خان اردستانی برسم رسالت بیجاپور مین آن کر عہد و پیمان کو بسوگند ہاے مغلظہ موکد اور مشید کیا اور ایک تاریخ مین دونون طرف سے جشن اور شادی کا فرش مفروش ہوا اور احمد نگر تک بآئین تکلفات آئینہ بند کیا اور اُس جشن دلکشا مین قامت ارزوے ہر کامجوی نے نخلعت ہر گونہ اور مقاصد و مطالب کی آرائش پاکر دامان آرزومندون کے مجایہ خاطر مین عروس مقاصد کنار مین آئے **ابیات** فرو ریخت چون قطرہ زابر بہار ٭ زر و گوہر و لولوے شاہوار ٭ زبس گوہر و زر کہ افشاندہ شد ٭ زبر چیدنش دست ہا ماندہ شد ٭ اور جب سامان میزبانی اُن دو بلدہ مین انجام کو پہونچا چاند بی بی سلطانہ بیت الشرف بیجاپور مین داخل ہوئین قران السعدین حاصل ہوا اور ہدیہ سلطانہ نے ساحت احمد نگر کو ساتھ نور موفور السرور اپنے کے منور کیا قران زہرہ اور مشتری ہوا بعدہ علی عال شاہ استرداد پرگنہ انبکر اور باکری اور استخلاص قلعہ رایچور اور مدکل کی فکر مین ہوا اور ایلچی رام راج کے پاس بھیجکر مجال مذکور طلب کیے رام راج نے ایلچی سے درشتی کی اور اسے دربار سے نکال دیا اور علی عادل شاہ نے اُس کافر مغرور کے استیصال مین کوشش فرمائی اور حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے اتفاق سے نشان عزیمت جہاد بلند کیا چنانچہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری مین بحسب وعدہ بیجاپور کے حوالی مین چارون بادشاہون نے آپس مین ملاقات کی اور ۱۵ جمادی الاول سنہ مذکور مین گیسوے رایت فتح آیت کو دست توفیق سے شانہ ظفر کرکے اور رے نصرت آئینہ شمشیر مین بشاطگی تخت بلند مشاہدہ فرماکر باتفاق اس مقام سے کوچ کیا **ابیات** سران سپہ رایت افراشتند ٭ روار و بعالم درانداختند ٭ زلشکر کہ عرضش بفرسنگ بود ٭ بیابان بنخچیر بر تنگ بود ٭ ہمہ روے صحرا شدہ نوبہار ٭ زرنگین علمہاے گوہر نگار ٭ اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جب بالنگونہ مین جو لب دریاے کشنہ واقع ہے محل نزول لشکر اسلامیون کا ہوا چونکہ وہ حدود علی عادل شاہ سے تعلق رکھتے تھے آنحضرت یعنے علی عادل شاہ نے ان دو بادشاہون کا میزبان ہوکر دلداری کی ضیافت اور ساز و سامان کی مددگاری کی اور جمیع ممالک محروسہ مین فرامین صادر فرمائے کہ ضروریات سفر لشکرگاہ مین برابر گذارا لاتے رہین کہ اہل لشکر کسی شے کی تکلیف نہ کھینچین اور جب راے بیجانگر اتفاق سلاطین نامور اور توجہ لشکر نصرت اثر سے آگاہ ہوا کسی طور کا ہراس اور حرف فروتنی کا زبان پر نہ لایا بلکہ انکی جنگ طلبی کو کھیل اور سہلترین امور سمجھکر اول اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانسو فیل اور ایک لاکھ پیادہ جرار سے بجلدی تمام بھیجا کہ آب کشنہ کے کنارے جاکر راہ عبور یعنے گھاٹ مسدود کرے اور اُسکے بعد اپنے منجلے بھائی تمگنا دری کو بہ چشمت و شوکت تمام رخصت کیا جب اُنھون نے لب آب پر تالیف ہوکر مبالغت عبور اہل اسلام کرلی من بعد رام راج خود بھی اطراف کے راجاؤن کو ہمراہ لے کر مع لشکر کثیر و جم غفیر مثل اژدہاے آتش فشان و سیلاب دریاے جوشان **بیت** گرایند عفریت آشوبناک ٭ شتابندہ چون اژدہاے ہلاک ٭ روانہ ہوا اور کشنہ کے کنارے فرکش ہوا اور

جب کفار بیجانگر نے جس مقام مین کہ راہ عبور اور مرور جنود اسلام متصور اور ممکن تھی اسطریق سے بند کردی کہ عقل و اندیش
اندیشۂ عبور سے عاجز تھی تو شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالاے آب تیس چالیس کوس تک جاکر
گھاٹ تلاش کرین اور اُس جماعت نے بعد تجسس بسیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ دو تین مقام مین واقع
ہین مگر جو گھاٹ کہ وہان کا پانی پایاب اور بہت کم ہی ارابہ و لشکر سہلترین وجہ سے عبور کرسکتا ہی وہ یہی گھاٹ تھا
جس کے مقابل کفار نے قبضہ کرکے ایک دیوار بطور دمدمہ کھینچی ہی اور قسم قسم کی توپ اور ضرب زن اُس پر نصب
کی ہین شاہان اسلام نے عبور کے بارہ مین انجمن ترتیب دی اور اپنے غواص عقل کو بھی بحر اندیشہ مین غوطہ
زن کرکے یہ گوہر خیالی دستیاب کیا یعنے یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کرکے اُس
مقام سے دو تین کوچ پے در پے کرین اور جب کفار فریب کھاکر سد راہ ہونے کے واسطے کوچ کرین سلاطین اسلام
اُس گھاٹ کی عزیمت کرین جسکے واسطے نہضت فرمائی ہی فسخ کرکے بعجلت تمام مثل سحاب معاودت کرکے اُس
گھاٹ سے جہان سے کوچ کیا تھا عبور کرین اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوین خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین
کوچ متواتر کرکے ساحل آب طے کیا کفار اس توہم سے کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کرے اُس مقام سے بجانب
کوچ کے بسرعت تمام دریا کے اُس طرف اسلامیون کے مقابل روانہ ہوئے اور چونکہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی
کی زوال دولت سے متعلق تھی ہشراُلعزم و احتیاط ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی ضبط کیواسطے مقرر نہ کیا
اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف مراد پر دیکھکر عنان مراجعت گھاٹ اصلی کیطرف منعطف کی اور بطور تاخت تین
روز کی راہ ایک روز مین طی کی اور ابھی لشکر رام راج وہان نہ پہونچا تھا کہ اُنھون نے بامید واری باری ایک جماعت
قلیل ہمراہ لے کر بنہر کشنہ سے عبور کیا اور اُسکے بعد تمام لشکر اسلام اُنکے پیچھے پہونچا اور دوسرے دن علی الصباح رامراج
کیطرف کہ پانچ کوس پر تھا روانہ ہوکر نزول کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دلونپر غالب ہوا تھا مگر کچھ علاج
نہ رکھتے تھے تمام رات اپنی افواج کو آراستہ اور مسلح کرکے اُردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام دوسرے دن
بارہ امام کا علم برپا کرکے صفہاے باصفا کی آراستگی مین مشغول ہوئے میمنہ پر علی عادل شاہ اور میسرہ پر علی برید
اور ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے قیام کیا آرا بے آتشبازی کی زنجیرون سے استوار ہوئے
اور فیلان مست جو جنگ مین ہوشیار تھے جابجا قاعدے اور دستور سے ایستادہ کیے اور متوکلا علی اللہ الاکبر اور
متوسلا بالنبی خیر البشر دالائمہ اثنی عشر اس ہیئت اور ہیبت سے کہ زہرۂ فلک اُسکے دیکھنے سے آب ہوتا تھا
اور بہرام خون آشام اضطراب مین پڑتا تھا سپاہ اعدا کی طرف روانہ ہوئے صداے طبل جنگی اور آواز کرناے ارنگی
اور غوغاے کوس و کورکے سے غلغلہ گنبد گردون مین ڈالا ابیات زغرین کوس قالب تہی ✤ درآمد بسر ہوے را
فرہی ✤ زبس تیز آوازی نامے زر ✤ بگوش صدف صفتہی شد گہر ✤ زمین گفتی از یک دگر میدرید ✤ سرافیل
صور قیامت دمید ✤ اور دوسری طرف راے بیجاپور بھی سامان سپاہ کو ملاکر بانواع عنایت و شفقت پیش
آیا توپخانہ کا دروازہ کھلواکر ہتھیار خیل و حشم پر تقسیم کیے اور لشکر کی آراستگی مین مصروف ہوا میمنہ مخراج کے
سپرد کرکے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ تنگنا وڑی کے تفویض کرکے علی عادل شاہ
کے مواجہہ مین مقرر فرمایا اور خود قلب مین قرار پکڑا اور نظام شاہ بحری کا مقابلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور ایکہزار

آرائہ تو نچانہ جا بجا قاعدہ اور ترتیب کے ساتھ نگاہ رکھا اور جس وقت کہ شہسوار مضمار فلک نے قدم دائرۂ نصف النہار
مین رکھا یعنے آفتاب وسط آسمان مین آیا راے بجاگر سنگاسن مرصع مین بیٹھکر میدان جانستان کی طرف
روانہ ہوا ہر چند اس کے مقربون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے واسطے عرض کی نہایت عجب وغرور سے
قبول نہ کیا اور فرمایا لڑکون کے کھیل مین گھوڑے کی سواری کی احتیاج نہین ہے ابھی یہ جماعت بھاگ کھڑی
ہوگی القصہ دونون طرف کے بہادر ایک اہل خیر اور دوسرے اہل شر تیغ وتیر ونیزہ سے ایک دوسرے
کو ہلاک کرنے لگے کبھی غازی تیغ بیانی سے کفار کی سرافشانی کرتے تھے اور گاہے مشرک سنان اژدھا
نشان سے شرایط جانستانی بجالاتے تھے اور نہایت جاہلیت سے رام جھنڈے جسارت کے بلند کرکے
تیغ زہر آلود سے لوازم خونخواری وقوع مین پہونچاتے تھے **ابیات** بجنبش درآمد دولشکر چو کوہ + کزین جنبش
آمد زمین راستوہ + برآمد زقلب دو لشکر خروش + رسید آسمانرا قیامت بگوش + بجنبش درآمد دو دریاے خون +
شد از موج آبش زمین لالہ گون + زمین کو بساطے بدآراستہ + غبارے شد از جاے برخاستہ + زلبس تیر باران
کہ آمد بجوش + فگند ابر بارانی خود زدوش + زمرغان چوبین فولاد دم + شدہ راہ برماہ وخورشید گم + زسنگار پولاد پران
خدنگ + گرہ بستہ خون در دل خارہ سنگ + کمان کج ابرو زمژگان تیر + زپستان جوشن برآورد شیر + چو ہندے
بازیگر گرم خیز + معلق زنان تیغ ہندی تیز + بیجانگر کے پیادے صفوف کے آگے ایستادہ ہوکر مجاہدان کے
طائر روح کے شکار کے واسطے تخمیناً پچاس ہزار بان اور بندوق اور توپ اور ضرب زن ہر مرتبہ سر کرتے تھے
اور سوارون کے جو اکثر گروہ راج بندر سے تھے تیغ ہندی غلاف بیباکی سے برآوردہ کیے اور سپہ بادری کی سر
پر کھینچکر حملہ ہاے مردانہ کرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہونچائی کہ قریب تھا چشم زخم لشکر اسلام کو پہونچے کہ دفعتہً رام راج
بادشاہ غیور نظام شاہ کے مساعی جمیلہ اور ثبات قدم کی برکت سے ایک مرد نظام شاہیہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوا شرح
اسکی اسطور پر ہے کہ ناگاہ رام راج نے جب جنگ مسلمانون کی اپنے تصور خیالی کے برخلاف مشاہدہ کی گھبراکر سنگاسن
سے اتر آیا اور کرسی مربع پر بیٹھکر شامیانے محمل سرخ وزرد وزردوزی کہ جس مین چارون طرف بند مروارید ناسفتہ اور
گنبد طلائی عنبر آگین نصب کیے تھے مرتفع کیے اور حکم کیا کہ دو جانب اسکے زرسرخ وسفید اور اشیاے مرصع اور
مروارید ڈھیر ہو اور اثناے جنگ مین جو وقت تنگ تھا زرسپر اور پیمانہ اور ترازو مین ناپکر امرا اور رؤسا پر قسمت
کرکے یہ بشارت دی کہ جو شخص آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچاکر مظفر اور منصور میرے پاس آوے اس کو
طباق طلا اور ڈھیر اقسام جواہر سے مملو عنایت کرکے سرفراز اور ممتاز فرماؤنگا اس بشارت کے سنتے ہی عشرات
دکن نہایت محظوظ اور خوش وقت ہوئے مزاج اور تنگنا ڈری اور تمام امراے کفار دوبارہ متفق ہوکر ایکبارگی افواج
اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اس مرتبہ مقدمہ اور میسرہ اور میمنہ اور میسرہ اسلامیون کے متفرق اور پریشان ہوئے ہنگامہ قیامت
کا ظاہر ہوا اور سلاطین اسلام فتح سے مایوس اور مشوش ہوئے لیکن حق سبحانہ تعالے نے حسین نظام شاہ بحری کے
دل مین صبر عطا کیا اور اس نے پاے ثبات زمین کین مین گڑوایا باوجود اسکے کہ اسکے بھی یمین ویسار مین کوئی نہ رہا تھا
اور کفار ہر ایکبار ہزار ہا ہزار بان اور تفنگ اور تیر چپ وراست سے سرکے بڑھ آئے تھے اصلا تزلزل کو اپنے
دل مین راہ نہ دے کر اپنے مقام سے جنبش نہ کی اور جو بعضے امراے شکستہ اور مجرکشور خان کہ مقدمہ لشکر عادل شاہی تھے

نشان اُس کا اپنے مقام پر برپا دیکھا اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ توپ
جس کا نام سیدان ملک تھا پیسون سے بھر کر مارو اور متعاقب اُنکے خود بقصد شہادت اگرم عنان ہوا اور متواتر
رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کر کے اُنکے سلک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن اس کا اسی برس کا
تھا سراسیمہ اور بدحواس ہو کر پھر سنگاسن مین جا بیٹھا اور اس درمیان مین ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی
سے جو خلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کے قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا اور کہار
سنگاسن کو مع رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگے اور جو جنگ متعلوبہ تھی ہر شخص اپنے حال مین مبتلا تھا
کسی نے اُسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہاے دراز سے اُسکا نمکخوار تھا سنگاسن کے پاس
رہا اسوقت فیلبان کی نظر جو اُس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کے سنگاسن پر جا پڑی اُسنے اُسکی طمع سے ہاتھی
اسطرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت مین تھا گمان لیگیا کہ یہ فیل مست سنگاسن اُٹھانے کا قصد رکھتا
ہی اسواسطے از روے عجز و انکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ راجا ہی گھوڑا اُسکی سواری کے واسطے لا کہ یہ تجھے
امراے عظیم الشان کریگا فیلبان نے جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مرصع سے قطع نظر کر کے ہاتھی کی سونڈ
سے اُس گوہر مقصود کو دستیاب کیا اور بعجلت تمام روبی خان کے پاس جو توپخانہ نظام شاہیہ کا سرگروہ تھا پہونچایا
اور روبی خان نے بلا توقف اُسے حسین نظام شاہ کی خدمت مین حاضر کیا اس تاجدار نے تیغ بیدریغ سے
فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھایا کفار بیجانگر کو جو قتل ہونا رام راج کا محقق ہوا بدیدہ گریان و دل
بریان راہ ہزیمت نا پی ابیات سرکشتہ راچون زنند دیگ شاہ ٭ بہ برند برنیزہ تا زرمگاہ ٭ ہزیران لشکر
پس آن دلیر ٭ ہمہ حملہ گردند چون نرہ شیر ٭ ہندو غزیواندر افتاد پاک ٭ نگذند یکسر تن اندر نجاک ٭ کلاہ و کمر ہا نیفتند
خروشیدن و مویہ بر داختند ٭ نگذند بنجوق دکوس نبرد ٭ گریزان برفتند پر خون و گرد ٭ بہادران اہل اسلام نے
کفار کے لشکر ہزیمت خوردہ کا پیچھا کیا اور تیغ یمانی سے اسقدر مشرکون کی سرافشانی کی کہ اُن تیرہ بختون کے خون
سے زمین نے رنگ لعل رمانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتون کے تین لاکھ پہونچتے تھے اور بقول صحیح لاکھ
کافر کے قریب اصل معرکہ اور تعاقب کیوقت بتشمیر ہو کر قتیل ہوئے جیسا کہ مقام جنگ سے بلدہ انا کندی تک
جو دس کوس بیجانگر سے ہی جا بجا لاشین پڑی تھین دامن صحرا کفار کے جسد سے ملوث تھا اور مال وافر اور
خزانہ بیشمار از زر و جواہر اور تیغین یمانی اور کمانین دشقی و نیزہ خطی اور اسپ و شتر اور خیمہ و خرگاہ اور کنیز و غلام
اسقدر غنیمت عساکر نصرت مآثر کے ہاتھ آئے کہ بحر و کان کے مانند مستغنی اور بے نیاز ہوئے دولت اسلام بڑھی
اور شوکت کفار گھٹی ابیات سریر و سراپردہ و تاج و تخت ٭ پنجندان کزان بر تو انند سخت ٭ جواہر نہ چندان کہ آن
را دہیر ٭ درآرد بانگشت یاد ضمیر ٭ بلورین طبقہا و خوانہاے لعل ٭ ظرائف کشا نرا لبر سود لعل ٭ ہمہ تازی اسپان
بازین زرہ ٭ غلامان موزون زرین کمر ٭ نورد ملوکانہ بیش از شمار ٭ شتر بار زر سیہ بیش از ہزار ٭ دگر جنس ہائے
کہ باشد غریب ٭ وزو مخزن دخانہ یا بد نصیب ٭ سلاح و سلب را تیاسے بنود ٭ پذیرندہ راز و سپاسے
بنود ٭ غنی گشت لشکر زبس خواستہ ٭ سراسر سپہ گشت آراستہ ٭ اور سلاطین دین پناہ اسلام نے حضرت
باری کی شکر گذاری مین جسمین سر فرسا زمین نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئے کہ فیل کے سوا

جوشے جسکے ہاتھ آئی ہو وہ اُسکا مالک و مختار ہو کوئی اس سے مطالبہ نہ کرے اور منشیان بلاغت نشان نے کہ عندلیب خامہ جنکا ترانہ سنج گلزار فصاحت اور زبان کلک مشکبار مثل منقار طوطی بلاغت تھی فتحنامے تحریر کرکے ماصدان قمر سیر کے ہاتھ اطراف واکناف مین روانہ کیے **ابیات** به پرداخت منشی صاحب هنر ؎ بسے نامہ در باب فتح وظفر ؎ برانگیخت یکران کلک دبیر ؎ زمیدان کافور گرد عبیر ؎ رقسم زد بسے داستان شریف ؎ بخط لطیف داد ای ظریف ؎ پھر بیجانگر کے حوالی مین جاکر عمارت عالیہ اور بنائین رفیعہ اور تجانے اور کاشانے سمار کے انکا نشان باقی نہ رکھا اور بہت سے شہر اور قریہ ویران کیے اُسکے بعد تنگنا ڈری برادر رام راج نے جو معرکہ سے جان سلامت لیکر کسی گوشۂ محفوظ مین پوشیدہ ہوا تھا ایلچی بھیجکر اور باب فتنہ بند کرکے ابواب تضرع وزاری مفتوح کرکے تمام قلعہ اور ریاست عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ واپس دیکر جسطرح سے ممکن ہوسکا نظام شاہ بحری کو راضی اور خوش کیا اسوقت شاہون نے ہاتھ اُس سے کوتاہ کرکے ہمعنان فتح و نصرت ہوکر اپنی مسند دولت کی طرف معاودت فرمائی اور اسوقت نمراج پسر رام راج کہ سلطنت کے وقت علے عادل شاہ کے پاس پناہ لایا تھا عرض پیرا ہوا کہ تنگنا ڈری قوی ہوکر رام راج کا جانشین ہوا ہی اور جو کہ تمام امرا اُس سے گردیدہ ہوئے ہین لہذا عرض گزار ہون کہ خیر سگال کو بھی اپنے ملازمین کے سلک مین منتظم کرکے قلعہ اناکندی کو مع مضافات اُسکے عنایت فرماوین عدالت پناہ نے اُسکے حال پر نظر تو جہات مبذول فرماکر اُسے اپنا نور چشم اور فرزند کہا اور اُسکی تسلی خاطر مین کوشش جمیلہ کرکے اُسی عرصہ مین چترا اور اثاثہ سلطنت کہ لازمۂ ایام بیجانگر ہی اُسے مرحمت فرماکر اناکندی کی طرف روانہ کیا اور تنگنا ڈری کو لکھا کہ نمراج ہماری طرف سے اسطرف متوجہ ہوا ہی لازم کہ حکومت اناکندی ساتھ اُسکے رجوع کرکے مزاحم اُسکے حال سے نہووے اور تنگنا ڈری جو مجال تجاوز حکم والا کی نرکھتا تھا اناکندی اپنے برادر کے حوالہ کرکے خود جمیع بلاد کرناٹک کی حکومت مین مشغول ہوا چنانچہ اس تاریخ سے اب تک ریاست اناکندی نمراج کے خاندان مین اور حکومت بلاد دیگر تنگنا ڈری کے اولاد کے متعلق ہی اور جو کہ تھوڑی ولایت اُنکے تصرف مین ہی دونون کے ایام حیات صعوبت اور فلاکت مین گذرتے ہین اور باقی معظم ولایت کرناٹک طولاً اور عرضاً سیت بندر امیشر تک کے قلعجات وپرگنات وصوبجات کو امرائے دولت مین سے جس کے جو ہاتھ آیا اپنے پنجۂ تغلب مین لے کر رایت استقلال بلند کیا ہی اور ملوک طوائف ہوکر کوئی کسی کی فرمانبرداری نہین کرتا اسی سبب سے بعد از حرب مذکور پھر دوبارہ اسلامیون کو ان کی مزاحمت کا خطرہ نہوا اور علی عادل شاہ نے توفیق پاکر قلعہ بیکاپور کو کہ عہد سلاطین بہمنیہ مین بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مفتوح اور مسخر ہوا تھا مع حصار چندر کوٹی اواخر عہد مین فتح کیا اور قلعہ اودنی کو کہ سلاطین بہمنیہ اُسکے فتح کی تمنا قبر مین لے گئے تدبیر اور حکمت کے ساتھ اپنے قبض وتصرف مین در لایا اور دیگر ممالک مین سے جو کچھ مفتوح ہوئے تفصیل اُسکی کلک سخن گذار کی ہمدمی سے اس صحیفہ کے واقعات مین مندرج ہوگی اور بلدۂ بیجانگر اس زمانہ تک کہ ۱۰۲۳ھ ایکہزار وتئیس ہجری ہی اُسی نہج سے خراب اور ویران ہی اور تنگنا ڈری کے اولاد نے اُسکی تعمیر اور آبادی مین صلاح نہ دیکھی تو بلدۂ تلکندہ کو دارالملک اپنا کیا اور قتل رام راج کا ۹۷۲ھ نوسو بہتر ہجری مین واقع ہوا راقم کتاب کے والد غلام علی استرآبادی نے اس کے قتل کی تاریخ بطریق تعمیہ یون موزون فرمائی **مصرع** بے نہایت خوب واقع شد قتل

رام راج جس وقت قتل رام راج سے حرف نہایت کہ جیم ہی ساقط ہووے تاریخ قتل رام راج کہ اعداد اُسکے
نوسو بہتر ہین برآمد ہوا ور منقول ہی کہ اُسی عرصہ مین جب نظام شاہ بحری فوت ہوا اُسکا بیٹا مرتضےٰ نظام شاہ بحری
ولیعہد ہوا علی عادل شاہ فرصت وقت دیکھکر اناکندی کی طرف فوج کش ہوا اور نیت اُسکی یہ تھی کہ نمراج ولد
رام راج کی تقویت کرکے نلکندہ کی حکومت پر اختصاص دیوے اور اناکندی کو متاصل کرکے بیجانگر پر
متصرف ہووے اور تنگنا ڈری نے اُس ارادہ پر واقف ہوکر مرتضی نظام شاہ بحری اور اُسکی والدہ خونزہ
ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو حسین نظام شاہ بحری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادل شاہ طمع اُسکے لینے
کی کرتا ہی امیدوار ہون کہ اپنے اس دست گرفتہ کے مقام حمایت مین ہوکر اس بلا سے نجات دیوین خونزہ
ہمایون ملا عنایت اللہ کی صلاح سے مرتضی نظام شاہ بحری کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف مع لشکر متوجہ ہوئی اور
وہان پہونچکر محاصرہ کیا علی عادل شاہ ناچار اناکندی سے پلٹ کر بیجاپور آیا اور اُس بلدہ کے باہر باہم چند
مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضی نظام شاہ بحری احمدنگر گیا اور دوسری برس کہ ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری تھے خونزہ
ہمایون کی التماس کے بموجب علی عادل شاہ نے نظام شاہ کے ساتھ متعہد ہوکر لشکر ولایت برار پر کھینچا
اور اُس حدود کو خراب کرکے موسم برسات مین بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور اُس شہر مین ایک قلعہ گچ
اور پتھر سے بناکیا اور محمد کشور خان کے اہتمام سے تین برس کے عرصہ مین تیار ہوا اور جو کہ خونزہ ہمایون کی حکومت
اور اُسکے بھائیونکی بے اعتدالی سے رونق بارہ نظام شاہیہ برطرف ہوئی تھی علی عادل شاہ کو تسخیر بعضے ممالک
نظام شاہیہ کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی محمد کشور خان کو عہدہ اسد خان لاری اور وہ علم کہ چیپر شیر شرزہ کیصورت
منقش تھی عنایت فرمایا اور ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کیطرف تعین فرمایا اور
محمد کشور خان نے اپنے کوکب بخت کو اوج مین دیکھکر بعضے پرگنات سرحد قصبہ گچ تک کہ قریب پرگنہ بیسر ہی
متصرف ہوا اور امرائے نظام شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کیواسطے آئے تھے قلعہ مذکور مین شکست دیکر متفرق کیا اور
اس مقام مین پرگنات کے انتظام کے واسطے قلعہ نہایت سنگین بناکیا اور وہ قلعہ تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچا
اور نام اسکا دارور رکھا اور محمد کشور خان نے اس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور بندوق سے آراستہ کیا پھر دو
برس کا محصول اس مملکت سے تحصیل کرکے دیگر قلاع اور بقاع کے تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضی نظام شاہ بحری
مان کے قلعہ کے طرف سے خاطر جمع کرکے ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری مین اُسکی مضرت دفع کرنے مین متوجہ ہوا اور
محمد کشور خان نے اُس بادشاہ کے مقاومت پر ہمت مصروف کرکے برج اور بارہ قلعہ کو آلات و ادوات آتشبازی
سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الملک اور انکس خان اور نور خان کہ علی عادل شاہ نے اُسکی مدد کو بھیجا تھا اسباب جنگ
کے تہیہ مین مشغول ہوا لیکن وہ جماعت نہایت نامردی اور بیدلی سے یانہایت نفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت
رکھتی تھی بلا جنگ بھاگ کر متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا کہ جوہین تاب حرب مرتضےٰ نظام شاہ بحری نہین لاکر
ہم احمدنگر جاکر خلل پاے تخت نظام شاہیہ مین ڈالتے ہین تاکہ مرتضےٰ نظام شاہ بحری مضطرب ہوکر قلعہ دارور سے
دست بردار ہووے اور ہمارے پیچھے دوڑے اور مرتضےٰ نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور اُس کے قلعہ
کی تسخیر اولی جانکر اُسطرف متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج قلیل سے علم مدافعہ بلند کیا جبکہ مرتضی نظام شاہ بحری قسم

کھائی تھی کہ جبتک مین قلعہ مفتوح نہ کرونگا پانون رکاب سے نہ نکالونگا اس واسطے گرد راہ سے قلعہ پر تاخت کی اور باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ کئی ہزار بان اور بندوق اور ضرب زن یکبارگی قلعہ سے سر ہوتے تھے کچھ آسیب اور کسی طرح کا صدمہ اُس شاہ مرتضوی خصال کو نہ پہونچا کام اہالی قلعہ پر تنگ ہوا اور اس وقت کہ بہادران مغل نظام شاہی مردم حصار پر تیر باران کرتے تھے ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر دریچہ کی راہ سے محمد کشور خان کے متقتل پر کہ تماشاے جنگ کرتا تھا پہونچا اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا دار البقا کا راستہ لیا اور جب اسکے ہمراہیون نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار ناپی اور قلعہ لہما سنگین اور با سامان بسہلترین وجہ علی عادل شاہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوا اور ماولا اُسکے اور بھی پرگنے اہالیان عادل شاہیہ کے تصرف سے نکلگئے اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی نے کہ اُس دولتخانہ مین خطاب چنگیز خان پایا تھا سرگروہ امراے نظام شاہی ہوکر عین الملک اور نور خان کے تعاقب اور دار گیر کے لیے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا چنانچہ اُس نواح مین فریقین نے تلاقی حاصل کی جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی فتح و ظفر سے مخصوص ہوا اور عین الملک اُس بھوک پیاس مین برچھے کے پھل کھاکر اور آب دم شمشیر پیکر زیست سے سیر ہوکر خواب مرگ مین سویا اور نور خان زندہ دستگیر ہوا پھر نصف لشکر بحال اتبر بیجاپور مین آیا اور اُس سال چشم زخم عظیم لشکر عادل شاہیہ کو پہونچا اور یہ تمام کوشش اور سعی برباد اور ضائع ہوئی اور اسی طریق سے اُنھین سنوات مین علی عادل شاہ نے بقصد استخلاص قلعہ کوہ و اخراج نصارے فوج کشی کرکے بہت فوج ضائع کی اور محروم و ناکام معاودت کی من بعد شاہ ابو الحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی ہدایت سے قلعہ اودنی کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور وہ ایسا قلعہ تھا کہ شاہان بہمنیہ کی کبھی کمند اُس حصن حصین کے شرفات پر نہ پڑی الغرض انکس خان کو آٹھ ہزار سوار اور پیادہ اور توپخانہ کثیر سے اس طرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک امراے کبار رام راج سے تھا اور اُسنے اُسکے بعد سکہ اس مملکت کا اپنے نام جاری کیا تھا اور اطاعت وارث مملکت کی نہ کرتا تھا اُسکے مدافعہ مین مشغول ہوا اور چند مرتبہ اُس نے انکس خان سے میدان داری کی جب مغلوب ہوا غلہ اور اذوقہ قلعہ مین فراہم کرکے قلعہ بند ہوا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا امان طلب کرکے قلعہ تفویض کیا اور وہ قلعہ ایک تلہ کوہ رفیع اور وسیع پر واقع تھا جس مین چشمہ ہاے آب خوشگوار اور عمارات سپہر اطوار بہت ہین اور شیوراے کے آبا اور اجداد مین سے جس نے جب قدم تخت بیجانگر پر رکھا شاہان اسلام کے خوف اور ملاحظہ سے درپی اُسکی مضبوطی اور استحکام کے ہوتے تھے ہر ایک نے ایک حصار اس حصار کے گرد اگرد کھینچا تھا چنانچہ گیارہ قلعہ ایک دوسرے کے دور مین بہم پہونچے تھے تسخیر اُسکے دمدمہ کی سرنگ اور توپ سے نظر عقل مین بعید دکھلائی دیتی تھی اور طول ایام مین اُسکا محاصرہ منحصر تھا القصہ علی عادل شاہ اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے نہایت محظوظ ہوا اُسکے بعد اور قلعون کے تسخیر کی عزیمت کی کیونکہ ابو الحسن اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی سعی کے باعث مرتضے نظام شاہ بحری سے سرحد مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتضی نظام شاہ بحری ولایت برار پر متصرف ہووے اور علی عادل شاہ ممالک بیجانگر سے اُس مقدار کہ ولایت برار کے برابر ہو حوزۂ تسخیر مین در لاوے تو باعتبار وسعت اور کشادگی ولایت ایک دوسرے پر زیادہ نہ رہے اس کے بعد عدالت پناہ نے سنہ ۹۸۱ھ

اکاسی ہجری مین قلعہ تورکل کی استرداد کے واسطے جو قرات رام راج شقاوت نتاج مین عدالت پناہ کے کارندہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوکر ایک سپاہی کے تصرف مین تھا پیش نہاد ہمت کرکے پانچ مہینے اُس قلعہ کا محاصرہ کرکے کام متحصنون پر تنگ کیا اُس دارو گیر مین توپ کان شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون نیک سمجھکر مسرور ہوئے اور بقاے قلعہ کی امید بہم پہونچائی علی عادل شاہ نے توپ کی شکستگی ابوالحسن کی سازش سے تصور کرکے اُسے معزول کیا اور مصطفی خان اردستانی کو جو رام راج کے قتل کے بعد عدالت پناہ کا ملازم ہوا تھا امیر جملہ اور وکیل سلطنت کرکے مہمات مملکت کلی اور جزوی سانحہ اُسکے رجوع فرمایا مصطفے خان نے قلعہ کے لینے مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر دو مہینے کے عرصہ مین متحصنون کو اس قدر عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کے طالب ہوئے اور جب اُنھون نے عجز و انکسار بہت کیا اس شرط پر اُنکی درخواست قبول کی وینکتی اور بسائی اور اُسکے فرزندون اور بھائیون کو متعید کرکے حوالہ کرین مردم قلعہ نے اتفاق کرکے وینکنی اور اُسکے متعلقون کو خان مشارالیہ کے سپرد کیا اور خود اپنے مال واسباب اور اہل وعیال کو لیکر قلعہ سے نکلگئے عدالت پناہ نے بنکتی کو مع متعلقین بانواع عقوبت ہلاک کیا اور قلعہ اپنے کارندۂ معتمد کے سپرد کرکے مصطفے خان کی صلاح سے قلعہ دار درگ کے واسطے عازم ہوا اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلاع کرناٹک سے ہے اور اُس عرصہ مین رام راج کے ایک امراے کفرہ کے قبضہ مین تھا ہر سال کچھ ہاتھی تنکنا وری ولد نیمراج کو دیکر قوت اور شوکت بہم پہونچائی تھی اور جب عدالت پناہ نے وہان نزول اقبال فرمایا چھ مہینے اوقات شریف اُسکے محاصرہ مین صرف فرمائے مصطفے خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقبول وامان مسخر اور مفتوح کیا اور سات مہینے وہان استقامت فرمائی اور اطراف واکناف کو خس وخاشاک باغیون سے پاک کیا بت پرستون کا کھانا پانی حرام کرکے بہرکیف اپنا مطیع اور رام کیا اُسکے بعد مصطفے خان کی تجویز رایات ظفر آیات بعزم تسخیر حصار بیکاپور جنبش مین لاکر بعظمت وشوکت تمام سمت روانہ ہوا اور مسبی بلب دریا جو رام راج کا تبولدار تھا اُسکے مرنے پر قلعہ بیکاپور پر غلبہ پایا اور قلعہ راے جرہ اور چندر کوٹی وگردر اور عادہ اسکے اور بھی قلعہ اُس کے تحت حکومت مین تھے وہ بادشاہ کی خبر توجہ سنکر مجبوری اور لاچاری سے قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے فرزند کو مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا کہ ہنگام فرصت آکر دوے اہل اسلام کے پس وپیش تاخت کرکے رسد غلہ اور آذوقہ یکقلم بند کرے اور تنکنا وری ولد نیمراج کو عریضہ اس مضمون کا لکھکر نلگوان کی طرف بھیجا کہ مین دولی نعمت کی مخالفت اور عداوت سے نادم اور پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقر اور معترف ہون اس وقت کہ شاہ اسلام عازم تسخیر بیکاپور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میرے رقوم جرائم کو اپنے صفحۂ خاطر عاطر سے محو فرماکے بنفس نفیس اس تخیف کی امداد کے لیے قدم رنجہ فرماوین یا کسی امراے کبار کو کمک کیواسطے مامور کرین یقین ہے کہ دست برد سپاہ اسلام سے محفوظ اور مصئون رہونگا اور عہد کرتا ہون کہ آیندہ جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری مین ثابت اور راسخ ہوکر گردن طوق فرمان سے نہ پھیرونگا اور ہر سال اس قدر مال بلا عذر خزانہ مین داخل کرونگا تنکنا وری نے جواب دیا کہ تیرے تمرد اور سرکشی کی شامت سے کہ تو مقربان اور معتمدان درگاہ رام راج سے تھا اکثر امرا اس دولتخانہ کو مخالفت اور سرکشی کا دعوی ہوا جمیع ممالک پر متصرف ہوئے ہین اور شاہان اسلام نے کہ بلند نسبتی اور چندا کری کو مجھے معاف اور مرفوع القلم کیا ہے مین خود اُسکے انتظام اور بندوبست سے عاجز ہون اور تو غوب

جانتا ہو کہ زر سرخ سفید اور جواہر زواہر کے صرف کرنے سے صلح ہوتی ہو لازم کہ بخل سے کنارہ کش ہو کر اس بارہ
مین تقصیر نہ کرے اور جو صلح کسی وجہ سے ممکن نہو لائق یہ ہو کہ جس تدبیر سے ہو سکے اطراف وجوانب کے راجاؤن
کو راضی اور مسرور کرکے ایسا کرکہ تیرے فرزند کے ساتھ متفق ہو کر وقت بیوقت مسلمانون کے لشکر گاہ کو آتش
تاخت اور غارت سے اُن کی زندگی تنگ کرین اور راتون کو مردمان جان نثار کو چورون کی طرح اُس کے
معسکر یعنے فرودگاہ مین بھیجین کہ جس ناطق یا صامت کو پاوین زخم کٹار سے بے روح کرین اور مین نے
اس مقدمہ مین فرمان راجاؤن کے نام جو تیرے ہمسایہ ہین ترقیم کیے ہین اگر سمع قبول سے اصغا کرین اور
تیری اعانت اور مدد مین کوشش فرماوین فبہا المراد گویا ایک یہ کام اپنے واسطے عمل لاوین گے کیونکہ یقین ہو بعد
برآوردہ ہونے قلعہ بیکاپور اور قلعے بھی سہلترین وجہ سے مسخر ارباب اسلام ہونگے اس جواب سے بلبہ وزیر
کو یاس اور نا امیدی تمام نے منھ دکھایا لیکن ضرورت کے باعث اپنے وارث مملکت کے فرمانے پر عمل کرکے
راے قلعہ جرہ اور چند رکوٹی اور بھی قلعہ دارونکو ساتھ اپنے متفق کیا تو ہمراہ اُسکے فرزند کے بہ نہج مذکور عمل مین لاتے اس
سبب سے عدالت پناہ کی اُردو مین قحط غلہ ظاہر ہوا اور ہر شب کو فریاد برپا ہوتی تھی کہ چورون نے فلان فلان کو
قتل کیا اور پیادہ کرناٹک کی جان کو کچھ عزیز نہین سمجھتے تھے ایک متاع محقر جانتے تھے جنس اشیاے قلیل بہ بہنہ ہو جاتے
تھے اور اس غرض سے کہ گرفتاری کے وقت کسیکا ہاتھ اُنکے بدن پر قرار نہ پکڑے روغن لعزعدہ ملتے تھے اور جس جگہ
موقع پاتے تھے ڈاکہ زنون کی طرح تاخت لاکر گھوڑا اور آدمی جو کچھ اُنکے سامنے آتا تھا تہ تیغ کرتے تھے اُسکے بعد راہ
فرار ناپتے تھے اور ہر چند اُردو کے لوگ اُنکی گرفتاری مین سعی کرتے تھے کہ اُنکی شر کو دفع کرین میسر نہوتا تھا اور یہ بھی
مشہور ہو کہ اُس نواح کے آدمی ساحر ہین اور جسوقت خاک مسان یعنی جہان ہنود کا مرگھٹا ہوتا ہو اور مردے پھونکتے
ہین افسون پڑھکر اُس خاک مسان کو جس مکان یا خیمہ مین چھڑکتے ہین اُسکی تاثیر سے آدمی وہان کے مردون کیطرح
نہایت غافل سوتے ہین کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہین رکھتے اور اگر احیاناً بیدار ہووین اور چورونکو دیکھین جبتک
کہ وہ موجود اور حاضر رہین اُٹھنے کی طاقت اور تکلم کی قدرت نہین رکھتے القصہ صحبت عجیب ظہور مین آئی قریب
تھا کہ لشکر اسلام کوچ کرکے مراجعت کرے مصطفے خان مانع آیا اور چورون اور قحط کے علاج مین مصروف ہوا امراے
برگی کو کفار بیباک اور شجاع تھے ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ سے علی عادل شاہ کے عہد بعدلت مہد تک صدر
امارت پر تکیہ زن تھے اور عدد اُنکے سوارون کے چھ ہزار کو پہونچتے تھے امور کیا کہ لشکر کفار کے مقابل ہو کر ایسا
تدارک کرین کہ وہ اہل اسلام کے راستون مین سنگ راہ ہو کر مزاحمت نہ پہونچاوین اور آٹھ ہزار پیادہ جرار لشکر گاہ کے
گرد بفاصلہ ایک گز بٹھا کر حکم کیا کہ بقدر طاقت بشری لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور اگر احیاناً جو تھین غافل کرکے اپنے
تئین لشکر گاہ مین پہونچاوین جو ہین کہ شور وغوغا برپا ہووے تم متنبہ ہو کر اُنکے سد راہ ہونا اور جس شخص کو دیکھنا کہ وہ
لشکر گاہ کے حلقہ سے قدم باہر رکھتا ہو اُسے بلا توقف قتل کرنا اس سبب سے کوئی شخص رات کے وقت قدم
فرودگاہ سے باہر نہ رکھتا تھا اور جو کبھی چور پیادہ ہاے لشکر کو غافل کرکے لشکر گاہ مین در آتے تھے اور شور وغوغا
بلند ہوتا تھا چور بقصد فرار اُردو سے باہر جاتے تھے تو پیادہ پہرہ دار اُنپر حملہ آور ہو کر تیغ سیاست سے قتل کرتے تھے
اور اس تدبیر سے چورون کا شر بالکلیہ دفع ہوا اور لشکر کفار کے بھی صدمہ سے نجات پائی اور صد غلہ اور تمام

ضروریات لشکر بافراط اطراف وجوانب سے جاری ہوئے اور ہر شے جو رسد بند ہونے سے گران تھی نہایت ارزان
ہوئی اور ایک برس کامل امرائے برکی اور پسر بلب وزیر اور بھی راجاؤن سے معرکہ سخت واقع رہا اور آدمی طرفین سے
بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطمینان تمام قلعہ کو محاصرہ کرکے ہر روز بلا ناغہ مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف ہوکر
ابواب دخول وخروج کے مسدود کرنے مین تقصیر نکرتے تھے اور اہل قلعہ بھی آلات انتشابازی کے استعمال مین کوئی دقیقہ
نامرعی نچھوڑتے تھے اور کمال مردی اور مردانگی سے مدافعہ مین مشغول ہوتے تھے قضارا اسی درمیان مین پسر بلب وزیر اجل طبیعی کے
پہونچنے سے دوسرے عالم مین کوچ کرگیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دلشکنی کا موجب ہوا اور بلب وزیر جوان بیٹے کے مرنے سے
نہایت محزون اور ملول ہوا اور جو کہ ایام محاصرہ نے ایک سال اور تین مہینے کا عرصہ کھینچا ذخیرہ غلہ اور مایحتاج بشری صرف
ہوگیا تھا اس سبب سے رائے اُس نواح کے جو مدد کو آئے تھے عاجز آئے ہر ایک اپنے مقر یعنے راج کی طرف روانہ
ہوئے اہل حصار شاہ عدالت پناہ سے جان ومال اور اہل وعیال کی امان طلب کرکے استمالت نامہ کے طالب ہوئے
اور آنحضرت نے اُنکی التماس قبول فرمائی اور عہدنامہ اُنکے حسب مدعا تحریر کرکے اُنکے پاس ارسال کیا اور جس روز کہ اہل
قلعہ قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے ازدحام عوام کے دفع کیواسطے مصطفےٰ خان مع لشکر خاصہ قلعہ کے قریب ایستادہ ہوا
تاکہ باطمینان تمام بلب وزیر اور جمیع مردم حصار مع اسباب واموال واہل وعیال برآمد ہوکر کرناٹک کیطرف روانہ ہون
اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امرا اور مخصوصون سے قلعہ مین داخل ہوا اور مؤذنون نے بانگ محمدی بطریق
مذہب امامیہ بآواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بتخانہ کو توڑکر عدالت پناہ اور مصطفےٰ خان نے ثواب اخروی کے واسطے
اپنے ہاتھ سے نقشہ مسجد کا درست کرکے پتھر زمین پر رکھے اور بعد اس فتح کے مصطفےٰ خان بمرتب زیادہ اول سے سرفراز
ہوکر بخلعت خاص کہ اسد خان اور کشور خان کے سوا اور کسی شخص نے پایا تھا مشرف ہوا اور بہت پرگنے اور قصبے اُس
حدود کے اُسکی جاگیر کیواسطے مقرر ہوئے اور مہمات سلطنت مین بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادل شاہ کہ عیش دوست
اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت اور صحبت گلرخون اور سادہ عذارون مین بسر کرکے مدام مے خوشگوار کے تجرع مین
اقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہر اشرف ہمایون کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفےٰ خان کے حوالہ کرکے
حکم کیا کہ مہمات سلطنت کلی اور جزوی کو اپنی رائے صائب کے موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف اور محول میرے
حکم پر نہ رکھے اور بعد چار مہینے کے مملکت بیکاپور جیسا کہ چاہیے اہالیان سرکار کے قبضہ تصرف مین آئی اور اعیان ولایت
اور رعایا نے زین پوش اطاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اسکی بادشاہی پھر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت
واقبال قلعہ مین استقامت فرماکر عیش ونشاط مین مشغول ہوئے مصطفےٰ خان کو مع بیس ہزار سوار اور غنانہ اور توپخانہ اور توزخانہ
اور اسباب جہانگیری دیکر قلعہ جرہ اور چندرکوٹی کی تسخیر کیواسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ اولاد مصطفوی قلعون مذکورہ کی طرف
متوجہ ہوا جب قلعہ جرہ کے حوالی مین پہونچا اُسکے نایک والی وہان کا تضرع وزاری پیش آیا اور باج وخراج
قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کبھی قلعہ بیکاپور فتح نہوا تھا اپنے ایلچی مصطفےٰ خان کے پاس بھیجکر بارسال تحف وہدایا ابواب
اخلاص وآشنائی مفتوح رکھتا تھا التماس اُس کی پذیرا کرکے بار جزیہ اور خراج کا اُس کی گردن پر رکھا اور اس
قلعہ کی تسخیر سے دست کش ہوکر چندرکوٹی کی طرف روانہ ہوا وہان کا راجہ باتحکام قلعہ اور جنگل کی انبوہی پر مغرور ہوکر
سرکشی سے پیش آیا مصطفےٰ خان اور جمیع اشراف اور اعیان لوازم محاصرہ مین مشغول ہوکر امرائے برکی کو

مثل سابق لشکر کفار کے مقابلہ کے واسطے کہ اطراف سے چندر کوٹی کی حمایت اور اعانت کو آتے تھے مامور کیا اور بسعی موفورہ چودہ مہینے مین مغلوب کرکے قلعہ کو کہ جو اُس وقت تک کبھی اہل اسلام نے فتح نہ کیا تھا ۹۸۳ھ نوسو تراسی ہجری مین طوعاً وکرہاً لیا اور عریضہ مشتمل بر فتح عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر یہ بیت اُس مین درج کی بیت ہر دم رسد از عطاے دادر ۔ فتح دگر و فتوح دیگر ۔ عدالت پناہ کو رغبت اُس قلعہ کی تفرج کی ہوئی بیجاپور سے اُس طرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور وہان بھی نزول اقبال اور حلول اجلال فرماکے چند مدت عیش و عشرت مین بسر کرکے جوانان سبز و ملیح کرناٹک سے محظوظ ہوا اور بعد تین برس اور چند روز علم معاودت بلند کرکے مظفر اور منصور بلدۂ بیجاپور کیطرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور اسی طریق سے مہر خاص اپنی مصطفےٰ خان کے قبضہ مین چھوڑی اور اُسے قلعہ چندر کوٹی مین سرحد کی محافظت کے واسطے معین کرکے حکم فرمایا کہ جس وقت فرمان واجب الاذعان اہلکاران سرکاری کا مزین بدستخط پہونچے بیجاپور سے چندر کوٹی کی طرف بھیجین اگر مضمون اُس کا مصطفےٰ خان کے پسند آوے اور وہ جناب تجویز کرے مہر بادشاہ اور اپنی اُس پر ثبت کرکے دارالملک بھیجے ورنہ موقوف اور معطل رکھے اور دوسرے سال عرض داشت مصطفےٰ خان کی اس مضمون سے پایہ سریر خلافت مصیر مین پہونچی کہ قدیم الایام مین قلعہ چندر کوٹی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اُسکے منہدم ہونے کے بعد رایان بدرا نے قلعہ مذکور کو دامن کوہ مین مسطح پر تیار کیا اس بارہ مین دولتخواہ صلاح یہ دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف لاکر بالاے کوہ کو ملاحظہ کرین اگر معقول و پسند طبع اشرف پڑے پہاڑ پر اُس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرماوین وگرنہ اُس کی تیاری موقوف کرین علی عادل شاہ یہ سنتے ہی جریدہ مع ایک جماعت مخصوصان اور کچھ لوگ خاصہ خیل سے بسمت روانہ ہوے اور جو کچھ کہ مصطفےٰ خان نے پیغام دیا تھا مزاج اشرف کے موافق آیا حکم کیا کہ قلعہ روے زمین کو مسمار کرکے پہاڑ پر ایک حصار سنگین اور مستحکم تیار کیا جاوے اور مجدداً قلعہ بیجاپور کی سیر کی اور جمیع مہمات اس نواح کے بدستور قدیم مصطفےٰ خان سے رجوع کرکے قلعہ نلگوان کے راستہ سے عنان معاودت دارالسلطنت بیجاپور کی طرف منعطف کی مصطفےٰ خان طریق دولتخواہی جاری رکھکر ایک برس کے عرصہ مین قلعہ کی تیاری سے فارغ ہوا اور عدالت پناہ اُس کے حسب التماس دوبارہ بیجاپور سے اُس قلعہ کی سیر کے واسطے سوار ہوا اور مصطفےٰ خان کی خدمات شائستہ خاطر ہمایون کی پسند پڑین اور اُن دنون مین مصطفےٰ خان نے سنکر نایک راے قلعہ کرور کو کہ قرب جوار چندر کوٹی ہے آدمی بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری کی دعوت کی اور اُس نے زوال مملکت اپنی سے ڈرکر وہ بات قبول کی اور عدالت پناہ کی پاے بوس سے مشرف ہوا اور آنحضرت سے اپنی ولایت کی تفرج کی التماس کی علی عادل شاہ اپنا لشکر چندر کوٹی مین مامور کرکے باتفاق مصطفےٰ خان مع پانچ چھ ہزار سوار کرور کی طرف روانہ ہوئے اور وہ قلعہ ایک کوہستان پر واقع تھا اور اُسکے اطراف مین جنگل نہایت گنجان محیط تھا اور راہ اُس کے دخول و خروج کی نہایت تنگ اور دشوار گذار تھی کہ اکثر مقام مین ایک سوار سے زیادہ نہین جا سکتا تھا اُس واسطے اس موضع ہولناک مین اکثر لوگ دلگیر ہوکر مراجعت کے خواہان ہوے اور عدالت پناہ نے خلائق کی خواہش کے موافق وہ قلعہ سنکر نایک کو عنایت فرماکر چندر کوٹی کی طرف معاودت کی لیکن مصطفےٰ خان نے مقام دولتخواہی مین ہوکر سنکر نایک سے تخلیہ مین یہ بات کہی کہ عدالت پناہ تیرا قلعہ اور ولایت اور دوسرے

راجاؤن کے بھی ممالک جو تیرے قرب وجوار مین ہین لینے کی فکر مین عازم وجازم ہی اور بالفعل مین نے بہت سعی اور کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سے پھیرا ہی اگر تجھے اپنی سلامتی اور بہبودی مدنظر ہو تجھے لازم کہ تمام راجاؤن سے اتفاق کرکے باج وخراج قبول کرو مین حضرت سے التماس کرکے اُن ممالک اور قلعون کی تسخیر کی فکر سے باز رکھون سنکر نایک نے یہ کلام سنکر دائرۂ اطاعت مین قدم رکھا اور سب نایک حاکم قلعہ جرہ اور بہرہ دیو نے راے قلعہ کنارآب اور جلوی نے کہ وہ بھی ایک قلعہ ہاے سواحل دریاے عمان سے تھا راے بندر باسلور اور باکلور اور بادکلا سب کو فہمائش کرکے بادشاہ کی اطاعت کے واسطے ترغیب کی اُن سب نے سنکر نایک کے کہنے سے تجاوز نہ کیا اور بیجو انکسار عدالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سات لاکھ اور پچاس ہزار ہون بعنوان پیشکش نذر گذرانے اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ آئندہ نایک اور سنکر نایک اور بہرہ دیو اور راے سندر باسلور اور بھی راجہ آپس مین متفق ہوکر ہر سال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون نقد خزانۂ عامرہ مین داخل کرتے رہین پھر ہر ایک خطہ ہاے خاورہ سے سرفراز اور مطمئن ہوکر اپنے اپنے دارالراج کی طرف روانہ ہوئے اور عدالت پناہ کی مدت العمر تک تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون مصطفے خان کی معرفت خزانہ مین داخل کرتے رہے اور علاوہ اُسکے ہر سال پوشیدہ تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت اور زبرجد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ گنجائش رکھتی تھی مصطفے خان کو دے کر سلامتی اور نجات اپنی اُسکی عنایت اور توجہ مین جانتے تھے منقول ہی اُس وقت کہ راجہ اور راے اُس طرف کے علی عادل شاہ کی خدمت مین آئے اور وداع خلعت واسپ وقبا اور ٹپکا اور شمشیر مرصع سے اختصاص پایا اور بہرہ دیو اور جلوی کے واسطے وہ خلعت کہ عورتون کے واسطے مخصوص ہی لائے وہ عورتین شیر صولت اُس خلعت کے قبول سے انکار کرکے عرض پیرا ہوئین کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہین لیکن مملکت کو بضرب شمشیر کرلازمہ مردونکا ہی تصرف مین رکھتے ہین آنحضرت اس کلام سے نہایت محظوظ ہوئے اور اُنکی تعریف کی اور اسی وقت ٹپکا اور شمشیر مرصع اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونون رانی سالہاے دراز اور قرنہاے بیشمار سے بطنًا بعد بطن اُس دیار کی حکومت کرتی رہین اور رسم اُس ملک کی آج تک یون ہی کہ عورتین بادشاہ اور شوہر اُنکے سلک امرا اور خدمتگارون مین منتظم ہوکر مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہین کرتے ہین اور ہر روز عوام الناس کے موافق ٹپکا خدمت کا کمر جان مین باندھتے ہین اور درمیان شوہرون اور تمام خدمتگارون کے کچھ فرق نہین ہوتا ہی الغرض جب کہ اُس طرف کے راؤن نے بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادل شاہ نے بندری پنڈت کو کہ اُس دولتخانہ کے بہامنہ معتبر سے تھا اس طرف کا دیوان کیا اور مصطفے خان کو صاحب اختیار اُس صوبہ کا کرکے وہ تمام ممالک اُس کی جاگیر مین تفویض فرمائے منصب وکالت اور امیر جلگی افضل خان شیرازی کو دیکر دوبارہ بیجاپور کی طرف مراجعت کی اور مصطفے خان نے اس سبب سے کہ ہمیشہ رایات خیر خواہی بلند کرکے کشور کشائی کی فکر مین رہتا تھا بعد ضبط اُس حدود کے اپنے ایک معتمد کو کہ اُسے علی خان کہتے تھے عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجا اور بلکنڈہ کی تسخیر کیواسطے کہ دارالملک راے کرناٹک ہوا تھا ترغیب اور تحریض کی اور اس سبب سے کہ یہ التماس عین مراد حضرت کی تھی جرار لشکر کیواسطے حکم دیکر نہایت تجمل اور اجلال سے بیجانگر کیطرف نہضت فرمائی اور اودنی کی سیر کرکے پھر وہان سے روانہ ہوا اور اُسکے بعد مصطفے خان مع لشکر کرناٹک اور امراے برکی بیجاپور کے اطراف مین ساتھ اُسکے ملحق ہوکر بکوچ متواترہ بلکنڈہ

کی طرف متوجہ ہوا اور تنکنا دہی تاب مقابلہ شاہ اسلام نہ لایا قلعہ بلکنڈہ کو مردم معتبر کے سپرد کر کے خود بسرعت تمام تر باخزانہ
فیل واثاثہ سلطنت بلدہ چندر گری کے سمت روانہ ہوا اور علی عادل شاہ بلکنڈہ مین پہونچا اول اطراف قلعہ اور شہر
امرا پر قسمت کیے اسکے بعد ہر ایک کو مورچون پر تعین فرمایا اور بعد تین مہینے کے مردمان حصاری غلہ اور آذوقہ
کے فقدان سے طالب عہد اور امان ہوکر قلعہ تسلیم کرنے پر آمادہ تھے کہ تنکنا دہی اس امر سے واقف ہوا اور
از روے اضطرار آٹھ لاکھ ہون اور پانچ ہاتھی ہندیا ہیم نایک کے واسطے کہ امراے کبار برکی سے تھا بھیجکر یہ
التماس کی کہ اپنے دلی لغمت سے علم مخالفت بلند کرے ہندیا ہیم نایک نے زر کی طمع سے قدم بادیہ حرامخوری مین رکھکر
مع چار ہزار سوار اپنے مورچہ سے کوچ کیا اور اردوے شاہی کے اطراف وجوانب مین مزاحمت پہونچاکر باہر نکل
گیا دوسرے دن ہندیا ہیم نایک کے اشارہ کے موافق چار نفر اور بھی امراے کبار برکی نے نشان غدر اور بغاوت
کا بلند کیا اور پانچہزار سوار لیکر اپنے تئین ساتھ اُسکے ملحق کیا اور وہ جماعت کہ تاخت اور دزدی مین بے نظیر تھی تاخت و
تاراج شروع کر کے اطراف وجوانب مین ڈاکہ مارنے لگے غلہ اور علف اُردوے شاہی سے اُٹھا لیجاتے تھے
اور راتون کو چوری مین تقصیر نکرتے تھے اسواسطے علی عادل شاہ اور مصطفےٰ خان ترک نے محاصرہ کو مناسب اور صواب
سمجھکر انکا دفع کرنا واجب جانا اور جب لشکر کوچ کر کے بیکاپور کے اطراف مین پہونچا عدالت پناہ نے مصطفےٰ خان کو اس حدود
کے انتظام کیواسطے بیکاپور مین مقرر فرمایا اور خود بدولت واقبال نے سنہ ۹۸۶ نو سو چھیاسی ہجری مین بلدہ بیجاپور کی طرف
مراجعت فرمائی جب یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ امراے برکی از روے سرکشی اپنی جاگیر پر جو بیجانگر کی سرحد مین
تھی متصرف ہوئے ہین اور قدم بادیہ اطاعت مین نہین رکھتے ہین مرتضیٰ خان انجو کو کہ جو بعد قتل ہونے سیف
عین الملک اُسکے عہد مین ملازمت کے واسطے حاضر ہوا تھا اور خلعت امارت سے سرفرازی پائی تھی اسکو برکیون
کی ولایات سے جاگیر دیکر تین ہزار سوار تیر انداز اور چند امراے دکنی اور حبشی سے کفار برکی کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا
چنانچہ مرتضیٰ خان اور برکیون کے درمیان ایکسال مین کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا اور طرفین
سے بہت آدمی مقتول ہوئے اور یہ معرکہ مفروغ نہوتا تھا آخر الامر مصطفےٰ خان نے کہ قلعہ بیکاپور مین استقامت رکھتا تھا
علی خان کو عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر پیغام زبانی کیا کہ لشکر کو چوردنکے مقابل بھیجنا اور خراب کرنا ہوشیاری سے
بعید ہے مناسب یہ ہے کہ انھین بلطائف الحیل بیجانگر مین طلب کرین اور اُسوقت جو کچھ شائستہ اور سزاوار ہو انھین
سزا پہونچاوین علی عادل شاہ نے یہ راے پسند کی اسو پنڈت برہمن اور بھی مردمان معتمد کو بڑی اور متواتر چوروں
کے پاس بھیجا کہ جس طور سے ممکن ہو انھین دلاسا دے کر بیجاپور کیطرف راغب کرین ہندیا ہیم نایک کو یہ امر
عقل کے موافق نہ آیا ایک انجمن شورہ کے واسطے ترتیب دی اور جرب راے اور ہوج پیل نایک اور رونا نایک
اور تمنا نایک اور دیگر سردار ہمقوم اپنے جو عمدہ امراے برکی تھے انکو حاضر کر کے کہا کہ ہم لوگون نے اُس زمانہ مین کہ
بلکنڈہ اور تمام ممالک کرناٹک کے مسخر ہو چکے تھے اور قریب تھا کہ سلطنت رام راج کی خاندان سے علی عادل شاہ
کی طرف انتقال کرے مخالفت کی اور ہم نے آنحضرت کو ایسی دولت سے محروم کیا اب محال ہے کہ ایسا جرم عظیم
بادشاہ کی خاطر دریا مقاطعے محو ہوا اور بے ذریعہ کسی خدمت کے ہمکو نظور عنایت ہون اور جاگیر قدیم پاوین تعین
ہو کہ مسلمان ہمین فریب دیکر چاہتے ہین کہ بیجاپور لیجاکر انتقام لین امراے مذکور نے یہ بات قبول نہ کی اور بیجاپور کے

چلنے پر آمادہ ہوئے اور مہند یا ہیم نایک نے انکی رفاقت ترک کر کے بلدہ بلکنڈہ کیطرف جاکر تنکنا وری کی نوکری اختیار کی اور اول جوت رائے نے بیجاپور جاکر خلعت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار ہونے سے اور بھی امر اقبول و شرط درمیان مین لاکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے علی عادل شاہ نے اس بیت کے مضمون پر بیت + سنگ در دست و مار بر سر سنگ + نی زدانش بود سکون و درنگ + آتش غضب افروختہ کی ایک روز جوت رائے کی آنکھین نکال کر ہوج مل نایک اور دیونایک اور تمنا یک کو انواع عقوبت سے ہلاک کیا اور لاشین انکی چھ دن پر رکھکر تمام شہر مین مشہر کین اور اس جماعت کے شر و فساد سے فارغ ہوکر ماہ شوال سنہ ۹۸۰ نوسو اٹھاسی ہجری مین آنحضرت نے کہ اولاد تھے اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طماسپ کو دلجوئی کیا اور امرا اور ارکان دولت سے فرمایا کہ میرے بعد تمہارا یہ بادشاہ ہی اور اسی عرصے مین جشن عالی ترتیب دیکر سنت خلیل اللہ کے موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا منقول ہی کہ شب ختنہ مین جیسا کہ رسم دکن ہی شہزادہ عالمیان کو پوشاک سرخ پہناکر شہر کی گشت کے واسطے قلعہ کے باہر لائے اور آتشبازی کے لوکرون و آرائش اور درختون اور تصویرون مین کہ دو طرف شاہراہ مین بجا رکھے تھے آگ لگی مردم تماشائی سے سات سو آدمی کے قریب جلکر مر گئے اور حافظ حقیقی کے تفضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اس کی سواری مابین بازار پہونچی تھی کسی طرح کا صدمہ اور گزند نہ پہونچا چنانچہ اسی روز سے صاحبقرانی اس بادشاہ صاحب اقبال کی خاص و عام پر ظاہر اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور گوشمال امرائے برکی اور حبشی اور ختنہ شاہزادہ عالمیان کے شاہ عدل پرور کبھی مسند طرب پر رونق افزا ہوکر فروغ لالہ عذاران آفتاب وش اور شعاع جام شراب بیغش سے بزم عشرت کو منور کرتا تھا اور گاہے سریر عدالت پر جلوہ گر ہوکر تشنگان وادی جور و ظلم کو چشمہ سار عدل و انصاف سے سیراب کرتا تھا ابیات کشیدے بادشاہ ہفت اورنگ + گہے در بزم عشرت جام گلرنگ + نشستی گاہ بر تخت عدالت + پئے تادیب ارباب ضلالت + بنائے عدل را آباد کردے + دل غمدیدگان را شاد کردے + اور وہ باوجود اتصاف جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر المباشرت تھا لیکن صحیح الوجہ ملیح الذار کے ساتھ اس کمال اور میل تمام رکھتا تھا اس واسطے علی برید کے پاس آدمی بھیجکر پیغام کیا کہ مین سنتا ہون آپ کے پاس دو خواجہ سرا صاحب جمال ہین مناسب ہی کہ از راہ اخلاص ولی ان دونون کو بسبیل استعجال ہمارے پاس روانہ کیجیے ملک برید چند روز عذر و بہانہ مین بسر لے گیا یہان تک کہ مرتضے نظام شاہ نے ملکی طمع سے ایک فوج اس پر تعین کی ملک برید نے متحصن ہوکر التجا عدالت پناہ سے کی اس نے ہزار سوار اسکی کمک کو بھیجکر مرتضی نظام شاہ کے شر سے نجات بخشی امیر برید نے عدالت پناہ کا یہ احسان عظیم اپنے اوپر دیکھ لیا اور جب عدالت پناہ کو ان خواجہ سراؤن کیطرف حد سے زیادہ راغب اور مائل دیکھا ناچار دونون خواجہ سرا کو احمد آباد بیدر سے بیجاپور کیطرف روانہ کیا اور جب منزل مقصود مین پہونچے اور سمجھے کہ ہمین اس کام کیواسطے بلایا ہی ایک اُن دو خواجہ سراے کہ بزرگ تر اور بہتر تھا اس نے یہ کلام کیا کہ قراول یعنی زیر جامہ کے درمیان ایک قرولی پوشیدہ کی اور شہریار کو بعد ملاقات امیدوار وصال کرکے ہلاکت و چاپلوسی بیش از بیش یہ کام شب پر ڈالا اور بعد از انتظار بسیار جب روز عمر اُسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس ماتمی پہنا عدالت پناہ باتفاق خواجہ سرا حجرہ خالی از اغیار مین داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اُس نس کٹے نے قرولی مذکور سے اس شاہ خجستہ انجام کو بر جادہ شہادت

فائز کیا اور روزگار فتنہ انگیز کے مانند دروازہ جور و ظلم کا کھولکر ایک عالم کو کہ اُسکے ظل دولت مین آسائش رکھتے تھے عیش و عشرت سے محروم کیا ابیات درینجا کہ آن شاہ عالی نژاد + کہ در عدل مثلش بگیتی نزاد + بہ تیغ ستم نقد جان برفشاند + از و غیر افسانہ چیزے نماند + بجز خاک خوبان درین دشت نیست + بجز خون شاہان زمین ملشت نیست + جہان با ہمہ زینت و زیب او + نیرزد بدین رنج و آسیب او + چنین ست آئین گردندہ دہر + کہ بخشد برغبت ستاند بقہر + اور یہ حادثہ عظمی اور واقعہ کبرے بیسوین ماہ صفر شب پنجشنبہ سنہ ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین واقع ہوا تھا اور ملا محمد رضائی مشہدی المتخلص برضائی نے مرثیہ اور تاریخ شہادت اس شاہ کامگار کی اس نہج سے سلک نظم مین منتظم کی ہے قطعہ آہ کہ دست اجل در چمن عدل و داد + نخل فتوت بکند شاخ سروت برید + بر تلک خسروی گشت ازین ماجرا + مہر کرم مختفی ماہ سخا ناپدید + خسرو عادل لقب شاہ علی نام آنکہ + ظلم بدوران او کس نہ شنید و ندید + وقت وداع جہان تا نرود تلخ کام + از کف ساقی دہر شہد شہادت چشید + شتفے دوران غیب از پے تاریخ آن + بر سر دفتر نوشت شاہ جہان شد شہید + تمام اعیان دولت اور ارکان حضرت اور کافہ سیاہ و رعیت اور گروہ حشم و خدم اور ازواج محترم اُس ماتم مین گریبان چاک اور بیتاب تھے اور دست حسرت سے خاک سر پر اڑاتے تھے اور خونناب چشم کو خاک رہگذر مین ملاتے تھے ہر ایک اس نشتر غم کی خلش سے بیتاب تھا سر اسر ماتم کا سامان تھا شاہ فتح اللہ شیرازی کہ فضل اور اعلم علماے عصر تھا اور شاہ ابو القاسم آنجو اور مرتضے خان آنجو جو آنحضرت کے انیس و جلیس تھے اور میر شمس الدین محمد صدر جہان اصفہانی اور سادات و علما جو اطراف و اکناف جہان سے اُس دولتخانہ مین اُسکے ہمدم جمع ہوئے تھے خسرو شہید کی میت کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے آخر کار بائین شاہان رفیع المقدار غسل و کفن دے کر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اُٹھا کر زربفت کی چادر سبز اُس پر ڈالی اور شامیانہ اس پر کھینچا دہنے بائین سیاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے بحال زبون نشان سب سرنگون اور فوج کے سردار خنجر گذار پوشاک نیلگون پہنکر اشک نشان نعرہ زنان چاک گریبان جنازہ کے ساتھ ہوئے اور حظیرہ جو شہر بیجانگر مین واقع ہے اور بر و مند علی شہرت رکھتا ہے اُس مین پیوند زمین کیا اور موافق آیہ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خلعت مغفرت و آمرزش پہنکر اُس کے طائر روح پر فتوح نے حظائر قدس مین آشیانہ کیا رباعی گویند بحشر گفتہ خواہد بود + وان یار عزیز تند خواہد بود + از خیر محض خیر نکوئی ناید + خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود + اور دوسرے دن شہریار جوان بخت ابراہیم عادل شاہ کوکہ تخت بیجاپور اُس کے یمن قدوم بہجت لزوم سے قرین سپہر اعظم ہوا تھا تخت پر جلوہ گر کیا اور اُس شاہ عدالت پناہ نے اُن دونون خواجہ سرا کو ایک کو بطور قصاص اور دوسرے کو طرد و عقاب بجزاے سزا پہونچا کر خاک ہستی اُنکی ساتھ صرصر فنا کے برباد کی فردوسی دو بدخواہ را زندہ بردار کرد + سر خواجہ کش را نگونسار کرد + چو خون خداوند ریزد کسے + در نگاش بنا شد بگیتی بسے + اور اتنک بلدہ بیجاپور مین مسجد جامع اور تالاب شاہپور اور آب کانچ جو تمام مردم شہر پر وقف ہے اور عہد مین اُس شاہ شہید کے کشور خان کے اہتمام سے اتمام کو پہونچی تھی یادگار ہین سخاوت اُس غفران پناہ کی ساتھ اُس حد کے تھی کہ جب ابراہیم عادل شاہ برحمت حق واصل ہوا ایک کرور ہون طلائی سے زیادہ خزانہ مین تھا

اور دیگر امتعہ نفیسہ اور جواہر کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود باجود سے زینت بخشی تو تمام اندوختہ مع تمام آمدنی جو اُسکے عہد مین بہم پہونچی تھی بالتمام مردم ایران وتوان وعربستان وروم اور اقالیم سبعہ کہ اُسکے دربار مین حاضر ہوتے تھے آنپر اور اہل عالم پر ابر نیسان کے مانند درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم فنا سے دار البقا کی طرف متوجہ ہوا زر کہ ناملک کے سوا جو آخر سلطنت مین مصطفےٰ خان اردستانی کے مساعی جمیلہ سے خزانہ مین داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس مین سے بھی اہلخانہ کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہو گئے تھے اور علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ مہد مین دو مرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کرکے دونون کو باعزاز واکرام فراوان شہر مین لائے اور حکیم علی کو مع تحف و ہدایا اور پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش فرماکر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اُسنے بدون تحف وہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر رستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بیجاپور پر

بیت رقم سنج این نقش خاطر پسند + نبود چنین دار داز نقشبند + کہ جب دست قضا وقدر نے نقاب سیاہ شب بیسوین ماہ مذکور کو روے رخسار گیتی سے اُٹھایا یعنے نیر اعظم سپہر رنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنے شب گزری سحر نمایان ہوئی رباعی چو صبح در بر گردون کشید کسوت نور + جہان کشاد ز رخ پردۂ شب دیجور + زفیض چشمۂ خورشید کرد دست قضا + غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور + ارکان دولت اور اعیان مملکت وزیر وامیر وپہلوان وسپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوئے انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کے آراستہ کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطائف اور ظرائف سے سجا اُس وقت بیت بہ نیک طالع وفرخندہ روز وفرخ فال + بسعد اختر ومیمون زمان وخرم حال + اعظم اعدل صاعد مصاعدین ودولت عارج معارج شوکت وحشمت اردشیر صولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حشم دارا عزم بہرام زرم پرویز بزم زیب وہ اریکۂ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابن سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سائبان زرین طناب اُس کے جاہ وجلال کا دامن آخر الزمان تک افراشتہ اور بلند رہے شبستان سلطنت اور سرابستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خرامان ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ وحشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کاخ مملکت کو ضیاے چہرۂ دلفروز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قلم طریقہ اطاعت اور فرمان برداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر پاے ادب سے کھڑے تھے خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف اُس کے نو درجے طے ہوئے تھے یعنے کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرہ کامل یعنے دس برس کے نہوئے تھے ہر ایک دولت خواہ کو بعبارت شافی اور تقریر مفید ترقوی پشت اور فرمانبردار کیا وہ کہ نظر عنایت

اور اتفاقات سے خاص و عام کے دلون کو صید فرمایا فیض سحاب انعام اُسکے سے کشت زار رجا نیان کے نہایت سبز اور شاداب ہوئے **بیت** آن مژدہ کہ اقبال ہمید اد وفا شد + وان کام کہ ایام ہمی جست برآمد ٭ امرا و ارکان دولت نے عقد جواہر اور زر سرخ و سفید فرق ہمایون پر نثار کرکے لوازم شکر و سپاس واہب الموہب ادا کیا اور خطبائے واجب التعظیم خطبہ کو نام و لقب بادشاہ جم بارگاہ سے بلند آوازہ کرکے غلغلہ تہنیت اور مبارکباد کا ذروۂ سپہر مقصود سے گذرانا اہالی دار السلطنت بیجاپور نے نہایت سرور سے دکاکین اور دیوارون کو دیباے ہفت رنگ اور اقسام اتمشہ سے زیب و زینت بخشی **بیت** گذرہا را عبیر آلود کردند + گلاب افشان و مشک اندود کردند ٭ اور جیسا کہ ملک ہند کا دستور ہی گائین اور بکریان اور ٹوکرے ست نجے کے مملو فرق ہمایون پر تصدق کرکے مراسم نثار و ایثار بجالائے اور جبین نیاز آستان بارگاہ جہان پناہ پر گھسکر دعا و ثنا مین لب کھولے **ابیات** کہ شاہا بقاے تو جاوید باد + لواے تو برتر ز خورشید باد + سزد تنگا ہت قضاے سپہر + مزور بانوا زر خسار مہر + ہمان بہ کہ سیر مہ و خور مدام + موافق بحکمت بود صبح و شام + سزد گر ملک یمن تا زچین + سلاطین ایران و توران زمین + بخدمت بہ بندند پیشت کمر + نہ پیچد کس از طوق فرمانت سر + اور اُس وقت کہ دم بدم غنچہ سلطنت و اقبال اُسکے نسیم مکارم اخلاق کے چلنے سے مثل گل نو بہار شگفتہ اور خندان ہوتے تھے اور گلزار حرکات و سکنات سے عالم عالم بے امیدواری مشام جان مین پہونچتی تھی ہمیشہ خاطر فیض مقاطر اُسکی سواری اور نیزہ بازی بلکہ جمیع آلات حرب و ضرب و سپاہگری کی طرف مائل رہتے تھے ایک ساعت لہو و لعب کی طرف کہ مقتضاے عالم طفلی ہی نہ مشغول ہوکر ہمیشہ اوقات شریف کو تحصیل سعادات اور کسب حسنات مثل تلاوت قرآن اور مشق خط مین صرف کرتا تھا اور بے آمیزش تکلف و تناگستری وہ شہنشاہ خورشید عذار کہ سبب تالیف اس کتاب کا ذکر واقعات اُسکا ہی اگر شب تار پر سایہ ڈالے آفتاب و مہتاب کی نور بخشی سے صبح نشور تک مستغنی ہووے اور اگر زلف مشکبو اُسکی سے ایک نصیبہ گلستان کو پہونچے عطر بیزی صبا سے بے نیاز ہووے چشم عدل اُس کی حافظ و نگہبان کام جہانبان ہی اور دال دولت اُسکا فتح و فیروزی کی رہبری کا نشانہ ہی کسیرے داد گستر اُس کے انصاف بینایت سے غاشیہ بردوش اور حاتم سخا پرور اُسکے جود بے نہایت سے حلقہ در گوش اور اُسکے رعب عدالت سے فتنہ خوابیدہ چونک کر بھاگ جاے اور اُسکے حفظ کی برکات سے بادصرصر کیا رچراغ مردہ روشن کرنے سے عیسوی دم ہوجاوے اور اُس کے قدسون کی برکت سے بسیط خاک مس کائنات کیواسطے اکسیر شیم ہی **ابیات** دران قسمت کہ بخشہا نمودند + دو ابراہیم را زنیت فزودند + یکے دولت سراے دین بیارست + یکے بنیاد ملک از عدل او راست + از دگشت آتش سوزندہ ریحان + وزین نارستم شد نور احسان + ازان شد خانۂ دیر یکہ پر نور + وزین ملک سلیمان گشت معمور + شکست آن یک بت آزر بچینی + وزین یک دین احمد را درستی جس شخص نے وساوس شیطانی سے نہال خلافت کو آب دیا سریر ہوا و ہوس کو اپنے بر باد دیا اور جس نے اقامت سے سرو تن راستی مین دیا شاخ شجر نے اُسکے مثل طوبے آفات دہر سے گزند پایا مطیع درگاہ نے مثل ماہ سر بر اوج سپہر بلند کیا اور مخالف بارگاہ ماہ نخشب کی طرح حضیض چاہ فنا مین پڑا خیاط قضا و قدر نے خلعت ہا بہجت و اللہ یؤتی الملک من یشاء اس کے قامت قابلیت پر آراستہ کیا اور علم دولت اُس کا

کتبہ انا فتحنا لک فتحا مبینا سے پیراستہ ہوا دائمی بخت بلند کی ہمدمی سے سیارون کے بادشاہ کو مطیع کیا اور اقبال بلند کی دستیاری کے باعث سرمہ چشم دولت مین کھینچا درخت امید اُس کا ہر وقت ثمر غیر مکرر سے بارور اور بوستان حشمت اُس کا ہر لحظہ گلہاے تازہ ترسے معطر ہے سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام اُس کے سے قدم جرأت میدان نبرد سے کھینچکر عجز وانکسار سے پیش آئے اور گردن کشان اکناف اُس کی آستان آسمان شان پر پناہ لیکر عبودیت اور بندگی مین سرگرم ہوئے امیدواری بجناب کبریاے باری تعالے وتقدس یہ ہی کہ جو تحفہ دولت کا کہ کارخانہ نصر من اللہ سے ہی چہرہ کشا ہوا اور جو عطیہ سعادت کا کہ مسند وما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ نما ہوا اس مین سے سب سے بڑا اور پورا حصہ بجناب جلالت مآب سلطان عالم کہ قبلہ امیدواروں اور کعبہ آرزومندون کا ہی پہونچتا رہے اور انقراض ایام عالم تک کسی طور کا نقص اور فتور تصور مقصور و قواعد مضبوط خلافت وحشمت مین نازل نہو **نظم** جہان تا جہان آفرین آفرید ۔ چنین بادشاہے نیامد پدید ۔ ہمہ سودمندی زکردار اوست ۔ خور وماہ روشن زدیدار اوست **ایضاً** جہان زندہ باین معا جقران ست ۔ درین شک نیست کو جان جہانست ۔ جزاین یکسر ندارد شخص عالم ۔ سباد اگر سرش سوئے شود کم ۔

آغاز واقعات خسرو عدالت آئین یعنے ابراہیم عادل شاہ ثانی

مستخبران احوال عالم کے طبائع آفتاب شعاع پر روشن اور ہویدا ہو کہ جب فرق مبارک اعلے حضرت بادشاہی لازال اقبالہ نے آوان طفلی مین بتاج وہاج انا جعلناک خلیفۃ فے الارض اختصاص پایا اور ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم پر مقرر ہوئے صغر سنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نہ کرسکے ابتداے جلوس مین چند امراے معتمد نسب نوبت ظلم وتعدی سے ایک دوسرے پر غالب آنکر باگ حل وعقد سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ذکر انکا جو لائق درج کتب وتواریخ ہی کمیت خوشخرام قلم میدان بیان مین جولان ہوکر قدرے حالات اور واقعات اوائل ایام جلوس سے بسبیل اختصار یون مرقوم خامہ سخن گذار کرتا ہی کہ کامل خان دکنی جو امراے کبار اس دودمان سے تھا اور جیسا کہ سابق مین مذکور ہوا قلعہ مرج مین شاہ غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت اخلاص ظاہر کرکے محرمان امور سلطنت سے ہوا وہی اس وقت بھی امور مہمات ملکی اور مالی پر غالب ہوا اور اپنے معتمدان ومتعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کیواسطے مقرر کیا اور تھانہ دار قلعون پر بھی اپنی جانب سے نصب کیے اور سلوک مستحسن ہمیشہ اختیار کیے اور بادشاہ کی پرورش وپرداخت چاندبی بی زوجہ علی عادل شاہ کے متعلق کی اور تمام اشراف مملکت کو فرامین استمالت بھیجکر اُن کی تسلی خاطر مین کوشش کی اور ہر روز سواے چارشنبہ اور جمعہ کے چاشت کے وقت آنحضرت کو حرم سراے طلب کرکے سریر کامرانی پر بآئین بادشاہان عظام اور خسروان والامقام متمکن کرتا تھا اور بار عام دیتا کہ خاص وعام قدمبوسی اور سلام کے شرف سے مشرف ہوتے تھے اور اُس جم جاہ کے حضور مہمات سلطنت فیصل ہوتے تھے ہر ناکام کامیاب ہوکر اپنے مطلب کو پہونچتا تھا اور رعب عدل کے سبب کسی

سے کسی کو صدمہ نہین پہونچتا تھا اور جب دو مہینے اس صورت سے منقضی ہوئے کامل خان اس مصرع کے
موافق مصرع بوئے زنسیم بادہ بس مستانرا + شراب بےتقلال دو روزہ کے استشمام سے بیخود اور مغرور
ہوکر چاندبی بی کی نسبت بے ادبی اور بدنامی دینے پر آمادہ ہوا اور وہ عفیفہ دوران اور معصومہ زمان آتش غضب
وانتقام افروختہ کرکے درپی اُس کی تضییع اور بربادی کی ہوئی اور حاجی کشور خان ولد کمال خان کو جو امرائے
معتبر اُس درگاہ سے تھا پوشیدہ پیغام کیا کہ کامل خان منصب جلیل القدر وکالت کے لائق نہین ہے
صلاح یہ دیکھتی ہون کہ تسلط اس کا دفع کرتو مین وہ منصب تیرے تفویض کرون لازم ہی کہ جس طور ممکن ہو
اُسے درمیان سے دفع کر اور تاخیر اور اہمال اُس کی قوت کی زیادتی کا سبب ہی حاجی کشور خان اس
حکم اور بشارت کے سبب قوی پشت ہوا اور تھوڑے مردم اشراف کو ساتھ اپنے متفق کیا چار سو سوار جرار
مسلح اور تیار ہمراہ لیکر اس وقت کہ کامل خان سبز محل مین بیٹھکر کچہری کرتا تھا دفعۃً داخل ہوا اور دروازہ اندر
سے بندکرکے تھانہ دار کو قید کیا اُس کے بعد سبز محل کی طرف متوجہ ہوا اور کامل خان کہ بازی روزگار سے
غافل تھا اس ماجرے سے آگاہ ہوکر سراسیمہ اور بدحواس حرم سرا کی طرف اس امید سے روانہ ہوا کہ چاندبی بی
سلطان میری حمایت کریگی قضارا ایک جماعت خواجہ سراؤن سے جو وہان حاضر تھی اور ساتھ اُسکے دم مصاحبت
کا مارتی تھی اسکے پاس آئی اور اُسکے کان مین کہنے لگی کہ یہ امر چاندبی بی سلطان کی تحریک کے سبب واقع ہوا اُسکے
پاس جانا خلاف عقل ہی کامل خان بحر تفکر مین غوطہ زن ہوا اور جو جانتا تھا کہ دروازہ دشمن کے قبضے مین ہی عمارات
شاہی کے پیچھے سے آپ کو دیوار قلعہ پر پہونچایا اور آتش فتنہ جانسوز کے گمان سے مضطرب اور حیران ہوکر ایک
خندق مین کہ اُس مین پانی تھا کود پڑا اور پیرکر اُسکے کنارے پہونچا اور اس سبب سے کہ اُسکی زیست مین قدرے
مہلت تھی کسی مردم شہر نے اُسے نہ پہچانا کامل خان باغ دروازہ امام پر جو خندق قلعہ ارک کے کنارے واقع
ہی آیا درختون کی پناہ مین بسرعت باد سریع السیر اپنے تین حصار شہر مین کہ بلندی اُسکی بارہ گز شرعی کے قریب ہی
پہونچایا اور بے امداد دوسرے کے قلعہ کی دیوار سے اترنے کی تدبیر کی دستار اور پٹکا اور شال دوش اندازانی کو ایک
دوسرے مین گرہ دیکر بطریق کمند کنگرے پر مضبوط باندھی اور اُسکے سہارے سے اترآیا اُسوقت تک بھی کوئی اس تک نہ پہونچا
اور وہ پیادہ پا اور سراسیمہ اپنے مکان پر جو شہر کے باہر تھا گیا اور بھاگنے پر آمادہ ہوا اور حاجی کشور خان وغیرہ جو ایسی دلیری کا
اُس سے گمان نہ رکھتے تھے ایک ساعت تک اس عمارت قلعہ اور جاہاے تاریک مین شرائط تفحص بجالایا اور
آخر کو جب معلوم ہوا کہ کامل خان دکنی جان کے خوف سے آپ کو حصار قلعہ سے شہر کے نیچے گراکر سلامت اپنے
مکان کی طرف گیا ہی سب نے اتفاق کرکے ایک جماعت کثیر اُسکی جستجو اور گرفتاری کے واسطے نامزد کی کامل خان
اس ماجرے سے مطلع ہوا کچھ جواہر اور زر نقد لیکر باتفاق سات یا آٹھ آدمیون کے احمدنگر کیطرف مفرور رہوا ابھی
دو کوس راہ طے ہوئی تھی کہ کشور خان کے آدمیون کے ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور اُن لوگون نے اس توہم
سے کہ مبادا اُسکے سپاہی یا ہوا خواہ تاخت لاکر اسے ہمارے ہاتھ سے رہا کرین فوراً سراس کاتن سے جدا
کرکے تمام مال وجواہر اُسکا تاراج کیا ایک اثر اس سے باقی نہ رکھا ہیچ ہی مصرع قضائے آسمانست این و
دیگر گون نتواند شد + حاجی کشور خان نے بعد اس معاملہ کے روش کامل خان کی اختیار کی چاندبی بی سلطان

کی معاونت اور التفات کے سبب باگ امور سلطنت کے بندوبست کی اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور رایات استقلال بلند کرکے نہایت غلبہ اور تسلط کے ساتھ مہات دولتخانہ مین مشغول ہوا اور اس عرصہ مین بہزاد ملک ترک سر سرنوبت مرتضے نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بقصد تسخیر بعضے پرگنات سرحد عادل شاہ کے احمد نگر سے کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت نظام شاہ کے ارادہ کی بادشاہ کے عرض مین پہونچائی اور حکم کے موافق عین الملک کنعانی اور چند میر اور انکسن خان اور امرائے حبشی کو مثل اخلاص خان و دلاور خان کے برائے مدافعہ سپاہ نظام شاہ روانہ کیا ان لوگون نے شاہ درک پہونچکر بعد چند روز آرام کے یکایک نقارہ جنگ بجاکر غنیم نظام شاہی پر جو پانچ کوس تھا تاخت کی بہزاد ملک نظام شاہی نے بھی مقابلہ کیا لیکن بعد سخت جنگ کے مجروح ہوکر منہزم ہوا اور خزانہ وخیمہ و ہاتھی گھوڑے عادل شاہیون کے ہاتھ آئے یہ اول فتح تھی تب سے اب تک کہ عمر شریف چھتیس سال کی ہوئی ہے برابر ہر معرکہ مین ابراہیم عادل شاہ ثانی کو فتح نصیب ہوتی رہی جب امرا کا فتحنامہ پہونچا تو بیجاپور مین خوشی کا نقارہ تین رات دن بجتا رہا تمام شہر مین شیرینی تقسیم ہوئی پھر کوار خان نے چاند بی بی کے حکم سے امرا لشکر کو خلعت و شمشیر مرصع و گھوڑے مع زین ولگام مرصع ارسال کیے بعد چند روز کے لشکر خان نے بدون اجازت چاند بی بی کے فرمان بھیجا کہ جو ہاتھی لشکر نظام شاہ سے قریب سو کے حاصل ہوئے ہین بھیجدو امرا نے ناخوش ہوکر باہم مشورہ کیا بعض نے صلاح دی کہ چاند سلطانہ کو عریضہ بھیجکر استدعا کرو کہ سید مصطفے خان کو بیکاپور سے طلب کرکے سربراہ کار کرین اور بعض نے کہا کہ ابھی ٹھہرو چونکہ سید مرتضے سپہ سالار نظام شاہی احمد نگر سے شکست کی تلافی کے لیے متوجہ ہے پہلے اس سے مصاف ہوجاوے تب خود بیجاپور چلکر دولتخانہ کا انتظام اپنے ہاتھ مین لین یہ خبر مشہور ہوگئی اور لشکر خان نے کمر سے مصطفے خان کے قتل کا فرمان لکھکر اپنے پاس سے مہر بادشاہی ثبت کرکے ایک پردیسی امین خان کو دیا کہ سید نورالدین محمد مشہدی کے پاس لیجاوے حالانکہ اس مشہدی کو خود سید مصطفے خان نے تربیت کرکے بیکاپور کے نواح مین جاگیر دلوائی تھی لیکن دینا نے اس کو اندھا کردیا فرمان اس نے بسر وچشم قبول کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تو مصطفے خان کو قتل کرڈالے تو اس کا منصب وجاگیر تجھے عطا ہو چنانچہ نورالدین نے لطائف الحیل سے محمد امین مذکور کو قلعہ بیکاپور مین بھیجا اور اس کے ساتھ ایک فرمان لکھدیا کہ بادشاہی حکم سے اگر تم لوگ اپنی جان کی بہتری چاہتے ہو تو مصطفے خان کو قتل کرکے بادشاہی مناصب وجاگیرات حاصل کرو ورنہ مصطفے خان خود چاہتا ہی کہ تم سب کو قتل کرکے قلعہ وصوبہ راجہ کرنایک کو دیدے محمد امین شام کو قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور کہا کہ ضروری فرمان بنام مصطفے خان لایا ہون مصطفے خان نے اس کو قلعہ مین بلایا اور عمدہ مکان مین مہمان کیا رات مین امین مکار نے راجہ ورانی اپنے ساتھ متفق کیے صبح کو سید مصطفے خان بعد نماز ورد وظیفہ مین مشغول تھا کہ ناگاہ ان لوگون نے زہ کمان سے اس سید بزرگوار کو شہید کیا کہتے ہین کہ بیکاپور مین ایک منجم نہایت بوڑھا تھا اس نے راجہ بیکاپور سے کہا تھا کہ بیس برس بعد سید مصطفے خان اس کو فتح کرے گا

چنانچہ جب فتح ہوا تو مصطفےٰ خان نے سنکر تعجب کیا اور بلواکر اپنا زایچہ پوچھا اس نے سخت اصرار کے بعد کہا کہ فلان سال ارکان بیجاپور مین سے ایک کے فریب سے تو اس قلعہ مین مارا جائیگا اور وہ شخص بھی تلنگ کو بھاگے گا اور وہان قتل ہوگا - چنانچہ جب لشکر خان کی فتنہ پردازی سے مصطفےٰ خان مارے گئے اور چاند سلطانہ کو یہ حال کھلا تو اس محترمہ نے قاتلون پر لعنت و نفرین کی کیونکہ بیگم ہمیشہ سادات کی تعظیم و تکریم و محبت مین راسخ تھی لشکر خان بڑا مکار تھا اس نے مشہور کردیا کہ چاند سلطانہ ہمیشہ یہان کی خبرین اپنے بھائی مرتضےٰ نظام شاہ بحری کو لکھا کرتی ہے کہ وہ موقع پاکر لشکر کشی کرین اور مشورہ طے کرلیا کہ جب تک نظام شاہ کا معاملہ طے نہو چاند سلطانہ کو قلعہ ستارہ مین نظر بند رکھین چونکہ بادشاہ بوجہ کم سنی کے گونہ مجبور تھا لشکر خان نے اپنی طرف سے لونڈیان و خواجہ سرا بھیجکر بجبر و تعدی چاند سلطانہ کو محل سرا سے نکالکر پالکی مین قلعہ ستارہ بھیجدیا اور کمال استقلال سے مغرور ہوا اور اپنے معتمد علیہ میانہ دوی دکنی کو سپہ سالار لشکر کرکے بہت سے ہاتھی گھوڑون سمیت قلعہ شاہ درگ مین سرحد پر بھیجا - امرائے دکنی و حبشی یہ خبر سنکر بہت عزت سے استقبال کرکے اس کو لشکر گاہ مین لائے - میان بدو نے جو مرد مدبر کارآزمودہ تھا بہت سے وعدہ وعید کرکے عین الملک کنعانی و انکس خان کو جو زبردست امرا مین تھے لشکر خان کا شریک بناکر باقی امرا کے دفع کرنے کی فکر مین ہوا لشکر خان نے بادشاہی مہر سے ایک فرمان بنام بدو خان تیار کرکے روانہ کیا کہ بادشاہ عالیجاہ کو صحیح خبر ملی ہے کہ امرائے لشکر بدعہدی سے لشکر احمد نگر کے مقابلہ مین تساہل کرتے ہین بہرصورت ان کو مقید کرکے قلعہ شاہ درگ مین مقید کرے اور ان کے ہاتھی گھوڑے روانہ درگاہ کرے اور خود قلعہ کی حفاظت مین پوری احتیاط رکھے - میان بدو نے چاہا کہ اول اخلاص خان و حمید خان کو ضیافت کے بہانہ سے مقید کرے لیکن وہ لوگ ہوشیار ہوگئے اور فوراً معتمد امرائے حبشی سے مشورت کرکے یہ راے قرار دی کہ فی الفور اخلاص خان سامان ضیافت مہیا کرکے اخلاص و عقیدت سے میان بدو کو بلاوے اور مقید کرکے فوراً بیجاپور جاکر لشکر خان کو بھی دور کرکے مع سپہ سالار یہان آکر لشکر نظام شاہی کو دفع کرین اخلاص خان نے اپنے یہان تولد فرزند کی خوشی کا جلسہ کیا اور میان بدو کے پیشکش کے لیے عمدہ تحائف منتخب کیے اور عریضۂ قدوم بھیجا اور آخر میان بدو مع خواص کے قلعہ مین مقید ہوا اور امرا نے اسی روز بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور انکس خان و عین الملک بھی اپنی اپنی جاگیرون کو چلدیے اور لشکر خان نے بظاہر بے پروائی کی اور بادشاہ کو اپنے یہان لیجاکر جشن عظیم کیا اور بہت سے اموال نفیس پیش کیے تاکہ اس کی ہیبت قائم ہو مگر کچھ نہوا جب وہ بازار سے گزرا تو بڑھیون و لونڈیون سب نے اس پر لعنت کی کہ یہ وہی یزید ہے جس نے اولاد رسول صلعم مین سے مصطفےٰ خان کو ہلاک کیا اور علی عادل شاہ کی بیگم حضرت چاند سلطانہ کو اہانت کے ساتھ ستارہ بھیجا - کشور خان سمجھ گیا کہ خاص و عام اس سے بیزار ہین جب اس نے سنا کہ امرائے حبشی ایک منزل پر آگئے ہین تو بادشاہ کو شکار کے لیے باہر لے گیا اور کلاغ باغ کے پاس دم بھر توقف کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ

ہوا بہت گرم ہے حضور واپس جاویں اور بندہ کو اجازت ہو کہ شاہ پور ہو کر حضور میں حاضر ہو بادشاہ قلعہ میں چلا گیا اور وہ بدبخت عمدہ خزائن شاہی لیے ہوئے مع چار سو مسلح سواروں کے گھر بار چھوڑ کر احمد نگر کی طرف فرار کیا چونکہ وہ لوگ بھی سخت ناخوش تھے سیدھا گولکنڈہ کی طرف قطب شاہیہ کی خدمت کے لیے روانہ ہوا لیکن وہاں پہونچنے سے پہلے ایک اردستانی نے بعوض خون مصطفےٰ خان اُس کو خنجر سے ہلاک کیا اور منجم بیکا پوری کا زائچہ ٹھیک ہوا۔ لشکر کے امرا اس کے بھاگنے سے مطلع ہو کر بشوکت تمام داخل بیجاپور ہو کر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر مقرر ہو کر مختار مال و ملک ہوا اور فی الفور چاند سلطانہ کو اعزاز سے بلا کر بدستور سابق بادشاہ کی پرورش ان کے سپرد کی اور سلطانہ کے کہنے سے پیشوائی کی خدمت موافق عہد عادل شاہ کے فضلخان شیرازی کے سپرد کی اور اس کے مخلص خیر خواہ برہمن پنڈت کو مستوفی الممالک بنایا چونکہ چاند سلطانہ کو پردیسیوں کی طرف توجہ خاص تھی اخلاص خان نے محض اس توہم سے کہ مبادا منصب وکالت سے معزول ہو فضل خان اور پنڈت کو ناحق قتل کیا اور افضل التواخین شاہ فتح اللہ شیرازی و شاہ ابوالقاسم و مرتضےٰ خان آبجو مع دیگر اکابر و اشراف کے جو بیجاپور سے پردیسی تھے بیجاپور سے نکال دیا اور حمید خان و دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت سرانجام دینے لگا اور عین الملک کو جاگیر سے طلب کیا وہ فوراً روانہ ہو کر قریب پہونچا تو ان امرا ثلثہ نے اس کی تکریم کر کے استقبال کیا اس نے ان کو قلیل جماعت پاکر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر کر کے دو تین دن بعد شہر میں داخل ہو کر قلعہ کے دروازہ آلپور سے چند قدم بڑھا تھا کہ مخبروں نے اس کو خبر دی کہ بادشاہی علاقوں نے دستور خان تھانہ دار قلعہ کو اس گمان پر کہ عین الملک سے متفق ہو قید کر لیا اور ارک کا دروازہ بند کر کے مستعد جنگ ہیں عین الملک خوف کھا کر الٹا پھرا اور سراسیمہ ہو کر قیدی امرا سے بھی غافل ہوا جو ہاتھیوں پر لدے ہوئے ساتھ تھے اور ہنوز قیدیوں کا ہاتھی شہر کے باہر نہوا تھا کہ غلامان شاہی میں سے مقصود خان مع ایک جماعت کے پہونچا اور قیدیوں کو چھین کر ان کی بیڑیاں کاٹ دیں اور بادشاہ کی خدمت میں لے گیا اور عین الملک اپنی جاگیر کو چل دیا اور حبشیوں نے بدستور تسلط کر لیا لیکن عین الملک نے اکثر امرار کو اپنا ساتھی بنا لیا اس وجہ سے دارالسلطنت بیجاپور میں ہرج مرج پیدا ہوا۔ بہزاد الملک نظام شاہی جو بعد شکست کے چند منزل ہٹ گیا تھا اس موقع پر سید مرتضےٰ امیر الامرا امرائے برار کو ساتھ لے کر شاہ ورک کیطرف لوٹا اور ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری میں ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ کے مرنے پر اس کا صغیر عمر کا بڑا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا اور امرائے بزرگ کے صوابدید سے مرتضےٰ نظام شاہ سے دوستی میں یہ رائے قرار دی کہ بہزاد الملک و سید مرتضےٰ کی مدد کر کے پہلے قلعہ شاہ ورک فتح کر کے ان کے حوالہ کرے پھر قلعہ گلبرگہ فتح کر کے خود متصرف ہو بنا برین سب نے جا کر قلعہ شاہ ورک کا محاصرہ کیا اس مضبوط قلعہ کا محافظ محمد قاسم پردیسی تھا اس نے دلیرانہ مدافعہ میں ہر روز نظام شاہی و قطب شاہی جماعت میں سے بہت لوگوں کو معدوم کرنا شروع کیا اور جب انھوں نے اس کو وعدۂ امان

سے اس کو پھسلایا تو اُس نے یہی عذر کیا کہ اگر آج مین بے وفائی کرون تو کل آپ کو مجھ پر کیا اعتماد ہوگا جب چار ماہ طول محاصرہ مین بہت کارآمد فوج ماری گئی تو قطب شاہ نے میرزا اصفہانی کو جو باعث محاصرہ وجنگ تھا ملامت کی بہزاد الملک و سید مرتضےٰ بھی بہ تنگ تھے آخر سب نے اتفاق کیا کہ ایسی تکلیف چلدر دارالحکومتہ بیجاپور فتح کرنے مین اُٹھانا مناسب ہی لہذا بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور چالیس ہزار سوار سے راہ مین غارت وقتل وظلم کرتے ہوئے بیجاپور پہونچے وہان سوائے دو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے فوج نہ تھی ناچار امرائے حبشی نے قلعہ بندی کی اور فرمان شاہی کے بموجب عین الملک وآنکس خان اگرچہ ساٹھ ہزار سوار سے آکر دروازہ الہ پور پر اُترے تاہم روزانہ جنگ مین دشمنون کا غلبہ تھا اور بارش کی کثرت سے بیس گز دیوار قلعہ بھی گر پڑی اور حبشیون کی عداوت سے عین الملک وآنکس خان بھی سید مرتضےٰ سے مل گئے اور اشراف بیجاپور بھی نہ آتے تھے لہذا حبشی امرا نے چاند سلطانہ سے عرض کیا کہ حضور ہم کو اپنے آقا کی خیر خواہی مدنظر ہے چونکہ ہم لوگ حبشی غلام ہین لوگ عار کرتے ہین آپ کسی نجیب کو امیر الامرا وکیل شاہی کرین تاکہ یہ فتنہ دفع ہو۔ چاند سلطانہ نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو میر جملہ مقرر کیا انھون نے اول قاصد چالاک امرائے برکی پاس بھیجے جو علی عادل شاہ کے زمانہ مین کرناٹک چلے گئے تھے اور دوم عاقل آدمی سید مرتضےٰ پاس بھیجے جو خاندان شاہ طاہر کے معتقد تھے خلاصہ پیام یہ کہ فرمان شاہی پر بیشمار فوجین پہونچ جاوین گی اور سوائے خونریزی کے نتیجہ سوائے خسارہ کے نہ نکلے گا بالخصوص جب امرائے برکی پہونچے تو آپ کا سلامت بچ جانا مشکل ہی سید مرتضےٰ دربردہ چاہتا تھا کہ بہزاد الملک وقطب شاہ کی مراد پوری نہو اُس نے اول تو عین الملک وآنکس خان کو اس موقع پر بے وفائی کرکے اپنے آپ کو بے اعتبار کرنے پر ملامت کی جس سے وہ واپس جاکر الہ پور دروازہ پر قائم اور شاہ ابوالحسن کے مطیع ہوئے اور دوم ہزار حیلہ سے اس روز حملہ روکا کہ راتون رات بیجاپوریون نے دیوار درست کرلی اور بعد ازان اطراف سے فوجین وامرائے برکی بھی آگئے اور تاخت وتاراج سے دشمنون کا غلہ رسد بند کیا آخر خصوم پشیمان ہوکر بغیر صلح کے متفرق ہوئے اور نظام شاہیہ تو تاراج وغارت کرتے ہوئے احمد نگر چلدیے اور محمد قلی قطب شاہ نے راہ مین امیر سید رفیع الدین استرآبادی کو مصطفےٰ خان خطاب دے کر بعض اطراف عادل شاہیہ پر مقرر کیا جس نے وہان جاکر حسب دلخواہ مراد پائی لیکن ابراہیم عادل شاہ ثانی نے دلاور خان واخلاص خان حبشی کو مع فوج ولاور وفیلان کوہ پیکر اس پر مقرر کیا دونون سردارون نے سخت جنگ کے بعد فوج قطب شاہی کو بھگا دیا اور غنیمت بے شمار حاصل کی ازانجملہ ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کی عنایت ہی کہ دشمنون کی چالیس ہزار فوج نے بیجاپور کو ایسی حالت مین محاصرہ کیا کہ وہان فقط دو تین ہزار سوار تھے اور آخر ایک سال کے بعد بدون کچھ حاصل کیے ہوئے بھاگ گئے بلکہ آئے اپنا اثاثہ سلطنت دے گئے۔ دلاور خان نے فتح حاصل کرنے کے بعد منصب وکالت ومیر جملگی کی ہوس کرکے حیدر خان تھانہ دار قلعہ ارک کو بلایا اور ہم

قسم کے نذرانہ کے ساتھ عمدہ وعدے کیے اور حسن آباد اس امید پر جلد روانہ ہو کر قصبہ الاپور مین اُترا اور اخلاص خان کے پاس اپنے معتمد لوگ بھیجکر اس قدر اخلاص و خوشامد و چاپلوسی کی باتین کین کہ وہ غافل ہو کر اس کو جزر حقیر سمجھا اور کہلا بھیجا کہ موقع و محل دیکھکر حضور شاہی مین تمھاری عرضداشت پیش کرونگا کہ قدمبوسی حاصل کر سکو۔ دلاور خان اس کو اپنی خوش نصیبی جانکر منتظر وقت ہوا اور جاسوس مقرر کیے چنانچہ ایک روز اخلاص خان دیوانداری کے بعد گھر جا کر خواب استراحت بلکہ غفلت مین سو گیا۔ دلاور خان اس خفتہ بخت کا حال سنتے ہی اپنے فرزندون و سات سو سوار و پندرہ جنگ آزمودہ ہاتھیون سے شہر مین داخل ہو کر نہایت تیزی سے قلعہ ارک کے دروازہ پر پہونچا اور حیدر خان نے موافق مواضعہ کے دروازہ کھولکر ارک مین داخل کر لیا۔ دلاور خان نے فی الفور شاہی قدمبوسی حاصل کر کے جا بجا قلعہ مین بندوبست کر لیا اور توپین چڑھا دین۔ اخلاص خان نے بیدار ہو کر جب سُنا تو فوراً چار ہزار سوار جنگی لیکر ارک پر چڑھ آیا اور اس کی افواج نے حملہ کرنے مین نہایت جانبازی و دلیری دکھلائی لیکن توپ کے فائر مین اخلاص کے بہت سے مخلص زخمی ہو کر پسپا ہوتے اور مارے جاتے الغرض شام تک پچاس ساٹھ دلیران نامی مارے گئے اور اندر والون مین سے فقط ایک مارا گیا۔ رات کو اخلاص خان واپس ہوا اور بلبل خان حبشی کو جو پہلے مصطفےٰ خان کا ملازم تھا قلعہ کے محاصرہ و آمد و شد کی راہین بند کرنے پر مامور کیا اس نے ایک ماہ تک اس بارہ مین ایسا انتظام کیا کہ دوست و دشمن تعریف کرتے۔ آخر دلاور خان نے خلیل خان کو اور اس کے ذریعہ سے بلبل خان بلکہ سب خاصہ خیل کو ملا لیا اور دلاور خان کی دلاوری بڑھگئی۔ اخلاص خان نے دوسرونکو محاصرہ پر مقرر کیا اور اپنے مکان ہی پر دیوانی مقرر کی لیکن دلاور خان مع بلبل خان کے اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر اخلاصیون کو بھگا کر غلہ و روغن وغیرہ ضروریات سب اندر لے جاتے تھے اور اہل قلعہ آرام و رفاہیت سے بسر کرتے القصہ چار ماہ تک یہی شورش رہی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات بیجاپور کے کوچہ و بازار مین طرفین کے توپ و تفنگ سے رعایا کی خانہ ویرانی ہوتی تھی آخر لوگون نے تنگ ہو کر بلبل خان کی کوشش سے اخلاص خان کو تنہا چھوڑ کر اپنی اپنی جاگیرون کی راہ لی تب بھی اخلاص خان جاہل اپنے گھر مین بآرام بیٹھا رہا اور دلاور خان نے کچھ لوگ بھیجکر اس کو گرفتار کر لیا اور چشم مروت بند کر کے بے توقف اس کی آنکھین نکلوا لین اور جمشید خان حبشی کو چند روز ذلیل رکھا آخر اس کو بھی محبوس کیا اور امرائے کبار کو اپنے خویشی کے رشتہ سے ہوا خواہ بنا لیا اور بیٹون کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک عمدہ خدمت شاہی پر مقرر کر کے بزرگ مرتبہ بنایا۔ بڑا بیٹا محمد خان حضور شاہی کو قرآن و گلستان بوستان پڑھانے پر مقرر ہوا اور کمال خان امرائے بزرگ سے ہو کر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی و لعب مین شریک ہوتا اور تیسرا بیٹا خیریت خان بھی امیر بزرگ ہو کر بادشاہ کی حفاظت پر مقرر ہوا اور چوتھا عبد القادر باوجود منصب امارت کے تھانہ دار قلعہ ارک بھی مقرر ہوا لیکن چونکہ کم عمر تھا دلاور خان نے اس کی طرف سے اپنے معتمد علیہ رومی خان کو جو دکنی تھا مقرر کیا اور قریب ایک لاکھ پردیسی و ساٹھ ہزار دکنی جن

سے خطرہ خصومت رکھتا تھا مطرود کیا یا ہلاک کیا اور شاہ ابوالحسن جو اخلاص خان کے حکم سے ایک قلعہ مین
محبوس تھا مخلول بلکہ ہلاک کیا وحاجی نور سرا پردہ دار کو بھی معزول و موقوف کیا اور چاندبی بی سلطانہ
کا دست تصرف ملک و مال سے بالکلیہ موقوف کیا اور غالب خان تھانہ دار قلعہ اودنی کو حکمت وتدبیر
سے مغلوب کر کے عبرت کے لیے اندھا کر دیا اور مذہب امامیہ موقوف کر کے مذہب اہل السنۃ والجماعۃ
رواج دیا اور سنہ ۹۹۰ھ نوسو نوے سے اٹھانوے تک کمال امن و اطمینان سے مہمات بادشاہی
سرانجام دیتا رہا۔ اس کے وقت کے مختصر وقائع یہ ہین کہ اس نے بلبل خان کو افواج جرار کے ساتھ
خراج ملیبار وصول کرنے کو روانہ کیا۔ ارسنب نایک حاکم جرہ حاضر ہو کر بلبل خان کے ساتھ ہوا اور
سنکر نایک کو قلعہ کرور مین محاصرہ کیا۔ اتفاق سے ایک رات قلعہ والون نے بلبل خان کو دو
مورچال کے درمیان گرفتار کر لیا اور قلعہ مین لے جا کر پابہ زنجیر کیا اور لشکر والے اس حادثہ سے
متفرق ہو گئے بلبل خان بہت متحیر ہوا اتفاق سے ایک گھسیارا موافق ہو گیا جس نے پہلے
والے موکلون کو بھی ملا دیا اور ان دونون پانچ چھ روز متواتر بارش سے قلعہ مین کیچڑ ہو گئی سنکر نایک
حاکم قلعہ نے حکم دیا کہ گائے بھینسین باہر دھوپ مین لے جاؤ۔ گھسیارون نے گھاس کے گٹھے
بھی سر پر رکھے۔ بلبل خان نے موافق گھسیارے سے کہا کہ مجھے گھاس کے گٹھے مین باندھکر باہر
نکال دے۔ گھسیارے و موکلون نے اس قوی الجثہ کو غنچہ بنا کر دن دھاڑے قلعہ سے باہر نکالا اور
صحرا مین پہونچکر گھسیارے و دو تین موکلون کے ہمراہ ہوا کی طرح بھاگ کر سرحد عادل شاہی مین دم
لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ بیکاپور پہونچکر دلاور خان کو سب حال لکھکر لشکر مانگا دلاور خان
نے اس سال یہ کام متوقف رکھا اور پہلے خاندان نظام شاہیہ سے صلح وصفائی کا ارادہ کیا اور
صلابت خان ترک وکیل السلطنۃ نظام شاہی کی وساطت سے یہ کام پورا ہوا چنانچہ سنہ ۹۹۲ھ نوسو
بیانوے ہجری مین مرتضےٰ نظام شاہ نے محبت آمیز خط ابراہیم عادل شاہ ثانی کو لکھا اور ان کی بہن خدیجہ
سلطان کی جن کو راجہ جیو کہا کرتے تھے خواستگاری اپنے فرزند میران شاہ حسین کے واسطے
کی اور اسی سال قاسم بیگ حکیم اور مرزا محمد تقی نظیری و دیگر اشراف واعیان احمد نگر قریب چار سو کے
کمال تجمل سے بیجاپور مین اس غرض سے آئے کہ عقد کے بعد عروس کو لے جاوین چنانچہ چار مہینہ
طرفین سے جشن شاہانہ رہے اور بعد عقد کے خدیجہ سلطان کو ہمراہ چاندبی بی سلطان کے جو اپنے بھائی
مرتضےٰ نظام شاہ کے دیکھنے کی آرزومند تھین احمد نگر روانہ کیا اور جب عمائد احمد نگر خلعتہاے مرصع و گھوڑے
مع زین ولگام مرصع ولقود کثیرہ سے مالا مال ہو گئے تو احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور وہان پہونچکر بعد جشن
دو عوتون کے شاہزادی موصوفہ کو شاہزادہ موصوف کے سپرد کیا اور وہان سے بیجاپوری بھی خلعتون
و انعام سے مالا مال واپس آئے۔ پھر بادشاہ عدالت پناہ ابراہیم عادل شاہ ثانی نے محمد قلی قطب شاہ
کی بہن سے عقد کا قصد کیا اور دلاور خان مدار المہام نے انتظام کر کے ملک التجار خواجہ علی شیرازی
و خانصاحب اور امراء کو مع سامان عظیم کے بھاگ نگر بھیجا وہان بھی خوشی سے استقبال ہو کر مراسم جشن کے

بعد عقد ہو گیا چونکہ اس امر مین نظام شاہ سے استصواب غیر ضروری سمجھ کر نہین لیا گیا تھا صلابت خان وکیل السلطنت نے قطب شاہ کو دوستانہ شکایت نامہ بھیجدیا۔ محمد قلی قطب شاہ مخدرۂ عظمی کے بھیجنے مین متامل ہوا۔ جب یہ خبر ابراہیم عادل شاہ کو پہونچی تو غصہ ہو کر افواج طلب کین۔ چونکہ یہ اول سواری تھی دلاور خان وکیل وامراء وعوام نے ہر قدم پر زر و جواہر نثار کیا اور عادل شاہ نے اول نظام کی طرف جاکر قلعہ اودگیر محاصرہ کیا۔ ان دنون نظام شاہ خلوت نشین تھا۔ یہ خبر سنکر دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے جب صلابت خان کا معاملہ ظاہر ہوا تو نظام شاہ نے اس کو برسر مجمع خوار کیا اور وکالت سے موقوف کرکے قاسم بیگ حکیم کو مدار المہام کر دیا اس نے عذر خواہی مین عرائض لکھے اور عادل شاہ نے بھی نظام شاہ کی آدمیت دیکھکر عذر کیا اور کوچ کرکے بھاگ نگر کی طرف کوچ کیا محمد قلی قطب شاہ نے فی الفور ملکہ جہان کا رخصتی سامان کرکے ڈولا روانہ کیا۔ عادل شاہ نے پہلے ارکان دولت کو استقبال کے لیے روانہ کیا پھر خود آدھ کوس استقبال کیا اور حوالی کلیان سے شکار کرتا ہوا شاہ درک گیا وہان مصطفےٰ خان نے سامان جشن شاہانہ کیا اور موافق تاریخ عملہ نجوم وہان زفاف تمام ہوا اور بادشاہ نے قطب شاہیون کو انواع خلعت وانعام سے مالا مال کرکے رخصت کیا اور مدار المہام دلاور خان وغیرہ نے بھی خلعت وانعام پایا اور مصطفےٰ خان نے بھی خلعت مرصع واسپ مع سامان مرصع و بارہ ہزار اشرفی نقد وغیرہ انعام پایا اور بادشاہ نے بیجاپور مین آرام پایا اور ملکہ جہان سے اس وقت ایک لڑکا و دو لڑکیان زندہ موجود ہین

ذکر کوچ کرنا عدالت پناہ کا ولایت نظام شاہ کیطرف

جب مرتضےٰ نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم کو سپرد کی اور وہ مرد سلیم الطبع کم آزار تھا مفسدون نے جماعت کرکے غلبہ کر لیا اور مرتضےٰ نظام شاہ اپنی دیوانگی مین گوشہ نشین تھا۔ مفسدون نے اول اس کو ابھار کر قاسم بیگ وغیرہ اعیان درگاہ کو طرح طرح کے گناہون سے متہم کیا اور خود بڑے بڑے عہدون پر پہونچے اور مرتضےٰ نظام شاہ کو بھڑکایا کہ اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرے اس نے اسمعیل خان دکنی کو اس کام پر مامور کیا۔ یہ خبر مرزا خان ولد سلطان حسین سبزواری کو پہونچی جو بجاے قاسم بیگ کے اُن دنون مدار المہام تھا اور مفسدون سے تنگ آگیا تھا اس کو اس خبر سے سخت اضطراب ہوا اور سوچا کہ اس بادشاہ دیوانہ کو معزول کرکے میران حسین کو بادشاہ کرے لیکن بدون اتفاق عادل شاہیہ کے اس کا پورا ہونا دشوار تھا لہذا اپنا معتمد دلاور خان کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے خاندان نظام شاہی کی بربادی پر افسوس کرکے فوراً مع افواج کوچ کیا اور سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے ہجری مین سرحد نظام شاہی مین داخل ہوئے میرزا خان نے بھی امراء کو متفق کرکے (چنانچہ بیان ہوگا) احمد نگر سے قلعہ دولت آباد کی طرف توجہ کی جہان شاہزادہ میران حسین مقید تھا اور قلعہ سے شاہزادہ کو نکالکر بادشاہ کیا اور وہان سے احمد نگر کی طرف

کوچ کیا اور میران حسین نے احمد نگر پہونچکر گوشہ نشین باپ کو قلعہ مین مقید کیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا اور ابراہیم عادل شاہ نے مبارکباد کے واسطے آدمی بھیجے اور قصد تھا کہ ملاقات کرکے اپنی ہمشیرہ کو دیکھکر بیجاپور چلے جاوین کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ میران حسین بے حمیت بدبخت نے کمال بے عقلی بلکہ بے دینی سے بزرگوار باپ گوشہ نشین کو ہلاک کردیا کیونکہ دولت آباد سے چلتے وقت مرزا خان وغیرہ جماعت نے اس سے کہا تھا کہ جب تک تیرا باپ زندہ ہی تیری سلطنت قائم نہ رہے گی اور میران حسین نے بدون مشورہ عادل شاہ کے پدر بزرگوار کو ہلاک کرڈالا۔ عادل شاہ اس خبر سے نہایت آرزدہ ہوا اور ملاقات کا ارادہ چھوڑکر ایک بیباک شخص کو بطور ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اس طرف لشکر لانے سے صرف یہ غرض تھی کہ تیری زندگی محفوظ رہے بلکہ تو تخت نشین ہوجاوے اور مرتضےٰ نظام شاہ کو جو گوشہ نشین تھے آرام کے ساتھ کسی قلعہ مین محفوظ رکھا جاوے اب سنا جاتا ہی کہ تم نے اپنی بد انجامی و غضب خداوندی سے بے خوف ہوکر پدر بزرگوار کو قتل کیا۔ یہ امر نہایت قبیح ہی اگر تم کو اُن کی طرف سے اس قدر زیادہ وہم تھا تو بہتر تھا کہ انکو میرے حوالہ کرتے کہ مین اُن کی گوشہ نشینی و عبادت کا پورا اہتمام کرتا اور تم بے خوف رہتے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کو آنکھون سے معذور کرتے اب یقین جانو کہ باپ کو مارڈالنا کسی کو سزاوار نہین ہوا خصوص بادشاہون کو لہذا مین بدون ملاقات کے پلٹا جاتا ہون اور ملنا نہین چاہتا کیونکہ تم نے اپنے آپ کو بادشاہ جبار عزوجل کے انتقام کے لیے پیش کیا ہی۔ الغرض وہان سے کوچ کرکے بیجاپور مین داخل ہوا۔ چونکہ رایان ملیبار نے مصطفےٰ خان اردستانی کی شہادت کے بعد خراج مقبولہ بالکل ادا نہین کیا تھا اسی سال بلبل خان حبشی کو دس ہزار سوار سے روانہ کیا کہ تین سال کا خراج اکتیس لاکھ پچاس ہزار ہون اُن سے وصول کرے اور قلعجات مفتوح کرکے قبضہ مین لاوے بلبل خان اودھر روانہ ہوا اور یہان ہنوز سال پورا نہوا تھا کہ میران حسین مارا گیا اور جمال خان مہدوی نے اس دولت پر مسلط ہوکر مذہب مہدویہ جاری کیا۔ عادل شاہ نے دلاور خان کی راے سے ۹۹۷ھ نوسو ستانوے ہجری مین افواج موجودہ کو لے کر احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور متعدد فرامین بنام بلبل خان روانہ کیے کہ وہان کے معاملات معطل چھوڑکر جس طرح ممکن ہو مجھ سے پہلے قلعہ شاہ درگ پر پہونچنے کی کوشش کرے۔ بادشاہ جب شاہ درگ پر پہونچا تو ایک ماہ تک انتظار کیا اور بلبل خان نہ آیا اور زیادہ توقف مین جمال خان قوی ہوتا تھا لہذا موجودہ فوج سے آگے بڑھا۔ جمال خان بھی پندرہ ہزار سوار اور توپخانہ بیشمار لے کر اسمٰعیل نظام شاہ بحری کے ساتھ سرحد پر آکر دشوار گزار مقام مین مورچہ قائم کیا چونکہ برسات قریب تھی کبھی کبھی بارش ہوجاتی تھی طرفین سے جنگ مین تاخیر ہوئی آخر جمال خان نے بیس روز بعد لوگونکو بھیجکر صلح کی درخواست کی عادل شاہ نے بنظر مصلحت قبول کیا اس شرط سے کہ ہمشیرہ عزیزہ خدیجہ سلطان کی پالکی مع نعل بہای بھیجدے۔ جمال خان نے پالکی مع پچھتر ہزار ہون بھیجدی۔ جس روز وہان سے کوچ تھا بلبل خان مع لشکر جرار و خزانہ کثیر حاضر ہوا باوجودیکہ قلیل زمانہ مین اپنی شجاعت سے اتنا خزانہ

لایا اور سرکشون کو مطیع کیا امیدوار تھا کہ اس کی خدمت قبول ہوگی لیکن دلاور خان کی ناراضی و عداوت سے کچھ نہواحتی کہ خراج نقد کے عوض جو اموال و اشیا لائے تھے دس ہزار کی چیز ایک ہزار مین اندازہ کی گئی اور باقی کو ان راجاؤن سے جو بلبل خان کے ساتھ آئے تھے مطالبہ کیا گیا۔ ناکہ بلبل خان کی اہانت ہو لیکن قرائن سے بلبل خان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کو میری طرف نظر التفات ہے تا آنکہ ایک روز دلاور خان بادشاہ کے حضور مین دیوانداری کرتا تھا اتنے مین بلبل خان حاضر ہوا اور مورچل لیکر بادشاہ پر ہلانے لگے دلاور خان نے بنظر حقارت اس کو دیکھکر کہا کہ جس بادشاہ کے حکم سے فلک سرتابی نہین کرسکتا تو نے کیونکر نافرمانی کی۔ بلبل خان نے کہا کہ خاکپاے بادشاہ کی قسم کہ مین نے سرتابی نہین کی اور نہ اختیاری طریقہ سے اس ملک مین چند روزہ توقف کیا مجھے کیا مجال تھی کہ ایسا کرتا لیکن بموجب فرمان مین نے کرناٹک پہونچکر وہان کے راجاؤن کو مقہور کیا اور وہ خراج حاضر کرتے جاتے تھے اگر اس زمانہ مین کوچ کرتا تو ممالک بادشاہی کا انتظام و فوج کا نظام مختل ہوتا اور یہ خزانہ حاصل نہوتا اور خود اہل اسلام ان جنگلون مین مشقت اٹھاتے تھے لیکن تم سے البتہ تعجب ہی کہ جب تم جانتے تھے کہ بغیر میرے ساتھی لشکر کے تم کچھ نہ کرسکوگے تو کیون بادشاہ کو تکلیف دیکر بیگانہ ملک مین جا پہونچے اگر پندرہ روز اور بھی شاہ ورک مین ٹھہرتے تو مین پہونچ جاتا تب اگر داخل ہوتے تو امید تھی کہ اکثر قلعے مفتوح ہوجاتے باین ہمہ اپنے قصور کا اقرار کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اس قدر جرم پر بادشاہ خطابخش اس بندہ کو مواخذہ نہ فرماوین گے۔ دلاور خان نے وہان اس توہم سے کہ مبادا امرا سے موافق ہوکر فتنہ برپا کرے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور چونکہ یہ بندگان با اخلاص سے ہی امید ہی کہ بادشاہ کرم فرماوین چنانچہ بادشاہ نے اس کو خلعت دیا اور بعد دربار کے دلاور خان نے بلبل خان کا ہاتھ پکڑکے محبت کا اظہار کیا کہ مین نے تجھ کو بیٹا کہا ہی اور بظاہر اس لیے سخت گیری کی کہ لوگ نکتہ چینی نکرین اور ارسب نایک کے لڑکے دراجاؤن سب کو خلعتین دیکر عزت سے رخصت کیا جس سے بلبل خان غافل ہوا اور بیجاپور پہونچکر کینہ کشی کے لیے ناحق بلبل خان کو گناہون مین متہم کرکے قید کیا اور آخر آنکھون سے معذور کردیا بادشاہ کو نہایت ناگوار ہوا۔ اور نتیجہ ظلم بھی جلد دلاور خان کو پہونچا ✦

ذکر توجہ عادل شاہ بقصد امداد برہان نظام شاہ و جنگ دلاور خان باجمال خان

جب میران حسین مارے گئے تو اسمٰعیل برہان شاہ جو حسین نظام شاہ کا پوتا تھا تخت پر بیٹھا جمال خان مہدوی سے منسلط ہوکر اراذل داوباش کو جو اس سے موافق تھے بڑے مدارج پر ترقی دی اور انتظام درہم برہم ہوکر فتنہ وغم کا ہجوم ہوا۔ قصہ یہ کہ مرتضےٰ نظام شاہ کے عہد مین برہان شاہ اس کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر رہنے لگا۔ جب اس کو اپنے بیٹے اسمٰعیل بن برہان کے جلوس کی خبر پہونچی تو چاہا کہ بادشاہ دہلی کا لشکر لاکر ملک موروثی

چھین لے۔ آخر کچھ سوچکر بادشاہ سے عرض کی کہ اگر مین شاہی لشکر لیکر جاؤن گا تو امرائے نظام شاہی مجھ سے بھڑک کر پاس نہ آوین گے اگر حکم ہو تو تنہا جاکر سب کو ملائمت سے مطیع کرون بادشاہ نے رخصت دی اس شرط سے کہ ممالک موروثی حاصل ہونے پر مملکت برار جس کو تغال خان نے ۹۸۱ھ نو سو اکیاسی ہجری مین بندگان حضور کو پیشکش کیا تھا بدستور پیشکش کرے برہان شاہ نے خوشی یا ناخوشی سے اس کو منظور کیا اور روانہ ہوکر پرگنہ ہندیا مین جو سرحد دکن ہے فروکش ہوا اور یہی پرگنہ بادشاہ کی طرف سے اس کی جاگیر تھا اور راجہ علی خان والی اسیر و برہان پور کی رائے سے اول خواجہ نظام استرآبادی کو قلندرانہ صورت مین امرائے برار کے پاس بھیجکر ان کو فرمانبرداری کی دعوت دی وطرح طرح کے مواعید وعہد وقسم سے مطمئن کیا۔ بعض نے اطاعت کی اور بعض منحرف ہوئے اور اطاعت کرنے والون مین جہانگیر خان حبشی تھا کہ سرحد برار پر خاندیس کے پاس جاگیر رکھتا تھا اور مہدویہ مذہب سے جلکر جمال خان کی بربادی چاہتا تھا اور اس نے اول خواجہ کے ہاتھ عرض داشت بھیجی پھر اپنے لواحق مین سے ایک معتمد کے ہاتھ عمدہ تحفے بھیجے اور ہر ایک عرضداشت مین تشریف لانے پر اصرار کیا برہان نظام شاہ چند آدمیون سے برار پہونچا لیکن جہانگیر خان سے ملاقات کے روز اتفاقاً یا بوجہ نفاق کے طرفین سے جنگ ہوگئی اور برہان نظام شاہ بحال تباہ پھر ہندیا مین واپس آیا اور راجہ علے خان سے بذریعۂ تحریر حالات کے مشورہ طلب کیا اس نے لکھا کہ اگر بادشاہ دہلی سے مدد مانگوگے تو سلاطین دکن سب منحرف ہوکر جمال خان کے ساتھی ہوکر جنگ کو طول دین گے اور انجام معلوم نہین اور میرے پاس اس قدر لشکر نہین کہ تنہا جمال خان کو دفع کرسکون سب سے بہتر یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے مدد مانگو اور کام ٹھیک ہوجائے گا۔ برہان نظام شاہ نے یہی طریقہ اختیار کیا اور مکتوبات محبت اسلوب بطرز خوب عادل شاہ کو بھیجکر اپنی طرف مہربان کرلیا اور راقم الحروف محمد قاسم فرشتہ کو لکھا کہ مین نے دشمنون کے خطرہ سے احتیاط کرکے یہ مکاتیب بڑی حفاظت سے بھیجے ہین تاکہ وہ وفا کیش خوش اسلوبی سے ان کو بنظر اقدس عادل شاہ پیش کرکے جواب باصواب جلد روانہ کرے چونکہ مدار کار دلاور خان پر تھا مین نے ایلچیون کو دلاور خان کی خدمت مین پیش کیا اور دلاور خان نے عمدہ طریقہ سے حضور شاہی مین پیش کیے بادشاہ نے امداد کا اقرار فرمایا اور فی الفور افواج فراہم ہوکر کلیانی ان اطراف مین روانہ فرمایا اور ربیع الاول ۹۹۰ھ نو سو اٹھانوے ہجری مین شاہ ورک کی طرف توجہ فرمائی اور وہان پہونچکر اشراف واعیان برار کو لکھا کہ ہمت ملوکانہ اس پر مصروف ہے کہ عالی جناب برہان شاہ کو تخت احمد نگر پر متمکن کرکے ان کے جاہل بیٹے اسمٰعیل کو معتوف کردون تم بھی میرے اشارہ سے انحراف نہ کرکے برہان شاہ سے متفق ومطیع ہوجاؤ۔ اس عرصہ مین برہان شاہ وراجہ علیخان کے قاصدون نے حاضر ہوکر خطوط پیش کیے خلاصہ یہ کہ حضرت کی لشکر کشی سے دوست دل سے متفق ہوئے اور دشمن تنگدل ہین لیکن احمد نگر کے جاسوس پہم آئے کہ جمال خان اسمٰعیل نظام شاہ کو لے کر برار کی طرف آتا ہے اس وجہ سے

امرائے برار مین سے بعضے متردد و متحیر ہین اگر آنحضرت دو تین منزل بڑھ آوین تو امرائے برار خوش دلی سے اس خیر خواہ سے مل جاوین۔ عادل شاہ نے منظور فرماکر ارسنگ کا قصد کیا اور برہان شاہ و راجہ علی خان کو لکھا کہ ہم نے دوستون کے کہنے کے موافق کیا اور آپ بھی سرحد برار پر آجاوین اور امرائے احمد نگر کو ملاوین امید ہی کہ جمال خان کو چھوڑکر آپ سے مل جاوین گے۔ جمال خان کو ان معاملات کی خبر پہونچ گئی اس نے دلیرانہ طرفین کا مقابلہ ٹھان لیا اور سید امجد الملک مہدوی سرلشکر برار کو لکھا کہ سلاطین اطراف دو وجہ سے میرا استیصال چاہتے ہین ایک دینوی لالچ اور دوم مذہب مہدویہ کا برباد کرنا اب جوانمردی کی شرط یہ ہی کہ امرائے برار کو ہر طرح دلاسا دیکر مطمئن کرو اور سرحد برار پر جمکر برہان شاہ کو وہان آنے سے روکو اور اگر راجہ علی خان اس سے مل جاوے تو اسمٰعیل نظام شاہ کی خیر خواہی ملحوظ رکھکر میدان جدال مین کمی نکرنا کیونکہ جہان تک ممکن ہی مین دلاور خان عادل شاہی سے صلح کرکے جلد تمھاری مدد کو پہونچتا ہون پھر دلاور خان کو مصالحہ کے لیے ہر طرح کی چاپلوسی کے ساتھ مبالغہ سے لکھا اور جب کچھ فائدہ نہوا تو نظام شاہی خزانہ کھولکر دلیر لوگون پر تقسیم کرنا شروع کیا اور عمدہ جنگی لشکر فراہم کرکے اسمٰعیل نظام شاہ کے ساتھ قصد جنگ دلاور خان روانہ ہوا اور ارسنگ سے سات کوس پر اترکر دوبارہ بہت عزو تی والحاح کے ساتھ دلاور خان کو صلح کے بارہ مین لکھا دلاور خان نے دوبارہ نا منظور کیا۔ اس عرصہ مین چند خوشامدخوارون نے دلاور خان سے کہا کہ جمال خان ہراسان ہوکر چاہتا ہی کہ مہدویون کی قلیل جماعت سے بھاگ کرنا یک دون کے جنگل مین گھس رہے۔ دلاور خان نے بدبختی سے اس کو یقین کرلیا اور عزم مصمم کرلیا کہ امرائے کبار کی جماعت لیکر جمال خان پر حملہ آور ہوکر اس کو گرفتار کرلے۔ اسنے مین آہنگ خان حبشی لشکر جمال خان سے جدا ہوکر عادل شاہ کے لشکر مین آیا اور عادل شاہ کی اجازت سے رخصت پائی کہ برہان نظام شاہ سے مل جاوے۔ جمال خان نے مضطرب ہوکر خیال کیا کہ شاید امرا روز بروز جدا ہوکر دشمن سے ملتے جاوین گے لہذا وہان سے کوچ کرکے پہاڑون و نالون کے درمیان قلب جگہ مین اترا تاکہ لشکر کو ضبط مین رکھے دلاور خان یہ خبر بطور فرار سنکر فی الفور بدون اجازت عادل شاہ کے اور بدون تقسیم ہتھیارون کے افواج لیکر روانہ ہوا۔ جب قریب پہونچا تو دریافت کیا کہ یہ سب خیمہ و خرگاہ کیسے نظر آتے ہین بعض نے کہا کہ لشکر عادل شاہیہ ہی اور بعض نے کہا کہ نظام شاہیہ ہی اتنے مین دوسرے جاسوس آئے اور اصل حال بیان کیا تب بھی دلاور خان نے باوجود پشیمانی کے ہمت باقی رکھی اور اسی موقع پر عادل شاہ کے آدمی نے آکر کہا کہ آج جنگ موقوف کرو۔ بعد انتظام کے شروع کرنا۔ دلاور خان بے ہتھیارون وغیرہ پر مغرور ہوکر بادشاہی آدمی سے عذر خواہی کرکے عرض کیا کہ حضور مطمئن رہین ابھی جمال خان کو باندھکر حضور مین لاتا ہون اور امرائے برار کو حکم دیا کہ جاؤ اور نظام شاہی لشکر کی پشت پر رہو خزانہ باہر نہ جانے پاوے اور مہدویہ کو قتل کرنے مین دریغ نکرنا۔ جمال خان نے یہ حال دیکھکر سوائے شمشیر خونریز کے کہین پناہ نہ دیکھی قلیل جماعت اور امرائے شجاع و بہادر تھے ہمراہ لے کر میدان مین آیا اور لڑائی بہت تیزی سے شروع ہوئی امرائے کبار

مثل عین الملک و آنکس خان و عالم خان وغیرہ جن کو معلوم تھا کہ حضرت بادشاہ کو دل مین دلاور خان سے رنجش ہی اول تو بلبل خان کو اندھا کرنے سے تھی اور اب بغیر اجازت جنگ کرنے سے زیادہ ہوگئی ہی اس لیے عین لڑائی مین شکست کی صورت بناکر بھاگے اور دلاور خان کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑا۔ دلاور خان نے باوجود اس کے قلب لشکر سے جمال خان پر حملہ کرکے بھگا دیا اور عوام لشکری لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور جمال خان جو اسمٰعیل نظام شاہ کے ساتھ کھڑا تھا موقع پاکر دلاور خان پر ٹوٹ پڑا اس وقت دلاور خان کے پاس فقط دو سو سوار تھے۔ سمجھا کہ ٹھہرنا موت ہی ناچار مع سات ساتھیون کے جن مین یہ راقم الحروف بھی تھا بھاگا۔ راہ مین سنا کہ عین الملک و عالم خان فلان راہ سے ارسنگ جاتے ہین تاکہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر تجھے برباد کرین۔ دلاور خان سنتے ہی کوچ بہ کوچ نہایت جلدی کے ساتھ دوسرے راستہ سے بادشاہ کی حضوری مین پہونچ گیا اور راہ مین قریب تین ہزار شکست یافتہ کے اس سے مل گئے تھے اور دار ارسنگ مین دشمن کے خوف سے نہ ٹھہرا بادشاہ کی رکاب مین شاہ درک کی طرف روانہ ہوکر صبح کو وہان پہونچ گیا۔ جمال خان کو ناامیدی مین ایسی فتح و غنیمت و ہاتھی میسر ہوئے اس نے دار ارسنگ کی طرف کوچ کیا اور راقم الحروف بوجہ زخمون کے بادشاہ کے ہمراہ جانے سے معذور ہوکر قصبہ ارسنگ مین ٹھہر گیا تھا مہدویون کے قبضہ مین پڑا اور لطائف الحیل سے چھوٹا۔ چونکہ جمال خان کو یہ خبر پہونچی کہ راجہ علے خان و امرائے برار نے امجد الملک کو گرفتار کیا اور سب برہان نظام شاہ سے مل گئے ہین ناچار دار ارسنگ سے جلد کوچ کرکے برار کی طرف روانہ ہوا تاکہ برہان نظام شاہ سے لڑے۔ راجہ علے خان و برہان نظام شاہ اس کی توجہ کا حال سنکر بہت پریشان ہوئے اور سید امجد الملک مہدویہ کو مقید کرکے قلعہ اسیر مین بھیجا اور بہت جلدی کے ساتھ جمال خان کے تعاقب کے لیے عادل شاہ کی خدمت مین خطوط بھیجے۔ عادل شاہ وہان سے روانہ ہوکر قصبہ پاٹری تک جو اسّی کوس ہی تعاقب کیا تب بھی جمال خان تک آٹھ روز کا فاصلہ تھا ناچار عادل شاہ نے امرائے برکی کو آٹھ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا تاکہ تاخت کرکے جمال خان کا رسد و غلہ بند کرین اور راتون کو چھاپہ ماریں اور بادشاہ نے خود ایک جھیل کے کنارے جس کا پانی بہت صاف و ہوا دلکش و باغات پر فضا تھی توقف کیا اور چاہا کہ چند روز یہان توقف فرماوے دلاور خان پر نخوست سوار تھی کوشش کی کہ دوسرے روز ضرور کوچ ہو اور رکابات روہنگیر کے مقام سے پہلے کہین توقف نہو۔ یہ ارادہ بالکل بادشاہ کے شوق سے الٹا تھا بادشاہ کو سخت غم ہوا اور بالکلیہ عزم کرلیا کہ دلاور خان کے قبضہ سے نجات پاوین لیکن چونکہ امرائے خاصہ خیل بالکلیہ دلاور خان کے تابع تھے تشویش و تفکر ہوا آخر دو خدمتگار ہندو جو مدت دراز سے ملازم درگاہ تھے ان سے خفیہ پیام کا ذمہ لیا اور وہ دونون امیر الامرا عین الملک کنعانی کے پاس پہونچے اور یہ پیام دیا کہ بادشاہ دلاور خان کے تسلط سے سخت پریشان ہین آخر یہ رائے ٹھہری کہ جب دلاور خان خواب غفلت مین ہو سوار ہوکر عین الملک آنکس خان کی مستعد فوج مین آجاوین۔ بادشاہ نے چودھوین رجب ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے ہجری کی شب کو اپنے غلام کفشدار خان کو حکم دیا کہ خاصہ گھوڑا

حاضر کرے اس نے جلو دار سے طلب کیا جلو دار نے کہا کہ بغیر حکم دلاور خان کے کبھی نہ دونگا کشدار خان نے فوراً اُس کے چانچہ مارا اور جب جلو دار سے ممکن نہوا کہ دلاور خان تک خبر پہونچاوے ناچار واپس ہوکر گھوڑے حاضر کیے بادشاہ مع غلامون کے سوار ہوکر باہر نکلا - الیاس خان بادشاہی دایہ کا بیٹا پہرہ پر تھا دوڑکر رکاب چومی اور سواری کا سبب پوچھا بادشاہ نے کہا کہ بات کرنے کا موقع نہین ہے اپنے ساتھیون کو لے کر ساتھ آؤ وہ قریب ایک سو سوارون کے ساتھ ہوا اور صحیح سالم لشکر سے نکلکر عین الملک و انکس خان کے قریب پہونچا وہ لوگ مع افواج کی پابوسی مین حاضر ہوئے جب یہ خبر پھیلی تو خاصہ خیل و مجلسی و پہرہ والے سب سوار ہوکر خدمت مین پہونچ گئے اور یہ راقم بھی انھین مین شامل تھا الغرض تین ہزار آدمی جمع ہوگئے بادشاہی طالع کے قوت سے اس رات امر غریب یہ تھا کہ دلاور خان جس کی عمر اسّی برس سے زائد تھی اس رات اپنی معشوقہ کے وصل سے غافل تھا - یہ ایک دکنی عورت تھی جس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر غائبانہ عاشق ہوا تھا اور اتفاق سے اسی رات ساتھ آئی تھی لہذا کسی کو مجال نہ تھی کہ اسکے وصل مین مخل ہو یہانتک کہ بادشاہ کے چلے جانے کے بعد مقربین نے بڑی مشکل سے اس کو آگاہ کیا اور وہ نوگر پانچ چھ ہزار سوار و پیادہ بے شمار کے اپنے بیٹون کو ساتھ لیے قریب پہونچا اس کا خیال غلط نہ تھا کہ اس کے دبدبہ و شوکت سے سب خائف ہوکر مطیع ہوجاوین گے - چنانچہ مشہور ہے کہ عین الملک وغیرہ نے اس سے کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ جب اتفاقیہ یہان آئے تو ناچار ہم سب حاضر ہوئے اب تم شوق سے لے جاؤ ہم متعرض نہون گے اگرچہ ظاہر مین بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ ہم لوگ اس کے دفع کرنے کے واسطے مستعد ہین دلاور خان نے فوج وغیرہ کو کچھ فاصلہ سے چھوڑا اور پانچ سو سوار و چار نامی ہاتھی لے کر حضرت بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح سوار یہ عرض کیا کہ بادشاہ کو رات مین سواری مناسب نہ تھی بہتر یہ کہ حضرت اپنے سرا پردہ مین معاودت فرماوین - بادشاہ نے غصہ مین کہا کہ کوئی ہے کہ اس بے ادب کو سزا دے کہ ناگاہ خاصہ خیل مین سے اوک خان نے بجلی کی طرح گھوڑا اچکا کر دلاور خان کو تلوار ماری اگرچہ کچھ اثر نہوا لیکن دلاور خان نے گھوڑا پیچھے ہٹایا اوک خان نے چاہا کہ دوسرا وار کرے لیکن تلوار کی چمک سے دلاور خان کا گھوڑا الف ہوا اور وہ گر پڑا اور ہاتھی بان نے اسکی خبر پاکر ہاتھی بیچ مین ڈال دیا کہ دلاور خان سوار ہوکر اپنی فوج مین مل گیا اور چاہا کہ لڑائی شروع کردون لیکن فوج والے بوجہ غضب و رعب بادشاہی کے اس کو چھوڑ کر منتشر ہوگئے - وہ متحیر و پریشان ہوکر بھاگا اور کمال خان جو دارا رسنگ کی جانب بھاگا تھا گرفتار ہوکر مارا گیا اور دلاور خان نے بیٹون کے ساتھ بھاگ کر احمد آباد بیدر مین دم لیا - بادشاہ نے عین الملک وغیرہ کو استمالت کے طور پر امان دے کر عہد و وعدہ سے مطمئن کیا باوجودیکہ اسکا قصور تم نے پہلے سن لیا - الغرض بادشاہ اپنے سرا پردہ مین آیا اور خاص خیر خواہون کو طرح طرح کے الطاف سے سرفراز کیا - اس عرصہ مین عجیب لطیفہ واقع ہوا کہ دلاور خان نے مذہب شیعہ کا شعار موقوف کردیا تھا - خدام درگاہ نے خیال کیا کہ بادشاہ

کے والد طہماسپ شاہ اور چچا علی عادل شاہ دونون شیعہ تھے ضرور بادشاہ بھی شیعہ ہوگا لہذا بہت سے سنی خدام نے ظہر کے اذان کے وقت تشیع کا اظہار کرکے اذان مین اشہد ان علیا ولی اللہ زیادہ کرنے مین اصرار کیا۔ بادشاہ یہ سنکر غصہ ہوا اور جو لوگ اس کا باعث تھے اُن کو گرفتار کیا لیکن جب یہ واقعہ عرض کیا تو ہنسکر فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو بصدق دل سنتے و کہتے ہین لیکن شیعہ کا شعار قرار دیکر نہین کہتے۔ آخر بادشاہ نے اُن کے قصور معاف کیے اور بہت دنون تک ہنسی سے ان لوگون کو مصلحتی شیعہ کے لقب سے یاد کرتے رہے۔ اب تک بیجاپور مین حضرات خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا خطبہ جاری ہی اور ائمہ اطہار علیہم السلام کا نام نجی یوسف عادل شاہ کے زمانہ کی طرح مذکور ہوتا ہی۔ اسنے مین جمال خان کے مارے جانے اور برہان شاہ کے فتح کی خبر پہونچی تو بادشاہ عادل نے تہنیت نامہ برہان نظام شاہ کو روانہ کرکے بیجاپور کی طرف کوچ فرمایا اور وہان پہونچکر بساط عدل و داد مبسوط فرمائی اور زمانہ سابق کے خلل دور کیے

برہان نظام شاہ کی بیوفائی اور اپنے اعمال کا بدل پانا

دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے بھی بھاگ کر احمد نگر مین برہان نظام شاہ کی خدمت مین پہونچکر مسند امارت پر ممتاز ہوا اور چند ہی روز مین برہان شاہ کو داہیات دُاُل سے طمع دلائی کہ قلعہ شاہ درگ اور شولاپور لیکر کے ممالک نظام شاہ کا ضمیمہ کرسکتا ہون اور یکایک دولت عظیم سے محروم ہوکر ایسا دیوانہ و مسلوب العقل ہوگیا تھا کہ برہان شاہ کی مجلس مین بیہودہ باتین نسبت بدولت عادل شاہیہ اس سے سرزد ہوتی تھین اور مخبرون کے ذریعہ سے عادل شاہ کو پہونچتی تھین بادشاہ عدالت پناہ ایسے امور اپنی نسبت برہان شاہ سے بہت بعید سمجھتے اور بجا نہ تھا کیونکہ حقوق اعانت و استمداد بہت سے تھے لیکن برہان شاہ کی بیوفائی بعض امور سے ظاہر بھی ہوگئی چنانچہ شروع سنہ ایک ہزار مین بادشاہ کے یہان لڑکا پیدا ہوا اور اس کے مامون محمد قلی قطب شاہ نے سونے کا پالنا وغیرہ مع مبارکباد روانہ کیا لیکن برہان شاہ نے زبانی تہنیت بھی نہ بھیجی باوجود اس کے عادل شاہ نے ملا عنایت اللہ چرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان اس درگاہ کے غلامون سے ہی آپ کی دوستی و محبت کا مقتضا یہ تھا کہ اس کو مع اُن تمامیون کے جو جمال خان نے اس سے حاصل کیے تھے یہان روانہ فرماتے کہ بناے دوستی مستحکم ہوتی۔ برہان شاہ نے بجاے مروت کے پوری کدورت اس طرح ظاہر کی کہ عین برسات مین دلاور خان کی تحریک سے فوجین لے کر جمادی الثانی سنہ ایک ہزار مین عملداری عادل شاہیہ مین داخل ہوکر قتل و غارت کرنا شروع کیا۔ عادل شاہ نے یہ اخبار سنکر فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ بیوفا وعدہ شکن بدون میری تلوار کے اپنے کیفر کردار کو پہونچے گا۔ مین پھر بھی چند روز تحمل کرتا ہون شاید نادم ہوکر اپنی اصلاح کرے ورنہ آخر مین یہی نتیجہ ہی۔ برہان شاہ جب حوالی منگلسر تک پہونچا اور ادھر سے کوئی متعرض نہوا تو خائف ہوا کہ شاید حیلہ یہ ہی کہ ملک کے درمیان لاکر مجھے گھیر لین لہذا

کا قصد کیا لیکن دلاور خان کے بہکانے سے پھر ستیزہ روئی اختیار کی اور بیجاپور سے تیس کوس دریاے بیورہ کے کنارے ایک قلعہ بنانے کے لیے ٹھہرا۔ اب بھی عادل شاہ نے مقابلہ کا قصد نہ فرمایا اور امرا کسی قدر متحیر ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ برہان شاہ اس برسات مین قلعہ بنانے کی کلفت مین مشغول ہی مجھے امید ہی کہ وہ طفلانہ گھروندا بنا کر آخر اپنے ہاتھ سے مٹا دیگا اور سواے تکلیف و محنت کے کچھ نہ پاوے گا اور خود عیش و عشرت مین مصروف رہا۔ امراے عادل شاہی بھی متحیر و متفکر تھے اُدھر برہان شاہ نے مجلس مشورت مین پوچھا کہ آخر ابراہیم عادل شاہ کیون خاموش ہین بعض نے کہا کہ تو جوانی مین عیش پرستی سے غفلت ہی بعض نے کہا کہ امراے کبار پر اطمینان نہین ہی۔ اسی عرصہ مین دلاور خان کے خاص فرستادہ حاضر ہوئے اور دلاور خان کی طرف سے عرض کیا کہ حضور کی خاموشی سے دشمن دلیر ہو گئے ہین جہان تک جلد ممکن ہی تدارک فرمایا جاوے تو بہتر ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس مدت تک مین نے خیر خواہون کی قدر نہ جانی اب معلوم ہوا کہ بدون اس معتمد کے سلطنت کو رونق نہو گی چاہیئے کہ ماجراے گذشتہ کو جواہل غرض کے فریب سے واقع ہوا تھا فراموش کر کے خیر خواہی مین ثابت قدم رہے اور یہان آکر اپنا شغل سابق اختیار کرے۔ دلاور خان اس پیام سے پھول کی طرح کھل گیا لیکن احتیاط کر کے ایک معتمد کو بھیجا کہ اگر حضرت عہد فرماوین کہ مجھے جان و مال کا آسیب نہ پہونچاوین تو بسر و چشم حاضر ہون بادشاہ نے اپنے ایک معتمد سے کچھ کہا پھر عہد ظاہر کیا اور عہد نامہ بھیجدیا۔ دلاور خان اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو ساتھ لے کر برہان شاہ سے بالحاح تمام رخصت حاصل کر کے اس امید پر دوڑا کہ پھر بادشاہ کو معطل کر کے سلطنت کی کنجی اپنے ہاتھ مین لاؤن گا۔ بادشاہ آخر روز باغ سے پورے جلوس کے ساتھ قلعہ ارک جاتا تھا کہ دلاور خان نے حاضر ہو کر رکاب چومی اور پیادہ روانہ ہوا۔ بادشاہ نے الیاس خان کو اشارہ فرمایا کہ دلاور خان کو سوار کر کے ساتھ لاؤ۔ جب قلعہ مین پہونچا اور محصور ہو گیا تو وہ شخص جس سے بادشاہ نے کچھ کہا تھا بہت تیزی سے بڑھا کہ الیاس خان سے لے کر دلاور خان کی آنکھ مین سلائی پھیرے دلاور خان نے بہت عاجزی و الحاح کے ساتھ الیاس خان سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرے کہ مین آپ کے عہد پر اطمینان کر کے حاضر ہوا ہون بادشاہ نے کہا کہ مین اپنے عہد کے خلاف نہین کرتا کہ تجھے بعد عہد کے جان و مال کا ضرر پہونچاؤن یہ شخص کمال البتہ ایسا کرتا ہی۔ آخر دلاور خان قلعہ ستارہ مین قید ہوا اور چھٹے سال وہان انتقال کیا۔ اب بادشاہ نے افواج طلب کین اور اول امراے برکی کو چھ سات ہزار سوار سے روانہ کیا کہ ولایت محفوظ رکھین اور لشکر نظام شاہیہ کو رسد سے تنگ کرین پھر رومی خان کو دس ہزار سوار سے پھر الیاس خان کو تین ہزار خاصہ خیل سے روانہ کیا۔ برہان شاہ نے امراے برکی پر کئی بار فوج بھیجی اور ہر بار شکست کھائی۔ آخر خود تاخت کی چونکہ اُن کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی پریشان ہو کر دریاے بیورہ پہونچے اور اس کو پایاب پا کر پار اُتر کے رومی خان دکنی و الیاس خان سے مل گئے اتفاق سے اُسی وقت سیلاب عظیم آگیا اور برہان شاہ

پار نہو سکا لوٹ گیا اور اس اثنا مین لشکر نظام شاہ مین قحط پھیلا اکثر سپاہی بے قوت ہو گئے اور اس پر وبا پھیلنے سے بہت لوگ مرے چنانچہ لشکر مین سے بہت آدمی و ہاتھی گھوڑے ضائع ہو گئے تو لاچار ہو کر دو تین منزل اپنے سرحد کی طرف چلا گیا اور قلعہ جدید جو ابھی پورا نہ تھا اسد خان گجراتی ترک کو مع سامان استحکام سپرد کیا جب اس کے پاس سامان و غلہ کافی پہونچ گیا اور وبا مین بھی سکون ہوا تو برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کے محاصرہ کا عزم کیا۔ عادل شاہ نے امرائے مذکور کو لکھا کہ دریائے بیورہ عبور کر کے برہان شاہ کو مانع ہون۔ برہان شاہ نے تورنگ خان دکنی کو خلاصہ لشکر کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا اور جنگ شدید کے بعد تورنگ خان سپہ سالار اعتماد خان سوشتری کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی حالت مین سہیل خان نے بھی حملہ کیا اور امرائے نظام شاہیہ شکست کھا کر خستہ و مجروح بمشکل تمام برہان شاہ سے ملحق ہوئے اور امرائے عادل شاہ نے سو بڑے ہاتھی و چار سو گھوڑے و چار سو فوجی گرفتار نی الفور بیجاپور روانہ کیے اور وہان سے خلعت و شمشیر و کمر مرصع و انواع عاطفت سے مسرور ہوئے نظام شاہیہ مدت کے سفر و تکالیف سے دل برداشتہ ہو کر بھاگنے لگے بلکہ امرائے دکنی و حبشی نے چاہا کہ برہان شاہ کو اتار کر اُن کے بیٹے اسمٰعیل کو قید سے رہا کر کے تخت پر بٹھا دین بلکہ یوسف خواجہ سرائے و کامل خان دکنی نے برہان شاہ کے قتل کا قصد کیا لیکن بادشاہ نے آگاہ ہو کر اُن کو دفع کیا اور تختگاہ احمد نگر کی طرف مراجعت کے ارادہ سے اپنی سرحدی قضیہ کرور مالیان کی طرف کوچ کیا۔ رومی خان و الیاس خان نے مع امرائے برکی تعاقب کیا اور ہر طرف سے مزاحمت پہونچا کر تنگ کیا۔ برہان شاہ اپنے آنے و قلعہ بنانے و ہنگامہ اُٹھانے سے نادم ہو کر جان گیا کہ بدون صلح کے احمد نگر تک پہونچنا دشوار ہے باوجود اس کے انجام اچھا نہو گا لہذا قصبہ مذکور کے باہر قیام کر کے صلح کی خواستگاری کی عادل شاہ نے ابتدا مین توقف کیا اور ایک مہینہ تک تغافل مین ڈال دیا برہان شاہ نے وسائل پیدا کیے حتی کہ محمد قلی قطب شاہ نے مصطفےٰ خان استرآبادی کو و راجہ علے خان نے خواجہ عبدالسلام تونی کو التماس صلح کے لیے بھیجا اور بہت الحاح و ابرام کیا تو عادل شاہ نے فرمایا کہ بے وجہ برہان شاہ نے ہماری سرحد مین داخل ہو کر حد سے زیادہ رعایا پر ظلم و ستم کیا آخر ہم نے امرائے مین سے ایک جماعت کو بھیجا کہ یہ مضرت دفع ہو گئی اور وجہ نزاع فقط دلاور خان حبشی ور ہاتھی تھے وہ بزور و حکمت ہم کو پہونچ گئے خیر ہم بھی اس ماجرائے ناگوار کو نابودہ سمجھ کر صلح قبول کرتے ہین مگر اس شرط سے کہ جو قلعہ جدید بنایا ہی خود ہی اپنے ہاتھون مسمار کرین مصطفےٰ ہم تو پہلے بھی وفا پر رہے اور اب بھی ہین مصطفےٰ خان نے عرض کیا کہ اعیان درگاہ مین سے کسی کو ارسال فرمایا جاوے کہ اس کے سامنے عہد و قسم درمیان مین آوے۔ بادشاہ نے عاقل فاضل شاہ نواز خان کو جن کا کچھ حال آوے گا روانہ فرمایا۔ برہان شاہ نے مجلس آراستہ کر کے شاہ نواز خان سے ملاقات کی چونکہ وکلائے راجہائے دکن وغیرہ موجود تھے چاہا کہ پہلے شاہ نواز خان صلح کا ذکر کرے تاکہ میری طرف سے قبول یا جاوے۔ شاہ نواز خان سمجھ گیا اور ملاقات مین حرف صلح کا مطلق ذکر نکیا

آخر مصطفےٰ خان و خواجہ عبد السلام جو بطریق رعایت درمیان مین پڑے تھے صاف بول اُٹھے کہ اعلیٰحضرت برہان نظام شاہ کی اصلی غرض یہ کہ شاہان سابق کے طریقہ پر صلح و صفا درمیان مین جاری ہو شاہ نواز خان نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہی کہ بادشاہ عدالت پناہ کی دوستی کا پھل بہت خوشگوار اور دشمنی بیایان محنت کا خاندار ہی مخالفون و منافقون کو دوست سمجھنا اور ایسے سیاہ رو اور سیہ بختون کے کہنے سے دوستون پر لشکر کشی کرنا مذہب مروت و دور اندیشی سے بعید ہی لیکن الحمد اللہ کہ ہنوز عدالت پناہ کا دل صاف ہی دوستی کا تار نہین ٹوٹا ہی اگر چند امور نامرضیہ کے وقوع سے کچھ کراہت کا ظہور ہوا ہی تو تھوڑی سعی و کوشش سے اس کی اصلاح و صفائی ممکن ہی۔ حضار مجلس برخان والا شان کی عجیب تقریر سے حیرت چھا گئی اور انھون نے عادل شاہ کے دولت اقبال کا اندازہ کیا کہ اس کی درگاہ مین ایسے عقلاے روزگار جمع ہین اور سب نے احتیاط و اتفاق سے قرار دیا کہ برہان شاہ منگلسرہ جاکر قلعہ مذکور منہدم کرکے احمد نگر مراجعت فرماوین چنانچہ برہان شاہ نے وہان پہونچکر اپنے ہاتھ سے اس کی ایک اینٹ منہدم کی پھر تمام لشکر نے دم بھر مین قلعہ و زمین برابر کردی اور برہان شاہ نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور قلعہ پرندہ سے شاہ نواز خان کو خلعت و کمر سے سرفراز کرکے رخصت دی اور وہ بیجاپور پہونچکر کمال تقرب سے سرفراز ہوا۔ اسی سال ہزار مین بادشاہ نے میر خان حبشی کو اخلاص خان خطاب امارت سے سرفراز کیا اور غایت امانت سے امیر مذکور آج تک کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہی عزت سے قائم ہی۔ راقم الحروف نے پہلے لکھا تھا کہ سید مصطفےٰ خان نے قلعہ بیجاپور وچندر کوٹی مسخر کرکے سنکر ناتک دارسب ناتک و کنک ناتک و تنگنا وڑی و بہرہ دیوی و کھنی وغیرہ کو باج خراج پر مطیع کیا تھا بعد شہادت مصطفےٰ خان کے معطل ہوا پھر بلبل خان نے مطیع کرکے سالہاے باقیہ کا کچھ خراج وصول کیا تھا کہ نظام شاہیہ کے فساد سے ادھورا چھوڑا۔ سنہ ایک ہزار دو بھری مین بادشاہ نے انجن خان ولد بزرگ کمال خان بن کشور خان لاری کو لشکر کثیر کا سپہ سالار کرکے بلیاررو انہ فرمایا۔ اس نے وہان پہونچکر اول اُن راجاؤن کے پاس ایلچی بھیجا کہ فرمانبرداری بہتر ہی ورنہ جان کا خطر سب نے اطاعت قبول کی چونکہ سب سے پہلی سب سے بڑے راجہ کنک نائک نے حاضر ہوکر سرفرازی پائی تھی تو باقیون کو خوف ہوا کہ مبادا وہ اپنی کثیر فوج سے ہم کو گرفتار کرلے سب نے اتفاق کرکے بیس ہزار فوج سے کر دشوار گزار پہاڑون مین حصار اختیار کیا۔ انجن خان نے عقلمندی سے پہاڑون مین جانا خلاف مصلحت دیکھکر ارسب نائک کے قلعہ جرہ کی طرف کوچ کیا تب وہ لوگ مضطرب ہوکر پہاڑون کو چھوڑکر پہاڑی تنگ راستہ پر مزاحم ہوئے اور آخر بعد تین روز کی جنگ کے متفرق اپنے اپنے قلعہ مین متحصن ہوئے اور ارسب نائک نے عاجز ہوکر دو بڑے ہاتھی اور بہت سے اموال و نفائس بطریق خراج ادا کیے اور دائمی اطاعت قبول کرکے ساتھ ہوگیا اور انھین دنون مادھو تنگنا وڑی کا قلعہ میوری مفتوح ہوا اور بیس ہاتھیون کے قریب ہاتھ آئے اور بقیہ رفتہ رفتہ تمام مذکہ مفتوح ہوجاتا کہ ناگاہ فتنہ نگون کی خبر آئی اور بلیاریون نے عجب اضطراب

کیا اور بادشاہ کے فرمان سے منجن خان نے وہان کا معاملہ معطل چھوڑکر بیجاپور کی طرف کوچ کیا ۔

ذکر فتنہ شاہزادہ اسمٰعیل بن طہماسپ واس کا فرو ہونا علی عادل شاہ

نے وفات کے وقت اپنے بھائی طہماسپ کے بیٹے ابراہیم بن طہماسپ عادل شاہ ثانی کو تخت نشین کرنے کی وصیت کی تھی جس پر عمل کیا گیا ۔ چھوٹا بھائی اسمٰعیل بن طہماسپ بچپن مین بادشاہ کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا جب بڑا ہوا تو دستور کے موافق دلاور خان نے قلعہ نلگوان مین مقید محبوس کیا ۔ جب دلاور خان کا تسلط دور ہوا تو بادشاہ نیک نہاد نے نلگوان مین آدمی بھیجکر بھائی کی تسلی کی کہ ہرچند اشتیاق دیدار بہت ہی مگر بمجبوری نہین بلا سکتا بالفعل باتون سے زنجیر دور کی جاوے اور قلعہ وسیع مین جہان پھول پھل درختون کی بہت کثرت ہی اور مقام پُر فضا اور عمارات عالیہ وہان خوشی کے ساتھ عیش کے جملہ سامان مہیا کر دیے جاتے ہین بعیش وعشرت بسر کرین آیندہ حسب موقع انشاء اللہ تعالے ساتھ رہنا نصیب ہونا ممکن ہی اور وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو بہ تاکید لکھا کہ برادر یجان برابر کو ہر طرح کا آرام و آسائش و خوشی و خرمی ہونچاوین لہذا سوائے قلعہ سے باہر جانے کے تمام اقسام عیش مہیا تھے اور بادشاہ ستودہ خصال متواتر طرح طرح کی سوغات و نفائس سے مسرور فرماتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ اس ولایت سے بہتیرہ انبہ جس سے بہتر انبہ نہین ہوتے اول پھل اترے اور بادشاہ کے لیے لائے تھے بادشاہ نے واپس کیے کہ پہلے جاکر میرے عزیز بھائی کو کھلاؤ پھر جو پھل اترین وہ مجھے پہونچانا ۔ بے شبہہ بادشاہ کی نیک نہادی کے واسطے یہ نمونہ بہت کافی ہی اور لحاظ حق قرابت و مروت اور کمال انسانی اس سے واضح مگر ان تمام احسانات و خوبیون کا عوض اُس بھائی کی طرف سے یہ ہوا کہ اُس نے وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو ملایا اور بہت سے امرائے بیجاپور کو بھی وعدہاے مرغوب سے اپنی طرف کرکے سانوین رمضان سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو ہجری مین بیچارے مروت و محبت و احسانکے بیوفائی و دشمنی و بدخواہی کا جھنڈا اُٹھایا یہ سمجھ کہان کہ سلطنت عطیۂ حضرت ذوالجلال والاکرام ہی بدون اس کے تمام سعی بے سود ہی یہ بھی نہ سمجھا کہ بادشاہ عدالت شعار کے ساتھ کفران نعمت کا نتیجہ خواری دنیا و آخرت ہی جب یہ خبر تحقیق ہوگئی تب بھی بادشاہ نیک نہاد نے معتمدان بارگاہ مین سے حضرت شاہ نور عالم کو جو حضرت شیخ المشائخ قطب العالم شیخ حنید بغدادی قدس سرہٗ کی اولاد مین تھے مع نصیحت نامہ کے برادر نامہربان کے پاس بھیجا کہ شاید راہ راست پر آجاوے مگر شاہزادہ اسمٰعیل نے جواب سخت دیا اور شاہ نور عالم کو مقید کیا اور اپنے معتمد شاہ برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر مدد چاہی ۔ برہان شاہ تو عہد شکنی کو عین صواب سمجھتا اور ایسے سوانح خداے چاہتا تھا فوراً امداد کا اقرار کرکے لکھا کہ امراے بیجاپور کو بھی بہر صورت متفق کر دخصوص عین الملک کنعانی کو جس کی جاگیر نلگوان کے قریب ہی ۔ شہزادہ اسمٰعیل نے خوش ہوکر اول ہیگری مین عین الملک سے رابطہ پیدا کرکے میر آنکس خان کو بھی متفق کر لیا اور نلگوان مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا عین الملک منافق نے بظاہر بادشاہ کے مراسلہ مین خیر خواہی کا اظہار کیا اور باطن مین شاہزادہ اسمٰعیل سے متفق تھا

بادشاہ نے جب شاہ نور عالم کے مقید ہونے کی خبر سنی تو غضبناک ہوکر الیاس خان کو پانچ چھ ہزار سوار سے نگلون فتح کرنے کے لیے روانہ فرمایا جس نے سخت محاصرہ کیا چونکہ عین الملک نے ظاہری نفاق سے دھوکا دیا تھا بادشاہ نے اس کی فوج بھی محاصرہ کے لیے طلب کی اور یہ لوگ اپنے مورچل کی طرف سے ہر قسم کا غلہ و رسد قلعہ مین بھیجتے تھے۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر عین الملک کو طلب فرمایا عین الملک نے دربار کے کفار کو اموال خطیر سے موافق کرلیا جو اکثر اوقات اس کی خیر خواہی کا ذکر کرتے تھے بادشاہ کو شک پڑ گیا اور چاہا کہ عین الملک کی تالیف قلبی کرے چنانچہ مجلس عام مین اس کو خطاب و انعام سے سرفراز کرکے رخصت دی اس کو بنک نے تمام حقوق و انعام نابود کرکے شہزادہ اسمٰعیل سے اتفاق کرنے مین زیادہ اصرار کیا آخر یہ خبر فاش ہوگئی اتفاق سے حیا خان کوتوال بیجاپور باروت وغیرہ الیاس خان پاس پہونچانے گیا تھا واپسی مین پرگنہ ہیکری سے گزرا اور عین الملک سے سخت گفتگو کے ساتھ پیش آیا اور اس کو حرام خور کہا تاکہ وہ خوف کھاکر زر نقد سے موساۃ کرے اس نے اخفار سے مایوس ہوکر حیات خان کو قید کیا اور علانیہ باغی ہوگیا اور حکام قلاع و پرگنات کے نام خطوط لکھکر شہزادہ اسمٰعیل کے خیر خواہی پر مائل کیا اور اکثر موافق بھی ہوئے اور عین الملک نے برہان شاہ کے حضور مین بھی عریضہ بھیجکر یہان کے امرا کا اتفاق عرض کیا اور درخواست کی کہ اگر حضور کی امداد سے شہزادہ اسمٰعیل تخت نشین ہون تو قلعہ شولاپور و شاہ درگ ملازمان حضور کے نذر کرینگے اور اس کا عہدنامہ مہری بھی بھیجدیا۔ برہان شاہ نے عہد و پیمان توڑکر افواج طلب کین اور احمد نگر سے کوچ کیا۔ عین الملک خوشی مین پھولا اور اپنا لشکر بھی جمع کیا اور امرائے ضلع بھی راہ صواب سے منحرف ہوئے اور مملکت بیجاپور مین عجب شورش پیدا ہوگئی اور اس شورش مین کفار ملیبار نے ملک قلعہ چندرکوٹی دوبارہ چھین لیا اور بیکاپور تک مزاحم ہوئے اور یکایک الیاس خان نے بھی محاصرہ چھوڑکر ہر اس کی حالت مین بیجاپور مین قدم رکھا جس سے عجب اضطراب دارالسلطنت مین پھیلا قریب تھا کہ فتنہ سخت پیدا ہو۔ بادشاہ نے اس وقت غضب شاہی کو تحریک دی اور رومی خان والیاس خان کو جن پر درپردہ بغاوت کا شبہ تھا قید سخت مین ڈالا اور فوراً افواج کے طلب مین فرمان بھیجے چنانچہ سب سے پہلے عالم خان دکنی پہونچکر قدمبوس ہوا اور افواج نے برابر آنا شروع کیا ادھر عین الملک نے میدان خالی پاکر آنکس خان کے موافقت سے دس ہزار سوار و بیس ہزار پیادے جمع کیے اور نگلون پہونچکر شاہزادہ کے سر پر سبز چتر بلند کیا اور برہان شاہ نظام کے آنے کا انتظار نہ کیا۔ بادشاہ عادل نے سنہ ایک ہزار تین ہجری ربیع الاول مین حمید خان حبشی کو سردار فوج کرکے امرا مخلص کے ساتھ نگلون روانہ کیا اور بہت سے امور حکمت سمجھا دئے جب حمید خان قریب پہونچا تو عین الملک کے آدمیون نے آکر حمید خان کو شہزادہ اسمٰعیل سے موافقت کرنے پر راغب کیا۔ حمید خان نے بادشاہ عادل کے سمجھانے کے مطابق ان لوگون کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اچھے سلوک کے ساتھ اسی وقت ان کو رخصت کیا اور پیغام دیا کہ ہم درحقیقت حضور سے لڑنے

نہین آتے بلکہ تہ دل سے حضور کی قدمبوسی مقصود ہی اور امیدوار ہین کہ حضور دیر نہ کرین اور جلد باعہ شریف لاکر ہم لوگون کے سر پر اپنا سایہ مبارک ڈالین یقین ہی کہ اعلی مقصود بدون زحمت ومشقت کے حاصل ہو جاوے۔ بادشاہ عادل کا اقبال دیکھکر عین الملک جیسا گرگ باران دیدہ احتیاط ودور اندیشی سے غافل ہوکر برہان شاہ کے آنے کا انتظار نہ کیا اور فورًا شاہزادہ کو قلعہ سے باہر لایا اور کچھ دور چلکر ایک مسطح میدان مین حمید خان وامرار کی ملاقات کے واسطے اہتمام کیا کہ میدان صاف کرکے فرش بچھاوین اور سقے آب پاشی کرین اور خود پانون کے طبق وعطریات وخلعتون کی تیاری مین مصروف ہوا۔ عین الملک کا بیٹا عالی خان جو ہمیشہ باپ کو بادشاہ کی حرامخوری وبے وفائی سے منع کرتا تھا حمید خان کے جواب وطریقہ سے فریب سمجھا اور ہر چند باپ کو معقول دلائل سے سمجھانا چاہا اُس نے نادانی خیال کرکے سماعت نہ کی۔ سولھوین ربیع الاول روز جمعہ کو سقے آب پاشی کرچکے اور قالین بچھ گئے اور شاہزادہ نے محض بے پروائی سے جلوس فرماکر شراب اڑانی شروع کی اور عین الملک یون ہی نشہ غرور مین سرمست تھا ناگاہ حمید خان نے نزدیک ہوکر توپخانہ کو حکم دیا اور اس دھوان دھار مین عین الملک نے شاہزادۂ مست کو سوار کرکے چاہا کہ اپنی فوج سے دار وگیر کرے کہ ناگاہ سہیل خان خواجہ سرا نے یمنہ سے حملہ کرکے اس کی جماعت توڑدی اور عین الملک تلوار کھاکر گرا تو سہیل خان نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا شاہزادہ اسمٰعیل نے چاہا کہ علی خان وآنکس خان کے فوج مین پہونچکر برہان شاہ سے ملحق موجاوے مگر نشہ شراب سے زمین پر گرا اور حمید خان کے سوارون نے فی الفور گرفتار کرلیا اور خانجی بن شجاعت خان نے بیجاپور سے پہونچکر اس کو مستقر اصلی تک پہونچادیا اور جب عین الملک کا سر بیجاپور آیا تو خرد وبزرگ خوش ہوئے اور چند روز بطور عبرت لٹکایا گیا آخر بڑی توپ مین رکھکر اڑادیگیا اور حمید خان وسہیل خان واعتماد خان شوشتری حاضر حضور ہوکر انعامات وخطابات وغیرہ سے سرفراز ہوئے اور عالم خان بھی خطاب مصطفی خان سے مخاطب وده ہزاری سپہ سالار ہوا اور برہان شاہ اس واقعہ سے متحیر ونہایت نادم وخجل ہوکر احمد نگر واپس گیا۔ یہ واقعہ اہل عبرت کے لیے قدرت حق عزوجل کے آیات صنعت پر کافی دلیل تھا کیونکہ شہزادہ اسمٰعیل کی بغاوت مین عمدہ امرا واکثر حکام اطراف متفق تھے اور بغاوت کفار علاوہ اور تمام رعایاے ممالک کا حیرت واضطراب اور دارالملک کی رسد کا انسداد کچھ ایسے طور سے اسباب ظاہر جمع ہوئے تھے کہ اکثر اہل عقل کے نزدیک معاملہ بہت خطرناک نظر آتا تھا اور اس مین تو کسی کو بھی شک نہ تھا کہ فتنہ وآشوب دور ہونے کے لیے زمانہ درکار ہی حالانکہ شاہزادہ اسمٰعیل مین سواے مستی وشہوت پرستی کے عمدہ خصائل متوہم تھے حضرت مالک الملک تعالی وتقدس نے ایک دم مین تمام اسباب فتنہ وفساد سوخت کردیے اور اس بادشاہ پاک اعتقاد کے واسطے مزید یقین ہوگیا۔ یہ واقعہ بعینہ اس حالت کا تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے اوقات مین عرب کے درمیان ظاہر تھا اور بفضلہ تعالی ثبت جادہ ہوگیا

ذکر وزیر خوشخصال شاہ نواز خان بھیمال

جاننا چاہیے کہ خواجہ علاء الدین محمد شیرازی اپنے عہد کے معارف و مشاہیر سے تھے اُن کے تین بیٹون مین سے خواجہ سعدالدین عنایت اللہ حسن اخلاق و فنون حکمت و ریاضی وغیرہ مین فائق ہوئے ابتدائے عمر مین جناب سید فتح اللہ شیرازی کی خدمت مین انواع علوم حاصل کیے اور جب علی عادل شاہ نے مال خطیر سید موصوف کے پاس بھیجکر بیجاپور مین آنے کی درخواست کی تو خواجہ سعد الدین نے بھی آنجناب کی رفاقت مین سیر کا قصد فرمایا اور بیجاپور و برہان پور و مندو و اوجین و آگرہ و دہلی و لاہور وغیرہ سیر کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت کی اور حج کے قصد سے بغداد و زیارات نجف اشرف و کربلائے معلے سے فارغ ہوکر عراق کی راہ سے مکہ معظمہ مین حج ادا کیا اور وہان سے مدینۂ طیبہ پہونچکر بعد ادائے زیارت وطن کی طرف رجوع کیا اور چندے آرام کے بعد ملا شکیبی شاعر خواجہ عنایت اردستانی کی رفاقت مین پھر سیر دکن کا قصد فرمایا اور بندر جیول سے اترکر چندے وہان کے متنزہات سے مسرور ہوکر دارالسلطنت بیجاپور آئے اور سلطان ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ نے قدرشناسی فرماکر خطاب عنایت خان و جاگیر لائق سے سرفراز فرمایا۔ یہ دلاور خان کا زمانہ تھا پھر روز بروز ترقی پاکر ندیم مجلس شاہی ہوے اور سنہ ایک ہزار ہجری مین معتمد سلطنت ہوکر برہان نظام شاہ سے صلح کرنے اور اُن کے ہاتھون قلعہ ساختہ توڑوانے مین نامور ہوئے پھر محمد قلی قطب شاہ کے پاس بھاگ نگر مین جس کو حیدرآباد نام کیا گیا ہی بطور رسالت گئے اور کام بخوبی انجام دیکر بیجاپور آئے۔ جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل شروع ہوئی اور بادشاہ عادل کے اکثر حواشی بھی منافقانہ طریقہ سے باغیون سے موافق ہوئے تو شاہ نواز خان نے ذاتی شرافت سے پروانہ صفت خورشید سلطنت کی حفاظت مین سرگرم رہے اپنے اوپر خواب و خور حرام کرلیا اور نہایت عقلمندی سے جس کو منحرف پایا دفع کیا اور جس کو خیرخواہ پایا تقرب دیا یہان تک کہ بفضل الٰہی سبحانہ و تعالےٰ وہ فتنہ دفع ہوا چونکہ یہ کمینہ راقم الحروف بھی بصدق دل حضرت بادشاہ کا مخلص خیرخواہ تھا امید باتوفیر نے مجھے بھی ذرہ دار آفتاب سلطنت تک پہونچایا حتے کہ حضرت شاہی نے خاص زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ تاریخ روضۃ الصفا کا نسخہ ہی سیاق تاریخ مین پسندیدہ ہی اسی طرح تو بھی شاہان ہندوستان کی تاریخ جو صدق و صفائی کے ساتھ دروغگوئی و مداحی سے خالی ہو اس زمانہ تک مجلد علیحدہ مین تحریر کر کیونکہ کسی نے ہندوستان کی ایسی تاریخ نہین لکھی سوائے نظام الدین بدخشی کے وہ بھی مختصر ہے بندہ نے بعد زمین بوسی اس خدمت مین سعی کی اور چند اجزا بھی حضور مین پیش ہوکر پسند ہوگئے۔ الحق کہ بادشاہ جمجاہ مین وہ تمام خوبیان موجود ہین جو شاہان بزرگ کو سزاوار ہین اس مین کچھ بھی مبالغہ و مداحی نہین ہی افسوس کہ اس زمانہ حاسد مفسدون مین خود لیاقت نہین کہ رحمت الٰہی سے سرفراز ہون ورنہ یہی بادشاہ ہفت اقلیم لینے کا سزاوار تھا جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل مٹ گئی تو بادشاہ عادل نے

مدت کا خیال پورا کرنے کی طرف توجہ کی یعنے شاہی دیوان مین عیب تمام ہی کہ برہمن صاحب دیوان ہون جن کو شیطانی انسان کا قدیمی لقب ہی لہذا بادشاہ نے شاہ نواز خان کو وزیر الممالک کا خلعت عنایت فرمایا اور چند روز مین اس کا ثمرہ تمام لوگون پر السیا ظاہر ہوا کہ مدتون کے حسارات و بیرونقی پر حسرت سے انگلیان کاٹتے تھے کہ شیاطین الانس کس قدر تغلب و تصرف سے سلطنت بیرونق کرتے رہے ہین - پھر سنہ ۱۰۱۱ ایک ہزار دس ہجری مین وزیر الممالک کے یہان فرزند ارجمند میرزا اعلاء الدولہ کا قدم مبارک بساط وجود پر آیا اور مولانا فہیمی نے قصیدہ غرائے تہنیت سنایا اور سب قسم کے لوگون نے علی قدر مراتب انعام پایا چونکہ بادشاہ عادل نے خان موصوف کی قدر افزائی کا قصد فرمایا تھا تو خان موصوف نے نہایت عمدہ تکلف سے اس وسیع عمارت مین جو کچھ دنون پہلے حسب الحکم شاہی تیار کی تھی نثار قدوم کا اہتمام کیا جس کے ملاحظہ و طریق آداب سے شاہ والاجاہ بہت محظوظ ہوئے اور خان موصوف کی جاگیر و انعام و احترام مین زیادہ فرمایا اس موقع پر مولانا ملک قمی و مولانا ظہوری و مولانا حید رکاشی نے قصائد و انواع اشعار سے رونق مجلس کو دوبالا کر دیا - خان بلند مکان کے بڑے بھائی خواجہ معین الدین محمد بھی طلاقت و فصاحت مین ممتاز تھے بعد تقرب شاہ نواز خان کے شیراز سے حضور شاہی مین حاضر ہوکر خلعت و جاگیر سے سرفراز ہوئے لیکن نزدیک زمانہ مین جہان فانی چھوڑکر ملک جاودانی کی راہ لی اور بادشاہ عادل نے بجنسہ ان کی جاگیر اُن کے چار سالہ فرزند محمد ظریف کے نام بحال رکھی جو عم بزرگوار کی تربیت مین کسب کمالات سے ممتاز ہوئے اور چھوٹے بھائی خواجہ ہدایت اللہ بھی بڑے بھائی کی وفات سنکر بطور تعزیت بیجاپور آئے اور بعد رسوم تعزیت کے واپسی کا قصد کیا تو خان والاشان نے شیراز کی مسجد اتابکی کی مرمت کے لیے جو مندرس تھی سالانہ زر خطیر ان کے حوالہ فرمایا اب تک اسی کام مین مشغول ہین و للہ الحمد و المنہ

بیان قتل ابراہیم شاہ ثانی اور غلبۂ سپاہ عدالت پناہ بفضل و کرم ربانی

الحمد للہ علے احسانہ کہ اس خاندان رفیع الشان مین نوبت خلافت اور جہانداری کی ایسے شہریار ذی شوکت عدالت قرین کو پہونچی کہ قوائم ارکان اسکے بصنعت کانہم نبیان مرصوص کے مخصوص ہی اور مسند سلطنت اور تاجداری ایسے سلطان عظمت آیت کو واصل ہوئی کہ بارگاہ عرش اشتباہ اُسکی بمنقبت وَمَن دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا کے منصوص ہی صورت ہر مامول کی قبل اسکے کہ نفشبند خیال اُسکا صفحہ خاطر پر کھینچے بقدر سرعت کلک خیال سے صحرائے ظہور مین خرامان ہووے اور تشریف موہبت کہ خلعت خانہ وَلِلّٰہِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مین فراہم ہی قامت اقبال اُس کا ہر روز اُس کے حاصل کرنے مین مشرف ہووے اور ماہچہ اعلام ظفر غلام اُسکے نے کہ جسکی شان و صفت مین کانتا کوکبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زیبا ہی جس دیار پر پرتو ڈالا روز نگار ظلمانی وہان کے باشندون کا منور ہوا اور صحیفہ حسام فیروزی انجام اُسکا کہ مصداق یکادُ سنا برقہ یذہب بالابصار ہی جس مقام مین کہ بانتقام نیام سے باہر آیا سر مخالفون کے گوے میدان ہوئے ذوالفقار کی طرح چمکنے

مین برق چلنے مین باد فنا ہی آوازہ اُسکی سطوت کا اکناف مشرقین مین واصل ہوا اور حیت کشورکشائی اور دشمن کشی کا اطراف خافقین مین متواصل ہوا جو شخص کہ تند باد قہر اسکی سے نیچے گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام پر نہ پہونچا جس شخص نے اسکے حلقہ اطاعت سے سر باہر کیا بادیہ ہلاکت مین ہر طرف تیر محنت ہوا دلیل اس معنی کی بہ تحقیق اور برہان اس دعوی کے تصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان ہی کہ تفصیل اُسکی مولف خامۂ مشاطہ شیرین کار سے چہرۂ عروس روزگار پر لکھتا ہی اور قدرے اقبال شاہجہان کا نظر جہانیان مین جلوہ گر کرکے مرقوم خامہ زرنگار کرتا ہی کہ جب بادشاہ جہان مطاع نے حصار نلگہوان کو سرکشان بیفکر کے قبضۂ تغلب سے برآوردہ کرکے ہمت معاندان دولت قاہرہ کے دفع پر مصروف کی بعضے امرائے درگاہ کو کہ سرگریبان طغیان سے برلائے تھے منصب ایالت اور ریاست سے معزول اور محبوس کرکے خاطر دزد خانگی اور مار آستین سے مطمئن فرمائی چونکہ حرکات اور سکنات برہان نظام شاہ سے غبار کلفت خدایگان اعلی کے گوشۂ دل مین جاگزین تھا اسلیے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا کہ خصلت پسندیدہ سلاطین صاحب تمکین سے ہی اُس کے گرد پھرتا تھا لیکن اغماض بھی جو اوصاف سلاطین عالی مقدار سے ہی مانع الضمیر کو مانع ہوتا تھا اور نہین چاہتا تھا کہ مادۂ فتنہ و فساد ہیجان کرکے سفک دماء ظہور مین پہونچے کہ ناگاہ اس حال کے خلال مین برہان شاہ نے شاہزادہ اسمٰعیل کے فریب مین سنگ جفا کا عہد و پیمان کے شیشہ پر مار کر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کے قابل نرہا کسواسطے کہ جب خبر شہزادہ کے خروج کی احمد نگر کی طرف پہونچی اس کی اعانت کے واسطے قصداً لشکر جمع کرکے بتعجیل نلگہوان کی طرف روانہ ہوا لیکن حوالی قلعہ پرندہ مین خبر قتل ہونے عین الملک اور گرفتاری شاہزادہ سنکر اپنے سوار ہونے سے پشیمان ہوا اور اپنا پس سر کھجاکر احمد نگر گیا اور جو اُس وقت مین قلعہ چندر کوٹی کہ علی عادل شاہ نے مصطفے خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور میامن اخلاص سے مسخر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کے قبضۂ قدرت سے برآوردہ ہوکر کفار کرناٹک کے تصرف مین آیا تھا اور راے بیجانگر نے کہ اُس وقت بلکنڈہ کو دارالراج بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ پرخاش پر آمادہ ہوکر حدود مین بیشک فوج کش ہوگا اور قلعہ چندر کوٹی کے سبب کہ ایک راجہ نے لیا ہی اُس کی ولایت مین بھی گزند پہونچاویگا اس سبب سے محزون اور ملول ہوا اور عالی شاہ پسر عین الملک نے کہ بعد قتل ہونے اپنے باپ کے معرکہ سے بھاگ کر پناہ ساتھ اُسکے لے گیا تھا کہا علاج اس کا اس پر منحصر ہی کہ اتفاق کرکے تم اس طرف سے چند قلعہ ممالک عادل شاہ پر متصرف ہو اور اودھر سے برہان نظام شاہ بھی کچھ علاقہ فتح کرلے تاکہ اُس کے تسلط اور غلبہ مین تخفیف ہوے اور اُس سمت سے دلجمعی ہو راے بلکنڈہ نے یہ راے پسند کرکے برہان شاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہے اور خوف اس بات کا ہی کہ خدانخواستہ اس کی سپاہ کے سبب سلاطین اور حکام دکن کو مضرت پہونچے اس بارہ مین فکر واقعی کرکے وہ کام کرین کہ اس اندیشہ سے نجات حاصل ہو برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر مین شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رام راج قلعہ بیکاپور اور مدکل پر متصرف ہووے اور خود قلعہ شولاپور اور شاہ درگ کو حوزۂ تسخیر مین لاوے اور برہان شاہ نے

مقدمات سابق مثل تیار کرنے اور توڑنے قلعہ منکلیسر اور حوالی پرندہ سے بے نیل مقصود نہایت خجالت اور ندامت سے احمد نگر کو مراجعت کرنا مطلق فراموش کرکے لشکر کشی پر آمادہ ہوا اور مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالار کرکے ماہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ ۱۰۰۳ھ ایک ہزار تین ہجری مین بارہ ہزار سوار مسلح اور جرار مملکت عالم پناہ کی طرف نامزد فرمائے تاکہ ممالک سرحد کو تاخت و تاراج کرکے شاہ درگ اور شولاپور کو مفتوح کرین اور راے بلکنڈہ بھی فرصت پاکر بعضے قلاع سرحد کرناٹک صاحبقران کے اہلکارون کے تصرف سے برآورد کرے مصرع زہے تصور باطل زہے خیال محال + مرتضیٰ خان اور تمام امراے نظام شاہ بعد طی مسافت جب قلعہ پرندہ مین پہونچے اور دریافت کیا کہ اب تک راے بیجانگر نے بادشاہ عدالت گستر کی آتش غضب کے خوف سے اپنے مسکن سے قدم باہر نہین رکھا اندیشناک ہوکر اس مقام مین توقف کیا لیکن انکے قراول و تاراجیان نے سرحد کے قریون اور قصبات پر تاخت کرکے مزاحمت بیجا پہونچائی اور یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی امراے سرحد کے نام فرمان واجب الاذعان مخالفون کی تنبیہ اور گوشمالی کے بارہ مین صادر فرمائے اور انھین دنون مین انوبک بہادر جو سلک امراے عظام نظام شاہی مین منتظم تھا اس نے عدالت پناہ کی ولایت مین آن کر نشان حسارت بلند کیا تھا لیکن امراے عادل شاہی کی دست برد سے شربت ہلاک چکھا اس لیے رعب اور ہراس نظام شاہیون کے دل پر غالب ہوا اور اس حالت نے متوطنان بلدۂ احمد نگر تک سرایت کی چنانچہ ماہ جمادی الثانی کے اواخر مین کمال غصہ اور غیظ سے برہان نظام شاہ کا مزاج وہاج طریق اعتدال سے منحرف ہوا تپ محرق عارض ہوئی یہانتک کہ رجب المرجب کی نوین تاریخ کو وہ مرض ساتھ اسہال خونی کے منجر ہوا اس خبر کے انتشار سے ایک شورش عظیم اسکے لشکر مین جو قلعہ پرندہ کے قریب نازل ہوا تھا برپا ہوئی اور اخلاص خان حبشی زادہ کہ غلامان و دودمان نظام شاہیہ سے تھا اور اس لشکر مین اس سے کوئی شخص بزرگ تر اور صاحب شوکت نہ تھا اسنے تمام امراے حبشی اور دکنی سے اتفاق کرکے سر گریبان کینہ سے نکالا اور چاہا کہ بطور جمال خان کے عداوت جبلی کے باعث مرتضیٰ خان اور تمام غریبون کے قتل و غارت مین مشغول ہوکر کچھ اثر اُن کے آثار سے باقی نہ رکھون اس درمیان مین امراے غریب اسکے کید و غدر سے واقف ہوکر باتفاق اپنے ابناے جنس کے سوار ہوئے مرتضیٰ خان اور احمد خان قزلباش اور بعضے اور امرا سے بتعجیل تمام احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور خلیفہ عرب اور قزلباش خان نے مع ایک جماعت کثیر غریبان کے ولایت عدالت دستگاہ مین پناہ لاکر حبشی اور دکنی کے دست ظلم سے پناہ پائی اور اس اخبار کدورت آثار کے سننے سے برہان شاہ کے مرض نے ترقی پکڑی جیسا کہ مفصل اپنے مقام مین مذکور ہوگا اور آخر اس سراے پر خرخشہ سے دار البقا کی طرف ارتحال کیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا قائم مقام ہوا اور میان منجو دکنی پیشوا اور وکیل السلطنت ہوا لیکن امراے حبشی زادہ کہ جو فتنہ و فساد بدرجہ اعلی رکھتے تھے اس قدر حیثیت سے کہ ابراہیم نظام شاہ کی والدہ حبشیہ تھی مقرب اور مصاحب اور ندیم اُسکے ہوئے اور میان منجو چونکہ بعلاج تھا اس علت کو اپنی حالت پر چھوڑکر خاموش ہوا اور اسوقت حبشیون اور دکنیون کو تاراجیش نے ایسے تعدیات کہ خرابی سلطنت اور ویرانی مملکت کے موجب ہون اختیار کیے اور پانون اپنی حد سے باہر رکھکر ایلچیان

عادل شاہی کی نسبت کہ اس دربار مین تھے شرائط تعظیم وتکریم کما حقہ بجا نہ لاتے اور دم حریفی اور ہمسری کا مار کرنشان تکبر اور نخوت کے بلند کیے اور اعمال نا شایستہ یکا یک اُنسے سرزد ہوتے تھے اور ابواب خشونت اور وحشت کے ساعت بساعت مفتوح ہوتے تھے اور یہ بات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق نہ پڑی اور سبب ازدیاد کدورت سابقہ برہان نظام شاہ ہوئی اور اُنھین دونون مین شہنشاہ کی راے کہ کیفیت عواقب امور پیشین کے علم الیقین کے طور سے جانتی ہی اور مقادیر اشیا کی کلیت قبل از وجود ساتھ عین الیقین کے دیکھتی ہی یون مقتضی ہوئی کہ مفسدون کی تنبیہ اور تادیب کیواسطے پانون رکاب ظفر انتساب مین لاوے اور ارباب نخوت کو پائمال خشم وقہر کرے اس واسطے بنجمان برجیس فطنت عطارد ذکا کو طلب کرکے استفسار فرمایا اُنھون نے بعد از تعمق انظار اور تدقیق افکار آثار دلالت ثوابت وسیارین طالع سرطان کو کہ خانۂ ماہ تابان اور اعدا کے دفع ورفع کے واسطے شایان ہی انتخاب کیا اعیان دولت اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کے حکم کے موافق اس ساعت مین جو ارباب نجیم نے قرار دی تھی خیمہ وخرگاہ وپیشخانہ اور بارگاہ بہمن علی کی طرف بھیجا اور نقارہاے حربی سے آسمان وزمین مین غلغلۂ الاسیت برآمد کوس وزکوکہ غریو بزیم آب شد زہرہ نرہ دیو + اور اُسکے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پاے فتح وظفر سریر سلطنت سے رکاب نصرت انتما مین رکھکر خانہ زین کو رشک بہارخانہ چین کیا گویا شبدیز سبک خیز اُسکا ایک تند باد ہے جس پر سلیمان زمان مطلق العنان ہی ایک آتشین عنصر ہی ابراہیم دوران اُس پر ہی نہین نہین فلک الافلاک ہی کہ ایک دن مین آفتاب عالمتاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پہونچائے اور ایسا تیز تگ ہی کہ ایک دم مین ابلق دہر کو عرصۂ شتاب مین شہات کرے **مثنوی** بنازم بآن رخش آگندہ ران + کہ فربہ شد از وصف او داستان + نہنگ بحار دپلنگ جبال + ہوا را عقاب وزمین را غزال + گہ پویہ باد وگہ قطرہ آب + بگوان چون ورنگ وسبک چون شتاب + بالجملہ اول روز مین بیسوین ماہ شعبان سنہ مذکور کو موکب منصور نے بہمن علی مین نزول اجلال فرمایا اور اطراف واکناف اُس مقام کے مضرب خیام عساکر بہرام انتقام ہوئے اور ہا ہیچہ علم فرقدسای اُس ظل اللہ کا ذروۂ مہر وماہ پر پہونچا امرا اور افسران سپاہ اُس مقام مین شاہ جم جاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے اور سب بخلعت کمربند وخنجر مرصع اور اسپان تازی وعراقی سرفراز ہوئے رایات نصرت آیات کو اس مقام سے شاہ درک کی طرف متحرک فرمایا **بیت** بخیل وحشم شاہ گردون فراز + روان شد زجا ہیچ عمر دراز + عزم یہ تھا کہ اگر ساکنان احمد نگر اب بھی بخلاف ازمنۂ ماضی طریق عناد وفساد سے منحرف ہوکر صمیم قلب مستقیم سے اخلاص ودوستی اختیار کرین اور ایک جماعت صاحب فہم وفراست کو درگاہ مین بھیجکر زبان معذرت اور استغفار مین کھولین تو سپاہ بہرام انتقام کے تعرض سے مصئون اور محفوظ رہین اور اگر شامت اعمال اور بخت نامساعد سے شاہراہ اطاعت اور متابعت سے منحرف ہوکر بادیۂ ضلالت اور گمراہی سے باہر نہ آوین ساتھ تیغ قہر وسیاست کے نوازش پاکر گرداب محنت وغرقاب مصیبت مین گرفتار ہوویں اور جو قصد وارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا تا چار عنان شبدیز جہان نورد گردون خرام کو روکے ہوئے ہر روز ایک فرسخ کم وبیش راہ کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ جو کہین زمین خوش آئین نظر آتی تھی پانچ چھ

روز وہان مقام کرتا تھا کہ شاید ارکان دولت نظام شاہیہ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر بملائمت اور موافقت رجوع ہودین اور مکارم اخلاق خسروانہ کہ بہانہ طلب تھے سرجرائم سے گذر کر شراب عفو وبخشش سے ان کے جام راحت انجام کو لبریز کرین لیکن افواج شقاوت اور بدبختی نے انھین پیش پس سے ایسا محاصرہ نہ کیا تھا کہ مقدمات سلامتی خاطر نخوت مآثر مین لاکر نظر بغور کو کام فرماتے یا ارباب دانش کے ارشاد کو گوش ہوش مین جگہ دیکر انکے کہنے پر عمل کرتے الغرض اُسکے بعد رایات نصرت آیات خسرو والا گہر بعد طی مراحل ومنازل قصبہ شاہ ورک مین پہونچے سرابردۂ عظمت وشہریاری ذروۂ سماک اور قبۂ افلاک مین بلند ہوا وہ خطہ ایسا تھا کہ ہوا اس سرزمین کی فرح افزا اور پر بہار تھی اور مقام دلچسپ وچشمہاے آب روان اور ریحولون کی کثرت سے صحرا نمونہ گلستان اور قسم قسم کے گل اور ریاحین شگفتہ اور خندان رہتے تھے اس پر غبار موکب جہان پیما سے غالیہ بیز بن گیا یعنے اس مکان جنت نشان مین توقف کیا وزیر وامیر جوانان وپیر جو ہمصحبت اور مشیر تھے اُن سے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا اب چندے بساط عیش ونشاط مبسوط ہووے غرضکہ جشن کی تیاری ہوئی چند شراب کباب ناچ گانا جلسہ بے تکلفانہ رہا مقدمات لشکرکشی اور دشمن گدازی پردہ تاخیر مین رہے اس درمیان مین اخلاص خان مولد اور بعضے امراے دیگر نے کہ ابراہیم نظام شاہ ثانی کے دور کو محاصرہ کیے تھے اپنی کثرت جمعیت پر مغرور ہوکر اسباب قتال وجدال کے تہیہ مین اشتغال کیا اور صورت امید ہاے باطل اور آرزوہاے لاطائل لوح خیال پر نقش کرکے نقش تصورات محال صفحۂ دماغ باطل اندیش پر کھینچے اور بے تامل وتفکر اپنے نفس سرکش کے حکم پر اپنی باگ ہوا وہوس کے ہاتھون مین سپرد کرکے خزانے بیقیاس اور گھوڑے اور ہتھیار بیشمار سپاہ پر تقسیم کیے اور ابراہیم نظام شاہ کی ملازمت مین جس کو ایسے امور مین چندان اختیار نہ تھا قدم راہ جسارت مین رکھا اور بتہ نادانی مین سراسیمہ اور معمورہ جہل مین حیرت زدہ ہوکر طی منازل اور قطع مراحل کرنے لگے غرضکہ تیس ہزار سوار جرار اور توپ وضرب زن بیشمار اور فیلان پاکدار اژدہاکردار لیکر بسرعت تمام سرحد بادشاہ سپہر احتشام کیوان غلام مین پہونچے اور خیال محال اور سودا ے فاسد کے باعث آغاز شیطنت کرکے مکر وفریب کا پیشہ کیا اور بطریق برہان شاہ رایان بیجاگڑھ کو جو ہمیشہ آنحضرت کے خراج گذار رہتے تھے واسطے تاخت وتاراج قصبات اور پرگنات سرحد اودنی وغیرہ کے ترغیب وتحریض کی اور یہ امر زیادہ ترصاحبقران کے موجب خشم وقہر کا ہوا آخر کو حضرت نے زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ حسب ونسب بھی اعتبار تمام رکھتا ہے ہرچند ہم اس یورش مین ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آتے ہین رگ حمیت غلامان حبشی اور دکنی کی انکو نہین چھوڑتی کہ خشونت وجلادت چھوڑکر راہ مصالحہ اور ادب سے پیش آوین اب ہمارے ذمہ ہمت پر واجب ولازم ہوا کہ انکی خودرائی اور ستیزہ کاری کی جزا وسزا انکے آغوش مین رکھین اور بے ادبون کو گوشمال واجبی دیکر عزیمت خسروانہ دشمنون کے دفع پر تعین کرین پھر بعد اس قرارداد کے فرمان واجب الاذعان یون صادر کیا کہ امرا اور افسران سپاہ افواج آراستہ کرکے نہایت تجمل وحشمت سے میدان عرض مین آوین اور خیل خاصہ سلاحدار اور حوالدار مسلح اور مکمل ہوکر کمال عظمت وشوکت سے صف آرا ہوین چنانچہ وقیعہ کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار مین ہجری مین صبح سعادت کے وقت

کہ فراشان کارخانہ ایجاد و تکوین نے شامیانہ زرین طناب آفتاب کو میدان سپہر لاجوردی مین بلند کیا اور اُسکے فروغ انوار سے جہان بوقلمون کو منور کیا تھا شہنشاہ جم جاہ جوان بخت اس قصر پر جو قصبہ شاہ درک کے باہر واقع تھا برآمد ہوا اور ابواب احسان خلائق کے چہرہ پر منقوح کرکے مجرائیون کا سلام لیا اور افواج عساکر منصورہ کو ملاحظہ فرمایا اور کمی بیشی اور دیگر نیست لشکر ظفر اثر خاطر قدسی مآثر مین لاکر انکے اجرائے مطالب اور انجاح مآرب کا حکم فرمایا سپاہ تمام دیزہ دار اور قمشیر زن فرق سے نعل مرکب تک غرق دریائے آہن کہ میدان جانستان ہین جان و مال سے دریغ نہ کرین اور تیغ آبدار اور پیکان آتشبار سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھون مین ڈالین اور بعد جائزہ کے منادی غیب نے ندائے فرح افزا اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ گوش ہوش مین سنائی لشکر سپاہی بحر موج و سیل فنا سپاہے ابر سیر و کوہ دیدار ۔ سپاہے از شمار اختر افزون ۔ سپاہے از حساب عقد بیرون ۔ پھر حمید خان اور شجاعت خان کو مع تیس ہزار سوار تیغ گزار نظام شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور تمام حجت اور الزام کے واسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمائش کی کہ جبتک دشمن علم جسارت اور سبقت میدان کین مین نہ بلند کرین تم بھی تمہید حرب مین ساعی نہونا اور نظام شاہ کی ولایت مین مزاحمت نہ پہونچانا اور جب وہ ہماری مملکت مین داخل ہوکر جنگ پر آمادہ ہوون اور صف جدال آراستہ کرین مناسب ہی کہ تم بھی رایت اژدہا پیکر عادل شاہی کو جو بنقش اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ کے آراستہ ہی مرتفع کرو اور ہمارے فرزین بند اقبال عالمگیر کے ساتھ محفوظ ہوکر فیل و رخ کی قدرت سے دشمن دغل کو پیادون سے کنارہ باشات دیکر شطرنج مین عرقاب کو دہان تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امرائے نظام شاہی نے مخالصت ہاتھ سے مدبر محاربہ اور مقاتلہ مین کہ انجام اسکا پردۂ غیب مین مستور ہی میل و رغبت کی اور فیصلہ اس یورش کا بعہدۂ شمشیر آبدار اور قطع اس مبحث کا محاکمہ خنجر گذار کی طرف رجوع کرکے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اس بادشاہ قضاقدرت کی سرحد مملکت مین قدم رکھا اور جیسا کہ دستور حرب نظام شاہی تھا حصار اپنی توپ اور ضرب زن سے گرد لشکر کے آراستہ کیا اور ارابے زنجیر اور ریسمان سے مضبوط اور مربوط کیے اور قلب و جناح درست کرکے حرب پر آمادہ ہوئے جب یہ خبر حمید خان کے گوش زد ہوئی چشم شجاع مین آثار خشم نمود ہوئے اور جبین پر چین شجاعت ظاہر کرکے ترتیب سپاہ اور صف جنگ گاہ کی آراستگی مین توجہ فرمائی میمنہ پر سہیل خان خواجہ سرا اور عنبر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو مقرر کیا اور آپ پہلوانان آزمودہ کار کو بعدہ شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر قلب مین قائم ہوا اور مقصود خان شحنہ فیل کو جو غلامان گرجی سے تھا مع فیلان کوہ پیکر کے قول کے آگے مامور کیا القصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور ہم مقابلہ اور مقاتلہ تک پہونچی بعد حصول تقارب پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت لایا تا صد جانستان سنان حصار ابدان کے انہدام اور قلعہ حصن حصین جان کیواسطے دمبدم روان ہوا اور پیک برق آسا رعد صدا یعنے توپ اور ضرب زن کا گولہ اساس حیات کے انہدام کے لیے میدان کین مین متردد ہوا اور بعد فراغ استعمال آلات آتشبازی مبارزان جراء خونخوار مرکب مردانگی کو بہمیز ستیز جولان کرکے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور تیغ آبدار سے کہ مثل غمزہ مبرقعداران ہند قتنہ انگیز اور مانند مژگان عاشقان مستمند خونریز تھے ایک

دوسرے پر حملہ آور ہوکر مثل خون کے جسمون سے بہائے اور بساط منقش اور فرش پلون عرصۂ جنگ پر کھینچکر نشان
شجاعت کے بلند کیے دشت نبرد گلزار ہوگیا جدھر رخ کیا لاشون کا انبار دیکھا **مثنوی** نبرد آزمایان آہن گسل
پراز خشم سینہ پراز کینہ دل ۔ چو آتش بشوریدگی گشتہ گرم ۔ نہ مہر و وفا و نہ آزرم و شرم ۔ اور اسکے بعد کہ دود و لہاے
سوختہ استعمال الآت آتشبازی سے میدان سپہر زنگاری تاریک ہوا اور شعاع رماح اور عکس مشاعل
سلاح سے فضاے معرکہ پراز برق ہوا قلب و میسرہ کی فوج عادل شاہی نے بہ محض حکمت الٰہی شکست
پائی اور ایک جماعت کثیر دواسپہ صحراے ناگزیر فنا کیطرف روانہ ہوئی اور بعضون نے خستہ اور مجروح ہوکر ادبی نہ راہ
کا راستہ لیا اور اسّی ہاتھی معرکہ مین چھوڑ گئے لیکن یہ معنی کہ فتح ہوکر اعلام ظفر انجام سپاہ عادل شاہیہ کا مرتفع ہوا بیان
اس کلام کا یہ ہی کہ ہنگامہ کارزار کی عین گرمگرمی مین دود آتشبازی اور غبار سے میدان ستیز تاریک تر ہوا چونکہ ہوا
مخالفون کی جانب سے چلنے لگی صفوف میسرہ خدایگان عالی دود بارود کے سبب نہایت تیرہ و تار ہوئین
جوانون اور بہادرون کا اس روز سیاہ کے پیش آنے سے جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا مجال توقف
نرہی جنگ کرکے متفرق ہوئے کسی نے مقابلہ نہ کیا صفوف میسرہ کا میدان مصاف صاف ہوگیا امراے
نظام شاہی اس معنے کو فتح پر حمل کرکے ایکبارگی حملہ آور ہوئے فوج قلب اور اکثر افواج میمنہ عادل شاہی
صفوف میسرہ کے مانند متفرق اور پریشان ہوئی لشکر نظام شاہی مفرورون کے تعاقب مین مشغول ہوا و ابراہیم
نظام شاہ اس مقام سے کہ اپنے لشکرگاہ کے عقب الآت حرب و ضرب سے بچنے کے واسطے اختیار کیا تھا مشاہدہ
تفرقہ فوج عدالت پناہ سے یقین فتح کرکے نہایت حضور اور سرور سے مرکب کو جولان کرکے چند لوگون سے
آگے بڑھا اور سہیل خان اور عنبر خان اور تھوڑے امراے میمنہ عادل شاہی کہ اب تک جدال و قتال مین نہ
مشغول ہوکر کنارے ایستادہ تھے نظام شاہیہ کا چتر و علم پہچانکر اسکی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور مقصود خان
ترک بھی اسّی فیل کوہ تمثیل جو بدمست اور جنگ مین ہوشیار تھے لیکر ساتھ انکے ملحق ہوا ایک جماعت جو
ملازم رکاب بہرام نظام شاہ تھی یک زبان ہوکر بولی کہ عدد ہماری جمعیت کا پانسو کو نہین پہونچتا ہی اور جمعیت
غنیم کی ہزار مرد سے متجاوز معلوم ہوتی ہی صلاح یہ ہی کہ ہم معرکہ سے کنارہ کرکے اسقدر توقف کرین کہ ہمارے
امرا فراہم ہوین ابراہیم نظام شاہ کہ جوش شباب سے سرخوش تھا اور نشہ شراب کی بدمستی اس پر طرہ مزید
تھا دو تلخواہون اور مقربون کی عرض پذیر انکے ارشاد کیا کہ میرے چھوٹے بھائی اسمٰعیل نے جنگ
دلاور خان مین منہ نہ پھیرا مین سہیل خان نس کٹے خواجہ سراے کیونکہ پہلوتہی کرونگا یہ کہکر تلوار غلاف سے کھینچکر
اور دس بارہ ہاتھی مست اور کچھ آدمی ہمراہ لیکر فوج شاہی پر حملہ کیا اور بقدر امکان تردد کرکے داد مردی و مردانگی
دی ناگاہ زمانہ کے رسم و عادت کے موافق کمین قضا اور کمان قدر سے ایک حربہ مقتل پر نظام شاہ بحری کے پہونچا
اُس کے صدمہ سے جان برہنوا نقد حیات خازن بہشت کے سپرد کی **بیت** دے چند بشمر دو ناچیز شدہ زمانہ
بخدید کو نیز شد ۔ مقربان درگاہ نظامیہ بعد تلاش لاش اپنے بادشاہ کی جو غلامان حبشی کی شامت ستیز
سے خاک ہلاک پر افتادہ تھی اٹھاکر بادل بریان و دیدۂ گریان احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور اس خبر کے
شائع ہونے سے کہ خیال حیات ابراہیم نظام شاہ بحری کا باد حوادث کے صدمہ سے [illegible]

ٹوٹ گیا ہی تمامی امراے حبشی اور دکنی احمد نگر کے جو تاراج مین مشغول تھے بمصداق لایستطیعون حیلۃ و لا یہتدون سبیلا ہوکر سلسلہ اُنکی جمعیت کا ٹوٹا اور اسقدر خوف وہراس چھایا کہ کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا لڑائی موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر میدان قتال کے باہر لے گئے اور توپخانہ اور فیلخانہ خاص نظام شاہیہ غارت کرکے دولتخانہ اپنے صاحب کا ضائع اور برباد کیا اور یہ فتح ساتھ دیگر فتوحات عادل شاہی کی سلک مین منتظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس نظم کے مترنم ہوا مثنوی زمان تا زمان از سپہر بلند + بفتح دگر باش فیروزمند + ہمہ شب کہ مہ طوف گردون کند + چراغ تزار دخمۂ اقران کند + ہمہ روز خورشید با تاج زر + بپایین تخت تو بندد کمر + اُس وقت جو امر نادر وقوع مین آیا تھا مولف بذریعہ قلم خجستہ رقم اس کتاب مین درج کرتا ہی وہ یہ ہی کہ جب امراے قلب و میسرہ نے قدم دائرہ ثبات اور تہور سے باہر رکھا بہت سپاہی جس طرح کہ عادت مفرورون کی ہی بخیال تعاقب سپاہ غنیم سراسیمہ اور بدحواس ہوکر ایسا بھاگے کہ قلعۂ شاہ درگ تک کسی نے مڑکر نہ دیکھا اور متفق اللفظ والمعنے نواب شاہ نواز خان سے یون نقل کی کہ کل عصر کے وقت سپاہ طرفین ملگئی بازار گیر و دار نے رواج پایا اور باد تند کے چلنے اور باردت کے دھوین کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان نہر و تیرہ ہوا اور سپاہ عدالت پناہ کو اُسکے سبب سے ایسا صدمہ پہونچا کہ چند امرا نے اس ورطۂ ہولناک سے نجات پائی اور اکثر اُن مین کے نقد حیات ہاتھ سے کھو بیٹھے اور ایک ہاتھی کے سوا کہ وہ بھی رضوان ترک غلام کی مردی و مردانگی سے معرکہ سے برآوردہ ہوا ہی تمام ہاتھی معرض تلف و غارت مین آئے یہ تقریر ہو ہی رہی تھی کہ چند مخبر گروارہ سے پہونچے اُنھون نے بھی مفرورون کے موافق خبر پہونچائی اور اس اخبار کے انتشار سے کہ صبح تاریخ تیسری ماہ مذکور تک پھیلے رہے تمام آدمی متوحش اور پریشان ہوئے اور آشوب شدید اور دلولہ عظیم عدالت پناہ کی اردو مین واقع ہوا لیکن سلطان صافی ضمیر بے شبہہ و نظیر کہ آسمان قدر اس کا مثل مدارج فلک الافلاک کے رفیع اور سپہر سریر اسکا مثل سریر سپہر کے وسیع تھا روی نیاز خاک عاجزی پر رکھکر بزبان تضرع و زاری درگاہ ملک متعال سے ظفر اور برتری مسئلت کی اور اس امر مین خاص و عام کے ساتھ مخالفت کرکے منفرد ہوا اور کسی وجہ سے اس قول کی صحت اختیار نفرمائی اور جس روز کہ تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھے حضار مجلس کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جو کچھ نقوش لوح محفوظ نے میرے آئینہ دل پر عکس ڈالا ہی اسکے برخلاف ہی جو مفرورون اور مجزون نے موقف عرض مین پہونچایا ہی عنقریب اقبال شاہی بشارت فتح و نصرت کہ درباریان اس دربار فلک اساس سے ہی سمع اولیاے دولت روزافزون مین پہونچا دیگا اور گل مراد چمن اخلاص مخلصان مین شگفتہ اور شجر بے ثمر زندگانی اعدا سموم ہموم سے زار و نزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام درمیان مین تھا اور مقربان مجلس اختصاص بپہل تسلی اور تسکین کے حضرت کے مہال کلام سے چنتے تھے کہ نواب عرش آستان یعنے شاہ نواز خان محفل خلد مثاکل سلطان زمان مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یون ثناخوان ہوا **ابیات** گیتی ز فر دولت فرمان دہ جہان + ماند بعرصۂ ارم در وضۂ جنان + در ہر طرف کہ چشم کنی جلوۂ نظرہ در ہر طرف کہ گوش نہی مژدہ امان + تاثیر دولت روزافزون اور مساعدت بخت

رہنمون سے رایت فتح آیت سر آسمان پر گھستا ہی اور آفتاب خنجر سیاہ ستارہ اقبال سے ہر روز ایک مملکت مفتوح کرتا ہی یعنی اسی دم جاسوسان تمر سرعت فلک سیر لشکر ظفر اثر سے پہونچے اور زبان بشارت نصرت وفیروزی مین کھولکر یون عرض پیرا ہوئے کہ ابراہیم نظام شاہ نے میدان جانستان مین شہد شہادت چکھا فیلخانہ اور توپخانہ مع جمیع کارخانجات سپاہ بحر جوش رعد خروش کے تحت وتصرف مین آیا ہی حضار مجلس صفائی باطن خورشید میامن بادشاہ سے تعجب مین رہے زبان ثنا اور دعا مین کھولی مضمون ان ابیات کا باواز بلند سنانے لگے ابیات ای شہریار وقت وشہنشاہ روزگار ٭ جاوید باش درکنف لطف کردگار ٭ اجرام رام ونجبت بکام وفلک غلام ٭ دولت مطیع وچرخ مساعد زمانہ یار ٭ اور باوجود اس جدال وقتال کے کہ اکثر عمائد انصار عالی حضرت سلیمانی کام آئے تھے بمقتضاے رحمدلی اور مراحم ذاتی ابراہیم شاہ کے قتل ہونے سے متاثر اور غمگین ہوکر حکم قضا شیم صادر فرمایا کہ کوئی امراے فیروزجنگ اور سپاہ قیامت آہنگ مین سے نظام شاہ کی حدود مملکت کی تخریب مین پیشقدمی نہ کرے اور رعایاے سرحدی کی بھی مزاحم اور متعرض نہووے اور نیز توقف اور مقام اس اطراف مین موجب ازدیاد رعب دہر اس مملکت نظام شاہیہ ہی لازم کہ بمجرد ورود فرمان رایات دولت واقبال کو متحرک کرکے آستان خلافت آشیان کی تقبیل کو متوجہ ہووین پھر اواخر ماہ مذکور مین تمام امرا منظفر اور منصور ہوکر شاہ درک مین بپایہ سریر احتشام حاضر ہوئے علی قدر مراتب ہر ایک نے بنوازش ومرحمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور سہیل خان اور عنبر خان کہ ہنگام وارد وگیر اور زمان زرم وپیکار مین نہایت جوانمردی اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی منظور نظر عاطفت ہوکر ازدیاد مناصب وتفویض ولایت مین از سر نو سرفراز اور ممتاز ہوئے پھر سلطان سپہر احتشام نے بمقضی المرام ہوکر عنان سمنت طراز دارالخلافت بیجاپور کی طرف کہ آیہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور اسکے صفحہ پر مسطور ہی معطوف فرمائی اثناے راہ مین جب سلخ ماہ ذی الحجہ کو آب نہر بیورہ سے عبور کیا سید الشہید الشہید کربلائی کے نور عین حضرت امام حسین علیہ السلام کے شرائط عزاداری مین مشغول ہوکر مقام فرمایا مخبران بادشاہی نے حد کرناٹک سے بندریہ خان عنایت نشان شاہ نواز خان یہ اخبار حضرت ظل الٰہی کے مسامع قدسی جوامع مین پہونچائے کہ چند نفر رایان کفرہ فجرہ نے امراے نظام شاہی کی تحریک کے سبب قلعہ اودنی کے اطراف مین جاکر لوازم محاصرہ پیش پہونچایا ہی اور اس سبب سے کہ وہ حدود ابطال رجال سے خالی ہی اور کوئی ایسا نہین ہی کہ متعرض اس جماعت کے احوال کا ہووے اس وجہ سے ابواب دخول وخروج مسدود ہوئے اور اہالی قلعہ تنگی آذوقہ اور علف سے محنت کھینچتے ہین سلطان عدالت گستر نے یہ خبر سنتے ہی فورًا حکم صادر فرمایا کہ اسی وقت ایک جماعت امراے عظام مع جنود ظفر ارتسام عنان شبدیز خونخرام اعداے دولت قاہرہ کی سرکوبی اور پامالی کے واسطے منعطف کرکے اس طرف روانہ ہووے اور شمشیر آبدار الماس فعل سے سر دشمنان بدبخت کے تن سے جدا کرکے ایسی آتش جانسوز اس جماعت مقہور کے خرمن مرز بوم مین افروختہ کرے کہ قیامت تک اسکے خار ظلم کا صدمہ کسی کے کف پا مین نہ پہونچے اور بعد روانگی سپاہ ظفر انتساب اور فراغ ماتم سید الشہدا علیہ السلام اور لوازم عاشورا محرم الحرام سلطان صاحبقران نیک اعتقاد ندی بیورہ کے ساحل

سے کوچ فرماکر دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور اعیان دولت اور اشراف شہر نے خاقان منصور کی توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اسکا باغ دولت مین شگفتہ اور خندان رہے خاصت ہوکر برج وبارہ کو آراستہ و پیراستہ کیا اور تمامی دکاکین اور دیوارون کو دیباے چینی اور مخمل فرنگی اور تمامی وغیرہ سے پوشش کرکے عجیب وغریب اشیا نظر خلائق مین جلوہ گر کیے سلطان عاقبت محمود ماہ محرم الحرام کی تیرھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار چار ہجری مین کہ اختر شناسان حکمت نے اضطرلاب فکرت سے اختیار کی تھی نظام شاہی ہاتھی شاہرخ نام پرسوار ہوکر ساتھ اس شوکت اور حشمت کے کہ گردون گردان باوجود اس کے کہ برسون خاک کے کرہ پر پھرا ویسا تجمل عینک مہر وماہ سے نہ دیکھا مقرر عزوجلال کیطرف خرامان ہوکر بمصداق السلطان فی البلد کالروح فی الجسد ظہور مین لایا اور دارالخلافت کی ہوا اس کے شبدیز کے سم غبار سے عنبر بیز ہوئی اس روز فیروز مین عنقاے قاف سلطنت واقبال نے فیل فلک شکوہ پر سوار دولت ہوکر دروازہ نور سے تختگاہ کی جانب توجہ فرمائی امرا اور ارکان دولت اور مقربان حضرت وزیر وامیر وپہلوان وسپہ سالار نامی جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب مین یمین ویسار جاتے تھے ازدحام خلائق اور تماشائیون کا دروازہ مذکور سے اندر کے دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھے سے کندھا چھلتا تھا بلکہ بادسبک سیر کا عبور اس سے دشوار تھا **مثنوی** دران روز از کثرت خاص وعام ۞ زبسیاری ازدحام انام ۞ دران راہ راہ نفس بستہ شد ۞ زحمل خلائق زمین خستہ شد ۞ بادشاہ ظفر قرین بآئین شہریاران صاحب تمکین قلعہ ارک کی اس عمارت مین کہ معمار ہمت نے اسکی بنا کی تھی مع گروہ اصحاب ملاحت وطائفہ ارباب صباحت بزم عیش وعشرت مین ساغر نورانی کے تجرع اور نغمات چنگ ورباغانی کے سماع مین مشغول ہوا اور وہ عمارت قریب روضۂ ملامغربی واقع ہے کہ سیاح سیاہ پوش مردمک دیدہ نے کسی شب مین مثل اسکا نہ دیکھا اور جاسوس تیز گوش ہوش نے کسی اقلیم مین نظیر اُسکا نہ سنا اُسکے دست ارتفاع نے جوزا کا کمربند کھولا اور پاے احترام اُسکا بارگاہ کیوان پر پہونچا فیض بخشی اور خوش ہوائی مین افسانہ روزگار رہوا اور جان پروری اور دلکشائی مین ضرب المثل اقطار ہوا صفاے فضا اُسکے روضہ ارم کی طرح فرح افزا ہے اور نسیم مشک بیز اُسکی طرہ محبوب کے مانند عنبر ساہی **قطعہ** چنین بناے ہمایون فلک ندید بچشم ۞ چنان عمارت عالی جہان ندارد یاد ۞ نخست بار کہ اقبال بازکرد درش ۞ دری زخلد بروے جہانیان بکشاد ۞ اور بعد فراغ لوازم سور وسرور بساط عدالت بچھاکر دروازہ انصاف اور داد پروری کا روے خلائق پر کھولا اور شرائط جہانداری مین مصروف ہوکر یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ کی ندا گوش عالم اور عالمیان مین پہونچائی اور اسوقت جاسوسان خجستہ مقال نے یہ بشارت سماع جاہ وجلال مین گذرانی کہ کفرہ بیجانگر جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان اکناف کی تحریک کے باعث طریق عصیان مین قدم رکھکر چلے تھے کہ کمند تسخیر قلعہ اودنی کے شرفات پر ڈال کر جبل جبل گردن مقصود مین لپیٹین اُسوقت امراے عظیم الشان کے قرب وصول سے جو آب نربیورہ کے ساحل سے نامزد ہوئے تھے آگاہی پاکر مضمون آیۂ کریمہ یقول الانسان یومئذ این المفر اپنے حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار کرکے باگ غربت اپنے مساکن اور مواطن کیطرف معطوف کی اور کچھ لوگ اس جماعت سے جو اسیر سپاہ ظفر قرین ہوئے تھے سرکار

تن سے جدا کر کے ملک عدم کی طرف روانہ کیے ۱۰ محرم الحرام سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین کہ یہ سالار شہید اور صاحب لوا دہو رہی ہاتف غیبی نے پس پردہ لاریبی سے غلغلہ تہنیت اور مبارک باد کا گوش اہل ہوش مین پہونچایا کہ محض لطف بے انتہاے یزدانی اور عنایت نا متناہی سبحانی سے سیادت مرتبت رفیع منزلت میر محمد صالح ہمدانی نے اس دیار مین تشریف شریف ارزانی فرمائی ہی کہ ساکنان صوامع ملکوت اور کروبیان حجبات اُسکے رشک قدم سے پیچ و تاب مین ہین اور نفوس کواکب سماوی نے اسکے انوار جمال کے روبرو کاسہ کجکول ہلال کو گدائی کے واسطے ترک دیا اور چند موے مشکبوے سید کائنات خلاصہ موجودات مخر عالمیان وتمہ دور زمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مصحوب اُسکے ہین اعلی حضرت سلیمانی یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محفوظ اور مسرور ہوئے اور حمد و سپاس خداوند جہان بجالاکر نہایت تعظیم اور تکریم سے ان بزرگوار کی ملاقات بابرکات کی سعادت حاصل کر کے موے مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کی شرف زیارت سے اختصاص پایا جس سے حسن اعتقاد اور صفائی نیت اس بادشاہ عیسی سیرت یوسف صورت کی خاص وعام پر ظاہر ہوئی کس واسطے کہ بعضے سلاطین کہ ہمعصر اس خاقان سکندر شان کے تھے ہر چند کوشش کی مگر زیارت اس جوہر لطیف سے سرفراز نہوئے کیونکہ موہاے مبارک ایک چاندی کے ڈبہ مین تھے جو سب طرف سے بالکل بند تھا اس مین کہین سوراخ نہ تھا جب بادشاہ صافی عقیدت نہایت تمنا سے سر کو قدم بنا کر موے مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور سونے چاندی کی انگیٹھیون مین عود و عنبر سلگایا اور تمام ادب سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک پر تحفہ درود و سلام پہونچایا تو خود بخود موے مبارک نے برآمد ہو کر ہزارون انوار سے مالا مال فرمایا اور بادشاہ عالیجاہ کو یہ فخر کامل حاصل ہوا اور خلائق نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا۔ بادشاہ نے میر محمد صالح کو انعامات بے اندازہ سے غریق بحر احسان فرمایا جب ماہ محرم الحرام مین بادشاہ نے عزاداری کی تو حضرت سید مغزی الیہ کو پیام دیا کہ مین نے حضرت کے جد امجد کی عزاداری قائم کی ہی اگر حضرت قدم رنجہ فرماوین تو ہم لوگون کا شرف ہی حضرت سید نے قدم رنجہ فرمایا اور بادشاہ نے دور سے استقبال کر کے پاکیزہ مکان مین اُتارا اور شکر قدوم مین زر و جواہر عرض کیے اور امرا کو قطعی حکم دیا کہ ہر وقت حاضر ہین ہر فرمائش کی تعمیل کرین اور اکثر اوقات خود بھی مع نذر زر و جواہر حاضر ہوتا۔ بعد ختم ماہ محرم بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ مدعا ارشاد فرماوین بسر و چشم تعمیل ہو حضرت سید مغزی الیہ نے بعد دعا و ثنا کے فرمایا کہ عمر اسی برس ہو چکی آرزو یہی ہے کہ اماکن متبرکہ کی زیارت ہو اور حج کے بعد اسی دیار نورانی مین زاد آخرت پورا ہو بادشاہ نے خزائن ضروری کے ساتھ شاہی جہاز والے کو بھی حکم فرمایا کہ طرح سامان سفر مکہ معظمہ درست کر کے بآرام پہونچاوین سلالہ آل خیر المرسلین میر محمد صالح نے بوقت رخصت خوشی سے دو موے مبارک بادشاہ کو دیے جو زرین ڈبہ مین ہین ہر شب جمعہ انکی زیارت فرماتا ہی اور ان کی برکات سے بادشاہ کے اقبال و دولت مین روز افزون ترقی ہی

نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان مین سلاطین شہر احمد نگر کے جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہین

آرایندگان چمن اخبار و سرایندگان انجمن اسرار پوشیدہ اور مخفی نرہے کہ احمد شاہ بحری بٹیا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجانگر کی اولاد سے تھا اُسکا اسم اصلی تیما بہت اور اُسکے باپ کا نام بھیرو تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ مہد مین وہ ولایت بیجانگر مین مسلمانونکے ہاتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم بملک حسن ہوکر غلامان بادشاہی کے سلک مین منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب ادراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُسکے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسنے سواد خط فارسی بھی تھوڑے عرصہ مین بہم پہونچایا اور مشہور بہ ملک حسن بحری ہوا لیکن سلطان محمد شاہ نجپین مین بحر یواچھی طرح نہ بول سکتا تو ہمیشہ ملک حسن بحری اپنی زبان مبارک سے فرماتا اسوجہ سے خاص و عام مین بحری لقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین اُسے تربیت کرکے معتمدین سے گردانا اور ماہی مراتب عطا کرکے بحری نام کی مناسبت سے داروغگی تمام جانوران شکاری کی کہ اصطلاح مغول مین قوش بیگی کہتے ہین اسے تفویض فرمائی اور اس تقریب کے باعث اسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور رفتہ رفتہ خطاب نظام الملک بحری ملا اور وزیر اعظم خواجہ جہان کاوان کے التفات سے صوبہ دار تلنگ ہوگیا اور راجمندری اور کندبیل کا علاقہ مع مضافات جاگیر پایا باگ اس حدود کے حل و عقد اور قبض و بسط کی اُس کے قبضۂ اقتدار اور اختیار مین در آئی اور بعد مقتول ہونے خواجہ جہان کاوان کے اُس کا قائم مقام ہوکر خطاب ملک نائب اور منصب سرلشکری سے بھی سرفراز ہوا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ حسب وصیت اُسکے وکیل سلطنت اسکے فرزند سلطان محمود کا ہوکر جاگیر بیر مع دیگر پرگنات کے پائی اور جو

پرگنات دولت آباد کے متعلق تھے تحت جنیر کیے اور پرگنات اضافہ اپنے فرزند ملک احمد کو دیے اور خواجہ جہان کے التفات سے وہ بھی منصبدار رہا تھا اس کو جنیر کی طرف بھیجا وہ جنیر مین حاکم مسند نشین ہوا اور رحل اقامت ڈالکر علاقہ کے بندوبست مین مشغول ہوا اور ہر چند ملک نائب نظام الملک بحری فرامین حاصل کرکے بھیجتا تھا کہ قلعہ بیر اور جوندا اور بھی قلعہ ملک احمد کے تصرف مین چھوڑ دیے جاوین ایک جماعت مرہٹون سے کہ خواجہ جہان کا وان نے اُن پر اعتماد کرکے وہ قلعے انھین سپرد کیے تھے ان فرامین کے مضامین پر عمل نہ کرتے تھے اور یہ جواب دیتے تھے کہ جس وقت ہمارا خداوند نعمت سلطان محمود بہمنی سن رشد اور تمیز کو پہونچکر صاحب اختیار ملک و مال ہوگا ہم اُسکے حلقۂ اطاعت مین قدم رکھینگے اور قلعے بھی اس کے سپرد کرینگے لیکن ملک احمد کہ صاحب داعیہ تھا ہمت اُن قلعون کی تسخیر پر مصروف کرکے پہلے عنان عزیمت قلعہ سیر کی تسخیر پر معطوف فرمائی اور اسکا محاصرہ کیا اور وہ قلعہ ایک قلۂ کوہ پر واقع تھا اور نہایت ارتفاع سے بام ایوان اُسکا فلک کیوان پر کہ چرخ ششم سے مراد ہی پہونچا اور عقاب بلند پرواز نے اُسکے فراز پر پہونچنے سے پر حرص کاٹے قطعہ کسے ندید فرازش مگر بچشم ضمیر کسے نرفتہ نشیبش مگر بپائے گمان ۔ ملوک رازرسیدن بآن گسستہ امید ۔ عقاب گاہ عروجش فگندہ بال توان اہالی حصار نے جب کام اپنے اوپر تنگ دیکھا اور کوئی شخص اُنکی مدد کو نہ پہونچا بعد چھ مہینے کے تیغ و کفن گلے مین ڈال کر مع کلید قلعہ اُسکی ملازمت کے واسطے روانہ ہوئے اور ملک احمد کی سیاہ نجوم کے مانند برج حصار مین داخل ہوئی اور جب معلوم کیا کہ بعد شہادت خواجہ جہان پانچ برس کا محصول مرہٹے اور کوکن کا اس قلعہ مین جمع ہی تمام روپیہ ملک احمد کے ملاحظہ مین گذرانا اس سبب سے ملک احمد کی مہمات مین رواج اور رونق ظاہر ہوئی اور امرا اور سپاہیون کے دل بذل نقود سے شاد اور محظوظ کیے اور اسی عرصہ مین قلعہ جوندہ ولہا کر و تنکی و تردلی و کندہا و پورندہ و لورپ و جیودن دگھر درک و مرنجن و ماہولی و پالی کو جبراً اور قہراً مفتوح کرکے تمام کوکن پر قابض و دخیل ہوا اور دندراج پوری کی تسخیر کی فکر مین تھا کہ خبر قتل اپنے والد ملک نائب کی سنکر بلدۂ جنیر کیطرف معاودت فرمائی اور خطاب اپنے باپ کا اپنے اوپر اطلاق کرکے موسوم و مشہور باحمد نظام الملک بحری ہوا اور ہر چند اس جناب نے لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی لیکن شہرت اُسکی دکن مین باحمد نظام شاہ ہوئی اسواسطے فقیر حقیر محمد قاسم فرشتہ جو مصنف اصل کتاب ہی اسے باحمد نظام شاہ بحری یاد کرکے مرقوم خامۂ تحقیق کرتا ہی کہ بعد پہونچنے بلدۂ جنیر اپنے باپ کی ماتم داری سے فارغ ہوکر پرتو التفات سپاہ و رعیت کے حال پر ڈالا اور عدۂ قلیل مین قصبہ بیر اور سیوکا اور رپٹن وغیرہ مین ایسا ضبط کیا کہ خوف تزلزل سے متغاطیس نے اسکی مملکت مین جذب آہن کے تعرض سے اعراض کیا اور کہربا نے ہاتھ دامن کاہ کی کشش و تصرف سے کھینچا خلاصہ یہ کہ ہر چیز سے ایذا و ظلم دور ہوا اور اس سبب سے کہ آغاز شباب مین کندبیل اور راجمندری کے راجہ دریا نام سے اور بھی کفار اس حدود سے جنگہاے عظیم کے باعث اُسکی شجاعت اور مردانگی عالمگیر ہوئی تھی ہر چند سلطان محمود اہراد و منصبداران اور سلحداران کو اُس کے دفع تسلط اور غلبہ کے واسطے نامزد فرماتا تھا ہرگز قبول نہ کرتے تھے بعضے عدم قوت و قدرت سے طرح دیتے تھے اور بعضے دور اندیشی اور عاقبت بینی سے پیمانہ درکش اور خموش رہتے تھے چنانچہ سلطان محمود نے قاسم برید کی تحریک سے چند مرتبہ فرمان بنام مجلس رفیع

یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان دکنی اور زین الدین علی طالس حاکم جاکنہ جنیر کی طرف جاکر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کرے اس جناب نے معذرت کرکے اُسکے قبول سے انکار کیا بلکہ احمد نظام شاہ کے پاس اپنا ایلچی ماتم پرسی کے بہانہ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس حصار کی ضبط و حفظ مین تقصیر نہ کرے اور اپنا لشکر قلعہ اندر پور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کیواسطے بھیجا تھا بلوالیا اور اس حصار کو بھی احمد نظام شاہ کے تفویض کیا اور اظہار دوستی اور مصادقت مین کوئی دقیقہ تھوڑا نہ چھوڑا پیوند ملک سے بھی قوی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا اور نصیر الملک گجراتی کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو حق ہمسایگی بنظور نظر عاطفت و رافت ہے اور زین اس بزرگوار کو صفت سخاوت مین ابر مطیر اور شجاعت و مردانگی مین برہنہ شمشیر جانتا ہون مناسب یہ ہے کہ رقم بیگانگی صفحہ خاطر سے محو کرکے حرف گذشتہ کو الماضی لایذکر سمجھین اور آپ کو اس دولت خداداد مین شریک کرین زین الدین علی نے یہ مقدمہ قبول کرکے اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی لیکن چونکہ شیخ مودی عرب نے جسکا خطاب بہادر الزمان تھا اور مردانگی اور غیور و جنگی مین تمام امرا سے امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کے دفع اور اخراج کا بیڑا اٹھایا اور بارہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر جنیر کیطرف متوجہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے قریب پہونچا تو زین الدین علی طالس نے فسخ عزیمت کی اور رائے کو تغیر و تبدل دیکر ارادہ کیا کہ مع جمعیت اپنی اس سے جا ملے اس درمیان احمد نظام شاہ شیخ مودی کے قرب وصول سے آگاہ ہوا اور اپنے اہل و عیال کو قلعہ سیر مین بھیجکر حرب و ضرب و ترکتاز کیواسطے جریدہ شیخ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کے اردو کی اطراف مین پہونچا اپنی قلت سپاہ اور کثرت لشکر خصم دیکھکر صف جنگ سے محترز اور مجتنب ہوا اور علیم کی فرودگاہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور لوازم ہوشیاری مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کے اوضاع و اطوار سے یقین حاصل ہوا کہ کمین فرصت مین ہے اور چاہتا ہے کہ موقع وقت دیکھکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہو اسواسطے لشکر نصیر الملک اور زین الملک کے حوالہ کرکے خود مع جماعت سلحداران خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ انھین اس دولتخانہ مین حوالدار کہتے تھے شکار کے بہانہ اُردو سے سوار ہوا اور قصبہ جاکنہ پر کہ مقام زین الدین کا تھا تاخت لیگیا اور رات کیوقت کہ کوئی شخص محافظت مین مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہاے چوبی کہ اس کام کیواسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیوارون پر نصب کرکے سب آدمیون سے پیشتر سترہ سپاہی ہمراہ لیکر قلعہ مین در آیا اُسکے بعد لشکر بھی سوار ہوکر چار طرف قلعہ کے فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلح اور مکمل اور اہل قلعہ یعنے متحصن غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اُسکے ہمراہی کہ سات سو مرد تیر انداز بلکہ قدر انداز تھے مقتول ہوئے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی نصیر الملک نے بھی اپنے دل مین ارادہ کیا کہ جب تک احمد نظام شاہ مراجعت کرے مین بھی شیخ مودی پر دست بردی کرکے کارنمایان بجالاؤن پس ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے تین ہزار سے بھی کم تھے ہمراہ لے کر شیخ کی اُردو کی طرف متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے بھیجا اور بعد از جنگ صعب شیخ مودی کے لوگ شکست کھاکر بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا شکست پائی اُسکے بعد شیخ مودی ناچار ہوکر خود سوار ہوا نصیر الملک جو اُن دو فتح کے سبب نہایت مغرور تھا مع لشکر خستہ و مجروح اس کا بھی مقابلہ

اختیار کیا لیکن شکست فاش پاکر بحال خراب شریف الملک کے پاس گیا اور احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے مراجعت
کی جب احوال اس نہج سے دیکھا مکارم اخلاق سے نصیر الملک کے مکان پہنچا اور بغایت التفات سے مرہم اُس کے
زخمون پر رکھکر اُسے کلفت اور خستگی سے نجات بخشی اور بعد چند روز کے خیمہ و خرگاہ اُسی مقام مین چھوڑکر لشکر جرار
آزمودہ کار لیکر آدھی رات کو خصم کیطرف تاخت کرکے شبخون مارا اور سلسلہ اُنکی جمعیت کا توڑکر متفرق اور پریشان
کیا اور شیخ مودی عرب مع جماعت کثیر عرب اور دکنی اور حبشی کے مقتول ہوا اور خیمہ و خرگاہ اور ساز و سلب اُسکا
موجب زیادتی اسباب مکنت نظام شاہ ہوا پھر احمد نظام شاہ نے منصور و مظفر ہوکر خوش و دوستکام جنیر کی طرف
معاودت فرمائی اور ایک لحظہ سپاہ و رعیت سے غافل نہوا اور سلطان محمود اس خبر سے نہایت پریشان اور
آشفتہ ہوا اور عظمۃ الملک وبیر کو مع اُٹھارہ امراے نامدار اور لشکر جرار معرکہ گذار جنیر پر نامزد کیا احمد نظام شاہ
مع سپاہ جنیر سے برآمد ہوکر قادر آباد کے کوہستان مین فروکش ہوا اور جسوقت کہ لشکر سلطان گھاٹ میری مین
پہونچا احمد نظام شاہ نے تین ہزار مرد اہل نبرد انتخاب کرکے قادر آباد کی طرف سے احمد آباد بیدر کی طرف
تاخت کی اور رات کو بحالت بیخبری اس نواح مین پہونچا جو کہ ایک دربان کو جو شہر کے پھاٹک پر مامور
تھا موافق کیا تھا اُسنے رات کو دروازہ کھولدیا اور اُسے شہر مین داخل کیا اور احمد نظام شاہ نائب کے مکان
کی طرف جو موکل تھا روانہ ہوا اور جاتے ہی اُس کے اہل و عیال اور اس کے باپ کے متعلقون کو پالکیون
مین بٹھاکر ایک جماعت مردم معتبر سے جنیر کی سمت روانہ کیا اور خود تمام رات شہر کے کوچون اور محلّون مین گشت
کرکے امراے نامزد کے زن و فرزند کو ہر ایک مقام سے دستیاب کرکے صبح کے قریب شہر سے
برآمد ہوا اور قصبہ بیر کے راستہ سے قلعہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوا اور امرا کے زن و فرزند کی حفظ ناموس مین
نہایت کوشش کی اور امراے نامزد قریب گھاٹ میری کے خبر توجہ نظام شاہ بیدر کی طرف سنکر اُس کے
پیچھے روانہ ہوئے اور قصبہ بیر کے اطراف کے قریب جاکر پیغام دیا کہ اس سبب سے کہ تونے ہماری حفظ ناموس
مین کوشش کرکے اپنے فرزندون کے مانند نگاہ رکھا ہی ہم تیرے ممنون احسان بلکہ فرمانبردار ہین لیکن شرط مردمی
مقتضی اسکی نہین ہی کہ بطریق چورون اور بدمعاشون کے تو ہمارے مقابلہ سے بھاگ کر احوال مستورات کا متعرض
ہووے اور وہ امر کہ جو گبر و نصاریٰ کے کیش مین درست نہین ہی مرتکب اُسکا ہووے احمد نظام شاہ کو یہ بات ناگوار معلوم
ہوئی اسی وقت اُنکے اہل و عیال کو نہایت اعزاز و تکریم سے اُنکے پاس بھیجا اور خود کوچ کرکے قلعہ پرندہ کی طرف
گیا اس درمیان مین فرمان سلطان محمود کا امرا کے نام نہایت ملامت سے بھرا ہوا صادر ہوا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ملک
احمد نظام الملک بحری شکاری کے مانند پرواز و راز کرتا ہی اور تم اُسکے خوف و مہیب سے آشیان خیمہ و خرگاہ
مین بھاگ کر مرغ جان کو اُسکے چنگل کے آسیب سے بچاتے ہو اگر تلافی اور تدارک کرکے اس باغی کو گرفتار کرکے
درگاہ مین لاؤ فہا نہین تو یقین جانو کہ غضب و قہر شاہانہ مین گرفتار ہوکر اپنے باپ دادا کی آبرو چند مدت کی ضائع
اور برباد کروگے اُنھون نے فرمان کے مضمون پر اطلاع پاکر مقام بیر مین قیام کیا اور فرمان کے جواب مین تحریر کیا کہ ہم
لوگ آدمی سپاہی ہین اور ہمارا کام تلوار مارنا اور دشمن کا منکوب اور مستاصل کرنا ہی اگر دشمن کے احوال سے ہوشیاری
مین غفلت واقع ہوئی وہ عظمۃ الملک وبیر کی جانب سے ہی ہمکا قائم مقام اگر دوسرا افسر مقرر ہووے حضرت کے میامن اقبال

عدد و مال سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے ظہور مین پہونچیگا سلطان محمود نے عظمت الملک کو درگاہ مین طلب کیا اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے مع تین ہزار سوار کو اس سے طلب کرکے بخلعت سرلشکری مشرف کیا اور بجاے عظمۃ الملک جنیر کی طرف روانہ کیا جہانگیر خان کہ شاہبیر درگاہ سے تھا اور اس سے کارہاے خوب نمایان سرزد ہوے تھے شجاعت اور حسن تدبیر مین وحید و فرید دکن تھا تمام امرا مستظہر ہوکر بکوچ متواترہ برندہ کیطرف متوجہ ہوئے اور مخدوم خواجہ جہان قلعہ برندہ مین در آیا اور اپنے فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ کے ہمراہ کیا اور وہ حرب مین صلاح ندیکھکر پٹن کی طرف گیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر صورت واقعہ ظاہر کی اور جب اس سے توجہ نپائی اور جہانگیر خان پٹن کے اطراف مین پہونچا احمد نظام شاہ نے وہان سے کوچ کرکے عزیمت جنیر کی طرف کی اس کے بعد جیور کی گھاٹی پر چڑھکر اس قصبہ کے پہاڑون مین در آیا اسی روز نصیر الملک گجراتی مع لشکر کہ قادر آباد مین رہا تھا مع خزانہ اور غلہ اور آذوقہ اور سامان ضروری بکثرت تمام لیکر ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور سرگھاٹی جیور کو مسدود کرکے ان پہاڑون مین استقامت کی جہانگیر خان نے جب سنا کہ گھاٹی جیور کی نظام شاہیہ کے قبضۂ اختیار مین ہے ٹیکا نور گھاٹ سے ٹیکا پور مین پہونچکر احمد نظام شاہ کے سر راہ پر مع لشکر فروکش ہوا اور دونون لشکرون کے درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینے کے مقابل ایک دوسرے کے مقیم رہے اور جو موسم برسات تھا نہایت دشواری احمد نظام شاہ کے سراغ مین اُٹھائی آخر کو عیش و عشرت مین مشغول ہوکر فرش غفلت بچھایا اور مے روح پرور کی ساغرنوشی اور نغمات دلکش کے استماع مین مصروف ہوئے اور غنیم کے وجود کو ہرگز خیال مین نہ لائے معدوم سمجھے **مثنوی** چو شد دیدۂ بخت آن قوم تار ۔ ہوس پود کرد ند و پندار تار ۔ گلیم سیہ بہر خود بافتند ۔ ز دانش و حزم بر تافتند ۔ اور جب خبر بیخبری اُس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی ماہ رجب کی تیسری رات سنہ ۹۹۵ آٹھ سو پچانوے ہجری مین اعظم خان کے ہمراہ صبح کے وقت کوہستان قصبۂ جیور سے سوار ہوا اور گھوڑے کو ایسا گرم عنان کیا کہ علی الصباح ٹیکا پور مین پہونچا اور ایکبارگی حوادث زمانہ کے مانند ناگہانی تاخت لایا اور کسی کو مجال پیکار و قتال ندی بعضے خواب مستی مین دار البقا کی طرف راہی ہوئے اور بعضون نے جب آنکھ کھولی دیدہ و دانستہ نقد حیات مستعار پیک اجل کے سپرد کرکے عدم آباد کی طرف سفری ہوئے جہانگیر خان اور سید اسحٰق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ خان کہ امرا سے تھے قتیل ہوئے اور باقی انکے سواد دستگیر ہوئے اور احمد نظام شاہ نے انھین بھینسون پر سوار کرکے کپڑے انکے زانو تک پارہ پارہ کرکے اپنے اُردو مین پھرایا اور جان کی امان دیکر دار الملک کیطرف روانہ کیا اور مین نے شاہ جمال الدین حسین آنجو سے جن کا تھوڑا احوال خیر مآل وقائع مرتضئی نظام شاہ مین تحریر ہوگا سنا ہے کہ اس جنگ نے بجنگ باغ شہرت پائی اسلیے کہ قصبۂ ٹیکا پور کے قریب جس مقام مین کہ صورت فتح ظہور مین آئی تھی احمد نظام شاہ نے ایک باغ بناکر کے موسوم بباغ نظام کیا اور اُس کے دور مین چار دیوار بزرگ کھینچکر ایک عمارت زیبا تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین وہ عمارت رشک ارم ذات العماد ہوئی احمد نظام شاہ اور اسکی جمیع اولاد نے اُس کو اپنے اوپر مباک جان کر اس مین قلعہ تیار کرکے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اُس فتح کے شکرانہ مین قصبہ جیور کو اس وقت کے مشائخ اور علما پر وقف فرمایا اور ان کی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کیا پھر مظفر اور منصور ہوکر جنیر کی طرف گیا اور بے دغدغہ کسی مانع اور بے وجود کسی مزاحم کے مسند جہانبانی پر متمکن ہوا اور اسی سال یوسف عادلخانی کی صلاح سے

سلطان محمود کا نام خطبہ سے محو کیا اور چتر سفید کہ اس وقت مین نشان بادشاہ دہلی اور گجرات اور مندو کا تھا اپنے فرق پر قائم کیا لیکن جب خواجہ جہان اور بہت امرائے دکن جو اس کے ساتھ طریق مصادقت رکھتے تھے چتر اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ بموجودگی سلطان محمود بہمنی کے چتر سر پر لگانا اور خطبہ اپنے نام پڑھنا نہایت بے ادبی ہی تو نظام شاہ نے کہ زیور عقل و دانش سے آراستہ تھا ملائمت کو مستحسن جانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے افسران سپاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ جو کچھ تم کہو عین صواب اور محض صلاح ہی خطبہ مین نے موقوف کیا لیکن چتر کہ جو سبب ازالہ آسیب حرارت آفتاب ہی اور علامت سلطنت اس مین ملحوظ نہین ہی اُس کا تغیر مناسب نہین دکھائی دیتا ہی اُنھون نے جواب دیا اگر ایسا ہی مضائقہ نہین آپ شوق سے چتر لگا دین بشرطیکہ اور لوگ بھی اسی غرض سے چتر لگا دین احمد نظام شاہ نے لاچار ہوکر رخصت عام فرمائی اور چتر عام سے پہچان کیواسطے ایک پارچہ سرخ چتر نظام شاہی پر نصب کیا اور عوام الناس کی چھتری بالکل سفید قرار دی اور رفتہ رفتہ دولتخانہ عادل شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور بریدشاہیہ مین اسیطور کا چتر شائع ہوا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اٹھارہ سال کو پہونچی ہے سلطان اور گدا دکن کے چتر سر پر لگاتے ہین کسیکو ممانعت نہین ہی بخلاف سائر بلاد ہند کہ بادشاہ کے سوا دوسرے کی مجال نہین کہ چتر اپنے سر پر بلند کرے اور جب مخدوم جہان اور اعظم خان اور امرائے دیگر کو بھی یہ چتر کی دولت کہ بادشاہون کے واسطے مخصوص تھی پہونچی شرمندہ اس کے احسان کے ہوئے اور بعد دو مہینے کے غائب اور حاضر نے اُس سے اتفاق کرکے خطبہ کی التماس کی اور جب اُن لوگون نے مکرر مبالغہ اور اصرار کیا آنحضرتؐ کہ راغب اس امر کے تھے منت عظیم اُن پر رکھکر اپنا خطبہ جاری کیا اور بہمت تسخیر و ندار اجپورے مین جو کہ دکن کے قلاع متین سے ہی اور بندر جیول کے حوالی مین واقع ہی مصروف رہی اور نفیس نفیس اس طرف جاکر دو مہینے اور بقولے ایک سال محاصرہ کیا اور آخر کو صلح سے لے لیا اُس کے بعد قلعہ دولت آباد کی تسخیر کی عزیمت اُس کے فضاے دل مین جلوہ گر ہوئی وقت بے وقت اس اندیشہ مین رہتا تھا اور جو یقین تھا کہ وہ قلعہ بزور نہ لے سکون گا اس قلعہ کے والیان کے ساتھ کہ مسمیان ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدارا اور احسان سے ابواب لطف اور ملائمت مفتوح کیے **مثنوی** شنیدم زدانائے فرہنگ دوست ۔ کہ درکار ہا رفق و نرمی نکوست ۔ بہ نرمی جوکاری تواں برد پیش ۔ درشتی مجوئید زاندازہ بیش ۔ کہتے ہین ملک وجیہ اور ملک اشرف دونون بھائی حقیقی تھے اور آپس مین کمال محبت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا مین خواجہ جہان کا وان کے ملازمون مین انتظام رکھتے تھے اور اس کی شہادت کے بعد سلطان محمود کے سلحداروں مین منتظم ہوکر زمانہ بسر کرتے تھے آخر مین ملک نائب نظام الملک اُنکی تربیت کا درپے ہوا اور جملہ امرا سے کرکے ملک وجیہ کو قلعہ دولت آباد کا تھانہ دار اور ملک اشرف کو حاکم ولایت کیا اور اُنھون نے اس نواح کی ضبط مین مساعی جمیلہ کرکے متمردان اور رہزنان دولت آباد کو جو تمام جہانمین مشہور اور معروف تھے حرف غلط کیطرح معدوم کیا اور سرحد سلطان پور و ندربار اور بالکانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ تاجر وغیرہ بفراغ خاطر آمد و شد کرنے لگے اس کارگذاری اور نیکنامی سے حکومت کی کہ رعیت اُن سے راضی اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آباد اور معمور ہوئی ایک امرائے مرہٹہ نے سلطنت بھنیہ مین خلل دیکھکر قلعہ کالندر کو

بہ تغلب لیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سرگریبان موافقت سے برلایا اور رہنرنی سے محترز اور مجتنب ہوا اور دونون بھائی ملک نائب کا حق تربیت منظور رکھکر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتے تھے اُس نے بھی اُن کے ساتھ بعد فتح باغ نظام و فد راج پوری اپنی بہن بی بی زنیب کو ملک وجیہ کے ساتھ جو اہل علم و صلاح سے تھا سلک ازدواج مین کھینچا اور بناے مصادقت کو بموا صلت مضبوط کیا حق سبحانہ تعالی نے سال اول مین اس عفیفہ سے ایک فرزند نرینہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اُسکا نام احمد شاہ رکھتا تھا بی بی زنیب نے جواب دیا کہ عہد طفلی مین ماں باپ مجھے کمال محبت سے موتی کہتے تھے اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کے موسوم کرو خوب ہوگا ملک وجیہ نے اُسکا نام موتی رکھا اور اس دُر مکنون کی ولادت سے اُسکی شوکت اور آبرو افزون ہوئی لیکن ملک اشرف کی دیگ حسد جوش مین آئی اپنے بڑے بھائی کے قتل مین مصر ہوا اسواسطے کہ وہ اس فکر و اندیشہ مین تھا کہ مین ملک وجیہ کے بعد از فوت دولت آباد اور انتور اور دیگر پرگنات اور قلاع اس حدود پر کہ جو اِس سے تعلق رکھتے ہین قابض ہوکر صاحب خطبہ و چتر ہونگا اسوقت کہ ملک نائب وجیہ کو احمد نظام شاہ کے ساتھ یہ نسبت بہم پہونچی اور ایک فرزند زنیب سے متولد ہوا اپنے ارادہ مین خلل مشاہدہ کرکے نسبت اخوت کو بعداوت مبدل کیا اور فرصت کے وقت لشکر قلعہ کی امداد و اعانت سے بھائی کو قتل کیا اور اُسکے طفل معصوم کو بھی مسموم مرگ کیا اور حکومت و دولت آباد مین باستقلال مشغول ہوا اور حکام برہان پور اور برار کی نسبت ابواب محبت اور وداد مفتوح کیئے اور سلطان محمود گجراتی سے بھی طریقہ اخلاص جاری رکھکر کبھی کبھی ارسال عرائض اور تحف سے آپ کو ساتھ اُسکے منسوب کرتا تھا لیکن جب زنیب نے بعد از قتل شوہر اور فرزند جنیر کی طرف جاکر دست تظلم اپنے بھائی کے دامن مین مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے اُسے دلاسا دیکر ۹۹۰ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین مع لشکر و جمعیت دولت آباد کی تسخیر کے ارادہ جنیر سے نہضت فرمائی اور جب ٹیکا پور کے اطراف مین پہونچا نظام پور کے باغ مین وارد ہوا چند روز بقصد استراحت عیش و عشرت مین مشغول ہوا الجی قاسم بریدکے میان تاج الدین دکنی اور دو برس پنڈت اُسکے پاس حاضر ہوے اور یہ گزارش کی کہ یوسف عادل خان نے ہمارے اخراج کے واسطے ٹیکا کو مشش کا کمر ہمت پر باندھکر دار السلطنت محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہی اگر وہ جناب اس وقت مین محاصرہ دولت آباد کی فکر خاطر عاطر سے محو کرکے اپنے محب اور مخلص کی معاونت کے واسطے اس طرف توجہ فرماوین نیازمند تا مدت العمر طریق یکجہتی اور اخلاص مین سرگرم ہوکر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بلکہ مخلص بھی یوسف عادل خان کی طرف سے مطمئن ہوکر دولت آباد کی تسخیر مین آپکا ممد و معاون ہوکر جانسپاری مین دریغ نکریگا احمد نظام شاہ نے اُسکا سوال پذیرا کرکے دولت آباد کی عزیمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کیطرف گیا اور جیسا کہ واقعات سلطان محمود مین مذکور و مسطور ہوا معاملات کو مفروغ کیا اور اُسی دن دولت آباد کیطرف جاکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے اس قلعہ سپہر اساس کو بنظر تامل دغور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اسکی جبر و قہر سے نہایت مشکل و دشوار ہی وہان سے کوچ کرکے جنیر کیطرف متوجہ ہوا اور اثنائے طی طریق مین جب قصبہ ٹیکا رین پہونچا اُسکی راے مقتضی اس کی ہوئی کہ وہ مقام جو دولت آباد اور جنیر کے درمیان ہی اس مین ایک شہر بناکر دار الملک بناوے اور ہر سال ہنگام درو فصل خریف و ربیع دولت آباد مین لشکر بھیجکر تاخت و تاراج کرے شاید مردم درونی قوت لایموت سے عاجز ہوکر طالب امان ہوون اور قلعہ سپرد

کرین پھر شہور سنہ ۹۰۰ نو سو ہجری مین ایسی ساعت مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی باغ نظام کے مقابل دہرسین کی ساحل پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور جو کہ سمع مبارک اُس فریدون منش مین پہونچا تھا کہ وجہ تسمیہ احمد آباد گجرات کی جو آباد کردہ احمد شاہ گجراتی ہی صورت اُسکی یہ تھی کہ اسم بادشاہ اور نام وزیر کفایت دستگاہ اور قاضی شریعت پناہ کا احمد تھا اور اتفاقات حسنہ سے بعینہ وہ صورت اس شہر کے بنا کے وقت بھی عکس پذیر ہوئی اس سبب سے احمد نگر نام رکھا کس واسطے کہ نام شہر یار کا احمد تھا اور نام اصلی سند عالی نصیر الملک گجراتی اور نام قاضی معسکر بھی احمد تھا جو کہ اس جناب کو اُس شہر کی تعمیر کی جلدی اور اہتمام تھا عرصہ قلیل مین تمام امرا و منصبداران اور سلحداران نے اُسکی تیاری مین توجہ کی اور دو تین برس کی مدت مین ایسا آباد اور معمور ہوا کہ دعوی برابری اور ہمسری کا بغداد اور مصر سے کیا اور جیسا کہ مقرر ہوا تھا ہر سال دو مرتبہ فصلین مذکورین مین لشکر نظام شاہی دولت آباد پر تاخت کرکے زراعت کی خرابی اور پامالی اور تاراج غلہ اور آتش افروزی مساکن و منازل رعایا مین تقصہ نکرتے تھے اور مضمون عالیہا سافلہا ظہور مین پہونچاتے تھے اور وقائع نظام شاہیہ مین جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ ثانی کے عہد مین لکھنا شروع کیا تھا اور توفیق اتمام نہ پاکر فوت ہوا اس مین یون مرقوم ہی کہ جب غلغلہ دولت اور طنطنہ حشمت نظام شاہ بحری کا حکام دور و نزدیک کے گوش زد ہوا عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے ابواب خصوصیت اور اتحاد مفتوح کیے اور قریب دو ہزار سوار کے اُسکی کمک کیواسطے مقرر کئے کہ ہمیشہ سفر دولت آباد مین ہمراہ ہوکر اُسکی تسخیر مین کوشش کرین اور بسیطور سے فتح اللہ اور عماد الملک کے ساتھ بھی بنیاد دوستی قائم کرکے اپنے باپ دادا کے خلاف روش سلطان محمود گجراتی کیساتھ علم مخالفت بلند کیا اور وہ مال کہ ہر سال سلطان گجرات کے خزانہ عامرہ مین بھیجتا تھا اُسے یکقلم موقوف کیا سلطان محمود نے سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین سیر ولایت کے بہانہ نہضت فرمائی اور ملک اشرف حاکم دولت آباد نے خبر پاکر ایلچی سلطان محمود کی خدمت مین بھیجے اور احمد نظام شاہ بحری کے تسلط اور قلعہ کے محاصرہ کرنے اور خرابی ولایت سے شکایت کرکے التماس قدوم میمنت لزوم کیا سلطان محمود دفعۃً قلعہ دولت آباد کی طمع کے سبب ایک لشکر عظیم فراہم لاکر دکن کیطرف متوجہ ہوا اور یہ تجویز کی کہ پہلے عادل خان فاروقی کی تنبیہ اور گوشمالی کرے اُسکے بعد دولت آباد پر تاخت کرے جب حوالی سلطان پور اور ندربار مین پہونچا عادل خان فاروقی نے مضطرب اور سراسیمہ ہوکر احمد نظام شاہ بحری سے التماس کمک اور ترک محاصرہ دولت آباد کیا احمد نظام شاہ بحری پندرہ ہزار سوار مستعد رزم دیکار لیکر برہانپور کیطرف گیا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل جب شہر برہان پور خیمہ گاہ لشکر فیروزی اثر ہوا اور عماد الملک بھی فوج برار لیکر کمک کو پہونچا میان احمد نصیر الملک گجراتی نے سلطان گجرات سے جو قلعہ اسیر کے اطراف مین وارد ہوے تھے نظام شاہ کے حکم کے موافق ابواب رسل و رسائل مفتوح کیے اور بعد چند روز کے ایک اہل گجرات کو کہ سلطان محمود کی خدمت مین بمزید تقرب ممتاز تھا لکھا کہ ہر چند بندہ تقدیر کے موافق اس سلطان گردون اقتدار کی ملازمت مین ہی لیکن جو مولد اور منشا بندہ کا گجرات ہی دولتخواہی والی خطہ کی اپنے اوپر فرض جانتا ہی تعجب ہی کہ سلطان کشور ستان امور جزوی کیواسطے بنفس نفیس مرتکب ایسی مہمات شاقہ ہوتے ہین حاکم برہان پور کہ لشکر اور جمعیت مین برابری ایک امرائے سلطان سے نہین کرسکتا ہی اسکے ساتھ مستعد پیکار و مقابلہ ہوے ہین خصوص اس وقت مین کہ جم جاہ جوان بخت دکن مع سپاہ صف شکن اُسکی معاونت اور مظاہرت کو آیا ہی اگر وہ جناب از روے اخلاص اور دولتخواہی سلطان کی عرض مین پہونچاوین اور مضمون کم من فئۃ قلیلۃ حضرت کے ذہن نشین اور خاطر نشان کرکے

فرش منازعت کو لپٹیین تو بہتر کہ صلاح دولت اس مین متصور ہی کس واسطے کہ فتح اور شکست کا مختار خدا ہی اور بتقدیر اگر نصرت نصیب سلطان ہووے خلقت کیکی کہ سلطان محمود جنود نامعدود سے لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر قضیہ منعکس ہووے یہکی باد بیعزتی انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ مین رہیگی وہ شخص نوشتہ نظام الملک کا بخبیہ سلطان کے ملاحظہ مین دراز یا انحضرت صلح اور جنگ مین متردد ہوئے احمد نظام شاہ نے ایک فیلبان کو جو سلطان گجرات کے فیل بحری سال کی محافظت مین قیام کرتا تھا زر کثیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شب تا ر مین کہ سلطان اور سپاہ خیمہ و خرگاہ مین باستراحت مشغول ہو دین اُس فیل فلک نظیر کی زنجیر کہ نہایت مست اور بے اعتدال ہی پانؤن سے نکالکر اُردو مین چھوڑ دینا اور اُس شب موعود مین نظام شاہ بحری نے پانچہزار پیادہ توپچی کماندار اور باندار اور پانچہزار سوار کہ تمام تیراندار تھے گجراتیون کے اُردو کیطرف روانہ کئے کہ کمین گاہ مین بیٹھین جسوقت شور و غوغا لشکرگاہ مین ظاہر آوے تو اطراف و جوانب سے برآمد ہوکر تیر و تفنگ و بان سے ہلاکی اُس قوم مین مصروف ہون اور اُنھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کیا جب لشکر گجرات کے حوالی مین پہونچے اور اُردو کے اطراف و اکناف مین مخفی ہوئے اُسکے بعد کہ دو پہر رات آئی تھی فیلبان نمک حرام نے فیل بحری سال کو چھوڑ دیا اُس اژدہائے دمان کے حملہ آور ہونے سے شور و فریاد معسکر کا غلغلہ اوج فلک البروج پر پہونچا پیادے اور سوار کمین سے برآمد ہوئے اور اطراف و جوانب سے نقارہاے حربی پر چوب زنی ہوئی صدائے سہمگی گنبد گردون کو محو کیا اور بارش تیر و تفنگ مین مشغول ہوے اور جو سلطان محمود اور امرا اُسکے لشکر دکن اور خاندیس سے ایسی جرأت محال جانتے تھے اور مے نخوت اور تکبر سے سرخوش ہوکر خواب غفلت مین سوتے تھے اس ہنگامہ اور غوغا سے ہشیار ہوکر سراسیمہ سواری کے تہیہ مین ہوے اور سلطان محمود نے جو سنا تھا کہ نظام شاہ نے چارہزار سوار بہادر دکنی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمنیہ سے تھے بلطف و احسان اُنھین اپنے خیل خاصہ مین جمع کیا ہی اور مجالس اور محافل مین کہتا ہی کہ مین ان چارہزار آدمی سے مسلح ہوکر میدان جنگ مین سلطان محمود کے علم و چتر پر حملہ آور ہونگا خدا جسے چاہے فتحیاب کرکے سرافرازی بخشے اور جسے چاہے شکست دیکر خاک ندلت پر ڈالے یہ بات بھی اُسکے دل مین ذہن نشین تھی اور اُس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چارہزار سوار جرار شبخون کے واسطے ہمراہ لایا ہی اور چاہتا ہی کہ سراپردہ خاص پر تاخت لاکر خرابی اور مضرت پہونچادے اس سبب سے سلطان محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادے سراپردہ سے برآمد ہوئے اور دفعتہً وہ فیل بحری سال سراپردہ شاہی کے عقب آیا اور چند شقہ سراپردہ شاہی پارہ پارہ کیے صدائے شیون و غوغا اہل حرم سے بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین ہو کہ احمد نظام شاہ خیمہ اور سراپردہ پر تاخت لایا ہی پھر بلا توقف کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر اردو سے نکل گیا اور جب تین سو یا چارسو آدمی اُسکے پاس جمع ہوئے اور شور ہنگامہ لحظہ بلحظہ ازدیاد ہوتا تھا راہ فرار نا پی اور بسرعت تمام تین کوس راہ طی کی جب امراے گجرات مع فوج ہاے آراستہ جنگ مین مشغول ہوے اور دکنی مراجعت کرکے اپنے اُردو مین چلے گئے اعیان لشکر بہیئت مجموعی سبارکباد کیواسطے دربار شاہی مین گئے اور جب سلطان کو اپنے مقام پر نہ پایا اور سمجھے کہ کیا معاملہ واقع ہوا ہی سب اتفاق کرکے تعفن اور تغیر منزل کے بہانہ سے لشکر کو کوچ کرکے اُسکے پیچھے گئے سلطان محمود دکنیون کے مکر سے واقف ہوا جو اُس رات کو صلاح مراجعت مین نہ تھی اُسی مقام مین قیام کیا اور احمد نظام شاہ بحری نے تیر تدبیر ہدف مراد پر نہ لگا صبح کو باتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنے مقام سے کوچ کیا اور اس مقام مین جہان سلطان نے نزول کیا تھا وارد ہوئے

اور وہ امر جو کسی کے خیال مین نہ تھا وقوع مین آیا بیت کار ہا راست کند عاقل کامل بہ سخن ۔ کہ بعد لشکر جرار بیشمار اسکے بعد طرفین سے ایلچیون نے آکر نشیب و فراز سمجھایا حرف صلح دونون بادشاہون کے درمیان آیا صلح پر راضی ہوئے پھر اپنے اپنے مقر اور مسکن کی طرف روانہ ہوئے اور قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ لحاظ کرکے اس واقعہ کے شرح و بسط مین نہین کوشش کی ہی واللہ اعلم بالصواب منقول ہی کہ احمد نظام شاہ نے برہانپور سے مراجعت کی اور بسرعت تمام دولت آباد مین پہونچا اور اب کی مرتبہ بقہر و غضب لشکر کو محاصرہ کیواسطے مامور کیا اور خود بالاگھاٹ پر جو تیلوہ کے قریب ہی عیش و عشرت مین مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت باغبانون نے چند ڈالی انبہ لاکر عرض کیا کہ قبل اسکے جسکو سات برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ حضرت بادشاہ اس قلعہ کی تسخیر کے واسطے اس حدود مین تشریف لائے تھے اور اس مقام مین فرد کش ہوکر انبہ ہائے لذیذ نوش فرمائے تھے اُنکی چند گٹھلیان یہان افتادہ تھین موسم برسات مین وہ سرسبز ہوئین اور غلامون نے اُنکی محافظت مین کوشش کی اور حضرت کے اقبال سے وہ درخت پر ثمر ہوئے یہ چند ڈالیان انھین پودھونکی ہین احمد نظام شاہ نے اپنے دل مین کہا کہ یہ علامت قوت طالع اور فتح حصار کی ہی ملک اشرف نے جب احمد نظام شاہ کی ہمت فتح حصار مین مصروف دیکھی سلطان محمود گجراتی کو عریضہ بھیجکر پھر تسلط اور غلبہ احمد نظام شاہ اور محاصرہ کرنے قلعہ دولت آباد کے شکایت کی اور پیام دیا کہ یہ قلعہ اُس شاہ جم جاہ سے علاقہ رکھتا ہی اگر ایکبار اور اسطرف قدم رنجہ فرماکر اس دولتخواہ کو اس بحری خصال کے چنگ غضب سے رہائی بخشین خطبہ اس حدود کا آپکے نام جاری ہوے اور سال بسال باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان محمود بھی چاہتا تھا کہ انفعال گریز سے برآمد ہوکر اُس مخالفت کا تدارک کرے اور اہل دکن کہ بعد شجون مذکور اُسے سلطان محمود بیکرہ کہتے تھے اُنکو تادیب اور گوشمال دیوے اسواسطے التماس اُسکی پذیرائی فرمائی اور بحشمت و شوکت تمام دولت آباد کی طرف سوار ہوا اور جب آب ٹپن کے ساحل پر پہونچا احمد نظام شاہ بحری ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور ملک اشرف نے ضیق محاصرہ سے نجات پائی سلطان قطب کی مسجد مین جاکر خطبہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اُردوے شاہ مین جاکر تحف و ہدایا اور نقود بطور وافر پیشکش گذرانا اور خراج ہر سال کا قبول کرکے سلطان کو اپنے سے راضی کیا اور سلطان محمود نے اس سال فرصت پاکر خراج کئی برس کا عادل خان سے لیا اور اپنے مقر کی طرف متوجہ ہوا اور احمد نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر بھی باز نہ آیا اور آخر سال مذکور مین پھر بہ تیز پروازی بحری و شتاب روی عقاب دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے بوجہ خطبہ پڑھنے بنام سلطان گجرات اور اُسکی ملاقات کرنے سے متنفر تھے احمد نظام شاہ کے پاس عرائض باین مضمون بھیجین کہ ہم تیرے بندگان فرمانبردار سے ہین اور ہم تجھے اپنا ولی نعمت جانتے ہین اور تیرے معتقد اور دولتخواہ ہین جلد اسطرف تشریف لا اور ہماری جانفشانی اور جانسپاری مشاہدہ فرما احمد نظام شاہ آب گنگ کے کنارے اہل قلعہ کے مضامین عرائض پر مطلع ہوا اور اسی شب کو دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دولت آباد مین داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قضارا ملک اشرف لشکر قلعہ کے ارادہ پر کہ اکثر قوم مرہٹہ تھے واقف ہوکر غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز کے عرصہ مین ہادم اللذات کہ عازم ملاذ الممات ہی اُس کے سر پر دامپہ تاخت لایا اور کوکب عمر کو اُسکے افق مغرب مین پہونچایا بعد اس سانحہ کے تمامی قلعہ جو قلعہ بند تھے مع کلید قلعہ احمد نظام شاہ بحری کی ملازمت کیواسطے حاضر ہوئے اور کنجی قلعہ کی نذر کرکے

سارکیا وہی احمد نظام شاہ نے اُس گروہ پر نہایت نوازش فرمائی اور قلعہ کی سیر کی اور جا بجا کہ قلعہ مرمت طلب تھا اُسے مرمت کیا اور اپنے مرومان معتمد کے سپرد کرکے مظفر و منصور احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور ساعت سعید اور طالع فرخندہ مین بباغ نظام کہ اُسے سارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اسکے اندر ایک عمارت عالیہ احداث فرمائی اور تصاویر دلکش مثل آئینہ حلب سُرخ و زرد سے اسے آراستہ کیا اور اُن سنولت مین اپنی عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شور اور اُسکے سوا اور بھی قلعہ ہائے اس اطراف کے مسخر اور مفتح کیے اور راجہ قلعہ کالنہ اور بگلانہ سے پیشکش لیکر اور اپنا مالگذار کرکے مسند حکومت احمد نگر پر متمکن ہوا اور سنہ ۹۱۳ نو سو تیرہ ہجری مین داؤد خان فاروقی کے مرنے کے بعد برہان پور مین بادشاہ تعین کرنے کے بارہ مین درمیان امرا اور اشراف مملکت کے اختلاف ہوا اور ملک حسام الدین مغل نے جو اُس دولت خانہ کے عائد سے تھا ایلچی احمد نظام شاہ کے پاس بھیجکر خان زادہ عالم خان کو جو حکام اسیر کے نواسون مین سے تھا اور احمد نگر مین زمانہ بسر کرتا تھا طلب کیا اور اپنی و عماد الملک حاکم کاویل کی رائے سے اسکو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیکرہ گجراتی نے عادل خان بن حسن خان فاروقی کو کہ نواسہ اُسکا تھا چاہا کہ اُسے برہانپور کی مسند حکومت پر متمکن کرون اُسکے بعد لشکر فراہم کرکے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عماد الملک سے اعانت طلب کی یہ لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر برہانپور کیطرف روانہ ہوئے اور جو ملک لادن نے کہ وہ بھی اعیان ولایت خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کے ساتھ اعلام مخالفت بلند کیے اس وجہ سے خلل فاحش مہمات مین اُس حدود کے ظاہر ہوے اور سلطان محمود بھی حوالی تالیز مین پہونچا اور ہزار سوار ملک حسام الدین کی مدد کیواسطے مقرر کئے اور دونون باتفاق برہانپور سے کوچ کرکے کاویل کی سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہان پور مین توقف میسر نہوا ملک حسام الدین کے بے رخصت کاویل کیطرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھکر عماد الملک کو وداع کیا اور خود دولت آباد مین گیا اور خانزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور نظام شاہ بعد از مراجعت سلطان محمود بسمت گجرات عالم خان کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد مین بیٹھا اور ایک مکتوب ایلچی کے مصحوب سلطان محمود کے پاس باین مضمون بھیجا کہ جو خانزادہ عالم خان سمت التجا لایا کہ متوقع اس امر کا ہی کہ قدرے ولایت آسیر اور برہانپور ساتھ اُسکے عنایت فرماوین سلطان محمود کو اُسکی بے ادبی ہائے سابق سے آزردہ تھا اور عادل خان نے بھی اُسکی شکایت متواتر لکھی تھی ایلچی سے درشتی کرکے فرمایا غلام زادہ سلطان بہمنیہ کی کیا مجال کہ سلاطین کو کتابت کرے اور پانون اپنے کملی سے آگے بڑھاوے اگر اپنے اوضاع ناپسندیدہ سے نادم اور تائب نہوگا عنقریب گوشمال پاویگا احمد نظام شاہ اس سے زیادہ جرأت کو موجب خسارت سمجھکر خانزادہ عالم خان کو ہمراہ لیکر بسبیل تعجیل احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کے جب مدارج اور مطالب حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوئے فلک تفرقہ پرداز اپنے کام مین مشغول ہوا یعنی امل نصیر الملک کہ رکن دولت اُسکا تھا فوت ہوا اور بجائے اُسکے کمل خان حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی سے مایوس ہوکر امرا اور وزرا کو اپنے پاس بلایا اور شاہزادہ جوان بخت کا مگار شیخ برہان کو جو سات برس کا تھا ولیعہد کیا اعیان اور ارکان سلطنت نے اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین عہد اور بیعت لی اور سنہ ۹۱۴ نو سو چودہ ہجری مین

بمقتضائے یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ داعی اجل کو لبیک اجابت فرمایا یعنی اس دار ناپائدار سے رحلت کی عظم شد آن لحظہ ہول قیامت عیان ✦ بگردون برآمد نفیر فغان ✦ شد از درد غم چشمہا سیل باز ✦ چو باران کہ بارد بوقت بہار ✦ فلک را ز بس نالہ کرگشت گوش ✦ زنوحہ زمین و زمان در خروش ✦ اگرچہ خصال حمیدہ اور فضائل پسندیدہ اس شہریار کے اُس سے افزون تر ہین کہ قلم مشکین رقم اسکے بیان مین زبان آوری کرے لیکن مورخین کی عادت کے موافق اُسکی شمہ تحریر مین مبادرت کرتا ہی کہ جملہ خصال اس شہریار سے کہ عبارت عفت و صلاح و پرہیزگاری و فلاح سے ہی یہ ہین کہ سواری کیوقت شہر و بازار مین کبھی واہنے اور باین التفات نہین فرماتا تھا ایک ندیم گستاخ نے سوال کیا کہ عدم التفات خداوندی اطراف وجہات کی طرف کیون ہی آنحضرت نے فرمایا کہ بادشاہ کی عین سواری کے وقت اکثر مرد و عورت بادشاہ کی زیارت اور تماشائے جلوس کے واسطے آتے ہین اس سبب سے ڈرتا ہون کہ میری نظر عورت نامحرم پر نہ پڑے کہ وبال اسکا عائد روزگار ہوگا بیت ہزار آفرین از جہان آفرین ✦ بران شاہ باداش و داد و دین ✦ دوسرے یہ کہ اوائل سلطنت و جہانبانی مین کہ ایام شباب و جوانی آنحضرت کا تھا قلعہ کاویل کی تسخیر کے واسطے کمر جہاد باندھکر مقرون دولت سے حرکت فرمائی اور بعد طی مسافت محاصرہ مین مشغول ہوا اور تائیدات یزدانی سے اُسے مفتوح کیا جملہ اسیران اُس قلعہ سے ایک جاریہ تھی کہ حسن و دلبری مین ماہ و مشتری سے ہمسری و برابری کا دعوی کرتی تھی اور لطافت اور نورگستری مین حور و پری سے برتری ڈھونڈھتی اپنی ضیائے رخ سے طلیعہ صبح کو دامن دامن گل صباحت بخشتی تھی اور اُسکے بالونکی سیاہی ساقہ لشکر شام کو چمن چمن سنبل اور مایہ سبزہ دیتی تھی اور زلف پرخم اُسکی تیرہ قامت کو پرچم تھی اور ابروے مقوس اُسکے منشور جمال کیلیے بعینہ طغرا معلوم ہوتے تھے ملا ہاتفی نے گویا یہ شعر ملکہ تمام غزل اُسی کے سراپا مین تصنیف فرمائی تھی شعر یارب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح ✦ یا ہلال عید یا ابروے ماہ ماست این ✦ مثنوی پری دخت و پری بگذار ماہے ✦ بزیر مقنعہ صاحب کلاہے ✦ شب افروزے چو مہتاب جوانی ✦ سیہ چشمے چو آب زندگانی ✦ دو شکر چون عقیق آب دادہ ✦ دو گیسو چون کمند تاب دادہ ✦ خمار آلودہ چشم نیم بازش ✦ جہانے نیم گشت از نیم نازش ✦ ملک نصیر الملک وزیر کی جو ہین نظر اُس پری کے آئینہ رخسار پر پڑی صبر و قرار قرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا نشاط محبت مین چور ہوا صورت تصویر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا مثنوی بدل میدادش از دلبر گرفتن ✦ نہ تواستش اندر بر گرفتن ✦ چو میدید اندران محراب دیدہ ✦ حجاب دیدہ می شد آب دیدہ ✦ کچھ دیر کے بعد دل بیقرار کو سنبھال کر یہ کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آیا ہی کہ جس سے دل مضطر سیماب وش بیقرار و تہ و بالا ہی اس آفت ناگہانی سے بچنا اولی تر ہی دام الفت کا گرفتار زندگی بھر نہین چھوٹتا یہ سوچکر اُس دلبر بےنظیر کو سلطان جم جاہ کی خدمت مین لے گیا اور اُسکی نظر کیمیا اثر مین در لایا اور بوقت فرصت یہ عرض کی کہ قلعہ کاویل کے جملہ اسیرون مین یہ عورت جملہ ہی مین نے اس درنا سفتہ کو محض ظل سبحانی کیواسطے درجگ حجاب مین نقطہ موہوم کی طرح نامحرمون سے مستور رکھا ہی اگر حکم ہووے شبستان خاص مین داخل کرون شہریار کا اس خبر کی اہتزاز نسیم سے غنچہ دل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے نہایت راضی ہوا اور تحسین اور آفرین فرمائی جب شہنشاہ تخت کا چارم اس ایوان نیلگون طارم سے خلوت خانہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور سپہر دوار نے چادر سرمئی زرنگار شب سر پر ڈالی نصیر الملک نے اُس دلبر شیرین ادا پری اطوار دل آرام کو عیش منزل مین جلوہ گر کیا اور شہریار کا مگار تخت جہانبانی

سے شبستان کامرانی کی طرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ ناز و دلستانی سے قوت جان و کامرانی
حاصل کرے اپنی شرف ہمزبانی سے سرفراز کرکے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہی اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی
ہی یا گل ناشگفتہ کیطرح بیخار ہی یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ اہی میری جان بادشاہ پر فدا ہو جیو مین فلان قبیلہ سے
ہون اور مان اور باپ اور شوہر میرا بالفعل مجلس شاہی مین محبوس ہی آنحضرت نے کمال عفت و پرہیزگاری سے لفظ
شوہر استماع کرکے بے تجرع اقداح مدام آتش نفس امارہ کہ مراد شہوت سے ہی ساکن کرکے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ مین
تیرے پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے اُنکے سپرد کرونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب
ادب سے بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجالائی اور فجر کو جب کہ نصیر الملک خدمت مین حاضر ہوا اور تہنیت اور مبارکباد دی
وہ یوسف زمان اُسکا کنایہ سمجھے اور مسکراکر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف فرش لازم المعاش سے محروم و ناکام
ہین اُس سے اُسکے وارثون کی تفویض کا وعدہ کیا ہی نصیر الملک نے حکم کے موافق اُسکے مان باپ شوہر کو
حاضر کیا حضرت نے انھین انعام و اکرام سے سرافراز فرمایا اُسکے بعد اس حوروش کو اُنکے سپرد کیا اور مرنا کے وبال
سے نجات پائی تیسرے اس بادشاہ کے خصائل سے یہ ہی کہ اگر جانا کوئی سپاہی معرکہ رزم مین لوازم شجاعت اور شرائط
جلادت کو فروگذاشت کرکے پسپا ہوتا آنحضرت واقف ہوکر عمداً اُس سپاہی کو بعد از فتح ہنگام نوازش اول اُسکو بمرحمت
خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور دونکے حال پر جنھون نے لوازم تہور مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مشغول ہوتا تھا
ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کرکے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے التفات
کا ایسے جوان کے حال پر جس نے معرکہ مین گریز ستیز پر اختیار کی تھی کیون ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب اسکا اور
وقت معلوم ہوگا شرح کی احتیاج نہین قضارا اُنھین دنون مین اُس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک کے واسطے
لشکرکشی کی اور دونون نے باتفاق یوسف عادل شاہ کا تعاقب کیا اور حوالی بیجاپور مین ایک فوج عادل شاہ کی سلطان
کے طلیعہ سے مقابل ہوکر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کے پیچھے افواج نظام شاہ تھی اُنھون نے مقابلہ اور مواجہہ عادلشاہ
کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اُس جماعت پر حملہ آور ہوا وہی جوان تھا نظام شاہ نے پھر اُسپر نوازش فرمائی اور ندیم سے
فرمایا بادشاہ میر شکاریہن اور جوانون کو صید خصم کیواسطے اسطور سے پہچانتے و بناتے ہین اسی طرح جنگ ڈوئل کا
طریقہ اُس ملک دکن مین یادگار ہی کیونکہ بادشاہ علم شمشیر بازی خوب جانتا تھا اور اس فن سے نہایت رغبت
رکھتا تھا اور رسم قدیم ہی کہ ہر زمانہ والے اپنے بادشاہ کے پسندیدہ ہنر کے طالب ہوتے ہین اس زمانہ کے خرد و
بزرگ اکثر اپنی اوقات اسمین صرف کرتے تھے اور بجائے مکتب خانہ کہ قاعدہ بلاد اسلام ہی احمدنگر کے تمام محلات مین
درزش خانہ اور اکھاڑے شمشیر بازی کی کسرت کیواسطے تیار کیے گئے تھے اور بہتر اس سے کسی امر کو نہین جانتے تھے
اور ہر ایک مجلس اور انجمن مین اُسکے سوا اور چرچا نہ رہتا تھا یہانتک کہ بازار شمشیر بازی نے رونق اور رواج تمام بہم پہونچایا
جیسا کہ اقتضا آب و ہوا ے فتنہ خیز دکن ہی ہر شخص زبان لاف و گذاف کھولکر دعوی انا ولاغیرے کا کرتا اور دوسرے کو
اس فن مین مسلم نہ رکھتا اور اس امر پر جوانون مین خشونت اور نزاع پہونچی مرافعہ احمد نظام شاہ کے پاس لے گئے اور اُس جناب
نے حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمارے سامنے شمشیر بازی کرین جو شخص پہلے وار حریف پر کرے وہ بہتر ہی
الغرض ہر روز جوان اس بارہ مین مدعی ہوکر جماعت جماعت دیوان عام مین حاضر ہوکر بادشاہ کے حضور شمشیر بازی

کرتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان ہر روز درد ولت پر قتل ہوتے تھے اور انکے وارث لاش انکی اُٹھا لیجاتے تھے اُسکے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع نہووے بلکہ قلعہ کے دروازہ کے آگے جو کالا چبوترہ ہے وہان یہ امتحان ہوا کرے اور ہوادار درمیان ان دونون شخص کے کہ آپس مین مدعی ہین دخل نکرین وہ حسب دلخواہ آپس مین تلوارین کھینچکر شمشیر بازی کرین آخران مین سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص ہوس جنگ کرکے مقتول ہووے اُسکے قصاص کی پرسش نہووے اور یہ بدعت دکن کے مسلمانونکو پسند ہوئی اور جلد بیوسیلہ سلاطین جمیع بلاد دکن مین سرایت کرکے شائع اور رائج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی دلون سے محو ہوئی کہ اب تک طالبعلم اور مشائخ اور ملوک اور اُمرا اور خوانین مملکت دکن کے اس یک یکی یعنی ڈوئل پر عمل کرتے ہین اور اُسکو حیثیت اور قابلیت عظیم جانتے ہین اور اُنکے فرزندون مین اگر یہ امتحان فرد فرد نکرین شجاعون کے جرگہ مین شمار نہوین اور سرزنش کرین اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نے بلدہ بیجاپور مین سنہ ایک ہزار دس ہجری مین اپنی آنکھونسے بالمشافہہ دیکھا ہے کہ سید مرتضےٰ اور سید حسن دونون بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ کے درباریون مین معزز تھے اور تمام آدمی اُنھین جملہ مردم معقول دکن سے شمار کرتے تھے چنانچہ ان دونون سے ساتھ تین آدمیون ریش سفید دکن کے کہ وہ بھی مردم روشناس سے تھے ایک امر سہل کے واسطے بازار مین تکرار ہوئی پہلے سید مرتضےٰ کا بیٹا جو بیس برس کا جوان تھا اپنے باپ کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل جاکر قتل ہوا جب سید مرتضیٰ نے اپنے دلبند کو مقتول دیکھا جان اُسکی نظر مین تیرہ ہوگیا خود دوسرے دکنی کی جنگ مین مشغول ہوا اور وہ بھی مثل اپنے بیٹے کے ملک عدم کی طرف راہی ہوا جسدم سید حسن نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اُسنے تیسرے دکنی سے سامنا کیا اور گرد فنا کی اپنے چہرہ پر ملی ابھی لاش ان تینون سید مردہ کی بیجاپور کے بازار سے نہ اُٹھی تھی کہ وہ تینون دکنی کہ مقتولون کے ہاتھ سے نہایت زخمی اور چور ہوگئے تھے انھون نے بھی جان قابض ارواح کے سپرد کی اور ایک لحظہ مین بلا عداوت سابق چھ خانوادہ ماتم مین بیٹھے اور بلا کی انکے خاندان سے ظہور مین آئی فی الواقع مسلمانان دکن کہ شمشیر اندازی و یکیکی مین بے نظیر اور بے مثل ہین اور جب تک کوئی شخص اس فن مین کمال حاصل نکرے ان لوگون سے بہ شمشیر مقابل نہین ہوسکتا ہے خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ جو اکثر آدمی دکن کے روے زمین پر ورزش شمشیر کرتے ہین گھوڑے کی سواری اور تیراندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور عاطل ہین اسواسطے جنگ مخالف مین عاجز مطلق ہوکر زبون تر ہوتے ہین اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار مین شیر درندہ اور مردانہ ہین اور جمیع سلاطین دکن جنھون نے بعد انقراض دولت شاہان بہمنیہ کے اس مملکت مین حکومت کی ہے کسی شخص نے اس فعل شنیع کے دفع مین کوشش نہ کی مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقران ابراہیم عادل شاہ ثانی مین خانہ جنگی مین جو باصطلاح دکن یکیک کہتے ہین تخفیف تمام ہوئی اور امید قوی ہے کہ یہ عمل زشت جو کسی مملکت اور عہد مین مروج نہ تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی برکات کے سبب بالکل زائل ہوا اور وہ مملکت بھی مثل بہشت ایسے لوث کی جنابت سے پاک ہوا اور اسیطرح سے خدیو زمان ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولایت بیجاپور مین کہ مراد کرہ زمین سے ہے تاکید تمام کرکے یک یک یعنے خانہ جنگی کو تخفیف تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی تلنگانہ مین اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہے کہ نام یک یک معدوم ہووے اور

احمد نظام شاہ کی مدت حکومت انیس سال تھی

ذکر بادشاہی برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا

برہان نظام شاہ بحری مروج مذہب اثنا عشری سات سال تخت احمد نگر پر متمکن رہا فیض خاوند اسکی تاریخ جلوس ہوئی اور مکمل خان دکنی کہ مرد عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کے عہد کے موافق منصب پیشوائی اور امیر جملگی پر مخصوص ہوا اور اُسکا فرزند میان جمال الدین بخطاب عزیز ملکی و منصب سرنوبتی پر ممتاز اور محترم ہوا اور اس دو تخانہ کو باپ بیٹے نے اپنے تصرف مین لاکر امور مالی اور ملکی مین نہایت استقلال پہونچایا تین برس تک زمانہ اُنسے موافق رہا جبکہ عزیز الملک سرنوبت بادہ نخوت سے مبہوت ہوا اور غرور اور بے اعتدالی اسکی اندازہ سے باہر ہوئی وزرائے صاحب شوکت مثل رومی خان اور شیر خان از روے حسد اُسکی پیشوائی اور سرنوبتی سے آزردہ اور دلگیر ہوئے ہر چند تدبیرین اور سعی اور کوشش اُسکے اخراج کے بارے مین کین پیش گئین جب سبطرف سے عاجز اور مایوس ہوئے اُسوقت ایک عورات حرم سے بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی دودھ پلائی تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اُس سے تمہید خصوصیت اور آشنائی کی کرکے یون مقرر کیا کہ بوقت فرصت راجا جیو بھائی کہتر ین برہان شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے انھین تسلیم کرے تاکہ اُسے تخت سلطنت پر منصوب کرکے برہان شاہ کو معزول کرین اور مکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پاوین بی بی عائشہ نے ایک روز انھین دنون مین دوپہر کیوقت راجا جیو کو کہ طفل چار سالہ تھا لڑکیون کی پوشاک پہنا کر پالکی پر سوار کیا اور شہر کا راستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اُسیوقت بحسب اتفاق اس فرزند دلبند کو یاد کیا اور جب محل مین دستیاب نہوا غلغلہ عظیم مردم درونی اور بیرونی مین ظاہر آیا اور بعضے بولے شاید ان حوضہاے پر آب مین گر پڑا ہو پس ایک جماعت حوضہاے پر آب مین کود کر تلاش مین مشغول ہوئی اور بعضے بی بی عائشہ کے پیچھے شہر کیطرف روانہ ہوے ابھی وہ رومی خان کے مکان پر نہ پہونچی تھی کہ وہ جماعت وسط شہر مین اُسکے پاس پہونچی اور اُسے مع راجہ جیو قلعہ مین در لائی اور جو بی بی عائشہ آپکو بجاے جدہ ماجدہ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجہ جیو کو کبھی کبھی اپنے مکان مین لیجاتی تھی اور ایک دو دن اپنے مکان مین رکھتی تھی بہانہ کیا کہ مین اسوقت راجہ جیو کو اپنے مکان پر لیے جاتی تھی لیکن بعد چند روز کے جب یہ راز فاش ہوا اور سب آدمیون نے جانا کہ یہ کام امرا کی تحریک سے ہوا ہے اسواسطے مکمل خان برہان شاہ اور راجہ جیو کی محافظت مین نہایت کوشش کرتا تھا اور ایک لحظہ غافل و بے خبر نہین رہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش مین بمقدار اہتمام بجا لایا کہ دس برس کی عمر مین کافیہ اور متوسط کو باستحقاق پڑھا اور خط نسخ خوب لکھا اور مرتضی نظام شاہ کے عہد مین کتب خانہ مین رسالہ علم اخلاق اور سلوک بادشاہان مین بخط نسخ پاکیزہ مؤلف کی نظر سے گذرا کہ اُسکے خاتمہ مین یہ عبارت مرقوم تھی کاتبہ شیخ برہان بن ملک احمد نظام الملک الملقب من الحضرۃ البحری اوجسوقت کہ مکمل خان اور امراے ثلثہ کے درمیان عداوت اور خصومت حد سے گذری انھون نے لاچار ہوکر پانچ چھ وزیرون سے اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے برآمد ہوکر آٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برار کیطرف روانہ ہوئے اور علاء الدین عماد الملک کے دربار مین پہونچے تمہیدات زبانی سے احمد نگر کی تسخیر کی سہل ترین تدبیر اُنھون نے عماد الملک نے ارباب غرض کے کہنے سے فریب کھایا اور فوج جمع کرکے کاویل سے ایلچپور کیطرف متوجہ ہوا اور نظام شاہ کی سرحد پر پہونچکر قصبات اور پرگنات پر قابض ہوا مکمل خان نے یہ خبر سنکر اُس فساد کے دفع کے واسطے پہلے خطہ دستگاہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت مین اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کو ہمراہ لیکر مع فوج گران بصد شوکت

وشان عماد الملک کے مقابلہ کو چلا اور قصبہ رانوری کے حوالی مین شہور سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین فریقین کا سامنا ہوا دونون سپاہ رزم خواہ نے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمین گاہ آراستہ کی اور کمل خان نے اس روز برہان شاہ کو صغر سنی کے سبب آذر خان غلام ترک کو جو اتابک اسکا تھا ردیف کر کے قلب مین قائم کیا اور خود بانبوے شہامت کھولکر جنگ مین مشغول ہوا کوس حربی اور نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نالہ نفیر و کرنا گنبد فلک پر پہونچا جوش و خروش نے گوش چرخ آبنوس کے کر کئے اور زمانہ جفا کار اس دار و گیر کے مشاہدہ سے ایسا ہراسان ہوا چاہا کہ آپ کو چنبر فلک سے باہر ڈالے اور بہرام خون آشام نے بہادران کیوان مقام کے خوف صمصام سے حصار سپہر پنجم سے قدم آگے رکھے اور روزگار مردم آزار نے گویا ایکبارگی غبار نیستی کا چہرہ ہستی پر چھڑکا اور دست قضا نے رشتہ حیات کا تنات کا توڑا دونون طرف کی سپاہ ملگئی تلوار چلنے لگی سر و تن جدا ہونے لگے جنگ عظیم ہوئی ہنگامہ محشر بپا ہوا صحرا مین سیل خون روان ہوئی **مثنوی** ز بارندن تیغ آتش نشان ٭ ہمی شد برون از تن کشتہ جان ٭ درآمد چنان در فغان کوس کین ٭ کہ چون نبض مے جست از جا زمین ٭ ز غرندین کوس غیرت سرش ٭ تہور ہمی ریخت در دل ز کوس ٭ فتادند برہم ز بس کشتگان ٭ بدان پوش شد ابرہ آسمان ٭ اور جو کارخانہ قضا و قدر مین طبل ظفر برہان دین و دولت کے نام بجا تھا اور رقم شکست عماد الملک کے چہرہ حال پر کھچی تھی بعد کشش اور کوشش فراوان راکب کام سے اور مرکوب تردد سے باز رہے عماد الملک اور تمام امرا نے باگ معرکہ سے موڑی ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ کسی مقام مین توقف نہ کیا اور مال و منال اور گھوڑے اور ہاتھی اُنکے نظام شاہ کے حوزہ تصرف مین آئے اور ممالک برار بہت خراب اور ویران ہوئے کمل خان نے نظام شاہ کو لیکر تعاقب کیا اور ولایت برار کے درمیان مین درآیا عماد الملک سلامتی فرار مین منحصر جانکر برہانپور کیطرف گیا وہان کے حاکم نے ایک جماعت علما اور مشائخ کے ذریعہ سے درمیان اُنکے صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقر کیطرف روانہ ہوئے منقول ہی ایک اجداد نظام شاہیہ سے کلکرنی پاتری تھا کسی سبب سے جلا وطن ہوکر ولایت بیجانگر کیطرف گیا اور اُس حدود مین بود و باش اختیار کی تھی جب سلطنت اُسکے خانوادہ مین پہونچی سب بیجانگر سے احمد نگر کی طرف رجوع ہوئے اور اشتیاق وطن غالب آیا اور کمل خان نے برہان شاہ کی طرف سے عماد الملک کو لکھا کہ جو پرگنہ پاتری تم سے تعلق رکھتا ہی وہ ہماری سرحد مین واقع ہی مقتضائے دوستی یہ ہی کہ وہ پرگنہ واگذاشت کر کے ہمارے متعلق کرین اور اُس کے عوض اور پرگنہ کہ جسکا حاصل اُس سے زیادہ تر ہو ہم سے لیکر اپنے قبض و تصرف مین لاوین عماد الملک نے یہ امر قبول نکیا چونکہ جانتا تھا کہ آخر کو اس امر پر نزاع ہوگی اسواسطے اس پرگنہ مین احتیاطاً ایک قلعہ جدید بنا کیا کمل خان نے پیغام دیا کہ اس قلعہ کا ایسے مقام پر تیار ہونا موجب نزاع ہی کہ اکثر اوقات تمھارے آدمیون سے ہماری سرحد مین مزاحمت اور تشویش پہونچیگی مناسب یہ ہی کہ اسے موقوف رکھین عماد الملک نے کچھ اُسکی پروا نکی اور قلعہ تیار کر کے بطمینان تمام اپنے دار الملک کیطرف مراجعت کی اور زمانہ کی بازی سے غافل ہوا ناگاہ کمل خان بالاگھاٹ اور دولت آباد اور منازل بیاورہ کی سیر کے بہانہ لشکر جمع لاکر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین برہان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب چند منزل دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور ایکبارگی باگ موڑ کر پاتری پر بطور تاخت فوج کش ہوا اور قلعہ کو گھیر کر آتش جنگ افروختگی اور بہادران قلعہ کشا نے خندق سے عبور کر کے بعضون نے کندون کے سہارے مثل دعائے مستجاب قلعہ کی دیوار و کنگرہ پر عروج کیا اور بعضے زینہ لگاکر موذنون کی طرح منارہ پر چڑھے اور متحصنون کو زبردستی اور

پیشدستی سے زیر کرکے قلعہ کو مفتوح کیا اور ولایت پاتری پر متصرف ہوا سیان محمد غوری نے کہ اس قلعہ کے فتح مین اور مجاہدون سے زیادہ تر کوشش اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی بخطاب کامل خان سرفرازی پائی اور ضبط اُس قلعہ اور اس حدود کا اس سے متعلق ہوا اور نظام شاہ نے اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوکر احمد نگر کی طرف معاودت فرمائی جو ابھی سرو نوخیز بوستان سلطنت اور گل گلزار دولت تھا بمقتضاے جوانی ایک لولی آمنہ نام پر عاشق ہوا اور قمری اور فاختہ کے مانند اُسکے قد بالا کی شوق زیارت مین حلقۂ اطاعت گلے مین ڈالکر کوکرنے لگا اور جذبہ عشق سے اُسے حبالۂ نکاح مین لاکر فضل حرم کیا اور اُسکے طفیل سے شرب خمر کیطرف رغبت کی مکمل خان کہ مرد کامل اور عاقل تھا تخت کے سامنے مودب کھڑا ہوا اور زمین کو لب ادب سے بوسہ دیکر نگشتری وکالت اور وزارت کی اُسے سپرد کرکے عرض پیرا ہوا کہ اس عرصہ مین حضرت ظل سبحانی صغیر سن تھے یہ ناچیز غلام حسب مقدور خدمات مرجوعہ بہر نوع میامن اقبال بادشاہی سے پیش پہونچاتا تھا اب افضال الٰہی سے خود بدولت و اقبال مہمات سلطنت کو انجام بخوبی تمام پہونچا سکتے ہین اپنے اس غلام کو اس امر سے معذور فرمائین بیت رسمی ست کہ مالکان بحریر آزاد کنند بندۂ پیر برہان شاہ نے بعد مبالغہ افزون اُسے معذور رکھا اور مکمل خان کے ایک فرزند کو امراے کبار کرکے منصب پیشوائی شیخ جعفر دکنی ساکن قصبہ بنکاپور کو امرزانی فرمایا مکمل خان اپنے مکانین گوشہ نشین ہوا اور کبھی کبھی اپنے عزیزون اور فرزندونکی تکلیف دہی کے باعث روز ہاے عید اور ایام متبرک دربار مین آتا تھا اور بادشاہ کو مجرا اور سلام کرکے بعد ایکساعت کے اپنے مکان کو بازگشت کرتا تھا اور کسی وجہ سے مقدمات دینوی مین دخل نکرکے اپنے حال مین مشغول رہتا تھا یہانتک کہ بجوار رحمت الٰہی واصل ہوا اور سنہ ۹۲۰ھ نوسو اٹھائیس ہجری مین شاہ طاہر بمقتضاے وقت احمد نگر مین تشریف لائے اور حضور کے سلک مجلسیان مین منتظم ہوے ورمذہب مہدویہ نے کہ اسوقت مین رواج تمام پیدا کیا تھا برہان شاہ نے اپنی بیٹی ایک مشائخ کو جو مذہب مہدویہ رکھتا تھا دی تھی شاہ طاہر کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ مذہب مستاصل ہوا اور وہ جماعت دربار کی آمد و شد سے ممنوع ہوئی اور آنحضرت اس وصلت سے پشیمان ہوئے اور علماے پاے تخت کو سرزنش بہت فرمائی کہ جیسا شاہ طاہر نے بطلان اس مذہب کا بدلائل و براہین قاطعہ میرے ذہن نشین کیا تمنے کس واسطے ایسا نہ کیا اور سنہ ۹۳۰ھ نوسو تیس ہجری مین برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے شاہ طاہر کی سعی کے سبب قلعہ شولاپور مین ملاقات کی اور ارکان دولت طرفین بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کو برہان شاہ کے عقد ازدواج مین لاے اور جشن شادی کا آراستہ ہوا اس واسطے کہ اسد خان نلگوانی وغیرہ متعہد ہوئے تھے کہ ہم قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز مین دلوین گے اس واسطے برہان شاہ نے اُس قلعہ کا مطالبہ کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے جواب دیا کہ مجھے اس امر سے خبر نہین ہے اگر بعضے نفر یعنی ملازمین نادانستگی سے کوئی حرف زبان پر لاوین اسکا اعتبار نکرنا چاہیے برہان شاہ نے شاہ طاہر کے مشورہ کے سبب دوبارہ اس مقولہ کا تذکرہ نہ کیا اور احمد نگر مین آیا اور بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ جب بی بی مریم کے ساتھ ناہمواری اور بے اعتدالی سے پیش آئی اور ایکمدت اسیطور پر گذری اور یہ خبر اسمعیل عادل شاہ کو پہونچی نظام شاہ کے سفیرون سے جو بیجاپور مین تھے یہ فرمایا کہ طوائف یعنی تیریا کو سلاطین کے فرزندون پر یون مسلط کرنا حزم اور اصالت سے بعید ہے اور یہ بات جب برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی قضیہ نے طول کھینچا اور اُسی عرصہ مین شاہ طاہر کو امیر برید کے پاس اور ملا حیدر ستر آبادی کو عماد الملک کے پاس طرفداری کے واسطے بھیجا

اور انھین ساتھ اپنے متفق کرکے سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین باتفاق اس جماعت کے مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار قلعہ شولاپور کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے نو ہزار سوار تیر انداز معرکہ گذار ہمراہ رکاب لیکر اُسکے مقابلہ کو عزیمت کی اور سرحد مین فریقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبیعت اُسکے تصور سے خوف کھاوے وقوع مین آئی پہلے علاء الدین عماد الملک نے اسد خان بلکوانی کے حملہ سے شکست پائی اور بلا توقف کا دیل کیطرف بھاگا اور برہان شاہ پر اشتداے جنگ مین کثرت تردد اور گرمی ازدحام فوج سے تشنگی غالب آئی بیہوش ہوا اور خورشید نام غلام ترک جو اُسکا آبدار تھا اُسنے گلاب چھڑکا جب ہوش مین آیا غلامان ترک حبشی نے شاہ طاہر کی صلاح سے ہتھیار اُسکے بدن سے جدا کئے اور پالکی مین اُسے ڈالکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین عماد شاہ نے اسمعیل عادل شاہ کی تحریک سے ہمراہی سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ پاتری کو نظام شاہیہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور برہان شاہ نے مخدوم خواجہ دکنی اور امیر بریدی کی رفاقت سے مع لشکر آراستہ و پیراستہ پاتری کی سمت نہضت فرمائی اور دو مہینے کے عرصہ مین توپ اور ضرب زن صاعقہ آثار کی ضربت سے قلعہ کی بنیاد مین خلل ڈالکر مفتوح کیا اور قلعہ کو بیخ و بنیاد سے کھودکر پرگنہ پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہی کہ مین نے براہمہ معتبر دولتخانۂ نظام شاہ سے سنا ہی کہ سلطنت نظام شاہ بحری سے چند سال ادھر اجداد نظام شاہیہ براہمہ پرگنہ پاتری سے تھے اور کسی تقریب کے سبب تغیر مکان یعنی جلا وطن ہوکر ولایت بیجانگر کیطرف گئے تھے اور اس حدود مین جیسا کہ مذکور ہوا بسر لیجاتے تھے جب ملک حسن نظام الملک کے اقبال نے یاری کی اور اہل دول ہوا ملک احمد نے چتر سلطنت اپنے سر پر بلند کیا خویشاوندکے بہانہ بیجانگر سے احمد نگر مین آئے اور یہ باتین ہمیشہ سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتے تھے کہ فلان قریہ قلعہ پاتری سے قدیم الایام مین ہمارے باپ دادا سے تعلق رکھتا تھا بعد چندے ملک احمد نے عماد الملک کے پاس یہ پیغام کیا کہ جو ہمین پرگنہ پاتری کے ساتھ ایسی نسبت ہی مقتضاے یاری اور اخلاص یہ ہی کہ وہ پرگنہ ہماری طرف رجوع کرکے دوسرا پرگنہ کہ محصول اُس کا اُس سے کہین زیادہ ہو بالعوض اُسکے ہمارے ممالک محروسہ سے لیوین عماد الملک نے یہ امر قبول نہ کیا اور یہ مبحث درمیان مین تھی کہ تبقریبات چند برہان شاہ اُس پرگنہ کو اپنے قبضہ مین لایا اور وہ موضع مورث اپنے بھانجہ اور اپنے قرابتیون کو جو رئیس کفرہ فجرہ تھے بطریق انعام عنایت فرمایا اور عہد غلبہ لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تک بطنًا بعد بطن وہ قریہ اُنکے تعلق مین رہا پھر دہان سے لاہور کیطرف راہی ہوا وہ قلعہ بھی جو ابن خداوندخان حبشی کے تصرف مین تھا مسخر کرکے ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا عماد الملک تاب برابری کی نہ لایا بدستور سابق برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ فاروقی مقام اعانت اور کمک مین ہوکر باتفاق متوجہ جنگ نظام شاہ اور امیر بریدہوئے اور فریقین مین بعد قرب و حصول جنگ شدید واقع ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ بحال ابتر و پریشان برہانپور کیطرف بھاگے نظام شاہ تین سو ہاتھی اور خیمہ اور خرگاہ بلکہ تمام کارخانجات سلطنت پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے قبضۂ قدرت مین لایا عماد الملک اور محمد شاہ نے احوال اس طرح معاینہ کرکے آدمی معتبر مع تحف فراوان سلطان بہادر بادشاہ گجرات کے پاس بھیجکر اعانت طلب کی سلطان بہادر اُن کی امداد کو فتوحات غیبی تصور کرکے مع خزانہ اور لشکر بیحد سنہ ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین مندربار اور سلطان پور کے راستہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ نے مضطرب ہوکر اول رسل و رسائل شاہ طاہر کے لکھے ہوئے مشتمل بر تہنیت جلوس اور اظہار اخلاص اور اعتقاد دلی مین

بابر شاہ کے پاس ارسال کئے اور اس مین یہ فقرہ درج کیا کہ لطائف عواطف الٰہی سے امید واثق ہو کہ عنقریب مخبران اقبال مژدہ توجہ جنود و لشکر ظفر قرین سعادت قران واسطے خراج اعادی اس حدود کے کمبختون کے مسامع مین پہونچاوین اور مبشران مسرت رسان ببشارت قل جاء الحق و زہق الباطل اس دیار کے اطراف واکناف مین منتشر کرین تاکہ منتظران امیدوار اور معتقدان خدمتگار باقبال تمام استقبال کرکے فائز المرام ہووین اور اسی طور سے چند مکتوب مضمن طلب اعانت اسمعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کئے سلطان قلی جو جنگ کفار مین مشغول تھا یہ بہانہ کرکے متعذر ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے انتخاب کرکے امیر بریدکے ہمراہ جو آپ کو منجملہ امرائے عادل شاہی سے جانتا تھا برہان شاہ کی مدد کیواسطے مع خزانہ موفورہ اور ساز و یراق سفر روانہ فرمایا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہور اور پاتری کے واسطے ولایت برار کے درمیان آنکر اس ملک کے لینے کی طمع کرکے چند روز سے مقیم تھا عماد الملک اپنی زوال مملکت کے اندیشہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ ولایت بندگان صمیمی سے تعلق رکھتی ہے اگر قدم آگے بڑھاکر برہان شاہ کو مستاصل کرکے قدرے اس ولایت سے بندہ کو عنایت فرماوین تو اپنے زن و فرزند قلعہ کاویل سے وہان بھیجکر یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کرکے ہمیشہ ملازم رکاب رہونگا سلطان بہادر نے اسکی عرض قبول کی اور نظام شاہ کے اردو کیطرف جو کوہستان بیر مین اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر بریدچھ ہزار سوار عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار اپنے خیل خاصہ سے لیکر مقابلہ کیواسطے عازم ہوا اور مابین قصبہ ٹین اور بیر اثنائے کوچ مین افواج گجراتیون پر تاخت کی اور تخمیناً دو تین ہزار سوار تہ تیغ بیدریغ کرکے مال واسباب و ساز و سلب بسیار مع شتر اونٹ محمول خزانہ گجرات قبضہ مین لایا سلطان بہادر اس احوال کے مشاہدہ سے نہایت برہم ہوا اور جس مقام مین کہ یہ خبر اُسے پہونچی تھی وہین مقام کیا اور خداوند خان وزیر کو مع بیس ہزار سوار جرار تدارک انتقام کے واسطے نامزد کیا اور امیر بریدنے محاربہ اُس لشکر عظیم کا ساتھ اپنے قرار دیا اور اُن کے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ بہادران طرفین کارزار مین مصروف ہون دونون لشکر ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہوکر ایک مین ملگئے گلاب دکن نے گلاب گجرات کو شکست دی قصہ یون ہوا کہ امیر بریدا ور امرائے عادل شاہ نے دل ظفر پر باندھا اور مقصد کے امیدوار ہوئے اور بعد آراستگی صفوف حرب امیر بریدنے پشت معرکہ پر دیکر کمین گاہ مین گیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی امیر برید ایکبارگی کمین گاہ سے برآمد ہوا اور بہ ضربہائے شمشیر خونخوار ایک دم مین اسکے لشکر کو زیر و زبر کیا من بعد سلطان بہادر نے بیس ہزار سوار دیگر عماد الملک اور خداوند خان کے ہمراہ رکاب بھیجے برہان شاہ اور امیر برید اور خواجہ جہان نے اُس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے مین نہ دیکھی بجناح استعجال پرندہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بھی گجراتیون کے تعاقب سے اقامت میسر نہوئی جنیر کی سمت مفرور ہوے اور اسوقت برہان شاہ کی والدہ جو بیٹی ایک اکابر استرآباد سے تھی قضاے الٰہی سے فوت ہوئی اس بلدہ مین اُسے پیوند زمین کیا اور سلطان بہادر نے احمد نگر مین داخل ہوکر باغ نظام شاہ مین نزول فرمایا اور سامراء اور منصب دار احمد نگر کے مکانون مین وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ تیر اور چوبہ جو باغ نظام شاہ مین بعضی عمارات کی تعمیر کے واسطے موجود اور مہیا ہے اُسے باغ کے باہر لیجاکر ایک چبوترہ وسیع اور رفیع جنگ فیل کے تماشے کیواسطے تیار کرین اور سلطان چالیس روز از صبح تا شام اجلاس کرکے سلام خلائق کا لیتا تھا اور ہاتھی اور بہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ چند روز یہان اقامت کرون

لیکن امرائے نظام شاہ جو بیدہ ہو کر نہیں چاہتے تھے کہ کسی طرف سے غلہ اور ساہیتاج بغراغت گجراتیون کے اُردو مین
پہونچے چنانچہ اس درمیان مین دکنیون کی مزاحمت کے سبب نہ پہونچے آذوقہ سے ایک قحط ظاہر ہوا اور بہت آدمی اور
ہاتھی اور گھوڑے ہلاک ہوئے خداوند خان اور امرائے کبار گجرات نے پادشاہ سے عرض کی کہ اگر شاہنشاہ کو داعیہ تسخیر اس ولایت
کا مرکوز خاطر ہے صلاح دولت یہ ہے کہ اول قلعہ دولت آباد کو کہ بر سر راہ گجرات ہے مفتوح اور مسخر کرین اسکے بعد احمد نگر کیطرف متوجہ
کر کے دیگر قلعجات اور بقاع کی تسخیر مین کوشش فرماوین سلطان بہادر نے اُنکی عرض قبول کی لیکن کوچ کرنے مین تاخیر رکھتا
تھا اس درمیان مین ایک خواب مہیب دیکھا کہ باغ نظام شاہ مین ایک جماعت دیون کی نہایت مہیب و بدشکل کہ بعضے
اپنے ہاتھون مین انگیٹھیان آگ کی اور بعضے پہاڑ اور سنگ گران اُٹھا کر اُسکے پلنگ کی طرف متوجہ ہو کر چاہتے ہین کہ
اُسپر ڈال دین وہ گھبرا کر خواب سے بیدار ہوا اور ایک جماعت عقلا سے جو اُسکے مقرب تھی یہ واقعہ بیان کیا اُنھون نے
یہ جواب دیا کہ اس مقام مین نظام شاہ کے عہد مین ایک جنگ عظیم واقع ہوئی ہے اور کفار اور ایک جماعت کثیر مسلمانون کی
عین مستی مین مقتول ہوئی ہے اور اُن کی ارواح کو جو عروج عالم علوی میسر نہین ہے اس جہان سفلی مین خاص اس
مقام مین متوطن رہتے ہین اور بصورت شیاطین متشکل ہوتے ہین احتمال رکھتا ہے کہ یہ خواب اسی کے آثار سے ہو سلطان
نے اُسی شب کو اُس مکان سے نقل کر کے کالا چبوترہ کے قریب خیمہ اور خرگاہ مین استراحت فرمائی اور بعد دو تین
روز کے دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا بعد از وصول عماد الملک برار نے امرائے گجرات کو قلعہ کے محاصرہ کے
واسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال محمد شاہ فاروقی کے ساتھ بالاگھاٹ دولت آباد مین نزول کیا برہان شاہ
نے ایلچی اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ وہ برادر امداد کے بارہ مین جو کچھ شرط مروت اور یاری تھی بجالائے
ہین لیکن جب تک بہ نفس نفیس اس طرف متوجہ نہون گے اس ورطہ سے رہائی میسر نہوگی عادل شاہ نے جواب
دیا کہ کفار بیجانگر رائچور کے اطراف مین بیٹھکر کمین گاہ مین جویائے فرصت ہین جس وقت مین بیجاپور سے حرکت
کرونگا وہ لئیم آب کشنہ سے عبور کر کے اس مملکت کو تاخت و تاراج کرین گے اب مین نے پانسو بہادر مسلح دو اسپہ
حیدر ملک قزوینی کے ہمراہ کمک سابق کے علاوہ روانہ کیے ہین امید ہے کہ آپ فتح و فیروزی سے مسرور اور محظوظ
ہونگے برہان شاہ عادل شاہ کے آنے سے مایوس ہو کر اپنے کام مین حیران ہوا اور دوسرا سبب حیرانی کا یہ تھا کہ رعیت
اور سپاہ شیخ جعفر کی پیشوائی سے آزردہ اور دلگیر تھی لہذا اُسے منصب سے معزول کیا اور مسمی کانو نرسی برہمن کو جو عقل و فراست
اور امانت اور دیانت مین اتصاف تمام رکھتا تھا خلعت پیشوائی سے مفتخر اور مباہی کیا اور اُسکے بہ مشورہ جنیر سے احمد نگر کیطرف
آیا اور اپنے بقدر قدرت و امکان لشکر فراہم کر کے بسبیل استعجال باتفاق لشکر دکن نہایت خرم و ہوشیاری سے دولت آباد کی
طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر کے لشکر کے اطراف مین پہونچکر چار کوس لشکر گجرات کے فاصلہ پر کوہستان کے درمیان فروکش
ہوا اور رات دون لوازم ہوشیاری مین تقصیر نہ کی اور قریب تین ماہ لشکر سلطان بہادر کے مقابل مین مقیم رہا اور دکنی گجراتیون
کے حوالی مین تاخت کرتے تھے آخر نائت جگر مین گھبرا کر فوج کے ادنی اور اعلی کارزار پر مستعد ہوے اور اعلام جسارت بلند کئے
سلطان بہادر نے اس معاملہ سے اطلاع پائی اور امیر برید کہ شجاعت اور جوانمردی مین مشہور و معروف تھا اپنی باری کے دن مسلح اور
مکمل ہو کر بطریق یلغار سابق بہانہ دفع رمد و غیرہ سلطان کے لشکر گاہ کیطرف متوجہ ہوا اور لشکر عادل شاہی کی مدد سے قوی پشت
ہو کر بہ اعانت نظام شاہ کے افواج آراستہ کر کے ترکیب جنگ صف آراستہ ہوا اور جب یہ خبر دکنیون کے اُردو مین منتشر ہوئی برہان شاہ

کہ شجاعت اور بیباکی امیر بریدکی بخوبی تمام جانتا تھا فوراً استعفا قبال ہوکر امیر بریدکے بعد روانہ ہوا جسوقت آتش جنگ شعلہ زن تھی اور امیر بریداور بہادران عادل شاہی حرب مین مشغول تھے کہ نظام شاہ نے پہونچکر حملہ کرکے گجراتیونکو منہزم کیا سلطان بہادر نے جب نظام شاہ کے پہونچنے سے خبر پائی خداوندخان اور عضدالملک اور صفدرخان اور اکثر امرائے کلان کو اُن کے مدافعہ کیواسطے بھیجا اور وہ جماعت جب اپنی افواج کے ہمراہ متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان بیوانی جو عمدہ سرداران احمدنگر سے تھا حملہ اول مین مارا گیا برہان شاہ اور امیر بریدنے صلاح توقف مین ندیکھی باگ معرکہ سے پھیری اور بھاگ کر کوہستان مین پناہ لی اور جب سمجھے کہ لشکریان گجرات مرد میدان ہین ہم ان کے مقابل نہین ٹھہر سکتے تو کانوزسی کے کہنے سے آدمی میران محمد شاہ اور عمادالملک کے پاس بھیجکر طالب صلح ہوئے اور وعدہ واپس دینے فیلان اور قلاع کے اپنے ساتھ ملالیا میران محمد شاہ اور عمادالملک دونون مل کر خداوندخان گجراتی کے پاس گئے جو وزیر سلیم النفس اور نیک اندیش خلائق تھا اور کہنے لگے کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطانکی ردمین پہونچکر پاتری اور راہور نظام شاہ کے قبضہ تصرف سے برآورد کرین اور خطبہ برار اور احمدنگر کا سلطان کے نام پڑھکر ہر سال تحف وہدایا اُسکے واسطے ارسال رکھین چونکہ سلطان طمع اس ملک کی کرنا چاہتا ہی کہ ہمارے ہاتھ سے نزاع کرے خداوندخان نے کہا یہ وہ کام ہی کہ تمنے آپ کیا ہی جسوقت تمام حکام دکن بکمت اور یک زبان ہوکر اپنے درمیان سے منازعت دور کرینگے مقرون بصواب ہوگا میران محمد شاہ اور عمادالملک نے مطلب سمجھکر مجلس برخاست کی پہلے عمادالملک نے اپنے مورچہ سے غلہ اور آذوقہ بہت قلعہ دولت آباد مین منجھن خان کے پاس بھیجا جب خسرو انجم یعنے آفتاب برج سرطان کی طرف روانہ ہوا موسم وہ ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سحاب کے بلند ہودین اور بارش کے سبب سے راہ آمد وشد دشوار ہووے عمادالملک خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام پر چھوڑ کر آدھی رات کو ایلچپور کیطرف چلاگیا سلطان بہادر نے محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت کو بلاکر مراجعت اور توقف کے بارہ مین مشورہ فرمایا سبھون نے التماس کی کہ اُسکے بعد برسات کی طغیانی کے سبب ندی بتی اور دیگر دریاؤن کے پرآب ہونے سے غلہ اور آذوقہ ممالک گجرات اور خاندیس سے نہ پہونچیگا اور احتمال کلی رکھتا ہی کہ سلاطین دکن بھی بالضرورت باتفاق متوجہ ہودین اور جھگڑا طول ہووے صلاح دولت اسمین ہی کہ یہ ملک نظام شاہ اور عماد شاہ پر مقرر رکھکر اُنکو ساتھ اطاعت اور فرمان برداری کے اختصاص بخشین پھر برہان شاہ اور عماد شاہ نے تجویز میران محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پڑھکر حاجیون کو مع تحف وتحائف بھیجا اور آتش منازعت ساکن ہوئی اور سلطان بہادر گجرات کی طرف کوچ کرگیا اور برہان شاہ احمدنگر مین آیا اور میران محمد شاہ نے پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کرو اور قلعہ پاتری اور راہور مع فیلان عمادالملک کو واپس دو برہان شاہ نے تیس ہاتھی جو جنگ رانوری مین میران محمد شاہ سے لیے تھے مع تحف وہدایائے نفیسہ اُسکے واسطے بھیجے اور عمادالملک کو نیست دہست کا کچھ جواب نہ دیا میران محمد شاہ نے جب اپنا مقصد حاصل نہ دیکھا دوبارہ عمادالملک کی طرف سے اُسنے تحریک نہ کی اور برہان شاہ کے ساتھ ابواب خصومیت ماتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کیے برہان شاہ نے دوسرے برس شاہ طاہر کو مع اشیاء نفیسہ اور چند فیل نامی اور گھوڑے تازی برسم رسالت سلطان بہادر کے پاس گجرات بھیجے لیکن اُسنے شاہ طاہر سے ملاقات نہ کی اور معروض داشت اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے یون سنا ہی کہ برہان الملک نے ایک مرتبہ سے زیادہ میرا نام خطبہ مین مذکور نہین کیا ہی میران محمد شاہ مقام صلاح مین ہوا اور درجواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور یک جہت تمہارا ہی اگر اُس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھین اور اُس کے ایلچی کو حسب الالتماس بندہ

شرف ملازمت سے مشرف فرماوین سلطان بہادر نے سراسری ملاقات شاہ طاہر سے کی اور انکی تعظیم و تکریم مین توجہ فرمائی پھر خداوند خان نے اُس جناب کی دانشمندی اور سجادہ نشینی سے آگاہ ہوکر تدارک مافات کے واسطے ایک مجلس عظیم آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھیجا جسوقت کہ حاضر ہوا تمام علما اور اکابر سے بالاتر جگہ دیکر کہا کہ اگر ہم سے آپ کے ملازمون کی نسبت کسی طرح کی تقصیر واقع ہوئی ہو مواخذہ نفرماوین کیونکہ مجلس اول مین آپ کے مرتبہ کے لائق ہم نے سلوک نہ کیا لیکن اس مجلس مین آپ کی فراخور شان کے موافق لوازم اعزاز و اکرام بجالائین گے منقول ہی کہ جمیع علمائے گجرات اور خاندیس کہ اُس مجمع مین حاضر تھے ہر ایک اپنے کو اعلم علمائے شیعہ سے جانتا تھا تقدم یعنی بالانشینی شاہ طاہر سے رشک لیگئے اور دیگ حسد کو جوش مین لائے اور کلمات ناشایستہ زبان پر جاری کرکے پیچ و تاب کھانے لگے سلطان بہادر نے خداوند خان کو حکم فرمایا کہ اہل فضل کو اپنی محفل مین جمع کرکے شاہ طاہر سے صحبت علم رکھے جب مجلس منعقد ہوئی اور تمام علما شاہ صاحب کے حالات سے واقف ہوئے اُنکی مولویت اور فضیلت کے بے اختیار مقر اور معترف ہوئے اور اپنی بے اعتدالی سے نادم اور پشیمان ہوئے اور یہ امر جب سلطان بہادر کے سمع مبارک مین پہنچا اُس جناب کے احترام و اعزاز مین حد سے زیادہ تر کوشش کی اور بعد تین مہینے کے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور ۹۳۷ سنہ نوسو سینتیس ہجری مین جب سلطان بہادر سلاطین خلجیہ پر مسلط ہوا اور ولایت مندو اپنے تصرف مین درلایا برہان شاہ زیادہ تر سلطان بہادر کی شوکت سے متوہم ہوا اور شاہ طاہر کو پھر ہمراہ نرسیو برہمن کے فتح کی سبارکباد کے واسطے روانہ کیا قضارا جس وقت کہ برہان پور مین پہونچا سلطان بہادر بھی اُس بلدہ مین آیا میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی ملاقات سے سلطان کو بخوبی تمام محظوظ کرکے اخلاص نظام شاہ کا بدلائل و براہین خاطرنشان کیا اور کہا صلاح دولت اُس مین دیکھتا ہون کہ شاہ کی تقویت کرکے اپنا مخلص کرین سلطان بہادر جو بادشاہ صاحب داعیہ تھا اور فکرہاے دور از کار کو اپنے دل مین راہ دیتا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کرے باتین محمد شاہ کی اپنے فضاے دل مین جلوہ گزین کرکے وہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو الطاف و عنایات سے قوی پشت اور راضی کرکے بتعجیل تمام احمد نگر کیطرف بھیجا کہ برہان شاہ کو جلدی برہان پور مین لاکر سلطان سے ملاقات کرائے شاہ طاہر بہ سرعت تمام احمد نگر مین پہونچے اور برہان شاہ کو تکلیف برہان پور کی روانگی کی دی برہان شاہ نے اول جانے سے انکار کیا آخر کار کنوی کے کہنے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ حسین کو ولیعہد کیا اور جمیع امور ممالک محروسہ کا نوسی سے رجوع کیے اور ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے سوار و پیادہ سات ہزار بھی نہ تھے ہمراہ لے کر شاہ طاہر کے باتفاق برہان پور کی طرف متوجہ ہوا خواجہ ابراہیم و بیرتونی اور ساباجی شب نویس کو بطریق ایلچی گری بواسطہ قرار کیفیت ملاقات اور تعین پیشکش اور امور دیگر اپنی روانگی سے پیشتر برہان پور کی طرف محمد شاہ کے پاس روانہ کیا اور جب کنارہ آب تپتی موضع جانکدیوے مین جو برہان پور کے قریب ہی پہونچا محمد شاہ نے استقبال کرکے آنحضرت سے ملاقات حاصل کی اور بتقریبات چند در چند یون مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر اجلاس کرے اور برہان شاہ تسلیم بجالاکر خدمت مین استادہ رہے برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت مین بلاکر فرمایا یہ ہرگز نہوگا کہ فلان تخت پر بیٹھے اور مین سلام کرکے استادہ رہون بہتر یہ ہی کہ ہم فسخ ارادہ کرکے اپنا کام کارساز حقیقی کے سپرد کرین شاہ طاہر نے کہا شرط دینداری کی یہ ہی کہ ایک روز اپنی صلاح دولت کے واسطے نہایت فرد تنی گوارا فرماوین

اور سالہا سال مسند کامرانی پر بفراغت وشوکت تمکن ہوگزر ندگانی بسر کرین برہان شاہ نے کہ بادشاہ عاقل بود دانا تھا ستیزہ سے پہلوتہی کرکے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن سیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلپذیر سوچ کر عرض کی کہ بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہی اور سلطان بہادر یہ خبر سنکر اُسکا خواہان اور شائق ہی میرے دل مین یہ آتا ہی کہ یہ مقدمہ خداوندخان کے درمیان رکھکر روز ملاقات فرقان حمید کو ہمراہ لے جاؤن تو سلطان بے اختیار ہوکر تخت سے اُتر آوے اور استقبال کے واسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر سنکر نہایت خوش دل ہوا دوسرے دن جب شہنشاہ شرقی یعنے آفتاب جہانتاب نے تخت نہ پایہ فلک پر قدم رکھا باتفاق میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اُس مقام کی طرف کہ ملاقات کے واسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ سب مسکن بادشاہی کے قریب پہونچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور باتفاق برہان شاہ سراپردہ مین داخل ہوا جونہی سلطان کی دور سے نظر اُن پر پڑی خداوندخان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہی خداوندخان نے کہا قرآن شریف بخط امیر المومنین علی علیہ السلام ہی سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اُترا اور استقبال کو روانہ ہوا اول مصحف مجید کو لیکر تین مرتبہ بوسہ دیکر آنکھون سے ملا اور اُسی طرح ایستادہ ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان مین فرمایا چونی رچہ حال داری اُس نے فارسی مین متکلم ہوکر جواب دیا کہ از نیازمندان جنابم واز دردولت بادشاہ خوشوقت وخوش عالم پھر سلطان تخت پر متمکن ہوا برہان شاہ اور شاہ طاہر اور محمد شاہ مقابل مین ایستادہ ہوئے اور سلطان بہادر کو شاہ طاہر کے ایستادہ ہونے سے نہایت اضطراب ہم پہونچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے عذر کیا جب تین مرتبہ بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہان مطاع سر آنکھون پر ہی لیکن بندہ نظام الملک کے ساتھ نسبت نفری اور صاحبی کی درمیان مین رکھتا ہی شرط ادب نہین ہی کہ وہ ایستادہ رہے اور بندہ بیٹھے سلطان نے لاچار ہوکر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑکر بٹھایا اور خود زیر دست اُس کے ازروے ادب بفاصلہ نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کرکے ہمزبانی بہت فرمائی اور فارسی مین متکلم ہوکر یون برہان شاہ سے کہا درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرانیدی وناسازی روزگار چون بانتہا رسانیدی برہان شاہ نے مراسم تعظیم بجا لاکر یہ جملہ عرض کیا ادبارے کہ اختتام آن باقبال بازگردد وفراقے کہ آخر بوصال انجامد حلاوت اختتامش مرادست و ابتدا فراموش گردد بحمد اللہ تعالے وتقدس کہ انچہ بسالہاے دراز گذشتہ بود این حلاوت یک لحظہ تلافی آن ہمہ کرد جب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین وآفرین مین کھولی اور میران محمد شاہ سے کہا تو نے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اُس نے عرض کی جو کہ بندہ دور تھا خوب نہین سنا چنانچہ سلطان بہادر نے سوال وجواب ایک بار باواز بلند اس طور سے کہ تمام حضار دربار سنین بیان کیے شاہ طاہر نے ایستادہ ہوکر عرض کی کہ یہ امر اثر التفات سلطان سے حاصل ہی اور امید قوی ہی کہ روز بروز آثار عنایت وشفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معاینہ ہووین سلطان بہادر نے ٹپکا اور خنجر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر تھا کھول کر اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر مین باندھا اور جو کہ اُسنے اُس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی تھی فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اُسکے بعد اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرکے کہا مین نے سنا ہی کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہی اس گھوڑے عربی خاصہ تندرفتار تیزگام پر سوار ہوکر سیر پردہ کرے

گرد پھیرے برہان شاہ اور اُس گھوڑے کو پروش دکن گرم خیز باد تند سے تیز کیا اور کاوہ آہنگرون اور پوئی اور پرتو مہ پر لگایا سلطان بہادر نے اس شہسوار کی تعریف مین زبان کھولی اور یہ فرمایا کہ یہ سواری بے چتر خوشنما نہین ہے اشارہ کیا کہ آفتاب گیر یعنی چتر اور سورج مکھی سفید کہ بادشاہ مندو سے لی تھی اُس کے فرق پر مرتفع کی اور محمد شاہ اور خداوند خان کو حکم کیا کہ برہان شاہ کے سر پر چتر اور سورج مکھی عین سواری مین لگا کر سراپردہ سے باہر لیجاوین اور اُس کے دائرہ مین جاکر سراپردہ سلطان محمود خلجی اُسکے واسطے ایستادہ کرکے سوار کیا دکھین اور دوسرے دن سلطان بہادر نے چار کرسی طلائی تخت کے سمت بچھا کر لوازمہ حشمت عالی ترتیب فرمایا اور نظام شاہ اور شاہ طاہر اور میران محمد شاہ اور شیخ عارف اور شیخ اولیا کو طلب کرکے اُن کرسیون پر بٹھایا اور تکلفات رسمی اور تواضعات عرفی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا پانچ راس گھوڑے اور دو زنجیر فیل مست اور بارہ ہرن جنگی نظام شاہ کو دیے اور دو گھوڑے اور ایک زنجیر فیل کلان شاہ طاہر کو عنایت فرمایا اور عالم خان میواتی کے بیٹے کو کہ وہ بھی عالم خان خطاب پاکر منصب و جاگیر سے سرفراز اور ممتاز ہوا تھا اُسے بھی خلعت کمربند و خنجر و شمشیر مرصع فرمایا اور جو سنا تھا کہ برہان شاہ چوگان خوب کھیلتا ہے قریب دو گھڑی نظام شاہ کے ساتھ سراپردہ کے اندر کہ وسیع تر دائرہ بسیط سے تھا چوگان بازی کی پھر اسیطرح سے دونون بادشاہ سوار سراپردہ سے برآمد ہوئے اور خواجہ ابراہیم اور سایاجی کہ پیشکش اور نذرین لیے ہوئے ایستادہ تھے ملاحظہ مین درلائے سلطان بہادر نے اگرچہ سب کو ہمقرین اجابت فرمایا لیکن ان سب پیشکشون مین سے ایک ہیکل مصحف اور ایک شمشیر کہ اُس پر نام ایک خلفائے عباسی منقوش تھا اور چار ہاتھی مست اور دو گھوڑے عربی لیکر فرمایا کہ مین نے باقی تمام چیزین مع ممالک دکن نظام شاہ کو مرحمت فرمائین اور اسی وقت رخصت اعطا کرکے احمد نگر کو واپس جانے کی اجازت دی **بیت** از انجا شادمان مرکب روان کرد و غبار رش بادرا عنبر فشان کرد و برہان شاہ نے مراجعت کرکے جب بالاگھاٹ دولت آباد مین نزول کیا شیخ برہان الدین اور شیخ زین الدین کی زیارت کی اور خطیرہ کے مجاورون کو نذر و صدقات فراوان سے مسرور القلب اور خوش وقت کیا جو کہ ہنگام شگفتگی گل چنپہ تھا حوض قتلو کے کنارے استقامت فرمائی اور چند روز اس حدود و منزہات دلکش کی سیر کی اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور بموجب تحریر فرمان شاہزادہ حسین امور کانونرسی اور بھی امرا اور اعیان احمد نگر مع الجملہ عادل شاہ اور قطب شاہ اس کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور سب نے مبارک باد دی اور اس سبب سے کہ درمیان برہان شاہ اور شاہ گجرات کے غبار منازعت بالکل زائل ہوکر ایسا کام معظم وقوع مین آیا در پے تنبیہ رایان اطراف ہوا اور کانونرسی کے حسن تدبیر سے پانچ مہینے کی مدت مین راجہاے مرہٹہ جو عہد نظام شاہ سے اُس وقت تک زیر نہ ہوئے تھے مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور تیس قلعے بے جنگ لئے اور شاہ طاہر کو محرم اسرار بادشاہی کرکے جاگیرین لائق اور زر نقد عطا فرمائین اور خواجہ ابراہیم کو بخطاب لطیف خان اور سایاجی کو بہ تاب راے خطاب دیکر مقربان درگاہ سے کیا اور باغ نظام کی عمارت جو گجراتیون نے خراب کی تھی اور اُسوقت تک مرمت نہوئی تھی بخاطر جمع صلاح و مرمت فرمائی اور جب اسمعیل عادل شاہ نے ۹۳۸ھ مین سوار تیس ہجری مین بقصد تسخیر قلعہ کلیان اور قندھار بیجاپور سے نہضت فرمائی امیر برید نظام شاہ سے ملک اور اعانت کا طلبگار ہوا اور نظام شاہ نے از روے غرور عادل شاہ کو مکتوب لکھا کہ اُس قلعہ کی تسخیر کی مجالست کی اور عادل شاہ نے اُسکے جواب کلام درشت و ملائم تحریر کرکے یہ شکایت کی کہ تم سے اس قسم کے سلوک کبھی مشاہدہ نہوئے تھے

سبب کیا ہو کہ آپ ویرانی احمد نگر اور واقعات سابق کو فراموش کر کے ایسے فقرات نامناسب مرقوم کرتے ہین اگر آپ
بسبب چتر اور سر پر دہاے کہنہ شاہان سندو کے مغرور ہوئے ہین گنجائش نہین رکھتا ہو اور جو خطاب شاہی پر جارتان
ہو کر فخر کرتے ہین اس معنی نے بطرف بوجہ اکمل واتم صورت ظہور پائی ہو کسواسطے کہ ہمنے شہنشاہ ایران سے جو پیغمبر آخر الزمان
کا فرزند ہو خطاب شاہی پایا ہو تم گجراتیون کے سرخیل کے سبب سے اس مرتبہ کو پہونچے ہو خیراب اگر مثل ان امور کے
خیال کرنے سے نادم اور پشیمان ہو جاؤ زہے سعادت اور جو نہین تو اب ہم اور ہمارے اعیان تلوارین برہنہ کر کے
میدان مین کھڑے ہین باغ نظام شاہ سے برآمد ہوجیے اور زور و بازوی تہمتنان عالم شاہی دیکھیے نظام شاہ اس
تقریر سے نہایت شرمندہ ہوا اور فوراً سراپردہ باہر بھیجے اور دوسرے دن کوچ فرما کر موضع آمنہ پور مین جو آباد کیا ہوا
شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا چند روز اجتماع سپاہ کے واسطے مقام کیا اور اُسکے بعد جب کہ حالت منتظرہ زہی مع توپخانہ
اور سامان جنگ بسبیل استعجال عادل شاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین نائرۂ قتال شعلہ زن ہوئی
اور جانبین سے مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میں ان مین حملہ آور ہوئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی
ضرب سے خاک معرکہ کو ایک دوسرے کے خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمد نگر پر پڑی اور اس روز ہولناک مین
غریب زادہاے خردسال بیجاپور نے داد مردی اور مردانگی دی اور احمد نگری فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر مغول
برہان شاہ کو مع سپاہ اس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمد نگری مارے گئے اور توپخانہ اور گھوڑے اور
ہاتھی بہت لشکر عادل شاہی کے ہاتھ آئے اور برہان شاہ کی عجب و تمکین بہت تخفیف ہوئی اور بعد چند روز ایک جماعت
طرفین نے درمیان مین آکر دونون بادشاہ سے سنہ ۹۳۹ نوسو اونتالیس ہجری مین سرحد پر باہم ملاقات کرائی اور بعد گفت و
شنود اور رد و بدل کے یون مقرر ہوا کہ نظام شاہ مملکت برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کر کے دکن کو آپس مین
برابر تقسیم کرین قضارا انھین سنوات مین اسمٰعیل عادل شاہ فوت ہوا اور تمام مقدمات ملتوی ہوئے اور سنہ ۹۴۳ نوسو چوالیس
ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلالت اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام خلفاے ثلثہ خطبہ
سے موقوف کیا عیاذاً باللہ ومعاذاللہ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہو **بیت** ہرکہ در سایۂ آن سرو سہی قد باشد
جاش زیر علم سبز محمد باشد اور جو کہ نشان دوازدہ امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنمونی سے چتر اور نشان اپنے سبز کیے اور سبز ائمون
کو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار اور مساجد اور معابد مین خلفاے راشدین اور اُن کے پیروان کے لعن و طعن مین مشغول
ہین اور اس روز سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ نے امراے کبار حنفی مذہب کے خوف سے
راضی کش تھے انھین معدوم کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اس کا ہو کہ کچھ احوال
شاہ طاہر کا بھی بشرح وبسط مرقوم کرون ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمٰعیلیہ مصر اور انوقیہ سے
جنکو علویہ بھی کہتے ہین اور تاریخ حبیب السیر مین مسطور ہو کہ اسمٰعیلیہ نے بلدۂ مغرب اور مصر مین بعزت تمام سلطنت
اور مدت حکومت انکی مؤلف کے عقیدہ مین دو سو چھیاسٹھ برس ہو اور اول جس شخص نے اُس طائفہ سے ظہور پکڑا
ریاست نام جانبانی ہوا اسے ابوالقاسم محمد بن عبداللہ المہدی کہتے تھے اور یہ مہدی بقول اکثر و اشہر اسمٰعیل بن
جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہو حمداللہ مستوفی نے عیون التواریخ مین اُسکے باپ کی اسامی اس طرح سے نقل کی ہو

المہدی بن محمد بن الرضا بن عبداللہ بن التقی بن قاسم بن احمد الرضی بن اسمعیل بن جعفر الصادق اہل سنت و جماعت مغربیان نے مہدی کو عبداللہ بن سالم بصری کی ذریت سے شمار کیا ہی اور زمرۂ عراقیان نے اولاد عبداللہ بن میمون قداح سے اعتقاد کیا ہی اور فرقۂ اسمعیلہ کہتے ہین کہ مہدی آخرالزمان عبارت محمد بن عبداللہ سے ہی اور حضرت خاتم الانبیا سے روایت کرتے ہین حدیث علی راس ثلث مایۃ تطلع الشمس من مغربہا کہتے ہین لفظ شمس اس حدیث مین کنایہ محمد بن عبداللہ سے ہی اور ایک اہل شیعہ کا یہ قول ہی کہ ولادت مہدی مغربی کے شہور سنہ ۲۶۰ دو سو ساٹھ ہجری مین ہوئی اور ولادت حضرت امام مہدی صاحب الزمان کی بقول اثنا عشریہ سرمن رائے مین بیسری رمضان سنہ ۲۵۸ دو سو اٹھاون ہجری مین ہوئی اور بر تقدیر صحت حدیث لفظ شمس عبارت محمد بن حسن عسکری سے ہے سیادت علویہ مصر کی باتفاق نسابہ اور مورخین مشکوک ہی لیکن جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہی مرقوم خامۂ تحقیق ہوگا عالم رویا مین برہان شاہ سے کہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ کہے اس پر عمل کر ایسا خواب بمقتضاے حدیث صحیح من رانی فقد رانی باتفاق علما یہ خواب شیطانی حمل نہین ہو سکتا یقین ہی کہ سادات اسمعیلیہ صحیح النسب ہونگے اور نسبت یعنی نسب شاہ طاہر کا ساتھ عبداللہ کے اس طرح مشہور ہی شاہ طاہر بن شاہ فضل اللہ بن بن المولی مومن شاہ بن مومن شاہ بن محمد زرد وز الملقب شمس تبریزی شاہ بن شاہ بن العالم بن مولی محمد بن مولی جلال الدین بن حسین جلال الدین بن کبار محمد بن مولانا حسن العالم بن المولی علی ابن احمد مستنصر بن مولی تراب بن مولے مستنصر احمد بن مولی محمد بن علی طاہر بن حاکم بن نزار بن المعز بن اسمعیل بن محمد القاسم بن عبداللہ المہدی اور نسبت عبداللہ المہدی کی ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بروایت مشہور یون ہی عبداللہ بن الرضا بن التقی قاسم بن المولی احمد بن الرضا المحمد بن اسمعیل بن جعفر الصادق واللہ اعلم بحقیقت الحال خواجہ عماد الملک جوینی تاریخ جہان کشا مین لکھتا ہی کہ بعد از خلفاے راشدین درمیان اسلام کے ایک جماعت پیدا ہوئی جو باطن مین فلاسفہ کے معتقد تھی چنانچہ ہمیشگی عالم اور مواد جسمانی کا اعتقاد رکھتی تھی کبھی ظاہر شریعت کو ساتھ باطن کے بدل کر گریز اپنے واسطے پیدا کرتی تھی اور طوائف اہل سنت سے انکار کرتی تھی کہ انھون نے آل رسول کی امداد و نصرت نہ کی خاص اس وقت کہ یزید اور اس کے اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا اور یہ کلام جملہ معترضہ تھا امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک کہ پہلے اپنے بڑے بیٹے اسمعیل کو ولیعہد کیا اور جب اسمعیل نے مینوشی اختیار کی اسے معزول کر کے امام موسی کاظم کو ولایت عہد دی اور روایت صحیح یہ ہی کہ اسمعیل اپنے باپ کے عہد مین فوت ہوا لیکن ایک جماعت کہ جو موسوم بہ کیسانی ہی وہ کہتے ہین کہ اسمعیل اپنے باپ کے بعد از وفات زندہ تھا اور جو اصل نص اول ہی لہذا اسمعیل امام ہی نہ موسی کاظم اور بعد از اسمعیل بیٹا اسکا محمد امام ہی اور علویہ مغرب تمام اس کی نسل سے ہین اور محمد اسمعیل بھی امام جعفر صادق کے عہد مین رہے گیا اور محمد آباد ری ساتھ اس کے منسوب ہی اور جب اس کی اولاد کثرت سے ہوئی خراسان اور قندھار اور سندھ کیطرف جاکر متوطن ہوئی اور اسمعیل والدہ کی طرف سے بھی حسینی تھا اور اسمعیلیون کے دو پیشوا تھے ایک میمون قداح اور دوسرا عبداللہ بن میمون اور عبداللہ کوفہ اور عراق اور عرب مین گیا اور ایک لڑکا اسکے ہمراہ تھا کہا مین داعی امام ہون اور امام کا ظہور قریب ہی اور ایک شخص ابوالقاسم نام کو یمن کی طرف دعوت کے واسطے بھیجا اور وہان پہونچکر دعوت مین مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اس کی قبول کی اور ایک

شخص کو کہ عبداللہ صوفی کہتے تھے بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندون سے تھا اُس کے ہمراہ مغرب کی طرف گیا ابو عبداللہ صوفی نے استقبال کیا اور اُس نے خلقت مغرب سے کہا مین امام ہون اور مصلحۃً کہتا تھا مضطر و امام کا نزدیک ہوا اور آپ کو فرزندان امام اسمٰعیل سے شمار کرکے مہدی نام کیا اور لوگون نے القادر باللہ عباسی کے عہد مین ایک محضر اُسکے بطلان کی نسب کا ساتھ امام جعفر صادقؒ کے تحریر کیا اور بعضے کہتے تھے کہ مہدی بیشک و شبہ اسمٰعیل کی نسل سے ہی اور روایت کے سبب مہدی اور اولاد اُسکی علوی ہونگی اور ملاحدہ بلاد عجم یعنے حسن صباح اور باقی اس کے کہ اعیان اسمٰعیلیہ سے تھے اور بلاد قہستان و الموت مین حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندقہ و الحاد کے منسوب ہین اور بعد ترقیم اس روایت کے کہ بعضے حکایات آیندہ مین داخل رکھتی ہی اور مقوی کلام ارباب حسد و تہمت ہی ارباب کمال کی خدمت مین عرض گذار ہوتا ہی کہتے ہین کہ اوائل دولت اسمٰعیلیہ مین ایک شخص اُنمین سے کہ بمزید فضل و ورع انصاف رکھتا تھا اور علم فقہ اور تقوے مین علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درویشان مین در آیا اور خلایق کو ساتھ مذہب اثنا عشری کے دعوت کرکے اپنے جد اسمٰعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر و مغرب نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ اس سید کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ مین اُسکا عتبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اُسکے فرزندون سے ایک بعد دوسرے کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ کی تقویت کرتے تھے اور اُسکے بعد دولت اسمٰعیلیہ نے سنہ ۵۰۷ پانسو سات ہجری مین عزل اور انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفاے عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث ملک تھے اُس طرف متعسر ہوا اور ہر ایک ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوے اور آخر مین ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوندین مین جو مضافات قزوین سے ہی اور گیلان کی سرحد مین واقع ہی توطن اختیار کیا اولاد اُسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال مسند ارشاد کو اپنے وجود باجود سے مکرم رکھا اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز و مکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی شاہ طاہر حسینی کو پہونچی اور رتبہ اُس کا علوم ظاہری اور باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور بناہت شان اور سیرت و صورت مین باپ دادا سے افزون تر ہوا شیعیان مصر اور بخارا و سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اُسکے دین مین محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوئے اور شہنشاہ ایران شاہ اسمٰعیل صفوی نے جو خود پیری اور مریدی کی برکت سے صاحب دستگاہ ہوکر منصب جلیل القدر بادشاہی ہین پہونچایا تھا اسلیے در پے اُسکے ہوا کہ سلسلہ جمیع مشائخ مالک محروسہ کو مثالے علی الخصوص سلسلہ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور میرزا شاہ حسین صفہانی نے جو ناظر محکمہ شاہ اسمٰعیل تھا اور شاہ طاہر کے ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اُسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اُسے مطلع کیا شاہ طاہر سلامتی ترک درویشی ظاہری مین سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو سمیٹ کیا اور ابتداے سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین حوالی سلطانیہ مین بذریعہ میرزا شاہ حسین اور بعضے ارکان دولت دربار دلکشاے بادشاہی مین رسائی پیدا کی اور سلک ملاے حضور مین منسلک ہوا اور اس سبب سے کہ گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اُسے دیکھتا تھا شاہ طاہر بوسیلہ میرزا شاہ حسین منصب تدریس کاشان حاصل کرکے اُسطرف گیا اور طالب اور مریدون کے ہجوم لانے سے مسند تعلیم اور تعلم نے فروغ پایا اور مریدون نے بھی اطراف و جوانب سے کاشان کی طرف توجہ کی اور اُس بلدہ کے رئیسون نے اور بڑے حصہ ایک عریضہ متضمن بہ سراسر تہمت شاہ کو لکھا کہ حال اسمٰعیلیہ اور اُنکے داعیان کا اظہر من الشمس ہی احتیاج کاوش کی نہین ہی شاہ طاہر اس عرصہ مین مقتدا اس جماعت کا ہی اس مذہب کے رواج دینے مین کوشش کرتا ہوگا

ملحدان اور چراغ کشان اور محمودیان اور زندیقان اُس پر مجتمع ہوئے ہین شریعت پیغمبر کو رواج اور رونق نہ دیتے اور سلاطین
اکناف کے ساتھ بھی ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہو شاہ اسمٰعیل نے کہ بہانہ طلب تھا بفور اطلاع
مضمون عرائض کے حرف مذہب بہانہ کرکے حکم کیا کہ پروانہ اُس کے قتل کا لکھا جاوے میرزا حسین اس
قضیہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہو ایک پیک صبا رفتار کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا کاشان
کی طرف تعجیل تمام روانہ کیا اور زبانی یہ پیغام کیا کہ اب پروانہ ایسا پہونچتا ہو صلاح یہ ہو کہ وہ بزرگوار بمجرد
آگاہی اس خبر کے تغل مکان کرکے اس بادشاہ قہار کے قلمرو سے نکلجاوین شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ اور مضطرب
ہوا اور احمال اور اثقال سے قطع نظر کی اور اہل وعیال کو ساتھ لیکر بہ سرعت تمام اواخر سنہ مذکور عین موسم
سرما مین ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جرون کی سمت متوجہ ہوا اور اتفاق حسنہ سے جس دن کہ کشتی
ہندوستان کی طرف روانہ ہوتی تھی پہونچا بعد ادائے نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد شاہ طاہر پر چلی نماز دوسرے
جمعہ کی بندر کودہ مین جو بنادر ہند سے ہو بجالایا منقول ہو کہ جب تورچیان کہ فرمان قتل اُن کے پاس تھا کاشان
مین پہونچے اور شاہ طاہر کی خبر فرار سنی بسرعت تمام تعاقب مین روان دوان ہوئے جو مشیت ایزدی سلطنت
اُس کے متعلق تھی کہ شاہ طاہر عاقبت محمود بلاد دکن کو قدم فیض مقدم سے رشک گلشن ارم کرے اور
باشندگان اُس سے نور معرفت حاصل کرکے سالک راہ سداد وصلاح ہو دین لہذا شاہ ایران کے نامہ بر
ساحل دریاے عمان پر اُس وقت پہونچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی سلامت مین بیٹھکر ہندوستان
کی طرف روانہ ہوا تھا کہتے ہین شاہ طاہر بندر کودہ سے شہر بیجاپور مین پہونچا اسمٰعیل عادل شاہ ارباب شمشیر
کے سوا کسی طائفہ پر لطف عنایت مبذول نرکھتا تھا اُس کے احوال پر مشغول نہوا آخرالامر حج ادا کرنے کا قاصد
ہوکر بندر جیول کی جانب روانہ ہوا تاکہ سفینہ توفیق مین سوار ہوکر زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ رسول اللہ صلعم
وزیارت مشاہد مقدسہ امیرالمومنین اور امام حسین و دیگر ائمہ سے مشرف ہو اور جب دغدغہ سے اطمینان ہو
تو وطن اصلی کی طرف مراجعت کرے اس قصد سے چلا تھا اتفاقاً اثناے راہ مین قلعہ پرندہ مین وارد ہوا مخدوم
خواجہ جہان دکنی نے جو امراے سلاطین بہمنیہ سے تھا اور اُن کے بعد نظام شاہ سے منجی ہوکر اس قلعہ مین
رہتا تھا شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے خبر پاکر قسم قسم کی تعظیم و تکریم سے اُن کو بلایا اور بمبالغہ والحاح
تمام التماس توقف کی اور اُسکے فرزند کتب علمی کے پڑھنے مین مشغول ہوے اور اتفاقات سے اسی عرصہ
مین برہان شاہ نے بخلاف عادت اپنے اوستاد مولانا پیر محمد شیروانی کو برسم رسالت خواجہ جہان دکنی کے
پاس پرندہ مین بھیجا اور وہ وہان شاہ طاہر کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ایک ملک بصورت بشر
اور ایک جہان بلباس وحدت دیکھا بیت عیسیٰ گاہ دانش آموزی ہ یوسفی وقت مجلس افروزی ہاں جناب
کو دولت شگرف اور نعمت غیر مترقب جانکر برس روز تک کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مشغول رہا اور تمام دکن
مین یہ غلغلہ ہوا کہ پرندہ ایسے بزرگوار کے وجود سے فرین اور منور ہو کہ پیر محمد سا اوستاد اُسکے شاگردون مین افتخار
رکھتا ہو ملا پیر محمد برس روز تک تقریبات اُٹھاکر وہان مقیم رہا اور جب احمد نگر کی طرف معاودت کرکے برہان شاہ
کی ملازمت سے مشرف ہوا آن حضرت نے درنگ اور توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اُس سفر مین ایک

دانشمندی کی صحبت مین کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور مثل اُس کے مین نے عرصہ ایران اور توران اور ہندوستان مین کوئی فاضل اور عالم نہین دیکھا تھا مغرور ہوا اور نخوت عظمی جانکر کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مصروف ہوا اور اُس جامع فیوضات نامتناہی کی برکت اس بے بضاعت کے شامل حال ہوئی بہت ایسے مجہولات اور اسرار معلوم اور منکشف ہوئے کہ طائر بلند پرواز فہم انسانی اُس کے مدارج عالیہ کے کنہ کمال مین راہ نہین پاتا اور عقل نکتہ دان عقلائے زمان کو اُس کے اطوار سے آگاہی نہین ہی اور اُسے فوز عظیم جانکر درس مین مشغول ہوا رباعی در وصف کمالش عقلا حیرانند ✤ بقراط حکیم و بوعلی نادانند ✤ با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال ✤ در مکتب علم او الف بے خوانند ✤ برہان نظام شاہ جو ہمیشہ علما اور فضلا کی صحبت مین رغبت فرماتا تھا اُس قدوہ انام کی صحبت اور مجالست کا خواہان ہوا اسی وقت ایک مکتوب شوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کرکے پیر محمد استاد کے ہاتھ برندہ مین بھیجا خلاصہ مضمون اُس کا یہ ہی فرد چو باد صبح گذر کن سوی حدیقۂ انس ✤ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ✤ خواجہ جہان نے مجبور ہوکر شاہ طاہر کے واسطے سامان سفر درست کیا اور سنہ ۹۲۸ نو سو اٹھائیس ہجری مین بلدہ احمد نگر کی طرف توجہ فرمائی اعیان و اشراف چار کوس سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور شاہ طاہر کو باعزاز و اکرام تمام شہر مین لائے برہان شاہ نے بعد از ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر حلقہ مجلسیان حضور سے کرکے پایہ اُسکی قدر و منزلت کا تمام مقربان درگاہ سے باندکیا مثنوی تو چون گوہر قیمتی غم مدار ✤ کہ ضائع نگردانت روزگار ✤ اگر ریزہ زر زرندان کاز ✤ بیفتد بہ معش بجویند باز ✤ اور بعد از فراغ مہمات سلطان نے اول سے زیادہ تر تعظیم و تکریم مین کوشش کی اور شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمد نگر کے اندر مسجد جامع ہی اس مین مجلس درس منعقد کیجیے شاہ طاہر اُس کے کہنے کے موافق ہفتہ مین دو روز وہان جاکر علمائے پائے تخت کے ساتھ بحث علمی مین مشغول ہوتا تھا اور جمیع علمائے پائے تخت کے حاضر ہونے سے مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام بہت رکھتا تھا اکثر اوقات اُس مقام مین حاضر ہوکر مودب بیٹھتا تھا اور جب تک درس و بحث سے علما مفروغ نہوتے تھے برخاست نکرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نے طول کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سے جلد مجلس اٹھ گیا اور دایہ سے کہا کہ مجھے علما کے کلام سننے کا اس قدر شوق غالب ہی کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم مین تکدر پیدا ہوتا ہی مگر جب تک سخن تمام نہین ہوتا مین برخاست نہین کرتا الغرض جب ایک مدت اس طور سے گذری طائفہ مہدویہ جونپوری کو کہ شاہ نے فریب کھاکر اپنی بیٹی نہین دی تھی بلدۂ احمد نگر سے نکال دیا اور اُسی عرصہ مین شہزادہ عبدالقادر برادر شہزادۂ حسین کہ اور سب فرزندون مین چھوٹا تھا سوء مزاج ہم پہونچاکر تپ محرق مین گرفتار ہوا اور برہان شاہ کہ اُس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور بھی حکمائے ہندو اور مسلمانون کو جمع کرکے فرمایا کہ اس فرزند دلبند پر کہ میری حیات اِس کے ساتھ وابستہ ہی مساعی جمیلہ مبذول رکھو اور اگر جانوکہ میرا پارہ جگر اس لخت جگر کی تندادی کے واسطے بکار ہووے اُس کے دینے مین مضائقہ نکرونگا تم پہلو چیر کر میرا جگر آوردہ کرکے اُس کے علاج مین صرف کرو کہ اُس کی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہون خلاصہ یہ کہ ہر چند حکمائے درگاہ نے اُس کی اصلاح مین کوشش کی اثر پذیر نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نے جواب دیا آخر کو یہ بات پہونچی کہ برہان شاہ نے عالم اضطرار مین بارہہ کے کہنے سے تجانہ مین صدقات بھیجے اور کافر مسلمان

کوئی باقی نرہا کہ اُس سے التماس دعاے خیر نہ کی ہو شاہ طاہر نے جو ہمیشہ مذہب اثنا عشریہ کی فکر ترویج مین رہتا تھا اُسوقت فرصت پاکر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کے بارہ مین ایک تدبیر بندہ نے کی ہی لیکن اُسکے اظہار کرنے مین لاکھون خطرے متصور ہین برہان شاہ نے کہ شفاے فرزند کے حصول مین نہایت کوشش کرتا تھا یہ بات سنکر شاہ طاہر سے فرمایا جو تدبیر تم نے کی ہی اُسے بیان کرو تو مین بھی اس مین حسب الامکان کوشش کرون اور جو کہ شرط انصاف ہی بجالاؤن اور تجھے کسی طرح کا گزند کسی سے نہ پہونچیگا شاہ طاہر نے کہا کہ مین بیگانہ کا اندیشہ نہین رکھتا خوف اس امر کا ہی کہ شاید وہ امر شہریار کے مزاج کے موافق نہ آوے اور مجھے معاتب بلکہ معاقب فرماوے اور نظر کیمیا اثر سے گر کر اعدا کی شماتت مین مبتلا ہون برہان شاہ زیادہ تر مشتاق طریق شفاے فرزند کے استماع کا ہوا اور مبالغہ حد سے لیگیا شاہ طاہر نے جرأت کرکے اول مرتبہ اسی قدر کہا کہ اگر شاہزادہ آجکی شب شفا پاوے تو بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ زر خطیر حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے ہی پہونچاؤنگا برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہین شاہ طاہر نے بیان کیا اول علی مرتضی ہی جو داماد اور ابن عم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شوہر حضرت فاطمہ زہرا دوسرے امام حسن اور امام حسین فرزندان فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین اور اسیطرح سے باقی امامون کے نام اور صفت ذہن نشین کیے برہان شاہ نے کہا مین نے نام دوازدہ امام کے عہد طفلی مین اپنی والدہ کی زبانی سُنے تھے اُسوقت سے آج تک یہ بات میرے گوش زد نہوئی تھی مگر اب کہ تو کہتا ہی جب کہ مین نے تجانون مین روپیہ بھیجکر نذر مانی تو کیا مرتضی علی اور بی بی فاطمہ کے فرزندون کے نام لوازم نذر بجا نہ لاؤنگا شاہ طاہر نے جب اُسے ملائم دیکھا کہا میرا مقصود محض نذران بزرگوارون کے نام سے نہین ہی میرا مطلب کچھ اور ہی ہی اگر بادشاہ میرے ساتھ عہد کرے کہ جو کچھ مین عرض کرون اگر موافق طبع ہمایون نہووے آزار جانی نہ پہونچاکر مجھے اور میرے فرزندون کو رخصت مکہ عطا فرمائے اس شرط پر اپنے دل کا راز عرض کرونگا برہان شاہ نے یہ امر قبول کیا اور لوازم عہد و پیمان بجالاکر مصحف اقدس اور صیغۂ واللہ باللہ کی قسم کھائی کہ مین تجھے آزار جانی نہ پہونچاؤنگا اور روادار دوسرے کی ایذا رسانی کا بھی نہونگا **مثنوی** بدار ندۂ آسمان وزمین ۔ کزو مایہ دار دہمان ہمین ۔ خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست ۔ خرد را بدان بجز دراہ نیست ۔ کہ از زمانہ نبینی بجز لطف وہر ۔ اگر از روش باز ماند سپہر ۔ جب شاہ طاہر کی خاطر شہریار کے قسم و عہود سے دغدغہ سے فارغ ہوئی زبان اسکی وداع دولت مین کھولکر فرمایا کہ آج شب جمعہ ہی بادشاہ نذر کرے کہ اگر حضرت پیغمبر آخرالزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج شب کو شہزادہ عبدالقادر کو شفا عطا ہو خطبۂ ائمہ اثنا عشر پڑھوا کر اُن کے مذہب کے رواج مین کوشش کرونگا برہان شاہ کہ ہرگز شفاے فرزند کی امید نرکھتا تھا اور اُس کی زندگی سے مایوس ہوا تھا یہ کلام سنکر نہایت محظوظ ہوا اسی وقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک اپنا شاہ طاہر کے ہاتھ مین دے کر عہد و پیمان بجالایا اور شاہ طاہر اپنے مکان پر نہ گیا تمام رات شہزادۂ عبدالقادر کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا ہر چند کوشش کرتا تھا کہ لحاف شہزادہ پر ڈالے کہ تصرف ہوا نہووے اور وہ حرارت کی حدت اور بیتابی سے ہاتھ پاؤن مارکر لحاف پھینکدیتا تھا برہان شاہ نے اپنے فرزند کی یہ حالت بدی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ عبدالقادر آج کی رات کا مہمان ہی یہ نہایت کرب مین ہی لحاف اسپر نہ ڈالو تو ہوا دنیا کی کھاکر ایک ساعت خوش حال ہو اور برہان شاہ صبح تک اسی طرح سے سوال اور

محزون بیٹھا رہا اور سر عبدالقادر کے پلنگ پر رکھکر سوگیا اُس حالت مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک بزرگوار نورانی شکل اُس کے سامنے سے آتا ہی اور اُن بزرگوار کے یمین و یسار بارہ شخص ہین برہان شاہ استقبال کرکے اُن بزرگوار کو سلام کرکے مودب کھڑا ہوا ایک صاحب نے اُن مین سے فرمایا کہ تو ان بزرگ کو جانتا ہی کہ کون ہین یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہین اور یہ بزرگوار جو آپکے یمین و یسار ہین دوازدہ امام علیہم السلام ہین اس درمیان مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ای برہان حق سبحانہ تعالےٰ نے علی اور اُنکے فرزندونکی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی تجھے مناسب ہی کہ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نکرے برہان شاہ بہ نہایت بشاشت و خوشحالی خواب سے بیدار ہوا دیکھا کہ عبدالقادر بر لحاف پڑا ہی اُسکی والدہ اور اُسکی دایہ کہ بیدار تھین پوچھا کہ یہ لحاف مین نے دور کیا تھا کسنے اس پر ڈالا وہ بولی کہ ہم نے اِس پر نہین ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کرکے عبدالقادر پر جا پڑا اور اُس حال کے مشاہدہ سے ہمپر ایسا خوف غالب ہوا کہ ہم مین کلام کرنے کی قوت نرہی برہان شاہ نے ہاتھ زیر لحاف کرکے دیکھا کہ اثر تب مطلق نرہا اور شہزادہ شبہائے گذشتہ کے خلاف خواب شیرین مین جاکر باستراحت تمام سوتا ہی برہان شاہ شکر الٰہی بجالایا اور اُسیوقت ایک خدمتگار شاہ طاہر کے بلانیکو بھیجا اُس شخص نے جاکر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کی یہ کیفیت تھی کہ دستار مبارک اپنے سر سے جداکر کے نہایت عجز و انکسار سے پیشانی زمین پر رکھکر درگاہ بے نیاز سے عبدالقادر کے شفای دردسر کا دعا کرتا تھا خدمتگار کے آنے سے نہایت مضطرب ہوا اور سمجھا کہ بادشاہ میرے کہنے سے آزردہ ہوا اور قاصد جان ہی مجھے زندہ نچھوڑیگا اور یا عبدالقادر اجل مقدر سے مرگیا ہی وہ نذر اپنے اوپر وارکر نہ جانی یہ تخیلات اُسکے دل مین گذرتے تھے کہ ایک شخص اور اُس کی طلب کو آیا خوف و ہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کے عقب دیوار سے کود کر بھاگون کہ ناگاہ چھ سات آدمی اور متعاقب اُسکے طلب کو آئے شاہ طاہر تن رضا بقضا دیکر لوازم دعوت بجالایا اور اپنے اہلبیت کو رخصت کرکے شہریار کی خدمت مین روانہ ہوا اور جب خبر آمد اُسکی برہان شاہ نے سنی خلاف عادت دروازہ تک استقبال کیا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر عبدالقادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید مذہب اثنا عشری مجھے تلقین کر تو ساتھ اُس کے قیام کردن شاہ طاہر نے اس بارہ مین تامل کیا اور کہا پہلے شاہ حقیقت حال بیان فرماوے اُس وقت یہ خاکسار جو کچھ مناسب دیکھیگا عرض کریگا برہان شاہ نے کہا اسقدر مجھے صبر نہین ہی پہلے یہ مذہب اختیار کرلون اُسکے بعد جو کچھ مین نے مشاہدہ کیا ہی مشروحا بیان کرون شاہ طاہر نے کہا بسبب اس اخلاص کے کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین حاصل ہی جب تک مجھے حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیگا خیر سگال اس مذہب کے عقائد ہرگز تلقین نکریگا برہان شاہ نے قصہ خواب اور حکایت لحاف بتفصیل ظاہر کی شاہ طاہر نے باطمینان تمام اسامی دوازدہ امام علیہم السلام اور مناقب اور فضائل ایک ایک کے مذکور کرکے یہ بات کہی کہ ارکان اور قواعد اس مذہب کے اہلبیت کے تولا اور اُن کے دشمنون سے تبرا ہین برہان شاہ نے اِس سخن فیض اثر سے جام سرشار محبت اہلبیت نوش کیا اور ساتھ اس بیت کے مترنم ہوا بیت (دوسری ۱۲ تیسری ۱۲ پنجگانہ ۱۲) مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند اور شہزادہ حسین اور عبدالقادر اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ اور کل مرد و عورت اور سائر اہلحرم اُس شراب اعتقاد سے بہرہ ور ہوے اور سب نے نشان اہلبیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ و تبر سر مشرق ہدایت سے برآیا برہان شاہ نے چاہا کہ خطبے سے نام خلفاے ثلثہ ساقط کرکے خطبہ اثنا عشر پڑھاوے شاہ طاہر اُسوقت عجلت و شتاب سے مانع آیا اور

یہ فرمایا صلاح دولت یہ ہے کہ حضرت فی الفور اس راز کو خاش نفرمائین بہتر یہ ہے کہ علماے مذہب کو فراہم کرکے کہئے
کہ مین طالب مذہب حق ہون اتفاق کرکے ایک ان چار مذہب سے اختیار کرو تو مین بھی وہ مذہب بخوش دلی
اختیار کرکے اور مذہب سے احتراز کرون برہان شاہ نے شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا اور ملا پیر محمد اُستاد اور
فضل خان ثانیہ اور ملا داؤد دہلوی اور علماے چار مذہب جو احمد نگر مین جمع ہوئے تھے اور قلعہ کے اندر اُس
عمارت مین کہ جاے درس شاہ طاہر تھی حاضر ہوکر آپس مین بحث کرتے تھے اور ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت
پر براہین اُٹھا کر اور دون کے دلائل رد فرماتے تھے اور اکثر اوقات برہان شاہ بھی اس جلسہ مین موجود ہوتا تھا جو کہ اکثر
علوم سے آشنا نہ تھا اُسکی ماہیت کو نہ پہونچتا تھا غرضکہ چھ مہینے ارباب علم کے سطح سے گذرے اور آپس مین مناظرہ
رہا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے یہ فرمایا کہ عجیب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہے کہ زنہار ان چارون مذہب کی
کسی کی ترجیح دوسرے پر مشخص نہین ہوتی ہے ہر شخص دعوی اپنے مذہب کی صحت کا کرتا ہے مین ان چارون مذہب سے کیونکر
ایک مذہب اختیار کرون اگر ان چارون مذہب کے سوا اور کوئی مذہب ہو آپ بیان فرمائین تو حق و باطل اُسکا بھی
دریافت کرون شاہ طاہر نے جواب دیا ایک مذہب اور ہے کہ اُسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہوے اُنکے بھی کتب کا
مطالعہ کرون برہان شاہ نے ساتھ اُسکے اشارہ کیا اور اس گروہ کے ایک علما کو جس کا نام شیخ احمد بخفی تھا تلاش کرکے اُسے
لائے اُسنے علماے چار مذہب سے مناظرہ کیا اور شاہ طاہر اُسکی تقویت اور جانب داری کرتا تھا علماے اہل سنین سمجھے
کہ شاہ طاہر شیعہ مذہب ہے سب اتفاق کرکے خصمانہ پیش آے۔ اور اکثر اوقات ملزم ہوکر مجلس سے برخاست کرنا چاہتے تھے
رفتہ رفتہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ شاہ طاہر نے کتب اہل سنت کے درمیان سے برآوردہ کرکے بحث خلافت ان فضل البشر
یعنی ابوبکر صدیق اکبر کے بعد از حضرت خیر البشر اور حکایت طلب کرنا دوات قلم کاغذ اور قصہ باغ فدک اور مثل اُسکے مذکور کیا برہان شاہ
نے جب دیکھا کہ جمیع علما شاہ طاہر سے ملزم یعنی قائل ہوے حکایت عبد القادر کی بیماری کی اور خواب مین دیکھنا حضرت
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قصہ لحاف کا مفصل ظاہر کیا یہ سنکر اکثر علماے مجلس اور مقربان حضرت اور غلام
ہندی اور ترک اور حبشی اور امرا اور منصب دار اور سلحدار اور شاگرد پیشہ یہانتک کہ جاروب کش اور فراش اور غیلبان تخمیناً تین
ہزار آدمی نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور نام اصحاب ثلثہ خطبہ سے ساقط کرکے حضرات ائمہ معصومین کے اسامی سامی
پر اکتفا کیا اور حبر سفید سلطان بہادر گجراتی کا اس مذہب کے رسوخ کے واسطے سبز رنگ سے مبتدل کیا لیکن
ملا پیر محمد اُستاد اور بعضے علما اس اطوار کے مشاہدہ سے پریشان اور ناراض ہوکر مجلس سے برآمد ہوے اور بلدہ احمد نگر
مین غوغاے عظیم برپا ہوا اور رات کیوقت امراے کبار اور منصب دار متعصب ملا پیر محمد کے مکان پر جاکر کہنے لگے مصرع
ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۔ اس سید کو کہ بلاے دل و دین ہے تو کہان سے لایا چونکہ علوم غریبہ سے خبردار ہے ہمارے
صاحب کو گمراہ کیا اور ہمارے علما پر افسون پڑھکر زبان بند کی اب تدبیر کیا ہے بعضے بولے کہ ہجوم کرکے شاہ طاہر کو قتل کیا
چاہیئے ملا پیر محمد نے کہا کہ جب تک برہان شاہ زندہ ہے یہ امر صورت پذیر نہوگا بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے برہان شاہ کو سلطنت سے
معزول کرکے عبد القادر کو تخت شاہی پر بٹھا دین آخر شاہ طاہر کو بعد قتل اُسکے بسیاست تمام ہلاک کرین غرضکہ بینہ
تخنیہ یوسف عادل شاہ اور ہجوم خلائق دین کیواسطے وقوع مین آیا بارہ ہزار سوار اور پیادہ سے ملا پیر محمد کے ہمراہ دروازہ قلعے
مقابل ارکاجبترہ کے قریب حاضر ہوے بنیت محاصرہ قلعہ آراستہ کمین اور شاہ طاہر اور اُس کے فرزندون کے مکان

پر پہنچے اور غلغلہ عظیم برپا کیا برہان شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین اور لوگ برج قلعہ اور بارہ پر چڑھکر توپ سے اعدا کو دفع کرین اور بلوہ حد سے افزون ہوا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے پوچھا س ہوکر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم رمل مین شاگرد ملا شمس الدین جغری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا کہ آپ قلعہ کو لکر سوار ہون اسی وقت آپ تائید ایزدی سے منظفر اور منصور ہوکر اعدا کو دشت اوبار مین متفرق اور پریشان فرمائینگے برہان شاہ فوراً مسلح ہوکر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع چتر سنہرہ و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور شاہ طاہر نے آیۂ سیہزم الجمع مشت خاک پر پڑھکر اعدا کی طرف پھینکی اور ایک جماعت ناجیون کی بھیجکر یہ حکم دیا کہ تم افواج مخالفون کے قریب جاکر بآواز بلند کہو کہ جو دولتخواہ سرکار ہووے وہ بلا توقف چتر اور رایت فلک ساے کے سایہ مین حاضر ہووے اور جو کر اخلاص ہی ملا پیر محمد کا شریک ہوکر قہر و سیاست شاہی کا منتظر رہے جب ناجیون نے شاہ طاہر کے فرمانے پر عمل کیا اسی وقت امرا اور افسران سپاہ امان خواہ ہوکر رکاب ظفر انتساب مین جا ملے اور ملا پیر محمد سپاہ قلیل لیکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود جو میرزا جہان شاہ کے نواسے تھا فوج کثیر سے ملا پیر محمد کے تدارک کو نامزد کیا وہ جاکر اُسے گرفتار کرلایا اور برہان شاہ نے حکم اُسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر نے اُسکے حقوق قدیمی منظور رکھکر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اُسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک قلعہ مین محبوس کیا اور بعد چار برس کے سعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب و عزت پر متمکن ہوا اور اس مقام مین کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کرکے بغداد نام رکھا اور اس موضع مین کہ مدرسہ شاہ تھا حسین نظام شاہ نے اپنے عہد مین ایک مسجد پختہ گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتداے سلطنت مرتضے نظام شاہ مین قاضی بیگ طہرانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اب جامع اس حکایت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہی کہ برہان شاہ کا خواب مین دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غازان خان کے خواب سے مشابہ ہی چنانچہ مورخین توران و ایران کا اتفاق ہی کہ غازان شاہ نے مسلمان ہونے کے بعد دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب مین دیکھا اور ہر مرتبہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اُس مسند نشین بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت خاتم الانبیا نے بعد تعریف حضرت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہی تو میرے اہلبیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور اُنکی پیروی کرکے سادات کو گرامی رکھے اس سبب سے غازان شاہ نے اہلبیت پیغمبر آخرالزمان کی محبت اپنے صفحۂ دل پر نقش کی اور سادات کربلا اور نجف کو گرامی رکھکر شیعہ مذہبون کو مقرب درگاہ کرکے ہر ایک کو منصب مناسب پر منصوب فرمایا اور بعضے تواریخ مین یون نظر سے گذرا کہ غازان خان اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ مین اصحاب کبار کا منکر نہین ہون اور اُن کی بزرگی اور فضیلت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہون لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے قواعد محبت اور اخلاص مین نسبت جناب ولایت انتساب اور اُن کے گیارہ فرزندون کی سفارش کی ہی جو کچھ لوازم اخلاص اور خدمتگاری ہی اُن کی نسبت بجالاتا ہون اور غازان خان نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہلبیت اطہار کے رکھتا تھا نزع کے وقت اپنے بھائی الجایتو سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدابندہ مشہور تھا اہلبیت کی محبت کے واسطے وصیت فرمائی اور اس بادشاہ نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازدہ امام علیہم السلام کا نام خطبہ اور سکہ مین ثبت کرکے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کیے اور مولف اس نسخہ گرامی کا بجز محبت اہل

غوطہ کھا کر کہتا ہے کہ اگر مذہب امامیہ حق ہے احوال اور مذہبیوں کا کیا ہوگا اور اگر دوسرا مذہب حق ہے سفارش آنحضرت کی
اس مذہب کی رواج مین کیا معنی رکھتی ہے اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین امید کہ عزیزان معاملہ
فہم کار آگاہ جب اس مقام مین پہونچین مانند بادصرصری کے نہ گذر کرین اور اس مقام مین نہایت غوطہ فرما کر زمام
التفات وتوجہ دست اقتدار سے نچھوڑین کہ یہ مقام جاے تامل وتفکر ہے اور اس درویش دلریش کو صحیح طریقہ سے
روایت ثابت ہوگئی کہ قصہ خواب برہان شاہ اور غازان خان کے سراسر ہیچ اور لغو تھے مردم رفضہ اپنے مذہب کی
ترویج اور ترغیب کیواسطے بالعکس تحریر کرتے ہین والعلم عند اللہ القصہ برہان شاہ جو اس مذہب کے رواج دینے
مین مصروف تھا تمام وظائف اہلسنت موقوف کرکے شیعہ مذہبون کو دیے اور چاردیواری پتھر اور چونہ سے قلعہ احمد نگر کے
مقابل بطور مدرسہ تیار کی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور قصبہ جونپور اور سنور اور آسیاپور اور چند قریہ دیگر اس کے
واسطے وقف کیے اور ہر روز چاشت کے وقت آش پکاکر مومنونکو دیتا تھا اور شاہ طاہر ہمت نظام شاہ کے دولتخانہ
کی رفعت پر مصروف کرکے درپے اسکے ہوا کہ محبان خاندان رسالت کو اطراف واکناف سے اس دولتخانہ مین فراہم
لاوے پھر زر خطیر خزانہ بادشاہی سے عراق اور خراسان اور فارس اور گجرات کی طرف بھیجکر اہل تشیع کے آنے کا طالب
ہوا اور تھوڑے عرصہ مین خلاصہ اقالیم سبعہ مثل اسمٰعیل صفوی نے برفاقت خواجہ معین صاعدی کہ مدت مدید شیراز مین
حکومت کی تھی گجرات مین آنکر اس حدود مین استقامت کی بارہ ہزار ہون برہان شاہ سے لیکر شاہ حسن کی زادراہ
کیواسطے احمد آباد گجرات بھیجکر شاہ حسن انجو کو بلدۂ احمد نگر مین لایا اور برہان شاہ کی ملازمت مین مشرف کرکے مجلسیان حضور
سے کیا اور اسیطور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی گل استرابادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی
مازندرانی اور ایوب الوالبرکہ اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور ملا محمد امامی استرابادی اور بھی افاضل اور اکابر دکن کی طرف
متوجہ ہوے اور احمد نگر کو گلستان ارم کیا اور سید حسن مدنی جو اتقیاے مدینہ سے تھے اس بادشاہ نیک اعتقاد کے
شرف دلدادی سے مشرف ہوئے اور جاگیر لائق پائی اور علاوہ اسکے مبلغ خطیر کربلاے معلے اور نجف اشرف مین
بھیجکر زوار روضات اور اس حدود کے مستحقون کو تقسیم کیا اور اس سبب سے کہ احمد نگر مین اس مذہب کے جاہلون
اور تبرائیون نے زبان خلفاے راشدین کے طعن ولعن مین دراز کی تھی سلطان محمود گجراتی اور میران مبارک شاہ
فاروقی اور ابراہیم عادل شاہ اور عماد الملک نے آپس مین اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ لشکر کشی کرکے مملکت احمد نگر کو آپس
مین تقسیم کرین اور برہان شاہ نے اس جماعت کی لشکر کشی سے اطلاع پائی تو راستی خان نام ایک غریب کو بسیم ہدایا
ہمایون بادشاہ کے پاس بھیجا اور ایک عرض داشت مشتمل بر اظہار اخلاص والتماس اعانت ولشکر کشی گجرات کی طرف ارسال کی
چونکہ بھت شیر شاہ کے درمیان مین آئی کچھ اثر اس پر مترتب نہوا راستی خان پلٹ آیا اور برہان شاہ نے سلطان گجرات
اور برہان پور کو تحف وہدایا بھیجکر راضی کیا اور جس قدر سپاہیان غریب تیر انداز کہ ابراہیم عادل شاہ نے بطرف
کردیے تھے ملازم رکھے اور جاگیرات خوب دیکر قوی پشت ہوا اور انکی حمایت کے بھروسے پر بیجاپور کی طرف
چڑھائی کی اور حرب وضرب شمشیر وسنان کے بعد برہان شاہ غالب آیا اور سوباتھی اور کئی توپخانہ عادل شاہی پر
متصرف ہوکر سالانا وغانا احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور چار برس کے عرصہ
مین چند لڑائیان کہ اس کی تفصیل مولف کی نظر سے نہین گذری دونون بادشاہون کے درمیان واقع ہوئین

ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور ۹۳۵ھ نوسو انتالیس ہجری مین جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان بکوانی کے جو امرائے کلان اُس دولتخانہ سے تھا رنجش اور کدورت درمیان مین آئی برہان شاہ باتفاق امیر برید بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسد خان نے مذہب کی یگانگی کے جہت سے قلعہ بلکوان سپرد کرنے کو مجھے طلب کیا ہے اور جو یہ بات قریب الفہم تھی ابراہیم عادل شاہ متوہم قلعہ بیجاپور سے برآمد نہوا اور برہان شاہ جب شولاپور کے اطراف مین پہونچا اور زین خان کے پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور وہ پرگنے خواجہ جہان کو دیکر قدم آگے بڑھایا یعنے بلکوان کیطرف توجہ فرمائی تو ولایت مرج اور کلھر اوران اور باس کو تاخت وتاراج کیا اور آتش افروزی سے آبادی کا نشان نچھوڑا اور اسد خان کہ برہان شاہ کی موافقت تہمت سے قلعہ بلکوان مین تھا عادل شاہ کے روبرو نچا سکتا تھا چھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جا ملا برہان شاہ نیز تدبیر بدف مراد پہونچکر بیجاپور کیطرف سوار ہوا عادل شاہ جو کہ تاب مقاومت نرکھتا تھا آب بیورہ سے عبور کرکے حسن آباد گلبرگہ کیطرف گیا برہان شاہ بیجاپور پہونچا اور چند روز اسکا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ کوئی فائدہ نہوگا تو بقصد تعاقب حسن آباد کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان جیسا کہ پہلے اپنے مقام مین تحریر ہوا بذریعہ عادالملک کے جو بیجاپوریونکی مدد کیواسطے آیا تھا موقع پاکر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا عادل شاہ نے مع عمادالملک واسد خان کے نظام شاہ کا مقابلہ کیا برہان شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح ندیکھی امیر برید کے ہمراہ اپنے ولایات کی طرف راہی ہوا اور اُنھون نے احمد نگر تک تعاقب کرکے اکثر ممالک کو خراب کیا برہان شاہ اور امیر برید نے مجال توقف وہان نہ پائی دولت آباد کی سمت راہی ہوئے قضارا امیر برید اُس مقام مین اجل مقدر سے مرگیا نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ اور مخدوم خواجہ جہان کے کہنے سے صلح کی اور پانچ پرگنہ پر کہ اس یورش مین متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کئے اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین جب سلطان جمشید قلی قطب شاہ متصدی ولایت تلنگ ہوا برہان شاہ نے تقویت اور تہنیت جلوس کیواسطے شاہ طاہر کو اُس حدود کیطرف بھیجا اور جمشید قلی قطب شاہ مچھلی کے شکار کے بہانہ ایک تالاب پر جو راستہ مین احمد نگر کے ہے اور گلکنڈہ اس مقام سے سولہ کوس کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوا اور اس مقام مین شاہ طاہر کی ملاقات پر مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور مریدی کا منظور رکھکر اُس جناب کو گلکنڈہ کیطرف لیگیا اور اس عرصہ مین برہان شاہ نے انتقام کیلیے نقص عہد کرکے رام راج اور قطب شاہ کو عادل شاہیہ کے اطراف ممالک کیلیے تحریص کی اور بعد اُسکے کہ شاہ طاہر نے گلکنڈہ سے مراجعت کی خود بھی شولاپور کیطرف روانہ ہوا اور عادل شاہ نے سیلاب لشکر کا اطراف مملکت مین چار موجہ دیکھکر پانچ پرگنہ نظام شاہ کو دیے اور رام راج کو بھی جس طرح سے کہ ممکن ہوا راضی کرکے اپنی سرحد سے واپس کیا اور ان سنوات مین فرمانروہ ایران یعنی شاہ اسمٰعیل صفوی نے جب سنا کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت اختیار کی ہے تو آقا سلیمانی طہرانی المشہور بہ بہتر جمال کو کہ چراغچی باشی متعرب تھا مذہب کی مبارکباد کیواسطے احمد نگر کیطرف بھیجا اور ایک غلام ترک مسمی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمالون شاہ کیلیے اور ایک قطعہ زمرد کہ اُسپر نام معتصم خلیفہ عباسی منقوش تھا اور بھی تحف وہدایاے نفائس ایران کہ تعداد اُسکی موجب تطویل ہے برہان شاہ کیواسطے ارسال کیا اور ایک انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انگشت مبارک مین رکھتا تھا اور کلہ التوفیق من اللہ اُسپر نقش تھا شاہ طاہر کیواسطے بھیجی سر جمال احمد نگر مین پہونچکر التفات نامہ شہنشاہ ایران مع اشیاے مذکورہ برہان شاہ کے روبرو لایا حضرت پہلے اُسکی نسبت باعزاز وتکریم پیش آئے اور آخر جب اُسنے اُنکی مجلسون مین جاکر بہزبانی کی اور ارباب جاہ کے

آمد

دل کو برہم کرنے لگا اور شاہ طاہر سے بے ادبانہ پیش آیا اور کلمات وحشت آمیز زبان پر لایا تو برہان شاہ نے دربار
مین اُس کا آنا موقوف کیا اور ایسے تحف و ہدایا کے مقابل شاہ ایران کو کچھ نہ بھیجا شاہ طاہر مضطرب ہوا اور اپنے
فرزند شاہ حیدر کو بفضل و کمال کی صفت مین موصوف تھا مع تبرکات اور تنسوقات ہند اپنی طرف سے دارائے عجم
کے پاس بھیجا اور [illegible] ہوئی کہ سپہ دوار نے باوصف عینک مہر و ماہ کے ایسی لڑائی نہ دیکھی تھی نمکوانی [illegible] سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع
ہوئی کہ سپہ دوار نے باوصف عینک مہر و ماہ کے ایسی لڑائی نہ دیکھی تھی نمکوانی [illegible] سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع
آتش بجوش آمدند ۔ سم باد پایان نوالا نغل ۔ بخون دلیران زمین کربعل ۔ ز خشیدن تیغ آئینہ تاب نہ زرہ گندہ ۔ دود در ہوائے
پہلے افواج میمنہ اور میسرہ عادل شاہی دشت فرار کیطرف شکست فاحش کھاکر آوارہ ہوئی آخر مین عادل شاہ چار ہزار
مرد اہل نبرد لیکر کمین سے برآمد ہوا نظام شاہ پر کہ لشکر اُسکا غارت مین مشغول تھا سیل فنا کی طرح حملہ آور ہوا اس
سبب سے نظام شاہیہ منہزم ہوئے چتر اور علم اور فیل و توپخانہ چھوڑکر احمد نگر کا راستہ لیا برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید
بیدر کے پاس بھیجکر اپنی موافقت کے واسطے ہدایت کی اور علی برید نے بخلاف طریقہ اباء و اجداد کے عادل شاہ کی
جانب داری اور رفاقت سے ہاتھ نہ کھینچا اور نظام شاہ کے جاوئہ اطاعت مین قدم نہ رکھا اور خانجہان علی برید کا چچا کہ
موزون طبع اور شوخ خوشدل اور حنفی مذہب تھا ایک مجلس مین شاہ طاہر سے پوچھا کہ سرگین بخارا طاہر ہے پنجس اُس جناب
نے فرمایا تفصیل اس مسئلہ کی مجھے یاد نہین ہے انشاء اللہ تعالے جب احمد نگر جاؤنگا کتاب دیکھکر تمھین بخوبی تمام مفہوم اور معلوم
کروونگا خانجہان اور حضار مجلس اگرچہ شاہ طاہر کا یہ کنایہ سمجھے کہ یہ سراسر تہدید ہے تغافل کرکے اور باتون مین مشغول ہوئے
اور قضیہ سرگین بخارا کا یہ ہے کہ اُس شہر مین برسات کے موسم مین کیچڑ اور دلدل بہت ہوتی ہے اسواسطے زمانہ سابق کے علمانے
اتفاق کرکے یہ بات تجویز کی کہ اگر ہم اس ٹٹی کو کہ گوبر اور پیشاب حیوانات کا اس مین داخل ہے پنجس جانین حرج لازم آویگا پس
اولی یہ ہے کہ کثرت بلوے سے حکم طہارت گل بخارا کرین پس کہنے لگے طین بخارا طاہر ہے اس سبب سے بالضرورت لازم آیا کہ
سرگین حیوانات بخارا طاہر جانین خانجہان نے یہ روایت سُنکر حرف بے ادبانہ زبان زد کیے لیکن اس مولف کے دل
مین ایسا گذرتا ہے کہ جو بخارا دار السلام اور علوم دینی کا معدن ہے اور اُس مین رافضی اور خارجی کو دخل نہین ہے اور مقام اکثر بزرگان
اور مشائخان اہل یقین ہے اس سبب سے روافض نے از راہ عداوت و خصومت یون مشہور کیا ہے القصہ اُسکے بعد اُس جناب
یعنی شاہ طاہر نے احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور برہان شاہ نے مردم بیدر کی بے ادبیان اکثر سماعت فرمائین تادیب
اور انتقام کے ارادہ سے سامان سفر اور یراق لشکر مہیا کیا اور علی برید کے قلعونکی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوا پہلے قلعہ اوسہ کو
محاصرہ کرکے کام متحصنون پر تنگ کیا علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کرکے طلب استمداد کی
جب عادل شاہ نے بعزم اعانت بیجاپور سے کوچ کیا علی برید اُس سے جا ملا اور دونون باتفاق اُسکی طرف متوجہ ہوئے
اور نظام شاہ کے اُنکے مقابلہ مین جاکر اوسہ سے ایک کوس پر تنوجرب کو گرم کیا اور دونون کو معرکہ سے پسپا کرکے پھر
قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہوا اور عرصہ قلیل مین بتوفیق ربانی اُسکو مفتوح کیا پھر اُسکے بعد قلعہ اودگیر کیطرف روانہ ہوا اور اُسکو
بھی سر کرکے قلعہ قندھار کی فتح پر ہمت والا نہضت مصروف فرمائی اور اُسکے محاصرہ کیوقت ابراہیم عادل شاہ اور علی برید نے
ایکبار دو جرأت کرکے نظام شاہ کے مقابلہ اور محاربہ مین قیام کیا اور وہی صورت سابق پیش آئی اور بہت گھوڑے

اور ہاتھی اُنکے احمد نگریون کے تصرف مین آئے اور اُسی سال کہ ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری تھے جب برہان شاہ نے قلعہ قندھار کا بھی رجوع کیا اور احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادل شاہ کے مقربون نے اُسے یہ پیغام دیا کہ لوگ اس بادشاہ کی بدمزاجی اور قہاری سے نہایت درجہ بہ تنگ آنکر چاہتے ہین کہ عبد اللہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کو [illegible] بندر گووہ مین رہتا ہے تخت پر بٹھاوین اور یہ امر آنحضرت کے بدون توجہ [illegible] ملکوان مین بیمار ہوا اور برہان شاہ اصل شاہ ولایت عادل شاہ کیطرف متوجہ ہوا [illegible] وقت سے متصرف ہون قضا را اُسی عرصہ مین اسد خان نے اس مقصود کو ملتوی کر دیا برہان عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنے دار الملک مین آیا اور بعد چند [illegible] کے مزاج وہاج شاہ طاہر کا منحرف ہوا اور ۹۵۶ھ نوسو چھپن ہجری مین اُسکی طائر روح نے آشیانہ جنت کیطرف پرواز کی اکابر اصاغر اُس بلدہ کے محزون اور ملول ہوئے قالب مطہر اُنکا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصہ کے استخوان اُنکے قبر سے برآورد کرکے کربلاے معلےٰ مین بیچے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گنبد مین بفاصلہ بڑھ گز ضریح مقدس کے مدفون کیا اور اُنسے تین بیٹیان اور چار بیٹے رہے اُن بیٹون کے نام جو یاد تھے تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن شاہ ابوطالب اُن سب مین شاہ حیدر مولد عراق ہے اور باقی دکن مین پیدا ہوئے اور شاہ حیدر اپنے باپ کے وفات کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ کی خدمت مین تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت صاحب سجادہ ہوکر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اب خامہ اعجاز اسلوب تحریر مین اس حکایات کے مصروف ہوتا ہے کہ شاہ طاہر قدس سرہ عفت اور ورع اور تقوی اور دینداری اور مروت اور سخاوت اور حلم و تواضع مین اتصاف رکھتا تھا اور وجیہ اور خوش محاورہ تھا کس واسطے کہ ایران اور ہندوستان مین ہمیشہ امور اہل اسلام کے سرانجام مین قیام کرکے نقش خیر خواہی صغیر و کبیر کے صفحۂ دل پر لکھتا تھا زبان گوہر فشان اُس کی مفسر حقائق مصحف آسمانی تھی اور بیان ہدایت نشان اُس کا مبین دقائق کتب سبحانی تھا باطن خجستہ میامن اسکا مظہر ولایت وارشاد اور خاطر فرخندہ مآثر اُس کے مصدر ہدایت وارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھا اور علم تفسیر اور فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رمل اور جفر مین بے شبہ و نظیر تھا اور نظم و نثر مین بھی مہارت تام رکھتا تھا دیوان قصائد اور کتاب انشا اُسکی جمیع بلاد خصوص ہندوستان مین سائر اور دائر ہے اور تھوڑے اشعار گہربار اس جناب کے بہمنت اور ترتین کتاب کے واسطے مندرج کئے امید کہ ارباب تاریخ معیوب نفرماوین اور تصنیفات سے اُسکی شرح باب حادی عشر فی علم کلام مین اور شرح جعفریہ فقہ امامیہ مین اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات اور محاکمات اور مجسطی اور شفا اور مطول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ پالکی کہ ایک سفرہاے ہند مین باشنائے راہ پالکی مین بیٹھکر تصنیف کیا تھا مصنفہ اُس کے ہین کہتے ہین کہ جس وقت شاہ طاہر بطریق ایلچی گری احمد آباد بیدر مین گیا تمام طالب علم اُس کی زیارت کو جاکر سعادت ملاقات سے مشرف ہوتے مگر ایک عالم دکن کہ اپنے تئین نہایت اعلم علماے عصر سے جانتا تھا کمال غرور سے اُس کے مکان پر نہ گیا بعد چند روز کے سامان ضیافت کرکے چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنے مکان پر بلاوین پھر ایک شخص کو اُس کی طلب مین بھیجکر یہ سطر لکھی قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الاجابۃ سنتہ موکدۃ شاہ طاہر نے اُس کے تحت مین لکھا

کی زیارت کو گیا اور آپ کو مثل قطرہ دیکھکر دریاے زخار کے مقابل پشیمان ہوا اور اُسکے دست حق پرست کا بوسہ لیا اور معذرت کی اور منقول ہی کہ برہان شاہ نے شاہ طاہر کے بعد از وفات قاسم بیگ حکیم اور دیوپال رائو کو صاحب دخل کرکے محل اعتماد کیا اور راے نے عماد شاہ کو بسبب بعضے مقدمات کے امداد عادل شاہ سے منحرف کیا اور باتفاق خواجہ جہان قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آراستہ ہوئے اور بعد از طی مسافت اُس قلعہ کو گھیرا اور قلعہ بندون پر کام تنگ کیا ابراہیم عادل شاہ نے امراے برکی کو پیشتر بھیجا اور خود بھی بقصد استخلاص پیچھے سے روانہ ہوا اور امراے برکی سے سدراہ ہونے سے غلہ اور آذوقہ کی رسد بند ہوئی اور امراے برکی وقت بوقت بطریق دزدی اور بطور شبخون برہان شاہ کے دائرہ لشکر پر تاخت لاکر آدمیون کو سوتے مارتے تھے برہان شاہ نے حکم کیا کہ لشکر کے گرد اگرد ایک حصار یعنے دیوار تین گز بلند اور بعضے مقامون مین چار گز کھینچین تاکہ قلعہ کلیان کے گرد دوسرا حصار کا قلعہ تیار ہوجاوے اور ابراہیم عادل شاہ بھی قلعہ کلیان کے قریب پہونچکر نظام شاہ کے پہلو مین اُترا اور اُس نے بھی اپنے لشکر کے گرد دیوار تیار کی اور جب ماہ رمضان پہونچا غلہ اور تمام ما یحتاج کم ہوا ایک قحط لشکر احمدنگر مین ظاہر ہوا آدمیونکو دو دو تین تین روز تک کھانا میسر نہوتا تھا فاقہ مین ماہ صیام کے روزے رکھتے تھے برہان شاہ دلگیر ہوا اور ارکان دولت سے اس بارہ مین مشورہ کیا بعضون نے صلاح مراجعت مین دیکھی اور بعضے کہنے لگے بہتر یہ ہی کہ دیوار کے اندر جاکر دشمن سے جنگ کرین اگر فتح ہووے بچرا محاصرہ مین مشغول ہوکر تھوڑے عرصہ مین مسخر کرین اور اگر شکست ہووے اپنے ملک کا راستہ لین برہان شاہ نے کہا گھوڑے فاقہ کشی سے نہایت کمزور ہین دوا دوش کی تاب نہین رکھتے بہتر یہ ہی کہ لڑائی سے پہلوتہی کرکے احمدنگر کیطرف معاودت کرین اُسکے بعد باطمینان تمام پھر منزل مقصود کیطرف آوین شاہ جعفر برادر طاہر شاہ اور قاسم بیگ حکیم کو یہ راے پسند نہ آئی اور کہنے لگے اتنی مرتبہ ہم جنگ کرکے حریف پر غالب ہوے ہین خدانخواستہ اگر اس وقعہ قضیہ منعکس ہووے تصور نہین رکھتا ہی برہان شاہ خاموش ہوا اور بعد برخاست مجلس تنہا سوار ہوا اور پولا رائے برہمن کے مکان پر گیا اور احوال انجمن کے مشورہ کا بیان کیا پولا رائے نے عرض کی کہ مین اسکا جواب تجویز کرونگا کل کہ روز عید ہی معروض کرونگا لیکن حضرت خزانچی کو حکم کرین کہ دو لتخواہ جو کچھ اُس سے طلب کرے بلا عذر سپرد کرے اور حیلہ و عذر درمیان مین نہ لاوے برہان شاہ نے جو اعتماد تمام اُسکی دولتخواہی اور کارفہمی پر رکھتا تھا اُسکی عرض قبول فرمائی پولا رائے اُسی شب کو ایک لاکھ ہون خزانہ سے لیکر عین الملک کے مکان پر جو امراے کبار سے تھا گیا اور یہ کہا احوال ایسا ہی جو آپ مشاہدہ کرتے ہین بے جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کیطرف جانا موجب لاکھون فساد اور خرابی کا ہی اور ہمراہ ایسے لشکر پریشان اور بدحال کے بادشاہ کو ہمراہ لیجانا اور جنگ صف کرنا نہایت دشوار دکھائی دیتا ہے آپ اس بارہ مین کیا مناسب دیکھکر فرماتے ہین عین الملک نے کہا ہم ارباب شمشیر ہین جو تمھاری راے مین آوے گا ہم اُس پر عمل کرینگے پولا رائے نے کہا مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ صبح عید کو تم لشکر آراستہ کرو اور یکایک بیخبری مین کہ تمام افواج لوازم عید مین مشغول ہوگی دائرہ مقیم پر حملہ آور ہوکر گل نصرت باغ اقبال شاہی سے دستیاب کرو عین الملک نے یہ مشورہ قبول کیا پولا راے نے مبالغ مذکور اُس کے حوالہ کرکے یہ بات کہی کہ تم یہ روپیہ روز عید کے خرچ کے بہانہ فوج پر تقسیم کرو الغرض جب ہلال شوال چرخ پر نمودار ہوا عین الملک نے وہ زر نقد امرا اور لشکر پر قسمت کیا اور یہ فرمایا کہ تم سب علے الصباح مسلح اور مستعد رہنا کہ بادشاہ کے سلام کو جاکر

مبارکباد کہین چنانچہ صبح روز عید کو جب خبر پائی کہ مردم عادل شاہی تمام مراسم عید مین مصروف ہین قواعد ہوشیاری مین قیام نہین رکھتے لہذا اپنے دور لشکر کی دیوار مین رخنہ کرکے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جاکر بزور فیلان کوہپیکر قریب چالیس گز دیوار اُس کے گرد لشکر کی ڈھائی اور بفراغت تمام داخل ہوکر قتل مین مشغول ہوئے مردم عادل شاہی کمال غفلت مین تھے اونے اسلحے نے قدم رکاب فرار مین رکھا اور عادل شاہ کہ اُس ساعت مین روز عید کے غسل مین مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نپائی بتعجیل تمام آپ کو اس معرکہ سے کنارہ کیا اور حشم و علم اور گھوڑا اور ہاتھی بہت مع توپخانہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا و شکست آور جان کا عوض ہوا اس درمیان مین ایک جماعت سیف الملک کی طرف سے آنکر یا واز بلند مبارکباد فتح کہنے لگی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہین رکھتا تھا کیفیت احوال اُن سے مسموع کرکے اُسی وقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایستادہ ہوکر قسم یاد کی کہ اہالی قلعہ اگر آج قلعہ سپرد نکرینگے بجبر و قہر آتش عظیم افروختہ کرکے اُنکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو اُس مین جلاکر خاکستر کرونگا جب یہ خبر متحصنون کو پہونچی ہراسان ہوئے اور اُسی وقت قلعہ اُسکے سپرد کیا اور بسطرف سے عادل شاہ نظام شاہ کی ولایت مین درآیا پرگنہ بیر وغیرہ کو خراب اور ویران کرکے بطور الیغار عالم بخیری مین قلعہ پرندہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا لشکریان سے برآورد کرکے قلعہ مین حملہ آور ہوا اور بہت آدمی خواجہ جہان کے قتل کرکے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادل شاہ قلعہ ایک دکنی کے سپرد کرکے بیجاپور گیا نظام شاہ نے یہ خبر سنکر قلعہ کلیان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بجناح استعجال کوچ متواترہ سے پرندہ کیطرف روانہ ہوا جب دو منزل راہ باقی رہی وہان کا تھانہ دار رات کیوقت مچھرونکی آواز کو صدائے نفیر نظام شاہ تصور کرکے سراسیمہ پلنگ پر سے اٹھا اور قلعہ کا دروازہ کھولکر براہ فرار نپایا باقی آدمی بھی بیدل ہوکر اُسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دنکے وہان داخل ہوا جب قلعہ خالی دیکھا خواجہ جہان کو بدستور سابق سپرد کرکے احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور انھین سنوات مین رام راج رائے بیجانگر سے لوازم دوستی درمیان مین لاکر مع خیل و حشم درمیان ولایت عادل شاہ سے رائچور کیطرف گیا اور اُس سے ملاقات کرکے یہ مقرر کیا کہ قلعہ رائچور اور مدکل کو رامراج مفتوح کرے اور قلعہ شولاپور اور گلبرگہ پر خود متصرف ہو رام راج نے رائچور اور مدکل کو گھیرا اور برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کو مرکز کے اندر درمیان مین لیکر حوزہ تصرف مین لایا پھر باتفاق قلعہ رائچور کو محاصرہ کیا بروایت صحیح بعد چند روز کے برہان شاہ نے تنکنا ڈرمی سے کہا کہ عنقریب موسم برسات پہونچیگا ہمین اور رامراج کو اس قلعہ مین قیام کرنا تضییع اوقات ہے اگر رائے عالی تجویز کرے مین شولاپور مین جاکر اُسے گھیرون تو دونون قلعون کا بیکبار گی فتح ہون تنکنا ڈرمی نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کرکے رخصت دی برہان شاہ مع لشکر کثیر رامراج کے اُس طرف روانہ ہوا قلعہ شولاپور کو گھیر اور پتھر سے روئے زمین پر نصب تھا مرکز کے مانند گھیرا اور چلپی رومی خان سے کہا کہ جلد یہ قلعہ مسخر کرے۔ یہ رومی خان کسی زمانہ مین سلطان بہادر گجراتی کے ملازمون مین سے تھا اور مقصود یہ کہ اسکے بعد قلعہ گلبرگہ کی طرف جاکر اُسے بھی مفتوح کرے اس درمیان مین رومی خان نے بضرب توپ کلان قریب تین گز دیوار مین رخنہ کرکے اُسکو مسخر کیا اُسکے بعد خبر پہونچی کہ رام راج نے قلعہ رائچور اور مدکل کو لیکر بیجانگر کیطرف معاودت کی بادشاہ نے اس سال صلاح گلبرگہ کی روانگی کی نہ دیکھی مقرر دولت کیطرف سوار ہوا کہتے ہین چلپی رومی خان جو شاہ طاہر کا دست گرفتہ تھا اُسنے توپین صاعقہ آسا حصار شولاپور کے مقابل نصب کین اور اُسکے برج و بارہ کو ضرب توپ سے مضمون عالیہا سافلہا کا مظہر بنا پہونچایا تھا اور مضمون آیہ کریمہ امطرنا علیہم مطرا یعنی من حجارۃ مین لاکر ہر روز خاص حصن حصین مین ڈالتا تھا

لیکن ویسا رخنہ پہم نہ پہونچا کہ غازیان عظام قلعہ مین داخل ہوتے اور برہان شاہ اس توہم سے کہ مبادا رام راج پیشتر اس سے قلعہ رائچور کو مسخر کرکے بیجانگر کی طرف معاودت کرے تعجیل فرماتا اور ایسے وقت مین ایک جماعت کفار نے جو ہم پیشہ رومی خان تھے عرض مین پہونچایا کہ تقصیر رومی خان کی طرف سے ہے اگر وہ چاہے تھوڑے عرصہ مین قلعہ کی دیوار کو مسمار اور منہدم کرکے خاک کرے برہان شاہ نے شعلہ غضب مشتعل کرکے چاہا کہ رومی خان کو اپنے دست مبارک سے تہ تیغ کرکے خاک مذلت پر ڈالے ارکان دولت اور اعیان حضرت نے سر زمین پر رکھکر اُس کی سفارش کی اور رومی خان خوف سے متعہد ہوا کہ مین دس روز کے عرصہ مین دیوار قلعہ کی خاک کے برابر کرونگا پھر وہ اپنے کام مین مشغول ہوا اور ایام موعود سے پیشتر دیوار قلعہ کو صفحہ خاک سے جدا کیا اور دلیران سپاہ ظفر پناہ ایک حملہ رستانہ کرکے قلعہ مین در آئی اور اُسے مفتوح کیا برہان شاہ نے اُس قلعہ کو مجدداً تعمیر کیا اور رومی خان کو بنوازش بادشاہانہ سربلندی بخشی اور بازدیاد عزت کے واسطے اپنے اسپ خاصہ پر اُسے سوار کیا اور شہزادہ حسین کو فرمایا کہ بارہ قدم پیادہ اُس کے رکاب مین جاوے اور اس التفات کے سبب بعد چند سال کے فتح رام راج بھی جیسا کہ چاہیے اُسکی سعی اور مین کوشش سے وقوع مین آئی اور سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین پھر عادل شاہ کی تمام ولایت کی تسخیر کے درپے ہوا اور رام راج کو اس بات پر موافق کیا کہ قلعہ ساغر اور اتبکر کو محاصرہ کرکے اس حدود کے دوسرے پرگنات پر آب بیورہ کے ساحل تک قابض ہووے اور بیجاپور لوٹ گلبرگہ پر بھی متصرف ہووے پھر سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین برہان شاہ رام راج کو موافق کرکے بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا عادل شاہ تاب مقابلہ کی نلا کر بنا کیطرف مفرور ہوا اور برہان شاہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ مین مشغول ہوا قریب تھا کہ مفتوح کرے ناگاہ خود مرض الموت مین محصور اور مبتلا ہوا اور قاسم بیگ حکیم کی تکلیف دہی سے احمد نگر جاکر اُسی مرض مین جان جان آفرین کی سپرد کی اور باغ روضہ مین بہ پہلوے احمد نظام شاہ پیوند زمین کرکے خاک کے سپرد کیا اور بعد چند مدت کے استخوان دونون بادشاہ کے برآوردہ کرکے کربلائے معلے مین لے گئے اور خاس آل عبا کے تحت گنبد مین ایک گز کے فاصلہ پر مدفون کیا اور اُسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی برحمت حق واصل ہوئے پدر مولف مولانا غلام علی ہندو شاد نے اُنکی تاریخ سلک نظم مین کھینچکر مشہور کی قطعہ سہ خسرو راز وال آمد بیکبار ٭ کہ ہندازعدل شان دارالامان بود ٭ یکے محمود شاہ ہنشاہ گجرات ٭ کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود ٭ دویم سلیم شہ سلطان مہلی ٭ کہ در ہندوستان صاحبقران بود ٭ سیوم آمد نظام آن شاہ بحری ٭ کہ در ملک دکن خسرو نشان بود ٭ زمن تاریخ فوت ہر سہ خسرو ٭ چو میپرسی زوال خسروان بود ٭ اسامی اولاد ذکور برہان شاہ کے جو اُسکے بعد بقید حیات تھے حسین اور عبدالقادر کہ والدہ اُنکی بی بی آمنہ تھی دوسرا علی کہ والدہ اُسکی بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی وشاہ حیدر کہ داماد مخدوم خواجہ جہان دکنی تھا ومیران محمد باقر جو بیجاپور مین فوت ہوا اور شہزادہ سلطان محمد خدا بندہ جس نے بنگالہ مین وفات پائی۔

ذکر حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری کی سلطنت کا

جس وقت کہ برہان نظام شاہ فیلستان پرخار جہان سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اُسکا بیٹا اس کا حسین نظام شاہ کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شہزادہ عبدالقادر کہ باپ کے نزدیک بہت عزیز تھا اس امر مین مخالفت کرکے روز جلوس کو باتفاق جمیع برادران قلعہ سے نکل گیا اور لوگ دولتخانہ کے دو فرقہ ہوئے تمام حبشی اور غریب

ساغر کا قلعہ کرنے

حسین نظام شاہ کے شریک ہوئے اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبۂ نیکاپور کے قریب میران عبدالقادر کے پاس فراہم
ہوئے اور چترا سکے سر پر بلند کیا اور باقی شہزادہ یعنے محمد خدابندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی ساتھ
اُسکے موافق ہوکر دم موافقت کا مارنے لگے قریب تھا کہ بھائیون کے درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووے اور جماعت
کثیر طرفین سے ضائع ہو کہ ناگاہ چار پانسو نفر سلحدار اور حوالدار قاسم بیگ حکیم کی تدبیر سے اُس سے جدا ہوئے اور حسین
نظام شاہ کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور مردم قلعہ نے اس امر سے قوی پشت ہوکر چترا اور سورج مکھی اُس کے سر برگانی
اور عبدالقادر دفع فساد اور تالیف قلوب کے واسطے زرخطیر اٹھانے لگا امرائے دکن مثل خورشید خان اور عالم خان نیمائی
وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر دیکھکر بوسیلہ قاسم بیگ امان نامہ کہ اصطلاح دکن مین قولنامہ کہتے ہین حاصل کرکے اور
عبدالقادر کی رفاقت ترک کرکے ہر ایک اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور عبدالقادر نے زمانہ کی بازی سے
حیران ہوکر اپنے بھائیون اور عزیزون سے مشورہ کیا بعضون نے صلاح قرار مین دیکھی عبدالقادر مع ایک جماعت مختصر سان
سے برار کیطرف عماد الملک کے پاس گیا اور اُس حدود مین وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور محمد خدابندہ بیجاپور کی
طرف روانہ ہوئے اور شاہ حیدر پرندہ کیطرف بھاگا مملکت موروثی خس وخاشاک این وآن سے پاک ہوئی اور خطبہ
بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ باستقلال تمام بادشاہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے ایک جماعت
امرا کو جنھون نے عبدالقادر سے التفاق کیا تھا سزا دی سیف عین الملک جو بعد از سلطان بہادر گجراتی آنکر سپہ سالار
برہان شاہ ہوا تھا ہراسان ہوکر برار گیا اور خواجہ جہان حاکم پرندہ نے کہ بیٹی اُسکی شاہ حیدر بن برہان شاہ کے حبالۂ
نکاح مین تھی اس امر کا قاصد ہوا کہ عادل شاہ کی اعانت اور حمایت سے اپنے داماد کو احمد نگر کا بادشاہ بناوے اس
سبب سے رسوم تعزیت اور تہنیت مین تمام نہ کیا اور حسین نظام شاہ یہ اخبار سُنکر اور یہ اطوار دیکھکر برہم ہوا اور رفع
مجت کے واسطے ایک مکتوب خواجہ جہان دکنی کو بھیجا خواجہ جہان نوشتہ کے مضمون پر اطلاع پاکر بحر اندیشہ مین
غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اپنے حوصلہ طاقت مین دیکھتا تھا اور نہ عزیمت ملازمت سے نسیم سلامت مشام جان
مین پہونچتی تھی دونون طرح مشکل تھی ناچار ایک جواب دور از صواب مرقوم کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ چہرہ
اخلاص خار تقصیر ظاہری سے خراشیدہ ہوا ہے صورت ملاقات کو خوف وہراس مانع قوی ہے اس وقت بتقبیل
آستانۂ سلطنت سے معاف رکھین پھر کسی وقت احرام طواف کعبۂ امال باندھکر دربار ہمایون مین حاضر
ہون گا اس جواب سے نظام شاہ کو یقین ہوا کہ خواجہ جہان ملاقات کے واسطے نہین آوے گا اس واسطے
قلعۂ پرندہ کی طرف روانہ ہوا اور آگ نہب وغارت کی روشن کی اور خواجہ جہان نے ہر اس بقیاس کو اپنے
دل مین راہ دیکر اپنے ایک عزیز کو اُس قلعہ مین چھوڑکر لوازم قلعہ داری کے بارہ مین وصیت کرکے خود بالتفاق
شاہ حیدر عنان عزیمت راہ ہزیمت کی طرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس فریاد لیگیا بیت چو
وحشی خبر یافت کان سیل تیز ٭ برآورد زان صید گہ رستخیز ٭ امرائے نظام شاہی نے قلعہ کو محاصرہ
کرکے بازد جلادت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کے بامید اعانت مغرور ہوکر ہاتھ آستین جوانمردی سے
نکالکر شام تک مدافعہ مین مشغول رہے آخر الامر توپچیان نظام شاہی نے توپ قیامت آشوب کے ضرب سے
وہ بنیاد کہ خردمندون کے عہد کے مانند پایدار اور مضبوط تھی زندونکی تو بہ کیطرح توڑدی اور شیران بیشۂ ہیجا اور نہنگان لجۂ وغا

حصار مین داخل ہوئے اور ضرب تیغ آبدار سے خون تحصنون کا خاک مذلت پر گرایا حسین نظام شاہ نے رخنہ قلعہ کو مرمت سے مسدود کر کے سالار غازی ہمدان نصرت ہو کر قلعہ اپنے ایک معتمدان درگاہ کے سپرد کیا اور خود بدولت اقبال احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور جو اکثر شاہزادے اور مخدوم خواجہ جہان دکنی نظام شاہ کے خوف قہر سے ابراہیم عادل شاہ کے پاس پناہ لے گئے تھے اور سیف عین الملک نے بھی برار سے بیجاپور کی طرف جا کر عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی اسواسطے عادل شاہ نے اپنے چچیرے زاد بھائی میران شاہ علی کو چتر اور سورج مکھی دیکر ارادہ کیا کہ امرائے احمد نگر کو کہ تمام حسین نظام شاہ کے قہر و سطوت سے ہراسان ہین بہ امید خسروانہ شاہ علی کے پاس فراہم کر کے تخت احمد نگر پر متمکن کرین اور یہ خبر جب نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی وسواس رائے برہمن کو عماد الملک کے پاس بھیجا تو رش بیگانگی اور رنجش بچھا کر باتفاق عادل شاہ کے فساد کو دفع کرین عماد الملک نے سات ہزار سوار مسلح نظام شاہ کی کمک کو بھیجے اور وہ انکی سبب قوی پشت ہو کر شولاپور کیطرف کہ محاصرہ عادل شاہ مین تھا متوجہ ہوا بعد وصول سپاہ زرم خواہ احمد نگر اور لشکر عماد الملک کے شولاپور کی طرف کہ لشکر عادل شاہی محاصرہ مین بکھتا تھا توجہ کی اور بکوچ متواترہ اس حصار کے اطراف مین پہونچکر نزول اجلال فرمایا اور چو عادل شاہ اس خبر مین عازم و جازم تھا کہ انتقام نظام شاہ سے لیکر شکست ہائے سابق کا عوض لیوے سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور رسرشتہ محبت اور صلح کا ہاتھ سے دیکر طرفین ۔ دلیرون نے مثل شیر عزین کف غضب لب پر لاکر میدان کین مین قدم جلادت رکھا **مثنوی** کشیدہ ندگردان پلارک برانج ۔ دو دریائے طوفان برآورد موج غبارے برآمد بخورشید وماہ ۔ کہ شد روز بر چشم گردون سیاہ ۔ فگندند پیلان بہ پیکار برین ۔ بہ چوگان خرطوم گوے زمین ۔ چنانسر کہ از ضرب گرز درشت ۔ بہ سینہ فرو رفت چون خار پشت ۔ سنان کردہ انگشت ہر سو دراز ۔ نمودہ اجل را رہ ترک و تاز ۔ سیف عین الملک جو عادل شاہ کا مقدمہ تھا اُسنے لشکر عماد الملک اور بعضے امرائے نظام شاہی کو کہ ہراول تھے بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان کر کے فوج خاصہ نظام شاہی پر حملہ کیا اور اُس کے میسرہ کو بھی متزلزل کر کے اُس کے چتر و علم دولت کیطرف متوجہ ہوا بہادران نظام شاہی ہجوم کر کے اُسکے مدافعہ مین مشغول ہوئے اور ایک حالت عجیب گردون پیر کیمشاہدہ ہوئی عین الملک نے قریب چار سو مرد اہل نیزہ کو جو نامی تھے اور تمام معرکہ مین اُنسے کارنمایان ظہور مین آئے تھے تہ تیغ بیدریغ کیا اور صلابت خان عین الملک کا بھانجا بھی زخم کاری اُٹھا کر خانہ زین سے جدا ہوا منقول ہے کہ قاعدہ عین الملک کا یہ تھا کہ جسوقت کام اسپر تنگ ہوتا تھا معرکہ مین پیادہ ایستادہ ہوتا تھا اور اپنے سپاہیون کو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اسواسطے اُس قتال مین بھی گھوڑے سے اتر کر آدمیون کو مقاتلہ مین مصروف کیا اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ احمد نگر کے باشندے مجروح اور خستہ ہو کر مفرور ہوے اور نظام شاہیہ کے زیر علم ایک ہزار سوار اور سو ہاتھی سے زیادہ باقی نہ تھے باوجود اس حال کے بامید عنایت غیبی و تائید الہی پاے ثبات قائم کر کے جنگ مین اصرار کرتا تھا اور جیسا کہ فرمایا کہ فتح بتقدیر آسمانی ہے سعی انسان کو اس مین ہرگز دخل نہین ہے مردم کوتاہ بین نے عادل شاہ کے گوش زد کیا کہ سیف عین الملک جو از راہ کرو حیلہ بیجاپور کیطرف آیا تھا ہم نے بچشم خود دیکھا کہ اُس نے گھوڑے سے اتر کر نظام شاہ کو سلام کیا عادل شاہ اس بات کو یقین کر کے امرا اور سپاہ کو جنگ مین چھوڑ کر خود بتعجیل تمام بیجاپور کی طرف روانہ ہوا عین الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو معرکہ سے پسپا کر کے ہزیمت دے کہ ناگاہ یہ خبر مشکر سوار ہوا اور صلابت خان کو چادر مین ڈالکر بحال اور پریشان

مع مردم بقیۃ السیف بیجاپور کا راستہ لیا اور جو نظام شاہ کے پاس تھوڑی جماعت باقی رہی تھی تعاقب مین صلاح ندیکھکر
لشکر الٰہی بجالایا اور بعد دو روز احمد نگر کی طرف راہی ہوا جیسا کہ وقایع عادل شاہیہ مین مذکور ہوا سیف عین الملک
عادل شاہ کی قلمرو سے کنارہ کش ہوا اور اس حدود مین اُسے ٹھہرنے کی مجال نرہی ہر طرف خرابی اپنی جمعیت کو ساتھ
لیکر وہانسے نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور نظام شاہ اگرچہ اُس کے فساد سے امین نہ تھا بلکہ نہایت رنجیدہ اور دلکشیدہ تھا
لیکن بحسب ظاہر خوشحالی کرکے اپنے مصاحبین سے یہ بات کہی کہ ہمارے طالع بلند اور قوی کا نشان یہ ہی کہ عین الملک
پھر اسطرف متوجہ ہوا اور ہمارے حقوق سابق مرعی رکھکر چاہتا ہی کہ پھر امرا کے سلک مین منتظم ہووے اور بے تامل حکیم قاسم بیگ
کو کہ محرم اسرار تھا اور اُس سے بزرگ تر کوئی درباری اس دولتخانہ مین نہ تھا جلدی بطریق استقبال بھیجکر تحریر کیا کہ ہماری خواہش اور
توجہ تجھے اس سرحد کیطرف لائی ہی اگر بحسب تقدیر چند روز ہماری ملازمت ہمایون سے تجھے محرومی حاصل ہوئی ہرگز اسکا اثر
ہماری نظر مین نہین ہی عنایت و اشفاق اور اشتیاق خسروانہ ہمارا اپنی نسبت زیادہ اس سے کہ اوہام مین سماوے تصور
کرکے باطمینان تمام حضور مین روانہ ہووے کہ ساتھ جاگیرات اور منصب قدیم کے سرفراز ہوکر اپنے ہمچشمون مین محسود ہوگا
ہم نے مزید اطمینان کے واسطے امان نامہ اور رہگیر رومال خاصہ مین باندھکر بھیجا ہی لازم ہی کہ ہمراہ محرم زیرم
اختصاص و مصاحب مجلس خاص قاسم بیگ حکیم کے درگاہ کی طرف متوجہ ہووے اور زیادہ اُس سے ہمارے
دربار بہشت آثار کو اپنے وجود شریف اور عنصر لطیف سے خالی نرکھے قاسم بیگ نے سرحد مین عین الملک سے ملاقات
کی اور پیام شاہ کا جو کچھ تھا پہونچایا عین الملک نے دو شرط پر قبول کیا اول یہ کہ حسین نظام شاہ اُسکے استقبال کو قلعہ احمد نگر
سے برآمد ہووے دوسرے یہ کہ روز ملاقات قاسم بیگ اُسکی اُردو مین بطریق رہن رہے قاسم بیگ دونون امرون کا
ضامن ہوا عین الملک دو ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور احمد نگر سے دو کوس پر فروکش ہوا قاسم بیگ نے
اُس سے یہ بات کہی کہ مجھے رخصت کر کہ احمد نگر مین جاکر طریق ملاقات قرار دیکر تیرے پاس آنیمین قدمون مراجعت کرون تو
اُردو مین تیرے بطریق ضامن رہکر تجھے نظام شاہ کی ملاقات کو بھیجون عین الملک نے یہ تجویز پسند کی اور قاسم بیگ
بادشاہ کے دربار مین آیا لیکن قرینہ اور قیاس سے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے مکان پر واپس گیا اور روغن بھلاوہ سر اور مُنہ
پر ملکر آماس کے بہانہ بالین بیماری پر تکیہ کیا حسین نظام شاہ نے ایک جماعت اعیان کو مع اطبا و اشربہ فراوان
عین الملک کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ فلان ساعت مین ملاقات کیواسطے تجویز کی ہی حو قاسم بیگ علیل ہی معطل
نہوکر جلد روانہ ہو کہ ہم تمھارے استقبال کو سوار ہوتے ہین عین الملک نے آدمی معتمد قاسم بیگ کے پاس بھیجے جب
اُسے اُس حال مین مبتلا دیکھا پلٹ آئے اور عین الملک کو اطلاع دی اور یہ بھی عرض کی کہ بادشاہ تمھارے استقبال
کیواسطے سوار ہوا ہی عین الملک مجبور ہوکر صلابت خان کے ہمراہ مع جماعت قلیل روانہ ہوا اور قبول خان جو اُسکا غلام تھا
ہر چند روانگی سے مانع ہوا اور یہ بات کہی کہ قاسم بیگ کی بیماری جعلی ہی اور ملاقات اس بادشاہ عہد شکن کی مین مصلحت نہین
دیکھتا ہون ہرگز اُسکا کہنا موثر اور پذیرا نہوا قبول خان غمگین ہوکر اس سے جدا ہوا اور اپنے فرودگاہ مین جاکر یہ
کہا کہ عین الملک نے فرمایا ہی کہ تمام آدمی یہان سے کوچ کرکے شہر مین آوین اور فلان منزل پر کہ بادشاہ نے
ملاقات مقرر کی ہی وداع ہوون یہ کہکر زین بندی کا حکم دیا اور حرم کی عورتون کو لباس مردانہ پہنے پر مامور کیا اور
خود مع خیل و حشم مستعد سواری ہوا عین الملک جب قصبہ نیکاپور کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ نظام شاہ گھوڑے پر سوار

صحرائے مسطح مین ایستادہ ہی اور آگے اُسکے دو طرف ہاتھیونکو ایستادہ کرکے کوچہ بنایا ہی پھر ایک جماعت درباریان حضور آگے بڑھکر آئے اور صلابت خان کو بسواری اسپ اندر لائی لیکن پیچھے سے ایک جماعت اور پہونچی اور کہا کہ تم دونون یہان سے پیادہ پا ہو عین الملک نے اپنے دل مین تجویز کیا تھا کہ بسواری اسپ بادشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی اُن کی تکلیف دہی نہایت دل پر شاق گذری لیکن چونکہ دونون مجبور تھے پیادہ پا ہوکر آگے بڑھے اور بعد سلام دونون نے رکاب بوسی کے واسطے قدم آگے بڑھائے ابھی وہ ساتھ اس ارادہ کے مشرف نہوئے تھے کہ حکم کے موافق لوگون نے اُسے اور صلابت خان کو گرفتار کرکے ہاتھیو پر سوار کیا نظام شاہ نے نظارکرو دام مین لاکر مراجعت کی جب قصبہ نیکاپور مین پہونچا فیلبانون نے اشارہ کے بموجب پوشیدہ دونون کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور دونون کی لاشین ہاتھی پر سے پھینکدین جسکو دیکھکر پہلوان یہ احوال دیکھکر بولا کہ یہ بیچارے ہمارے خوف وہراس سے ہلکہ مرگئے پھر اُنکی تجہیز وتکفین کیواسطے اشارہ کرکے ایک جماعت کو نامزد کیا کہ انکی عورات کو مع ساز وسامان حضور مین لاوین اور باقی کو تاراج کرین قبول خان نے بہ نتیجہ آئینہ حدس ودراک مین مشاہدہ کرلیا تھا اور گوش بر آواز تھا جب لشکر بادشاہی کی توجہ سے آگاہ ہوا عین الملک اور صلابت خان کی مستورات کو سوار کیا اور قریب پانسو سوار جو عین الملک کے ملازم تھے مع اسپ وفیلی ولایت ابراہیم قطب شاہ کیطرف متوجہ ہوا اور چند مقام مین تعاقب کرنیوالے مردم نظام شاہی کے ساتھ ایسی معرکہ جنگ گریز کی کہ زمین وآسمان سے تحسین وآفرین کی ندا سنی اور جب حوالی اندور مین پہونچا امرائے نظام شاہی کہ اس حدود مین تھے حقیقت حال پر مطلع ہوکر سر راہ ہوکر استعراض بستعد بجنگ ہوئے قبول خان نے مثل شیر خشمناک پلٹکر اور پانسو سوار کو لیکر پانچہزار سوار نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور ایسی کارزار کی کہ ارواح بہادران اولین اور آخرین اُسکے تماشہ کیواسطے حاضر ہوئین آخر کو نسیم فتح قبول خان کے پرچم مراد پر چلی طرف الملک اور چند اخان اور دلاور خان اور پاکباز خان جو امرائے معتبر نظام شاہیہ سے تھے مارے گئے اور غنیمت فراوان قبول خان کے ہاتھ آئی اور بعزیمت وسعادت گلکنڈہ کیطرف گیا اور ابراہیم قطب شاہ نے حقیقت وفاداری اُسکی کہ بازماندگان اپنے صاحب اور ولی النعمت کی نسبت بجالایا تھا منظور رکھکر بجاگیر لائق سرفراز کیا قبول خان جبتک زندہ رہا ہر سال ایک جماعت احمدنگر بھیجتا تھا کہ عین الملک اور صلابت خان کی قبر پر کہ قصبہ نیکاپور مین واقع ہی اُنکی ترویج روح کیواسطے آش اور روٹی فقرا اور مساکین کو تقسیم کرتے تھے اور قبور کے خادمونکو بنقود فراوان محظوظ کرتے تھے اور شجاعت اور مردانگی انکی مستدمون مین مشہور ہی کہ جوانان بہادران ازدیاد تہور کے واسطے خاک انکی مزار کی چاٹتے ہین اور انکی ارواح سے استمداد ڈھونڈھتے ہین اور عین الملک کا باپ سیف الملک عراقی تھا اور وہ خود گجرات مین پیدا ہوا تھا اور سلاطین گجرات نے آثار شجاعت ومردانگی اُسکے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے اسے منصب دارونکی سلک مین محسوب کیا اور جب اُس سے خدمتہائے نمایان وقوع مین آئین سلک امرا مین منتظم کیا اور اُسنے بھی ہمت فراہم لاکے جوانان خوب اور شجاع معرکہ گزار اور مشہورین مصروف رکھی مغل اور عرب اور افغان اور گجراتی اور حبشی اور دکنی وغیرہ دس بارہ برس کی مدت مین قریب دس ہزار آدمی خوب بہم پہونچاکر اُنسے بسلوک برادرانہ پیش آتا تھا اور خادمی اور مخدومی منظور رکھتا تھا اور گھوڑے اور خیمہ خاصہ کچھ ہرگز اُسکی سرکار مین نہ تھے جسوقت سواری کی ضرورت ہوتی تھی گھوڑا انھین جوانون سے طلب کرکے سوار ہوتا تھا اور جسوقت کوئی سفر پیش آتا تھا اپنے ہمراہیون کے خیمہ مین فروکش ہوتا تھا اور جب جاگیر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا اپنے افسرونکو بلاکر کہتا تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فلان جاگیر عزیزون کے نامزد فرمائی ہی اُسمین تقسیم کرو چنانچہ وہ آپس مین اتفاق برادرانہ کرکے محتاج وفقرا اور اہل حساب کے نہوتے تھے

اور کچھ زر اس جاگیر کے حاصل سے اُسکے مصارف ضروری خرچ خاصہ کے واسطے مقرر کرتے تھے غرضکہ قریب چالیس برس عمر بھارت مین بسر کی اور کسی معرکہ مین شکست نہائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظام شاہ کیخدمت مین مشرف ہوکر امیر الامرا ہوا اور ان سنوات مین شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کیطرف گیا تھا مراجعت کی چنانچہ حسین نظام شاہ نے نشی علی قلی کو سج پالکی اُس کے استقبال کو بھیجا وہ باعزاز واکرام فراوان احمد نگر کی طرف لایا اور قصبہ ونذا راج پوری اور بھی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تھین اُسے بھی عنایت فرما کر درباریان حضور سے کیا اور جب ابراہیم عادل شاہ نے جوار رحمت ذوالجلال کیطرف انتقال کیا حسین نظام شاہ نے اُسکے ملک کی طمع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا ملا عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گلکنڈہ کی طرف بھیجکر ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہی مناسب ہی کہ ہم اور تم قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہون ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا فی الفور خیمہ اور خرگاہ روانہ کیا جب نظام شاہ نے یہ خبر سنی کوچ برکوچ احمد نگر سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی بسبیل استعجال اس اطراف مین آیا دونون بادشاہ نے گلبرگہ مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کرین اُس کے بعد ابتگر کو تسخیر کرین چنانچہ ہردو باتفاق محاصرہ گلبرگہ مین مشغول ہوئے اور نظام شاہ کے گولہ اندازان رومی خان چلپی وغیرہ نے برج بارہ کو توپ اور ضرب زن کی ضرب سے متزلزل کیا اور جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آگیا تو مصطفی خان اردستانی نے کہ جملۃ الملک قطب شاہ تھا اُسے معروض کیا کہ حسین نظام شاہ تمہارا دوست بے اعتدال اور عہد شکن ہی اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف مین لاویگا آپ کو قلعہ ابتگر سے مانع آویگا اور آپ اُس سے عہدہ برا نہونگے بہتر یہ ہی کہ آپ اُسکی اعانت وتقویت مین کوشش نفرمادین کہ اُسے عادل شاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہوا براہیم قطب شاہ نے مصطفے خان کا کلام صادق جانکر خیمہ اور خرگاہ اور اثقال سے قطع نظر کرکے وقت شب کے اپنے دارالملک کیطرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ سے دشمن کے دفع کیواسطے سفارش اور تاکید بہت کرگیا امرائے عادل شاہی قوی پشت ہوئے اور قطب شاہ کے کوچ کرنیکی خبر سنتے ہی لشکر نظام شاہ کے گرد تاخت وتاراج کرکے مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ تبنگ اگر بدون اُسکے کہ ہاتھ گردن شاہد مقصود مین ڈالے اپنا پچھلا سر کھجا کر احمد نگر کیطرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ کے اتحاد اور اتفاق کے بارہ مین متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور تہاری سے خائف اور ہراسان ہوکر اثنائے راہ سے بھاگ گلکنڈہ کیطرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش قہر افروختہ کرکے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کے گناہ کا مواخذہ کیا اور قلعہ پرنہ مین دو تین ماہ اُسے قید رکھا پھر مقام عنایت مین آکر اُسے حبس سے نجات دی اور بدستور سابق معزز اور محترم کیا اور علی عادل شاہ نے درپی انتقام ہوکر بانواع تدبیر وحکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور یہ خبر جب احمد نگر مین پہونچی نظام شاہ نے چاہا کہ دریا عماد الملک کو ساتھ اپنے بکمیت دیکزبان کرے پھر طاہر ندرانی کو کہ اُس کے مصاحبین سے تھا ایجپور کیطرف بھیجا تو لوازم مصادقت اور مودت درمیان مین لاکر وصلت اور پیوند نسبت سے قوی کرے چنانچہ ملا علی وہان پہونچکر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور سخن مدعا ساتھ اس تقریب کے کہ موثر ہووے مذکور کرکے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کے ساحل پر قریب قصبہ سون پت کہ بعد تقریب عروسی بعشرت آباد مشہور ہوا ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ ہجری مین باہم ملاقات کرائی دونون بادشاہ دریائے مذکور کے دو طرف فروکش ہووے خیمہ اور خرگاہ اور سراپردہ اور بارگاہ اوج سپہر اور ذروہ مہر پر بلند کیے اور جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوکر

خباب

بساط نشاط مبسوط کی مثنوی زبس از دو سو بارگاہ و طناب ٭ نہان شد زمین زیر موج و حباب ٭ ندیدم جز آن سد آب شگرف ٭ میان دو دریا یکے رو و ژرف ٭ زمین از دو لشکر کواکب نشان ٭ در و جدول آب چون کہکشان ٭ زسیم و زر آن ہر دو صاحب کلاہ ٭ کشیدند بر آسمان بارگاہ ٭ زہر جا بہ کوس عشرت زدند ٭ رہ شادمانی بنوبت زدند ٭ زمین آسمان وار آراستہ ٭ خروش نے و نائے برخاستہ ٭ جب مقدمات جشن و سبزبانی اور مہمات شادی اور مہمانی نے سامان قبول کیا منجمان دقیقہ شناس نے اجتماع نیرین کے واسطے ایک ساعت نجستہ اختیار کی اور قضات و علمائے پایہ سریر خلافت مصیری بی دولت شاہ دختر عماد الملک کو حسین نظام شاہ کے عقد ازدواج مین لائے اور جب دولت شاہ دختر عماد الملک حسین نظام شاہ کے عقد مین آئی ہر شخص خوش و خرم اپنے دار الملک کیطرف روانہ ہوا ۱۰۱۰ھ اسی سال مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور جلبی رومی خان کو قلعہ ریگ ندہ پر کہ وہان کے کفار اپنے اندازہ سے قدم آگے رکھکر مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے تادیب فرمایا کفار اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہوے اور مسلمانونکی عدم مزاحمت مین عہد و پیمان درمیان مین لائے پھر اس جماعت نے معاودت کی اور آخر ۹۶۷ھ نوسو ستر ہجری مین حسین نظام شاہ نے قلعہ کالنہ پر جو تصرف مین ایک رائے کے تھا بخلاف باپ دادا کے کہ اسوقت تک نظام شاہ کے تصرف مین نہ آیا تھا فوج کشی کی اور تین چار مہینے کے عرصہ مین مع چند قلعہ کے اسکو مسخر کیا اور اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے مظفر و منصور احمد نگر کیطرف مراجعت کی اُن روزون مین یہ مشہور ہوا تھا کہ علی عادل شاہ قلعہ شولاپور اور کلیان کے انتزاع مین مصر اور بجاپور اور رام راج کو مع قطب شاہ ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف عازم ہوا ہے حسین نظام شاہ نے بمشورہ قاسم بیگ شاہ حسن انجو کو جو رخصت مکہ معظمہ لیکر بندر جیول گیا تھا احمد نگر مین طلب کرکے اُس سے مشورہ کیا شاہ حسن و قاسم بیگ نے جواب دیا ہمین تاب مقاومت کی ان تینون بادشاہون سے نہین ہے مصلحت دولت یہ ہے کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیکر لوازم صلح درمیان مین لائیے حسین نظام شاہ نے کہا وہ قلعہ میرے والد بزرگوار نے بضرب شمشیر و مردانگی لیا تھا بڑی ہمت و ننگ کی بات ہے اُس کو دب کر دشمن کے سپرد کرنا پھر شاہ حسن جرأت کرکے عرض پیرا ہوا عالم پناہ ہر وقت کا موقع اور محل ہے یعنی وہ ہنگام مقتضی لینے کا تھا اور یہ مقتضی دینے کا ہے بادشاہون اور دنیا داروں کو ایسے امور زبردستی اور زیردستی کے اکثر پیش آجاتے ہین حسین نظام شاہ کسی طرح سے اس مقدمہ کے راضی نہوا اور اس قدر پرخاش کی کہ تینون بادشاہ قریب ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے کے ہمراہ رکاب لیکر احمد نگر مین آپہونچے نظام شاہ نے قلعہ احمد نگر کو کہ گلی تھا اور خندق نرکھتا تھا آذوقہ اور آلات آتشبازی سے مملو کرکے مردم جنگی کے سپرد کیا اور خود مع خزانہ اور اہل و عیال پٹن کی طرف گیا تو دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو ساتھ اپنے متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرکے تلفاقات سے خانجہان بھائی امیر برید عماد الملک کے پاس جاکر مدار علیہ ہوا تھا عماد الملک کو امداد نظام شاہ سے مانع آیا اور خود پانچہزار سوار اور پیادہ لیکر نظام شاہ کے ولایت کی تخریب مین مشغول ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو اُسکے مقابلہ کیواسطے مع دو تین ہزار سوار بھیجا اور حملہ اول مین خان جہان شکست فاحش کھاکر ملا محمد کے مقابلہ سے بھاگا جو کہ عماد الملک کے پاس شرم سے نہ جا سکتا تھا اسواسطے عادل شاہ کی ملازمت کیواسطے روانہ ہوا اور جہانگیر خان جملۃ الملک مع لشکر بیشمار نظام شاہ کی مدد کو آیا اتنے مین علی عادل شاہ اور رام راج اور قطب شاہ نے احمد نگر مین پہونچکر مکانات و مساجد کی ویرانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قلعہ کو گھیر اجب کام مردمان درونی پر تنگ ہوا قطب شاہ نے جو عاقبت اندیشی

کر کے نچا ہتا تھا کہ عادل شاہ بھی نظام شاہ پر فائق ہووے اپنے مورچے سے راہ آمد و شد مردم درونی پر مفتوح کی اور جمیع مایحتاج پہونچاتا تھا اور قاصد اور معاون بفراغت نظام شاہ کیطرف سے قلعہ مین دوا دوش کرتے تھے اور کسی طور سے محنت اور تعب نہ کھینچتے تھے اور ملا عنایت اللہ کہ اُسوقت مین قطب شاہ کا ملازم تھا اور ایسے امور مین دخل عظیم رکھتا تھا ہمیشہ اہل قلعہ کے ساتھ باب دوستی مفتوح رکھکر عرائض مشتمل بر اخلاص اور دولت خواہی حسین نظام شاہ کے پاس بھیجتا تھا اور جب اس قسم کے امور پوشیدہ نہ رہے عادل شاہ اور رام راج مطلع ہوکر قطب شاہ سے مقام پرخاش مین ہوے اور جیسا کہ سابق مین وہ خوش طبعانہ قلعہ گلبرگہ سے بھاگ گیا تھا اسیطرح قلعہ احمد نگر کے مورچہ سے بھی رات کیوقت خیمہ اور خرگاہ اور اشیاے سنگین اس مقام مین چھوڑکر بسبیل استعجال گلکنڈہ کیطرف روانہ ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کوچ کیوقت قطب شاہ سے جدا ہوکر آپ کو قلعہ احمد نگر مین پہونچایا اور وہان سے ٹپن مین جاکر حسین نظام شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جو کہ بعد شکست خانجہان کے عماد الملک نے جہان گیر خان دکنی کو پیشوا کرکے مع جمعیت خوب نظام شاہ کی کمک کو بھیجا وہ عادل شاہ کی سرحد پر پہونچکر مانع وصول غلہ اور آذوقہ ہوا غرضکہ ایک قحط عظیم غلہ کا اُردوے عادل شاہ اور رام راج مین بہم پہونچا تمام خلائق فاقہ کشی سے غمگین اور اندوہگین ہوئی اور دونون بادشاہ کوچ کرکے قصبہ آشتی مین پہونچے اور اس مقام مین استقامت کی اور ڈیرا ڈالے ہوے کہ امراے کبار کو مع لشکر بسیار قلعہ پرندہ کیطرف بھیجکر اول اُسے مفتوح کرین اُس کے بعد احمد نگر پر متصرف ہوین نظام شاہ مضطرب ہوا اور مشورہ قاسم بیگ حکیم اور شاہ حسین آنجو اور ملا عنایت اللہ کے رام راج سے طریقہ آشنائی مسلوک رکھکر طالب صلح ہوا رام راج نے کہا مین تین شرط سے صلح کرتا ہون اوّل یہ کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیوین دوسرے یہ کہ جہانگیر خان سے مضرت بہت ہمارے لشکر کو پہونچی ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے اُسے قتل کرین تیسرے یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان استمالت لیوے حسین نظام شاہ نے یہ بات سنکر اپنے حفظ دولت کے واسطے تینون امر قبول کرکے دروازے ظلم و جور کے اپنے احباب کے منھ پر کھولے اور اچانک ایک جماعت امراے کبار کو جہانگیر خان کے دائرہ پر کہ مہمان درودولت خواہ تھا بھیجکر اُسے قتل کیا عماد الملک نے ترس و خوف سے زبان ہان و نہ مین نہ کھولی تغافل کو بہترین امور سے سمجھا حسین نظام شاہ نے بعد اس بیمروتی کے کہ کافر نعمتی کے کہنے سے ملک کی مصلحت کیواسطے ایک دوست جانی کو مقتول کیا عماد الملک کو رخصت کرکے اُردوے رام راج کیطرف روانہ ہوا اور رام راج نے نہایت عجب و تکبر سے تواضع نکرکے نظام شاہ کی بیٹھکر دست بوسی کی حسین نظام شاہ اُسکی نخوت و غرور سے نہایت رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کے ستانے کیواسطے ہی مجلس مین طشت و آفتابہ طلب کرکے ہاتھ دھویا رام راج یہ حال مشاہدہ کرکے مثل مار دم بریدہ پیچتاب کرکے بزبان کنہری بولا اگر یہ میرا مہمان نہوتا تو اسکا پارچہ بزرگ اُسکے سر انگشتان پر ہوتا یہ کہکر طشت و آفتابہ اسنے بھی طلب کرکے ہاتھ دھویا من بعد تنگنا وڑی اور تراج بروران امراج اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسے کلام کہ آتش فساد ساکن ہو درمیان مین لائے حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان رام راج کو دیکر کہا اُسکو تیرے پیشکش کیا رام راج نے اُس کے سامنے کنجی قلعہ کی عادل شاہ کے پاس بھیجی اور پھر اُس نے حضرت کو پان دیکر رخصت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادل شاہ کی طرف سے جانتا تھا ملاقات اُس سے نہ کی اور اپنے دائرہ گاہ کی طرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنے اپنے دارالملک اور دارالراج کی طرف روانہ ہوئے حسین نظام شاہ نے احمد نگر جاکر قلعہ کو کہ خشت و گل سے تھا مسمار کیا اور اُس کا دائرہ وسیع کرکے گچ اور پتھر سے

بنا ڈالی اور اُس کی تیاری کے بارہ مین اہتمام بہت فرما کر تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچایا اور اُسکے گرداگرد ایک خندق وسیع اور عمیق کھودی اور آدمیون نے بھی منازل کی تعمیر مین کوشش کی اور ابتدائے سنہ ۹۶۵ تو سو اُنھترہجری مین اپنی بڑی بیٹی بی بی خدیجہ کو جو بطن خونزہ ہمایون سے تھی شاہ جمال الدین حسن بن شاہ حسن کے عقد نکاح مین دیدیا اور اُن دونون مین جو دریا عماد الملک فوت ہوا اُس کا بڑا بیٹا برہان عماد الملک کہ صغیر سن تھا اُس کا قائم مقام ہوا حسین نظام شاہ بسبب اُس مروت کے کہ قطب شاہ سے احمد نگر کے محاصرہ کے وقت مشاہدہ کی تھی اُس سے دلی دوستی اور صداقت کے ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کہ اُس عرصہ مین مصاحب اور ہم پیالہ نظام شاہ کا ہوا تھا پھر قدم درمیان مین رکھکر ایسا کیا کہ حسین نظام شاہ نے ایلچی قطب شاہ کے پاس بھیجکر باہم یک دلی سے اتفاق کیا اور قرار دیا کہ حوالی کلیان مین ملاقات آپس مین کرکے لوازم عروسی بجالاوین اُسکے بعد قلعہ کلیان کو مسخر فرماوین اگر عادل شاہ اور رام راج بھی انکی طرف متوجہ ہووین نظام شاہ متعہد رام راج کے قتال کا ہوا اور قطب شاہ مقابلہ عادل شاہ کا اختیار کرے اور جو کہ حسین نظام شاہ قہار اور بیباک تھا کسی شخص کو اس ارادۂ محال کے فسخ مین مجال عرض نہ تھی اسقدر سکوت اختیار کیا کہ اوائل سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری مین نظام شاہ اور قطب شاہ نے کلیان کے اطراف مین ملاقات کرکے اپنے آئینہ ہائے دل کی کدورت صاف کی اور شرائط جشن عروسی درمیان مین لاکر بی بی جمال بنت حسین نظام شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کے حبالۂ نکاح مین منتظم کیا اور دونون بادشاہ نے اتفق ہوکر قلعہ کلیان کو محاصرہ کیا اور جب قریب ہوا کہ مردم درونی امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کرین کہ ناگاہ بدستور اول عادل شاہ اور رام راج مع لشکر گران اُس حدود کی طرف متوجہ ہوے اور برہان الملک نے کہ اپنے باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا جہانگیر خان کے قتل ہونے سے نظام شاہ سے رنجش خاطر بہم پہونچائی اور باتفاق علی برید عادل شاہ سے پیوستہ ہوا حسین نظام شاہ نے ترک محاصرہ کرکے احمال و اثقال اور اہل و عیال کو مع شاہزادہ مرتضے اور اپنے داماد شاہ جمال الدین حسین کے قلعہ اوسہ کیطرف روانہ کیا اور خود مع سات سو ارابہ توپ اور ضرب زن اور پانسو فیل نامی برفاقت قطب شاہ اُنکے مقابلہ کو جاکر چھ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور دوسرے دن حسین شاہ نے بہ نیت جہاد کفار بیجانگر ہتھیار سپاہیون پر تقسیم کئے اور مستعد قتال ہوکر رام راج کے اُردو کیطرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کرکے بہ قصد مقابلہ اور مقاتلہ عادل شاہ اور علی برید اور برہان عماد الملک کے نظام شاہ کے ساتھ روانہ ہوا اور انذنون مین موسم برسات نہ تھا ناگاہ ایک گھٹا آسمان پر چھاگئی اور اس شدت سے پانی برسا کہ صحرا اور دشت آب سے بھر گیا اور تالاب اور نالہ دریا ہوئے آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے نہایت عاجز ہوئے اور سپاہیون نے ہتھیار پھینکدیے اور توپون کے پہیے دلدل مین دھس گئے صحبت عجیب و غریب واقع ہوئی حسین نظام شاہ نے اُسیدن اپنے لشکرگاہ کی طرف مع چالیس ضرب توپ کلان معاودت کی اور مرتضی خان یعنی شاہ ابوالقاسم آنجو کا بھائی کہ نوکران عادل شاہ سے تھا امراے برکی کی ہمراہی مین نامزد فرمایا کہ پیشتر جاکر اپنی سپاہی اُس لشکر کو دکھا دے تو ہم کو فرصت ہووے کہ مسلح ہوکر میدان کی طرف روانہ ہووین اتفاقاً مرتضی خان نے اثناے راہ مین ارابے توپ اور ضرب زن کیچڑ اور دلدل کے درمیان افتادہ دیکھے حیب حقیقت اور ماہیت قصہ پر واقف ہوا بتعجیل تمام آدمی علی عادل شاہ کے پاس بھیجکر بشارت دی علی عادل شاہ اور رام راج نے آدمی روانہ کرکے ارابون پر قبضہ کیا اور بلا توقف دائرہ قطب شاہ پر جاکر حملہ کیا قطب شاہ مع ایک

جماعت مخلصان سے بھاگ کر نظام شاہ کے عقب لشکر گاہ ایستادہ ہوا اور مصطفےٰ خان اروستانی نے کہ آس کا
میہ جملہ تھا مع جمعیت اپنی کے رگ سیادت اور غیرت کو حرکت مین لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقارہاے حربی پر چوب دین
ہوا اور استقبال پانون زمین کین مین گاڑے کہ نظام شاہ مدد کے واسطے آپہونچا اور اُردو قطب شاہ کا سلامت
اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلاکر یہ فرمایا مین تو پخانہ کے ذریعہ سے چاہتا تھا کہ رام راج کا
مواجہہ کرون اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے مقابل مامور کرون مگر اب قطب شاہ مرتضےٰ خان سے کہ ایک
امراے عادل شاہ سے ہے بلا جنگ بھاگا اور توپخانہ غنیم کے ہاتھ آیا صورت قتال کیونکر ظہور مین آویگی انھون نے جواب دیا
اسوقت لڑائی مین نقصان کے سوا کچھ فائدہ متصور نہین ہوتا ہے آپ اپنے دارالملک کی طرف مراجعت فرمائین اور جنگ
اور وقت پر محول رکھین جب رام راج اور عمادالملک اور علی برید کے امرا اور افسران سپاہ بطریق روزگذشتہ
اُردو کے حوالی مین پہونچے نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کے بہانہ سوار ہوکر احمدنگر کیطرف روانہ ہوے اور دشمنون نے
اُردو کو تاراج کرکے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر نظام شاہ کا بات لنعش کیطرح متفرق ہوا زیادہ ہزار سوار سے
نظام شاہ کے پاس نرہا لیکن نظام شاہ پر دلی سے ہیطور چترا اور علم مرتفع کرکے نہایت تجمل اور وقار سے جاتا تھا
اور پانچ چھ ہزار سوار اُس کے چارون طرف تعاقب مین جاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہوون اور
اس شیر بیشۂ بادشاہی کیطرف نگاہ پھیر کر دیکھین منقول ہوا کہ وہ حضرت نماز کے بہت مقید تھے چاہا کہ نماز وقت پر پڑھون قضا نہ
اس روز جب نماز ظہر کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اتر کر نماز ادا کرون ارکان دولت نے عرض کی کہ
اس وقت مین گھوڑے سے اترنا اور نماز مین مشغول ہونا شرع مین ضروری نہین ہے آپ ایما اور اشارہ سے خانہ زین پر نماز
ادا فرمائین اس شہریار روادار تہور نے یہ امر قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا نکرے مین اس وضع سے نماز
ادا کرون یہ کہکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز مین مشغول ہوا اور افواج دشمنون کی
اُس شہریار کی فوج سے دوچند بلکہ اس سے بھی مضاعف تھی اور گرداگرد ایستادہ تھی کسی کو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم
آگے بڑھاتا حسین نظام شاہ جو ٹپکا چست زیب کمر کیے تھا فرمایا مذہب شیعہ مین ایسے لباس سے نماز درست نہین
تھی اعادہ لازم آیا یہ کہکر ٹپکا کھولکر پھر اعادۂ نماز مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا ٹپکا باندھ کر سوار ہوا اہل تعاقب
یہ جرأت دیکھکر آپس مین کہتے تھے کہ جب ہم نے ایسے وقت مین کچھ کام نہ کیا اب ہم سے کیا ہوسکیگا پھر سب نے
باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہے ہم لوگ تعاقب سے دست کش
ہوے کہ کسی طرح کا صدمہ ذات اشرف کو نہ پہونچے حسین نظام شاہ جب اوسہ مین پہونچا شہزادہ مرتضےٰ کو ہمراہ لے کر
قطب شاہ کو رخصت کیا اور خود احمدنگر کیطرف کوچ کیا اسنے مین یہ خبر سنی کہ عادل شاہ اور رام راج اور برہان عمادالملک
اور علی برید کوچ بر کوچ اسکی طرف متوجہ ہین ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سے مضبوط کرکے جنیر کی طرف روانہ ہوا اور
تمام دشمن احمدنگر مین آپہونچے اور کفار بیحیا نگر نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدین ویران کین اور ایک مسجد کہ چھت
اُس کی چوبی تھی تیشہ بیداد سے اُسے بھی ویران کیا اور مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور اُن کی عورات اور فرزندان
کی بے حرمتی مین جو کچھ اُن سے بن پڑا تقصیر نہ کی عادل شاہ یہ اخبار سننے سے غمگین ہوا جو قدرت ممانعت نرکھتا
تھا رام راج سے کہا صواب اس قلعہ کا جو اب محکم زیادہ اول سے ہوگیا خلاف مصلحت ہے بہتر یہ ہے کہ کوچ کرکے نظام شاہ کے

پیچھے روانہ ہوئین رام راج راضی ہوا علی برید اور برہان عماد الملک کو رخصت معاودت فرمائی اور باتفاق عادل شاہ کوچ کرکے جنیر کی طرف عزیمت کی اور حسین نظام شاہ انکی توجہ سے واقف ہوا بارہ امیر مثل رستم خان حبشی اور ساباجی وغیرہ کے نامزد فرمائے کہ لشکر مخالف کے پیش و پس تاخت کرکے ہمہ تن تاخت و تاراج مین مشغول ہوین کہ غلہ اور رسد اور سامان معیشت انمین بہم نہ پہونچے اور خود مع احمال و اثقال بل ندی کی طرف کہ کوہستان مین واقع ہے روانہ ہوا رستم خان نواحی قصبہ کانوین مخالفون کے قریب پہونچا اور بادشاہ کے حکم کے مواقق وصول غلہ اور آذوقہ کا مانع ہوا اس درمیان مین ایک دن علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور خالو اُس کا ہمراہ فوج بیجاپوری مسافت طے کرکے تھا رستم خان حبشی جرأت کرکے برخلاف قرارداد کے افواج عادل شاہی پر کہ نہایت کثرت سے تھی حملہ آور ہوا اور علی عادل شاہ کے خالو کو قتل کیا اور خود بھی مع دو ہزار مرد کارآزمودہ مارا گیا اور بقیہ السیف سپاہ نظام شاہ پریشان اور بدحال ہوکر دشت ہزیمت مین آوارہ ہوئی لیکن رستم خان کی جرأت سے بیجاپوری اور بیجانگری خوفناک ہوئے اور موسم برسات بھی قریب آیا رامراج اور عادل شاہ پھر احمدنگر کی طرف عازم ہوئے قضارا رام راج نہر سین اور اُس کے اطراف مین فروکش ہوا اور علی عادل شاہ نے دور تر نزول کیا اور دونون اپنے ممالک کی طرف روانگی اور قلعہ احمدنگر کے محاصرہ مین مترود ہوئے اس درمیان مین احمدنگر کے شمال مین اس شدت سے پانی برسا کہ رات کیوقت سیل عظیم آیا قریب تیس ہزار نفر امرا اور تین سو ہاتھی کہ زنجیر اُنکے ہاتھ پاؤن مین پڑی تھی اور بارہ ہزار آدمی کہ جن کے نام رامراج کے دفتر مین مندرج تھے بحر فنا مین غرق ہوئے اب اسی پر مردم پیادہ اور زنبگاہ اور گھوڑے دگاے بیل وغیرہ کی بربادی قیاس کرنا چاہئے کہ کس قدر غرق ہوے ہونگے رام راج اس پیشگون بد سمجھکر اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرگ کو از سر نو تعمیر کیا اور رامراج سے کہا اگر تمھاری خوشی ہو اسے کچ اور سنگ سے تیار کرون اور اسے تمھارے نام کر یا مرمت کرون اور موسوم کرون رامراج نے منظور کیا اور مزدور اور کاریگر اُسکی تیاری مین مشغول ہوئے اور عادل شاہ باتفاق رامراج کوچ کرکے قصبہ ماکی کی طرف کہ قطب شاہ کی سرحد مین واقع تھا پہونچے رامراج نے طلبع عادل شاہ اور قطب شاہ کے ملک کی کرکے برسات کی طغیانی کے بہانہ سے مقیم ہوا اور چند پرگنے دونون سے لیکر بیجانگر کیطرف گیا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرگ مرتضی خان کے حوالہ کیا اُسنے بھی اپنے مقر کیطرف معاودت فرمائی اور مرتضی خان قرب و جوار کے سبب وقت بوقت ولایت شولاپور کی تاخت و تاراج مین قیام کرتا تھا حسین نظام شاہ یہ امر عادل شاہ کی تحریک سے تصور کرکے درپی استحکام قلعہ شولاپور ہوا اور ذخیرہ کیواسطے بارہ ہزار گون غلہ کی شاہ محمد آنجو اور فرہاد خان اور راوہم خان حبشی کے ہمراہ روانہ کیا مرتضی خان نے یہ خبر سنکر باتفاق امراے برکی تاخت کرکے شولاپور اور پرندہ کے مابین اُنکے فروکش ہونے کے وقت آتش قتال روشن کی اور بسبب اتفاق شاہ تقی نام ایک سید کہ نظام شاہ کے امرا مین سے تھا شمشیر خان سے سنگھ ہوکر آپس مین شمشیر بازی کرنے لگے شاہ تقی مغلوب ہوکر اسیر ہوا اور اسیرونکی طرح اسے ہاتھی پر سوار کیا اور اسوقت فریقین کے درمیان قتال و جدال عظیم واقع ہوئی اور امراے نظام شاہی پسپا ہوکر بھاگ گئے اور قریب اکیسو بیس زنجیر فیل برباد اور ضائع کئے امراے برکی جیسا کہ اُنکا قاعدہ اور دستور ہے قرار فتح اپنی طرف دیکر تاراج مین مصروف ہوے اور انبار غلہ کا جہانتک اُٹھ سکا لوٹا اور باقی مین آگ لگا دی مرتضے خان اور شاہ قلی ہمایون نے ہاتھیون کو چھوڑ دیا اور اُس درمیان مین ایک غلام بچہ حبشی نے کہ جملہ اسیرون سے تھا اور ایک شخص نے اسے ہاتھی پر سوار کیا تھا

گریہ وزاری شروع کی مرتضیٰ خان نے سبب گریہ وزاری پوچھا اور یہ بات کہی کہ اگر تجھے میرے پاس رہنے کی تمنا ہو تو
مین تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤنگا کہ تو بفراغت تمام بسر کریگا اور جو تجھے خواہش اپنے صاحب کی ہو تو تجھے بھی
آزاد کرتا ہون غلام یہ سنکے کہا مین اپنے صاحب کو چاہتا ہون مرتضیٰ خان نے اُسے فوراً آزاد کیا اور وہ بتعجیل تمام
شاہ محمد اور امرائے مقرور کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی تاراج مین مشغول ہے اور مرتضےٰ خان
مع جماعت قلیل سے کہ دو دستہ سے زیادہ نہین فلان مقام مین ایستادہ ہے اسے دستیاب کرکے اپنے فیلون کا عوض لو شاہ محمد
باقر نے دو تین ہزار سوار لیکر یکایک مرتضیٰ خان کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور زنجیرون مین مسلسل کرکے احمد نگر کیطرف روانہ ہوا حسین
نظام شاہ نے از سر نو بارہ ہزار گون فلہ مہیا کرکے اس مرتبہ خود ہمراہ ہوکر بسرعت برق وباد غلہ لشکر شولاپور کو پہونچا کر پلٹ
آیا اور اسکی آمد ورفت مین بارہون سے زیادہ عرصہ نہ لگا اس وقت ایک جماعت طرفین سے اصلاح کے درپی ہوئی اور
یہ مقرر کیا کہ طرفین کے امیرون کو سرحد مین لاکر دفعۃً واحدۃً چھوڑین پھر مرتضیٰ خان اور شاہ تقی کو سرحد پر لے گئے جب دو
سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اُسطرف سے شاہ تقی اور اسطرف سے مرتضیٰ خان کو چھوڑ دیا ایک بیجاپور کیطرف دوسرا احمد نگر
کی سمت آیا اور بعد اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے فرش لڑائی اور خورائی کا لپیٹا اور مہمات ملکی اور مالی ملازمان صاحب
راے سے رجوع فرمائے اور وقائع عادل شاہیہ مین مرقوم ہے کہ دو تنخواہون کے سماعی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلاثہ
کے عداوت بصداقت مبدل ہوئی چاند بی بی بنت حسین نظام شاہ کو علی عادل شاہ کے عقد مین منعقد کیا اور قلعہ شولاپور کہ
موجب نزاع اور فساد تھا اُسکے جہیز مین دیا اور ہر یہ سلطان بہت ابراہیم عادل شاہ کو مرتضیٰ نظام شاہ ولد حسین نظام شاہ
کے حبالۂ نکاح مین لائے اُن دونون بادشاہ شیعہ مذہب نے نقارہ یکجہتی اور دوستی کا بجایا اور ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری
مین ساتھ اُس کیفیت کے کہ داستان علی عادل شاہ مین بیان ہوئی سلاطین دکن سوائے برہان عمادالملک کے سب
رام راج کے قتال اور استیصال مین کہ جمعیت دکن مین نعمۃً اناولاغیری کا گاتا تھا کیمل اور یکجہت ہوئے اُسکے بعد نظام شاہ
اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کرکے آب کشنہ سے عبور کیا اور ندی ہیکری کے
کنارے کرشنہ سے چھ کوس پر مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کے کہ اُن مین اکثر گولہ انداز اور تیر انداز
تھے بیجانگر سے انکی طرف متوجہ ہوا مسلمان اُسکے حشمت اور شوکت سے متوہم ہوکر آپس مین اس بات پر راضی ہوئے
کہ صلح کرین اگر رام راج وہ سب واپس دے جو اُس نے ولایات عادل شاہ اور قطب شاہ سے لیا ہے اور عہد کرے کہ
من بعد مزاحمت اور تعرض نہ پہونچاؤنگا لیکن وہ کافر اُن بادشاہون کو جز ضعیف جانکر جملہ موجودات سے ہیچ شمار کرتا تھا اور یہ
نظر جرب مین بھی جلدی کی تنگنا ڈری کو مع پچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو ہاتھی عادل شاہ کے مقابل مقرر کیا
اور رامیلتمراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو فیل سے قطب شاہ اور علی برید کے مواجہہ مین معین کیا اور خود مع
پینتیس ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سوار بکی راجہاے اطراف کے کہ بروز جنگ ساتھ اُسکے ملحق ہوئے تھے اور پانچ لاکھ
پیادہ جنگی اور ایک ہزار فیل جنگی اور بروایت دیگر دو ہزار فیل کے حسین نظام شاہ کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور نہایت
تکبر اور تجبر سے خدا کو حاضر اور ناظر نجانکر زمانہ کی بازی سے غافل ہوکر اپنے بھائیون کو حکم کیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ دستگیر
کرنا کہ انکو لوہے کی بیڑیان پہناکر عمر بھر قید رکھون اور اپنے دائین بائین ہراول کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا فوراً سر تن سے جدا
کرکے میرے پاس لانا اور میمنہ الیتمراج اور میسرہ تنگنا ڈری کے سپرد کیا اور مقدمہ امراے کبار کے تفویض کرکے خود قلب

مین قائم ہوا سلاطین اسلام نے بھی بقصد غزا و جہاد ڈیکا قتال کا کمر ہمت پر استوار کرکے اور جوشن شجاعت زیب تن کرکے کثرت اعدا سے نہ اندیشہ کیا اور بمقتضائے کانہم بنیان مرصوص صفوف حرب آراستہ کین عادل شاہ میمنہ مین اور قطب شاہ اور علی برید میسرہ مین اور حسین نظام شاہ نے قلب مین مقام کیا اور ہر ایک نے اعلام دوازدہ امام علیہم السلام بلند کرکے نقارہ جنگ پر چوب ماری حسین نظام شاہ نے چھ سو ارابہ توپ کلان اور توپ میانہ اور زنبورک اپنے افواج کے آگے علی الترتیب نصب کین اور بیطور پر دو سو ارابہ توپ ہاے کلان کی فوج کے آگے داہنے اور بائین قائم کین اور پیچھے اُسکے دو سو ارابہ ضرب زن کہ عبارت توپ ہاے میانہ سے ہے پیچھے چڑھائین اُس کے بعد دو سو آرابہ زنبوک جسے شتر نالہ بھی کہتے ہین بقاعدہ و اسلوب نصب کین اور حلبی رومی خان کہ فنون آتشبازی اور گولہ اندازی مین بے نظیر تھا اُن کی سرکاری مین مشغول ہوا اور سب کو گولہ اور بارود بھر کر تیار کیا اس درمیان مین ہزار غریب تیر انداز نظام شاہی کہ تتر بتر ہو گئے تھے افواج رام راج کو آہستہ آہستہ بقاعدہ سپاہگری توپخانہ کے روبرو لائے اور رومی خان نے توپ ہاے کلان جن کا نام کفر توڑ نمک متا اور لچھا اور دھرتی دھمک اور کوہ لرزان تھا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ خالی ہوین تو دوسری آلات آتشبازی کہ جن کا مذکور سابق مین ہوا استعمال مین لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ رام راج سے مقتل ہوئی وہ کافر اول مسلمانون کے قتال کو حساب مین نہ لاکر اُس وقت تک سنگاسن پر سوار تھا اب مسلمانون کے دریا تتن ہو کر سنگاسن سے اُترا اور شاہانہ زرہ تن اور اطلس سرخ کے ایستادہ کرکے چوکی مربع پر چار زانو بیٹھا اور دو طرفہ ہون اور پرتاب کے دو پہاڑ طلا کے ڈھیر لگائے اور زردامن دامن اور سپر سپر لشکر برخمت کیا اور ارباب اسلام کی جنگ مین ترغیبات کرکے وعدہ کرتا تھا کہ جو شخص مظفر میرے پاس آوے اُس کو پدک مربع اور اضافہ جاگیر سے سرافراز کرون گا پھر اُسکے میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ نے بہیئت مجموعی افواج اسلام پر حملہ کرکے یمین و یسار نظام شاہی کو کہ مراد عادل شاہ اور قطب شاہ کے صفوف سے ہی پسپا کیا اور خلایق کو گمان ہوا کہ غلبہ کافرون کی طرف سے ہوا اس درمیان حسین نظام شاہ نے ایک جماعت کو سلاطین اسلام کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ بتوفیق سبحانی اور امداد ائمہ معصومین علیہم السلام اسی وقت مظفر اور منصور ہون گے کوشش اور سعی مین تقصیر نکرو اور کارروائی کارگاہ حلبی رومی خان نے جلدی اور مردانگی کرکے دوبارہ توپ ہاے کلان اور متوسط مین بجاے گولہ کے گراپ اور تھیلی پیسون کی بھر کر رام راج کے لشکر پر سر کین کہ دفعۃً پانچ چھ ہزار آدمی اور چند ہاتھی اور گھوڑے کاغذ بادی کی طرح اُڑ کر بیجان ہوئے اُس وقت نظام شاہ مع افواج ہمراہی آرابون کے پیچھے سے برآمد ہوا اور باتفاق کشور خان لاری کے کہ ساتھ آٹھ ہزار سوار عادل شاہی کے ساتھ بسرعت برق و باد اُس کے پاس پہونچا تھا اعدا پر حملہ آور ہوا

مثنوی فرو ریخت خون از دم تیغہا ۔ چو اقطار اسطار از میغہا ۔ سنان یلان شعلہ افروز شد ۔ چو برق بہاری جہان سوز شد ۔ اُس وقت کہ طرفین اپنے کام مین مشغول تھے ایک ہاتھی مست فیلبان نظام شاہی سے جس کا نام غلام علی تھا اور رومی خان کے حوالہ تھا رام راج کے ایک ہاتھی پر حملہ کرکے اُسے بھگایا اور اُس کا تعاقب کرکے رام راج کے پشابانون کی طرف متلاشی ہوا اور وہ فیلون کے صدمہ کے خوف سے کرسی سے اُٹھا اور جو کہ ضعیف ہوا تھا اور قوت سواری نہ رکھتا تھا یا یہ کہ قلم تقدیر نے فنا اور زوال اُس کے چہرہ حال پر کھینچا تھا نہایت

تمکنت اور غرور سے گھوڑے پر سوار ہوا سنگاسن مین جا بیٹھا اور کمارون نے اس کو اُٹھایا تھا کہ حسب اتفاق ہاتھی وہان آپہونچے کمار سنگاسن زمین پر ڈالکر بھاگے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن کے طمع سے ہاتھی کو بڑھایا اور سنگاسن کی طرف ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے اُٹھاکر اپنے پشت پر لاوے ایک خواص رام راج کا جو وہان حاضر تھا اُس نے یہ تصور کیا کہ فیلبان نے شاید رام راج کو پہچانا اس واسطے اس کے قتل کا اشارہ کیا ہے وہ از روے دولت خواہی آگے بڑھکر رونے لگا فیلبان کو یقین ہوا کہ اس مین رام راج ہے از روے دولت غیر مترقب جانکر خرطوم فیل سے پشت فیل پر کھینچا اور سنگاسن کی طرف متلفت ہوا اور بہ مشقت تمام رومی خان کے پاس لے گیا اور رومی خان نے بتعجیل اس کو نظام شاہ کے پاس پہونچایا اور نظام شاہ نے اُسے پہچانکر فوراً اسکا سر تن سے جدا کیا اور تاج سنان کرکے اُسے ہاتھی پر تقطع کیا اور یہ حکم دیا کہ افواج دشمن کے سامنے لے جاوین جب کفار بیجانگر نے اپنے سردار کا قتل متحقق ہوا پاے ثبات اُن کا جگہ سے ہلگیا فرار اقرار پر اختیار کی اور رام راج کے بھائیون نے بھی عادل شاہ و قطب شاہ کے مقابلہ سے کنارہ کرکے اپنے بھائی کی مدد کے واسطے دوڑے اس درمیان مین خبر اُس کے قتل ہونے کے سنی تو انھون نے بھی مثل اورون کے راہ فرار لی اور سلاطین اسلام نے انی کندی تا دس کوس بیجانگر سے پیچھا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ مین ازل سے آخر تک لاکھ آدمی کفار کی طرف کے قتل ہوے اور نقد و جنس اس کا اس قدر خاص و عام کو نصیب ہوا کہ قلم و زبان اس کی شرح و بیان سے عاجز اور قاصر ہے اور سلاطین نے فیل کے سوا کسی چیز کی طمع نہ کی جو چیز جس کے ہاتھ آئی اُسے از انی فرمائی اور حسین نظام شاہ نے پوست سر رام راج کاہ سے پر کرکے یہ بیت پڑھی **بیت** چو ہمیشہ تھی گردون زرہ شیشہ شغالان در آیند انجا بلیرہ اور یہ بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر مع سر اکفر بصحابت ایلچی تغال خان برادری کے پاس بھیجا کس واسطے کہ خان مذکور اُس عرصہ مین رام راج کی تحریک کے سبب فرصت دیکھکر احمد نگر کے اطراف تک مزاحمت پہونچاتا تھا القصہ سلاطین اسلام نے انی کندی سے بیجانگر مین جاکر اس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اس وقت تک کہ سنہ ثلثہ بحری ایک ہزار بیس ہے آبادی کی علامت اس مقام مین محسوس اور مشاہدہ نہین ہوتی ہے اور تمکنا دری جو چارہ نہین رکھتا تھا لاچار ہوکر جو قلعے اور پرگنے کہ رام راج نے زبردستی لیے تھے مسلمانون کو واپس دیے اور جس صورت سے کہ ممکن ہوا صلح کی اور سلاطین باتفاق عازم مراجعت ہوکر ہر ایک اپنے متقر دولت کی طرف روانہ ہوے لیکن احمد نظام شاہ جب احمد نگر مین پہونچا بعد گیارہ روز کے افراط شراب اور مباشرت کی کثرت سے اس جہان فانی سے وداع ہوکر سراے باقی کی طرف خرامان ہوا **مثنوی** درین دیر فانی کہ آرام دید ✦ کہ بود آنکہ جاوید ازو کام دید ✦ کسے رخت ازین خانہ بیرون نبرد ✦ کہ تیر بلاے ز گردون نخورد ✦ چگویم ز گردون ناپاکباز ✦ کہ پاکباز ان کند ترکتاز ✦ فغان از سپہر شرارت اثر ✦ کزو دعاے گشت زیر و زبر ✦ مدت سلطنت اُسکی بحساب تاریخ وفات اُسکے باپ کے اُسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہے اور یہ مصرعہ اُسکی تاریخ فوت کا مادہ ہے **مصرعہ** آفتاب دکن شب پنہان ہوا اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت ایزدی مین داخل ہوا اُس سے چار بیٹے اور چار بیٹیان کہ چار بی بیون سے پیدا ہوئے تھے باقی رہے بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضےٰ اور برہان اور دو بیٹیان ایک چاند بی بی تزوج علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین آنجو کی منکوحہ تھی اور سریت سے دو بیٹے شاہ قاسم اور

شاہ منصور اور دو بیٹی آقا بی بی زوجہ عبدالوہاب بن سید عبداللطیف نسیم اور بی بی جمالی زوجہ ابراہیم قطب شاہ

ذکر ابوالمظفر مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بحری المشہور بدیوانہ کی سلطنت و جہانداری کا

جب حضرت قادر ذوالجلال نے تخت احمد نگر کو ابوالمظفر مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کے وجود باجود سے مزین کیا اور دائرۂ مملکت اس سلسلہ کا وسیع تر ہوا اور رواج مذہب اثنا عشریہ کمال کو پہونچا اور سادات اور مجان اہلبیت زیادہ تر معزز اور مکرم ہوئے اور بہت سے موضع اور قصبہ علما اور سادات اور متقین کو وقف ہوئے تب بعد فتح برار کے بسبب خبط دماغ یا عالی ہمتی کے قریب سولہ برس گوشہ نشین رہا اور مہمات بادشاہی ارکان دولت سے رجوع کرکے ایک یا دو خدمتگار کے سوا اپنے پاس کسی کو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام عمدہ پیش آتا تھا اعیان حضرت عریضہ بذریعہ خادم بھیجتے تھے اور آنحضرت ایک جواب بکمال معقولیت تحریر کرکے باہر ارسال فرماتے تھے اور کسی کتاب میں یہ نظر نہ آیا کہ بادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور خلل اور زلل اس کی سلطنت میں راہ پاوے حقیر فقیر محمد قاسم فرشتہ عہد سعادت مہد میں اس شاہ جم جاہ کے سن رشد اور تمیز سے متمیز ہوکر سلک ملازمان میں منتظم ہوا تھا اور جو وہ شہریار آغاز جوانی میں تاج جہانداری زیب فرق کرکے امور مالی اور ملکی میں مشغول ہوا تھا اس کی والدہ خونزہ ہمایون نے تخمیناً چھ برس مہمات بادشاہی کو انجام دیا اور اپنے بھائی امین الملوک اور تاج خان اور اعتبار خان خواجہ سرا کو اپنے امرائے کبار سے کیا اور اپنی تقویت میں اس طرح کوشش کی کہ فوق اس سے متصور نہ تھی اور ملا عنایت اللہ کو پیشوا کرکے ہر روز پس پردہ بیٹھتی تھی اور قاسم بیگ حکیم کی صلاح سے امور ملکی اور مالی کو انجام دیتی تھی مرتضیٰ نظام شاہ مع ایک جماعت غریب اور حبشی لہو ولعب میں مشغول ہوکر مہمات سلطنت میں ہرگز دخل نہیں کرتا تھا اور خونزہ ہمایون بیٹی میانجیو بن خواجگی پوتی جہان شاہ قراقونیلو بادشاہ آذربائیجان تھی اور اس عہد میں عادل شاہ نے میدان صاف اور زمانہ اپنے موافق دیکھکر بلدہ انی کندی اور بیجانگر کی تسخیر کے واسطے فوج کشی کی اور یہ داعیہ کیا کہ تمراج ولد رام راج کو روکش کرکے تلنگہ کی بادشاہی کو دارالملک کرناٹک ہی اس کے نامزد کرے اور انی کندی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے تحت فرمان لاوے اس سبب سے تلنگہ وری حکم تلنگہ نے مضطرب ہوکر مرتضیٰ نظام شاہ اور خونزہ ہمایون کو عرض داشت بدرخواست کمک گذرانی خونزہ ہمایون مع مرتضیٰ نظام شاہ ملا عنایت اللہ کی صلاح سے بیجانگر کی طرف متوجہ ہوئی علی عادل شاہ نے لاچار ہوکر پا تخت دامن مملکت کرناٹک سے کوتاہ کیا اسکے بعد جب لشکر نظام شاہی بیجاپور کے اطراف میں پہنچا اور چند روز کا عرصہ گذرا علی عادل شاہ یہ خبر سنکر بطور تاخت انی کندی سے بیجاپور آیا اور عازم قتال ہوا لیکن مردمان خیراندیش نے جانبین سے صلح کے بارہ میں کوشش کی اور آپس میں کہنے لگے کہ دو بادشاہ ہم مذہب کو آپس میں منازعت کرنی مروت سے بعید ہی شرط انصاف یہ ہی کہ مصالحہ کرکے بساط نزاع اور کدورت کو لپیٹیں غرضکہ جب منازعت درمیان سے دفع ہوئی خونزہ ہمایون نے احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور دوسرے برس مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کرکے بقصد انتظام تفال خان کہ یورش بیجانگر میں اس نے رفاقت دکن کی تھی ولایت برار کیطرف نہضت فرمائی اور ایلچپور تک اس سرزمین کو کشت و زراعت کی صلاحیت سے

تفا

معدوم کرکے آتش قتل و غارت اُس طرف کے باشندون کے مکانون مین روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہیے
ظہور مین لائے اور جب موسم برسات پہونچا اقبال خان نے علی عادل شاہ کو ازراہ عجز و انکسار اور بذل نقود اور
ارسال تحف و نفائس اپنے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کے پہونچنے کا بہانہ کرکے باتفاق
نظام شاہ اپنے دارالملک کی طرف سعادت فرمائی اور سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین علی عادل شاہ عازم تسخیر بعضے
ولایات نظام شاہ ہوا اول قلعہ کندا کو کہ بین کوس قصبہ جاکن سے ہے ہمراہان کے لشکر کو موافق کرکے اس پر متصرف ہوا
اُس وقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کی طرف نام زد فرما یا خونزہ ہمایون اس امر سے مطلع ہوئی اور بعضے
افسران دکنی کو اُس کے مدافعہ کے واسطے مقرر کیا انھون نے قصبہ کچ مین پہونچکر کشور خان سے شکست
کھائی اور بحال پریشان احمد نگر کی طرف روانہ ہوے اور کشور خان رعایا کو دلاسا اور تشفی کرکے ممالک سرحد کے
محصول خریف و ربیع پر کہ قریب بیس لاکھ ہون کے تھا متصرف ہوا اور جاے فتح مین ایک قلعہ نہایت متین تعمیر
کرکے نہایت غایہ بہم پہونچایا اور جو کہ خونزہ ہمایون نے نصف ولایت نظام شاہ اپنے بھائیون اور عزیزون کو
جاگیر دی تھی اور یہ لوگ سپاہ کے احوال پر لحاظ انتظامات مبذول نکرتے تھے اس سبب سے کشور خان کا تسلط دفع
نہوتا تھا لہذا شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرتضی خان بھیجا شاہ جمال الدین حسین
انجو کہ معما حبان مرتضے نظام شاہ سے تھے دولتخانہ کے اطوار اور اوضاع مشاہدہ کرکے رنجیدہ ہوے اور
مرتضے نظام شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی جو ابیا کہ دولتخانہ کی تمام خلائق والدہ کی طرف ہے مین
اُس کا تسلط کیونکر دفع کرسکتا ہون یہ عرض بیجا ہوے اگر حکم ہووے فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان
کو کہ امراے کبار حبشی ہین ساتھ اپنے موافق اور غیبت کرکے اُس کے تسلط کا علاج کرین نظام شاہ نے یہ امر
قبول فرمایا اور ان لوگون نے امراے مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کے بہانہ قلعہ مین لاکر عرض مین پہونچایا کہ
فلان فلان شخص حاضر ہوے ہین اگر ارشاد ہووے ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سراؤن کو حرم کے اندر بھیجکر
خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا جو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرتضی خان نے
مجلس سے سرانجام کار کیواسطے برخاست کی بسبب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم
سرا مین طلب کیا نظام شاہ کو گمان ہوا کہ میری والدہ اس راز سے مطلع ہوکر چاہتی ہے کہ مجھے سلطنت سے معزول کرے
اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوا اپنی نجات کے واسطے بولا کہ امان جان فلان
فلان اتفاق کرکے آپ کے دشمنون کو قید کیا چاہتے ہین خونزہ ہمایون جب اس امر پر مطلع ہوئی اور غنچہ سربستہ حریفون
کا شگفتہ ہوا دیوانخانہ مین آن کر شام کے وقت پس پردہ بیٹھی شاہ جمال الدین حسین کو گرفتار کرکے مقید کیا اور فرہاد خان
اور اخلاص خان اور حبشی خان اُس کی گرفتاری سے آگاہی پاکر مع جمعیت اپنی اُسی وقت قلعہ سے باہر نکل گئے
اور شاہ احمد اور مرتضے خان پیادون کے درمیان ہوکر قلعہ سے اپنے مکان پر آئے اور سید مرتضی سبزواری
اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور بعضے غریب جو نظام شاہ کے سلک خاصہ خیل مین انتظام رکھتے تھے اور نہین اس
امر مین شریک جانتے تھے سوار ہوکر باتفاق قلعہ سے نکل گئے خونزہ ہمایون نے ایک جماعت کو مرتضی خان
کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور وہ باتفاق سید مرتضے سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور غریبون کے

ہمراہ بیجاپور کی طرف بھاگا اور فرہاد خان مع اور اُمرا تمام شب میدان کا لاچہوترہ مین مع افواج ہمراہی مقیم رہا اور آدمی بھیجے
اہل عیال کی طرف بھیجکر حکم دیا کہ مع مال اپنے گجرات کی طرف روانہ ہوویں خونزہ ہمایون نے ایک معتمد اپنا
اسکے پاس بھیجکر حکم دیا کہ تم تو اس امر مین شریک نہ تھے تمھاری وحشت اور دہشت کا سبب کیا ہے تم باطمینان تمام اپنے
مکان مین جاکر اپنے حال مین مصروف رہو یہ لوگ جانتے تھے کہ بی بی وقت کو مقتضی دیکھکر دیدہ و دانستہ چشم پوشی
کرتی ہے ان باتون سے فریب نہ کھایا پھر دوسری مرتبہ بی بی نے مضطرب ہوکر قاسم بیگ حکیم کو کہ فرہاد خان کا
صاحب تھا اُس کے پاس بھیجا اور وہ جاکر حق رسالت بجالایا وہ بولے کہ تمام آدمی جانتے ہین کہ ہم تم اس مشورہ
مین داخل نتھے اور بی بی اس امر کو بخوبی جانتی ہے غرض اُس کی یہ ہے کہ ہمین غافل کرکے انتقام لیوے بہتر یہ ہے
کہ تو اپنی سلامتی ہماری رفاقت مین دیکھکر اس ملک سے جلا وطن ہوکر یہان کا رہنا مصلحت و مناسب نہین قاسم بیگ
حکیم نے انکا کہنا باور کیا اور اپنے فرزند کمال الدین حسین کو ہمراہ لیکر اور صندوق جواہر کہ اُس کی عمر بھر کا حاصل
اس مین تھا چھپاکر شاہ رفیع الدین ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کیا پھر فرہاد خان باتفاق اُن لوگون کے رات کو گجرات
کی طرف روانہ ہوا خونزہ ہمایون نے چند امرا کو اُن کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اخلاص خان اور حبشی خان
نے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور فرہاد خان کہ زیادہ تر خوف و وہم اُن کے دلون پر غالب ہوا
تھا بتعجیل تمام گجرات کی سرحد پر پہونچے اور وہان پر تعاقب کرنے والے اُن پر ہجوم لائے کمال الدین حسین
ولد قاسم بیگ کو جو سترہ برس کا تھا اسیر و دستگیر کیا اور جو قدم ملک بیگانہ مین نرکھ سکتے تھے احمد نگر کی طرف پلٹ
آئے اور بی بی نے سب آدمیون کی طرف سے دلجمعی کرکے کمال الدین حسین کو قلعہ دورپ مین بھیجا اور پھر بعد
تھوڑے عرصہ کے مقام لطف و عنایت مین ہوکر اسے قید سے نجات دی اور بدستور سابق جاگیر اور عزت و قرب
مین اختصاص بخشا اور اپنے اعوان و انصار کی تقویت مین زیادہ تر کوشش کرکے شاہ احمد اور مرتضی خان
کو امان نامہ جسے دکنی تولنامہ کہتے ہین بھیجکر بیجاپور سے طلب کیا اور تولنامہ قاسم بیگ اور فرہاد خان کے واسطے
بھی ارسال فرمایا فرہاد خان نے مراجعت کی اور قاسم بیگ نے احمد آباد گجرات مین توقف کیا اور آدمی شاہ
رفیع الدین حسین کے پاس احمد نگر مین بھیجکر صندوق جواہر کا طلب کیا شاہ رفیع الدین نے اُسی طرح سے صندوق
سربمہر اس شخص کے سپرد کیا اور اُس نے جب قاسم بیگ کے پاس پہونچایا سب شئے بحال خود مشاہدہ کی
مگر کیسہ لعل جو اقسام جواہر نفیسہ سے مملو تھا نظر نہ آیا قاسم بیگ سراسیمہ ہوکر نعرہ زن ہوا اور کہا افسوس کیسہ لعل نہین ہے
پھر اُسی وقت بیمار ہوا اور چند روز کے بعد انتقال کیا خونزہ ہمایون کشور خان کا ظلم و تسلط حد و اندازہ سے متجاوز
دیکھکر اُس کی موافقت اور اتحاد باطنی ملا عنایت اللہ سے سمجھی ملا عنایت اللہ کو قلعہ جوندہ مین محبوس کیا اور
پھر چند عرصہ کے بعد لشکر جمع کرکے اور سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری مین کشور خان کے
تعصد و دفع فساد ہمراہ اپنے فرزند مرتضے نظام شاہ احمد نگر سے مہمت فرمائی جب دامن کاون مین پہونچی حسین
تبریزی اور شاہ احمد اور مرتضے خان نے کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے دلیری کرکے پیر نظام شاہ کو
اُس کی والدہ کی گرفتاری اور اُس کے دفع تسلط مین تحریص اور ترغیب کی نظام شاہ کہ اپنی مان کے غلبہ سے
نہایت آزردہ تھا اس مرتبہ اُس کے علاج اور فکر مین ہمہ تن مصروف ہوا اور رات کو اپنی والدہ سے کہا کہ اعانت

صبح کو شکار کے واسطے جاؤن اُس نے رخصت دی نظام شاہ نے اُس شب کو فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان کو خبر دی کہ مین کل اپنی والدہ کی رضا کے موافق شکار کو جاؤنگا لازم کہ تم اور اکثر امرا میرے ہمراہ رکاب رہو دوسرے دن کہ صبح دولت چکی وہ شہریار سراپردہ سے برآمد ہوکر صحرا کی طرف روانہ ہوا سوائے تاج خان اور عین الملک اور اعتبار خان کے تمام امرا اُس کی رکاب ظفر انتساب مین روانہ ہوئے خونزہ ہمایون کہ عورت عاقلہ تھی از روئے ہراس اُس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و انصار سے سوار ہوئی لیکن جو کچھ بار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیمون مین گئے کوئی اُسکے دربار مین حاضر نہ تھا نظام شاہ اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد درشت اور بڈھا تھا اپنی والدہ کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور اُس کے پیچھے فرہاد خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اس کے خود مع مردم خاصہ میل اور صاحبین یا در بعضے امرائے دیگر متوجہ ہوا حبشی خان جب سراپردہ کے قریب پہونچا خونزہ ہمایون سے واقف ہوکر برنع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر زیب کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار ہوکر اُسکے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ بطریق عورات پردہ نشین محلسرا مین تشریف رکھیے اور مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہ دیجیے خونزہ ہمایون غضبناک ہوکر بولی ای غلام تیری یہ مجال ہے کہ ہماری نسبت ایسی بات کہے حبشی خان نے چاہا کہ اُس کا بازو پکڑکر گھوڑے سے اُتارے خونزہ ہمایون نے جرأت کو کام فرمایا اور خنجر میان سے برآوردہ کرکے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر برہن سے اُس کی رگ زندگانی کاٹے حبشی خان نے بچابک دستی اُس کا ہاتھ پکڑا ایسا اُمیٹھا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک اور تاج خان اپنی بہن کی رہائی مین مشغول ہوئے راہ فراریابی حبشی خان نے بدعہدی تمام خونزہ ہمایون کو پالکی مین بٹھاکر مرتضےٰ نظام شاہ کے پاس پہونچایا نظام شاہ نے اُسے حوالات مین کیا اور پھر بارگاہ سلطنت مین پہونچا ہر ایک امرا سے بلطف و مرحمت پیش آیا ملا حسین تبریزی کو کہ اُس روز وفد وبا نہ پیش آیا تھا خطاب خانخانان دیکر منصب پیشوائی سے اختصاص بخشا اور کمال الدین حسین طلہ حاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کے راستہ سے پلٹ آیا تھا باسم پرموسوم کیا اور اُسکے اعزاز و اکرام مین کوشش کی اور مرتضےٰ خان کو جملہ امرا سے کیا کہ اُس زمانہ مین شاہ احمد کہتے تھے بخطاب مذکور سرافراز کرکے اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑا اور ہاتھی اور مال و اسباب اسے سپرد فرمایا اور ایک جماعت عین الملک اور تاج خان کے تعاقب مین روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سے لائے اور تاج خان طی مسافت مین استعجال کرکے ابراہیم قطب شاہ کی ولایت کی سرحد مین پہونچا اور جو لوگ کہ اُس کے تعاقب مین گئے تھے واپس آئے منقول ہے کہ مرتضےٰ نظام شاہ وام کا نوے احمد نگر کیطرف آیا اور ایک جماعت عزیزون سے کہ خبر قضیہ خونزہ ہمایون سُنکر بتعجیل اُس کی ملازمت کے واسطے آئی تھی منصب لائق مسرور ہوئی اور اثنائے عرصہ مین رایات نصرت آیات کو قلعہ دارور کی طرف کشور خان کے استیصال کے لیے متحرک کیا اور ایلچی ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ قطب شاہ کے پہونچنے سے پیشتر کشور خان مارا گیا قلعہ دارور مفتوح ہوا اور بوقت اس قلعہ کی عجائب اور غرائب سے خالی نہ تھی لہذا اب اُس کی شرح مین مشغول ہوتا ہون وہ یہ ہے کہ جب مرتضےٰ نظام شاہ قلعہ دارور کی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کے کنارہ پر نزول فرمایا خود بدولت و اقبال

مع شاہ احمد اور مرتضےٰ خان اور بھی مقربون کے اپنے ہاتھ کھانا پکانے مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک مخبر کشور خان کے پاس سے آیا اور ایک کاغذ سربمہر لاکر نظام شاہ کے ملاحظہ مین گذرانا جب اُسکا لفافہ کھولکر پڑھا شاہ اُسکی عبارت بے ادبانہ پڑھکر آشفتہ ہوا اور اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوکر یون کہا کہ مین جب تک قلعہ کو فتح نہ کرونگا اس گھوڑے سے نہ اُترون گا اور جب قلعہ کے قریب پہونچا دروازہ کی طرف متوجہ ہوا یہ حال دیکھکر مرتضےٰ خان اور تمام مقربون نے عرض کی کہ طریق قلعہ کشائی کا یہ نہین کہ گرد راہ اور صعوبت سفر بغیر دفع کئے ہوئے ایسی قلعہ محکم کو سبواری اسپ مفتوح کرین نظام شاہ کہ فتح قلعہ مین مجاہد مصر ہوا تھا اُن کی التماس پذیرانہ کی اور یہ فرمایا کہ مین قادر ذوالجلال کی توفیق اور تائید سے قریب دروازہ جاکر ابھی تیغ و تبر سے شکستہ کرکے داخل ہوتا ہون اگر میری اجل نہین کسی طور کا مجھے آسیب اور صدمہ نہ پہونچے گا اور جو پیمانۂ عمر آب فنا سے لبریز ہوچکا ہو اس بلا سے کنارہ کرنا فائدہ نہ بخشے گا دولتخواہ سمجھے کہ اس نے عزیمت ملوکانہ کو کام فرمایا ہو یہ کسی طرح سے فسخ عزیمت نہ کرے گا پھر التماس سلاح پوشی کی نظام شاہ نے اس امر سے بھی انکار کیا اور آخر کو جب کہا کہ سلاح پہنا سنت سرور کائنات و منجر موجودات ہو لہذا جوشن زیب تن کرکے تیر و کمان ہاتھ مین لیکر روانہ ہوا اور ادھر سے یعنی برج قلعہ سے آگ برسنے لگی ہر دفعہ دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور بان سر کرتے تھے گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی کثرت سے ضایع ہوئے گویا ہول قیامت وقوع مین آئی اور باوصف اس خلل اور آفت کے نظام شاہ نے باگ نہ موڑی گھوڑا سرپٹ پھینکتا ہوا اس مقام مین پہونچا کہ اُس سے دیوار قلعہ تک پچاس گز کا فاصلہ رہا اُس وقت بہادران نظام شاہی تیراندازی مین مشغول ہوئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئے باوصف اس کے دو تین گولیان بندوق کی نظام شاہ کے اسلحہ پر پہونچین کسی طرح کا گزند نہ پہونچا خیر گذری اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اُسے مراجعت کے بارہ مین فہمائش کرتا ناگاہ جوش و خروش متحصنون کا برطرف ہوا اور توپ و تفنگ موقوف ہوئی لوگ اس طرف کے متحیر ہوے ایک جماعت کھڑکی توڑکر قلعہ مین داخل ہوئی دیکھا کہ ایک تیر کشور خان کے لگا وہ اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا لاش اُس کی خاک پر افتادہ ہو اور قلعہ مین کوئی نہین میدان صاف ہو جاتے ہی اُس کا سر تن سے جدا کرکے برج قلعہ پر آویزان کیا نظام شاہ یہ احوال مشاہدہ کرکے شکر الٰہی بجالایا **مثنوی** سلاطین کہ کشور کشائی کنند ۔ بتوفیق حق بادشائی کنند ۔ چو تائید یابند از لطف حق ۔ شود حال ایشان بدیگر نسق ۔ بنا شد چو دیگر کسان کار شان ۔ بود بوالعجب جلہ کردار شان ۔ چو سازند اعلام ہمت بلند ۔ بہ بندند خلقے بحکم کمند ۔ اگر فکر تسخیر کشور کنند ۔ بیک حملہ خلقے مسخر کنند ۔ منقول ہو بعد از واقعہ کشور خان عین الملک اور نور خان کہ امرائے بزرگ عادل شاہی سے تھے مع دس بارہ ہزار سوار نظام شاہ کی ولایت تاراج کرنے کو احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے امرائے نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان پانچ چھ ہزار سوار لے کر بسپہ سالاری خواجہ میرک دبیر اُن کی طرف متوجہ ہوئے جب قریب پہونچے خواجہ میرک امرا کو آگے بھیجکر خود کمین گاہ مین بیٹھا جس وقت فریقین کا سامنا ہوا صفوف جنگ آراستہ کین مین گرمی معرکہ مین چالیس ہاتھی بادشاہی مع علم ہاے سبز اور چار سو سوار خاصہ خیل کہ ہمراہ رکھتا تھا معرکہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ نظام شاہ آپہونچا عین الملک اور نور خان یہ خبر سنکر تعاقب نظام شاہ کا یقین کرکے وادی ہزیمت کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ میرک نے تعاقب کرکے عین الملک کو قتل کیا

شاہ عدل خان کو زندہ و دستگیر کرکے مظفر و منصور واپس آیا۔ اس کی حوالی میں نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچا اور قطب شاہ نے
تین روز دن نظام شاہ سے ملحق ہوکر اظہار یکجہتی کی تھی دونوں بادشاہ متفق ہوکر بعزم تسخیر بیجاپور ولایت عادل شاہ
میں داخل ہوئے شاہ ابوالحسن نے عادل شاہ کا میر جملہ تھا سید مرتضےٰ سبزواری کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر
پیغام دیا کہ اخلاص اور اعتقاد اس دولت خواہ کا موروثی ہے شہادت و گواہ کا محتاج نہیں اگر حکم ہووے یہ
مخلص بوفور نیازمندی شرف بساط بوسی سے مشرف ہوکر جو علاج دولت ہو معروض کرے ذرہ پروری سے
عجیب و غریب نہوگا نظام شاہ نے جواب دیا کہ شاہ ابوالحسن ہمارا پیرزادہ ہے اگر یہاں تشریف لاوے ہم اس
کی صلاح سے تجاوز نہ کرینگے ابوالحسن امیدوار مرحمت ہوکر موضع واکدری میں خانخانان کے بذریعہ نظام شاہ
کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور تحفہ و ہدایا لفیسہ گذرانکر عرض پیرا ہوا کہ حسین نظام شاہ جانتا تھا کہ
دوستی اور آشنائی عادل شاہی موجب راحت و آرام ہے اور فوائد کلی اس میں شامل ہیں لہذا نسبتین میان
میں لاکر رام راج سے بادشاہ کو بادشاہی سے خارج کیا اب بسبب مرہ مان کوتہ اندیش غبار نزاع چند روز
سے مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آب شمشیر سے زائل ہوا اب ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر
اعتماد کرنا اور عادل شاہ کی نسبت مقام مشورت میں ہونا خرم اور دور اندیشی سے بعید معلوم ہوتا ہے اگرچہ بسب
ظاہر تم سے موافق ہے لیکن پوشیدہ زبان دوسروں سے رکھتا ہے پھر وہ کتابت نفاق آمیز کہ ان دنوں
میں قطب شاہ نے عادل شاہ کو لکھی تھی اور شاہ ابوالحسن اسے ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کے ملاحظہ میں
لاکر اپنے دعوے پر شاہد عادل گذرانا اور خانخانان نے اس کی تصدیق کلام کی اور سخنان وحشت آمیز سے
اس بادشاہ کی آتش قہر کو اس طرح روشن کیا کہ اسی دربار میں نظام شاہ نے امرا اور افسران سپاہ کو قطب شاہ
کے گوشمال اور تادیب کے لیے نامزد فرمایا قطب شاہ اپنی سلامتی فرار میں معلوم کرکے فوراً سوار ہوا اور
خیمہ و خرگاہ اپنے مقام میں چھوڑ کر عنان عزیمت گولکنڈہ کی طرف معطوف کی مرہ نظام شاہ نے اس کے اردو
کو تاراج کرکے اس کا تعاقب کیا اور اس قدر ظلم اور تاراج و غارت میں اصرار کرتے تھے کہ قطب شاہ کا بڑا بیٹا
شاہ عبدالقادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اپنے باپ کی خدمت میں عرض گذار
ہوا کہ مرہ نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہیں اور ہمارے تعاقب سے دست کش نہیں ہوتے
اگر حکم عالی اس فرزند کمینہ کے نام صادر ہو تو فوج قلیل سے کمین گاہ میں ایستادہ ہوں اور دشمن کے تعاقب کے
وقت ان کے عقب آکر دست برد کروں یہ رہ مقرون صواب ہوگا بشرط اس کے کہ آنحضرت متعرض احوال
نہوں قطب شاہ کہ اس وقت جلور یز جاتا تھا کچھ جواب نہ دیا جب گولکنڈہ پہونچا اسکے چہرہ سے آثار شجاعت
دیکھکر متوہم ہوا اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور بعد چند روز کے اس شاہ ہمت نے اس جرم پر کہ حقیقت میں
میں دولتخواہی تھی بشربت موت اسے پلاکر پیوند زمین کیا اور شاہ ابوالحسن رسالت اور دولتخواہی جیسی کہ چاہیے بجالایا
اور وکالت کرکے ملی عادل شاہ اور مرتضےٰ نظام شاہ کے ساتھ کمبھی اور بیگانگی کے بارہ میں عہد و شرط وقوع
میں پہونچایا اس وقت نظام شاہ نے سالباً اور خانخانا احمدنگر کی طرف مراجعت فرمائی اور خانخانان کہ ملا عنایت اللہ
سے نہایت ڈرتا تھا اور اسے اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہو نظام شاہ اسے پھر زندان سے برآوردہ کرکے منصب

پیشوائی سے سرفراز کرے اس واسطے اُس نے ہنگام فرصت مقدمات وحشت آمیز نظام شاہ کے ذہن نشین کیے اور پروانہ اُسکے قتل کا حاصل کرکے اِس بیچارہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے بدرجہ شہادت پہونچایا لیکن یہ بحث علاوہ قباحت تاراج اُردوے قطب شاہی ہوکر اعلیٰ ادنیٰ اس سے متنفر ہوے مقارن اس حال کے قطب شاہ نے جب یہ باتین سنین مرتضےٰ نظام شاہ کو لکھا کہ ہمین اس برادر کا مکافات سے یہ توقع نہ تھی کہ مفسدون کے کہنے سے دوستون کے فیل کی طمع کرین لیکن وہ کیا مال ہی مین نے آپ کے پیشکش کیا کس واسطے کہ یہ وہ متاع ہی کہ ہمارے بیشہ اور جنگل مین بکثرت ہی اور باوصف میسر آنے مردم بزرگ اور اصیل اور کارآگاہ کے جو آپ کے دولتخانہ مین بہت ہین اُستاد نوری جراح کے بیٹے کو وکیل سلطنت کرنا بہت بعید معلوم ہوتا ہی نظام شاہ نے اس ملاحظہ سے کہ مبادا قطب شاہ عادل شاہ کو موافق کرکے دعوی فیلون کا کرے اس واسطے خانخانان کو معزول کرکے شاہ جمال الدین حسین کو خلعت ومنصب وکالت سے سرفراز کیا اور جو اُس عرصہ مین فرنگی قلعہ کنیدہ کے استحکام اور منانت کے سبب مغرور ہوکر قدم اپنے اندازہ سے بڑھا کر ارباب اسلام کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور ایذا رسانی کے درپی ہوکر اہانت بہت کرتے تھے مرتضےٰ نظام شاہ نے شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد و مرتضےٰ خان اور دوسرے سادات آنجو کے مشورہ سے کہ مدار مہام سلطنت کا اُن پر تھا سنہ مذکورہ مین قلعہ ریکندہ کی طرف جو بندر چیول کے جوار مین واقع ہی نہضت فرمائی اور طی مسافت کرکے محاصرہ مین مشغول ہوا اور عیسائیون نے بھی نشان مدافعہ اور مجادلہ بلند کیا اور قریب دو سال وقت بے وقت اہالی کفر و اسلام مین جنگ قائم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت ضرب توپ و تفنگ اور گولہ ہاے بم اور سیل سے شہد شہادت چکھ کر روضہ رضوان مین داخل ہوتے تھے اور ہر ایک طرف لشکر مین آواز نوحہ و زاری بلند تھی تکفین و تجہیز سے فرصت نہوتی تھی کس واسطے کہ امرا سور تدبیر اور کمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی مین نہ مشغول ہوتے تھے اور خاکریز اور نقب اور دمدمہ کی طرف متوجہ نہوتے تھے اور سب ہمت اس امر پر مصروف کرتے تھے کہ زینہ لگا کر قلعہ کی دیوار پر چڑھین اور مردم درونی کو زیر کرکے قلعہ مسخر کرین اور اس سبب سے کہ نصاری استعمال آتشبازی مین مہارت تمام رکھتے تھے یہ امر صورت پذیر نہوتا تھا اور قلعہ پر سے اس قدر گولہ سیل دم بدم برساتے تھے کہ ہر مرتبہ کتنے مسلمان کو جل بھنکر جنت نصیب ہوتی تھی اور شور نوحہ مسلمانون سے برپا ہوتا تھا آخرش یہ مقرر ہوا کہ دروازے دخول و خروج متحصنون پر بند کرکے اسباب معیشت سے انھین محروم کرین اس امر کے باعث تمام عیسائی بحر اضطراب مین پڑکر چاہتے تھے کہ قلعہ خالی کرکے اور بنادر کی طرف مفرور ہوین لیکن بعضے مردم فرنگ مانع آتے اور یہ فہائش کی کہ جو کچھ مال سلطان کہ سوداگران درون قلعہ کے پاس ہے ہم محافظت قلعہ مین صرف کرین جب یہ امر فائدہ نہ بخشے گا اُس وقت راہ فرار مسدود نہوگی دوسرے بندرین اپنے آپ کو پہونچاوین گے چنانچہ امراے نظام شاہی خصوص اخلاص خان اور فرہاد خان حبشی نے مبالغ خطیر نقد و جنس رشوت لے کر اور شراب پرتگالی سے مست ہوہو کر سائر ما یحتاج رات کے وقت بھیجکر ابواب خصوصیت مفتوح کرکے ایسا کیا کہ ہر شب ہر ایک امیر آذوقہ اور تمام اجناس فرنگیون کو پہونچانے لگے اور ہر روز دفع الزام اور مظنہ کے واسطے زینہ چوبی دیوار قلعہ پر لگا کر لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم کرتے تھے اور نصاری آتشبازی کے

استعمال مین مشغول ہوکر ہمت مجاہدون کو ضائع کرکے مسلمانون سے فریاد نوحہ بلند کرواتے تھے اور فرنگی باطمینان تمام لشکر اسلام کے مدافعہ مین قدم استوار کرکے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے اور قلعہ کسی صورت سے فتح نہوتا تھا اور شاہ جمال الدین حسین بمقتضائے جوانی مہمات ملکی ومالی مین نہ مصروف ہوتا تھا عیش وعشرت مین مشغول رہتا تھا اور خواجہ میرک دبیر کو اپنا وکیل کرکے ایک لحظہ کی عشرت کو سلطنت دکن سے بہتر اور افضل جانتا تھا مرتضے نظام شاہ طول ایام محاصرہ اور محنت سفر سے بہ تنگ آکر کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی سے رنجیدہ ہوکر خواجہ میرک سے شکایت کرتا تھا اس درمیان مین کشتی مسلمانون کی بندرجرون سے بندر چول کی طرف آئی تھی فرنگی سد راہ ہوکر غالب آئے اور مسلمانون کو قید کرکے اُن کے مال واسباب پر متصرف ہوئے اور اُن مسلمانون مین دو جوان غریب جنبی تھے ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان جو اُنکے چہرہ اور اوضاع سے اطوار سپاہگری واضح اور لائح تھے فرنگی انھین برج وبارہ پر بھیجکر مسلمانون سے لڑنے کا حکم دیتے تھے آخر وہ ناچار ہوکر گاہ گاہ تیر وتفنگ لشکر اسلام کی طرف پھینکتے تھے اور آخر کو وہ اپنے اس اطوار ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے جو امرائے نظام شاہی ساتھ فرنگیون کے متفق تھے یہانتک کہ ایک دن فرنگیون کا افسر اپنی مجلس مین مذکور کرتا تھا کہ جمیع امرائے نظام شاہی ہم سے متفق ہین لیکن خواجہ میرک دبیر کسی طور ہم سے موافق نہوا اور ہمیشہ در پے مجادلہ اور پرخاش ہے رستم خان اور شمشیر خان نے یہ بات سنکر آپس مین یہ تجویز کی کہ کسی طرح قلعہ سے کودکر مسلمانون سے جا ملین اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کرکے تیر مین باندھ کر خواجہ میرک کے لشکر کی طرف پھینکا اور رات کو بند وسلاسل توڑکر بلندی قلعہ سے رسی اور کندے کے سہارے خواجہ میرک کے مورچہ کی طرف اُترے اور اُسکے مورچہ مین پہونچکر اس نہج سے فرنگیون کی قید سے نجات پائی اور جب یہ خبر نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی انھین خلوت مین بلاکر حقیقت حال مردم درونی کی قوت وضعف سے استفسار فرمایا اُن دونون نے بے ملاحظہ جو کچھ نفس الامر تھا اس تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ مین بفراغت تمام ہین اور اُن کے شوق وذوق اور خوشدلی سے ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ مین گرفتار ہین کسواسطے کہ اسباب معیشت کی انھین کچھ پروا نہین ہر شب اطراف قلعہ سے امرائے حبشی اور دکنی صندوقہائے پرزر لے کر غلہ اور روغن اور مرغ اور گوسفند اور جس شی کی اُنھین خواہش ہوتی ہے پہونچاتے ہین اور روز جنگ زرگری کرکے مردم سلطانی کو قتل کرواتے ہین سوائے خواجہ میرک دبیر کے سب امرا اُن سے ہمزبان ہین نظام شاہ نے حال مخالف اور موافق کا دریافت کرکے خواجہ میرک دبیر کو زیادہ تر معزز اور مکرم کیا اور شاہ جمال الدین حسین سے رنجیدہ ہوکر نہایت بے لطف ہوا شاہ جمال الدین حسین اس امر سے واقف ہوکر وکالت سے دست کش ہوا اور مرتضی نظام شاہ کی بلا اجازت احمدنگر کی طرف گیا اور آنحضرت نے ترک محاصرہ کے بارہ مین خواجہ میرک سے صلاح کی اُسنے معروض کیا کہ جو کچھ حضرت دام ظلہ فرماتے ہین نہایت بہتر ہے لیکن وقت مقتضی اسکا ہے کہ ترک محاصرہ کرکے خود بدولت واقبال احمدنگر کی طرف تشریف فرما ہوویں اور وہان نزول اجلال فرماکر جو کچھ ارادہ مرکوز خاطر ہو ظہور مین پہونچاوین مرتضی نظام شاہ نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کرکے کوچ کیا اور جب احمدنگر مین پہونچا فولاد خان اور اخلاص خان حبشی کو کہ اُن سے بزرگتر کوئی امیر نہ تھا مقید اور محبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو مع اُسکی زوجہ برہان پور کیطرف نکالدیا اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کرکے چنگیز خان خطاب کیا اور سر بلندی بخشی اور سندا و ندخان کہ اُن کی حبشی اور باپ اُس کا مشہدی تھا

اور نہایت بلند بالا اور قوی ہیکل اور شجاع تھا چنگیز خان کے تجویز سے سلک امرائے کبار مین منتظم کیا اور اسی طرح جمشید خان شیرازی وغیرہ کی دستگیری کرکے منصب امارت پر پہونچایا اور چنگیز خان کہ نہایت عقیل اور فہیم تھا عمدہ منصب وکالت سے جیساکہ چاہیئے نیکنام ہوا اور شہر احمدنگر کو عدل واحسان کی آسایشی سے رشک بوستان ارم کیا **فرد** محتاج بود ملک بہ پیرایۂ چنین ٭ آخر مراد ملک رواکرد روزگار ٭ اور علی عادل شاہ نے چنگیز خان کا مرتبہ ملاحظہ کرکے یہ ارادہ کیاکہ ابراہیم قطب شاہ سے ملاقات کرکے اسے ساتھ اپنے موافق کرے چنگیز خان اس کے مشورہ پر مطلع ہوا اور قبل اس سے کہ وہ ملاقات قطب شاہ سے کرے نظام شاہ کے ہمراہ رکاب عادل شاہ کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سے ملاقات قطب شاہ کا مانع ہوا اور مقدمات اُن کے برہم کئے اور عادل شاہ اور نظام شاہ کو آپس مین سرحد پر ملاقات کرائی اور یہ مقرر ہواکہ علی عادل شاہ مالک کرناٹک پر مقدار اسکے کہ محصول مین مملکت برار اور بیدر کے برابر ہو متصرف ہووے اور مرتضےٰ نظام شاہ ولایت برار اور بیدر کو بقبضۂ اقتدار تفال خان اور علی برید سے برآوردہ کرکے اُس پر قابض ہوا اور قطب شاہ بحال اپنے ہوکر کسی جانب سے سروکار نرکھے پھر دونون بادشاہون نے ایک دوسرے کو رخصت کرکے اپنے دارالمقر کی طرف معاودت کی اور جشن وشکم کی ترتیب وآراستگی مین کوشش فرمائی اور وہ نقصان کہ قلعہ ریکندہ کی جنگ مین واقع ہوا تھا اصلاح مین آیا تین ہزار غریب ترکش بند نوکر رکھکر نظام شاہ ولایت برار کی تسخیر کے واسطے ۹۰۸ نوسو آٹھ ہجری مین روانہ ہوا ملا حیدر کاشی کو کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور علم وفضیلت مین آراستگی رکھتا تھا ازراہ حمیت تفال خان کے پاس برار بھیجکر لکھاکہ دریا عمادالملک ہمارا برادر طریقت تھا بعد اس کے فوت کے برعان عمادالملک کہ اس کا بڑا بیٹا ہی وہ وارث ملک ہی جب وہ طفل اور صغیر تھا تجھ پر واجب تھاکہ متکفل ومتصدی سرانجام ملک ہوکر اُس کی پرورش کرے اب وہ فضل خدا سے سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُس کو مکان مین قید رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونا معنی نہین رکھتا ہی چاہیئے کہ بر فور صدور حکم نامہ ہذا اُس کے حکم سے تجاوز نکرے اور مہمات مالی اور ملکی برہان عمادالملک سے رجوع کرکے آپ کو محض بیدخل کرے اور جو نہین تو منتظر رہ کہ جو کچھ تجھے پہونچنا چاہیے پہونچیگا اور یہ ابیات بھی اُس مین مندرج فرمائین **ابیات** گردن بنہ اطاعت شہ را وسر مکش ٭ کار بزرگ را نتوان داشت مختصر ٭ سیمرغ وار چون نتوان کرد قصد قاف ٭ چون صعوہ خرد باش دفرو ریز بال وپر ٭ بیرون کن از دماغ خیال محال را ٭ تا در سر سرت نزود صد ہزار سر ٭ تفال خان یہ نامہ پڑھکر بحر اضطراب مین پڑا اور اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک سے کہ وہ رستم کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا مشورہ کیا اور اُس نے یہ جواب دیا کہ یہ حرف وصوت ہی نظام شاہ حوصلہ اور داعیہ اس ممالک کی تسخیر کا رکھتا ہی ان باتون سے اس کا مآل یہ ہی کہ رعیت اور لشکر کو ہم سے منحرف اور سرتاب کرے اور ہم بھی لشکر اور خزانہ اور استعداد مین اُس سے کم نہین ہین لازم ہی کہ پانون رکاب شجاعت مین ڈالکر جواب نامہ ایلچی بعدہٗ شمشیر آبدار رجوع فرماوین تفال خان کہ سپاہ نکبت ادبار نے اُسے چارون طرف سے گھیر لیا تھا اپنے بیٹے کے کہنے سے راہ صواب سے دور ہوکر حرف صلح اور سخن ملائم زبان پر نہ لایا ملا حیدر کو رخصت انصراف دی اور نظام شاہ نے باتری کے اطراف مین یہ بات سماعت کرکے اکلپور کی طرف کوچ فرمایا اور اُدھر سے شمشیر الملک متعدد لشکر پر ہوکر مقابلے کے واسطے روانہ ہوا اور نظام شاہ کے طلیعہ

کو غافل کرکے منہزم کیا چنگیز خان نے اور سرداروں کو اُس کے تدارک کے واسطے نامزد فرمایا شمشیر الملک نے باپ سے کمک طلب کی اور تقالخان مع جمیع سپاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہونچا اور اُدھر چنگیز خان اُس کے آنے سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بحری خان اور رستم خان اور چندا خان کو امرائے جیش کی مدد کے واسطے بھیجا اور پھر ساتھ اُنکے اکتفا نکرکے از راہ احتیاط اور دور اندیشی خود بھی ہارشاہ سے رخصت حاصل کرکے مع فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند بادشاہی اُس لشکر کی کمک کے واسطے بسرعت برق و باد روانہ ہوا جس وقت مقابلہ صفوف کا طرفین سے ہوا چنگیز خان نے دہان پہونچکر شیر گرسنہ کی طرح مخالف پر حملہ کیا اور حرب شدید اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارزار اس طرح سے افروختہ ہوئی کہ اُس کے خوف آسیب سے ہلال فلک الافلاک پر بھاگا اور آفتاب سپر زرین چہرہ پر کھینچکر اس حال کے مشاہدہ کے گریان ہوا۔

مثنوی دو لشکر نگویم دو دریائے خون ✦ بلبسیاری از ریگ جیحون فزون ✦ زہر سو دلیران روز آوران ✦ کشیدند شمشیر کین از میان ✦ چنگیز خان معرکہ مین خود مباشر جنگ ہوا اور پانسو جوان یکدل اور یکجہت تمام لشکر سے انتخاب کئے تھے اور اس مدت مین ساتھ اُن کے مصاحبانہ سلوک کرتا تھا اور اس جماعت کے حال سے ہر دم باخبر رہتا تھا اور اپنے حسن سلوک سے اپنا نام فدوی جان نثار کیا تھا مع ان دلیران کے تقالخان کے قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنے دست زبردست سے تقالخان کے علمدار پر ہاتھ جنبو کا مارکر خاک مذلت پر ڈالا اور جوانون نے بھی کوشش مردانہ کرکے سپاہ دشمن کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشاق کیا اور تقالخان اور شمشیر الملک پھر تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر **مصرع** شکستہ صلاح گسستہ کمر ✦ پیش و پس نہ پہچانکر الچپور کی طرف بھاگے اور دو سو ستر ہاتھی کلان کہ عمدہ فیلان برار سے تھے چنگیز خان کے ہاتھ آئے اور مظفر و منصور نظام شاہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور پایہ اُس کی قدر و منزلت کا برتر ہوا اور پھر اُس نے پہلے رعایا کو بعنایات بادشاہ امیدوار کرکے استمالت نامجات رعایا کے واسطے مملکت برار کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور جب سب نے اظہار اطاعت کیا اور جمیع زمیندار و مقدم اور تانا فونگو اس ولایت کے دربار مین حاضر ہوئے سب کو خلعت ہائے شاہی سے سرفراز کیا پھر نظام شاہ بخاطر جمع مقام فتح سے روانہ ہوا اور تقال خان اور شمشیر الملک نے پھر دوبارہ حوصلہ صف جنگ کا نہ کیا جنگل مین بھاگ کر پناہ کی اور مرتضیٰ نظام شاہ نے اُن کا تعاقب کرکے جابجا متفرق و پریشان کیا اور قدم اُن کا ایک مقام پر جمنے نہ دیا یہان تک کہ بعد چھ مہینے کے تقال خان اور اس کا بیٹا دونون ایسے جنگل مین کہ راہ گزر مکین نہ تھی در آئے مرتضیٰ نظام شاہ بھی اُس حدود مین پہونچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سلب و اثاثہ دولت دستیاب کرے کہ ناگاہ میر موسے مازندرانی کہ سید مجذوب تھا نظام شاہ کے سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھے دوازدہ امام علیہم السلام کی قسم ہو یہان سے قدم آگے نہ بڑھا جب تک دوازدہ امام کی محبت مین مجھے بارہ ہزار ہون نہ دے نظام شاہ نے جس دم نام دوازدہ امام سنا فیل مست کو کہ جس پر سوار تھا جک مارکر ایستادہ کیا اور سید کا اہل و نسب پوچھا دیکھا کہ اہلبیت ہے آدمی بھیجکر چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمۂ لشکر تھے طلب کیا اور کہا کہ بارہ ہزار ہون اس سید کے تفویض کرو چنگیز خان نے عرض کی کہ خزانہ پیچھے ہے ہر مکان پر پہونچکر دون گا

صلاح یہ ہی کہ زیادہ اِس سے توقف نہ فرماوین کہ اسی وقت تفال خان اور شمشیر الملک مع خزانہ واسپ گرفتار ہونگے نظام شاہ نے فرمایا اگر تفال خان مملکت برار سے سو حصہ زیادہ میرے سپرد کرے مجھے دوازدہ امام کی دہائی اور قسم ہی تجاوز نکرون گا چنگیز خان نے پھر سید سے یہ بات کہی بعد مشقت بسیار یہ نوبت پہونچی کہ غنیم گھر گیا ہی اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہی خدا کے واسطے تو بادشاہ سے یہ بات کہ کہ یہ مبلغ مجھے وصول ہوئے انشاء اللہ تعالے مکان پر پہونچکر یہ روپیہ بلا قصور ادا کرون گا سید نے جواب دیا کہ کتنے برسون کے بعد اس مقصود ہاتھ آیا ہی باوجود دیوانگی کے خوب جانتا ہون کہ نقد کو نسیہ پر نہ بیچنا چاہیے چنگیز خان نے بہ تعجیل تمام گھوڑے بادشاہی اور ارکان دولت کے کہ قیمتی تھے فراہم کرکے سید سے کہا کہ یہ گھوڑے بطور رہن اپنے پاس رکھیئے منزل پر جاکر زر رہن دیکر فک کرون گا سید نے کہا یہ امر بھی مجھے منظور نہین ہی قیمت ان کی تحصیل کرکے میرے حوالہ کرکہ پھر تو مجھے دوبارہ ندیکھے گا اور نہ مین تجھے دیکھونگا چنگیز خان کے ناچار ہوکر مبصرون کو بلاکر قیمت کے معاملہ فیصل کیا لیکن اس وقت تفال خان فرصت پاکر جنگل سے برآمد ہوا اور جو کہ اُسے کہین پناہ نہ ملتی تھی آسیر اور برہان پور کی طرف بھاگا

مثنوی بود روشن این نکتہ چون آفتاب ٭ کہ از روئے خور چون بر افتد نقاب ٭ سہا را نبا شد مجال ظہور ٭
گریزان شود ہمچو ظلمت ز نور ٭ پھر نظام شاہ نے سرحد مین خاندیس کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اُس ولایت کو ترقیم کیا کہ تفال خان ہمارے عساکر نصرت مآثر کے روبرو سے بھاگ کر اُس طرف آیا ہی اُسے اپنی ولایت مین پناہ نہ دیوین اور اپنی مملکت سے نکال دیوین واہ کیا دانائی اور دور اندیشی اُس جناب کی تھی ورنہ یقین تھا کہ جس وقت لشکر فیروزی اثر بقصد تعاقب دشمن اُس دیار مین گذر کرتا مضمون عالیہا سا فلہا ظہور مین پہونچتا میران محمد شاہ نے وہ نوشتہ بجنسہ تفال خان کے پاس بھیجا اور وہ مضمون اُس کا سمجھکر دوسرے راستہ سے ولایت برار مین در آیا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھا کہ دولتخواہ ایک لشکر یون آنحضرت سے ہی ان دنون حکام دکن مذہب کی موافقت سے اتفاق کرکے چاہتے ہین کہ یہ مملکت بندہ کے تصرف سے برآورد کرین لہذا بندہ نے برضا و رغبت ولایت برار کو بندگان درگاہ کے پیشکش کی امرائے سرحد کو مامور فرمائیے کہ اس حدود مین آنکر قابض ہوون تو مخلص سر سے قدم کرکے درگاہ عرش اشتباہ مین حاضر ہوا اور اس جماعت کے شر بیجا سے مصئون اور محفوظ ہووے ابھی جواب عریضہ کا نہ پہونچا تھا کہ تفال خان اور شمشیر الملک نے عاجز اور بہ تنگ آن کر چاہا کہ تحصن اختیار کرین تفال خان قلعہ پرنالہ مین جو کوہ رفیع پر واقع تھا قلعہ بند ہوا اور شمشیر الملک نے قلعہ کاویل مین پناہ لی اور مرتضے نظام شاہ تسخیر مملکت کے واسطے زیادہ تر آمادہ اور مستعد ہوا اور قلعہ پرنالہ مین خیمہ اور سراپردہ برپا کئے اور امرا و لشکری نے اُس کو احاطہ کرکے النگ اور مورچے آگے بڑھاکر قدم اُس کوہ فلک نظیر کے دامن مین رکھا اور عریضہ تفال خان کا جبکہ گجرات مین اکبر بادشاہ کے پاس پہونچا ایک مردم درگاہ کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ تفال خان بندگان درگاہ سے ہی اور ولایت برار تعلق ہمارے ملازمان ہمایون سے رکھتی ہی لازم کہ تسخیر اُس ولایت اور محاصرہ پرنالہ سے دست کش ہوکر تفال کا متعرض احوال نہووے مرتضے نظام شاہ چنگیز خان کی ہدایت کے سبب ایلچی کے ساتھ باعزاز پیش نہ آیا اور اُسے رخصت انصراف فرمائی ایلچی آگرہ مین پہونچکر شاہ کی بابوسی سے مشرف ہوا اور نظام شاہ کی سرکشی معروض کی چونکہ اُسوقت معاملہ بنگالہ کا درمیان مین تھا بادشاہ دہلی

نے اس طرف التفات نفرمائی نظام شاہ باطمینان تمام قلعہ کے لینے مین زیادہ ترساعی ہوا اور تفال خان کے بھی مدافعہ مین تقصیر نہ کرتا تھا اور اسد خان جو بادشاہ گجرات کے غلامان چرکس سے تھا اور سکندر رومی خان بیٹا حبشی رومی خان کا یہ دونون گولہ اندازی اور فن آتشبازی مین وقوف تمام رکھتے تھے باتفاق ہرچند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی توڑین یہ امر اثر پذیر نہوتا تھا اس درمیان مین احمدنگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہونچی اور چنگیز خان نے فیض کامل اُس کی تاریخ کہی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوا اور اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا نظام شاہ پر غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہوکر ارادہ مراجعت کیا اتفاقاً اُن دنون مین نظام شاہ نے ایک طفل امرد پر کہ جس کا نام صاحب خان تھا حالت نزدیکی پیدا کی تھی وہ بھی راغب اور مائل احمدنگر تھا ترک محاصرہ اور احمدنگر کی روانگی کے بارہ مین بجد اور مصر ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو ضائع کرکے نظام شاہ کو لیجاوے اس درمیان مین ایک تاجر افغان نام نے کہ ہندوستان کی طرف سے چند گھوڑے اور اشیائے نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خان سے یہ بات کہی کہ مین یہ اسباب اور گھوڑے تفال خان کے واسطے لایا ہون اگر آپ رخصت فرماوین قلعہ کے اندر لیجاکر فروخت کرون یہ امر مروت سے بعید ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ مین تجھے ایک شرط پر اجازت دیتا ہون کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کرکے ترک تجارت کرے کہ واسطے کہ آثار عقل وکیاست وعلامت شجاعت وشہامت تیرے چہرہ سے ہویدا ہین اور ایسا شخص شائستہ سزاوار اس کے ہے کہ ملازم شاہ ہووے وہ طمع خام مین پڑکر بولا اگر یہ امر میسر آوے تو ہے سعادت چنگیز خان نے موقع وقت پاکر کہا رقم سرداری تیری ناصیہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتخواہی مین تقصیر نکرے تاجر نے قبول کیا اور جس دن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتمد کو لباس تجارت پہناکر زر خطیر اُسکے ہمراہ کیا اور یہ فہمائش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع مین رکھکر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجانا اور عمدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ سے موافق کرکے یہ روپیہ انھین دینا اور سمجھانا کہ تم ترک محافظت کرکے نظام شاہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمھین مال دنیا سے مستغنی اور بے نیاز فرماویگا چنانچہ اُس شخص نے اُس کی فہمائش پر عمل کرکے اکثر آدمیون کو موافق کیا اور وہ رات کے وقت جس حیلہ سے کہ بن پڑا قلعہ سے برآمد ہوکر چنگیز خان کے پاس پہونچے اور قلعہ کی پاسبانی کے واسطے کوئی قلعہ کے اندر نرہا اسد خان اور رومی خان بخاطر جمع توپ ہائے کلان قلعہ کے قریب لے گئے اور گولون کی ضرب سے ایک دیوار مع برج اُڑائی اور جو اُس قلعہ مین آدمی نہ رہے تھے کہ اس رخنہ کو بند کرتے آخر کو ایک جماعت لشکریان خاصہ چنگیز خان شہور ۹۸۰ھ نو سو بیاسی ہجری مین داخل قلعہ ہوئی اور دار وگیر کی آواز بلند کی تفال خان مع جماعت مخصوصان قلعہ کا دروازہ کھولکر مفرور ہوا اور چنگیز خان نے سید حسن استرآبادی کو کہ اُس کے سلک ملازمون مین منسلک تھا مع جماعت غریبان اُس کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اور خود بادشاہ کے ہمراہ رکاب قلعہ مین گیا اور نقود اور جواہر اور اثاثہ نفیسہ اپنے قبضہ اقتدار مین لاکر فاتح ملک برار تاریخ فتح کہی بعد اُس کے نظام شاہ نے برہان عماد الملک کو کہ قلعہ پرنالہ مین تفال خان نے گرفتار کیا تھا مع تفال خان اور اُس کے فرزندان اور جمیع دارثان مملکت برار کو متعید کرکے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ مین وہ سب اجل طبیعی یا اور طرح سے عالم فانی سے جہان باقی کی طرف راہی ہوے اور اُن کا نام ونشان مثل حرف غلط صفحہ دنیا پر باقی نرہا من بعد

مرتضےٰ نظام شاہ بحری نے مملکت برار کو اپنے سرداروں پر تقسیم کرکے احمد نگر کی طرف نہضت فرمائی خواجہ میر دیر المخاطب بہ چنگیز خان نے کہا کہ علی عادل شاہ سے یون مقرر ہوا تھا کہ مملکت برار اور احمد آباد بیدر دونون حضرت کے متعلق رہین جو علی عادل شاہ قلعہ نیکاپور کی تسخیر مین مشغول ہو فرصت پاکر احمد آباد بیدر کو بھی مفتوح کیا چاہیئے مرتضےٰ نظام شاہ قبول کرکے بیدر کی طرف روانہ ہوا اور محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر دایہ زادہ برہان الملک کو برزندی دریا عماد الملک منسوب کیا اور مع چھ ہزار سوار برار کی طرف اُسے روانہ کیا جب وہ سرحد برار کے اطراف مین پہونچا سات آٹھ ہزار آدمی نوکر قدیمی جو گوشہ اور کنارہ مین مخفی تھے اُس کے پاس فراہم ہوے اور اکثر تھانہ ہائے نظام شاہی اُٹھا دیے خداوند خان اور خورشید خان اس فساد کے علاج سے عاجز آئے اور یہ بیت عریضہ مین درج کی **بیت** سر فتنہ دار و وگر روزگار ۔ ہمین ست اورا شب و روزکار ۔ اور دوسرے دن عریضہ اُن کا اس مضمون سے پہونچا کہ اگر حضرت بنفس نفیس اس طرف توجہ فرماوین اور محمد شاہ کو گوشمال دیوین صلاح ملک کے واسطے بہت انسب ہوگا اور اُمرائے برار نے بھی عریضہ تحریر کرکے یہ بیت درج کی **بیت** بجز صبر باد پایان شاہ ۔ کس این گردرا بر مدار و ز راہ ۔ نظام شاہ نے مضمون عریضہ پر اطلاع پائی اور اُسی وقت سید مرتضےٰ سبزواری کو کہ انھین دنون مین حسب فرمان بیجاپور سے آیا تھا سپہ سالار کرکے مع آٹھ ہزار سوار اپنے سے پیشتر مخالفون کے لشکرگاہ کی طرف روانہ فرمایا اور خود پیچھے سے مع جماعت مقربان اور مخصوصان برار کی سمت نہضت فرمائی اور چنگیز خان کو حکم دیا کہ جلد کوچ کرکے آوے وہ حسب الحکم باتفاق جمیع امرا فوج آراستہ بجناح استعجال مسافت طے کرکے بادشاہ سے ادھر دس کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہر چند کوشش کی کہ اُس دن نظام شاہ وہان مقام کرے صورت پذیر نہوئی وہ دس کوس پر اور آگے رونق افزا ہوا اور آنحضرت کے قبل نزول سید مرتضےٰ مع جمعیت اپنے آپہونچا اور برہان الملک کی فوج جعلی کو بزور شمشیر متفرق اور پریشان کیا بلکہ اثر اُس قوم کا نچھوڑا اور نظام شاہ نے جب گھاٹ روہیگر سے عبور کیا محمد شاہ فاروقی نے جو اپنی سرحد مین بیٹھا تھا بھاگ کر قلعہ آسیر مین پناہ لی اور نظام شاہ نے برہان پور تک باگ سمند فلک تمثال نہ روکی اور اس حدود مین بہت خرابی وقوع مین لایا اور چنگیز خان نے جو قلعہ آسیر کی بہت تعریف سنی تھی نظام شاہ سے تقدیم خدمت حاصل کرکے اس قلعہ کی سیر کے واسطے دو ہزار سوار خاصہ کہ اکثر اُن مین غریب تھے لیکر روانہ ہوا محمد شاہ نے واقف ہوکر اپنے امرا کو کہ سات آٹھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے حکم کیا کہ اچانک جاکر چنگیز خان کو گھیر کر ہلاک کرو اس واسطے لشکر خاندیس نے مسلح اور مکمل ہوکر حملہ کیا چنگیز خان دشمن کی کثرت خیال مین نہ لایا نشان مدافعہ بلند کیا بعد جنگ شدید مخالفون کو شکست دی اور مردی سے ایک جماعت اعیان اُس ولایت کو دستگیر کیا اور نظام شاہ اُس کے بعد برہان پور سے وہان گیا اور صحرا کو زیر خیمہ و خرگاہ کھینچکر النگ اور مورچے امرا پر تقسیم کئے تا راجیون نے مملکت خاندیس مین اثر آبادی کا نچھوڑا محمد شاہ نے بعد گفتگوے دراز و قیل و قال بسیار چھ لاکھ مظفری بنام شاہ اور چار لاکھ چنگیز خان کو بسم نعل بہا دیکر ایسا کیا کہ وہان سے برار کی طرف متوجہ ہے اور شاہ میرزا اصفہانی قطب شاہ کا حاجب کہ مبارکباد فتح کے واسطے آیا تھا یہ سمجھا کہ رایات نظام شاہی بیدر کی طرف حرکت کرینگے چنگیز خان کو بزبدخطیر طامع کرکے بولا کہ قطب شاہ مجھسے متوقع ہو کہ اگر تو ولایت بیدر کی تسخیر سے دست کش ہووے تو اُسی وقت دو لاکھ ہون تسلیم

کرتا ہون کہ اپنے سپاہیون کے صرف مین لاچنگیز خان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میرے متعلق ہی اُس کی بدولت مجھے کسی شی کی کمی نہین ہی میرا مقصود یہ ہے کہ وہ خار سر راہ برطرف ہو کر تھا ے اور نظام شاہ کی مملکت مین فاصلہ نہ رہے اور بادشاہ دکن کہ محب اہلبیت ہین آپس مین برادرانہ سلوک کرکے دغدغہ اور آسیب لشکر بادشاہ دہلی سے مصئون اور محفوظ رہین شاہ میرزا چنگیز خان کے جواب باصواب سے مایوس ہوا پھر صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیلہ نقود و جواہر محظوظ کرکے ایک دن محفل شراب مین صاحب خان سے یہ بات کہی کہ چنگیز خان چاہتا ہی کہ مہار سلطنت اپنے قبضہ مین لاکر خطبہ اپنے نام پڑھے اور اس وقت نصف لشکر نظام شاہ کا اُس کا پروردش یافتہ ہی اپنا ارادہ احسن وجہ سے ظہور مین پہونچا سکتا ہی اور اسی واسطے تمھین صحرا بصحرا پھراتا ہی کہ موقع پاکر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا کا صدق وحق سمجھکر چنگیز خان کے درپے تضییع ہوا قضارا اس عرصہ مین بحسب اتفاق صاحب خان جو شراب پیکر بندگان ہمایون کی نسبت مصدر بے ادبی ہوا تھا چنگیز خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اُسکی تنبیہ اور تادیب کرکے غبار بے عزتی کا اُس کے سر پر چھاڑا چنانچہ وہ بے سعادت اُس کی عداوت مین ساعی ہوا جس وقت فرصت پاتا تھا باتین دہشت آمیز اُس کی نسبت بادشاہ کے دربار مین مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کے بھی سمع مبارک مین پہونچاتا تھا اور نظام شاہ اُس کی باتون کو معلل بغرض جانکر کہتا تھا کہ ہم نے جو ضبط اور تادیب تیری ساتھ اُسکے رجوع کی تھی اس لیے از روئے عداوت کے یہ بیہودہ گوئی کرتا ہی یہان تک کہ ایک دن صاحب خان بادشاہ کے ساتھ شراب پیتا تھا اور بازار ناز و نیاز گرم تھا پھر چنگیز خان کی غیبت مین غیبت شروع کی اور وہی جواب سنا صاحب خان نے گریان ہو کر کہا اگر بندہ عداوت اور دشمنی سے کہتا ہی شاہ میرزا سے جو اُس کا ہم شہر ہی اسے بلا کر حقیقت حال دریافت فرمائیے نظام شاہ نے شاہ میرزا کو رات کے وقت کہ کوئی شخص واقف نہوے اپنی مجلس مین طلب کرکے تفتیش کیا اُس نے صاحب خان کی تقریر کے موافق جو معروض کی تھی نہایت آب و تاب سے اپنے دروغ با فروغ کو مذکور کرکے مزاج صاحب تخت و تاج کا چنگیز خان سے منحرف کیا لیکن باوجود اس کے آنحضرت نے ان باتون کو بھی غرض تصور کرکے چند روز بنظر تحقیقات تامل اور تفکر مین بسر فرمایا یہان تک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے چنگیز خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت دلگیر ہوے ہین چاہتے ہین کہ احمد نگر کی طرف مع الخیر والسعادت معاودت فرماوین چنگیز خان نے کہ مقدمات اعدا سے واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ مملکت تازہ چند روز سے اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ہین لائق یہ ہی کہ پانچ چھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائین تو رعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کے رکھے اور بعد اُس کے اس بندہ دولتخواہ کو مامور فرماوین کہ اس ملک مین چندے رہکر نظم و نسق کرے بعدہ ملازمت مین مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر حریفون کا کہنا یقین کرکے چنگیز خان سے نہایت ناراض ہوا چنگیز خان آثار غضب شاہ کے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے چند روز بیماری کے بہانہ دیوان عام مین نہ گیا نظام شاہ زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصری کو مع شربت مسموم معالجہ کے بہانہ اُس کے پاس بھیجا چنگیز خان نے پہلے اس شربت زہر آلود کے پینے سے انکار کیا اور آخر مین وفاداری اور نمک حلالی منظور رکھکر نوش کیا

اور حالت نزع مین بادشاہ کو یہ عریضہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ میرک دبیر کہ آفتاب عمر اُس کا ساٹھ برج طے کر کے بروج ستر مین تھا سر آستانہ پر رکھکر عرض رکھتا ہی کہ جو شربت آبجیات مین آمیز کر کے اس دولتخواہ کے واسطے مرحمت فرمایا تھا فدوی نے بذوق وشوق تمام نوش کیا اور نقد وفا اور اخلاص بادشاہ کا کہ پروردہ نعمت آنحضرت ہی صندوق سینہ مین رکھکر اب نہانخانہ قبر مین کہ جو اول منزل ہی اور اعمال کے سوا اور کوئی مونس وہمدم نہین لیے جاتا ہون جب تک میری خاک رہے بادشاہ کو بقا ہو جیو اور امیدوار ہی کہ بندہ کو بندگان دولتخواہ سے شمار کر کے جو دستور العمل کہ بندہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا ہی اُس پر عمل کرین اور اس خیرخواہ کا کالبد خاکی کربلائے معلی بھیجین اور سید مرتضےٰ درشاہ قلی اور صلابت خان اور میر زا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری اور قاضی بیگ طہرانی کو جملہ کارآمدنی شمار کر کے ان کے احوال سے غافل نہوویں اور جس قدر غریب کہ فدوی کی سرکار مین ہین انھین اپنے سلحدار دن مین داخل فرمائین یہ عرض داشت اور دستور العمل سید حسن کی صحابت سے مرتضےٰ نظام شاہ کے پاس بھیجکر پلنگ پر تکیہ کیا اور زہر ہلاہل کے اثر سے حال اُس کا تغیر ہوا دوسرے دن صبح صادق کے وقت شہور ۹۷۰ نو سو بہتر ہجری مین اس سرائے عارتی سے دارالباقی کی طرف انتقال کیا اور جو کہ سرزمین دکن دولتخواہ کارآمدنی کے ساتھ موافق نہین ہی اس سبب سے مثل عماد الدین محمود اور خواجہ جہان کاوان اور خواجہ میرک چنگیز خان اور مصطفےٰ خان اردستانی کی کہ اکثر امور مین بے نظیر تھے سپہر سرنگون کی اعانت سے ناحق اُس مملکت مین خراب اور ضائع ہوے القصہ چنگیز خان نے اس سرائے عارتی سے انتقال کیا اس کی متروکہ سے تین چار خط بخط شاہ میرزا برآمد ہوئے کہ اُسکی تحریر سے چنگیز خان کی پاکی اور دولتخواہی ثابت اور متحقق ہوئی جب نظام شاہ نے اُسے دریافت کیا چنگیز خان کے تلف ہونے سے نہایت درجہ غمگین اور محزون ہوا جو فائدہ نرکھتا تھا از روے غضب شاہ میرزا کو اپنے اُردو سے نکلوا دیا اور خود بھی اُسی عرصہ مین احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب منزل مقصود مین پہونچا حکیم محمد مصری کو پیشوا کیا اور بعد چھ ماہ اُسے معزول کر کے قاضی بیگ یزدی کو ابتدائے سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی ہجری مین پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور میر زا محمد نظیری اور امین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا اور سید مرتضےٰ سپہ سالاری کو سپہ سالار لشکر برار کر کے خداوند خان مولد اور جمشید خان اور بحری خان قزلباش اور رستم خان دکنی اور چغتائی ترکمان اور تیرانداز خان استرآبادی اور شیر خان ترشیزی اور حسین خان تونی اور چند خان دکنی اور دستور خان خواجہ سرا وغیرہ کو جو سرداران معتبر سے تھے ہمراہ اُس کے برار کی طرف روانہ فرمایا اور قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی اور شاہ احمد خان اور مرتضےٰ خان اور اسد خان اور امین الملک نیشاپوری اور قاسم بیگ حکیم مصری اور جمیع اشراف احمد نگر سے کہا آگاہ ہو کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی نہین ہی اپنے مین اس قدر عالت نہین دیکھتا ہون کہ عدل ظلم سے اور ظلم عدل سے تمیز کرون اکثر اوقات ظلم کو بصورت عدل وقوع مین لاتا ہون آخرت کا خوف دامنگیر ہے اس واسطے بادشاہی اور حکومت سے بیزار ہو کر تمھین گواہ کرتا ہون اور قیامت کے دن کہ روز جزا ہی تم سے طلب شہادت کرون گا کہ قاضی بیگ کو کہ فرزند رسول آخرالزمان ہی اُسے مین نے اپنا وکیل مطلق کیا کہ موافق شریعت غرا اور عدالت عالیہ خلائق کے ساتھ سلوک کرے اور ہر گز معاملات اور محاکمات قوی کو ضعیف پر ترجیح نہ دیوے حق کو منظور رکھے اگر کسی ٹڑھیا کی ایک سوئی یا کوئی چیز جبر و تعدی سے

لیویگا اور قیامت کے دن مجھسے پوچھین گے کہ تیرے عہد مین ایسا ظلم واقع ہوا اور تو غافل اور بیخبر تھا اس مین یہ جواب دون گا کہ ان امور مین مجھے کسی طور کا دخل نہ تھا مین نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا تھا اس سے پوچھو الغرض اگر وہ اس کار مشکل سے عہدہ برا نہو سکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو ساتھ اپنے متفق اور شریک اس امر مین کرکے مہمات کو جاری کرے کہ مین قہر و عذاب الٰہی سے خائف اور ہراسان ہون اور نیز اس امر سے کہ چنگیز خان کی نسبت وقوع مین آیا پشیمان اور نادم ہوکر چاہتا ہون کہ مدت العمر گوشہ عزلت اختیار کرکے معبود برحق کی عبادت مین مشغول رہون یہ کہا اور مائل عزلت ہوکر قلعہ احمد نگر کے اندر کہ وہ عمارت موسوم ببغداد ہی اُس مین گوشہ نشین ہوا اور صاحب خان کے سوا کسی کو اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا اور بعد دو تین مہینے کے ایسا تنہائی کا خوگر ہوا کہ ہدیہ سلطان والدہ میران حسین اور تمام عورتون کو قلعہ سے برآوردہ کرکے دوسرے مکان مین بھیجدیا اور دروازہ قلعہ کا شاہ قلی کو کہ شاہ طہماسپ نے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اور اس دولت خانہ مین وہ بخطاب صلابت خان سرفراز تھا سپرد فرماکے امرائے کبار سے کیا اور حکم دیا کہ صاحب خان کے سوا کسیکو میرے پاس نہ آنے دینا الغرض قاضی بیگ کے عہد وکالت مین اکبر بادشاہ ۹۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین شکار کنان سرحد مالوہ مین پہونچا اور جب مخبرون نے یہ خبر احمد نگر مین پہونچائی قاضی بیگ نے عریضہ مشتملبر خبر توجہ اکبر بادشاہ جانب دکن بذریعہ صاحب خان نظام شاہ کے پاس اندر قلعہ کے بھیجا اور جو وقت رات کا تھا پلٹ کر اپنے مکان پر گیا صاحب خان نے نظام شاہ کو دیکھا کہ خواب استراحت مین ہی اس قدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اس وقت عریضہ گذرانا جب مضمون اس کا واضح ہوا نظام شاہ بے توقف پالکی مین سوار ہوا اور تھوڑی جماعت مردم پہرہ دار سے کہ زیادہ سو آدمی سے نہ تھے اور صلابت خان اور صاحب خان بھی از انجملہ تھے ہمراہ لیکر دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جماعت قلیل مردم اعیان نے نہ گنگ کے قریب اس کے پاس پہونچکر معروض کیا کہ بادشاہون کے دشمن بہت ہوتے ہین تنہا سوار ہونا اور اس طرح دشمن قوی کی طرف متوجہ ہونا حزم و ہوشیاری سے بعید ہی آپ اس مقام مین اس قدر توقف فرماوین کہ لشکر احمد نگر اور برار آپہونچے نظام شاہ نے چند روز مقام کیا جب پانچ چھ ہزار سوار خاصہ خیل اُس کی ملازمت مین پہونچے فرمان احضار سپاہ برار کے واسطے بھیجا اور خود بقصد مقابلہ اکبر بادشاہ وہان سے پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور مردم معتبر نے چادر ین گردن مین ڈالکر سر زمین پر رکھا اور تضرع و زاری کرکے کہنے لگے کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کے ساتھ اس قدر فوج سے مقابلہ کرنا خوب نہین ہی صلاح دولت یہ ہی کہ ہاتھ دامن صبر پر مارکر اس قدر توقف فرماوین کہ توپخانہ اور لشکر بھی آپہونچے نظام شاہ نے فرمایا ایسے امور مین صبر و تحمل اچھا نہین ہی مع بہادران خاصہ خیل فوج خاصہ اکبر بادشاہ پر حملہ کرتا ہون فتح و ظفر بتقدیر آسمانی ہی **بیت** اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ۔ نبرد رگے تا نخواہد خداے ۔ مقربان درگاہ یہ کلام سنکر بحیرت مین غوطہ زن ہوکر متحیر ہوے قضا را اس حال کے درمیان مخبرون نے پہونچکر یہ خبر پہونچائی کہ اکبر بادشاہ نے سرحد مالوہ مین شکار کرکے بدولت و سعادت اپنے دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی نظام شاہ یہ بشارت سنکر متبسم اور مسرور ہوا اور دولت آباد کی طرف معاودت

کی اور حوض قتلو کے کنارے مقام کرکے سید مرتضےٰ اور امرائے برار کو حاضر آئے تھے اُنھین مخلع کرکے رخصت معاودت فرمائی اور خود احمد نگر جاکر بدستور سابق مہمات مملکت ارکان دولت کے تفویض کرکے پھر گوشہ نشین ہوا اور اُس وقت صاحب خان کے جمیع عزیز و اقارب نے منصب امارت پر پہونچکر جاگیرین خوب پائین اور اس بدبخت کا استقلال اندازہ سے گذرا کیونکہ مزاج اقدس مین تصرف تمام کیا تھا الغرض نظام شاہ عین موسم برسات مین دولت آباد کی منزہات کی سیر کے واسطے کہ آیۂ کریمہ لم یخلق مثلھا فی البلاد اس کی مصدوقہ ہی عازم ہوا اور وہان پہونچکر قریب چار ماہ بالاگھاٹ پر مقام فرمایا بعد انقضاے موسم برسات اس سرزمین کے مشائخ کی قبور کی زیارت کرکے اُن کی ارواح طیبہ کی ترویح کے واسطے نقود وافر فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اس وقت صاحب خان سے پوشیدہ جامہ درویشان زیب تن کرکے صبح کے وقت بقصد زیارت امام رضا علیہ السلام پیادہ پا سراپردہ کے عقب سے روانہ ہوا اور معسکر کے دو تین کوس کے فاصلہ پر کسی پیادہ نے آپ کو دیکھکر خبر ارکان دولت کو پہونچائی وہ پہلے سراپردہ بادشاہی کی طرف دوڑے اور جو اثر بادشاہ کا نپایا اس کی تلاش مین روانہ ہوے پھر اُس کی ملازمت سے مشرف ہوکر بمبالغہ و الحاح تمام واپس لائے ہر چند کوشش کی لیکن ایک مہینے کامل لباس فقر ابدن سے جدا نہ کیا اور تاج و تخت کی طرف رغبت نفرمائی قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نے سرزمین پر رکھکر سبب نفرت اور کراہیت کا بادشاہ سے استفسار کیا فرمایا سبب نفرت اس دنیاے فانی کا ظاہر ہی اس کی الفت اور محبت کا سبب البتہ پوچھنا چاہیے اس سے زیادہ کلام نہ کیا سکوت اختیار کیا اور جب جانا کہ ارکان دولت میرے ارادہ کے مانع ہوتے ہین بادشاہ لاعلاج ہوکر احمد نگر مین تشریف لایا اور باغ بہشت بہشت مین جو اس شہر کے شمال مین واقع تھا گوشہ نشین ہوا اور خیل حشم قاضی بیگ اور صلابت خان کے اشارہ کے موافق اس باغ کے گرداگرد خیمہ اور خرگاہ برپا کرکے اُس کی حفاظت مین مشغول ہوا اور ان دنون مین صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کرکے اکثر اوقات مست اور مدہوش مع دو تین ہزار اوباش اور اجلاف دکن اور فیلان لبسیار کوچہ و بازار احمد نگر مین پھرتا تھا اور رعایا برایا کے لڑکون اور لڑکیون کو بجبر و زور مکانون سے برآمد کرکے بافعال قبیحہ قیام کرتا تھا اور ہر چند اس کے بھائی مسمیان جلال خان اور حبیب خان اسے سرزنش کرکے اُن اعمال شنیع سے منع کرتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہان تک کہ ایک دن ایک جماعت کو بھیجکر ارادہ کیا کہ بیٹی میر مہدی کو کہ ایک سادات صحیح النسب ایران سے تھا اور سلحداران کے سلک مین انتظام رکھتا تھا بزور و جبر پکڑلاوے میر مہدی دروازہ مکان کا بند کرکے پشت بام پر برآمد ہوا اور تیر و تفنگ کی ضرب سے صاحب خان کے آدمیون کو متفرق اور پریشان کیا اور قاضی بیگ اور دیگر بزرگان صاحب دخل کے پاس آدمی بھیجکر کمک طلب کی اور جو صاحبخان کے سوا کوئی بادشاہ تک رسائی نرکھتا تھا اور استقلال اور اقتدار اس کا اندازہ سے باہر تھا قاضی بیگ وغیرہ نے طرح دیکر اُس کے علاج مین کوشش کی صاحب خان نے اسی عرصہ مین اپنے چھوٹے بھائی حبیب خان کو مع دو تین ہزار سوار اور پیادہ اور چند فیل میر مہدی کے سر پر نامزد کیا اور اس سید بیکس نے جب کسی طرف سے کمک اور مدد و پناہ تنہا قتال مین مشغول ہوا اور تین چار دکنی معتبر کو بضرب تیر و تفنگ قتل کیا اور آخر

کو جب ازدحام اور ہجوم حد سے گذرا میر مہدی کے پسران ناخلف کہ نوکر صاحب خان کے تھے ہدایت کر کے فیلان
مست کو عقب خانہ سے دیوارین توڑ کر اندر لائے اور اس سید مظلوم کو درجہ شہادت مین پہونچایا اور اُس کی
دختر کو صاحب خان کے واسطے لے گئے اور آخر ۹۸۵ھ نو سو پچاسی ہجری مین سید مرتضےٰ سبزواری مع امرائے
برار حکم بادشاہی کے موافق لشکر کے جائزہ کے واسطے درگاہ کی طرف متوجہ ہوکر باغ بہشت بہشت مین فروکش ہوا
اور جو نام اصلی صاحب کا حسینی تھا اور وقت بے وقت نظام شاہ اور بھی آدمی اُس کو حسین خان کہکر پکارتے تھے
اس واسطے صاحب خان نے حسین خان سخت کمان ترشیزی کو جو امرائے برار سے تھا پیغام دیا کہ نام اپنا بدل ڈال والا نظر
گر شمال حسین خان نے یہ امر قبول نہ کیا آخر بمعنی منجر بہ نزاع و نشنعت ہوے اور صاحب خان فیل مست پر سوار ہوکر
مع پانچ چھ ہزار فوج سے اُس کے مقابلہ کے واسطے یعنے حسین خان کے دائرہ کی طرف گیا اور حسین خان
بھی چند سواران سے اُس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا صاحب خان نے حملہ اول مین اُس کی جمعیت کو متفرق
اور پریشان کیا حسین خان کو شجاعت و دلیری بھاگنے سے مانع ہوئی تنہا فوج صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور
ایک تیر چلہ مین جوڑ کر ایسا پیشانی فیل صاحب خان پر مارا کہ سوفار تک پیوست ہوا فیل چنگھاڑ مار کر بھاگا اور
درختون کے درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہان تک کہ صاحب خان نے باغ مین جاکر فوج سے یہ بات کہی
کہ بادشاہ نے تمام غریبون کے قتل کا حکم نافذ فرمایا ہے لازم کہ حسب الحکم کاربند ہوکر اُن کے مال و اسباب زن
و فرزند پر متصرف ہو دکنیان اور حبشیان واقعہ طلب ایسا معاملہ خدا سے چاہتے تھے اول اعلی غریبون کے
قتل پر آمادہ ہوکر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کی طرف روانہ ہوے اُمرا اور سلحداران غریب وغیرہ
سوائے قاضی بیگ اور سید مرتضےٰ اور میرزا محمد تقی نیشاپوری اور امین الملک نیشاپوری کے کہ رضا بقضا دیکر دیوان عام
مین بیٹھے تھے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی نے مسلح ہوکر دفع مضرت کے واسطے صفوف حرب آراستہ کین صاحبخان
نے جنگ کر کے انھین منہزم کیا اس وقت مرتضی نظام شاہ حمام کے اندر کہ کنارہ باغ ہشت بہشت کے واقع
تھا چلہ مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا شور و غوغا سنکر باغ کے دروازہ سے برآمد ہوا قضارا اس وقت
صاحب خان آشفتہ بادشاہ کی ملازمت مین گرد آلودہ پہونچا اور عرض کی کہ جمیع غریب آپس مین اتفاق اور ہجوم
کر کے چاہتے ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے میران حسین کو تخت پر بٹھاوین نظام شاہ تحقیق صدق و کذب کے
واسطے پیادہ پا باغ سے برآمد ہوا جب افواج غریب کو مسلح اور مکمل دیکھا اور نظر بانکہ قضیہ سے بخوبی خبر نرکھتا تھا
صاحب خان کا کلام سچ جانکر بے تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا امرا اور خاصہ خیل حبشی اور دکنی کو جو صاحبخان
کے کہنے سے حاضر تھے غریبون کے مقابلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضےٰ خان اور قاضی بیگ نے آدمی
غریبون کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ صحبت نے رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا تم ہرگز
تلوار مردمان دکن پر نہ کھینچنا کہ باعث بدنامی اور حرام خوری کا ہے امرائے غریب مثل چغتائی خان اور بابا خان
اوزبک اور حسین خان ترشیزی اور تیر اندازان استرآبادی نے گھوڑے سے اُترکر بادشاہ کو دور سے سلام کیا
اور ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوے صاحب خان مع برادران اور اعوان و انصار شہر
کی طرف حملہ آور ہوا بعضے غریبان سے کہ اپنے مکانون کے گوشہ مین مخفی ہوے تھے اُن کو تہ تیغ کیا

اوران کے اموال اور زن وفرزند کی گرفتاری مین مشغول ہوا اور مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ ظہور مین پہونچایا **مثنوی** سر فتنہ از خواب بیدار گشت ۔ بساط فراغت قضا در نوشت ۔ زسیل بلا شد عیان رستخیز ۔ نہ روئے اقامت نہ پائے گریز ۔ نہ در خانہ بودی کسے را قرار ۔ نہ در کوچہ دیدی طریق فرار ۔ کس از خانہ گر پا نہادی بدر ۔ نہ دستار بر جاے ماندی نہ سر ۔ قاضی بیگ اور سید مرتضےٰ صلابت خان سے جو محافظت مین بادشاہ کی کوشش کرتا تھا جاکر کہنے لگے کہ کام ہاتھ سے گیا اور قریب ہے کہ عرض و ناموس غریبون کے خاک مین ملجاوے لازم ہے کہ تم عرضداشت ہماری جس تدبیر سے کہ ممکن ہووے بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانو صلابت خان نے جب موقع پایا عرض داشت آنکی بغل مین دباکر دربار کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ صاحب خان اس وقت حاضر نہ تھا خاصہ پہونچانے کے بہانہ باغ کے اندر گیا اور آپ کو مخزن نظام شاہ مین پہونچایا اور بآواز بلند نظام شاہ کی دعا و ثنا مین مصروف ہوا اور نظام شاہ نے آواز صلابت خان کی پہچانی جو اُس کا آنا خلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے ناچار حرم کے دروازہ پر ایستادہ ہوکر سبب آنے کا پوچھا صلابت خان نے عرض داشت ارکان دولت پیش کی اور زبانی بھی حقیقت حال مشروحًا اور مفصلاً معروض کی نظام شاہ نے متحیر ہوکر صلابت خان کو حکم فرمایا کہ صاحبخان کو خواہی نخواہی شہر سے پھیر لاؤ کہ غریبون کے ایذا اور آزار مین نہ کوشش کرے صلابت خان نے شہر مین جاکر صاحب خان کو بزجر و اہانت تمام پھیرا اور اس کے بعد صاحب خان صلابت خان کے قتل مین ساعی ہوا جو زمانہ اُس کے موافق تھا اس واسطے صلابت خان جنگل مانک دون کی طرف بھاگا نظام شاہ اس حال سے مطلع ہوا اور صلابت خان کو طلب کیا اور بامارت کلان اور منصب سرنوبتی سے قوی کیا اور خاصہ خیل کو اس کا محکوم فرمایا اور ان دونون مین ایک جماعت اعیان سے قاضی بیگ کی خیانت پر مدعی ہوئی تھی نظام شاہ نے اُسے معزول کرکے ایک قلعہ مین قید فرمایا اور بعد دو تین مہینے کے دشمنون نے عرض کی کہ قاضی بیگ دو لاکھ ہون نقد اور جواہرات خزانہ سے لےکر متصرف ہوا ہے اور جو کچھ مملکت مین دست اندازی کی اُس کے علاوہ ہے اگر حکم ہووے یہ مبالغ اس سے ہم واپس کرین نظام شاہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت اس کے درجواب ترقیم فرمائی کہ جب ایسے سید عزیز نے ذلت خیانت اپنی نسبت قرار دیکر اس محقر جیفہ دنیا کو ہمارے خزانہ سے طمع کی اس سے واپس لینا نہایت بیمروتی ہے یہ روپیہ ہم نے سے یکقلم معاف کیا چاہیے کہ اسے قید سے رہا کرکے مع جمیع جہات وعیال و اطفال کشتی پر سوار کرکے وطن مالوف کی طرف روانہ کردو چنانچہ عمدہ داران نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اس کے بعد منصب پیشوائی اگرچہ اسد خان ترک کے ساتھ رجوع ہوا لیکن صلابت خان نے اس منصب سے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا استقلال اس کا اندازہ سے گذرا اور صاحب خان ذلیل مطلق ہوا اور باوجود اس حال کے تعلق خاطر بادشاہ اپنی نسبت جانتا تھا کہ کس درجہ ہے لیکن صلابت خان کی سخت گیری سے عاجز آیا اور از روے تکبر و نخوت باتفاق اعوان و انصار مع دو تین ہزار سوار اور فیلان بسیار احمد نگر سے نکلگیا نظام شاہ اس خوف سے کہ اگر لشکر اُس کے پکڑنے اور پھیرنے کے واسطے نامزد فرمایا جاوے مبادا از روے بے اعتدالی جنگ

کرے اور مارا جاوے اس واسطے خود تعشق اودگے سیلان سے پالکی مرصع مین سوار ہوکر پیچھے اُس کے روانہ ہوا تضارا صاحب خان جب حوالی احمد آباد مین پہونچا بے ملاحظہ پاے حصار تک گیا اور مردم درونی نے وصول لشکر بیگانہ سے واقف ہوکر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلان اور متوسط اُسکی فوج پر سر کین اور ایک جماعت مردم معتبر سے ضائع ہوئی اس درمیان مین نظام شاہ پیچھے سے پہونچا صاحب خان جو چارہ نرکھتا تھا ایلچی اُس کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ دو شرط سے میرا وصال میسر ہوسکتا ہی ایک یہ کہ صلابت خان کو درگاہ سے دفع کرے دوسرے یہ کہ شہر بیدر علی بریدسے لیکر مجھے جاگیر مین عطا فرمایا جاوے نظام شاہ کہ اس کا عاشق زار تھا دونون امرون کا متعہد ہوا صلابت خان کو قصبہ بیر کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی رخصت فرمایا اور شہر بیدر کو محاصرہ کرکے اُسکی تسخیر مین مشغول ہوا علی بریدنے عادل شاہ سے کمک طلب کی اُس نے ہزار سوار اُس کی مدد کو مقرر کیا درمیان اس حال کے خبر پہونچی کہ اس کا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ مین قید تھا خروج کرکے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہی نظام شاہ نے میرزا یادگار کنڈی اور سرلشکر ابراہیم قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار کے بیدر کے محاصرہ کو نگاہ رکھکر خود بھراہی صاحب خان احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ مین لشکر عادل شاہی احمد آباد بیدر کے اطراف مین پہونچا مرقوم قطب شاہ کہ بہانہ طلب تھے گولکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے اور میرزا یادگار ترک محاصرہ کے واسطے مشغول ہوا اور شہزادہ برہان احمد نگر کے اطراف مین آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحبخان کی وضع اور اطوار سے رنجیدہ تھے اس سے ملحق ہوئے اس سبب سے نظام شاہ پریشان ہوا صلابت خان اور خاصہ خیل اور دیگر امرا کہ صاحب خان کی بے اعتدالی سے آزردہ تھے فرامین استمالت بھیجکر انھین طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچے صاحب خان نے صلابت خان کے آنے سے پھر رنجش بہم پہونچائی ابھی احمد نگر کی طرف نہ پہونچا تھا کہ وہ اپنے بھائیون اور اعوان کو لیکر ٹپن کی طرف گیا اور نظام شاہ نے اُس کی طرف اصلا توجہ نفرمائی احمد نگر مین داخل ہوا اور ہاتھی پر سوار ہوکر کوچہ و بازار مین پھرا دوسرے دن جب شاہزادہ برہان باغ ہشت بہشت مین آیا پھر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور کالا چبوترہ کے نزدیک ہاتھی کو ایستادہ کیا اسد خان اور دوسرے سردارون کو مع توپخانہ شہزادہ برہان کے مقابلہ کو نامزد فرمایا اُنھون نے جنگ کرکے شہزادہ کو برہان پور کی طرف مفرور کیا اور نظام شاہ مظفر اور منصور قلعہ مین داخل ہوکر بدستور اول گوشہ نشین ہوا اور سید مرتضے سہ لشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب خان کو تسلی کرکے بحافظت و اعزاز تمام حضور مین روانہ کرے اگر وہ انکار کرے اُس کی گردن مارکر گھوڑے اور ہاتھی اُس کے درگاہ مین بھیجے اتفاقا صاحب خان جب قصبہ عنبر کی حوالی مین پہونچا جو کہ اُس کی طبیعت مین ناراستی جبلی تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سبب سے بحر یخان قزلباش کو جو امراے برار سے تھا اور قلعہ رنجی مین اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حبالۂ نکاح مین لاکر منتظر فلاح رہ بحری خان نے اُس بیجا کو جواب دیا کہ مرغ فروش کی بیٹی کو کیا مناسبت کہ امراے کبار سے طالب پیوند دولت ہووے صاحب خان یہ جواب سنکر آشفتہ ہوا اور قصبہ رنجی پر تاخت لے گیا بحری خان کہ جماعت قلیل رکھتا تھا تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل و عیال کو لیکر جالنہ کی طرف بھاگا اور باتفاق جمشید خان شیرازی کے سید مرتضے

کو حقیقت حال لکھکر طریق اخلاص اور نجات استفسار کیا جو سید مرتضےٰ کو فرمان صاحب خان کی روانگی کے بارہ مین پہونچا تھا لہذا خداوندخان اور دوسرے امرا کو نامزد کرکے یہ فہمائش کی کہ صاحب خان کے پاس جاکر اسے احمدنگر روانہ کرداو ر پوشیدہ خداوندخان سے کہا کہ اس بدبخت کے دست تظلم سے ایک عالم ایذا مین ہی مناسب ہی کہ کوئی تقریب اُٹھاکر اسے قتل کرین خداوندخان اور امراے دیگر جو بطریق استعجال جالنہ کی طرف پہونچے حمشیدخان اور بحری خان بھی ان کے رفیق ہوکر صاحب خان کے اُردو کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اجل رسیدہ اپنی جگہ سے نہ ہلا یہان تک کہ یہ لوگ وہان پہونچے اور سراپردہ کے باہر ایستادہ ہوکر ازروے تمسخر اور استہزا پیغام کیا کہ ہم بادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہین اگر حکم ہو سلام کے واسطے مشرف ہون باعث سرفرازی ہوگا صاحب خان اس وقت می نوشی مین مصروف تھا بلا توقف انھین سراپردہ مین طلب کیا جب اُس کی نگاہ ان پر پڑی مسلح دیکھکر مضطرب ہوا اور بغیر ایستادہ ہوا اور ایک ایک امرا کو نظر غور و تامل سے دیکھا جب خداوندخان کی باری آئی اُس سے بغلگیر ہوا اور خداوندخان نے فریاد اُٹھائی کہ صاحب خان مجھے بغل مین دباکر پسلیان توڑے ڈالتا ہی اور چاہتا ہی کہ میرا گلا گھوٹے حالانکہ خداوندخان نے عمداً اُسے آغوش مین پکڑکر ایسا دبایا کہ اُس کے پہلو کی ہڈیان شکستہ ہوئین اور وہ بیہوش ہوگیا اسپر بھی اکتفا نکرکے ضرب خنجر سے کام اس ناپاک کا تمام کیا اور بھائیون اور انصارون نے جب ایسا دیکھا ہر ایک نے اپنی راہ لی اور جب خداوندخان شر اس خبیث کا دفع کرکے مع امرا سید مرتضےٰ کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی سید مرتضےٰ نے عریضہ نظام شاہ کو لکھا کہ جان نثار نے فرمان واجب الاذعان کے موافق ایک جماعت کو صاحب خان کے پاس بھیجکر تاکید کی کہ اسے دلاسا دیکر درگاہ عرش اشتباہ مین روانہ کرو صاحب خان عنان عقل دست استقلال سے چھوڑکر جنگ و امن جنگ مین مارکر مارا گیا اور اس سبب سے کہ مردم حضور اس معنی سے راضی تھے مضمون عریضہ کا اس ڈھب سے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ وہ مقام پرخاش مین نہوا اور پھر دوبارہ اس مقولہ سے ایک حرف زبان پر جاری نہ کیا اُس کے بعد صلابت خان معاند کے بلاخرخشہ متکفل مہمات سلطنت ہوا چند سال باستقلال تمام حکمرانی کی اور اس عرصہ مین محمد اکبر بادشاہ کا ایلچی مکرر احمدنگر مین آیا اسے خوش وقت اور مقضی المرام رخصت کیا اور صلابت خان کے عہد پیشوائی مین اس مرتبہ عدل اور ضبط نے رواج پایا تھا کہ تجار وغیرہ بفراغ تمام آمد و شد کرتے تھے اور بعد سلطان محمد بن علاء الدین حسن بہمنی کی ولایت مرہٹ مین کسی شخص نے مثل صلابت خان کے امنیت و ضبط بمرتبہ کمال نہ پہونچایا تھا خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ اور مثل ان کے اور لوگون کو لشکر و حشم دیکر حکم کیا کہ جمیع ممالک محروسہ مین ہمیشہ روندگشت پھرتے رہین اور جس شخص پر چوری کا اطلاق خفیف بھی ثابت اگرچہ ایک حبہ ہو بلا توقف قتل کرین اور خود بھی آبادی ملک اور باغ و بستان اور قصبات کے احداث مین کوشش کرکے عمارات عالیہ تیار کی ازانجملہ عمارت باغ فرح بخش آثار اُس کے سے ہی اس واسطے کہ چنگیزخان نے دراصل اس کی بنیاد ڈالی تھی اور نعمت خان سمنانی نے اہتمام کرکے سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین اتمام کو پہونچایا اور جب نظام شاہ نے اس باغ کی سیر کے واسطے تشریف ارزانی فرمائی وہ عمارت اُس کی طبع مشکل پسند کے پسند نہ پڑی نعمت خان کو اس عمارت کی واردغگی سے معزول کیا

اور صلابت خان کو بجاے اس کے منصوب کر کے فرمایا کہ اس عمارت مین اگرچہ زر خطیر صرف ہوا ہے لیکن بسمار کہ کے اور نقشہ دیگر طرح سے بنا کرے جب وہ باغ تیار ہوا شاہ احمد مرتضیٰ خان انجو نے یہ تاریخ اُس کی صفت مین کہی تاریخ ارباب نشاط را خبر کن شاہا ✤ بہ باغ فرح بخش گذر کن شاہا ✤ نعمت خان را ز بہر تاریخ بنا ✤ از باغ فرح بخش بدر کن شاہا ✤ اور یہ امر بھی خلائق کے درمیان مین مشہور ہے کہ صلابت خان کے عہد دار و علی مین پانچ لاکھ درخت انبہ اور املی کے اُس کے لگائے ہوئے مدت دراز تک رہے اور باعث ذکر خیر ہوئے اور جملہ توقیعات صلابت خان سے تربیت ملا ملک قمی اور ملا ظہوری ہر اُن کے قدوم کو گرامی رکھا وظائف اور انعامات لائق سے مخصوص کیا اور جب عمارت فرح بخش دوبارہ ۹۹۱ نو سو اکیانوے ہجری مین تیار ہوئی صلابت خان نے اس باغ مین شادی اور جشن قرار دیکر اعیان و اشراف و شعرا کو طلب کیا اور ہر ایک سے بہ لطف و عنایت پیش آکر مسرور اور مستبشر فرمایا اور ملا ملک قمی نے ایک قصیدہ غرا اُس کی صفت مین کہا قصیدہ

ای تو بہشت برین این چہ شکوہ بہشت شان — پیشکمت شہ نشین باز گہت شہ نشان — نرم تر از بہشت خلد شقہ از پیش گاہ
بام ترا نہ فلک پایہ از نردبان — کوس تحکم زنان بین کہ درخشان سرو — صف زدہ از چار سوے بر صفت چاکران
ہم یم فیض ازل با گہرت ہم نشین — ہم گل روے صفا با اثرت توامان — سقف تو بر باد داد نوبت درگاہ چرخ
کاخ تو بر خاک ریخت آب رخ کہکشان — سنبل بستان تو صید طرب را کمند — خارگلستان تو چشم حسد را سنان
چرخ ز گرد رہت دوختہ بر تن حریر — مشتری از فقنات مانده بسر طیلسان — یافتہ دست قضا از گل سقفت سریر
ساختہ ترک قدر ز ابروے طاقت کمان — از گہ فیض تو ابر بدست صبب — تحفہ فرستد بہ بحر ہدیہ فرستد بکان
لطف تو گر در خیال بگذرد اندیشہ را — چہرہ مافی الضمیر دیدہ بہ بیند عیان — گر کند ابر دلبند شاہد تصویر تو
خامہ ہزار آفتاب دہد در بنان — غنچہ تصویرت ار بشگفد از برگ لک — عقد کند خندہ ات در گلوے زعفران
بسکہ زمین نقش بست صفت ترا در ضمیر — مید مد از جیب خاک سبزہ بشکل زبان — گر بعناصر دہد لطف تو سرمایہ
خاک دہد مردہ را زندگی جاودان — فیض ہوایت اگر مایہ دہد بادرا — ثقل جبلی برد از تن کوہ گران
سدہ تو کعبہ وار ما من فتح و ظفر — طاق تو محراب دار قبلہ پیر و جوان — خاک سبکروحت ار سرمہ دہد بادرا
برنظر خاکیان آب شود استخوان ✤

اور ۹۸۸ نو سو اٹھاسی ہجری مین علی عادل شاہ شہید ہوا اُس کا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ نو برس کے سن مین نائب مناب ہوا صلابت خان نے یہ امر نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا اور تسخیر اُس کے ممالک کی بسہل ترین وجہ نظام شاہ پر ظاہر کی اس واسطے نظام شاہ نے صلابت خان کو ارسال لشکر کے لیئے مامور کیا اور بہزاد الملک کو کہ غلامان چرکس سے تھا سپہ سالار کیا اور امیر الامرا سید مرتضےٰ کو مع لشکر برار ہمراہ کر کے بہ عظمت و شوکت تمام عادل شاہ کی سرحد مین روانہ کیا جب یہ جماعت قلعہ شاہ درگ کے اطراف مین پہونچی امراے عادل شاہی اُس کی مواجہہ کو روانہ ہوے اور پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر ایک مہینے کامل ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ ایستادہ کر کے فروکش رہے آخر کو امراے عادل شاہی کو جب دریافت ہوا کہ سید مرتضےٰ بہزاد الملک کی سپہ سالاری سے آزردہ ہے اور ملک نکریگا افواج آراستہ کی اور ابھی کچھ رات باقی تھی کہ روانہ ہوے اور صبح کیوقت کہ ترشح باران تھا

اور مردم فوج نظام شاہی نہایت غفلت مین اپنے اپنے خیمہ اور پال مین پڑے تھے منزل مقصود مین پہونچکر نقارہ حربی بجانے لگے اور بہزاد الملک نے کہ ہوا کو بزم کے موافق دیکھکر مجلس شراب آراستہ کی تھی سراسیمہ برخاست کرکے اردو سے باہر گیا اور امرا اور سپاہ اُسکے پاس فراہم ہوئے تھے کہ دشمن کی فوج اُسپر تاخت لائی جنگ مین مصروف ہوئی اور قریب ڈیڑھ سو ہاتھی نامی کے لیکر بہزاد الملک کو بحال ابتر منہزم کیا اور سید مرتضی نے کہ اس سے بہت حاصلہ پر فروکش ہوا تھا خبر نہ پہونچنے کا بہانہ کرکے صلابت خان کو لکھا کہ بہزاد الملک نے جو تعجیل جنگ مین کی اور رفقا کے پہونچنے کا انتظار نہ کیا اس سبب سے اُسے چشم زخم پہونچا انشاء اللہ تعالی اب حسن وجوہ سے تدارک ہوگا صلابتخان نے فرمان سپہ سالاری اُس کے نام بھیجا سید مرتضے اس امر سے خوش ہوا اور حیل وحشم کی فراہمی مین کوشش کی اس درمیان مین ابراہیم قطب شاہ جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوا اور اس کا فرزند محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اور ایک لشکر قطب شاہ کہ افواج نظام شاہ کی کمک کیواسطے اس سفر مین ہمراہ تھا بیدل ہوکر متفرق ہوا اور سید مرتضے نے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ قطب شاہ کا وکیل سلطنت تھا موافق کرکے ایسا کیا کہ محمد قلی قطب شاہ کو مدد کیواسطے طلب کیا اور باتفاق قلعہ شاہ درگ کو محاصرہ کیا اور چار پانچ مہینے تک ہر چہار طرف سے بنیاد جنگ ڈالی اور خداوند خان اور بحری خان قزلباش نے ان دنون مین نہایت جان نثاری اور مردانگی کرکے نشان شجاعت کے فاتک الافلاک پر پہونچائے اور تھانہ دار قلعہ محمد آقا ترکمان نے اعلام مدافعہ بلند کرکے قلعہ کی محافظت مین تقصیر نہ کی اور ہر چند نظام شاہ اور قطب شاہ اس سے منصب اور امارت وغیرہ کا وعدہ کرکے چاہتے تھے کہ فریب دیوین مفید نہ پڑا اور اُسنے مجادلہ اور محاربہ اور حفظ حصار مین تقصیر نکی ہمہ تن مصروف ہوا اس سبب سے ہر روز ایک جماعت لشکر نظام شاہ اور قطب شاہ سے مقتول ہوتی تھی اور فتح میسر نہوئی اور سید مرتضی اور قطب شاہ طول محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سے دلگیر ہوکر کہنے لگے کہ ہم یہ محنت عبث تسخیر قلعہ مین کھینچتے ہین مناسب یہ ہے کہ بیجاپور کی فتح مین مشغول ہون اور جسوقت دار الملک مفتوح ہوا اور قلعون اور شہرون کی تسخیر بسہل ترین وجہ میسر ہوگی پھر باتفاق وہان سے کوچ کرکے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوے اور چونکہ اس مقام مین بھی ملازمان بزرگ کے درمیان مناصب کے سبب آپس مین نزاع تھی کوئی شخص لشکر بیگانہ کے دفع شر مین متوجہ نہوتا تھا سید مرتضے اور قطب شاہ نے بخوبی تمام اُسے محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید بیجاپور کی فتح سے بھی مایوس ہوکر قطب شاہ نے اپنی ولایت اور سید مرتضی اور بہزاد الملک نے نظام شاہ کی مملکت کیطرف مراجعت کی اور سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین صلابتخان نے نظام شاہ کے حکم کے موافق قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری کو مع جماعت مردم معتبر بیجاپور کیطرف بھیجا تو عادل شاہ کی بہن کو شہزادہ میران حسین کے واسطے خواستگاری کرے اُس وقت مین فرمان جمشید خان شیرازی کے نام صادر ہوا کہ مع لشکر وجمعیت اپنی قاسم بیگ کے ہمراہ بیجاپور کیطرف جاوے جمشید خان نے جواب دیا مین تابع سید مرتضے کا ہون مضمون فرمان اُسے مین سناتا ہون جو کچھ وہ فرماویگا اُس پر عمل کرونگا اور سید مرتضے نے کہا کہ نظام شاہ نے مجھ سے فرمایا جب تک فرمان میرے خط خاص سے مزین نہو عمل نہ کرنا جو یہ پروانہ اُسکا دستخطی نہین ہے مین اُسپر عمل نہین کرتا اور تجھے رخصت نہین دیتا ہون جمشید خان نے یہ مضمون صلابت خان کو لکھکر فساد بیجا کا سامان کیا اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ اسی سال سید مرتضے مع لشکر برار نہایت شوکت وشان سے صلابت خان کے دفع کے ارادہ پر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن اس مرتبہ ایک جماعت مردم معتبر سے درمیان مین آئی اور صلابت خان اور سید مرتضے

کے درمیان صلح بصلاح کرادیا سید مرتضےٰ برار کی طرف روانہ ہوا اور بعد چھ ماہ کے پھر دروازے خصومت کے مفتوح ہوے سید مرتضےٰ پھر دوبارہ سنہ مذکور مین صلابت خان کے دفع کرنے کے واسطے عازم وجازم ہوا اور بدون اسکے کہ احمد نگر سے لشکر اسپر نامزد ہووے بدستور سابق لشکر برار فراہم لاکر باشوکت وہیبت تمام احمد نگر کی سمت متوجہ ہوا صلابت خان نے یہ خبر سنکر ہمت اُس کے علاج پر مقرر کی مرتضےٰ نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت سے باغ فرح بخش مین لیگیا وہان تقریبات اُٹھاکر عمارت بغداد کو کہ قلعہ کے اندر واقع ہے اسکی عبادت کیواسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ قلعہ احمد نگر کیطرف تشریف نہ لیجاوین اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو کہ حسن وجمال سے آراستہ وشطرنج بھی خوب کھیلتی تھی خدمت کے بہانہ قلعہ مین داخل کیا اور نظام شاہ بعد چند روز کے اُس پر فریفتہ ہوا اسے اپنی ہمبستری سے مشرف کیا اس درمیان مین سید مرتضےٰ مع لشکر عظیم احمد نگر کے اطراف مین در آیا اور کالا چبوترہ کے قریب فروکش ہوا اور صلابت خان نے اسکا آنا اسطرح سے نظام شاہ کے ذہن نشین کیا کہ اس سے رخصت حاصل کی اور شاہزادہ میران حسین کے ہمراہ رکاب سید مرتضےٰ کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضےٰ اور خداوند خان مغلوب اور منکسر ہوکر برار کیطرف بھاگے اور ساز وسلب اور ہاتھی اُسکے صلابت خان کے ہاتھ آئے اور صلابت خان کے تعاقب لشکر سے انھین توقف میسر نہوا برہان پور کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گئے اور اس سال شہزادہ برہان کو بعضے مردم فتنہ انگیز ملباس درویشان احمد نگر مین لائے اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو حالت غفلت مین پہلے قتل کرین اس کے بعد نظام شاہ کو معزول کرکے برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھائین قضا را جس رات کی صبح کو یہ ارادہ وقوع مین لایا چاہتے تھے صلابت خان نے آگاہی پائی برہان شاہ اسی لباس مین کوکن کی طرف بھاگا اور راس مقام مین بھی توقف موجب ہلاکت سمجھکر گجرات کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گیا قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی عادل شاہ کی بہن کو میران حسین کے عقد نکاح مین لائے اور اکبر بادشاہ نے اس سال تسخیر دکن کی عزیمت کی خان اعظم عزیز کوکا کو کہ اس عرصہ مین مالوہ کا حاکم تھا سپہ سالار کرکے مع برہان شاہ اور سید مرتضےٰ اور تمام سرداران دکن کے اُسکے ہمراہ کرکے ولایت نظام شاہ کی طرف روانہ کیا اور ان دنون مین چاند بی بی زوجہ عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کو دیکھنے آئی تھی صلابت خان نے دلاور خان وکیل سلطنت عادل شاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو چاند بی بی کے جہیز مین دیا تھا اب عادل شاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہوکر اسطرف آئی مناسب ہے کہ وہ قلعہ نظام شاہ کے گماشتون کے سپرد کرین دلاور خان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادل شاہ کی بہن کو مع شہزادہ میران حسین دولت آباد کی طرف بھیجا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیوے جشن وشادی کرکے دولہن کو داماد کے سپرد کرین والا موقوف اور معطل رہے اور اس عرصہ مین خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ مین پہونچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل فرمایا بیت کار نہ این گنبد گردان کند * ہر چہ کند ہمت مردان کند اُسکے دفع پر ہمت مصروف کرکے میرزا محمد تقی تیطری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوارون کے مقابلہ کو بھیجے میرزا محمد تقی برہانپور مین گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات کرکے اُسکو ساتھ اپنے متفق کیا اور عزیز کوکا نے یہ سنکر شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علیخان کے پاس بھیجا تو اسے لشکر دکن کی موافقت سے پشیمان کرکے ساتھ اکبر بادشاہ کے متفق کرے یہ امر صورت پذیر نہوا شاہ فتح اللہ نے بنیل مقصود عزیز کوکا کے پاس مراجعت کی اور جوان دنون مین عزیز کوکا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان منازعت

تھی میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع لشکر دکن اعلام جسارت کے بلند کر کے اکبر بادشاہ کی ولایت مین در آئے اور ہنڈیہ کی طرف کہ مالوہ اور دکن کی سرحد ہی مقابل عزیز کوکا کے فروکش ہوئے چند روز کسی نے جنگ مین پیشقدمی اور سبقت نہ کی آخرالامر عزیز کوکا نے صلاح صف جنگ مین نہ دیکھکر رات کیوقت تاخت کی اور بیراہ سے ولایت برار مین آکر بلدہ الیچپور اور بالاپور کو غارت کیا اور جو میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان ہنڈیہ سے کوچ کر کے تعاقب کیواسطے دوڑے عزیز کوکا کو توقف میسر نہوا اور اندربار سے ولایت مالوہ کی طرف مراجعت کی اسوقت راجہ علیخان برہانپور کیطرف گیا اور میرزا محمد تقی احمدنگر کی سمت راہی ہوا اکبر بادشاہ جو متوجہ اور مہمات مین تھا اور سلاطین دکن بھی نہایت شوکت اور قوت مین تھے طرح دیکر مہم مین ساعی نہوا اور ان سنوات مین فتحی شاہ ارباب نشاط جو دستگرفتہ صلابت خان تھی اُسنے نظام شاہ کے مزاج مبارک مین تصرف تمام بہم پہونچایا اور چند قصبہ جاگیر پائے اور قسم جواہر اور زیور مرصع سے جو کچھ چاہتی تھی اس بادشاہ کی سرکار سے لیتی تھی اور روز بروز قرب و منزلت اُسکی افزون ہوتی تھی یہان تک کہ دو مالے قیمتی کہ رام راج کی غنائم سے تھے اور مروارید اور یاقوت و لعل اور زمرد وغیرہ قرینہ سے آمیختہ اور منتظم تھے طلب کیے مرتضیٰ نظام شاہ نے بسبب غفلت و عشق اور استغنائی سے کہ بحرو کان اُسکے نزدیک وجود نہین رکھتا تھا صلابت خان کو حکم کیا کہ وہ دونون مالے فتحی شاہ کو لی کے حوالہ کرے لیکن صلابت خان نے معذرت کر کے اُسکے دینے سے انکار کیا جب مبالغہ بادشاہ کا حد سے گذرا ارکان دولت سے مشورہ کیا سبھون نے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ دو مالے اور ان مالون کی شبیہ مین فتحی شاہ کو دینا چاہیئے صلابت خان نے انکے کہنے پر عمل کیا اور بعد چند روز کے فتحی شاہ اس معاملہ سے واقف ہوکر بادشاہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ مالے رامراج کے نہین ہین نظام شاہ غضبناک ہوا اور صلابت خان سے فرمایا کہ جسقدر جواہر میری سرکار مین ہی صندوقچون سے برآوردہ کر کے جواہر خانہ مین فراہم کرے نظر ثانی اور تماشا کو دن صلابتخان نے مقصد سمجھکر ان دو تسبیح اور جواہر نفیسہ کو پوشیدہ کیا اور باقی الوان معہودہ مین قرینہ اور ترتیب سے چنا نظام شاہ لوگون کو علیحدہ کر کے مع فتحی شاہ وہان گیا اور جب وہ تسبیح اور جواہرات قیمتی نہ دیکھا نہایت ناراض ہوا اور اپنے ہاتھ سے اس جواہرات کو ایک جا فراہم کر کے فروش نفیسہ مین کہ وہان موجود تھا لپیٹ کر آگ مین ڈالا اور وہان سے برآمد ہوا اور جب ارکان دولت اُس اشیا کی محافظت کے واسطے دوڑے فرش و فروش سوختہ کے سوا کچھ نظر نہ پڑا القصہ تمام آگ کو بجھا کر جواہر اور زیور مرصع برآوردہ کیا موتیون کے سوا کسی چیز کو آسیب نہ پہونچا تھا اور لوگون نے ان بات کو بادشاہ کے جنون اور دیوانگی پر گمان کیا اس تاریخ سے خلقت اُسے دیوانہ کہنے لگی اور لولیون نے نظام شاہ سے عرض کیا کہ ارکان دولت آپکی پردہ نشینی سے دلگیر ہوکر چاہتے ہین کہ آپ کے فرزند ارجمند میران حسین کو تخت پر بٹھاوین یہ سنکر لخت جگر کے قتل پر عازم ہوا ہر چند کوشش کی کہ اُسے کسی طور دستیاب کر کے ہلاک کرے صلابت خان اسے نہ دیتا تھا جملہ دو الا مین دفع الوقت کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم عادل شاہ و لاور خان حبشی کے صلاح و مشورہ کے باعث مع فوج جنگی نظام شاہ کی سرحد مین آیا اور یہ پیام دیا کہ شہزادہ میران حسین کی زوجہ کو رخصت کرین یا اُسکی پالکی جو ہمنے بھیجی ہی واپس بھیجین صلابت خان نے جواب دیا کہ جبتک قلعہ شولاپور نہ دوگے یہ مقصد حاصل نہوگا عادل شاہ صلابتخان کی سخت گوئی سے مقام خصومت مین ہوا اور اسہ کو محاصرہ کیا نظام شاہ یہ امر صلابت خان کی بے اعتدالی سے سمجھکر رنجیدہ ہوا اور اُس سے پوچھا کہ تو خراخوار ہی یا حلال خوار صلابت خان نے جواب دیا کہ مین بندہ با اخلاص ہون نظام شاہ نے کہا مین تیری نافرمانی سے

آزردہ ہون اور قدرت تیری قید وحبس پر نہین رکھتا صلابت خان نے سرزمین پر رکھکر عرض کیا کہ کوئی قلعہ میرے محبس کے واسطے مقرر فرماوین تو مین خود مطوق اور سلسل ہوکر اس مین جاکر غبار خاطر اقدس محو کرون نظام شاہ نے کہا قلعہ دندا راجپور کی طرف رجوع ہو وہ ترک سادہ فی الفور اپنے مکان پر آیا اور زنجیر اپنے پانون مین ڈال کر پالکی مین سوار ہوا اور اپنے متعلقون کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ دندا راج پور مین قید کرو اور نظام شاہ نے عہد وکالت پر قاسم بیگ حکیم کو اور منصب وزارت پر میر محمد تقی نظیری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادل شاہ کے ساتھ صلح کرین چنانچہ انھون نے اُس کے فرمانے پر عمل کیا یعنے عادل شاہ صلح کرکے سرحد سے پلٹ گیا اور خواہر عادل شاہ کو کہ اب تک داماد کے سپرد نہ کیا تھا جشن شادی بزرگ ترتیب دے کر میران حسین شہزادہ کے سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی سے یہ بات کہی کہ اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا غالب ہوا اسے میرے دربار مین حاضر کرو یہ خوش ہوکر شکر الٰہی بجالائے اور اُسی وقت شہزادہ کو قلعہ کے اندر باپ کے پاس بھیجا ابتدا مین نہایت شفقت سے پیش آیا اور عمارت بغداد کے قریب اسے ایک حجرہ مین جگہ دی دوسرے دن اسے نہالی اور بالاپوش مین لپیٹ کر حجرہ مین آگ لگادی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جس طرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالاپوش کے درمیان سے برآمد ہوا اور جو حجرے مین دھوئین کے سبب اندھا دھند تھا آپ کو شکاف دروازہ مین پہونچاکر از روے اضطراب فریاد کی یہان تک کہ فتحی شاہ لولی خبردار ہوئی اور اس نے رحم دلی اور ترحم سے دروازہ کھولا اور میران حسین کو برآوردہ کرکے قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچایا انھون نے اسے پالکی مرصع مین بٹھاکر پوشیدہ دولت آباد کی طرف بھیجدیا نظام شاہ بعد دو تین روز کے اس حجرے مین گیا جب ہڈیان اپنے فرزند کی اس خاکستر مین نہ دیکھین فتحی شاہ لولی سے استفسار کیا اُس نے عرض کی شاید استخوان اسکے خاکستر ہوگئین ہون نظام شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور اُس پر تشدد اور تہدید نہایت کی فتحی شاہ نے کہا مین نے اسے قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کے سپرد کیا ہے نظام شاہ نے قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کے دروازہ کے قریب طلب کرکے حقیقت حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کے واسطے انکار کرکے بولے ہم اس واقعہ سے خبر نہین رکھتے نظام شاہ طیش مین آیا فوراً دونون امیرون کو مقید اور محبوس کرکے مہمات سلطنت میرزا محمد صادق رو وباری سے رجوع فرمائے جب اُس نے بھی شہزادہ کے قتل مین اطاعت نہ کی بعد نو روز کے اسے بھی مقید اور محبوس کیا پھر سلطان حسین سبزواری کو جس کا مولد احمد نگر تھا منصب وکالت دیکر بخطاب میرزا خان عہدۂ پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ جو اراوہ بادشاہ کا جانتا تھا فتحی شاہ اور اُس کے عزیز واقارب کو زر خطیر دے کر راضی کیا اور پوشیدہ دلاور خان کے پاس ایلچی بھیجکر پیغام کیا کہ یہ بادشاہ محض دیوانہ ہوکر چاہتا ہے کہ اپنے فرزند کو قتل کرے اگر تم میری امداد اپنے ذمہ ہمت پر مناسب اور فرصت جانکر اس سرحد کی طرف متوجہ ہو ممکن ہے کہ ہم باپ کو معزول کرکے بیٹے کو تخت پر متمکن کرین دلاور خان نے یہ امر قبول کیا اور مع عادل شاہ سرحد کی طرف متوجہ ہوا میرزا خان نے بذریعہ فتحی شاہ نظام شاہ کے گوش زد کیا کہ عادل شاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے نشان عزیمت بلند کرکے بہ تعجیل تمام آتا ہے اس بارہ مین کیا حکم ہوتا ہے نظام شاہ جو مقدمہ سے خبر نرکھتا تھا تدارک اور علاج اسکا

میرزا خان سے رجوع فرمایا میرزا خان نے امرائے کبار کو اس بہانہ سے کہ عادل شاہ کی لشکر کشی انکی تحریک کے سبب سے ہی مقید کیا اور خود اپنے عزیز و اقارب کو بجائے اُنکے مقرر کرکے مع جمعیت خوب احمد نگر سے برآمد ہوکر قصبہ ڈانورہ کے قریب فروکش ہوا نظام شاہ میرزا خان کے مقام کرنے سے متوہم ہوا اور مسود اس اوراق یعنی محمد قاسم فرشتہ کو اس معاملہ کی تحقیق کیواسطے امرا کے پاس بھیجا جو میرزا خان اخلاص میر اشہریار کی نسبت بواجبی جانتا تھا یقین کیا کہ یہ حقیقت حال دریافت کرکے راست براست بے کم و کاست بادشاہ سے معروض کریگا اس سبب سے لشکر گاہ کے جانے سے اضطراب مین پڑا اور فتحی شاہ سے کہا اگر تو حکم حاصل کرے کہ مین لشکر مین جاکر امرا کو جنگ دشمن کی ترغیب و تحریص کرون نہایت شفقت و مرحمت ہوگی اور اُسکے لشکر انہ مین بارہ ہزار ہون نقد تمہارے صرفہ بزم کیواسطے دیکر روانہ ہونگا فتحی شاہ نے جو ہین نام بارہ ہزار ہونکا سنا فوراً نظام شاہ سے عرض کرکے ایک حکمنامہ بخط خاص حاصل کیا کہ میرزا خان خود لشکر مین جاکر دشمن کے مدافعہ مین قیام کرے وہ اس امر سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوا اور بلا توقف بارہ ہزار ہون فتحی شاہ کے تفویض کیئے اسوقت تک یہ مؤلف لشکر مین تھا کہ میرزا خان بطور تاخت وہان آیا جو راز اسکا فاش ہوگیا تھا اور خاص و عام اسکے ارادہ پر مطلع تھے اس امر کا عازم ہوا کہ مولف کو محبوس اور مقید کرے تو اخبار اُردوے بادشاہ کے موقف عرض مین نہ پہونچے اس درمیان مین ایک دوست نے مجھے اس سانحہ سے آگاہ کیا مین گھوڑے پر سوار ہوکر قریب شام اُردو سے بھاگا میرزا خان واقف ہوا اور ایک جماعت کثیر میرے تعاقب کیواسطے نامزد کی جو مین نے مشعل اور لال ٹین وغیرہ خاموش کردی تھین اور اُنھون نے برعکس اسکے روشن کی تھین بدین سبب اُنکے تعاقب سے کچھ اثر مترتب نہوا یہ فقیر قریب صبح نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچا سراپردہ کے پیچھے سے مین نے میرزا خان کا قصد و ارادہ بتفصیل تمام معروض کیا فتحی شاہ جو کہ میرزا خان سے شائبہ رکھتی تھی معترض ہوکر بولی کہ تو جھوٹ کہتا ہے میرزا خان سے حرامخوری کبھی نہوگی مین نے جوابدیا کہ مجھے اور میرزا خان سے کسی نہج کی عداوت نہین ہی کہ مین نے اُسکے حق مین تہمت کی ہی جو مین نے سنا تھا وہ اپنے صاحب سے عرض کیا امید ہی کہ جلد صدق و کذب میر اسب بر ظاہر و باہر ہووے یہ حرف و حکایات اور رد و بدل ہو رہی تھی کہ اسی وقت مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ میرزا خان مع جمیع امرا و فلانا باد کیطرف گیا ہی کہ میران حسین شہزادہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اور بادشاہ بناکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہووے نظام شاہ دریاے حیرت مین پڑا بندہ سے تدبیر پوچھی مین نے گذارش کی کہ علاج اس علت کا دو نہج پر متصور ہی اول یہ کہ آپ پس پردہ سے برآمد ہوکر سوار ہووین اور مع ان دو تین ہزار سلح داران خاصہ خیل جو ہمراہ رکاب ہمایون ہین مین کیطرف تاخت کرکے میرزا خان کے سد راہ ہون کہ بہ مجرد سنے اس خبر کے جمیع امرا و سپاہ میرزا خان کی ترک رفاقت کرکے چتر عرش سا کے سایہ مین فراہم ہونگے نظام شاہ نے کہا قبل اسکے چند روز ہوے کہ فلان خواجہ سرا کھانا میرے واسطے لایا اُس کے کھاتے ہی میری طبیعت برہم ہوئی اور شکم مین درد پیدا ہوا آخر شب اسہال و قی شروع ہوے اب تک یہ اعضا مین درد ہی اور قدرت سواری کی نہین رکھتا گمان میرا یہ ہی کہ میرزا خان نے خواجہ سرا کو موافق کرکے وہ کھانا زہر آلود کیا تھا مین نے عرض کی کہ دوسرا علاج یہ ہی کہ فرمان مشعر استخلاص صلابتخان قلعہ دار اراج پوری مین بھیجکر یہ تعجیل اُسکو اور بھی دوسرے آدمیون کو کہ قلعہ مین محبوس ہین طلب کرین اور خود بھی بدولت و سعادت پالکی مین سوار ہوکر بہانہ شکار جنیر کیطرف کہ صلابت خان کے سر راہ ہی تشریف لیجاوین کہ صلابت خان کو پابوسی مین مشرف ہوتے ہی تمام خیل چشم شہزادہ

اور میرزا خان سے جدا ہو کر عالم پناہ کی ملازمت مین حاضر ہونگے بادشاہ نے فوراً فرمان صلابت خان اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی اور حکیم مصری کے طلب مین ترقیم فرمایا اور بصحابت قاصدان تیز رفتار کے روانہ کیا اور خود بھی ساعت نیک اختیار کر کے سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ فتحی شاہ لونی نمکحرام نے سر اُسکے پانوں پر رکھکر ہاے ہاے کر کے رونا شروع کیا اور کہا کہ بجز دروانگی قلعہ احمد نگر سے یہ آدمی خاصہ خیل کہ حاضر ہین اپنے حق خدمت ادا کرنے کیواسطے آپ کو شہزادہ کے پاس لیجاوینگے نظام شاہ نے یقین کر کے فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت مین اشتغال رکھتا تھا اُسدن حضور اقدس مین طلب کر کے بکلمہ شریف سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی ہیکل گندم گون اور فراخ چشم بلند اندام اور باشوکت وصلابت تھا اور زبان فارسی مین خوب مہارت رکھتا تھا فقیر سے فرمایا فتحی شاہ ایسا ایسا کہتی ہین بہتر یہ ہو کہ اس قلعہ مین رہ کر صلابت خان کا انتظار کرون فقیر جو چارہ نہ رکھتا تھا آنحضرت کے مزاج اور مرضی کے موافق گفتگو کر کے راضی بقضاے الٰہی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی جمیع مردم سوار و پیادہ کہ اُس کے پاس باقی رہے تھے مایوس ہو کر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوے اور میرزا خان صلابت خان کے پہونچنے کے خوف سے دو منزلہ راہ طے کر کے تعجیل تمام شہزادہ کو احمد نگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ نے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کر کے صلابت خان کے پہونچنے تک محافظت کرے لیکن جب صغیر و کبیر اعلیٰ ادنیٰ قلعہ سے برآمد ہو کر شاہزادہ سے ملحق ہوے اور سواے فتحی شاہ اور اُسکے پرستار سبزہ نام اور تین چار پردہ دار کے کوئی قلعہ مین نرہا مسود اس اوراق نے ہاتھ مدافعہ سے کوتاہ کر کے سکوت اختیار کیا اس درمیان مین شاہزادہ اور میرزا خان تیس چالیس آدمی اوباش سے قلعہ مین داخل ہوے اور تلوارین میانسے کھینچکر عمارت بغداد مین کہ مسکن نظام شاہ تھا در آے اور جو سامنے آتا تھا اُسے زندہ نچھوڑتے تھے شاہزادہ نے بندہ کو پہچانا اور پاس ہم مکتبی کا کر کے میرے قتل کا مانع ہوا اور مجھے اپنے ہمراہ عمارت بغداد مین لیجا کر تولا اور رفعتاً ہر ایک بدزبانی کہ عالم مین متصور ہو اپنے باپ کی نسبت بجالایا نظام شاہ سکوت اختیار کر کے اُسکی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کر کے اس کے شکم پر رکھی بولا کیا کہتا ہو اس تلوار کا پیلا ایسا تیرے پیٹ پر مارون کہ پشت کی ہڈیان توڑ کر نکلجاوے نظام شاہ آہ سرد کھینچکر بیخیش تمام بولا اے مردود حق اور خالق پدر تیرا باپ دو تین روز کا مہمان ہو اگر باپ کے حال پر ترحم کرے مروت ہوگی والا تجھے اختیار ہو شہزادہ نے جب تقریر دلپذیر سنی حرکات ناخوش ترک کر کے عمارت بغداد مین نازل ہوا اور باوجود اس کے کہ باپ اس کا مرض الموت مین گرفتار تھا میرزا خان کی ہدایت سے صبر کر کے حکم کیا کہ اسے حمام مین لیجا کر دروازہ اور روزن اُسکے مسدود کرین اور اُسکے آتش خانہ مین آگ شدت سے جلا کر جمیع منفذ بند کرین اور اُسے پانی مذیوین تاکہ وہ حالت تشنگی مین تڑپ تڑپ کر جان جان آفرین کو تسلیم کرے جب یہ سانحہ عمل مین آیا آنحضرت رجب کی اٹھارویں تاریخ ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوے اور علما اور فضلا مذہب امامیہ یعنے شیعہ کے طریق پر اُسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے اور برسم امانت صندوق مین رکھکر دولت باغ مین مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نے اُس کے استخوان برآوردہ کر کے کربلاے معلے بھیجے اور اُسکے باپ دادا کے چبوترہ مین دفن کیا اور مرثیے نظام شاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس اور پانچ مہینے تھی مرثیہ

درخ رانیست قرار ۔ از دائرہ زمانہ دور است مدار ۔ زنہار امان زدہر امید مدار ۔ گر تیغ ستم کشد نیا بد زنہار

تذکرہ میران حسین بن مرتضیٰ نظام شاہ کی سلطنت اور اُسکے واقعات پر شور و شین کا

جب میران حسین نے میرزا خان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حمام مین قید کر کے ہلاک کیا اور احمد نگر کے تخت پر متمکن ہوا اور میرزا خان کو صاحب اختیار کیا میرزا خان نے چاہا کہ دلاور خان کی تعلید کر کے میران حسین کو کہ طفل دہ سالہ ہی گھر مین بٹھا کر خود متصدی جمیع مہمات ہووے لیکن جو کہ میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال اور نادر اندیش تھا یہ صورت وقوع مین نہ آئی ہر روز سوار ہوتا تھا اور ایک جماعت دایہ زادگان اور اپنے ہمسائگان کو منصب امارت دیکر مقرب کیا اور زمانہ لہو و لعب مین بسر کرتا تھا اور راتون کو جماعت اراذل اور اوباش ہمراہ لیکر احمد نگر کے کوچہ و بازار مین پھرتا تھا اور حالت بدمستی مین جو شخص اُسکے سامنے آتا تھا تیر و تفنگ سے اسے ناحق قتل کرتا تھا اس درمیان مین بعضے مقربان نے میران حسین کے گوش زد کیا کہ میرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضیٰ نظام شاہ کو قلعہ سبز سے طلب کر کے اپنے مکان مین پوشیدہ کیا ہی تا بوقت فرصت تجھے معزول کر کے اُسے منصوب کرے میران حسین یہ سنکر خائف ہوا اور میرزا خان کو موکلون کے سپرد کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط ہی پھر میرزا خان کو مقرب اور معزز کر کے پایہ اُسکے مرتبہ کا بلند کیا میرزا خان نے مظنہ دفع کرنے کیواسطے میران حسین کی خدمت مین عرض کی کہ وجود وارثان مملکت موجب فتنہ و فساد ہی صلاح دولت اس مین ہی کہ شاہ قاسم مع آل و اولاد قتل کیے جاوین میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور فرمان اُن لوگون کے قتل کا جاری فرمایا یہانتک کہ اپنے اعمام اور اُنکی اولاد ذکرینہ کو کہ پندرہ مرد تھے ایک روز مین سب کو تیغ بیدریغ سے نیست و نابود کیا اور جب میرزا خان کا استقلال اور غلبہ حد سے گذرا انکس خان اور طاہر خان کہ برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی میران حسین کے ہوتے تھے حالت مستی اور ہوشیاری مین شکایت میرزا خان کی کرتے تھے اور میران حسین اس سے پرحذر ہو کر کبھی کہتا تھا کہ اُسے دستیاب کر کے فلان تلوار سے اُسکی گردن مارونگا اور کبھی کہتا تھا کہ فلان فیل مست کے زیر پا اُسے ڈالونگا اور یہ خبر میرزا خان کو پہونچی اُس نے جو طمع دنیوی دل حشمت و جاہ سے نہ اُٹھا سکتا تھا اور اپنے تئین بادشاہ بے تاج و تخت تصور کیے ہوئے تھا علاج اُسکا میران حسین کے قلع اور قمع مین تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کر کے جمادی الاول کی بارھوین تاریخ سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے ہجری مین بحیلۂ ضیافت انکس خان کے مکان پر گیا تو اسکا کام تمام کرے میرزا خان بیماری کا بہانہ کر کے عذر خواہ ہوا اور آقا میر شیروانی کو کہ اسکے اعوان سے تھا اور میران حسین اُسکو اپنے مخلصان سے معلوم کرتا تھا اسے انکس خان کے مکان پر بھیجا آقا میر اسوقت وہان پہونچا کہ میران حسین طعام تناول فرما چکا تھا انکس خان نے اُسکے واسطے کھانا علیحدہ حاضر کیا اس مین قدرے تناول کیا اور جسطرح سے میرزا خان نے اُسے فہائش کی تھی ذکر کرتا ہوا مجلس سے باہر نکلا اور اپنے مکان پر گیا میرزا خان نے میران حسین کو پیغام کیا کہ آقا میر آپکے امرائے کلان سے ہی چاہیے کہ اُسے قلعہ احمد نگر کے باہر بھیجکر مکان خوب مین جگہ دیوین اور حکما کو اُسکے معالجہ کیواسطے مقرر فرماوین تو آپکی توجہ کی برکت سے شفا پاوے میران حسین انکس خان کے مکان سے پلٹ کر باغ بیرون قلعہ مین رونق افزا ہوا اور میرزا خان نے اُسکی ملازمت مین پہونچکر یہ عرض کی کہ مین نے ظاہر اسنا ہی آقا میر نہایت بدحال ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ اس مرض سے نجات پاوے اگر بادشاہ اُس کے حقوق خدمت کو منظور رکھکر اُسکی عیادت کو تشریف فرما ہووے کمال بندہ پروری ہوگی میران حسین شراب کے

تشہ مین انجام نہ سونپا دو تین آدمی مقربون سے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور میر زاخان کے ساتھ قلعہ کیطرف روانہ ہوا اور وہان جو میر زاخان کے اعوان وانصار کے سوا دوسرا نہ تھا دروازہ بند کرکے اُسے قید کیا اور میر زاطاہر نیشاپوری قلعہ دار مقرر ہوا مین برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹون کے بلانے کو کہ صغیر سن تھے بھیجا تو ان مین سے جسکو مناسب جانے تخت پر بٹھاوے میر طاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرزند کو کہ ایک کا نام ابراہیم دوسرے کا اسمٰعیل تھا احمد نگر مین لایا میر زاخان نے بزجر و تعدی قاسم بیگ اور میر زا محمد تقی نیظری اور میر زا صادق اور میر عزیز الدین استر آبادی اور تمام اعیان اور افاضل غریبان کو جو اپنے اپنے مکانہ تھے اور اس معاملہ کی خبر نہ رکھتے تھے سولھویں تاریخ ماہ مذکور کو شہر سے قلعہ مین طلب کرکے مجلس آراستہ کی اور فی الفور کیوقت چھوٹے بھائی اسمٰعیل کو جو بارہ برس کا تھا تخت پر بٹھا کر مبارکباد پیش غول تھے کہ یکبارگی قلعہ کے باہر غوغا بلند ہوا لوگ تلاشی ہوے اور ایک جماعت کو حقیقت حال دریافت کرنے کیواسطے بھیجا انھون نے پلٹ کر یہ اخبار پہونچائے کہ جمال خان مولد مہدی کہ منصب داران عمدہ سے ہے مع ایک جماعت منصبداران دکنی وحبشی سے اتفاق کرکے آیا ہوا اور کہتا ہے کہ چند روز گذرے ہین ہم اپنے بادشاہ میران حسین کی زیارت سے خرم ہین اور اُسکے حال سے خبر نہین رکھتے کہ کہونکر دیا اسے ہمارے پاس بھیجا ہمین اُسکی ملازمت کیواسطے جانے دو میر زاخان نے نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین لیاقت وقابلیت بادشاہی کی نہین رکھتا ہے اب ہمارا اور تمھارا بادشاہ اسمٰعیل نظام شاہ ہے بہتر وقت برآمد ہو کہ تمھارا اسلام لیتا ہے جمال خان نے یہ سنکر زیادہ تر مقام پرخاش مین ہوکر کہلایا کہ شہر احمد نگر مین منادی کرلو کہ اہل دکن سمجھین اور آگاہ ہو دین کہ میر زاخان اور بیجا غریبان نے قلعہ مین جمع ہوکر میران حسین شاہ کو قید کیا ہے اور دوسرے کو بادشاہ کیا چاہتے ہین لازم ہے جمیع خاص وعام اپنے بادشاہ کی رہائی پر ہمت مقرر کرکے غریبا و غریب زادون کا تسلط اپنے سر سے دفع کرین اور نہین یقین جانین کہ بعد اس تعجب کے زن وفرزند وکنیون کے اُن کی کنیزی اور غلامی مین گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تجرع شراب کے مست تھے جب یہ بات سنی مسلح اور مکمل ہوکر فوج فوج قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت مین پانچ چھ ہزار سوار و پیادہ اور بہت بازاری وغیرہ جمال خان کے پاس مجتمع ہوئے اور تمام حبشی قلعہ کے قریب ہجوم لاکر اُنکے شریک ہوئے اور جو دولت میر زاخان کی زوال اور انحطاط مین تھی اور جو کچھ کہ مشیت ایزدی نے ساتھ اُنکے تعلق پکڑا تھا چاہتے تھے کہ وقوع مین آوے ابتداے حال مین جمال خان سو بیس پچیس سوار کے جب قلعہ کے قریب آیا تھا میر زاخان نے کور مغزی اور بے عقلی سے ایک جماعت کو اُس کے دفع شر کے واسطے نہ بھیجا اور جس وقت ہجوم عام ہوا یعنے سو دو سو پیادے بیشمار اسکے پاس مجتمع ہوے ہر ایک مرد وم دردی کو ایک ایک ہمیان زر سرخ دیکر اپنے خالو محمد سعید کشور خان کو مع ایک سو پچاس غریب زادہ اور سات غریب اور بیس دکنی اور ایک فیل مست کے کہ غلام علی نام رکھتا تھا جمال خان کے مدافعہ اور مقابلہ کے واسطے نامزد کیا اور کشور خان ہر چند جانتا تھا کہ اس جماعت معدودہ سے اس لشکر گران کے ساتھ کچھ کام نہ ہوسکیگا ناچار قلعہ سے برآمد ہوکر حملہاے مردانہ کیے اکثر غریب زادے کام آے اور دس پندرہ آدمیون نے کہ نہایت زخمی اور نیمجان ہوے تھے بھاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور میر زاخان کے پاس پہونچے میر زاخان نے جب غریب زادون کو کہ اُنکی حمایت اور پشتی سے مرتکب ایسے امر خطیر کا ہوا تھا مقتول دیکھا مضطرب اور حیران ہوکر بولا کہ بلوہ دکنیون کا میران حسین شاہ کے واسطے ہوا لازم ہے کہ ہم اُسے قتل کرین تو آگ فساد کی ساکن ہووے پھر ایک غریب زادہ

نے کہ جس کا نام اسمٰعیل خان بن ذوالفقار خان تھا حکم کیا کہ حسین شاہ کا سر تن سے جدا کر کے تاج سنان کرو اور برج یا قلعہ کے دروازہ پر نصب کرو جب یہ واقعہ بائلہ عمل مین آیا یعنے سر اس تاجدار کا نوک نیزہ پر چڑھا کر یہ شور وخروش بلند کیا کہ اگر ہجوم اور جنگ تمھارے حسین شاہ کے واسطے ہے یہ سر اس کا تاج سنان ہے دیکھو لازم ہے کہ اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ کی سلطنت پر راضی ہو کر اپنے مکان پر جاؤ کہ اسکی عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوگے بعضے دکنی اور حبشی کہ عمدہ تھے عازم مراجعت ہوئے اور جمال خان ان کے ارادہ پر واقف ہو کر مانع آیا اور کہا اگر حسین شاہ مارا گیا چاہیئے کہ غریب زادوں سے انتقام لیکر باگ مہمات سلطنت کی اسمٰعیل شاہ کے قبضہ اقتدار مین ملا دین اور باتفاق امور بادشاہی کا سامان کریں یہ ضرورت ہے کہ غریب متصدی اس امر خطیر کے رہین پس پھر سب جمال خان کو اپنا سردار کر کے دولتخانہ کے درمیان عہد و شرط کر کے قلعہ کے محاصرہ مین ساعی ہوے اور عوام الناس کی دلجمعی کیواسطے کہ مخدوم دولتگیر نہ ورین ایک جماعت کو نزدیک دروازہ برج دبارہ کے بھیجکر پیغام کیا کہ لوگ کہتے ہین یہ سر میران حسین کا نہین ہے اگر سر کو نیچے ڈالین تو دکنی اور حبشی پہچانکر مایوس ہووین اور ہاتھ جنگ سے کوتاہ کرین چنانچہ میرزا خان نے باور کر کے سر میران حسین کا قلعے کے نیچے ڈالا اور جمال خان اور یاقوت خان حبشی اگرچہ جانتے تھے کہ یہ سر میران حسین کا ہے لیکن اغماض کر کے بدلے یہ سر اسکا نہین ہے پھر اسے چادر مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین پوشیدہ کیا اس درمیان مین ایک سوزگاؤ علف اور پاچک وشتی اور بھوسے سے لدے ہوئے قلعہ کے آگے سے فروخت کے واسطے لیے جاتے تھے جمال خان نے فرمایا انھین قلعہ کے متصل لیجا کر کنڈے اور علف کو قلعہ کے دروازہ پر انبار کر کے آگ لگاؤ جب ایسا کیا آگ دروازہ کے تختون مین لگی دروازہ تمام جلگیا اور جو آگ کے انگارے سر راہ پڑے تھے مردم درونی اور بیرونی کی راہ آمد و شد مسدود ہوئی اور جب آدھی رات گئی اور آگ کے شعلے ساکن ہوے اندر باہر کے آدمیون نے جا بجا قرار و آرام پکڑا میرزا خان مع جماعت اعوان و انصار شمل باتی خان اور امین الملک نیشاپوری اور خانخانان اور سید محمد سمنانی اور بہادر خان گیلانی اور میر طاہر علوی اور آقا میر شیروانی اور شہباز خان دکنی اور اسمٰعیل خان گرد شمشیرین غلاف سے برآوردہ کر کے بہیئت مجموعی گھوڑون کو مہمیز کر کے دروازہ سے برآمد ہوا بعضے خاص شہر مین اور بعضے حوالی شہر مین مارے گئے میرزا خان جنیر کی طرف بھاگا اور چند روز تک کہین اس کا سراغ پیدا نہوا اور دکنی اور حبشی اس شب کو قلعہ مین داخل ہوے جس قدر کہ غریب وہان تھے سوائے چار آدمیون کے یعنے قاسم بیگ اور سید شریف گیلانی اور اعتماد خان شستری اور خواجہ عبدالسلام تو نے کے کہ جائے محفوظ مین پوشیدہ ہوئے تھے باقی کو کہ قریب تین سو مرد کے تھے تہ تیغ کیا اور جملہ قتیلان سے میرزا تقی نظیری اور میرزا صادق دوباری اور میر غریب الدین استرآبادی اور ملا نجم الدین شستری ہین اور یہ ہر ایک اس زمانہ مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے میرزا صادق باوصف فضل و دانش منشی خوب تھا اور شعر پاکیزہ کہتا تھا یہ چند رباعی اس سے کہ مولف کو یاد تھین تحریر ہوئین رباعی ای رہزن کاروان زہد و پرہیز ✤ بدعت نہ دوستی خصمی آمیز ✤ درکوے تو از ہجوم نظارگیان ✤ نے جلبے ستاند و نے پائے گریز ✤ ایضاً زانم کہ بہ بزم سلوکی کردم صبر ✤ اکنون خطش از غبار دارد سر صبر ✤ گر سوزمن از خطش فزون شد چہ عجب ✤ سوزندہ تر است آفتاب تہ ابر ✤ ایضاً من مصحف اقدس مقدس کیشم ✤ من ہیکل علوی تعالی اندیشم ✤ خواہی ز زمانہ چشم زخمت نرسد ✤ تعویذ تو ام جدا کمن از خویشم ✤ ایضاً ای روشنی چشم ز ہجران بیدار ✤ ای وصل تو مرہم درون افگار ✤ از ہجران تو بیقرار ست دلم ✤

یک لخظہ کنار خاطر گیر قرار ہ القصہ جب صبح صادق ہوئی غریبون کے کشتون کے پشتے نظر آئے جمال خان مع اعوان و انصار قلعہ مین داخل ہوا اور حکم کیا کہ لاشین غریبون کی اٹھا کر صحرا مین ڈالدو اور اُن کے متعلقون کو کفن و دفن سے ممانعت کرو اور میران حسین شاہ مقتول کو باغ روضہ مین دفن کرکے اسمعیل نظام شاہ کو تخت پر بٹھایا اور پھر محمد و اُغریبون کے قتل اور ان کے مال کے تاراج اور عما ت جلانے اور کھودنے کے بارہ مین حکم فرمایا لشکریان اور غارتگران نے ہاتھ ظلم کا آستین تعدی سے برآوردہ کیا وضیع و شریف اور امیر و فقیر لوٹکر اور سوداگر اور مجاور اور مسافر کو بزجر و رسوائی تمام قتل کرتے تھے اور آگ اُنکے عمارت عالیہ مین لگا کر جنکا سر فرقدان پر تھا زمین سا اور پائمال ظلم و جفا کیا اور ان کی دوشیزہ رویون کو جو مہر وماہ سے منہ چھپاتی تھین بال کھینچکر مستون کی بزم مین لائے اور چوتھے دن میرزا خان کو جنبہ کے حوالی مین گرفتار کرکے جمال خان کے حکم کے موافق گدھے پر سوار کرکے شہر کے کوچہ و بازار مین تشہیر کیا اس کے بعد تیغ ستم سے پرزے پرزے کرکے سر بازار آویزان کیا اور جمشید خان شیرازی کو مع اسکے بھائی سید حسین اور سید محمد کے اور اسکے فرزند سید مرتضی کے بسبب اس جرم کے کہ وہ میرزا خان کے موافق تھے قتل کرکے انکی لاشین توپ کے منہ مین رکھکر آگ دی یہانتک کہ ہر ذرہ اُنکے اعضا کا یہ مقام مین متفرق ہوکر گرا اور سات دن تک غریبون کا قتل عام رہا اور ایک ہزار غریب شہر و قصبات مین مقتول ہوئے مال و اسباب و ساز و سلب انکا تاراج ہوا اس درمیان مین فرہاد خان حبشی کہ امرائے کبار سے تھا اپنی جاگیر سے آیا اور اجلاف اوراوباش پر سیاست اور تہدید کرکے فی الجملہ آتش فساد ساکن کی اور ایک جماعت قلیل غریبون کی کہ حبشیون اور دکنیون کی حمایت مین بسبب آشنائی کے کسی گوشہ اور کنارہ مین پوشیدہ تھی اُس نے اس بلا سے نجات پائی **مثنوی** کہ دانکہ این وخیرہ دیو و دد ہ چہ تا رنجہا دارد زنیک و بد ہ چہ نیرنگ بالخیر دان باخت ست ہ چہ گردن نشان را سر انداخت ست ہ فلک نیست یکسان در آغوش تو ہ طرازش دو رنگ ست بر دوش تو ہ مدت سلطنت میران حسین شاہ مقتول دو مہینے تین روز تھی والبقاء للملک المعبود اور کتب تواریخ مین مسطور ہی کہ شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کیا سال اسپر خیریت سے نہ گذرا اور اسی طرح مستنصر باللہ خلیفہ عباسی اپنے باپ متوکل عباسی کے قتل مین ترکون کا شریک ہوا ایک سال زندہ نرہا اور اسیطور سے میرزا عبداللطیف بن میرزا الغ بیگ بن میرزا شاہ رخ بن امیر تیمور صاحبقران نے قصد پدر کرکے میرزا الغ بیگ فاضل عصر کو قتل کیا چھ ماہ سے زیادہ بادشاہی نصیب نہوئی اور دکن مین میران حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم مین مبتلا کرکے ہلاک کیا اس پیچی سال نہ پایا بعقوبت تمام قتل ہوا **فرد** پدرکش بادشاہی را نشاید ہ گر شاید بجز دونمہ نپاید ہ

ذکر اسمعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا ہ

قبل اس سے وقائع مرتضی نظام شاہ کے ضمن مین مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لہاکر مین قید تھا اس تقریب سے کہ اس کا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہی یا دیوانہ ہوا ہی اور مہمات سلطنت مین مشغول نہین ہی سلطنت خروج کیا اور جنگ کرکے شکست پائی اور ہزیمت کھاکر اکبر شاہ کے پاس گیا اور اُس کے اسوقت مملکت دکن مین دو بیٹے تھے ایک بڑا ابراہیم اور دوسرا اسمعیل لیکن ابراہیم کی ماں حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور صورت ظاہری سے بھی چندان بہرہ نہ رکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسمعیل کہ اس کی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت و سیرت

مین انصاف تمام رکھتا تھا اور صلابت خان نے دونون کو قلعہ لہاکر مین قید کیا تھا جب میرزا خان میران حسین
کے درپے عزل ہوا کوئی وارث ان دو بھائیون کے سوا مملکت نظام شاہ مین موجود نہ تھا اس واسطے انھین
قلعہ لہاکر سے طلب کیا اور باوجود اس کے کہ ابراہیم بڑا بھائی تھا میرزا خان نے اسمٰعیل کو تخت حکمرانی پر متمکن کیا
اور جیسا کہ تحریر ہوا جمال خان مہدوی نے بھی اسمٰعیل کی بادشاہی قبول کی اور زمام اختیار اپنے قبضہ قدرت مین لایا
اور ہمت پرورش مہدویہ پر مصروف رکھی اور اسمٰعیل کو کہ کمسن تھا اپنے طریق پر لایا خطبہ اپنا عشریہ پر طرف کیا واضح ہو کہ
مہدوی کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان مین آخر سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری مین
دعوی کیا کہ مین مہدی موعود بلسان شرع ہون اور جو بعضے آثار و علامات کہ مہدی آخرالزمان علیہ السلام مین قرار پائے
ہین اس مین تھے اس کے قول کی تصدیق کی آب راقم اس اوراق کا محمد قاسم فرشتہ اس سے ساکت ہو کر سررشتہ
مطلب کا دستیاب کرکے یہ کہتا ہے کہ تھوڑے عرصہ مین اطراف و جوانب ہندوستان سے ایک گروہ مہدویہ
فراہم ہو کر اسمٰعیل نظام شاہ کے فدوی ہوئے اور جمال خان کو اپنا خلیفہ جانکر اکثر شجاعت اور جان نثاری
اپنی نمایان کی ازانجملہ ابتداے حال مین صلابت خان نے کہ قلعہ کہرلہ سرحد برار مین محبوس تھا میران حسین شاہ
کی خبر قتل سنکر خروج کیا اور امراے برار کہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے اسکی طرف گرویدہ ہوے
اور جانخان کے استیصال کیواسطے احمدنگر کی سمت متوجہ ہوا اور دلاور خان نے بھی ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت
سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور بیجاپور سے روانہ ہوا اور جانخان نے جماعت مہدویہ کی حمایت کے
سبب ہمت ان ہر دو امور صعب مین مصروف رکھی اول اسمٰعیل نظام شاہ کے ہمراہ رکاب صلابتخان کے مقابلہ
کو روانہ ہوا اور پٹن کے اطراف مین جنگ کرکے اسے برہان پور کیطرف بھگایا اور وہان سے عادل شاہیہ کے استیصال
کیواسطے روانہ ہوا اور قصبہ استی مین فریقین کا سامنا ہوا پندرہ روز تک ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے کوئی حرب مین
جرأت اور سبقت نہ کرتا تھا پھر آخر کو رسل و رسائل درمیان مین آئے اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جانخان بالکی زوجہ میران حسین
شاہ مقتول مع ستر ہزار ہون نقد بہار روانہ کرے جمال خان بعد ازاعطاے مبالغ مذکور احمدنگر گیا اور بروز عید
رمضان اسی سال مین باقی غریب کہ فرہاد خان کی شفاعت سے قید حیات مین تھے اور قریب تین سو مرد سے
زیادہ نہ تھے انکو پیادہ اور بدحال بیجاپور کیطرف اخراج کیا دلاور خان نے احوال انکا ابراہیم عادل شاہ سے عرض کیا
اور اُن لوگون کو اس دولت خانہ کے سلک مین منتظم کیا اور راقم حروف بھی صفر کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے
ہجری مین احمدنگر سے بیجاپور آیا اور بذریعہ دلاور خان شرف آستانہ بوسی شاہ عدالت گستر سے مشرف ہوا اور اس
کے ملازمان کے سلک مین انتظام پاکر تا یوم تحریر خاکروبان اس عتبہ علیہ سے ہوا اور انھین دنون مین صلابتخان
کہ قریب ستر سال اس کی عمر سے گذرے تھے آثار رحلت اپنے مین مشاہدہ کرکے اسمٰعیل نظام شاہ سے
بوسیلہ جمال خان قولنامہ حاصل کرکے آسیر اور برہان پور سے احمدنگر مین آیا اور خدمت قبول نکرکے قصبہ نیکاپور مین
کہ آباد کیا ہوا اس کا تھا ساکن ہوا اور اجل طبیعی کا منتظر ہو کر اُسی سال سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے ہجری مین اُس کے
مرغ روح نے عالم قدس کیطرف پرواز کی اور ایک گنبد کہ کوہ شرقی احمدنگر پر اپنے عہد ولایت مین تعمیر کیا تھا مدفون ہوا
اور اس کا ایک فرزند موسوم مرتضےٰقلی یادگار رہا اور ملازمت مرتضےٰ نظام شاہ مین بسر لیجاتا تھا اور جب خبر

جلوس اسمٰعیل نظام شاہ تخت احمد نگر پر اکبر بادشاہ کے سمع مبارک مین پہونچی برہان شاہ کو ولایت بنگش سے
کہ مابین سند و کابل کے ہی اور وہان جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی کہ سلطنت احمد نگر ارثاً اور
استحقاقاً تجھے پہونچتی ہی ہم نے تجھے مرحمت فرمائی جس قدر لشکر اُس ملک کی تسخیر کے واسطے درکار ہو ہمراہ لیکر
اپنے فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروث کے واسطے توجہ کر برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر سپاہ بادشاہ ہمراہ
ہوگی دکن کے آدمی متوحش ہوکر درپے تمرد و عناد ہونگے اگر حکم ہووے تنہا سرحد دکن مین جاکر وہان کے باشندونکو
اپنا مطیع اور فرمان بردار کرکے بلائمت و نرمی اس ملک موروث پر متصرف ہون بادشاہ نے یہ رائے پسند کرکے
اسے دکن کیطرف رخصت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ اُسے جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی اعانت
اور امداد مین تقصیر نہ کرے برہان شاہ نے جب سرحد دکن ہنڈیہ مین مقام کیا اور زمیندران ولایت نظام شاہ
اور اس ملک کے سردارون کو تولنائے یعنی پان نامے کہ رسم دکن ہی اصدار فرمائے اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری
کی ہدایت اور دلالت کی سب نے اظہار اخلاص اور مجہتی کرکے طالب قدوم ہوے برہان شاہ کندوانہ کے راستہ سے
مع چند سوار و قدرے پیادہ ولایت برار مین داخل ہوا اور جہانگیر خان حبشی جو امرائے سرحد سے تھا عہد و میثاق
سے پشیمان ہوا اور اتفاق اور وفاق کو نفاق سے مبدل کرکے جنگ پر قیام کیا اور برہان شاہ منہزم ہوا
چغتائی خان تک کہ اس کے امرا سے تھا مارا گیا برہان شاہ نے خستہ و بدحال ہنڈیہ کیطرف مراجعت کی اور رات دون
جمال خان کے دفع کے اندیشہ اور ملک موروث کے لینے کی فکر مین رہتا تھا جب ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علیخان
مقام اعانت مین اس جناب کے ہوے ہنڈیہ سے برہان پور آنکر لشکر جمع کرنے کے درپے ہوا اور جمال خان اس ارادہ
سے مطلع ہوا طائفہ مہدویہ کو کہ قریب دس ہزار تھے طلب کرکے مشورہ کیا بعد قیل وقال و گفتگوے بسیار یہ تجویز کی کہ
سید امجد الملک مہدوی سپہ سالار لشکر برار کو مع امرائے اس حدود کے راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے واسطے
مقرر کرین اور جمال خان مع سپاہ احمد نگر عادل شاہ کے مدافعہ کے واسطے قیام کرے پھر جمال خان اسمٰعیل شاہ کے ہمراہ
عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور قصبہ دارسنگ کے اطراف مین ولاور خان حبشی سے جنگ کی اور مہدویان فدوی
کی سعی اور شجاعت کے سبب غالب آیا تین سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ دارسنگ مین تھا کہ چوتھے
دن خبر پہونچی کہ امراے برار عادل شاہ اور راجہ علی خان کی سعی اور کوشش سے برہان شاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوے
اور سرحد مین برہان پور کی اُس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر نہایت شوکت اور حشمت سے برار کی طرف روانہ ہوا
لیکن عادل شاہ نے حسب الایماے برہان شاہ اور راجہ علیخان کے جمال خان کا تعاقب کرکے اُمراے برار
کو مامور کیا کہ تمام مقام مین گرد اُردوے نظام شاہ تاخت کرکے ایسا انتظام کرین کہ ایک دانہ اور آذوقہ کا اس
کے اُردو مین نہ پہونچے اس سبب سے بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کرکے برہان شاہ کے پاس گئے
اور جمال خان اعتقاد مہدویہ کے اخلاص قدیم پر کرکے سوار ہوا یہانتک کہ گھاٹ رد ہنگیر پر پہونچا اور جو برہان شاہ
کے آدمیون نے اس گھاٹ کو روکا تھا دوسرے راستہ سے کہ نہایت سخت اور دشوار گذار تھا لشکر برہان کی طرف
متوجہ ہوا بیت کیے راکہ دولت برافتد زراہ ۔ براہے شاید کہ افتد بچاہ ۔ اس راستہ مین آب کمیاب تھا اور گرمی
کی گرمی سے تو چلتی تھی جمال خان اور اُسکے ہمراہیون نے نہایت محنت کھینچی رواردی منزل مین حیران ہوے

اس درمیان مین خبر پہونچی کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک ایسا مقام ہے کہ اس مین پانی بافراط تمام ہے لاچار اس طرف متوجہ ہوا لیکن برہان شاہ اور راجہ علیخان جمالخان سے پیشتر پانیکے کنارہ پہونچکر وارد ہوئے اور جمالخان اور اسکا لشکر کہ اس پانی کی امید پر روان و دوان ہوا تھا تشنگی سے بدحال ہوکر اُس حدود مین پہونچا جب یہ خبر سنی لاچار ہوکر اس صحرا مین جو نشان محشر سے دیتا تھا اور خشکی اُسکی داغ تشنگی کا آفتاب کے جگر پر رکھتی تھی فروکش ہوا **بیت** ز سینے ز گو گرد بے آب تر ہوائے ز دوزخ جگر تاب تر ۔ لشکر جمال خان کا سراسیمہ ہوکر لشکر گاہ کے اطراف و جوانب مین متلاشی دوڑا ایک کوس کے فاصلہ پر ایک نخلستان دیکھا لوگ اُسطرف روانہ ہوے اور اسقدر پانی ہاتھ آیا کہ حیوان ناطق اور صامت کے سد رمق ہوا اور ہلاکت سے نجات پائی اور جمالخان نے اُسوقت یہ صلاح دیکھی کہ آج ہی کے دن بلکہ اسی ساعت کہ گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی سیراب ہین صفوف جنگ آراستہ کرکے آتش حرب روشن کرین اور اُسکے اعوان و انصار بھی اس امر مین شریک ہوے بلا توقف افواج آراستہ کرکے رجب کی تیرھوین تاریخ ۹۹۹ھ نوسو ننانوے ہجری مین برہان شاہ اور راجہ علیخان کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا اور باوصف اُسکے کہ درمیان دونون سپاہ کے اتنا فاصلہ تھا کہ بیک عقل کو اُس سے عبور دشوار دیکھائی دیتا تھا بہمت فراوان اُس سے عبور کیا اور مہدیان فدوی کی اعانت کے باعث جنگ کو بازیچہ تصور کرکے اُنکے مقابل گیا اور برہان شاہ اور راجہ علیخان ناچار ہوکر صفوف حرب آراستہ کرکے میدان جانستان کیطرف روانہ ہوئے اور فریقین کے درمیان لوازم حرب وقوع مین آئے فوج ملگئی تلوار چلنے لگی مہدویون نے افواج غنیم بہت قتل اور متفرق کی قریب تھا کہ غالب ہوین قضارا ایک گولی بندوق کی برہان شاہ کے لشکر سے آنکر جمال خان کی پیشانی پر لگی وہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے تڑپ کر پرواز کرگیا اور یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اور بھی امرا نے توقف مین صلاح ندیکھی اسمٰعیل نظام شاہ کے ہمراہ راہ فرار نا پی اور امراے برہان شاہ نے اُنکا پیچھا کیا اور یاقوت خان اور خداوند خان کے سر پر پہونچکر اُن پر غالب آئے اور سر اُنکے تن سے جدا کئے سہیل خان یہ حال مشاہدہ کرکے اسمٰعیل نظام شاہ کو ایک قصبہ مین چھوڑکر بیجاپور کیطرف فرار ہوگیا اور امرائے برہان شاہ نے اسمٰعیل نظام شاہ کو دستیاب کرکے سہیل خان سے قطع نظر کی اور اسے باپ کی ملازمت مین پہونچایا برہان شاہ نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بعد اسکے راجہ علیخان کو کہ اُس یورش مین بامداد و اعانت تقصیر نہ کی تھی چند گھوڑے اور ہاتھی پیشکش کرکے رخصت کیا اور خود احمد نگر کی طرف مراجعت کی محمد شریف کربلائی نے بطریق تعمیہ تاریخ اس فتح کی یون کہی **مصرع** بگو مروج مذہب سر جمال گرفت ۔ جس وقت کہ مروج مذہب سر جمال کو کہ جیم ہے لیوے تاریخ فتح برآمد ہووے اور مدت سلطنت اسمٰعیل نظام شاہ کی دو سال تھی ۔

ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کی سلطنت کا

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضے نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لہاگر مین قید تھا اور بیگانگیرا لائق اوقات شریف بفراغت تمام بسر کرتا تھا اندنون مین صاحب خان نے سر بے اعتدالی سے اُٹھایا اور امرا اور سپاہ مرتضی نظام شاہ کے اوضاع سے متنفر ہوے اور جس وقت کہ نظام شاہ صاحب خان کے دنبال بیدر کیطرف گیا تھا اس جماعت نے

فرصت پاکر برہان شاہ کو عرائض اس مضمون کے تحریر کئے تھے کہ آپکا بھائی دیوانگی کے سبب بادشاہی کے قابل نہین ہی اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائین ہم سرحلقہ فرمان مین لاکر نخاصان محبت سے ہونگے برہان شاہ نے حاکم قلعہ کو موافق کرکے خروج کیا اور پانچ چھ ہزار سوار جمعیت مین اُسکے شریک ہوئے اور چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا جب یہ خبر والی بیدر مین نظام شاہ کے گوش زد ہوئی تعجیل تمام احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ سے مع تین سو آدمی اس قلعہ مین پہونچا اور اُسی وقت عوام الناس کے رفع منازعہ کے واسطے جو کہتے تھے کہ نظام شاہ زندہ نہین ہی پس پردہ سے برآمد ہوکر ہاتھی پر سوار ہوا اور شہر مین داخل ہوا جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کی بازار مین پہونچا خواجہ زین سمنانی کے قریب دوکان کہ وہ مرد ہمزبان اور وجیہ تھا اور وہ فرشی اسکا کام تھا ہاتھی کو ایستادہ کرکے اُس سے پوچھا کیا بھتیا ہی اُس نے جواب دیا کہ قسم معاجین اور ادویہ اور اشربہ یعنے پینے کی چیزون سے جو شوربا ہو حاضر ہی نظام شاہ نے کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ بخشے تیرے پاس موجود ہی یا نہین سب قسم کے اجزائے جلاب موجود ہین نظام شاہ نے فرمایا مین اپنے تئین دیوانہ نہین جانتا اسواسطے کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین ہوکر چاہتا ہون بادشاہی کرون بہ اسبھائی بے تقریب آپ کو خدمت مین گرفتار کرکے لشکر کشی تجھ پر کرتا ہی خواجہ زین نے عرض کی خود بدولت وسعادت تخت سلطنت پر متمکن رہین مہمات سلطنت خوب ترین وجہ سے جاری ہوتے رہینگے برہان شاہ خود دیوانہ ہی کہ باوجود کمال فراغت ایسے بھائی مشفق ومہربان پر خروج کرتا ہی اور اس سلطنت کی قدر نہین جانتا ہی نظام شاہ اس بات سے خوش ہوا اور تھیلی ایک ہزار روپیون کی اسے عنایت فرمائی اور وہان سے معاودت کی اور باوصف اس کے کہ بعد آٹھ برس کے آدمیون کے درمیان آیا تھا اکثر اپنے ملازمین اور شاگردون کو پہچان کر اُن سے ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کے بازارون کی سیر کرکے قلعہ مین گیا اور دوسرے دن کی صبح کو برہان شاہ باغ بہشت دشت مین پہنچکر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کے سوار ہونے کی خبر نے انتشار پایا تھا اکثر لوگ جو کہ برہان شاہ کے شریک ہوے تھے ترک رفاقت کرکے احمد نگر کی طرف راہی ہوئے اور ظہر کیوقت نظام شاہ بطریق روزہاے سابق ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اُس کے چتر کے سایہ مین فراہم ہوئے اور کالا چبوترہ کے قریب ایستادہ ہوا اور صلابت خان کو سپہ سالار کرکے مع توپخانہ اور فیلان نامی اُسکے سر پر نامزد کیا اور بہشت بہشت کی حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھاکر بیجاپور کی طرف فرار ہوا اور بعد دو برس کے برہان شاہ بطلب بعضے امرا بلباس درویشان احمد نگر مین آیا اور اعوان وانصار کو مقرر کیا کہ جس روز صلابت خان دیوان خانہ مین بیٹھکر اپنی مہمات مین مشغول ہووے مع پانسو بہادران یکدل ویکزبان تاخت کرکے اُسے قتل کرین اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو ایک قلعہ بن قید کرکے خود امور سلطنت کا متکفل اور متصدی ہووے اتفاقاً جو وقت موعودہ نہ پہونچا تھا صلابت خان واقف ہوا اور ایک جماعت کو کہ برہان شاہ کے اتفاق اور یکجہتی مین مشہور تھی بشدائد تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش مین ہوا برہان شاہ جو فقیری لباس مین تھا دن کو کسی جگہ اور شب کو کسی مقام مین رہتا تھا دستیاب نہوا مفرور ہوکر قطب الدین خان محمد غزنوی کے پاس کہ گجرات مین رہتا تھا گیا اور بعد چند روز کے اکبر بادشاہ کے خدمت مین پہونچا اور آغاز مین بہ منصب سہصدی سرفراز ہوا اور جس وقت کہ خان اعظم کوکا دکن کی طرف نامزد ہوا منصب ہزاری پر اختصاص پایا اور جو خان اعظم

لہ نسخہ محمود

نے بالاپور تک غارت کرکے بے حصول مقصد مراجعت کی برہان شاہ نے ہمراہ صادق محمد خان افغان مابین آب نیلاب اور کابل کے تعین ہوکر ولایت بنگش سے جاگیر پائی اور جب اُس کا بیٹا احمد نگر مین بادشاہ ہوا اکبر شاہ نے اسے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جیسا کہ احوال اُس کا سابق مین مذکور ہوا بمقتضاے من طلب شیئا وجد فوجد آخر مین صاحب تخت وتاج ہوا اور مذہب مہدویہ کو کہ اُن دنون اُس کے بیٹے کے عہد مین رواج پایا تھا دفع کیا اور حکم کیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اُسے زندہ نچھوڑین اور مال واسباب انکا غارت کرین اس واسطے تھوڑے زمانہ مین اُن کا اثر باقی نرہا اور بروش سابق منبرون اور بازارون مین خطبہ اثنا عشریہ نے زیب وزینت پائی اور مذہب اثنا عشریہ نے رواج تمام پیدا کیا اُس دولتخانہ کے غریب جو میرزا خانکی شامت کفران سے جلاوطن ہوئے تھے احمد نگر کیطرف آئے پھر وہ بلدہ جاوہ گاہ ارباب کمال ہوا اور دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ کے خوف قہر سے شہر محمد آباد بیدر کیطرف بھاگ گیا تھا اسکی درگاہ مین روانہ ہوا اور ساتھ جاگیر لائق اور الطاف شائق کے مخصوص ہوا لیکن یہ امر عادل شاہ کے مزاج کے موافق نہ آیا برہان شاہ کو پیغام دیا کہ شرط دوستی اور طریق مہجتی مقتضی اسکی ہی کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہین اور نیکی وبدی مین شریک ہوکر بیگانگی کو راہ ندین اس خصوص سے تعجب ہی کہ اس دولتخانہ کے غلام نمکحرام کو اپنی سرکار اشرف مین راہ دیکر اپنا مقرب درگاہ کیا ہی چاہیے کہ حق برادری اور شیوۂ حق گذاری کو منظور رکھکر دوستون کے پاس خاطر مین کوشش کرین اور اس امر کو موجب دولت دوام جانکر ایسا کام اختیار کرین کہ ہماری خوشنودی کا مستلزم ہووے برہان شاہ اس پیغام سے پریشان اور آزردہ ہوا اور حالت اضطرار مین صبر نہ کیا اور ابھی بنیاد دوستی کو استحکام نہ دیا تھا اور دوست کو دشمن سے جدا نہ کیا تھا کہ اس پیغام کے درجواب باتین وحشت آمیز اور فتنہ انگیز زبان پر جاری کین اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ عادل شاہ پر عداوت ہوکر اظہار خصومت مین بہانہ جو ہوا اور ملا عنایت اللہ جہری کو احمد نگر بھیجکر پیغام کیا کہ تین سو زنجیر فیل جو دلاور خان کی خامی اور نادانی سے سرکار نظام شاہیہ مین منتقل ہوے ہین دوستی کی رعایت کرکے اس طرف روانہ کرین اور تغافل وتامل مین نقصان عظیم تصور کرکے عاقبت کی وخامت سے اندیشہ کرین برہان شاہ اس پیام سے نہایت آزردہ ہوا اور صاحبدار لشکر کا حکم دیا باوجود اس کے کہ امرا مقام رنجش و نفاق مین تھے اور اُسکی سلطنت سے ناراض تھے بسبیل استعجال اور کوچ متواترہ عادل شاہ کی ولایت مین آیا لیکن عادل شاہ نے اُسے کچھ خیال مین نہ لاکر بیجاپور سے نہضت نفرمائی برہان شاہ منکلسرہ کی طرف آب بیورہ کے کنارہ پہنچا وہان سے قدم آگے بڑھانے مین صلاح دولت نہ دیکھی اور بشورہ ولاور خان اور بعضے مقربان کے اس مقام مین دائرہ کرکے یہ تجویز کی کہ نہر مذکور کے اُس پار قلعہ احداث کرکے ولایت عادل شاہ پر وہانتک متصرف ہووین اور وہ قلعہ درمیان اُنکے سرحد ہووے اُس کے بعد بتدریج شولاپور اور شاہ درگ کو بھی مسخر اور مفتوح کرین پھر ساعت نیک اختیار کرکے ایک جماعت اعیان کو عین شدت تابستان مین مع ہنرمندان چابک دست آب بیورہ سے کہ پایاب تھا اس پار اُتارا اور اس مقام مین کہ جہان نشان قلعہ قدیم الایام کا تھا اور مدت مدید گذرنے سے منہدم اور مسمار ہوگیا تھا پایا اُس کے پایہ پر رکھکر قلعہ تعجیل تمام انجام کو پہونچایا اور جیسا کہ مذکور ہوا مصلحت کے سبب سے بیجاپور سے نکلکر اُس کے مداوضہ کے واسطے نام زد نمودہ بخاطر جمع اپنے کام مین مشغول رہے اور جب موسم

برسات قریب آیا اور دفعتہ اس امر کا ہوا کہ ایسا نہو پانی نہر بیورہ کا چڑھکر درمیان قلعہ اور لشکر برہان شاہ کے حائل ہووے اور مردم عادل شاہی بھیرو تہر متصرف ہو دین اس واسطے قلعہ نا تمام پر دروازے نصب کر کے توپ اور گردے وغیرہ جا بجا برج و بارہ پر چڑھا دیے الغرض عین موسم برسات مین بصرف نقود فراوان اُس کے اتمام مین ساعی ہوئے اس عرصہ مین دلاور خان بسبب اس خیال کے کہ عادل شاہ عہد بڑا نہو سکے گا اور محتاج مثل میرے دانشمند کا ہے چاہا کہ امان نامہ جسے دکنی تولنامہ کہتے ہین عادل شاہ سے لیکر بیجاپور کیطرف جاوے اور پھر بدستور سابق زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لاوے عادل شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا تولنامہ بھیجا ہر چند برہان شاہ نے اُسے جانے سے منع کیا فائدہ نہ بخشا بیجاپور کی سمت متوجہ ہوا لیکن بجرد پہونچنے کے اپنی سزا کو پہونچکر مقید اور محبوس ہوا اُس وقت عادل شاہ نے بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع لشکری ہمراہ لشکر برہان شاہ کے دفع مزاحمت کے واسطے نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ نہوے امرائے برکی نے کہ پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے جریدہ آب بیورہ سے عبور کیا اور لشکر نظام شاہ کے حوالی تک تاخت کر کے آسائش اور آرام اُنکے درمیان سے اٹھا دیا جب یہ لوگ آب بیورہ سے اتر کر مزاحمت تمام اردوے برہان شاہ مین پہونچانے لگے برہان شاہ اس جماعت کی جرأت اور بیباکی سے پریشان ہوا اور جو اپنے امرا کے اخلاص پر اعتماد نرکھتا تھا خود رات کیوقت اُنکے فرودگاہ پر کہ ندی بیورہ کے ساحل پر تھا تاخت کر کے قریب صبح اُنکے حوالی مین پہونچا اور اُنھون نے دور سے سیاہہ فوج دیکھا جو کہ نہر مذکور پایاب تھی اُن لوگون نے فوراً پانی سے عبور کیا اور باتفاق رومی خان والیاس خان و دیگر امرا افواج مسلح اور مکمل کر کے اُسطرف بقصد مقابلہ اور مقاتلہ صفوف آراستہ کر کے کھڑے ہوے قضارا اُسیوقت سیل عظیم آئی عبور برہان شاہ پر دشوار ہوا پھر اس پار سے چند کا رتوس توپ کلان کے افواج عادل شاہ پر فیر کیے جب سمجھا کہ عبث ہے اپنے اُردو مین معاودت فرمائی اور اسیدن پھر اُمرائے برکی نے آب سے عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ مین شروع کی اور اسکے بعد ایکمدت اسی نہج پر گذری اور آثار قحط ظاہر ہوے برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ مستحدث کو اسد خان ترک کے سپرد کر کے ابطال رجال سے پرکیا اور وہان سے کوچ کر کے چند منزل اپنی ولایت کیطرف جا کر مقیم ہوا تاکہ غلہ اور آذوقہ نظام شاہ کی ولایت سے بفراغت پہونچے اور محنت غلہ سے نجات حاصل ہووے اُسوقت رومی خان اور الیاس خان نے فرصت پاکر مع تمامی لشکر ندی بیورہ سے عبور کیا اور نظام شاہ کا پیچھا کر کے مزاحمت پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا برہان شاہ مضطر اور پریشان ہوا انور خان امیر الامرا سے برار کو کہ شجاعت مین مشہور و معروف تھا مع اکثر امرا جنگ عادل شاہیہ کیواسطے مقرر فرمایا اور اُردو کے دو تین کوس کے فاصلہ پر فریقین کے درمیان حرب شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا انور خان طعن نیزہ اعتماد خان شوستری سے کہ سرنوبتیان عادل شاہ سے تھا مارا گیا شکست فاحش برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور ایک سو پچاس ہاتھی عادل شاہیہ کے تصرف مین آئے اور برہان شاہ مخذول اور منکوب ہوا امرا نے بنظر حقارت و اہانت اُسے دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اُس کے کہ امرائے معتبر سے تھے چاہا کہ اُسے بادشاہی سے معزول کر کے اسمعیل کو تخت سلطنت پر قائم کرین برہان شاہ اس ارادہ سے واقف ہوا کامل خان اور اُسکے بھائیون کو بسیاست و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سے زیادہ تر متوحش اور متنفر ہوے برہان شاہ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال مین اپنا نظیر نرکھتا تھا اور برہان شاہ

کا نہایت مقرب تھا اُسے اُس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کو وقت اثنائے خواب مین اسے قتل کرکے سہیل کو بادشاہ کرین یہ خبر برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی لیکن باور نہ کی یہانتک کہ رات کے وقت امتحاناً وہ بستر خواب پر لیٹا اور عمداً آنکھین بند کرکے خراٹے لینے لگا یوسف خیمہ مین آیا اور ہاتھ خنجر پر رکھا برہان شاہ نے جست کرکے اس کا ہاتھ پکڑا اور جو نہایت درجہ اُسے چاہتا تھا آپ کو نادیدہ کرکے اُسکے قتل سے درگذرا جو محمد قلی قطب شاہ اور راجہ علیخان نے صحبت غلیظ دیکھی ایک جماعت مردم معتبر صاحب اعتبار مثل مصطفےٰ خان استرآبادی اور خواجہ عبدالسلام توتی کو بیجاپور کیطرف بھیجکر برہان شاہ کے لیے طالب صلح ہوئے اور تین مہینے عادل شاہ نے صلح سے انکار کیا جب مبالغہ اور الحاح اُن دونون بادشاہ کا حد سے گذرا بایں شرط صلح پر راضی ہوا کہ برہان شاہ نے جسطور سے اس قلعہ کو احداث کیا ہو اپنے ہاتھ سے مسمار کرکے احمدنگر کی طرف مراجعت کرے خواجہ عبدالسلام اُسکا ذمہ وار ہوا اور معروض کیا کہ ایقاع صلح اور قلعہ مسمار کرنے کو ایک معتمد ان درگاہ سے بھیجین تو اُسکے مواجہہ مین مہمات فیصل ہووین عادل شاہ نے اُسکی التماس پذیرائی شاہ نواز خان استرآبادی کو کہ کچھ احوال اُس کا ذیل وقائع عادل شاہیہ مین تحریر ہوا برہان شاہ کے پاس بھیجا اور جب شاہنواز خان اردوے برہان شاہ کے قریب آیا ارکان دولت اُس کے لوازم استقبال اور اعزاز بجالاکر مبتہج اور مسرور ہوے اور برہان شاہ نے اُس کے روبرو قلعہ منہدم کیا اور اثر اُس سے باقی نرکھا پھر احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف سے شاہنواز خان کو بعزت تمام رخصت معاودت فرمائی اور خود جلدی کرکے احمدنگر مین داخل ہوا اور سلامتی کو نعمت شگرف سمجھا اور سنہ ایک ہزار ایک ہجری مین عیسائیان ریکدندہ کے دفع پر عازم جازم ہوا ایک جماعت امرا کو بندر رجپول کیطرف نامزد فرمایا اور حکم کیا کہ اس پہاڑ پر جو ساحل سمندر پر واقع ہو اور کشتیان اُن کی وہان سے ریکدندہ کی طرف آتی جاتی ہین ایک قلعہ سنگین تیار کرواور اُس کے برجون پر توپ اور ضرب زن وغیرہ نصب کرکے فرنگیون کی آمد و شد کے مانع ہوانھون نے جب ایسا کیا وہ قلعہ باسم گھوالہ مشہور ہوا عیسائیون نے مدار تردد شب پر منحصر رکھکر جمیع بنادر ہندوستان سے کہ تعلق عیسائیون سے رکھتے تھے طالب مدد ہوکے چنانچہ سب جگہ سے انھین مدد پہونچی اور اس عرصہ مین دو بار شبخون لشکر اسلام پر لائے اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کرکے غالب ہوئے برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکنیون کے قتل ہونے سے راضی تھا لیکن بسبب ظاہر اظہار کدورت کرکے فرہاد خان اور شجاعت خان حبشی کو مع امرائے کبار دکن کہ اُن سے مطمئن اور امین نہ تھا اور وہ سب دس ہزار سوار تھے اُس طرف روانہ کیا بموجب مضمون اس مصرع کے مصرع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست + اور بدین سبب کہ بندر رد لبسائے اور دمن سے جو درمیان گجرات اور دکن واقع ہو انواع کمک مردم ریکدندہ کو پہونچتی تھی بہادر خان گیلانی کو سپہ سالار کرکے باتفاق امرائے غریب علیحدہ اُن بنادر پر نامزد کیا بہادر خان جب وہان پہنچا بروز چہارشنبہ شوال کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک ہزار فرنگیان خونخوار اور بسیارے زنگیان دیوسار نے علم مخالفت بلند کیا اور حبشیون اور دکنیون نے جو قلعہ گھوالہ مین نامزد ہوے تھے کشش اور کوشش مین تقصیر نہ کرکے نشان فرنگیون کا نگونسار کیا اور قریب ایک سو فرنگی اور دو سو نصرانی کے تیغ غزا سے قتل کرکے مظفر اور منصور ہوئے جب یہ خبر فتح برہان شاہ کو پہونچی نہایت محظوظ ہوا محفل جشن و شادی کی ترتیب کا ارشاد فرمایا اور عمارت آئینہ خانہ یعنی شیش محل مین جو برہان شاہ نے بنداوے کے پہلو مین تیار کی تھی مجلس بزم آراستہ کی اور مصاحبان ارسطو فطرت اور شعرائے نکتہ سنج عطارد فطنت

اور مطربان ناہید عشرت خاصر ہوئے اور جو وہ مجلس مشابہت بہشت جاودان کے ساتھ رکھتی تھی اس شہریار نے قلم تکلیف وضع و شریف سے اٹھا کر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شے کی تمنا کرے مردم بادشاہی حاضرین اور ساقیان خورشید عذار شراب سرخ مجلس مین لائے اور پیش خدمتین مشتہی صورت ماہ سیما نے معاجین روح پرور اور گزک غیر مکرر جلوہ گری اور بعضے اشخاص نے کہ ہمیشہ مے نوشی کے عادی اور شراب کی آرزو دل مین رکھتے تھے بے تکلف مے نوشی کیطرف رغبت فرمائی **بیت** عیش خلدست و روباده حلال ست حلال بزم شاہست و رو توبہ حرام ست حرام اور بعضون نے کہ اُن مین صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیائے حلال کیطرف میل کر کے اشربہ لذیذ اور اطعمہ لطیف تناول کیے اور مطربان بار بد نواکر سرمایہ نشاط اور پیرایہ مجلس انبساط تھے انھون نے چنگ و عود و سرود چھیڑ کر ناہید کو بام فلک سے اس تماشاگاہ مین بلایا اور بربط و رباب چرخ کبود روان کو قبض مین لائے اور اہل مجلس نے اس بزم و لکشا کی تعریف مین سخنان دلپذیر اور عبارات و استعارات مین ہنرمانی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک آسمانی مولانا قمی یہ رباعی عراقی بدیہہ اُس محفل جنت نظیر کی تعریف مین بحر خاطر سے ساحل بیان مین لایا **رباعی** آنے کہ جہان کرشمہ نرگس تست ۔ گنجور دکون سد ہ مجلس تست ۔ آئینہ اسکندر و جام جمشید ۔ باطبع ملک دریچہ مجلس تست ۔ اور اُسی سال ماہ ذیقعدہ مین برہان شاہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخانان اور سید مبارک خان کو مع سپاہ گران ولایت مالوہ کیطرف بھیجا ہے اور شاہرخ میرزا بادشاہ خاندیس اور شہباز خان کو سلطانپور اور ندربار کیطرف روانہ فرمایا ہے اور جو یہ امر مشعر اس مقولہ پر تھا کہ ایسا نہو خانخانان مملکت برار کیطرف لشکر کشی کرے اس واسطے برہان شاہ نے عماد خانکو راجہ علیخان کے پاس بھیجکر اُس سیلاب کے سد کے بارہ مین مشورہ کیا اس درمیان مین حادثہ عظیم ولایت چہول مین واقع ہوا وہ یہ ہے کہ جب قلعہ کھالیار تیار ہوا اور اُسکے برج و بارہ پر توپین صاعقہ آثار اور گردے شہاب کردار نصب ہوئے فرہاد خان حبشی اور اسد خان اور تاج خان اور نصیر الملک اور دولت خان اورانی راے اور دستے مولد اُس قلعہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور کسی طرف سے مدد قلعہ ریکندہ مین نہ پہونچنے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاری بہ تنگ و عاجز آکر خلاد طن ہو وین کہ ناگاہ برہان شاہ اُن دنون گرفتار نفس امارہ ہو کر امردون اور عورتونکی مباشرت اور مخالطت کا حریص ہوا اور حکم کیا کہ جس مکان مین عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق ہو دے شوہر دار خواہ بے شوہر ہو اُسے شہریار کے شبستان مین حاضر کرین یہ امر خاص و عام کو ناگوار ہوا برہان شاہ سے متنفر ہوئے اور جب سنا کہ شجاعت خان حبشی کہ امراے معتبر سے تھا عورت جمیلہ رکھتا ہے اُسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اُسکے بھیجنے سے انکار کیا برہان شاہ سخت غضبناک ہوا اُسے موکلونکے سپرد کیا اور اُسکی عورت کو بجبر و قہر اپنے حرم سرا مین طلب کیا اور جیسی کہ اُسکی تعریف سنی تھی اُسکے پسند طبع نہ آئی ہاتھ اُسکی طرف دراز نکیا اُسکے گھر بھیج دیا لیکن شجاعت خان نے شجاعت کو کام فرمایا یعنی خبر سنتے ہی خنجر اپنے شکم پر مار کر مر گیا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی فرہاد خان اور جمیع امراے کہوالہ برہان شاہ کے ابتداع و اطوار ناپسندیدہ سے دلگیر ہوئے اور محافظت قلعہ اور جنگ نصاری مین مشغول دل کے اہتمام نکیا اور دربار اُسکے ہوئے کہ دست پاکر احمد نگر کیطرف روانہ ہو کر نشان بغاوت کا بلند کر کے برہان شاہ کے دفع مین کوشش کرین اہل فرنگ اس امر کو سمجھ کر ساٹھ عراب پر از انواع جنگی و اسباب قتال و جدال جمیع بنادر سے طلب کر کے اپنے پاس ریکندہ مین بلائے اور شب تار مین بالاے حصار کہوالہ سے عبور کر کے ریکندہ کیطرف پہونچے جمعہ کے دن علی الصباح دہی الحجہ کی سولھوین تاریخ کو چار ہزار فرنگی ہیئت اجتماعی اس قلعہ کیطرف متوجہ ہوئے اور تاج خان اورانی راے جو لشکر قلیل کیساتھ قلعہ کے باہر فروکش ہوے تھے سراسیمہ خواب سے بیدار ہو کر قلعہ کیطرف بھاگے اور فرہاد خان جو نہایت رنجیدگی سے محافظت مین مشغول دل کے اہتمام نرکھتا

تھا اور دربانون نے تاریکی مین دروازہ آدمیونکی آمد و شد کیواسطے کھولا تھا سپاہ فرنگ نے کہ تعاقب منہزمونکا کیا تھا ہجوم لاکر فرصت دروازہ بند کرنے کی ندی اور تاج خان اور رانی راے کو زدہ قلعہ مین لائے انکی عقب مین خود بھی داخل ہوگئے اور قتل شروع کیا فرہاد خان اور اسد خان اور تمامی آدمی قلعہ کا شور و غوغا سنکر سراسیمہ خواب صبح سے بیدار ہوئے اور باوجود اسکے کہ فرنگیونکے دو چند بلکہ چہار چند تھے شامت غفلت سے مدافعہ مین اُنکے نہ مشغول ہوئے اور تمام حیران اور بہوت ایستادہ رہے اور فرنگیون نے انھین بخاطر جمع مثل گوسفندان قربانی قتیل اور مذبوح کیا اور ایک ساعت مین دس بارہ ہزار آدمیون کو شہید کیا اور قلعہ کہوالہ کو بھی مسمار اور منہدم کرکے تمام ساز و سلب پر جو قلعہ مین تھا متصرف ہوئے اور فرہاد خان کو کہ زخمی تھا زندہ اسیر کیا اور باقی جمیع امرا کو اہل فرنگ نے شربت ممات چکھایا اور جب برہان شاہ نے یہ اخبار سنے اس جماعت کا قتل ہونا عین فتح سمجھا اور بنظر التفات غریبون پر بسبب دل فرماکر مرتضیٰ خان آبجو اور شیخ عبد السلام عرب اور احمد بیگ اور قزلباش خان اور خلیفہ عرب اور اذبک بہادر اور خواجہ اندق ماوراء النہری وغیرہ کو منصب امارت پر مشرف کیا اور چاہا کہ انھین بندر جیول کیطرف روانہ کرکے کفار فرنگ کو مستاصل کرے کہ ناگاہ عادل شاہ کا بھائی کہ جسنے قلعہ نلگوان سے خروج کیا تھا ایلچی نظام شاہ کے پاس بھیجکر طالب امداد ہوا اور ذمہ دار اس امر کا ہوا کہ جب تخگاہ پر قابض ہون نو لاکھ ہون اور دو سو ہاتھی اور قلعہ شولاپور برہان نظام شاہ کے سپرد کرونگا نظام شاہ نے طمع اُن اشیا کی کرکے اپنے دل مین کہا بہتر یہ ہے کہ پہلے اس کام کو انجام دون بعد اُسکے ریکدندہ کے فرنگیون کو مستاصل کرون یہ کہکر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار تین ہجری مین احمد نگر سے نلگوان کیطرف روانہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے حوالی مین خبر قتل برادر عادل شاہ سنکر نہایت خجالت اور ندامت سے پلٹ آیا اور ریخ و قلق اور کلفتون کے علاوہ ہوا بستر ناتوانی پر تکیہ فرمایا اور عادلشاہ کی فوجی مدد وہی شہزادہ اسمعیل سے کہ عادل شاہ کا بھائی تھا نہایت آزردہ ہوا اور امراے سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین تاخت کرکے نہب و غارت مین قصور نکرین برہانشاہ نے تنکنا ڈری راجہ کرناٹک سے اتفاق کرکے اُسے یہ فہمایش کی کہ تم اُسطرف سے چڑھائی کرکے قلعہ ٹیکاپور پر متصرف ہو اور ہم اسطرف سے لشکر قلعہ شولاپور بھیجکر مفتوح اور زیر نگین کرتے ہین راجہ کرناٹک نے جب یہ امر قبول کیا برہان شاہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ مذکور کو مرتضےٰ خان آبجو کو سپہ سالار کرکے مع اخلاصخان مولد اور شیخ عبد السلام اور تمام امراے غریب قریب بارہ ہزار سوار کے امراے برکی کے مدافعہ اور عادل شاہ کی ولایت کی پامالی اور خرابی کیلیے روانہ کیے اور کہا مین بھی اس مرض سے شفا پاکر پیچھے سے مع لشکر برار اُس طرف روانہ ہونگا مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین پہونچا اذبک بہادر کو مع بعضے امراطلیعہ لشکر کرکے پیشتر امراے برکی کے مقابلہ کو بھیجا قضارا اس مقام مین ہی لشکر برہان شاہ نے شکست فاحش کھائی اذبک بہادر مارا گیا برہان شاہ یہ خبر سنکر زیادہ تر غمگین اور محزون ہوا اور مزاج اُسکا اس طرح اعتدال سے منحرف ہوا کہ حکماے حاذق اور اطبائے ماہر اُسکی اصلاح سے عاجز ہوئے اور رفتہ رفتہ مرض سوداوی اور راسہال دموی اور تپ محرق بہم پہونچا کر یکبارگی صاحب فرش ہوا اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اور اسمعیل کو اسواسطے کہ دہدوی مذہب اور غریبون کا دشمن تھا سلطنت سے باز رکھا اخلاصخان کہ اسمعیل کی سلطنت پر راغب تھا یہ خبر سنکر دلگیر ہوا اور یہ امر غریبونکی طرف سے تصور کرکے مرتضےٰ خان کے لشکر مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت ہوا اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے عہد کے موافق تمام غریبون کو قتل کرکے اُن کا مال و اسباب تاراج کرین مرتضےٰ خان اس امر پر آگاہی پاکر مسلح ہوکر مع بعضے امراے غریب احمد نگر کی طرف راہی ہوا اور بہ تعجیل تمام آپ کو برہان شاہ کے پاس پہونچایا اور بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے

فوت ہونے کا یقین ہوا اور مع بعضے امراے غریب بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور شیخ عبدالسلام عرب اعتماد حبشیون کی دوستی پر رکھکر اردو مین رہا تھا دکنی اور حبشی نے اتفاق کرکے اُسے اور اُس کے متعلقین کو شربت شہادت چکھایا اور اخلاص خان نے غریبون کی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل کرکے مہمات کو یکرو کیا اور برہان شاہ کے مدافعہ کے واسطے جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر احمدنگر کیطرف گیا برہان شاہ ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر لوازم نصایح بجالایا اور جب اُسے تمرد و عصیان مین راغب اور راسخ پایا باوجود ضعف و ناتوانی پالکی مین بیٹھکر قلعہ سے برآمد ہوا اور چتر اور سورج مکھی اور سامان سلطنت ابراہیم کو ارزانی رکھا اُس روز ہمایون پور مین کہ بنا کیا ہوا اس کی والدہ خونزہ ہمایون کا تھا نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو اخلاص خان نے ایک صف مثل اپنے قلب کے متزلزل اور نا راست آراستہ کرکے اپنے دلی نعمت کے مقابل نشان کفران اور طغیان کا بلند کیا اور بموجب بیت باولی نعمت ار برون آئی ✤ گر سپہرے کرسنگون آئی ✤ بعد از حرب و ضرب شکستہ اور بدحال ہوکر پرندہ کیطرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منصور احمدنگر کے قلعہ مین تشریف لے گیا جو اس معرکہ مین نہایت قلق اور صدمہ اٹھاے تھے دوسرے دن کہ اٹھارہ مین ماہ شعبان سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار تین ہجری کی تھی اس کے طائر روح پرفتوح نے آشیان جنان کی طرف پرواز کیا مصرع بقا بقاے خدا یست ملک ملک خداے ✤ اور مدت سلطنت اس کی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا ظہوری نے ساقی نامہ مخترع کہ قریب چار ہزار بیت ہی برہان شاہ کے نام مزین کیا اُس مین داد شاعری دی ہی اکثر شعرا اور عقلا اور صاحب طبع اس کو پسند کرتے ہین

ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہانبانی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنے باپ کے بعد ارتحال مالک تاج و نگین ہوا اور میان منجو دکنی کہ اتابک برہان شاہ تھا اُس نے وصیت کے موافق امر و کالت مین قیام کرکے اپنے بیٹون اور بھائیون اور اعوان کو سلک امرا مین منتظم کیا اور اخلاص خان مولد باوجود ایسی حرامخوری کے کہ دلی نعمت سے صف آرا ہوکر آیا تھا اپنے ایلچی بھیجکر ابراہیم نظام شاہ سے عفو تقصیر و امان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میان منجو نے اُس کے فساد اور سرکشی سے اندیشہ کرکے امان نامہ ارسال کیا اور وہ احمدنگر مین آیا ایک جماعت حبشیان اور مولدان سے فراہم کی یعنی دو فرقہ ہوئے ایک میان منجو کے شریک اور دوسرا اخلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب واقعہ ہوکر دوسرے کی بزرگی اور تزک کو دیکھکر سر نہ جھکاتا تھا اس واسطے مہمات سلطنت نے خوب رواج نہ پایا یہ لوگ آپ کو رستم دستان اور افراسیاب زمان سمجھکر مجلسون مین زبان لاف و گزاف مین کھولتے تھے کبھی ذمہ دار مقابلہ لشکر اکبر بادشاہ ہوتے تھے اور کبھی متکفل مدافعہ امراے عادل شاہ ہوتے تھے اور ساتھ ابھی عادل شاہ کے کہ جس کا مہر صفوی نام اور سادات صحیح النسب سے تھا سلوک نا ہموار کرکے باتین موحش مذکور کرتے تھے جب یہ اخبار عادل شاہ کے سمع مبارک مین پہونچے نظام شاہ کے دولتخانہ کی اصلاح اور درستی اور بے ادبونکی گوشمال اور تنبیہ کیلیے بیجاپور سے شاہ درک کیطرف متوجہ ہوا اور اخلاص خان اور اُس کے متابعون کی رائے یون مقتضی ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کیطرف روانہ ہوکر عادل شاہ کے ساتھ محاربہ کرین اور میان منجو نے یہ راے ناپسند کرکے جوابدیا کہ ہا اخیار لشکر بے سامان بیجا بے سرانجام ہے اور امرا جیسا کہ چاہیے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہین ہین مناسب ہی کہ تحفہ و ہدایا بھیجکر اس سے صلح کرین اور ہم باطمینان تمام

ملک و مال و لشکر مین مشغول ہوکر مہیائے کارزار عادل شاہ ہون اخلاص خان نے کہ مرد نادان اور احمق تھا یہ امر قبول نہ کیا اور شاہ ورک کی لشکر کشی مین اصرار کیا اور جو نظام شاہ کو بھی یہ امر مد نظر تھا اس واسطے میان منجو نے سکوت اختیار کیا اور بادشاہ وغیرہ اس طرف متوجہ ہوے اور جب سرحد پر پہونچے میان منجو نے اتمام حجت کے واسطے ایکبار اور بزرگون کو جمع کرکے کہا کہ عادل شاہ اپنی مملکت مین مقیم ہی اس سے اور اُس کی سپاہ سے کسی طرح کی مزاحمت ہمارے ملک کو نہین پہونچی صلاح دولت نہین ہی کہ تم نزاع مین ابتدا کرکے اسکی مملکت مین داخل ہو بھی وہ صلح کشادہ ہی ساتھ اُسکے طریق ملائمت اور دوستی مین قدم رکھکر بساط قتال اور جدال نہ بچھاوین ابراہیم نظام شاہ کہ شراب مین افراط کرکے ایک لحظہ ہوشیار نہ رہتا تھا جب اُس نے اخلاص خان اور اعوان کی خواہش طبع جنگ مین دیکھی میان منجو کی فہمایش گوش ارادت سے نہ سنی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور حمید خان حبشی کہ سپہ سالار عادل شاہ تھا اور اپنی سرحد مین قیام رکھتا تھا افواج آراستہ کرکے نشان مدافعت اور مقاتلت بلند کیا میان منجو نے کہ مرد جہاندیدہ اور کہن سال تھا جنگ مناسب نہ دیکھی ایک جماعت حمید خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ ہمارا بادشاہ جوان اور بے تجربہ ہی اور سواے اس کے ایک جماعت شریر کہ دائرہ انسانیت سے خارج ہی اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہے اور شرب مدام سے زمام عقل ہاتھ مین نہین رکھنا لہذا عرض کرتے ہین کہ یہ دن روز ہاے ماہ ذی الحجہ سے ہی اور جدال و قتال اس مہینے مین حرام ہی جنگ موقوف رکھکر طرح دیوین شاید ہم فرصت پاکر اُسے بسبب نصایح سودمند اور مواعظ ارجمند کے اس ارادہ سے باز رکھین اور جو کہ اس بارہ مین حمید خان کو عادل شاہ نے سوگندی تھی اُسنے یہ امر قبول کیا نظام شاہ نے سر راہ سے کنارہ کرکے اُسکے دست راست کی طرف کہ ایک کوس کا فاصلہ تھا فروکش ہوا نظام شاہ جب وہان پہونچا اور حمید خان کو اپنے مقابل نہ دیکھا شراب کے نشہ مین سمجھا کہ وہ ہم سے دب کر ہٹ گیا ہی جسطور سے ممکن ہوا اس دن وہان نزول کیا اور اس رات کو میان منجو اور اُس کے توابع نے ہر چند سمجھایا کہ فسخ عزیمت جنگ کرے جو کہ اجل اُسکی آپہونچی تھی اُن کا ارشاد اُس کے کام نہ آیا دوسرے دن صفوف آراستہ کین اور حمید خان حبشی کو یہ خبر پہونچی وہ بھی سامان جنگ درست کرکے مع لشکر گران بہ سرعت برق و صولت رعد میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور پچاس ہزار سوار سے طرفین نے مقابل ایک دوسرے کے صف جنگ کھینچی پہلے بہادران اور یکہ سواران نے گھوڑے جولان کیے اور شمشیر و خنجر سے زمین جنگ گاہ ایک دوسرے کے خون سے رنگین کرنے لگے اور دلاوری اور مردانگی دیتے تھے اس وقت جمیع افواج جوش و خروش مین آنکر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور حرب و ضرب مین مشغول ہوکر آثار بیرحمی ظاہر کیے **مثنوی** سپاہی چو فیلان آشفتہ مست ۔ ہمہ نیزہ و تیغ و خنجر بدست ۔ بنوک سنان دہ بہ تیر خدنگ ۔ ربودند ازرہ دے خورشید رنگ ۔ اس روز ایک امر عجیب و غریب وقوع مین آیا میمنہ نظام شاہ نے میسرہ عادل شاہ کو متفرق اور پریشان کرکے تین کوس پسپا کیا جو اعتقاد طرفین کا یہ تھا کہ فتح ہماری طرف سے ہے ایک دوسرے کے ساز و سلب مال و اسباب کے تاراج مین مشغول ہوے ابراہیم نظام شاہ مع ایک جماعت مخصوصان سے کہ سو آدمی سے زیادہ نہ تھے اور مع چند فیل معرکہ مین رہا بحسب اتفاق سہیل خان خواجہ سرا اور مقصود خان ترک شحنہ فیل ایک ہزار سوار اور ستر فیل جنگی لیکر وہان پہونچے اور ایک جماعت مقربان ابراہیم نظام شاہ نے عرض کیا کہ ہم قلیل ہین اور فوج دشمن کی کثیر صلاح یہ ہی کہ معرکہ سے کسی گوشہ مین جاکر پناہ لیوین جب امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے

اس وقت اس فوج کو دفع کرین ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی نہوا اور شراب کی کیفیت اور نشہ کے سرور مین تلوار خلاف سے کھینچکر اور فیلبان مست کو آگے بڑھاکر سہیل خان کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوا اور حملہ اول مین ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادل شاہی کے ضرب نیزہ سے خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا اور مرغ روح اُس کا قفس تن سے پرواز کر گیا جنگ کی شامت نے اپنا کام کیا سہیل خان نے اسے پالکی مین ڈالکر حکم کیا کہ اس کو احمد نگر پہونچا دین اور فیلون پر متصرف ہوا اور جب رات ہوئی اسی طرح گھوڑے پر سوار رہکر وہ رات بسر کی اور ہمارے نظام شاہی میسرہ عادل شاہی کا پیچھا کر کے غنیمت بہت ہاتھ لائے تھے جب خبر ابراہیم نظام شاہ کے قتل کی سنی ہر ایک اپنی طرف بھاگا اور سہیل خان دوسرے دن تونچانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادل شاہ کے پاس پہونچایا اور میان منجو نے آپ کو سب سے پیشتر احمد نگر مین پہونچایا تھا اور احمد نام بارہ برس کے لڑکے کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ خاندان نظام شاہ سے ہی دولت آباد سے طلب کر کے چتر شاہی اُس کے سر پر بلند کیا اور شاہزادہ بہادر پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ طفل شیر خوار تھا قلعہ جوندکیطرف بھیجکر محبوس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ اور دو روز تھی

ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسرے سردارون نے جنگ وعناد برپا کر کے تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پژمردہ کیا میان منجو بسبیل استعجال احمد نگر مین آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنے تصرف مین لایا اور اخلاص خان اور اعیان درگاہ کو قلعہ مین بلاکر انجمن آراستہ کی اور بادشاہ کے تعین کے بارہ مین شورہ کیا امرائے حبشی نے بلقیس زمان چاند سلطان کے التفات خاطر کو بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کی طرف مشاہدہ کر کے سب اُسکی سلطنت پر راغب و مائل ہوے اور میان منجو اور بعضے امرائے دکنی نے بہادر شاہ کی صغرسنی سے کہ اس عرصہ مین ایک برس اور سات مہینے کا تھا اندیشہ کر کے یہ امر قبول نہ کیا اور کہنے لگے مثنوی جہانبانی و پائگاہ قوی ✦ کلاہ کیانی و کنجسروی ✦ کسی را سزد کو بہنگام جنگ ✦ نشاید شتاب و نداند درنگ ✦ امرائے حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان کی جانب داری سے کشیدہ ہو کر میان منجو کے شریک ہوے اور لوازم عہد و شرائط بجالائے اور آپس مین اتفاق کر کے خواجہ استرآبادی کو جس نے درگاہ برہان نظام شاہ سے خطاب میر سامان پایا تھا مع جماعت مردم معتبر و معتمد قلعہ جوند خیبر کی سمت بھیجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمد نگر مین بلایا اور عید الضحیٰ کے دن کہ سنہ ایک ہزار اور تین ہجری تھی تخت احمد نگر پر متمکن کر کے خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھایا اور منصب اور جاگیر آپس مین تقسیم کین اور بہادر شاہ کو چاند سلطان کی آغوش عطوفت مین پرورش پاتا تھا بجبر و تعدی قلعہ جوند مین بھیجکر قید کیا اور بعد چند روز کے جب ظاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہین ہی اخلاص خان اور امرائے حبشی اپنے کیے ہوئے سے نادم اور پشیمان ہو کر اس کے عزل کے درپے ہوئے اور اس داستان کی توضیح یون ہی کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری نے اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اُسکے بھائی سلطان محمد خدابندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبد القادر اور شاہ حیدر مملکت سوروش مین توقف کو سبب ہلاکت جانکر ہر ایک ایک سمت اطراف ہندوستان سے بھاگ گیے اور بعد مدت مدید مرتضی نظام شاہ کے عہد مین ایک شخص

موسوم بہ شاہ طاہر حیدر آباد کے اطراف مین پہونچکر منظہر ہوا کہ سلطان محمد خدابندہ ولایت بنگالہ مین فلان تاریخ کو رحمت ایزدی مین واصل ہوا اور مین اُس کا فرزند صلبی ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروث مین پناہ لایا ہون ارکان دولت اور اعیان حضرت مرتضےٰ نظام شاہ خصوصا خان معظم نشان صلابت خان اُسکے احوال کے تجسس و تفحص مین ہوکر شرائط تحقیقات بجالاے لیکن طول عہد اور تغیر اوضاع کے باعث حق و باطل کی تمیز سے عاجز ہوئے لب تصدیق اور انکار مین نہ کھولتے تھے اور از راہ حزم و احتیاط کہ مبادا کوئی جماعت اوباش اس کے پاس فراہم ہوکر فساد برپا کرے اسواسطے اسے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور مردم معتبر اور دانا کو جو سلطان محمد خدابندہ اور اُسکے متعلقون کو خوب پہچانتے تھے آگرہ کی طرف برہان شاہ ثانی کے پاس کہ اُندنون مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ملازم تھا بھیجکر پیغام دیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا آکر کہتا ہی کہ مین سلطان محمد خدابندہ کا فرزند ہون اور میرا نام شاہ طاہر ہی جو تمام عمر سلطان محمد خدابندہ کی اس حدود مین بسر ہوئی ہی یقین ہی کہ آنحضرت کو اس کا حال کماہی دریافت ہوگا امیدوار ہین کہ جو کچھ واضح اور روشن ہووے اعلام بخشین تو بندگان درگاہ تردد و تفرقہ سے نجات پاوین برہان شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ کی حیات مستعار میرے مکان مین اختتام کو پہونچی ہی اور اس کے بیٹے اور بیٹیان کہ فلان فلان ہین میری صحبت مین زمانہ بسر کرتی رہین اگر کوئی شخص غرضاً آپ کو سلطان محمد خدابندہ کے فرزند کا ہمنام ہوکر دعوی فرزندی کرتا ہو محض غلط اور عین افترا ہی صلابت خان اور تمام اعیان حقیقت حال دریافت کرکے اپنے دل مین کہنے لگے کہ بالفعل اس شخص نے سلطان محمد خدابندہ کی فرزندی کی شہرت پائی ہی اب خلاف اسکے عوام الناس کے ذہن نشین کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ مدت اعمر یہ قلعہ مین رہے غرضکہ سجون نے ایسا ہی کیا آخرکو وہ اجل طبیعی سے مرگیا اور اس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ میان منجو نے فریب کھاکر اُسے تخت سلطنت پر بٹھایا اخلاص خان اور تمامی امراے حبشی اور مولد اس مقدمہ کے سبب میان منجو سے منحرف ہوئے اور آخر ماہ مذکور مین کالا چبوترہ کے درمیان صف جنگ آراستہ کی میان منجو نے احمد بادشاہ کو برج پر بٹھاکر چتر اُس کے سر پر مرتفع کیا اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنون کے مدافعہ کیواسطے بیرون قلعہ بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا طرفین کے بہت لوگ کام آئے اور اس درمیان مین کہ حبشی اضراب توپ قلعہ کیطرف فیر کرتے تھے ایک گولہ احمد بادشاہ کے چتر پر لگا ولولہ اور غوغا اور آشوب لوگون کے درمیان وقوع مین آیا اور میان حسن کثرت اور غلبہ اعدا مشاہدہ کرکے پسپا ہوکر قلعہ مین در آیا پھر اخلاص خانیان کی شوکت اور غلبہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوے اور اطراف و جوانب سے مورچے اور سرنگ تیار کیے اور ابواب دخول و خروج مسدود کرکے آدمی حاکم دولت آباد کے پاس بھیجا کہ آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد کو جو برہان شاہ کے عہد سے اس زمانے تک محبوس ہین روانہ کرے تھانہ دار دولت آباد نے اعانت کرکے انھین روانہ کیا اور جو کہ تھانہ دار جونر نے بہادر شاہ کو بے حکم میان منجو ندیا وہ بھی اتفاق کرکے ایک لڑکا مجہول النسب بازار احمد نگر سے لائے اور اسے خاندان نظام شاہ سے منسوب کرکے سکہ اور خطبہ اُسکے نام کیا اور اس تقریب کے سبب بارہ ہزار سوار جمع ہوگئے میان منجو اور محصورین دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوئے اور جب نجات اور اخلاص سے مایوسی ہوئی ایک عریضہ سلطان مراد ولد اکبر شاہ کو لشکر گجرات

کی طرف بھیجا اور التماس قدوم کی اور شاہزادہ جو کہ باپ کی طرف سے تسخیر دکن کے واسطے مامور تھا اور جو بائے فرصت
تھا بسبیل استعجال لشکر فراہم کر کے احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا لیکن ابھی حریفہ گجرات مین نہ پہونچا تھا کہ امرائے حبشی کے
درمیان مناصب اور جاگیرات کے سبب غبار کدورت بلند ہوا اور شمشیر نفاق میان سے باہر لائے اور ایک
دوسرے کے قتل مین ساعی ہوے اور بعضے امرائے دکن نے کہ ہمراہ اُن کے تھے اس اختلاف کے مشاہدہ
سے متنفر ہو کر ترک رفاقت کی اور مع خیل وحشم قلعہ کی طرف جا کر میان منجو کے شریک ہوئے اور اُس نے
اس لطیفہ غیبی اور فضل لاریبی کے باعث حیات تازہ اور قوت بے اندازہ بہم پہونچائی اور قلعہ سے برآمد ہوا اور بفاصلہ کے
دن محرم کی پچیسوین تاریخ سنہ ایکہزار چار ہجری مین عیدگاہ کے اطراف مین امرائے حبشی سے خوب جنگ کی
اور انھین شکست دیکر اُن کے بادشاہ کو مع چند نفر اسیر کیا اور سلطان مراد کے بلانے سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا
اسی اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بہ خانخانان اور راجہ علیخان حاکم خاندیس شاہزادہ مراد سے ملحق ہو کر
مع بیس ہزار مغل اور راجپوت اور افغان مسلح از پا تا بہ فرق آہن مین غرق احمد نگر کے اطراف مین پہونچے میان منجو
کہ اُن کے بلانے سے نادم تھا قلعہ احمد نگر غلہ اور آذوقہ اور خیل وحشم سے مملو اور مضبوط کر کے انصار خان کو کہ وہ اُس کے
جملہ انصار سے تھا سپرد کیا اور چاندبی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی نرکھتی تھی اُسے بھی مع جواہر و نقود قلعہ
کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم لانے اور لطلب کمک عادل شاہ اور قطب شاہ کے احمد شاہ کے ہمراہ قلعہ
اوسہ کی طرف گیا اور زہرہ فلک طہارت و پرہیزگاری چاندبی بی سلطان نے بہت لشکر مغل کے مدافعہ مین صرف
کی اور اس خوف سے کہ مبادا انصار خان جو انصار میان منجو سے تھا دشمن کے شریک ہو کر قلعہ انھین سپرد کرے
محمد خان بن میان محب اللہ دایہ زادہ مرتضے نظام شاہ کو مامور کیا کہ اسے دفع کرے اور محمد خان نے اُس کے
قتل مین نہایت شجاعت اور مردانگی بہم پہونچائی اور اسی دن شہر اور قلعہ مین پوشیدہ خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے
نام پڑھایا اور شمشیر خان حبشی کو کہ فرزند اُسکے مثل اولاد کو دو زر اور گیو کے زیادہ ستہ نفر سے تھے فضل خان تفرشی اور
دوسرے مردم کارآمدنی کے ہمراہ قلعہ کے اندر بلالیا اور جب ماہ ربیع الثانی کی بیسوین تاریخ سنہ مذکور مین سلطان مراد
باتفاق امرائے کبا مغل سیلاب کی طرح کہ پہاڑون کی چوٹی سے فضائے صحرا کی طرف رجوع ہووے احمد نگر کے
شمال کی طرف نمودار ہوا اور عیدگاہ کے اطراف مین ایستادہ ہو کر ایک جماعت بہادران جنگ جو دو معرکہ طلب کو بعزم
حرب و ضرب کالا چیوترہ کے میدان مین قائم کیا اہل حصار چاندبی بی سلطان کے فرمانے کے بموجب مستعد
رزم و آمادہ پیکار ہوئے اور چند توپ قیامت آشوب دشمن کی طرف فیر کر کے سنگ تفرقہ اُن کی جمعیت مین ڈالا اور
جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نے باغ بہشت مین جو برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ کا ساختہ
تھا نزول کر کے تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری مین قیام کیا **مثنوی** دگر روز کین شہسوار سپہر ۔ برافراخت
رایت برافروخت چہر ۔ برآمد برین جنگ زیبا خرام ۔ برآورد خشندہ تیغ از نیام ۔ شاہزادہ نے ایک جماعت
کو محافظت شہر اور برہان آباد کے واسطے جو برہان نظام شاہ ثانی کے متحدثات سے تھا بھیجکر وہان کے باشندون
کی استمالت مین نہایت التفات ظہور مین پہونچائی اور ہر محلہ اور کوچہ مین ندائے امان ادنی و اعلی کے گوش زد
کر کے ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نے پائے توقف دامن تسکین مین کھینچکر مغلون کے قول پر اعتماد کیا اور

دوسرے دن شہزادہ اور امرائے کبار مثل میرزا شاہرخ والی بدخشان اور نواب سپہ سالار خانخانان اور شہباز خان کنبو اور محمد صادق خان اور سید مرتضےٰ سبزواری اور راجہ علیخان حاکم برہان پور اور راجہ جگنا تھا اور بھی امرا کہ تعداد اُن کے نام کی موجب تطویل ہی قلعہ کے گرد فروکش ہوے مورچل اور ٹالنگ آپس مین تقسیم کیے اور اُس ماہ کی ستائیسوین تاریخ کو ابوالفضل کینہ جو و شہباز خان کنبو کہ ستمگری اور بیدادمین مشہور و معروف تھا سپاہ اکبری مین شہزادہ کے نے فرمان مع لشکر کثیر سیر و گشت کے بہانہ سوار ہوا اور اُس غارتگر خبیث نے اپنی سپاہ کو فقیر و غنی کے تاراج کا حکم کیا اور طرفۃ العین مین تمام مکانات اور عمارت احمد نگر اور برہان آباد کی بوبکر ریانی کے مکان کی طرح غارت کئے نشان آبادی کا نچھوڑا اور جو مذہب سنت و جماعت مین نہایت تعصب رکھتا تھا چاہا کہ مجبان اہلبیت کا مکان جو بہ لنگر دروازہ امام مشہور ہی غارت کرکے وہان کے باشندون کو قتل کرے شاہزادہ اور خانخانان اس ارادہ بیجا سے واقف ہوئے اسے نہایت زجر و ملامت کی اور بہت لشکرون کو عبرت کے واسطے قسم قسم کی عقوبت اور سیاست پہونچائی لیکن احمد نگر کی خلقت کے پاس جو متاع و نبوی سے کچھ نرہا تھا رات کیوقت جلاوطن ہوکر ہر ایک ایک سمت راہی ہوئے اور امرائے نظام شاہ اس عرصہ مین تین فرقہ ہوے اور کوئی کسی کی اطاعت نہین کرتا تھا اول میان منجھو کہ احمد شاہ کو بادشاہ سمجھکر عادل شاہ کی سرحد کی طرف مقیم تھا دوسرا اخلاص خان حبشی حوالی دولت آباد مین موتی شاہ نام ایک طفل مجہول کو باسم سلطان مخصوص کرکے لشکر اُس کے حلقۂ اطاعت مین ورلایا تھا تیسرا آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی سرحد مین تھا شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ عمر اُس کی تخمیناً ستر برس کو پہونچی تھی اور بیجانگر مین توقف رکھتا تھا اپنے پاس بلاکر چتر اُس کے سر پر لگاکر بادشاہ بنایا جب اخلاص خان جرات کرکے مع دس ہزار سوار متعینہ دولت آباد کو ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا خانخانان نے دولت خان لودھی سپہ سالار کو کہ شجاعت اور جوانمردی مین اتصاف رکھتا تھا مع پانچ چھ ہزار سوار جرار شائستہ کارزار کہ لشکر اکبری سے انتخاب کیے تھے اور اُن کی شجاعت پر وثوق تمام اور اعتماد کمال رکھتا تھا اُس کے دفع کے واسطے نامزد کیا اور دریاے گنگ کے ساحل پر اخلاص خان سے مقابل ہوا اور بعد جنگ اہل دکن نے شکست کھائی دولت خان اور سپاہ مغل نے پیچھا کرکے قتل و غارت شروع کیا اور وہان سے قصبہ پٹن کی طرف کہ نہایت آباد تھا روانہ ہوے وہان کے مرد اور عورتون کو ایسا لوٹا کہ عورتین ستر کی محتاج ہوئین اس کے بعد احمد نگر روانہ ہوئے چونکہ چاند سلطان بہادر شاہ کی اسیری اور احمد شاہ کے اجلاس کے سبب میان منجھو سے ناراض تھی آہنگ خان کو پروانہ لکھا کہ ایک جماعت تہتنان و بہادران قلعہ کی محافظت اور دشمنون کے مدافعہ کے واسطے کہ محل اعتماد رکھتے ہون ہمراہ لیکر آئیو قلعہ احمد نگر کیطرف پہونچا آہنگ خان مع سات ہزار سوار و پیادہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور جب احمد نگر کے چھ کوس پر پہونچا ایک مخبر کو طریق دخول حصار کے دریافت کیواسطے بھیجا تاکہ اطراف و جوانب اسکا بنظر احتیاط و غور دریافت کرکے مراجعت کرے جاسوس نے لوازم تجسس و تحقیقات بہم پہونچاکر خبر دی کہ قلعہ احمد نگر کی شرقی جانب سپاہ مغل کے نزول سے خالی ہی اور کوئی امراے مغل اس طرف کی محافظت مین قیام نہین رکھتا ہی اس وجہ سے آہنگ خان رات کے وقت جاسوس کی ہدایت سے شاہ علی اور اُس کے فرزند مرتضےٰ کی ملازمت مین حصار کیطرف متوجہ ہوکر قلع مسالمت مین مشغول ہوا اور اسی روز صبح کو عجیب اتفاق ہوا کہ سلطان مراد قلعہ کے ملاحظہ اور مورچل اور ٹالنگ کی تاکید کو سوار

ہوکر مثل ماہ سیر کنان ہوا ناگاہ جانب شرقی ملازمان سے خالی دیکھی اس طرف کی بھگا ہبانی خانخانان سے رجوع فرمائی اور اس نے اسی دن باغ ہشت بہشت کے حوالی سے کوچ کرکے جلے مجوزہ مذکورہ مین نزول کیا اور آہنگ خان اس کیفیت سے خبردار نہ تھا تین ہزار سوار انتخابی اور ایکہزار پیادہ توپچی لیکر شب تاریک مین وہان پہنچا اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جانکر دست بہ شمشیر ہوا **مثنوی** ز شمشیر خونریز آشفتگان ۔ شب خون در آمد بخفتگان ۔ شد از تابش تیغہا تیرہ شب ۔ چو زنگی کہ بکشاید از خندہ لب ۔ ز لبس کار شمشیر بارید خون ۔ شب تیرہ را چہرہ شد لالگون ۔ خانخانان مع دو سو سوار تیرانداز کہ اس کی اردلی مین رہکر پہرہ دیتے تھے عبادت خانہ کے کوٹھے پر چڑھکر تیراندازی مین مشغول ہوا اور دولتخان لودھی کہ میر شمشیر اس کا تھا ہوشیار ہوکر چار سو جوان افغان نامدار لیکر اس کی کمک کو پہونچا تنور جنگ گرم ہوا اور طرفین سے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے کہ دولت خان کا بیٹا پیر خان بھی مع چھ سو بہادران رستم آثار میدان مین پہونچکر دست بہ شمشیر و نیزہ ہوکر حرب مین مصروف ہوا اور آہنگ خان زیادہ اس سے توقف اور ثبات قدم کو مستلزم ہلاک جانکر باتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلوانان دکنی کہ عدد اُن کے چار سو تھے اردوئے خانخانان کے خیمہ و خرگاہ سے برآمد ہوکر قلعہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ علی کہ ایک مرد ضعیف اور نحیف تھا اس نے قلعہ کے اندر جانے سے انکار کیا اور چند روزہ حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولت خان نے اُس کا پیچھا کرکے تخمیناً نو سو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار ویرانی احمد نگر اور غلبہ طائفہ مغلیہ پرنیاش بجکا دار السلطنت بیجاپور مین پہونچا اور نوشتہ ہائے چاند سلطان مشتملبر التماس اعانت بمبالغہ عادل شاہ کے پاس پہونچے اس واسطے آنحضرت نے اُسکی کمک کے درپے ہوکر سہیل خان خواجہ سرا کو کہ صفت شجاعت مین موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درگ کیطرف روانہ کیا اور میان منجھو باتفاق احمد شاہ اور امرا اور اخلاص خان مع اعوان و انصار یہ خبر سنکر سہیل خان کے شریک ہوئے اور مہدی قلی سلطان ترکمان بھی سپہ سالار لشکر تلنگ ہوکر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بے شمار محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے ساتھ اُس کے ملحق ہوا اور جب خبر لشکر دکن کے شاہ درگ مین فراہم ہونیکی شاہزادہ مراد کے سمع مبارک مین پہونچی جو کہ اس کے اور خانخانان کے درمیان مین غبار نفاق تھا اس واسطے صادق محمد خان آتابک اور امرائے کبار کو فراہم کرکے مشورہ کیا سبھون نے مراسم استخارہ اور لوازم استشارہ بجالاکر متفق اللفظ والمعنی ہوکر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود مین پہونچے سرنگ کھودنے اور دیوار قلعہ کے گرانے مین سعی اور کوشش کرکے قلعہ کو مفتوح کرنا چاہیے شاہزادہ نے یہ رائے پسند کی اور اس کام کے واسطے اشارہ فرمایا امرائے عظام نے اس غرض سے کہ محصورون کو مواضع نقب سے کسی طرح خبر نہو ہر طرف سے ابواب دخول و خروج بند کرنے مین ایسی کوشش کی کہ خیال کو بھی مجال تردد نہی اور نقب زنان آہنی چنگ فرہاد طاقت نے عرصہ قلیل مین شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ سرنگین جڑ یعنی نیو مین پہونچائین اور جڑ دیوار اور بروج قلعہ کو مجوف اور مشبک کیا اور شب جمعہ عشرۂ رجب کو نقبون کو بارود اور توپ اور تفنگ سے مملو کرکے سوراخ اُن کے گچ اور چونہ سے بند کیے اور چاہتے تھے کہ دوسرے دن بعد از نماز جمعہ آگ اُن مین ڈالکر قلعہ کو اُڑا دین قضا را خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے مین لشکر مین رہتا تھا وہ رحم علی سے شب تار مین مردم حصار کے پاس پہونچا اور انھین موضع نقب اور سیاہ مغل کے ارادہ سے خبردار

کیا اہل قلعہ اس کے ممنون احسان ہوئے اور اعلیٰ وادنیٰ چاند سلطان کے حسب الحکم اُسی شب کو کھودنے اور توڑنے ارکان حصار مین جس جگہ کہ محمد خان نے نشان دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے ظہر تک دو نقب سراغ لگاکر بارود اُس کی نکالی اور دیگر سرنگون کے بچھانے کی تلاش مین تھے اور شہزادہ اور صادق محمد خان نہین چاہتے تھے کہ فتح خانخانان کے نام ہووے بے اطلاع اُس کے مسلح ہوکر حصار کے دروازہ پر افواج آراستہ کین اور چاہا کہ نقبون مین آگ دیویں تاکہ جب قلعہ مین رخنہ ظاہر ہو اُس وقت ہجوم لاکر غنیم کو فرصت نہ دیویں اور قلعہ مین داخل ہووین مثنوی دلیران بمیدان کین تاختند ۔ سر و تن زخود و زرہ ساختند ۔ زجوشن شدہ آراستہ بال و دوش ۔ شدہ آرایش رزمگہ جبہ پوش ۔ روان شد بسوے محیط ستیز ۔ زہر سو یکے دجلہ موج ریز ۔ اور جب امراے اکبری خانخانان کے سوا شاہزادہ کے حکم کے موافق مع خیل وحشم اور طبل وعلم اس حصن حصین کے قریب پہونچے نقبون مین آگ دینے کا اشارہ کیا اور اسی وقت مین کہ اہل قلعہ کہ تیسری نقب جوان نقبون سے بڑی تھی کھود کر بارود برآورد کرنے کے تہیہ مین تھے کہ ناگاہ دو دفعہ اس نقب ہاے یہ آسا سے برآمد ہوا شعلہ بلا کا دیوار قلعہ مین پڑا قلعہ کی بنیاد متزلزل ہوئی زمین وآسمان سکی ہیبت سے لرزش مین آئے اور ایک صدا اس بنیاد کی کہ مصدوقہ سبعًا شدادًا تھی پیدا ہوئی گویا کہ صور قیامت پھنکا اور پچاس گز دیوار بارود نقب کے زور سے اس شدت سے اڑی کہ ہر سنگ اس بناے سپہر اطوار کا قطرہ مین شہرون کے گرا مثنوی چو شد آتش تیز ریزان شرار ۔ فرو ریخت از یکدگر آن حصار ۔ خلل یافت آن کوہ ران زلزلہ ۔ گسستہ شد آن آہنین سلسلہ ۔ شد آن صور غارتگر زندگی ۔ سرافیل راداد شرمندگی ۔ شد آن لحظہ ہول قیامت عیان ۔ بگردون برآمد نفیر فغان ۔ زمین گفتی از یکدگر بردرید ۔ سرافیل صور قیامت دمید ۔ بخندق فرو ریخت آن شہر بند ۔ ہمہ در ہا برافتاد کوہے بلند ۔ ایک جماعت کہ نزدیک اس دیوار کے نقب کاٹنے مین مشغول تھی سنگ وخاک کے نیچے ہلاک ہوئی اور کچھ لوگ مثل مرتضےٰ خان ولد شاہ علی اور آہنگ خان اور شمشیر خان اور محمد خان دایہ زادہ اور فضل خان اور راوی اعلیٰ کہ اس سے علیحدہ اور دور تھے قلعہ کی دیوار منہدم دیکھکر فرار قرار پر اختیار کرکے سراسیمہ اور بدحواس گوشہ اور کنارہ مین بھاگے اور رخنہ ہاے نقب کو اسی طرح چھوڑ کر دل قلعہ کی محافظت سے خالی کیا لیکن بحسن سعی اس عفیفہ مریم خصال کے کہ قطعہ فروغ نعل سمندش ہلال غرۂ دولت ۔ مثال سایۂ چترش سواد دیدۂ کشور ۔ ہزار بار بروزے شکستہ ازرہ تمکین ۔ شکوہ متفنہ او کلاہ گوشۂ سبز ۔ زعصمتش نکشیدہ شمال گوشۂ برقع ۔ زحفظش نگفتہ خیال دامن مہ ۔ اور ایزد منان کی عنایت سے چاند سلطان نے اس واقعہ ہولناک پر اطلاع پاکر فوراً برقع اوڑھکر سلاح جنگ زیب تن کئے اور پابرہنہ شمشیر ہاتھ مین لی اور مع ایک جماعت آدمیون کے کہ اُسکی خدمت مین حاضر تھے سراپردہ سے برآمد ہوئی اور سمند غیرت پر سوار ہوکر اس رخنہ کی طرف روانہ ہوئی اہالیان قلعہ یعنی مرتضےٰ خان اور آہنگ خان اور شمشیر خان وغیرہ ناچار ہوکر گوشہ اور کنارہ سے کہ پوشیدہ ہوئے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور جو کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان اور تمام امرا اور سپاہ منتظر اور سرنگون کے اڑنے اور دیوارین گرنے کا کھینچتے تھے قلعہ بندون نے فرصت پاکر اضراب توپ قیامت آشوب اور بان اور بندق اور ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر نصب کیا کہ مانند دہلیز دوزخ ہوئی اور آخر کو جب نقبونکی شعلہ زنی سے مایوس ہوئے امرا اور سپاہ منتظر شاہزادے کے حسب الحکم رخنہ کی طرف تاخت لائے چنانچہ مردم درونی اور بیرونی

کے درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نہ کرنا چاہیے واقع ہوئی اور جو بسبب تقویت اور جرأت اس شیر زن کے کہ ہر دفعہ رخنہ اور ہر جون کے اوپر سے دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تفنگ اور تیر پھینکرتے تھے اس قدر بہادران اکبری کام آئے کہ اُن کی لاشون سے خندق پٹ گئی **مثنوی** چو باران نیسان ہنگام جنگ ❁ ببارید ازان بار سنگ و خدنگ ❁ تو گفتی ازان بارہ ابر سطیر ❁ تگرگش ہمہ سنگ و بارانش تیر ❁ زپیکان چنان آتشے بر فروخت ❁ کہ پرملک بر فلک زان بسوخت ❁ ہرچند لشکریان مغل آخر تلث روز سے غروب آفتاب عالم افروز تک گرم وغا رہے اور کوشش اور جانبازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح نہوا اس سبب سے شہزادہ اور صادق محمد خان دلگیر ہوکر اپنے مساکن اور مواطن کیطرف روانہ ہوے اور اُردوے مغل کے خرد و بزرگ نے ازراہ انصاف زبان اس شیر زن مبارک پیدایش کی تعریف مین کھولی کہتے تھے کہ انتہا تہور و شجاعت کی یہ ہی جو اس عفیفہ مریم خصال نے ظہور مین پہونچائی اور اس تاریخ سے نام اس ملقبس زمان کا جو چاندبی بی تھا بعد اس کے چاند سلطان ہوا الغرض جو پردہ شب ظلمانی درمیان دو جنگ جو کے حائل تھا چاند سلطان خانہ زین پر اسقدر رونق افروز رہی کہ معماران چابک دست فرہاد آہنگ نے اس رخنہ دیوار مہندمہ کو گل و سنگ سے دو تین گز بلند کیا اور انھین دنون یہ نامہ جات سرداران دکن کو کہ باتفاق سہیل خان ولایت بیر کے اطراف مین پہونچے تھے تحریر کرکے اس مین کچھ کچھ احوال غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار اور قلت آذوقہ درج فرماکر روانہ کیا اتفاقاً وہ جاسوس کہ حامل اُن نوشتون کا تھا مردم مغل کے ہاتھ گرفتار ہوا اسے خانخانان اور صادق محمد خان کے روبرو لائے اُنھون نے ایک مکتوب سہیل خان کو لکھا کہ ایک مدت سے ہم انتظار تھا رہی توجہ کا رکھتے ہین تاکہ یہ مناقشہ اور منازعہ جلدی رفع ہووے اور جس قدر جلد ادھر تشریف لائیے گا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشتہائے چاند سلطان اسی قاصد کے ہاتھ ارسال کئے منقول ہے کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اُس کے مضمون پر مطلع ہوا اسیوقت بسرعت تمام کوہستان مانک دون کے راستہ سے قلعہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور جو لشکر مغل مین قحط بدرجہ نہایت پہونچا تھا گھوڑے فاقہ کے سبب نہایت کمزور اور لاغر ہو گئے تھے اور اس خبر کے سننے سے شہزادہ اور تمام امراے اکبری متفکر ہوے اور انجمن مشورہ کے واسطے ترتیب دی سب کی راے نے یہ اتفاق کیا کہ اسوقت جنگ سیاہ دکن سے موقوف رکھکر چاند سلطان سے پیام صلح اس طور پر درمیان مین لاوین کہ آن علیا حضرت ولایت برار بادشاہ کو پیش کش کرے اور باقی ولایت حسین شاہ کے عہد کے موافق اپنے تعلق رکھے پھر سید مرتضے جو قدیم سے تربیت یافتہ اور برگزیدہ خاندان نظام شاہیہ سے تھا شاہزادہ کیطرف سے مقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نے اضطرار سپاہ مغل دریافت کرکے پہلے استغنا کیا اور آخر کو اُس نے بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ دیکھی جو کہ محاصرہ کے ضیق سے تنگ آئی تھی تعجیل کرکے جس طرح سے کہ مرقوم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان کنتل چتور اور دولت آباد کی راہ سے ابتداے ماہ شعبان مین برار کیطرف روانہ ہوئے اور سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ اور محمد قلی سلطان سر لشکر سپاہ قطب شاہ اور میان منجھو احمد شاہ کے ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کے عرصہ مین احمد نگر پہونچے میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمد نگر کا بادشاہ رہے لیکن آہنگ خان نے احمد شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے میان منجھو کے آنے کا دروازہ مسدود کیا اور ایک جماعت کہ تھانہ دار جو مند

کے پاس بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا اور قلعہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا آہنگ خان اور تمام امرائے نظام شاہی نے اطاعت کی اور میان منجھو مقام تمرد اور عصیان مین ہو کر چاہتا تھا کہ آتش فساد کو شعلہ زن کرے ابراہیم عادل شاہ نے مرتضےٰ خان دکنی کو کہ عمدہ امرائے درگاہ تھا مع چار ہزار سوار تعجیل احمد نگر کیطرف بھیجکر میان منجھو کو پیام دیا کہ اس وقت مین ایسی خواہش کرنا زیادتی نقصان کا سبب ہوگا لازم یہ کہ جمیع مقدمات تہ کرکے سہیل خان کے ہمراہ بیجاپور کیطرف آوین تو احوال دریافت کرکے جو کچھ صلاح ملک و دولت ہو پیش پہونچائی جاوے میان منجھو کہ مرد عاقل اور فہمیدہ تھا عادل شاہ کے فرمان سے تجاوز نہ کیا مرتضےٰ خان کے ہمراہ بیجاپور گیا اور جب عادل شاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ نظام شاہ کی اولاد سے نہین ہے اس کو اپنا ملازم کرکے اور جاگیر لائق دیکر سرفرازی بخشی اور میان منجھو اور اُسکے بیٹے میان حسن کو سلک امرا مین انتظام دیکر جاگیر خوب عطا کرکے مسرور اور مبتہج کیا مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ کے تھی

تذکرہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

ناظرین والاتمکین کے خمائر انجم نظائر پر مخفی نرہے کہ جب چاند سلطان نے بہادر شاہ کو کوشش جمیلہ سے صاحب قہر کیا محمد خان میان منتخب دایہ زادہ کو پیشوا کیا اُس نے بھی تھوڑے عرصہ مین جیسا کہ رسم و عادت ہے اپنے استحکام مین کوشش کرکے اپنے اعوان و انصار کو ساتھ مناصب ارجمند کے قوی پشت اور قوی پایہ کیا اور نشان اپنی مضبوطی اور استقلال کا بلند کرکے آہنگ خان اور شمشیر خان کو کہ مزید اعتبار مین شہرت رکھتے تھے حسن تدبیر سے گرفتار کرکے محبوس کیا امرا یہ اطوار دیکھکر رنجیدہ اور دل تنگ ہوے ہر ایک ایک سمت روانہ ہوا چاند سلطان مضطرب ہو کر عادل شاہ سے ملتجی ہوئی اور یہ پیام دیا کہ ایسے وقت مین کہ دشمن قوی کمین مین بیٹھکر ہنگام فرصت کا جویا ہے اس دولت خانہ کے نفرے پیشہ سرکشی اور عصیان کا اختیار کرکے ہر ساعت فساد اُٹھاتے ہین اور ہر لحظہ ایک آشوب ظاہر کرتے ہین اگر حضرت اس جماعت کی گوشمالی مین کوشش نفرمائین کے عنقریب یہ باقی مملکت بھی اکبر بادشاہ کے تصرف مین جاویگی عادل شاہ نے پھر اعانت پر توجہ کی اور سہیل خان سپہ سالار کو فرمایا کہ احمد نگر جاکر جس امر مین خوشنودی چاند سلطان کی ہو عمل مین لاوے سہیل خان شہور ۱۰۰۵ھ ایک ہزار پانچ ہجری مین احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور محمد خان قلعہ مین قلعہ بند ہوا جب چاند سلطان کی اطاعت مین نہ آیا سہیل خان بتجویز چاند سلطان محاصرہ مین مشغول ہوا اور قریب چار مہینے اس مین اوقات صرف کرکے محمد خان کے دفع مین راسخ اور ثابت رہا اور محمد خان عریضہ خانخانان کو لکھکر طالب کمک ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہوکر سب اُس سے پھر گئے اور اسے قید کرکے چاند سلطان کے سپرد کیا چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو کہ غلامان درگاہ سے تھا اُس پر اعتماد کرکے پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت سے مخلع کرکے باعزاز و احترام رخصت معاودت عطا فرمائی اور وہ جب باثناے مراجعت راجہ پور کے اطراف مین کہ دریاے گنگ کے ساحل پر واقع ہے پہونچا امراے کبری قصبہ پاتری وغیرہ پرجو مملکت برار سے خارج ہے نقض عہد کرکے متصرف ہوئے اس واسطے اُس موضع مین توقف کرکے عریضہ مشتمل بر حقیقت حال عادل شاہ کو لکھا اور اسی عرصہ مین چاند سلطان اور آہنگ خان

ملہ بہ تنگ دکن بن ایک دریا ہے

نے بھی مغل کی حرکت اور اُن کے نقض عہد پر واقف ہو کر بیجاپور کی طرف بھیجا اور سابقہ والحاح سے نمک حلالی کی تاکید کی چاند مغل کو ملک سے خارج کرنے عادل شاہ نے بدستور سابق سہیل خان کو سپہ سالار کر کے مغل کے خلاف کا حکم دیا اور قطب شاہ نے بھی پیروی عادل شاہ کی کر کے مہدی قلی سلطان کو مع لشکر گولکنڈہ سہیل خان کے پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی قریب ساٹھ ہزار سوار برار کیطرف روانہ ہوئے اور جب قصبہ سون پت میں پہونچے قیام کر کے سامان جنگ میں کوشش کی اور خانخانان سپہ سالار مغل کر قصبہ جالنہ میں استقامت رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیوں کا دریافت کر کے اعتبار لشکر کا حکم دیا اور خود بلدہ شاہپور میں شاہزادہ کے پاس گیا اور حقیقت حال معروض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح یہ کے نام ہووے شاہزادہ اور اُسکے اتالیق محمد صادق خان کو شاہپور میں نگاہ رکھا اور خود بالتفاق جمیع امرائے اکبری اور راجہ علیخان برہان پوری مع بیس ہزار سوار کارگذار دکنیوں کے رزم پر متوجہ ہوا اور دریائے گنگ کے کنارے دکنیوں کے مقابل خیمے اور خرگاہ بلند کیے اور لشکر کے گرداگرد خندق کھود کر بندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ دکن کی تعداد دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلایہ اور قزاقان سے طرح اور طرز درآمد سے معلوم کیے اجمادی الثانی کی اٹھارھویں تاریخ سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار پانچ ہجری میں چاشت کے وقت عازم جنگ ہو کر صفیں راست کیں لیکن عین کیفیت تلاقی طرفین کی واقع ہوئی اور سہیل خان نے آلات آتشبازی کے استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگناتھ راجپوت کو کہ مواجہہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار جوان ہلاک کیا اور چونکہ لشکر نظام شاہی اور قطب شاہی بھی افواج اکبری کے تاب مقاومت نہ لاسکے دشمن ہزیمت کی طرف منہزم ہوئے تھے سہیل خان نے مقابلہ اور مقاتلہ افواج دشمن کا اپنے اوپر فرض کر کے قریب وقت شام میمنہ اور میسرہ سپاہ مغل پر حملہ کیا اور اس طرح ان کی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہپور میں شاہزادہ کے پاس پناہ لی اور صادق خان نے اس امر کے درپے ہوا کہ شاہزادہ کو بھی مملکت دکن سے باہر نکالے لیکن خانخانان نے باوجود تفرقہ لشکر اسی طرح معرکہ میں قدم ثبات استوار کر کے مع فوج قلیل اُس رات کو توقف کیا اور سپاہ دکن قرار فرار کا ساتھ اپنے دیگر غارت میں مشغول ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کی اور سوائے سہیل خان اور ایک جماعت خاصہ خیل عادل شاہی کے تمام فوج غنائم کو جاہائے مضبوط اور مستحکم میں پہونچانے کے لیے متفرق ہوئی اور بحسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان بجماعت قلیل ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر معرکہ میں رہے اور پھر رات تک احوال ایک دوسرے سے کچھ خبر نہ پائی آخرالامر جب واقف ہوئے دونوں نے پھر محافظت میں کوشش کر کے لشکر جمع لانے کے درپے ہوئے اور جب خورشید ترک عذار یعنی آفتاب نے دریچہ مشرق سے سپاہ ہندوستان کو منہزم کیا وہ دونوں سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک دوسرے کے ایستادہ ہوئے اور خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حرف صلح درمیان میں لا کر بقائی ایک دوسرے کیجدا ہوویں لیکن سہیل خان بعضے آدمیوں کے وسوسہ کے سبب جنگ میں راسخ ہو کر مع فوج خانخانان کی طرف روانہ ہوا تب اُس نے بھی لاچار ہو کر نشان قتال بلند کیا اور طرفین سے ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ پہلے دن کی اُس کے مقابل ایک بازیچہ معلوم ہوتی تھی آخر کو تائید ربانی سے نسیم فتح و ظفر خانخانان کے پرچم پر چلی سہیل خان شاہ درک کیطرف فرار ہوا اور امرائے نظام شاہی اور قطب شاہی جو پہلے دن بھاگے تھے بحال تباہ حرکر

اور حیدر آباد کی طرف راہی ہوئے حیات مستعار کو غنیمت جانکر شکر الٰہی بجالائے اور خانخانان نے بعد اس فتح عظیم کے ایک جماعت کو قلعہ پرنالہ اور کاویل کے محاصرہ کو کہ مملکت برار کے قلاع متین سے تھے تعین کیا اور خود قصبہ جالنہ پور مین اقامت پذیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان پنجہزاری کی تحریک سے خانخانان کو پیغام دیا کہ جو وقت فرصت ہے مناسب یہ ہے کہ ہم احمد نگر کیطرف متوجہ ہوین اور اُسے بھی مفتوح کرکے ملک نظام الملکی کو اپنے قبض و تصرف مین لاوین خانخانان نے جواب دیا کہ صلاح وقت یہ ہے کہ امسال برار مین جاکر وہان کے قلعون کو فتح کرین جب وہ مملکت تمام و کمال زیر نگین ہوکر قید ضبط مین آوے اُسکے بعد اور مقاموں کی طرف متوجہ ہوکر نشان تسخیر بلند کرین اور جو یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ آیا اُس تفصیل سے کہ واقعات اکبر بادشاہ مین تحریر کلک صحت ہوا ہے اظہار رنجش اور کدورت فرمایا اور شہزادہ اور صادق محمد خان نے چند عرائض شکایت آمیز اکبر بادشاہ کو لکھین اکبر بادشاہ نے خانخانان کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابوالفضل کو سپہ سالار دکن کیا اور میرزا یوسف خان کو بھی اُسکا شریک فرمایا اور خانخانان شہور سنہ ۱۰۰۶ ایک ہزار چھ ہجری مین متوجہ درگاہ ہوا اور آہنگ خان نے فرصت پاکر عداوت مین چاند سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہادر شاہ کو دستیاب کرکے اُس اہلمیا کو ایک قلعہ مین قید کرے اور خود نقارہ انا دلا غیری پر چوب مارے اور وہ اُس ارادہ سے واقف ہوئی بہادر شاہ کی محافظت مین نہایت درجہ کوشش کرکے دروازہ اراک آہنگ خان کے سخت پر بند کیا اور یہ مقرر کیا کہ وہ قلعہ کے باہر باتفاق ارکان دولت کچہری کرتا رہے آہنگ خان نے چند روز اطاعت اظہار کرکے آخر کو مخالفت پر کمر باندھی اور اکثر اوقات فریقین کے درمیان جنگ ہوتی تھی اور عادل شاہ پلچی کو بھیجکر ہر چند سعی فرماتا تھا کہ نگلے درمیان سے نفاق دفع ہوکر اتفاق ظاہر ہووے کسی نہج سے یہ معنی صورت پذیر نہوئے اور استقلال اور استغنا آہنگ خان کا حد سے گذرا اور میدان معرکہ خانخانان کے وجود سے خالی دیکھکر عین موسم برسات مین کہ نہر گنگ بھی پر آب تھی اور شاہزادہ کی طرف سے کمک پہونچنا اشکل تھا ایک جماعت سرداران کو قصبہ بیر کی جانب بھیجا کہ اُسکو امرائے اکبر شاہی کے تصرف سے برآوردہ کرے اور وہان کا حاکم شیر خواجہ چھ کوس تاخت کرکے اُس جماعت کے مقابل ہوا اور بعد جنگ شدید شکست پائی اور مجروح ہوا اور بہ صعوبت تمام آپ کو قصبہ بیر مین پہونچاکر متحصن ہوا اور عرضی اکبر بادشاہ کی خدمت مین ارسال کی اور وکیلون کے تسلط اور شیخ ابوالفضل فیضی اور سید یوسف خان کی کمک نہ بھیجنے کے بارے مین فقرات شکایت آمیز درج کیے اکبر بادشاہ سمجھا کہ خانخانان کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہیے دکن کی سپہ سالاری سے عہدہ برا نہو سکیگا اس واسطے اُس کا گناہ معاف کرکے عازم ہوا کہ پھر اسے سرفراز فرماکر صاحب اختیار اور سپہ سالار دکن کرے اتفاقاً ان دنون مین شہزادہ مراد نے شرب مدام اور عورتون کی صحبت دوام سے امراض غیر علاج پر ہم پہونچائے اور بلدہ شاہ پور مین جو اسکا تعمیر اور آباد کیا ہوا تھا برحمت حق واصل ہوا اور اکبر بادشاہ نے ممالک دکن شہزادہ دانیال کو کہ اُس کا چھوٹا بیٹا تھا عطا کرکے خانخانان کے ہمراہ اُسے دکن مین روانہ کیا اور ابھی سرحد دکن مین نہ پہونچا تھا کہ خود بھی حسب الالتماس شیخ ابوالفضل اور سید یوسف خان شہور سنہ ایک ہزار آٹھ ہجری مین دار الملک آگرہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور جو اکبر بادشاہ کو معلوم تھا کہ چاند سلطان

اور آہنگ خان کے درمیان نزاع اور نفاق بہت ہو خود قلعہ آسیر کے محاصرہ میں مشغول ہوا اور شہزادہ دانیال اور خانخانان کو احمد نگر کی تسخیر کو بھیجا اور آہنگ خان حبشی کو پندرہ ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ دہنہ گھاٹ جیتور لیکر سپاہ مغل کے ساتھ مقابلہ کرے قلعہ احمد نگر کے اطراف سے برخاست کرکے اس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ اور تمام امرا اس امر پر واقف ہوکر قریہ معموری کیطرف کہ صحرا وسیع ہے بقصد احمد نگر روانہ ہوئے آہنگ خان سراسیمہ ہوکر نیمہ در خرگاہ اور احمال و اثقال میں آگ دیکر بیجاپور کیطرف چلا گیا کہ تصدی جنگ ہووے یا یہ کہ احمد نگر جاکر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی خبر لے تقریب عاجزی کا سر پر ڈالکر جنیر کی جانب بھاگا شاہزادہ اور امرائے مغل نے بیجاپور اور احمد نگر کے قریب ہونیکر بدستور سابق محاصرہ کیا اور مورچے آدمیوں پر قسمت کیے شاہزادہ دانیال کی طرف سے خانخانان اور میر ابوالقاسم خان نے نقب کھودنا شروع کیا اور دمدمہ تیار ہوے قریب تھا کہ قلعہ مسخر اور مفتوح ہووے چاند سلطان نے چنیہ خان خواجہ سرا سے جو قلعہ کے اندر تھا یہ فرمایا کہ آہنگ خان اور دوسرے سرداروں نے نقض عہد کرکے اسقدر سرکشی اور بے اعتدالی کی کہ اسکی شامت سے اکبر بادشاہ خود دکن کیطرف متوجہ ہوا اور یہ بعض چند روز میں مفتوح کرینگے چنیہ خان نے کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب جو ہمارے حق میں مناسب اقتضا فرماوے ارشاد کیجیے تو ہم اسکے موافق عمل کریں اور حتی الوسع بجالاویں چاند سلطان نے کہا صلاح اس میں ہے کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے جان اور مال اور ناموس کی امان طلب کرے بہادر شاہ کے ہمراہ جنیر کی طرف روانہ ہوویں اور وہاں استقامت کرکے اقبال غیبی کے منتظر رہیں چنیہ خان نے اہل حصار کو طلب کرکے بآواز بلند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امرائے اکبر بادشاہ کے یکزبان ہوکر چاہتی ہے کہ قلعہ سپرد کردے دکنی یہ صدا سنتے ہی برہم ہوکر آئے اور اس علیہ حضرت کو بشدت و حقوبت تمام شربت شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نے اسی عرصہ میں تلپین دوڑاکر دیوار حصار اڑائی اور قلعہ میں داخل ہوئے اور عورتوں اور لڑکوں اور جوانوں کو اسیر کیا اور چنیہ خان اور جمیع باشندگان اور اہلی مرد اور عورت اور غنی اور فقیر کو بہادر شاہ کے علاوہ جو قلعہ میں تھے تہ تیغ کیا اور شہزادہ دانیال نے سرکار نظام شاہی کے نقد اور جواہر اور نفائس پر متصرف ہوکر قلعہ معتمدوں کے سپرد کیا اور بہادر شاہ کو اسیر کرکے اکبر بادشاہ کے پاس برہان پور لے گیا اور ان دنوں میں قلعہ آسیر کو بھی اکبر بادشاہ نے مسخر اور مفتوح کیا تھا پھر دکن اور خاندیس شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیسا کہ وقائع خدیو جہان پناہ ابراہیم عادل شاہ میں تحریر ہوا من بعد دار الخلافت کیطرف روانہ ہوا اور امرائے نظام شاہی نے مرتضے دلدر شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کرکے چند روز قلعہ پرندہ کو دار الملک بنایا اور مدت بادشاہی بہادر نظام شاہ کی کہ تا غایت تحریر قلعہ گوالیار میں محبوس ہے تین برس و چند ماہ تھی

ذکر مرتضے نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی سلطنت کا

جب اکبر شاہ برہان پور سے آگرہ کی طرف تشریف لے گیا نظام شاہ کے ملازمون نے باوجود اسکے کہ خیل و حشم نرکھتے تھے اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے امرائے کبار اور صاحب اختیار ہوکر نشان استقلال بلند کیا اور یوم تحریر اصل کتاب تک تتمہ سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ مغل کی صدمہ سے محفوظ رکھا چنانچہ ایک عنبر نامی

حبشی سرحد تلنگ سے ایک فرسخ قصبہ پیر تک اور چار کوس جنوبی احمد نگر اور بیس کوس دولت آباد و بندر جیول تک متصرف ہوا اور دوسرا راجو دکنی دولت آباد سے تقریباً سرحد گجرات اور جنوباً چھ کوس احمد نگر تک اپنے تصرف مین در لایا اور دونون نے بحسب ضرورت مرتضےٰ نظام شاہ کی اطاعت قبول کر کے قلعہ اوسہ کو مع چند قریہ اخراجات ضروری اور مصارف لابدی کے واسطے سپرد کیا اور یہ دونون سردار اس فکر اور تلاش مین تھے کہ ایک دوسرے کو مغلوب کر کے اُسکے ممالک پر بھی متصرف ہوون لاجرم درمیان مین دونون کے ہمیشہ عداوت رہی آپسمین صفائی نہوئی اور خانخانان نے یہ امر سمجھکر اپنے ہمراہیون کو مامور کیا کہ قدرے ولایت عنبر پر کہ تلنگ کی طرف واقع تھی متصرف ہوون اور عنبر حبشی جمعیت کر کے سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار دس ہجری مین مع سات آٹھ ہزار سوار اس طرف روانہ ہوا اور مغلونکے تھانے اُٹھا کر اپنے ممالک اُنکے تصرف سے برلایا اور خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے میرزا ایرج کو جو زیور شجاعت اور مردانگی سے آراستہ تھا مع پانچہزار سوار انتخابی مقابلہ اور مقاتلہ کو نامزد فرمایا قصبہ مانڈیر کے اطراف مین فریقین کا سامنا ہوا ایک نے ناموری اور بلند نامی کیواسطے اور دوسرے نے اپنے حفظ ملک کے لیے از روے قہر و غضب افواج آراستہ کر کے توجہ کی اور نہایت شدت اور خصومت سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر شرط مردی اور مردانگی بجالائے اور گرز و نیزہ و شمشیر و تبر سے آپس مین سر و رو زخمی کر کے صفحہ رخ کتابی پر جدا دل خون جاری کین **مثنوی** دران رزمگہ فتنہ شد بلند ہمہ رحمت بیامد بغیر از گزند ۔ نہان گشت از سختی آن مصاف مردت چو سیمرغ در کوہ قاف ۔ سم باد پایان شدہ فرق سای ۔ سر سرکشان ماند در زیر پای ۔ بعد اسکے کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر نے قالب ارواح سے خالی کیے اکبر بادشاہ کے اقبال نے اپنا کام کیا عنبر حبشی زخمہاے کاری اُٹھا کر خانہ زین سے جدا ہو کر میدان جانستان مین گرا ایک جماعت حبشیون اور دکنیون سے کہ اسکے مخلص تھے ہجوم لا کر اُسے سوار کر کے میدان سے باہر لیگئے عنبر پھر در پے لشکر فراہم لانے کے ہوا اور اپنے ممالک کی محافظت کیواسطے دوڑ دھوپ سے باز نہ آیا اور خانخانان جو اُسکی شجاعت اور مردانگی کو مشاہدہ کر کے یقین جانتا تھا کہ وہ پھر سرکشی کی فکر مین ہی اسوجہ سے صلح پر آمادہ ہوا اور عنبر نے بھی عدم اتفاق راجو دکنی سے بلکہ بناے معرکہ مذکور کو اُسکی تحریک سے جانتا تھا مصالحہ کو وجہ نیک جانکر خانخانان سے ملاقات کی اور حدود طرفین قرار دے کر لوازم عہد و پیمان درمیان مین لایا پھر رخصت ہو کر اپنے ممالک کی طرف مراجعت کی اُسوقت سے اس وقت یعنی تحریر کتاب ہذا تک نقض عہد و پیمان واقع نہوا اور عنبر خانخانان سے بکمال اخلاص و اعتقاد پیش آتا ہی اور اُنھین دونون مین پتنگ راے کول اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل خواجہ سرا اور دیگر سرداران دکن نے عنبر حبشی کی ترک رفاقت کر کے مرتضےٰ نظام شاہ کی ملازمت اختیار کی اور شاہ موصوف کو عنبر کے دفع پر عازم جازم کر کے قلعہ اوسہ کے اطراف مین لشکرگاہ کیا اور عنبر بھی اپنے اعوان کو ہمراہ لیکر اُسطرف گیا نظام شاہ سے مقابلہ کر کے غالب آیا اور پتنگ راے کو زندہ اسیر و دستگیر کر کے مقید کیا نظام شاہ نے باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل کہ عمدہ اُمرا تھے مضطرب ہو کر عنبر سے صلح کی اور عنبر چاہتا تھا کہ قلعہ پرندہ کو اپنے تصرف مین لاوے اسواسطے نظام شاہ کے ساتھ مین آخر ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار بارہ ہجری مین قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور تھانہ دار قلعہ نجم خان حبشی نے کہ قریب بیس برس سے وہان کا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام دیا کہ مین حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت جانکر قلعہ کے

اندر جگہ دیتا ہون لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر بادشاہ کا نوکر ہوا ہی مین اُسپر اعتماد نہین کرتا اور اسے قلعہ مین داخل نہ کرون گا عنبر نے جواب دیا کہ مین تینگ راے اور فرہاد خان اور ملک صندل کے غدر سے بے خوف نہ تھا صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے بسبب ظاہر ملاقات کرکے انکا طرف دار ہوا لیکن ویسے اپنے تئین نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ لوازم دولتخواہی بجالاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت مین مساعی جمیلہ پیش پہونچاؤن منجھن خان نے اس عذر کو قبول نہ کیا اور ابواب حرف وحکایات مسدود کرکے خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر قلعہ مین در آوے اور منجھن خان اُسکے سبب قوی پشت ہووے اُسے گرفتار کرکے نظر بند کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے نظام شاہ کی گرفتاری سے دلگیر ہوکر آپ کو پاے قلعہ مین پہونچایا اور منجھن خان نے قریب ایک ماہ نشان مدافعہ بلند کیا اور جو کہ منجھن خان کا بیٹا موسوم بسونا خان بے اعتدالی کرکے اہل حصار کے زن و فرزند پر دست درازی کرتا تھا انھون نے ہجوم کرکے اسے قتل کیا بدین سبب منجھن خان نے اپنے توقف مین صلاح نہ دیکھی جریدہ قلعہ سے بھاگا اور باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل اور دوسرے آدمیون کے التجا عادل شاہ کی طرف لیجا کر سب اُس کے ملازم ہوئے اور متحصنون نے روش منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز قلعہ مین متحصن رہے اور آخرش عنبر بحسن تدبیر اس پر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو حوالات سے نجات دے کر چتر اُس کے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان کے ساتھ اُس قلعہ مین مقیم کرکے خود مع خیل و لشکر باہر روانہ ہوا اور محرم ۱۰۱۳ھ ایک ہزار تیرہ ہجری مین شہزادہ دانیال برہان پور سے دختر عادل شاہ کے لینے کو راہ ناسک اور دولت آباد سے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر تکلیف کی کہ وہ بھی بطریق عنبر فرمانبردار ہوکر ہماری ملازمت کے واسطے حاضر ہووے اور وہ مملکت جاگیر پاکر بازگشت کرے راجو نے اعتماد اس کے عہد و قول پر نہ کیا شہزادہ طیش مین آیا اور اُس کے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان جرأت کا بلند کرکے مع آٹھ ہزار سوار اس کے مقابلہ کے لیے عزیمت کی اور اگرچہ مرتکب جنگ صف نہوتا تھا لیکن لشکر مغل کے حوالی اور حواشی کو تاخت و تاراج کرنے سے اس قدر مزاحمت پہونچائی کہ شہزادہ نے ایلچی خانخانان کے پاس جالنہ پور مین بھیجکر کمک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آپہونچا اور باعث آرام و آسائش ہوا اور بعد وصول خانخانان کے راجو نے ترک تاخت و تاراج کرکے اپنے ممالک کی راہ لی اور شہزادہ نے مع خانخانان احمد نگر کیطرف جاکر پالکی عروس کے ہمراہ معاودت کی اور قلعہ ٹپن کے باہر نہر گنگ کے کنارہ لوازم جشن شادی بجالایا اور خانخانان نے جالنہ مین مقام کیا اور شاہزادہ برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی راجو قلعہ پرندہ مین جاکر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور عنبر کے دفع کرنے کا ذمہ دار ہوا غرض کہ چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کی طرف سے ظہور مین پہونچے عنبر مضطرب اور سراسیمہ ہوکر آدمی خانخانان کے پاس بھیجکر طالب کمک ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار بسرداری میرزا حسین بیگ مقطع ولایت پیر سے اُسکی مدد کے واسطے تعجیل روانہ کیے عنبر اُس کمک کے آنے سے قوی پشت اور قوی دل ہوا اور

راجو کو دولت آباد کی طرف منہزم کیا اور جو سلطنت دکن کے شاہزادہ دانیال کو بھی مبارک نہوئی برہان پور مین فوت ہوا اور اس عرصہ مین خانخانان برہان پور مین تھا عنبر نے فرصت پاکر خوب لشکر فراہم کیا اور بقصد انتقام دولت آباد کی سمت راجو پر فوج کش ہوا راجو اس مرتبہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لایا آدمی برہان پور بھیجکر خانخانان سے التجا کرکے کمک کی درخواست کی خانخانان بھی بعضے امور کے سبب اپنا رہنا اُس بلدہ مین مناسب نہ جانتا تھا بہانہ ہی چاہتا تھا فوراً دولت آباد کی طرف روانہ ہوکر چھ ماہ درمیان لشکر عنبر اور راجو کے حائل ہوا اور نہ چاہا کہ ایک دوسرے پر تاخت کرکے غالب ہووے عنبر نے جو خانخانان کو راجو کی حمایت مین نہایت مصروف دیکھا اُسکے کہنے سے راجو کے ساتھ صلح کرکے پرندہ کے سمت راہی ہوا اور خانخانان بھی جالنہ پوگیا اور ملک عنبر چونکہ راجو کی پہلی لشکر کشی بھی مرتضیٰ نظام شاہ کی فتنہ انگیزی سے جانتا تھا درپے اسکے ہوا کہ اُسے معزول کرکے دوسرے شخص کو خاندان نظام شاہیہ سے شاہ کرے لیکن اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ اس امر پر راضی نہ تھا ارادہ اُس کا قوۃ سے فعل مین نہ آیا اور ابتداے سنہ ۱۰۱۱ھ ایک ہزار سولہ ہجری مین عادل شاہ کے فرمانے کے بموجب نظام شاہ کے ساتھ الوان ملائمت مفتوح کیے رفتہ رفتہ صفائی کلی اُنکے درمیان بہم پہونچی اعتماد ایک کا دوسرے پر ہوا پھر دونون متفق ہوکر مع دس ہزار سوار عنبر کی طرف متوجہ ہوئے اور نظام شاہ بمقتضاے کل شئی یرجع الی اصلہ اپنے باپ دادا کے مسکن مین استقامت پذیر ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کی طرف راجو کی گوشمالی کیواسطے کہ اُسکے خوف سے عنبر جنیر کی طرف جانہ سکتا تھا نامزد کیے اور راجو بعد تردد وافر گرفتار ہوا اور مملکت اُسکی بھی نظام شاہ کے حوزۂ تصرف مین در آئی اور عنبر اُس مملکت مین صاحب اختیار ہوا اور باستقلال اُسکا حد سے گذرا اور ان وقائع کی حالت تحریر مین سلطنت دودمان نظام شاہیہ کی مرتضیٰ شاہ ولد شاہ علی کو پہونچی اور زمام حل وعقد عنبر حبشی کے قبضۂ اقتدار مین ہی اور بحسب ظاہر دولت نظام شاہیہ انحطاط مین ہی اور بادشاہان دہلی اُنکی تتمہ مملکت کی طمع کرکے جویاے فرصت ہین دیکھیے مشیت ایزدی اور ارادۂ لم یزلی سے کیا ظہور مین آتا ہی فقط

روضہ چوتھا

بیان حالات حکام تلنگ مین کہ موسوم بہ قطب شاہیہ ہین

واضح ان اسرار عالم کون و فساد پر مخفی اور محجب نہ رہے کہ شاہ خور شاہ نام ایک شخص مردم عراقی نے عہد ابراہیم قطب شاہ مین بفن تاریخ ایک کتاب مبسوط لکھی اور نقیر وحقیر وقائع قطب شاہیہ بھی اس کتاب مین لکھ دیے لیکن وقت تحریر اس مین صحائف کے جو وہ کتاب مؤلف کے پیش نظر تھی لہذا بہ تفصیل اُن کے حوادث ایام نہ لکھ سکا بلکہ اس سلسلہ عظیمہ کے بادشاہون کے نام اور مجمل واقعات عظیمہ پر اکتفا کی

تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانبانی کا

سلطان قلی ترکمان بہارلو اور قوم میر علی شکر سے ہی اور بعضے اس دودمان کے نسوبان سے دعوی کرتے ہین کہ سلطان قلی بادشاہ عراق میرزا جہان شاہ مقتول کے نواسون سے ہی لیکن روایت اول صحت سے قریب تر ہی اور بہر تقدیر راشکی جاے پیدائش ہمدان ہی اور عہد آخر سلطان محمد شاہ بہمنی مین آغاز جوانی مین ولایت سے دکن کیطرف آیا اور جو کہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اسنے اپنے تئین غلامان ترک کے سلک مین منتظم کیا اور جو علم حساب سے ماہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا بنا برین محلات حرم کا شرف مقرر ہوا اور خواتین اُسکے حسن سلوک اور امانت اور دیانت سے راضی اور شاکر ہوئین اور اُن دنون مین جاگیرین اہل حرم کی تمام مملکت تلنگ سے متعلق تھین اور وہان کے اقطاع سے عرضیان شکایت آمیز پہونچین کہ چورون اور راہزنون کی پرگنون مین کثرت ہی اور رعایا دن بدن ترقی اور سرکشی کرتی ہی اور سر حلقہ اطاعت سے برآوردہ کرکے ادا ے مال وجہات مقرری مین تامل و تعلل کرتی ہی اگر فوج کثیر درگاہ سے باغیون کے دفع کیواسطے مامور ہو دے ولایت اصلاح مین آوے اور محصول بادشاہی وصول ہو اور اگر سرکار امسال تدارک نہ کریگی تو دسوان حصہ بھی مال مقرری خزانہ مین داخل نہوگا سلطان محمد شاہ نے چاہا کہ ایک امرے کبار کو

مع دو تین ہزار سوار اسطرف روانہ کرے سلطان قلی ایک خواجہ حرم کو متوسط کرکے عرض پرداز ہوا کہ اگر یہ خدمت
دولتخواہ سے رجوع ہووے بدون لشکر اسطرف جاکر اقبال بادشاہ کی برکت سے تمام باغی اور طاغی کو دفع کرون
سلطان محمد شاہ نے اُسے منظور نظر عنایت کرکے اس خدمت پر سرفراز کیا اور وہ مع اپنے متعلقان کے ان پرگنات
مین گیا اور بحسن تدبیر بہت سے یومیہ واروں کو موافق کرکے اُنکے باتفاق چند عرصہ مین چور اور رہزنون کو نیست ونابود کرکے
انکا نشان باقی نہ رکھا اور امرائے بزرگ کی جاگیرین جو اُن پرگنات کے حوالی اور حواشی مین تھین اہل بغی کے فساد
سے مصفا کرکے شجاعت اور مردانگی مین موصوف ومعروف ہوا اور سلطان محمود بہمنی کے عہد مین جیسا کہ تحریر ہوا مرتبہ
امارت پر پہونچا اور خطاب قطب الملکی پاکر ممالک تلنگ مین سے بلدۂ گلکندہ مع مضافات جاگیر پائی بعد اُسکے چند مدت
اُس حدود کا سپہ سالار رہا اور فرمانون مین اُسے صاحب السیف والقلم لکھتے تھے اور جب یوسف عادل شاہ اور
احمد نظام شاہ اور عماد الملک نے دعوی سلطنت کرکے چتر سر پر لگایا اور یوسف عادل شاہ نے اسوجہ سے کہ وہ بھی
مرید خانوادۂ مشائخ صفویہ تھا خطبہ مین اسامی بارہ امام علیہم السلام داخل کیے اسواسطے سلطان قلی نے بھی ایام امارت
اور سپہ سالاری مین نام ائمہ اثنا عشری کو خطبہ مین مذکور کیا اور جو بادشاہی سلطان محمود بہمنی نے حد سے زیادہ ضعف
پیدا کیا تھا وہ بھی ۹۱۸ نوسو اٹھارہ ہجری مین تصدی امر سلطنت ہوا اور اپنا نام قطب شاہ مشہور کیا اور جمیع امور مین قاعدہ
اور روش پادشاہان ولایت پیش نہاد ہمت کرکے باوجود مملکت مختصر رواج وروئق مین کوشش کی اور
بخلاف عادل شاہ اور عماد شاہ اور برید شاہ کے بطریق بادشاہان ولایت نوبت پنج وقتی بجائی اور اپنے عزیز
اقارب کو مناصب ارجمند پر منصوب اور مخصوص کیا اور ہر ایک کے ساتھ فراخور حالت ایک خدمت اور ہم لائق
رجوع فرمائی اور حقوق تربیت سلطان محمود رعایت کرکے ہمیشہ تحف وہدایاے لائق اور نقود وافر ماہ بماہ اُسکے
واسطے شہر احمد آباد بیدر مین مرسول رکھتا تھا اُس کے بعد خبر جلوس شاہ اسمٰعیل صفوی تخت ممالک ایران پر منتشر ہوئی
بدین نظر کہ اسے مرشد زادہ اپنا جانتا تھا خطبہ مین آنحضرت کا اسم اپنے نام سے مقدم کیا اور نام اصحاب ثلثہ
کے بتدریج خطبہ سے ساقط کیے اور جو برہان شاہ نے شاہ مظاہر کی ہدایت کے بموجب خطبہ بطریق شیعہ
پڑھا تھا سلطان قلی نے اس کی حمایت اور استظہار کے باعث نہایت اطمینان سے اُس مذہب کے شعار
برملا رواج دیے اور بہت سے شیعہ مخذولان نے زبان طعن وبے ادبی کی حضرات صحابہ ثلثہ کی نسبت
کھولی اور اس زمانہ تک کہ تخت سلطنت پر محمد قلی قطب شاہ اجلاس فرما ہی اُن ممالک مین اسی طریق سے
خطبہ اثنا عشر منبرون پر پڑھ کر اول فاتحہ سلامتی بادشاہ ایران شاہ صفوی کا قرأت کرتے ہین اعتقاد اور
اخلاص مین اُنکے قصور نے راہ نہین پائی اور خواہش صادق اور ارادت واثق ساتھ مشائخ صفویہ کے
رکھتے ہین اور سلطان قلی قطب شاہ اپنے ایام سلطنت مین سلاطین دکن کی نسبت سلوک برادرانہ کرتا تھا
مگر اُس ایام مین کہ سلطان بہادر گجراتی نے عماد الملک برادری کے حسب الالتماس مملکت دکن مین داخل ہوکر
بہت خرابی اور ویرانی ولایت نظام شاہ مین پہونچائی اسوقت خلاف مروت عمل کرکے الچی اُسکے پاس بھیجا اور اظہار
بھی کرکے جاتا تھا کہ ساتھ اُسکے دم دوستی کا مارے لہذا جب معاملہ سلطان بہادر کا مقرون بخ ہوا اسمٰعیل عادل شاہ
نے برہان شاہ کی تسخیر کا قصد کرلیا کہ پہلے اُس کے ممالک سے سوکرے اور قطب شاہ نے ہر چند کوشش کی

کر برہان شاہ سے موافقت کرکے آتش اس فساد کی بآب تدبیر بجھا دے میسر نہوئی یہانتک کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے سنہ ۹۰۰ نوسو چار ہجری مین اس قلعہ کو جو سرحد پر واقع ہے لشکر لیجاکر محاصرہ کیا قطب شاہ نے جو طاقت اُسکے مقاومت کی نہ رکھتا تھا اپنے مرکز سے حرکت نہ کی البتہ کچھ سوار اور پیادہ اُس حدود کی طرف بھیجے کہ وقت بیوقت مردم اُردوے عادل شاہ کو مزاحمت پہونچاکر اُنھین تنگ اور عاجز کرین قضارا ان دنون مین اسمٰعیل عادل شاہ کا نامہ عمر اختتام کو پہونچا اس دار البلال سے رحمت ذوالجلال مین واصل ہوا اور قطب شاہ نے بدون ایلچی کری عمر دوزمیہ کے اُس خرخشہ سے نجات پائی اور ایک جماعت اعیان درگاہ سے برہان شاہ کے پاس بھیجی اور شاہ طاہر کے مساعی جمیلہ سے ان دونون بادشاہ ہم مذہب مین کدورت ساتھ صفائی کے مبدل ہوئی لوازم اتحاد اور دوستی کے جاری ہوئے اور جو کہ سلطان قلی قطب شاہ بسبب اجل طبیعی کے اس دار ناپائدار سے عجلہ تر جوار رحمت ایزدی مین انتقال نکرتا تھا اسواسطے اُسکا بڑے بیٹے نے جمشید کہ جسنے تمنائے شاہی مین ریش سفید کی تخم باپ کی طول عمری سے تنگ آکر ایک غلام ترک کو اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ درست پاکر کام اس سلطان کا تمام کرے اتفاقاً سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین ایک روز سلطان قلی قطب شاہ دریا کے کنارے بیٹھکر جواہر صندوقون سے برآوردہ کرکے تماشا کرتا تھا ناگاہ اس غلام ترک نے کہ بوعدہ امارت فریب کھایا تھا بلاے ناگہانی کی طرح پیچھے سے آیا اور ضرب شمشیر آبدار سے اس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کے خوف سے جمشید کیطرف کہ حضار اس مجلس سے تھا بھاگا جمشید نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہو قاتل کو فرصت کلام کرنے کی نہدی اور قتل کردیا اور چونکہ اولاد اکبر تھا اپنے باپ کی جگہ تخت مملکت تلنگ پر قائم ہوا اور رانگو ٹھی حکومت کی حال کی سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد نرینہ تین تھے جمشید اور حیدر اور ابراہیم اور مدت سلطنت اسکی تینتیس برس تھی

ذکر جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا

جب جمشید قطب شاہ افسر شاہی زیب سر کرکے زمام حکومت اپنے کف اقتدار مین لایا اُسنے بھی اپنے باپ کے شیوہ مستودہ پر عمل کیا اور مذہب اثنا عشر کے رواج مین بدرجۂ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزا پرسی اور مبارکباد جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو احمد نگر سے دار الملک گلکندہ کی طرف روانہ کیا اور جب اس دیار سے چھ کوس کا فاصلہ رہا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اس قدسی منزلت کا باعزاز و اکرام تمام کیا اور سرنگاس خاصہ مین سوار کرکے نہایت احترام سے شہر مین لایا اور اس دیار کے باشندے اُسکے انوار جمال کے پرتو سے فیضیاب ہوئے اور اُسکی خاک اقدام کو کحل الجواہر دیدہ ہاے بینائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے ایسے کلمات کہ دنیا داروں کے کام آوین درمیان مین لاکر قطب شاہ سے برہان نظام شاہ کے ساتھ موافقت اور یکجہتی کے بارہ مین عہد و پیمان لیا اور تمام ذوالجلال کے حفظ و امان مین پھر احمد نگر کیطرف تشریف لیگیا اور چون دونون مین درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ کے بسبب بعضے مقدمات کے غبار نزاع اور خشونت مرتفع ہوا جمشید قطب شاہ نے نظام شاہ کے بھروسے پر بلکہ اُسکی تحریص و ترغیب کے سبب دروازہ خزانون کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور پیادہ فراہم لاکر ولایت عادل شاہ مین داخل ہوا اور پرگنہ کانی مین تین چار ماہ کے عرصہ مین ایک قلعہ نہایت سنگین بنا کے اتمام کو پہونچایا اور ابراہیم عادل شاہ اُس سبب سے کہ خرخشہ نظام شاہ اور رام راج سے مفروغ نہتھا اُسکے دفع

یہ مشغول ہو سکتا تھا جمشید قطب شاہ نے قلعہ مستحرف کو مردم معتبر کے سپرد کرکے عزیمت تسخیر بعضے قلعوں کی پیش نہاد حال
تمام قلعہ آہنگر کیطرف جو قریب قلعہ ساغر ہی روانہ ہوا اور اُسے محاصرہ کرکے الناک اور مورچے آگے بڑھائے اس میان
مین عادل شاہ نے رامراج اور نظام شاہ سے پھر صلح کی اور اُنکی طرف سے مطمئن ہوکر اسد خان لاری کو مع تمین خاصہ
لشکر تلنگ کے مقابلہ کیواسطے نامزد فرمایا اور قطب شاہ نے مضطرب ہوکر ایلچی برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مین اُسکے
کے قول پر اعتماد کرکے اس سفر کا مرتکب ہوا ہون آپ کے مکارم اخلاق حمیدہ سے یہ تعجب ہی کہ اس تخلص کے بغیر
شورہ اور مشورہ احمد نگر کیطرف تشریف فرما ہوتے ہین برہان شاہ نے جواب دیا کہ مین نے مصلحت وقت دیکھکر
عادل شاہ کے ساتھ صلح کرکے بساط منازعت پیچیدہ کی ہی لازم کہ آپ محافظت قلعہ کاکنی مین کوشش کرین بعد موسم
برسات پھر میان آوین اور گلبرگہ اور رائچور اور ساغر کے اسطرف سے آب بیورہ کے کنارہ تک تعلق تمہارے رہیگا
اور شولاپور اور نلدرگ کے اُس طرف سے کنارہ بیورہ تک ہم متصرف رہین گے اور قطب شاہ باوجود اس کے کہ
جانتا تھا کہ برہان نظام شاہ بادشاہ محیل اور مکار ہی اُسکے فریب مین آنکر قلعہ آہنگر کی محافظت مین راسخ اور عازم
ہوا اور اسد خان بلگرامی نے پہلے قلعہ کاکنی کو محاصرہ کرکے تین ماہ کے عرصہ مین بکیر و قہر مفتوح کیا اور مردم دورنی کو
قتل عام کیا اور وہان سے بشوکت وصولت تمام و استعوال کمال ابتہاج کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ نے صلاح
اُسکے مقابل مین نہ دیکھی قلعہ ابتہاج کے گرد سے برخاست کرکے اپنی سرحد کیطرف روانہ ہوا اسد خان نے اُسکا پیچھا
کیا اور چند جنگ واقع ہوئین اور ہر مرتبہ اسد خان مظفر اور منصور رہا قطب شاہ معرکہ سے بے نیل مرام واپس گیا
اور جنگ آخر مین بحسب اتفاق قطب شاہ اور اسد خان ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور گیارہ ضرب تلوار کی انکے
درمیان آپس مین چلین چنانچہ ایک زخم قطب شاہ کے چہرہ پر لگا سر اور ناک اور ایک طرف کا کلہ گوشہ لب تک
کٹ گیا تمام عمر اکل و شرب مین محنت اور مشقت بہت کھینچی اور کسی کے سامنے کچھ تناول نہ کرتا تھا منقول ہی کہ جس
وقت قطب شاہ اس سفر پر آمادہ ہوا ملا محمود گیلانی رمال کو کہ اُس کے ملازمان سے تھا بلاکر مآل سفر سے سوال
کیا ملا محمود نے قرعہ ڈالکر کہا یہ سفر سلطان کے حق مین خوب نہین معلوم ہوتا صلاح دولت یہ ہی کہ موقوف کرین
قطب شاہ نے برائی کی تفصیل استفسار فرمائی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا ملا محمود عرض پیرا ہوا کہ اس کے تصریح مین
خطرے ہین لیکن جو حضرت مبالغہ فرماتے ہین ناچار معروض کرتا ہون کہ اس سفر مین اگرچہ ابتدا مین اکثر کام
بندگان عالی کے حسب دلخواہ ہونگے لیکن آخر کو غلبہ دشمن کا ہوگا اور آپ کا ساز و سلب مال و اسباب بہت تاراج
ہوگا اور حضرت کی ناک کو بھی صدمہ پہونچیگا قطب شاہ یہ تقریر سنکر طیش مین آیا اور ناک بھون چڑھاکر ملا محمود کی
الف بنی صفحہ چہرہ سے حک کرکے اپنے قلمرو سے نکال دیا پس ازان جب اُس کے کہنے کے موافق
بعینہ وہ صورت ظہور مین آئی سلطان نہایت غمناک اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوا اور اپنا ایک
معتمد بلدہ جنیر مین اُس کے پاس بھیجکر گلکندہ مین بلا بھیجا مولوی نے جواب دیا کہ دولتخواہ نے حتی الامکان
جستجو کی لیکن اب تک دوسری ناک بہم نہین پہونچی انشاء اللہ تعالے جس وقت بہم پہونچیگی حضور کو قدم کرکے
ملازمت اقدس مین مشرف ہونگا اور بنی آپ کے انف مبارک پر تصدق کرون گا القصہ کوتاہ قطب شاہ نے
بعد اس واقعات کے عادل شاہ سے صلح کی اور بہت سا ملک کھینچی کو مفتوح کیا بعد اس کے بیمار ہوکر

قریب دو سال دور بر دور شدت مرض سے ضعیف و نحیف ہوا اور نہایت ہی خلقی اور بدمزاجی سے آدمیون کو
چھوٹے قصور پر قتل کرتا تھا اور قید خانہ بھیجتا تھا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے متنفر ہو کر اُسکے بھائیون
سے متفق ہوئی اور چاہا کہ حیدر خان کو والی کرین لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کے کہ ظہور مین آوے واقف
ہوا دونون بھائی بزور بازوے مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہو کر گولکندہ سے بھاگے اور شہر بیدر مین جا کر
بنا ولی حیدر خان اسی عرصہ مین فوت ہوا ابراہیم بیجاپور کیطرف گیا اور قطب شاہ رنج والم کے دنون سے تب و تق مین
مبتلا ہوا اور شہور سنہ ۹۵۰ نو سو ستاون ہجری مین جان جان آفرین کے سپرد کی مدت اسکی سلطنت کی سات سال سے کچھ زیادہ تھی

ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب دانا صاحب ضابطہ مدبر ہوشیار جواد تھا لیکن قہر و غضب اُسکے مزاج پر غالب تھا تھوڑے جرم پر
بندگان خدا کو عجیب طرح کے عذاب کرتا چنانچہ فرماتا تھا کہ مظلومون کے پاؤن کے ناخن بضرب تازیانہ سر انگشت سے
جدا کرکے ایک ظرف مین رکھکر میرے روبرو لاوین تو مجھے تسلی ہووے اور اُس کے باورچیخانہ مین کھانا نہایت
تکلف کا پکتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُس کے حکم کے بموجب خوان مائدہ فیض مین تناول کرتے تھے اور علم
تاریخ اور نقل حکایات بادشاہان پیشین مین رغبت زیادہ رکھتا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ مین مثل ایک جنگل کے
چورون اور رہزنون سے پر تھی اس طرح سے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور مالدار وغیرہ بیقافلہ اور رفیق
رات دن آمد و شد کرکے رہزنون کے معاندہ سے ایمن تھے اور اُس کے عہد مین بہت سے نوکر درجۂ اعلےٰ کے
بہم پہونچے مین سے یہ خاندان سب بلند نام ہوا اور جب یہ اپنے بھائی کے خوف سیاست سے بیجانگر بھاگا رامراج
نے اُسکی تعظیم مین کوشش کی اور جاگیر ایک امراے حبشی کی کہ عنبر خان نام رکھتا تھا چھینکر اُسکے حوالہ کی اور رسم
دکن ہے کہ ایسے مقدمات عدیمہ مین بالضرور نزاع واقع ہوتی ہے اس سبب سے عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز ابراہیم
قطب شاہ رام راج کے دیوانخانہ مین جاتا تھا حبشی نے سد راہ ہو کر کہا کہ ہم تم لڑین جو غالب آوے جاگیر وہ لیوے
ابراہیم قطب شاہ نے کہا بادشاہون کو اپنے ملک کا اختیار ہے جس شخص سے چاہین چھین لین اور جسے چاہین
دین اس امر مین نزاع کرنی عقل سے بعید ہے عنبر خان نے کہ عقل سے خالی اور حمق سے بھرا تھا اُس کی تقریر دلپذیر
گوش ارادت سے نہ سنی اور باتین رکھکھ اور بیہودہ بکنے لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑے سے اُتر کر جس
طرح سے کہ دکن مین شائع ہے اُسے جواب سخت دے کر ایک ضرب شمشیر عنبر کے شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی اور
طائر روح اُس کا پرواز کر گیا عنبر خان کے بھائی نے چاہا کہ اپنے بھائی کے خون کا انتقام لون اور پھر قطب شاہ
سے پیکی کرون لیکن ایک کردی پردیسی نے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور علم شمشیر بازی مین موقوف تمام رکھتا تھا
اُسکا شتاب انتقا کیا وہ بھی اُس حبشی پر غالب آیا اور اُسے قتل کیا اور قطب شاہ عنبر خان کی بیرقی پر کہ اصطلاح دکن
مین بیرق نشان کہتے ہین متصرف ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اس دیار مین اپنے بھائی کی قید حیات تک
بود و باش اختیار کی جب بمقتضاے الٰہی سے مر گیا مصطفےٰ خان اُردستانی اور صلابت خان غلام ترک اور بھی
بعض امرا سے اتفاق کرکے جمشید قطب شاہ کو کہ طفل دو سالہ تخت سلطنت پر بٹھایا اور دکھنیون نے ہجوم کرکے

دولتخواہ کے رواج اور رونق مٹائی مصطفےٰ خان اور صلابت خان نے متفق ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو بیجانگر سے طلب کرکے بادشاہ بنادین اور دکنیون نے واقف ہوکر اپنے استحکام اور ہوشیاری مین کوشش کی مصطفےٰ خان اور صلابت خان نے کہ اپنے ارادہ پر راسخ اور مضبوط تھے رامراج کو عریضہ لکھکر استدعا کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو گولکنڈہ کی طرف روانہ کرین رام راج نے اُنکی درخواست قبول کرکے ابراہیم قطب شاہ کو مرخص کیا اور جب وہ سرحد تلنگ پر پہونچا مصطفےٰ خان سب آدمیون سے پیشتر اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر خلعت میر جملگی سے سرفراز ہوا اور ہندو مہاجنون سے دو لاکھ ہون قرض لیکر امور سلطنت کے سامان مین مشغول ہوا اور جب خبر مصطفےٰ خان کی میر جملگی کی گولکنڈہ مین پہونچی تمام آدمی خوشحال ہوکر بادشاہی ابراہیم قطب شاہ پر راغب ہوئے اور صلابت خان مع دو تین ہزار سوار کہ اُن مین اکثر غریب تھے اُسی دن بزور ضرب شمشیر گولکنڈہ سے برآمد ہوکر سرحد کیطرف متوجہ ہوا اور اِس کے بعد اور لوگ بھی جمشید قطب شاہ کے بیٹے کی ترک رفاقت کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہونے لگے یہانتک کہ سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے اُنھین ہمراہ رکاب لیکر گولکنڈہ کی طرف روانہ ہوا جب دار الملک کے حوالی مین پہونچا باقی آدمی بھی جان ومال کی امان چاہکر اُسکے شریک ہوئے اور ابراہیم قطب شاہ بساعت سعد شہر مین داخل ہوا اور اپنے باپ کی مسند حکومت پر قدم رکھا اراکین دولتخواہ لوازم نثار بجالائے اور قطب شاہ نے بھی بارہ ہزار ہون طلا فقیرون اور مستحقون کو تقسیم کرکے مسرور القلب اور خوشحال کیا اور نشان کبود عنبر خان کو نشانی فتح اور مبارک فالی جانکر خاصہ بادشاہی کیا اور اپنی ہمشیر مصطفےٰ خان کے حبالۂ نکاح مین لاکر اُسے سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہوکر مقرر کیا کہ ہم اور آپ باتفاق قلعہ گلبرگہ اور ابتکر کو لیکر گلبرگہ پر آپ اور ابتکر پر ہم متصرف ہوین اس واسطے دونون بادشاہون نے ۹۶۹ نوسو پینسٹھ ہجری مین علی عادل شاہ کی سرحد مین داخل ہوکر گلبرگہ کو محاصرہ کیا اور جب فتح ہونے کے قریب ہوا قطب شاہ حسین نظام شاہ کے کبر و نخوت سے ہراسان ہوا اس وجہ سے اُسے منظور نہوا کہ قوت اور شوکت اُس کی زیادہ ہووے لہذا خیمہ وخرگاہ اور اسباب سنگین اپنے مقام مین چھوڑکر آدھی رات کو کوچ کرکے گولکنڈہ کی طرف آیا اور حسین نظام شاہ تنہا مہات ملک گیری کو انجام نہ دے سکتا تھا وہ بھی ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب عادل شاہ اور رامراج اور امیر برید نے نظام شاہ کی گوشمال کے واسطے اتفاق کیا اور قطب شاہ کو بھی اپنی اعانت کے واسطے طلب کیا وہ ناچار ہوا اور جانب قوی کو ہاتھ سے نہ دیکر ہمراہ اُن کے احمد نگر کی طرف گیا اور شمل اور دون کے وہ بھی قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہ بھی مشرف بفتح ہوا اپنی سنت سنیہ یعنی پہلی چال پر عمل کرکے خیمہ وخرگاہ چھوڑا اور آدھی رات کو پائے قلعہ سے برخاست کرکے بسرعت برق وباد گولکنڈہ کی طرف روانہ ہوا اور عادل شاہ اور رام راج کے منصوبے مین خلل ڈالا جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا جب رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر سے بازگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ پھر حسین نظام شاہ کی نسبت دروازے خصوصیت کے مفتوح کرکے اُس کی دختر مسماۃ بی بی جمال کا خواستگار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط پر قبول کیا کہ میرے ہمراہ جاکر قلعہ کلیان کو عادل شاہ کے تصرف سے برآورد کرے قطب شاہ نے منظور کیا اور ملک

اکتوبر ہجری مین حسین نظام شاہ احمد نگر سے اور قطب شاہ گلکندہ سے روانہ ہوئے اور اطراف قلعہ کلیان مین پہونچکر
ایک نے دوسرے کی ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بیاہ کرنے عروسی سے فارغ ہوئے اُسکے بعد دونون
تعاقب خان بادشاہ محاصرہ مین مشغول ہوے اور جو رام راج اور عادل شاہ اور تعاقب خان اور امیر برید باتفاق مزاحمت رفع
کرنے مین متوجہ ہوے جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت مین ثبت ہوا قطب شاہ گلکندہ کیطرف اور نظام شاہ احمد نگر
روانہ ہوئے اور رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر تک اُس کا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت و
تاراج کرکے پلٹ آئے اور چھ مہینے قطب شاہ کی [illegible] مین استقامت کی اور مملکت تلنگ مین
بھی سخت خرابی کی آخرش قطب شاہ کی حسن تدبیر سے سب ایلچی جمع کرکے اپنے مقر کی طرف راہی ہوا اور ۹۷۲ھ
نو سو بہتر ہجری مین عادل شاہ اور نظام شاہ کی موافقت سے سیوا جی مرہٹہ راج سے جنگ کرکے مظفر اور منصور
ہوکر اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کی اور معاودت [illegible] پور کے اطراف مین مصطفے خان اردستانی
کو ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے [illegible] رسول اللہ صلعم کی زیارت کے بہانہ
اُس سے جدا ہوکر علی عادل شاہ کا نوکر ہوا اور [illegible] کے عہد مین جو اُس کی والدہ خونزہ ہمایون
کی حکومت کے سبب مملکت احمد نگر مین ہر طرف خاہر ایا تھا شور خان لاری یعنی سپہ سالار عادل شاہ
نظام شاہ کی سرحد مین قلعہ مسمے بدار ور مین پہونچا بہت سا مقامات پر اُس کے متصرف ہوا لہذا مرتضے نظام شاہ
حسین نے اپنی والدہ کو ایک قلعہ مین قید کیا اور ملک [illegible] تبریزی کو خطاب خانخانان دے کر پیشوا کیا اور قلعہ وار ور کی
طرف نہضت فرمائی اور قطب شاہ کے پاس ایلچی اور کتابت بھیجی ایک طلب کی قطب شاہ مع لشکر تلنگ کے تعجیل
تمام روانہ ہوا لیکن قبل اس کے پہونچنے کے مرتضے نظام شاہ قلعہ کو مفتوح اور کشور خان کو مقتول کرکے
عادل شاہ کی ولایت مین آیا تھا اس واسطے قطب شاہ نے بھی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور نظام شاہ
کی اردو کے پہلو مین آدھ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور علی عادل شاہ مسمی ابوالحسن ولد شاہ طاہر
کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر قطب شاہ کا نامہ جو کہ اتحاد اور یکجہتی کے بارہ مین عادل شاہ کو لکھا تھا باتفاق
حسین کے خانخانان ملا حسین کے نظام شاہ کے ملاحظہ مین دلایا اور نظام شاہ خانخانان کے اغوا کے باعث قطب شاہ
سے رنجیدہ ہوا اور اپنے امرا کو اُس کے اردو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سے واقف ہوا اور گلکندہ
کیطرف بسبیل استعجال جریدہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نے قطب شاہ کی اردو کو تاراج کرکے سرحد تلنگ تک
تعاقب کیا قریب ایک سو اور پچاس فیل کوہ ہیکل کو گرفتار کرکے قطب شاہ کے بہت آدمی مقتول کیے اور
افواج نظام شاہیہ سرحد تلنگ مین پہونچکر تعاقب سے باز آئی [illegible] قطب شاہ کا بڑا بیٹا موسوم بہ عبدالقادر
کہ زیور شجاعت اور علم اور حسن خط سے آراستہ تھا اُس نے باپ کی خدمت مین عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ نشان
جرأت بلند کرکے ہمین اور ہمارے آدمیون کو بہت مزاحمت اور خرابی پہونچاتی ہے اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھ امرا سے
کمیگاہ مین جاکر انکے عقب سے آنکر انکو شمشیر قہر سے معدوم کرکے ایسا کرے کہ سبب عبرت و تنبیہ دوسرون
کا ہووے عین سرفرازی اس فرزند کی ہوگی قطب شاہ اپنے فرزند کو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ اسکے
کہنے کے تحریک سے جانکہ متوہم ہوا اور اثنائے راہ مین کچھ جواب نہ دیا جب گلکندہ مین پہونچا اپنے لخت جگر کو

بیصد و قصور ایک قلعہ مین قید کیا لیکن اس پر بھی اکتفا نہ کی اُسے زہر دے کر ہلاک کیا اور اس سبب سے کہ یہ حادثہ ملا حسین خانخانان کی جانب سے جانتا تھا اور اس سے نہایت آزردہ تھا حکم کیا کہ اُس کے قلمدین جو شخص نوشتہ رکھتا ہو اُس کی پشت پر یہ فقرے لکھین آستانبوری جراح دندان کن شہر تبریز کے محلہ مکالین رہتا ہی اور لوگون کے دروازون پر چکر لگاتا ہی اور دانت جس شخص کے جنبش کرتے ہین اُسے اُکھاڑتا ہی اور دو پیسہ لیتا ہی اور زنان یہودی کے سوے پشت مونڈتا ہی اب فرزند اُس کہ حسین جراح ہی اس کی تعریف مین ہمارے بھائی حضرت مرتضےٰ نظام شاہ اسکندر رائے ارسطو تدبیر وکیل السلطنت لکھتے ہین حالانکہ اُسکے بچپن کے زمانہ مین اس کے ساتھ محمد خربزہ فروش نے اور شوخی قلندر نے اور ملا دلتی نے اغلام و بدفعلی کی تھی۔ القصہ اس زمانہ مین چنگیز خان اصفہانی کہ مرد مدبر اور دانا تھا نظام شاہ کا پیشوا ہوا اُس نے تسخیر برار کا ارادہ کیا قطب شاہ نے چاہا کہ عادل شاہ کے ساتھ ملاقات کرکے باتفاق اس کے تفال خان کی حمایت کرے چنگیز خان اُن کے ارادہ سے آگاہ ہوا اور اس وقت کہ دونون بادشاہ بہ قصد ملاقات اپنے مواضع سے سفر مین تھے نظام شاہ کو اُبھار کر ولایت عادل شاہ کے درمیان مین لایا اور پیغام دیا کہ قطب شاہ اور تفال خان کو ظلم شاہ کی دوستی پر اختیار کرنا قبیح بلا مرجح ہی علی عادل شاہ نے متنبہ ہوکر شاہ ابوالحسن کے مشورہ سے قطب شاہ کی فسخ ملاقات کرکے نظام شاہ کے ساتھ ملاقات کی اور اس مجلس مین ایسا مقرر ہوا کہ نظام شاہ ولایت برار اور احمد آباد بیدر کو مسخر کرے اور عادل شاہ اس قدر ولایت کرناٹک پرجس کا محصول برار اور بیدر کے محصول کے برابر ہو متصرف ہووے اور قطب شاہ کچھ طرفین سے واسطہ اور سروکار نہ رکھے لیکن قطب شاہ نے اُس وقت کہ نظام شاہ تسخیر برار مین تھا لشکر تفال خان کی کمک کو بھیجا اور اس کے بعد وہ مملکت نظام شاہ نے مفتوح کی پھر شہر بیدر کے لینے کے درپے ہوا اور قطب شاہ نے اپنی زوال مملکت سے اندیشہ کرکے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ میر جملہ اُس کا تھا نظام شاہ کے پاس بطور رسالت بھیجکر نہایت کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چنگیز خان وکیل السلطنت نظام شاہ کہ باعث لشکر کشی تھا تلف ہوا اور ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری مین علی عادل شاہ بھی بدرجۂ شہادت فائز ہوا مرتضےٰ نظام شاہ نے قصد تسخیر بعضے بلاد اُس کی سرحد کا کیا جب قطب شاہ سے مدد چاہی اُس نے ناچار کچھ امرا امرائے نظام شاہی کی معاونت کے واسطے رخصت کیے ابھی اس معاملہ سے نجات حاصل نہوئی تھی کہ ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے بھی تضائے الٰہی سے وفات پائی مدت اُس کی بادشاہت کی بتیس برس اور چند ماہ تھی

بیان سلطنت حلیم الرؤف محمد قلی قطب شاہ کی سلطنت کا

ابراہیم قطب شاہ کے بعد از وفات تین بیٹے اُسکے زندہ تھے محمد قلی قطب شاہ اور خدابندہ اور سبحان قلی از انجملہ محمد قلی قطب شاہ کہ بڑا بیٹا اُس کا تھا ساعت نیک اور طالع سعد مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اور بارہ برس کی عمر سے مسند فرمانروہی تلنگ کو اپنے وجود باجود سے آراستہ کیا اور شاہ میرزا اصفہانی کی بیٹی کہ سادات صحیح النسب طباطبائی سے تھا اور مدت دراز سے میر جملگی ابراہیم قطب شاہ کی ساتھ اُس کے تعلق

رکھتی تھی عقد نکاح مین لایا اور اُسی کے کہنے سنے و رغبت دلانے سے خاندان نظام شاہیہ کے ساتھ خالص دوستی ظاہر کرنے کے لیے بذات خود سید مرتضےٰ سبزواری میر لشکر احمد نگر کی مدد کے واسطے عادل شاہ کی ولایت کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلے قلعۂ شاہ درگ کو فتح کرکے نظام شاہ کے متعلقون کے سپرد کرے اور اُس کے بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت اور کمک سے قلعہ گلبرگہ اور ابتکر کو مفتوح کرکے خود متصرف ہووے جب قطع مسافت کرکے سید مرتضےٰ کے پاس پہونچا اور تختگاہ بیجاپور مین کہ امرا کی بے اتفاقی کی شامت سے خلل تھا باطمینان تمام باتفاق امرائے نظام شاہی قلعۂ شاہ درگ کو گھیرا اور جب وہانکے تھانہ دار محمد آقا ترکمان نے نشان مدافعہ اور علم دولتخواہی کا بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کرکے داد مردی اور مردانگی اور محافظت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ اور قطب شاہ کی توپ اور بندوق سے ضائع ہوئی اور سب اس سفر سے ملول اور محزون ہوئے مجلس مصلحت آراستہ کرکے یہ تجویز کی کہ ہم یہ مشقت جو تسخیر قلعہ شاہ درگ مین کھینچتے ہین عبث ہی مناسب یہ ہی کہ بیجاپور کی طرف کہ دارالملک ہی جاکر اُس کے لینے مین کوشش کرین یہ کہکر اُس طرف روانہ ہوے جب مدتہ مدید اُس کے محاصرہ مین گذری اور متحمل مشقت ہوئے اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سے رنجیدہ ہوا اور ارکین سلطنت نے فرصت پاکر معروض کیا کہ سلاطین دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہی کہ جس وقت ایک اُن مین سے بنفس خود کسی طرف سوار ہووے اور اُسے کمک کی احتیاج ہو اور دوسرے بادشاہ کی مدد کے واسطے بلاوے طریق مروت مین اس پر واجب ہی کہ خود سوار ہوکر اُس کے پاس جاوے چنانچہ یہ دستور ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ کے مرعی اور مروج رہا ہی اس صورت مین ہرگز مناسب دولت نہ تھا کہ حضرت شاہ میرزا کے کہنے سے بنفس نفیس امرائے نظام شاہی کی مدد کے واسطے تشریف لائے اس بات نے نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاودت گلکندہ عازم و جازم ہوا سید مرتضےٰ یہ امر سمجھکر قبل اُس کے کہ بادشاہ اظہار کرے پیش دستی کرکے عرض پیرا ہوا صلاح وقت یہ ہی کہ ہم اپنی ولایت کی طرف جاکر بہت پرگنے عادل شاہ کی سرحد سے نظام شاہ کے قبضہ مین لاوین اور حضرت اپنی مملکت کی طرف جاکر حسن آباد گلبرگہ کو مسخر کرین قطب شاہ نے اس کلام کو عین مدعا دیکھکر قبول کیا اور باتفاق قلعہ بیجاپور سے کوچ کرکے ہرایک اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے لیکن قطب شاہ جب حسن آباد کے اطراف مین پہونچا امیر رسل استرآبادی الملقب بہ مصطفےٰ خان کو سپہ سالار کرکے مع سات ہزار سوار اور فیلان بسیار اُس مملکت کی تسخیر کے لیے اُس مقام مین چھوڑا اور خود اپنے مقربان اور مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بجناح استعجال گلکندہ کی طرف تشریف لے گیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور بعد چند عرصہ کے اُس کا گناہ معاف کرکے حکم دیا کہ اُسے کشتی مین سوار کرکے مع مال و اسباب ضروری اصفہان کی طرف کہ وطن مالوف اُس کا ہی روانہ کرین چنانچہ شاہ میرزا کشتی مین بیمار ہوکر قبل اِس کے کہ منزل مقصود کو پہونچے فوت ہوا اور مصطفےٰ خان نے حسن آباد کے نواح مین قیام کیا اور اکثر مضافات پر اُس کے متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجاپور مین پہونچی ولاوخان حبشی سپہ سالار ہوکر مع سپاہ عظیم اُس کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے تاخت لایا اور دونون کے درمیان

جنگ شدید واقع ہوئی مصطفےٰخان شکست کھاکر منہزم ہوا اور اپنے تین بشقت کمال تلنگ کی سرحد پر پہونچایا اور قریب ایک سو بیس فیل نامی قطب شاہ کے اور بھی اشیاے نفیسہ کہ مالیت کثیر رکھتے تھے عادل شاہ کے تصرف مین آئے اور اُس تاریخ سے اب تک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرتا ہی عادل شاہ اور قطب شاہ کے درمیان دروازے کلفت کے مسدود ہوے راہ مصادقت اور موافقت کی جاری ہی اور آخر سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین خواجہ علی شیرازی المخاطب بہ ملک التجار مع ایک جماعت مردم اعیان بیجاپور سے گلکندہ کی طرف آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن کو سلطان عصر ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ کے واسطے خواستگاری کی اور لوازم جشن شادی بجالاکر پالکی اُس بلقیس زمان کی ساعت مسعود مین بیجاپور کی طرف لے گیا اور اس قطب سپہر اجلال نے ابتداے بادشاہی مین ایک فاحشہ بھاگ متی پر عاشق ہوکر ہزار سوار اس کے ملازم کیے تھے تا بطریق امراے کبار دربار مین آمد شد کرتی رہے اور اُندنون مین جو آب و ہوا کی زبونی اور فساد سے خلائق وہان کی رہنے سے متنفر اور غمگین تھی اس واسطے قطب شاہ نے بلدۂ مذکور سے چار کوس پر ایک شہر کہ ہندوستان مین شرفا اور غربا اور جنوبًا اور شمالًا ساتھ اس لطافت وصفائی کے مشاہدہ مین نہین آتا بناکر کے اپنا دارالملک بنایا اور اسی کنجنی کی رعایت سے نام اس کا بھاگ نگر رکھا پھر اسکے بعد پشیمان ونادم ہوکر موسوم بہ حیدرآباد کیا لیکن وہ خلائق مین بھاگ نگر مشہور ہی حیدرآباد کوئی نہین کہتا اور دور اُس کا قریب پانچ کوس کے ہی اور ہر ایک بازار اُس کی بخلاف سائر بلاد ہندوستان بطرز خوب واقع ہین اور وہ شہر باوصف وسعت اور صفائی کے آب و ہوا لطیف اور معتدل رکھتا ہی اور مسافر کے ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم مارتا ہی اور اُس کی اکثر بازارون مین دوطرفہ جداول نہر آب روان ہی اور جداول کے کنارہ درخت سایہ دار موزون بچھائے ہین اور دکانین نہایت دل پسند گچ اور پتھر سے تیار کی ہین اور منازل شاہی کہ اُنمین کسیطرح کا قصور واقع نہین اس طرز سے ساختہ اور پرداختہ ہوئی ہین کہ مسافران ہفت اقلیم اُس کی صناعی دیکھ کر وجد مین آتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے مثل اُس کا کسی ملک مین نہ دیکھا اور واقفان عالم پر مخفی نہوگا کہ کتب اہل ہند مین مسطور ہی کہ تین مملکت ایک دوسری کی محاذی واقع ہوئی ہین اور ہوا بھی ان ولایتون کی تاثیر و خواص مین ایک دوسری کے قریب ہی وہ یہ ہین تلنگ و دنگ دنگ ولایت تلنگ ہندوستان کے جنوب مین واقع ہی اور سلاطین قطب شاہیہ کے تصرف مین ہی اور بنگ ولایت بنگالہ ہی اور مملکت دنگ ان دو ولایت کے مابین واقع ہی اور کسی بادشاہان اسلام کو تسخیر اُس کی میسر نہوئی اب یہ بادشاہ اُس کی فتح کے درپے ہوا اور بہت مملکت دنگ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور حاکم وہان کا موسوم بہ بابا بلندر اپنی ولایت کے آخر مین بھاگ کر نہایت عاجز اور خستہ وخوار ہوا اور شہور سنہ ۱۰۱۷ ایکہزار سترہ ہجری مین واقعۂ غریب کہ کبھی اس خاندان مین مثل اس کے واقع نہین ہوا تھا ظہور مین آیا یعنی شہر کے باہر بلندی پر کہ جس کو بنات گھاٹ کہتے ہین ایک عمارت بادشاہی احداث ہی اور محمد قلی قطب شاہ کبھی کبھی وہان تشریف لیجاتا تھا تب دروازہ اُس کا کھولتے تھے اور نہین تو مسدود اور مقفل رہتا تھا اتفاقًا ایک جماعت سوداگران غریب سے ایک شب کو شباب مہتاب مین شراب کے سرور مین مسرور اور مبہوت ہوکر مع ارباب نشاط زنانہ و مردانہ کہ اُن مین خواننده اور

سازندہ بھی تھے عمارت کے دروازہ پر وار دہوئی اور قفل کو توڑا اور دروازہ کھولکر عمارت مین داخل ہوئی اور بزم شراب آراستہ کرکے عیش وعشرت مین مشغول ہوئی ہر دم بادشاہی جو اُس کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے اس حال سے واقف ہوئے پہلے وہ اس جماعت سے بلائست پیش آئے اور سمجھایا کہ یہ عمارت بادشاہی ہے اس مین ہر ایک کے جانے کی قدغن ممانعت ہے مناسب یہ ہے کہ تم اس مین سے نکل آؤ اور دروازہ بند کرو کسی نے اُن کہنا نہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور یہ لوگ اس کے فخر کو شہر کی طرف روانہ ہوئے اور اس طرح سے اُن لوگون کی شکایت کی کہ بادشاہ یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور آتش قہر و غضب کو مشتعل کرکے فرمایا اُن غریبون کو کہ خلاف ورزی کرکے فرمان شاہی سے سرتاب ہوئے ہین تیغ سیاست سے قتل کرو کسی موافق اس مصرع کے مصرع عشاق تراہا نہ بس باشد و بس پر حکم قتل عام غریبان دے کر تلوارین غلاف سے برآوردہ کرکے جوش وخروش مین آئے اور غریبون کے قتل مین عموماً اور خصوصاً مشغول ہوئے اور ہجوم عام ہوا اور مال واسباب اُن کا معرض تاراج مین آیا قطب شاہ نے اس معاملہ سے مطلع ہوکر کوتوال کو حکم دے کر اپنے اور مخصوصان کو بہ تعجیل تمام صحیح کہ اہل دکن پر سیاست کرکے اس فساد کو ساکن کرین چنانچہ نصف ساعت مین ننوے غریب مارے گئے اور بقیہ اُن کے تاراج ہوئے اور عجیب شور وغوغا بلدہ بھاگ نگر مین ظاہر آیا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ بادشاہ کا سبب ٹھہرا اور موجب غریب کشی کیا ہے اور اس قطب فلک اقبال کو کئی چیزین نصیب ہوئین کہ اور بادشاہون کو بہت کم میسر ہوئی ہین اول یہ کہ بھائیون کو مسند عزت پر متمکن کرکے اپنا انیس وجلیس کیا اور اُن کے ساتھ بے دغدغہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا اور بھائی اُسے امر عظیم جانکر نہایت اخلاص اور یکجہتی سے پیش آتے تھے اور کبھی تیس برس کے عرصہ مین اُن کی طرف سے کسی طرح کے غبار نے اس بادشاہ کے آئینہ خاطر اشرف مین راہ نہ پائی اور یہ ایک ایسا عطیہ ایزدی ہے کہ ہر شخص اُس کے ساتھ سرفراز نہین ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ میر محمد مومن استرآبادی کہ اُس کے باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز ومکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہماسپ حسینی معروف بشاہزادہ حیدر میرزا کے عہد مین پچیس برس حضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید معزی الیہ جمیع علوم متداولہ مین منقول ومعقول سے متبحر اور اعلم علماے عصر ہے اور تقوے اور زہد اور نیک نفسی اور تواضع مین اپنا عدیل ونظیر نہین رکھتا اور شعر خوب کہتا ہے اور کمال اہلبیت مع مراتب دینوی جمیع رکھتا ہے اور یہ اشعار اُس کے نتایج افکار سے ہین **غزل**

شاد مانی ست بندۂ غم ما	عالم دیگر است عالم ما	جند اعشق ورستخیز بلا ست
اے خوشا روزگار درہم ما	شکر ورد تو چون کنیم کہ ہست	داغ بالاے داغ مرہم ما
شاہ اقلیم صدر وخرم ما ئیم	ملک ہجران سواد اعظم ما	سایہ عشق کم مباد کزو
سور شد داغ دار ماتم ما	نمک آن دود دیدہ خوش نمکیست	کم زکوثر مگیر زمزم ما
ید بیضاے وصل کو کہ فراق	گشتہ ثعبان آتشین دم ما	حرف ای ہمنشین مگو با ما
روز وصل از زبان ابکم ما	غمگساری مجو از و مومن	غم ما از کجا و مرہم ما

		ولہ	
	خدا را وا رہان از شور بختی دلفگارے را		کہ من بر باد شوقت دادہ ام خوش روزگارے را
	دلا پیوستہ با ناسازگاران سازگارے کن		کہ باشد سازگار خود کنی نا سازگارے را
	خماری بر خمارم می دہد گردون زیک مستی		چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خمارے را
	مرا بس اینکہ دارم حکم بر اقلیم ناکامے		مسلم باد ملک کامگاری بختیارے را
	زشہد ناگوار چرخ کام عافیت سوزد +		بحمد اللہ نصیبم کرد زہر خوشگوارے را
	بہ تلخی جان بدہ کمتر حدیث کام گو مومن		چہ غم از تلخی ناکامے ناکامگارے را
		ولہ	
	بجد دارد دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را		نیارم با کمال عجز این اظہار قدرت را
	زبیم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ از شکوہ		بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را
نسخہ باد او	زخونین داغہاے من فلک را ذوقہا باد		کہ خوش آبی و رنگی داد گلزار محبت را
	نسیم لطف جانان کم شدای باد سحرگاہی		مدد کن تا بجوش آریم دریا ہاے رحمت را
	کرم کن ای مروت راہ اگر یابی بہ بزم او		نیاز نامرادے عرضہ کن آن بیمروت را
	چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جانبازے		دریغا ماند نستیم ای دل قدر فرصت را
	فداے رسم عادت سوز خود کردم کہ در عہدش		عجب دیرانہ دیدم سرای رسم و عادت را
	مکن نسبت بغیرم در وفا آزار دیگر کن		سراپا غیر تم پسند بر من این مذلت را
	بشرست گر زمن بیتابی سر زد از و بگذر		پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را
تلخی	اگر نیست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم		بہ بزمش خون خورد بیرون میا گذار جرأت را
		ولہ	
	خوشم کہ بر دل من عشق مدعا نگذاشت +		مرا بہ بوالہوسیہاے خویش وا نگذاشت

اور سب سے بہتر اور خوشتر یہ کہ محمد قلی قطب شاہ جیسا کہ واجب تھا اُس سید بزرگوار کی قدر و منزلت پہچانکر اُس سے سلوک کرتا ہی اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتا اور اس قدر اعتماد اُس ہوشمند روشنضمیر کی اصابت راے مین رکھتا ہی کہ جمیع مہمات سلطنت خصوصًا کارہاے بزرگ ساتھ اُس کے رجوع کرکے خود مع ندیمان و برادران لہو و لعب اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا ہی اور ہمیشہ بزم خرمی اور بیخمی آراستہ کرکے زمانۂ ناپائدار سے دادکامرانی کی لیتا ہی اور زبان حال اس ترانہ سے مترنم کرتا ہی فرد ہر وقت خوش کہ دست دہد غنتنم شمار ۔ کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست ۔ دوسرے جملہ توفیقات آسمانی اور افضال یزدانی سے کہ اُس شہریار محب اہلبیت اطہار کے شامل روزگار رہوئی وہ یہ ہی کہ جس وقت سے آفتاب رایت اسلام افق ہندوستان سے طالع ہوا کسی سلاطین سابق اور حال اس دیار کو شاہان عظیم الشان ایران کے ساتھ نسبت و صلت اور پیوندی

میسر ہوئی اس عہد مبارک عہد مین شہنشاہ قبادبخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نے اپنے ایک معتمدان درگاہ عرش اشتباہ کو دکن کی طرف بھیجکر دختر بلند اختر حاکم تلنگ کو اپنے ایک فرزند ارجمند کے واسطے خواستگاری فرمائی اور آنحضرت نے شرف دنیا و آخرت اُس کے قبول مین جانکر تہیہ سامان شادی مین ہی کہ اُس کریمہ سعادت مند کو بروش سلاطین کامگار ایران کی طرف روانہ کرے

روضہ پانچوان عماد الملک کی سلطنت کے بیانمین کہ برار مین حکومت کی تھی

سلاطین دکن کے تتبع احوال سے ایسا واضح ہوا کہ فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور لڑکپن مین مسلمانون نے اُسے اسیر کیا اور خانجہان جو سپہ سالار ولایت برار تھا اُس کے غلامون مین انتظام رکھتا تھا اور عہد شباب مین آثار رشد اور قابلیت اُس سے ظاہر ہوئے جس سے وہ مقرب و معتمد درگاہ ہوا اور اس کی وفات کے بعد اس عقلمند نے اپنے آپ کو غلامان سلاطین بہمنیہ کے سلک مین منسلک کیا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے دور مین خواجہ جہان کا وان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور سنہ ۸۸۳ آٹھ سو بیاسی ہجری مین قلادہ سلطنت گردن مین ڈال کر سکہ اور خطبہ برار مین اپنے نام جاری کیا اور جب اس جہان گذران سے انتقال کیا اُس کا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک قائم مقام اس کا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلند کیا

ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے مانند لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق کرکے قلعہ کاویل کو دار الحکومت کیا اور سلطان محمود بہمنی امیر برید کے موکل سے بھاگ کر اُس کے پاس پناہ لایا اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کے ہمراہ محمد آباد بیدر کی طرف گیا کہ امیر برید کو مستاصل کرکے وارث ملک کو صاحب مسند شہر ابید کرے نظام شاہ نے صلاح دولت اپنی اس مین نہ دیکھی اور امیر برید کی کمک کی جیسا کہ مذکور ہوا سلطان محمود اثنائے جنگ مین امیر برید کے ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہوکر کاویل کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۲۳ نو سو تیئیس ہجری مین امیر برید نے قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوندخان حبشی کو قتل کرکے اس قلعہ پر متصرف ہوا عماد الملک نے خداوندخان کے بیٹون کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرنے لگا اور امیر برید نے باقتضائے وقت دونون قلعہ خداوندخان مقتول کے فرزندون کو دے کر انھین عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک نے آہستہ آہستہ دونون قلعہ اولاد خداوندخان کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے آدمیون کے سپرد کیے اور وہ برہان شاہ کے پاس جاکر نائشی ہوئے اور اس تقریب کے سبب درمیان اُس کے اور برہان نظام شاہ کے دوستی ساتھ دشمنی کے مبدل ہوئی اور محاربات واقع ہوئے اور عماد الملک ہر مرتبہ شکست کھاکر کاویل کی طرف بھاگا اور اُسی عرصہ مین اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن کی

خواستگاری کرکے اپنے عقد نکاح مین لایا اور جوکہ عادل شاہ کو گرفتار راے بیجانگر دیکھا حصار ماہور اور راگیر پر قبضہ کیا اور سنہ ۹۳۷ نوسو تیس ہجری مین باتفاق میران محمد شاہ حاکم برہان پور بقصد تدارک جنگ نظام شاہ مین متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پھر نظام شاہ غالب آیا اور اُن کے فیل اور توپخانہ پر متصرف ہوا اور دونون بادشاہ بھاگے جو عادل شاہ کفار بیجانگر کے خرخشہ مین مقید تھا سلطان بہادر گجراتی سے ملتجی ہوا اور سلطان بہادر جو ہمیشہ دکن کی تسخیر کی خواہش مین رہتا تھا فرصت پاکر مع لشکر عظیم برہان پور کے راستہ سے مملکت برار مین آیا اور عماد شاہ نے جو سلطان بہادر کو قاصد تسخیر دکن دیکھا اُسکے بلانے سے پشیمان ہوا لیکن جو کہ مجبور تھا اس واسطے فرمانبرداری کرکے خطبہ برار کا اُس کے نام پڑھا اور والی برہان پور کی اعانت کی سبب ایسا کیا کہ جیسا اپنے مقام مین مذکور ہی الغرض عماد شاہ دولت آباد سے برار کی طرف گیا اور سلطان بہادر نے اپنی دار الحکومت کی سمت معاودت کی جب علاء الدین نے بطریق پدر راہ ناگزیر ممات طی کی اُس کا بڑا بیٹا دریا عماد الملک مسند بادشاہی پر جلوہ گر ہوا

ذکر علاء الدین دریا عماد شاہ کی سرداری کا

اُس کے بعد جب کہ علاء الدین دریا عماد شاہ نے تاج سرداری زیب فرق کیا اپنی دختر مسماۃ دولت شاہ کو حسین نظام شاہ کی سلک ازدواج مین کھینچا اور حکام دکن کے ساتھ طریقہ یاری اور مروت کا جاری رکھکر ایام سلطنت باکلفت و خشونت بسر کیے اُس کے بعد اُس کا بیٹا عماد شاہ صغر سن مین صاحب چتر و افسر ہوا اور نام سلطنت کا اُس پر جاری ہوا

تذکرہ برہان عماد شاہ ولد دریا عماد شاہ کی حکومت کا

تفال خان دکنی اُس دولتخانہ کے غلامون سے تھا اُس پر مسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اور فاروقیہ کے حسن اتفاق کے باعث نشان شوکت بلند کیا اور آخر کو برہان عماد شاہ کے پانون مین بیڑی ڈالکر قلعہ پرنالہ مین قید کیا اور خطبہ برار کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی سر پر لگایا اور وہ حاکم شجاع اور جوّاد تھا

بیان تفالخان کے غلبہ کا عماد الملک پر اور ذکر انتقال اس دولت کا نظام شاہیہ کیطرف

بعد ازانکہ برہان عماد الملک کو درمیان سے اُٹھاکر استقلال تمام بہم پہونچایا اور آخر کو پرخاش اس نہایت کو پہونچائی کہ مرتضےٰ نظام شاہ اُس کے استیصال کے واسطے مملکت برار کی طرف آیا اور جب تفال خان اُسکی سخت گیری سے بہ تنگ ہوا علی عادل شاہ سے ملتجی اور مستدعی ہوا اور بوسیلہ تحف و ہدایاے نفیسہ اور عطایاے نقود وافر آنحضرت کو برسر التفات لایا اور نظام شاہ اس معنی کو سمجھکر اپنی والدہ ماجدہ خونزہ ہمایون کی فرمائش کے سبب باتفاق عماد شاہ برار سے پلٹ گیا لیکن آخر سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین نظام شاہ پھر

تسخیر برار کی فکر مین پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کے بہانہ اس طرف متوجہ ہوا تقال خان نے مضطرب ہوکر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر تلنگ کی اعانت سے چنگیز خان پیشوائے نظام شاہ سے جنگ کرکے مغلوب اور متہور ہوا اور مدت دراز تک سپاہ نظام شاہ کے خوف سے جا بجا جنگل جنگل بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ پرنالہ مین اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل مین دونون متحصن ہوئے اور نظام شاہ نے حصار پرنالہ کو کہ پہاڑ پر واقع تھا اور تسخیر اُسکی توپ اور منجنیق اور خاکریز وغیرہ سے دشوار تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کرکے احمد نگر کی طرف تشریف لیجاوے میر جملہ اُس کا چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر سے خزانہ دینار و درم اکثر مردم درونی کو کہ قلعہ کی محافظت مین تیام کرتے تھے دیکر راضی کیا اور وہ بھی محاصرہ کی تنگی سے بہ تنگ آئے تھے راتونکو برج و بارہ سے کمند نیچے ڈالکر اُترے اور چنگیز خان کے شریک ہوئے اور انعام و اکرام اور مناصب اعلیٰ اور جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوئے اور آدمی درونی بھی یہ خبر سنکر بذوق تمام اور شوق کمال سبلور سے کہ ممکن ہوا قلعہ سے برآمد ہوکر بوسیلہ چنگیز خان نظام شاہ کی سرکار سے مطالب و مقاصد علیا کو پہونچے لہذا قلعہ مین گولہ اندازون اور آتشبازون کی قسم سے زیادہ بارہ نفر سے کوئی نہ رہا مردم نظام شاہی نے قابو پاکر مورچے آگے بڑھائے اور توپہاے کلان کی ضرب سے دیوار قلعہ مین رخنہ ظاہر کیے اور جو کہ مردان جنگی سے قلعہ مین کوئی نہ رہا تھا لشکریان خاصہ سے چنگیز خان اٹھائیس آدمی اور ایک نفیری لیکر قلعہ کے قریب گیا اور زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھا اور قرنا جو کہ خاصہ چنگیز خان سے تھی بجائی تقال خان آواز اُس کی سنکر سمجھا کہ چنگیز خان خود قلعہ مین آیا ہی سراسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مختصر سوار ہوا اور دروازہ عقب قلعہ کھولکر شہور ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگا اور مرتضے نظام شاہ نے قلعہ مین داخل ہوکر زر نقد اور مال و اسباب نفیسہ اُٹھاکر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کرین اور سید حسن استرآبادی جس نے تقال خان کے تعاقب مین تاخت کی تھی اُس کو دستگیر کرکے تیسرے دن فتح پور مین نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اُس کے اُسی عرصہ مین قلعہ کاویل بھی بہ امان مفتوح کیا اور اُس کا بیٹا شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تقال خان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ اُس قلعہ مین قید تھے اپنی مملکت کے ایک قلعہ مین بھیجا اور انھون نے ایک شب کو جان شیرین قالبض ارواح کے سپرد کرکے زمانہ کی کشمکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہین کہ اس قلعہ کے محافظان نے نظام شاہ کے حکم کے موافق انھین قلعہ مین دفعۃ واحدۃ گلا گھوٹکر ہلاک کیا اور بعضون کا یہ قول ہے کہ پاسبانون نے انھین باین نیت حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کرکے منفذ اُس کے بند کیے تھے کہ وہ بہ تنگ آکر ہمین رشوت دیکر راضی کرین اور جو کہ یہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا سلوک نہ کرسکے شدت اور سخت گیری اُن پر زیادہ تر کی چونکہ ہوا کمال تیزی اور حرارت مین تھی ایک شب کو وہ تمام آدمی صغیر و کبیر مرد و زن کہ قریب چالیس کس تھے ایکبارگی دم گھوٹ کر مرگئے اور پاسبانون نے جب صبح کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور مین سلطنت عماد شاہیہ اور تقال خانیہ نے

انقراض قبول کیا کوئی شخص اُن دونون سلسلہ سے قید حیات مین نہ رہا

روضہ ششم مین ذکر حکومت بریدیہ ہی جو شہر بیدر مین تھی

اِس زمانہ تک کہ قلم معجزبیان بیاض دہر مین بہ مشک افشانی ہی سات شخص نے اس خاندان سے بعد ضعف دولت سلاطین بہمنیہ کے احمد آباد بیدر مین خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھا اول اُن مین جو کہ مدعی بلدۂ بیدر ہوا قاسم برید تھا

ذکر قاسم برید کی حکومت کا

قاسم برید سلک غلامان ترک کرجی مین انتظام رکھتا تھا اور خواجہ شہاب الدین یزدی اُسے دکن مین لایا اور سلطان محمد شاہ فاروقی کے ہاتھ فروخت کیا جو کہ قاسم برید مرد شجاع اور بہادر تھا اور ماورا اُس کے خوشنویس اور سازون کو بھی خوب بجاتا تھا اس بادشاہ کے عہد مین منصب امارت پر فائز ہوا اور کفار مرہٹہ باغی جو مابین ولایت پائین اور جالنہ تھے اُن کے دفع کے واسطے نامزد ہوا اور اُس حدود مین فتح بزرگ کہ موجب افتخار اور بلند نامی ہی وقوع مین آئی اور صاحب دستگاہ ہوا اور سایاجی مرہٹہ کو جو عمدہ سرداران کفرہ اُس اطراف سے تھا قتل کیا اور اُس کی بیٹی اپنے بیٹے امیر برید کے حبالۂ نکاح مین لایا اور جب قاسم برید نے بادشاہ کی طرف سے سایاجی کی مملکت جاگیر پائی عزیز و اقارب اس لڑکی کے کہ قریب چار سو نفر اور سب مردانہ اور شجاع تھے اُس کے نوکر ہوئے اور اُن مین سے اکثر رفتہ رفتہ بشرف اسلام مشرف ہوئے اور اُس جماعت کی اعانت اور حمایت کے سبب کہ تمام مخلص اور جان نثار تھے سلطان محمود کے عہد سلطنت مین تسلط اور استقلال تمام پیدا کیا اور دوسرون کی طرح بادشاہی کے اندیشہ مین پڑا عادل شاہ اور نظام شاہ اور عماد شاہ کی تجویز قلعہ اودگیر اور قندھار اور اودگیر مین خطبہ اپنے نام پڑھا اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر سلطان محمود کو ارزانی رکھی اور بارہ برس بادشاہی کی اور ابھی سلطان محمود بقید حیات اور زندہ تھا کہ نامہ عمر اُس کا لپیٹ دیا گیا اور سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور بڑا بیٹا اُس کا قائم مقام ہوا

تذکرہ امیر علی برید کی حکمرانی کا

امیر برید ولیعہد اور قائم مقام پدر ہوا اور اُس کے عہد مین سلطان محمود نے وفات پائی اور سلطان کلیم اللہ کہ جو اخیر بادشاہان بہمنیہ سے تھا احمد نگر کی طرف بھاگا اور اُس کے عہد مین شہر بیدر اسمٰعیل عادل شاہ کے تصرف مین آیا اور پھر ساتھ اُس کے رجوع ہوا اور اُس حوصہ مین سلطان بہادر عماد الملک اور محمد شاہ والی برہان پور کے حسب التماس مملکت دکن مین آیا اور امیر برید اسمٰعیل عادل شاہ کے حکم کے موافق اپنی جمعیت کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار عرب تاج پوش اُس کے ہمراہ کرکے اُسے سپہ سالار

کیا اور نظام شاہ کی مدد کے واسطے بھیجا جیسا کہ اپنے مقام مین خامہ دوزبان نے اُس کی شرح و بسط مین کوشش کی ہے اور اُس نے بمقابلہ لشکر گجرات جنگہاے رستمانہ کے بعد اُس کے چند سال سند کامرانی پر متمکن رہا اور اواخر عمر مین برہان نظام شاہ کی کمک کے واسطے گیا اور دولت آباد کے اطراف مین بقضاے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کے بھائی خان جہان نے جنازہ اُس کا احمد آباد بیدر مین لے جاکر قاسم برید کے جزیرہ مین مدفون کیا اور مدت اُس کی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن مین یہ لطیفہ اُس سے شہرت عظیم رکھتا ہے کہ علی برید ایک شب جاڑے کے موسم مین باغ کمتانہ کی عمارت مین بیٹھکر شراب پیتا تھا کہ گیدڑون نے خلاف عادت مرغزار مین آن کر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نے پوچھا کہ کس واسطے شور کرتے ہین ایک ہمنشین گستاخ نے عرض کیا کہ سردی کی شدت سے حیران ہوکر سلطان سے فریاد کرتے ہین علی الصباح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کرکے باغ و صحرا مین ڈالین تو شغال شب کو لحافون مین رہین اور سردی کی شر اور سختی سے محفوظ ہوویں ✤

ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اوّل وہ شخص اس خاندان سے ہے جس نے برہان نظام شاہ کی حمایت سے لفظ شاہ جزو اسم اپنا کیا اور جب شاہ طاہر اُس کی مبارکباد جلوس کے واسطے احمد آباد گیا نہایت آزردگی مین معاودت کی تب برہان شاہ نے اُس سے رنجیدہ ہوکر چڑھائی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بدحواس ہوا اور قلعہ کلیان ابراہیم عادلشاہ کے پیشکش کرکے التماس قدوم کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور نظام شاہ نے اُس یورش مین قلعہ اودسہ اور اودگیر اور قندھار اُس سے چھین لیا اور اس قدر ولایت کہ جس کا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُسکے قبضہ مین رہے اور مرتضےٰ نظام شاہ اپنے عہد مین صاحب خان کے حسب التماس ۹۸۷ نوسو ستاسی ہجری مین وہان ہو پہنچا اور بلدۂ احمد آباد کو محاصرہ کیا متحصنان کی سخت گیری مین کوشش کی برید شاہ نے ایلچی عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کرکے طلب اعانت کی علی عادل شاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو نفر خواجہ سراے فلان فلان کو جو تیری سرکار مین ہین اگر مجھے دے تو مین تیری مدد کرون برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتا تھا اس معنی کو قبول کیا اور علی عادل شاہ نے ہزار سوار اُس کی کمک کے واسطے مقرر کیے مرتضےٰ نظام شاہ اس خبر سے اور برہان شاہ کے رہا ہوکر فتنہ برپا کرنے کی خبر سے مضطرب ہوا اور سیزدہ یا دگار کو مع لشکر تلنگ محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بیدر کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ کی محنت و تعب سے رہائی پائی اور اُس نے ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین وہ وعدہ وفا کیا یعنی ان دونون خواجہ سراؤن کو اُس کے پاس بھیجا اور خواجہ سرا باوجود اُس کے کہ نس کنے تھے لیکن رگ حمیت اُن کی جنبش مین آئی اپنی ابرو ریزی کی شرم سے عادل شاہ کو بضرب خنجر شربت شہادت چکھایا غرض کہ اس کا ذکر سابق مین وقائع عادل شاہیہ مین مفصلاً اور تشریحاً مرقوم ہوا ہے اور علی برید بھی انھین سنوات مین پینتالیس سال سلطنت کرکے تختہ تابوت کو تخت شاہی پر اختیار کرکے اُس سراے عاریت سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور بڑا بیٹا اُسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب ہوا

سات برس سلطنت کرکے اجل طبیعی سے مرگیا بعدہ قاسم برید شاہ تین برس محمد آباد کی حکومت مین سرگرم رہا آخر کو اُس نے بھی شربت ناگوار ممات نوش کیا اور اُس کا چھوٹا بیٹا مسمے علی برید جو چار برس کا تھا برائے نام شغل حکومت مین مشغول ہوا اور ایک شخص کہ جس کا نام میرزا علی اور اُس خاندان کی اولاد سے تھا سنہ ۱۰۰۱ھ ایک ہزار دس ہجری مین خروج کرکے اُس کو بھاگ نگر کی طرف کہ تختگاہ محمد قلی قطب شاہ ہو ہزیمت دے کر خود باشاہ ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری سنہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہو اس بلدہ مین حکمرانی کرکے چراغ برید شاہیہ کو روشن رکھتا ہو اور ناظرین جنکو احوال ملوک ماضیہ آثار اللہ مرقدہم سے آگاہ ہونے کا شوق ہو ان کی طباع آفتاب شعاع پر مخفی و محجب نہ رہے کہ حکایات عمادشاہیہ اور برید شاہیہ کیسی کتاب متداولہ مین مسطور نہین جو کچھ محمد قاسم فرشتہ نے اس کتاب مین لکھا ہو مردم کہن سال سے کہ معاصران بادشاہون کے ہوگئے ہین یا اُن دونون سلسلہ کے قریب العہد ہوئے ہین اُن کی زبان صدق ترجمان سے سنکر ان اوراق مین ثبت کیا ہو ناظرین والاتمکین سے عرض گذار ہو کہ سال جلوس اور وفات ان کا اگر معلوم ہو جاوے یا وقائع مذکورہ مین سے کوئی واقعہ بہ نہج دیگر محقق ہووے عبارات قضایاے ان دو خانوادہ کو بقلم اصلاح مشرف فرماوین اور حیات اور ممات مین اس مؤلف کو مرہون احسان کرین کہ ارباب کرم کا یہی داب اور قاعدہ ہو فقط

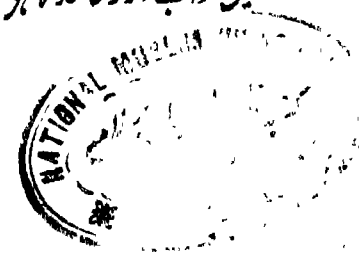

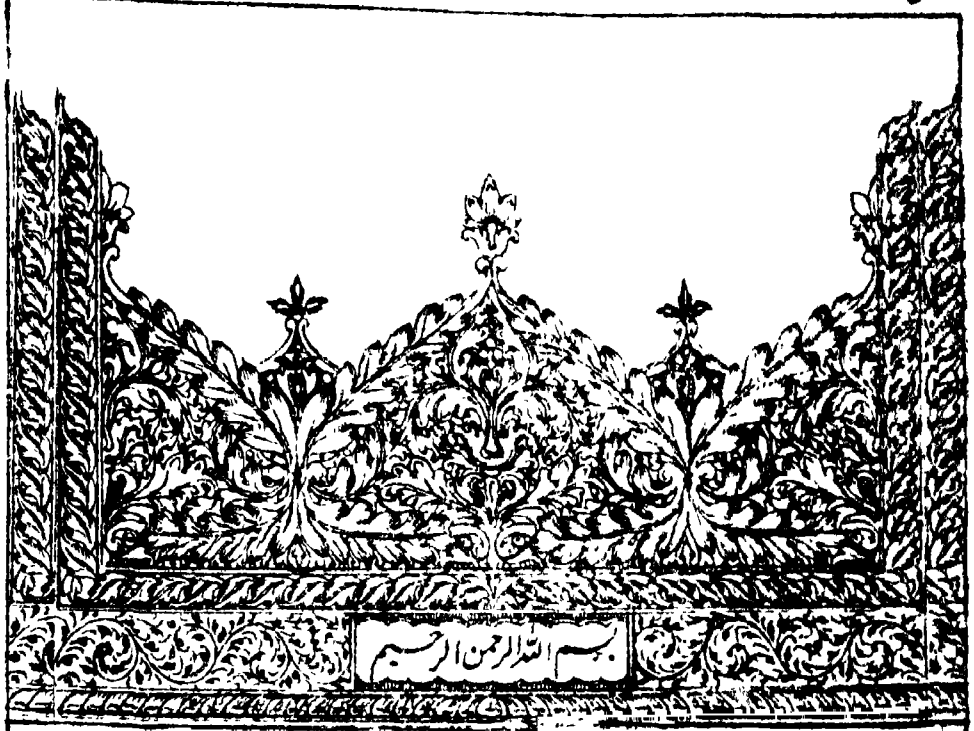

مقالہ چوتھا سلاطین گجرات انار اللہ برھانہم و نور مرقدہم کے بیان مین

تاریخ مبارک شاہی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہی کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو کہ اُسے نظام شاہ مفرح بھی کہتے تھے سپہ سالار گجرات کرکے اس مملکت کا صاحب اختیار کیا اور بعد وفات سلطان فیروز شاہ اُسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے بھی تخت گجرات کی حکومت سابق اُسکے بدستور مقرر رکھی لیکن فرحت الملک جو داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اور اس سے دوکی زمیندارون اور مشرکون کی نسبت طریق اخلاص جاری کیا تھا اور اُنکی خوشامد اور رضامندی کے واسطے شعائر کفر اور رسوم بت پرستی کو رواج دیا تھا اس سبب سے گجرات کے علما اور فضلا نے سنہ ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری میں بالفعل پایۂ سریر آرا سلطان محمد شاہ مین ارسال کیا مضمون اُسکا یہ کہ فرحت الملک نے اغوائے شیطانی اور ہوا و ہوس جسمانی سے ترتیب اعمال ناشائستہ ہوکر اسقدر رواج اصنام اور رونق اوثان مین کوشش کی کہ بادیۂ سومنات قبلۂ اہل ضلال ہوا اور شعار اور دثار اسلامی روز بروز منخفض ہوتا ہی منبر کو عزت و حرمت سے کچھ حصہ اور مسجد کو صوم و صلواۃ سے کچھ نصیبہ باقی نہین رہا اگر اس وقت مین ایسا تدارک کہ موجب تقویت دین و رواج اسلام ہووے ظہور مین نہونچے فہوالمراد اور جو نہین کام ہاتھ سے گیا سلطان دین پناہ یہ مضمون سنکر محزون اور غمگین ہوا اور بعد از تامل و تدبر و غور بے پایان واسطے انتظام شرع خواجۂ کائنات علیہ افضل الصلوات کے اور حکومت گجرات کے اعظم ہمایون ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امرائے کبار سے تھا مقرر کیا اور ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ مذکور مین خلعت خاص عنایت فرمایا اور اُسکی توقیر و حشمت کے لیے چتر سفید اور بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہون کے واسطے تھی اسے عطا کی اور وہ اُسی دن نقد رخصت حاصل کرکے شہر سے برآمد ہوا اور حوض خاص پر فروکش ہوکر اپنے سامان مین مشغول ہوا اور سلطان محمد شاہ دوسرے دن کہ چوتھی تاریخ ماہ مذکور سنہ صدر تھی

بطریق مشایعت ظفر خان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور اُس سے کان یتے الامکان نصائح اور آویزہ مواعظ سے گرانبار کیے اور پھر خلعت خاص مرحمت فرما کر رخصت گجرات کی

تذکرہ سلطان مظفر گجراتی کی سلطنت اور بیان ظفر خان المخاطب بہ مظفر شاہ کی ولادت کا

شہر دہلی مین اتوار کے دن محرم کی پچیسوین تاریخ ۷۴۳ سات سو تینتالیس ہجری کو اُسکے باپ نے رتبہ شرابداری فیروز شاہ سے درجۂ امارت پر ترقی کی اولاد سلطان مزبور کی درگاہ مین صاحب اعتبار ہوا اور ظفر خان سلطان محمد شاہ کے عہد مین بسبب حسن سلوک اور پرہیزگاری اور شرع محمدی کی پابندی اور امانت اور دیانت کے نہایت مشہور اور معروف ہوا اور اسواسطے کہ جسوقت عرضداشت علماء گجرات دہلی مین پہونچی سلطان نے اُسکا ہاتھ پکڑکر جیساکہ مذکور ہوا گجرات کا صاحب صوبہ کیا منقول ہی کہ وزیرون نے فرمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق القاب کی جگہ خالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یون ترقیم فرمایا کہ برادرم مجلس عالی خانی معظم عادل باذل مجاہد سعد الملۃ والدین ظہیر الاسلام والمسلمین عضد السلطنۃ عین المملکت قامع الکفرۃ والمشرکین قاطع الفجرۃ والمتمردین قطب سماء المعالی نجم فلک الاعالی صفدر روزغا تہمتن قلعہ کشا کشور گیر آصف تدبیر ضابطہ امور عالم مصلح جمہور ذوالمیامن والسعادات صاحب الرای والکفایات ناشر العدل والاحسان دستور صاحب قران الیخ تملق اعظم ہمایون ظفر خان اور جب بکوچ متواتر دہلی سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین یہ بشارت فیض اشارت پہونچی کہ تاتار خان بن ظفر خان جو وزیر سلطان ہوا تھا اُسکے گھر بیٹا سے احمد خان پیدا ہوا ظفر خان نے اُس کو شگون خوب اور فال نیک سمجھکر جشن عالی ترتیب دیا اور اکثر امراے لشکر کو خلعت دیے جب ناگور مین پہونچا کنپایت کے باشندے نظام مفرح سے ناراض ہوکر مستغاثی ہوئے ظفر خان نے اُس جماعت کو دلاسا دے کر ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی ملازمت مین یون مذکور ہوا کہ تونے مال واجب سلطانی کئی برس کا اپنے حوائج مین صرف کرکے ایک دینار خزانہ عامرہ مین داخل نہین کیا اور علاوہ اُسکے دست تظلم دجور دراز کرکے اس محال کے تمام باشندگان کو رنجیدہ کیا ہی اکثر لوگ متواتر دہلی مین فریادی آئے اور جو زمام حل وعقد مہام اُس نواح کی میرے سپرد کی ہی بہتر یہ ہی کہ زر محصول خالصہ جسقدر موجود ہو بتعجیل تمام اپنے پاس سے دہلی مین ارسال کرے اور مظلومون کی تسلی کرکے خود بھی دارالملک کیطرف متوجہ ہو چنانچہ نظام مفرح نے درجواب لکھا کہ جو آپ مسافت بعید اور دراز طی کرکے آئے ہین اُسی مقام مین مقیم رہیے اور زیادہ تکلیف نہ کھینچیے مین خود وہان آکر حساب واصلات گذرانون گا بشرطیکہ مجھے موکلون کے سپرد نکرین اِس جواب سے بغاوت اُس کی ظفر خان پر ثابت اور یقین ہوئی آساول کی طرف کہ بالفعل احمد آباد بجاے اُس کے واقع ہوا ہی گیا اور جو نظام مفرح نے گجراتیون اور کافرون سے رشتہ داری کرلی تھی اور اُن کو موافق کرکے دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار بہم پہونچا کر ارادہ جنگ کا رکھتا تھا ظفر خان نے پہلے اتمام حجت کے واسطے ایک الچی اُسکے پاس نہروالہ کیطرف کہ ساتھ مین کے شہرت رکھتا ہی روانہ کیا اور بطریق نصیحت اور ملائمت پیغام دیا کہ بدانجام سے اندیشہ کرکے اپنے ولی نعمت سے جدا نہو اور کافرون اور گجراتیون کے بھروسے

اور حمایت پر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتنان کی نہین رکھتے فریب نہ کھاکر اپنے تین وہلی مین رکاب ہمایون سلطان محمد شاہ مین پہونچایا میرے پاس آنا مسند امارت پر تمکن ہو اور اُسکے سوا کسی طرح اندیشہ کو اپنے دل مین راہ نہ دے ورنہ موجب ذلت و ربعث بربادی ہوگا بیت بباید نہادن دل اندر فریب * کہ ہست از پے ہر فرازی نشیب * چونکہ نظام مفرح کی مدت اقبال آخر ہونے پر تھی اور سریر سلطنت اپنے دل مین رکھتا تھا ایلچی کو جواب سخت اور نامناسب دیا ظفر خان نے ناچار ہوکر اپنی سپاہ فراہم کی اور ۷۹۴ھ سات سو چورانوے ہجری مین چار ہزار سوار تیغزن نیزہ گذار ہمراہ لیکر مانند رعد اور برق جوشان و خروشان نہروالہ کی طرف روانہ ہوا اور نظام مفرح نے بھی یہ خبر سنکر دس بارہ ہزار آدمیون کو مواجب یعنی تنخواہ دیکر نہروالہ سے خروج کیا اور موضع کانتھ مین جو بارہ کوس اُس شہر سے ہے پہونچکر ظفر خان کے مقابل ہو اور صفوف حرب آراستہ کرکے تنور جنگ گرم کیا بعد استعمال آلات حرب و ضرب آفتاب نصرت و فیروزی ناصر بخت اجمند ظفر خان سے طلوع ہوا نظام مفرح یہ قصد تحصین نہروالہ کیطرف بھاگا اور ظفر خان مع سپاہیان مظفر و منصور ہوکر بشوکت تمام نہروالہ کیطرف گیا اور عدل و داد کی برکت سے اُس شہر کو مثل فردوس برین سبز اور شاداب کیا اور ۷۹۵ھ سات سو پچانوے ہجری مین کفایت کیطرف کہ جاے نزول مسافران اور تاجران ہے جاکر رعایا کی پراخت مین مشغول ہوا اور حکام اور کارندہ مقرر کرکے عنان عادت اسادل کیطرف معطوف فرمائی اور ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ راے بدکیش اور بدرگ جو ہمیشہ زمین پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھکر مقام فرمانبرداری مین تھا ان دنون مین منحرف ہوکر گردن بند فرمانبرداری کا سر سے کھینچا اور باوجود شرک و بت پرستی زیر دستون سے بزبردستی پیش آتا ہے ظفر خان اُس مردود کے قلع اور قمع کے واسطے لشکر بیحساب ہمراہ رکاب لیکر اُسطرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر قلعہ اندر کو محاصرہ کیا طرفین سے چندمرتبہ جنگ صعب وقوع مین آئی اور ہر مرتبہ مردم بیرونی نے قرین ظفر ہوکر قلعہ بندون کی سخت گیری مین کوشش کی اور اطراف ولایت اندر کو سرکرکے ہاتھ نہب و غارت پر دراز کیا اور جو تجانہ بتون سے آباد پایا اُسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کے اطفال کو کنیزی اور غلامی کیواسطے لیگئے اور مدت قلیل مین اہل قلعہ پر رسد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط پڑا کہ شدت گرسنگی مین حرام و حلال کا تمیز مطلق نہ رہا کتابلی سے بلی کتے سے نہ بچتے اور آدمی سے دونون نہ بچتے تھے اس سبب سے وہ راے خودراے اپنی سرکشی سے نادم پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملائمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بڑے بیٹے کو چند مقربون کے ہمراہ مع پیشکش ہاے وافر اور تحائف تمکاثر بھیجا تاکہ وہ دربار مین حاضر ہوکر زمین درگاہ کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہو کہ اگرچہ چند روز خلاف رضا ایک امر ظہور مین آیا اور کلید حصار کے بھیجنے مین اس وجہ سے توقف ہوا کہ حفظ ناموس دولت کرکے بخشون مین معذور رہون اب خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ہون اگر جریمہ سابق کی پرسش اور مکافات مدنظر ہوتی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو کہ تیغ یمانی سے سر افشانی کرین اور اگر جانستانی ملحوظ ہے بمقتضاے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین قلم عفوان کی جرائم تقصیرات پر کھینچے آیندہ کسی مقدمہ مین ہم مصدر تقصیر نہون گے ظفر خان نے صلاح وقت صلح اور عفو مین دیکھی پیشکش قبول کرکے نقود و جواہر لے کر راہ تمو محاصرہ سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا سومنات کی طرف کہ قریب بندر دمن واقع ہے روانہ ہووے اس درمیان یہ خبر پہونچی کہ ملک راجہ

المخاطب بعادل خان جو سلطان فاروقیہ برہان پور کا جد ہی وہ نشان استقلال کا بلند کرکے اپنی جاگیر کے سوا
تھا یغز نام قلعہ کو لیکر تمام ولایت خاندیس کو اپنے قبض و تصرف مین لایا ہی اور اُسپر بھی اکتفا نہ کرکے بعضے پرگنات
گجرات سے مثل سلطان پور اور نندربار کو مزاحمت پہونچاتا ہی ظفر خان علاج اس علت کا واجب جانکر اسطرف متوجہ ہوا
ملک راجہ کہ مرد عاقل اور دانا تھا اپنے تئین مرد میدان اُس کا نہ جانکر قلعہ مین متحصن ہوا اور صلاح اتحاد اور موافقت
مین دیکھی اور ایک جماعت علما اور فضلا اُسکے پاس بھیجی تو سخنان مخالصت آمیز اور کلمات صداقت انگیز سے رشتہ نزاع
مسدود کرکے ابواب دوستی اور یکجہتی کو مفتوح کرین ظفر خان کہ اہل علم و فضل سے رغبت کمال تمام رکھتا تھا اور سلطنت گجرات
کی آرزو اُسکے دل مین پوشیدہ بھی علما کو گرامی رکھکر وہ عہد و پیمان جو اُس زمانہ مین مروج اور متعارف تھے
درمیان مین در لایا اور اُس کے بعد تحف و نفائس طرفین سے پیش ہوئے پھر ظفر خان نے اسا ول کیطرف مراجعت
کی اور اُن دو فرقہ کے درمیان طریقہ محبت اور یاری جاری ہوا اور اس وجہ سے کہ ملک راجا دعوے کرتا تھا
کہ مین اولاد خلیفہ دوم حضرت فاروق سے ہون ظفر خان کتابت و مراسلات مین مریدانہ پیش آکر اُس کے القاب
کے اعزاز مین کوشش کرتا تھا اور ۷۹۸ھ سات سو ستانوے ہجری مین حد ود جہرند کیطرف کہ غربی پٹن مین واقع ہی
فوج کش ہوکر ایک مدت تک اس حدود کے کفار کے قتل و غارت مین کہ نہایت متمرد اور سرکش تھے مشغول رہا
اور محبوبان خورشید جمال اور برہمن پیران پری تمثال مسلمانون کی بندی مین آئے اور کشتیان اُن کی اموال
غارت سے مالامال ہوئین بعد اُس کے رائے جہرند نے عاجز ہوکر اظہار یکجہتی اور فرمانبرداری کیا اور تحف اور
ہدایا بہت گذرانا پھر وہان سے کوچ کرکے سومنات کی طرف گیا اور بتون اور بت پرستون کے اعلام کی
نگونساری مین کوشش کرکے وہان مسجد جامع احداث فرمائی اور ارباب مناصب شرعیہ کہ مراد مؤذن و پیش امام
اور خدام خانۂ خدا سے ہی تعین کیے اور تھانہ بٹھاکر پٹن کی سمت متوجہ ہوا اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے
ہجری مین مخبرون اور اخبار نویسون نے یہ خبر پہونچائی کہ مندل کردہ کے راجپوتون نے ایسا تسلط برپا کیا ہی کہ اُس
نواح کے مسلمانون نے اُنکے دست تعدی سے مفارقت اوطان اختیار کی ہی اور راجپوت سرگریبان عجب و نخوت
سے برآوردہ کرکے جادۂ اطاعت اور مالگزاری سے انحراف رکھتے ہین ظفر خان اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر کوچ بہ کوچ
اُسطرف روانہ ہوا **ابیات** لوایش گرنبصرت سرفرازست + بنام ایزد دری از فتح بازست بگذشتہ بمنجنیق زناسک
ماہ + طراز رایتش نصر من اللہ + اور جب اُس حصار کے نواح مین اہل اسلام کے خیمے ایستادہ ہوئے رائے
اُس ولایت کا موسوم بہ پدر متحصن ہوا اہالی اسلام اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوے اور منجنیقین نصب کرکے ہر روز ایک
جماعت راجپوتان کو سنگسار کرتے تھے چونکہ قلعہ نہایت سنگین تھا منجنیق کارگر نہوتی تھی حکم کیا کہ چارون طرف
دمدمے تیار کرو جب وہ تیار ہوئے اور اُن سے بھی کچھ فائدہ نہوا ظفر خان طول محاصرہ سے محزون اور غمگین تھا
ناگاہ لطائف غیبی سے انھین دنون مین قلعہ کے اندر وبا اور طاعون پیدا ہوا اور اہل قلعہ مرگ مفاجات مین مبتلا ہوکر
بکثرت تمام مرنے لگے رائے پدر نے محصورون کا حال تنگ دیکھکر ایک جماعت اپنے اعیان کو تیغ و کفن گردن مین ڈالکر
ظفر خان کی ملازمت مین بھیجا اور عورتون اور بچون نے سر برہنہ کرکے قلعہ پر چڑھکر گریہ و زاری سے امان چاہی ظفر خان نے بہ
تائید آسمانی سے سمجھکر اُنکی درخواست پذیرائی [illegible] العارفین نبیس الواصلین خواجہ معین الدین سنجری

قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کیواسطے عنان عزیمت اجمیر کیطرف معطوف کی اور جب اُس مقام کعبہ احترام مین پہونچا لوازم زیارت اور مراسم نذر و نیاز بجالاکر اُن کی روح پر فتوح سے استمداد فتح و ظفر چاہی کہ کفار اشرار اور اعدائے نابکار پر مظفر و منصور رہے چونکہ تمام ہمت اُسکی غزا اور جہاد مین مصروف تھی جا بجا ہان سے جلوارہ اور بلوارہ کی سمت کہ بت پرستی اُس حدود مین رواج و رونق تمام رکھتی تھی لواے غزا بلند کرکے اس مرز بوم کے باشندونکو طعمۂ شمشیر بیدریغ کیا اور معابد اور کنایس اُنکے منہدم اور مسمار کرکے نشان باقی نہ رکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کے مفتوح کرکے اپنے معتمدون کے تفویض فرمائے اور بعد تین سال سالما اور غانما پٹن کی طرف مراجعت کی اور الفی کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر سے مراجعت کے بعد مظفر خان نے خطبہ اپنے نام کرکے اپنے تئین مظفر شاہ مشہور کیا اور ۷۹۳ سات سو ننانوے ہجری مین ساتوا اسفصیل سے کہ سلاطین دہلی کے وقایع مین مرقوم ہوا تاتار خان ولد مظفر خان جو وزیر سلطان محمد شاہ تھا سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے عہد مین سارنگ خان سے ایذا اور آسے ملتان کی طرف مفرور کیا اور اُسکے اوضاع اور اطوار سے داعیہ سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا تو ملوا اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل مطلق العنان تھا اُسکے دفع کے واسطے پانی پت کیطرف متوجہ ہوا تاتار خان نے صلح کے مقابلہ مین نہ دیکھی دوسرے راستہ سے آکر دہلی مین پہونچا یا اور چاہا کہ اُسے محاصرہ کرکے قصہ مین لاوے اقبال خان پانی پت کو سرکرکے بشوکت و صولت تمام جوشان و خروشان دہلی کی طرف روانہ ہوا تاتار خان نے اسوقت بھی اُسکا مقابلہ نکیا اور ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین بکالت کی طرف بھاگا اور اپنے باپ مظفر شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور اسے دہلی کی بادشاہی کی تحریص و تحریض کی مظفر شاہ یہ امر قبول کرکے لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ مین مصروف ہوا اسلیئے جب یہ خبر پہونچی کہ امیرزادہ پیر محمد نبیرہ صاحب قران امیر تیمور گورکان نے ممالک ہندوستان مین قدم رکھا اور ملتان کو سرکیا تو مظفر شاہ نے واسطہ سے دریافت کیا کہ امیرزادہ پیر محمد برادر اول صاحب قران کا ہے اسواسطے دہلی کا خیال ترک کرکے دوسرے شہرون کیطرف متوجہ ہوا اور باتفاق اپنے بیٹے تاتار خان کے بقصد تسخیر قلعہ ایدر نہضت فرمائی اور شب غارت مین مصروف ہوکر قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور متحصنان کی تنگی مین کوشش کی راجہ ان راے ایدر نام نے نہایت عجز و انکسار سے ایلچی بھیجکر پیشکش دینا قبول کیا اور جو ممالک دہلی پر تصرف اور آشوب تھے مظفر شاہ نے پیشکش پر اکتفا کرکے شہر رمضان سنہ مذکور مین مراجعت کی اور اس عرصہ مین ایک سلطنت کیشہ دہلی کی طرف سے بوجہ حادثہ صاحب قران بھاگ کر پٹن مین آئی اور مظفر شاہ نے تفقد اُس جماعت کے احوال پر واجب و لازم جانکر ہر ایک کے حق مین حسب لیاقت شفقت اور عنایت مبذول فرمائی اور اکثین دنون مین سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ بھی صاحب قران سے بھاگ کر ولایت گجرات مین آیا جو کہ مظفر شاہ نے سلاح و دولت سلطان کے آنے مین نہ دیکھی اسقدر بسلوکیان اور معاش نالائق اُس کے ساتھ عمل مین لایا کہ یہ تنگ اور دلگیر ہوکر مالوہ کی طرف گیا اور ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری مین مظفر شاہ دوبارہ قلعہ ایدر کیطرف متوجہ اور احاطہ کرکے اُس کی تسخیر مین ساعی ہوا اور راجہ نمل راے ایدر نے اس وقت سوا اے فرار کے چارہ نہ دیکھا شبانہ شب قلعہ کو خالی کرکے بیجانگر کی طرف بھاگا اور صبح کیوقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے اور ایک سردار صاحب شوکت اُس قلعہ مین مقرر کرکے خود پٹن کی طرف معاودت فرمائی اور آٹھ سو چار ہجری مین مخبرون نے یہ خبر مظفر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ کفار سومنات نے ہجوم کرکے تھانۂ اسلام کو اُٹھا دیا ہے اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کے زندہ کرنے مین کوشش کرتے ہین مظفر شاہ

ایک فوج عظیم اُس طرف روانہ کرکے خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور جس روز کہ راے سومنات اور کفار اُس حدود کے دریا کے راستہ سے لشکر اسلام پر بکثرت ہجوم کرکے حملہ آور ہوے تھے اسی وقت معسکر مین سلطان مظفر پہونچ گیا اور دلیرانہ سخت حملہ کرکے کفار کے جسمون سے جداول خون جاری کیین چنانچہ انمین طاقت اور قوت نہ رہی زخمی اور دل شکستہ ہوکر باتفاق راے قلعۂ دیپ مین پناہ لی بیت خداداد ہمت شہنشاہ را + ہزیمت در افتاد بخواہ راء مظفر شاہ نے جاکر اُس قلعہ کو محاصرہ کیا اور تکبیر وصلوٰۃ کی آواز اور شور دہامۂ رعد آواز اور کرناے فتنہ پرواز کے غلغلہ سے اُنکے ارکان دولت مین زلزلہ اور فتور ڈالکر ایک روز مین بزور شمشیر وہ قلعہ فتح کیا اور جمیع مردان بالغ کو اُس نے علف تیغ بیدریغ اور طعمۂ زاغ وزغن کرکے راجہ اور تمام رؤساے اُس جماعت کو فیل کوہ پیکر کے پاتھ پانون کے نیچے پامال کیا اور اہل وعیال اور زن وفرزندون کو اُسکے مسلمان لیگئے اور اُنکے احمال اور اثقال اور ساز وسلب پر متصرف ہوئے اور سلطان مظفر شاہ بزم جشن ترتیب دیکر شکر عنایت الٰہی بجالایا اور ایک بڑا بتخانہ مسمار کرکے بجاے اُسکے مسجد عالی بناکی پھر ضبط اُس نواح کا ایک امراے کبار سے رجوع کیا اور مع غنائم موفورہ پٹن کی طرف مراجعت فرمائی الغرض اس فتح وفتح ایدی کی وجہ سے اُسکی استقلال اور عظمت ایک سے ہزار درجہ ہوئی پھر اس فکر مین ہوا کہ دہلی کی طرف لشکر کشی کرکے اُسے بھی مفتوح کرے اور اپنے فرزند تاتار خان کو بخطاب القاب غیاث الدولۃ والدین سلطان محمد شاہ مخصوص فرمایا اور اسادل سے کوچ کرکے جب قصبہ سنور مین پہونچا مزاج اُسکے بیٹے محمد شاہ کا طریق اعتدال سے منحرف ہوا اس سبب سے کہ آفتاب عمر اُسکا اُفق غروب مین پہونچا تھا اطباے حاذق کا معالجہ اور رواداوش کارگر نہوئی ملک باقی کی طرف سفر ہوا اور مظفر شاہ بھی فسخ عزیمت کرکے اسادل کیطرف گیا اور روایت صحیح یہ ہی کہ تاتار خان نے سنہ مذکور مین اسادل مین جاکر اپنے باپ پر خروج کیا اور چونکہ وہ ضعیفی کے سبب نہایت ناتوان اور کمزور ہوگیا تھا اُسے گرفتار کرکے ایک قلعہ مین قید کیا اور اپنے چچا شمس خان کو وکیل السلطنت کرکے بہ لقب ناصر الدین محمد شاہ صاحب سکہ وخطبہ گجرات ہوا اور بارادہ تسخیر دہلی سامان سفر اور لشکر کی فراہمی مین کوشش کرکے کوچ کیا اور سلطان مظفر شاہ نے اپنا ایک معتمد شمس خان کے پاس بھیجکر مبالغہ تمام اپنی رہائی وبیٹے کو ہلاک کرنے کے بارہ مین اصرار کیا شمس خان نے جواب دیا کہ محمد شاہ آپ کا فرزند رشید اور قابل ہی اور اُس کی طرف تعلق خاطر بہت رہتی ہی اب جو مین اُسکی ہلاکت مین قیام کرون اُسکے بعد یقین ہی کہ مین آپ کی پشیمانی کے وقت ہدف تیر ملامت ہونگا مناسب یہ ہی کہ اس بارہ مین نہایت فکر اور اندیشہ کرکے جواب دیجیے سلطان مظفر شاہ نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ آن برادر مہربان برابر میری طرف سے کسی طرح کی مکافات کا اندیشہ نہ کرکے اس امر کا لحاظ کرے کہ جسوقت ایسا فرزند اپنے باپ کی نسبت باین حرکت پیش آوے عاق ہی اور قطع رابطۂ عطوفت اور مہربانی ہوکر نسبت پدری اور فرزندی مسلوب اور زائل ہوگئی پس لازم ہی کہ وہ بھائی میری ضعیفی اور پیری پر رحم کرکے اس عاق کو بہ سزاے اعمال قبیحہ پہونچا دے کہ میرا کام ہر وقت کے رنج وتعب اُٹھانے سے اس نہایت کو پہونچا ہی کہ اگر کل زندہ بچا تو پرسون نہین آفتاب عمر میرا مغرب فنا کے قریب پہونچا ابیات کس راچہ نہیب زآہ جانسوز دلم + وزدا قعۂ قیامت افروز دلم + امروز چنانم کہ بفردا نرسم + فرداے قیامت ست امروز دلم + شمس خان نے ناچار ہوکر اپنے بھائی کی

صفیفی احمد سختی پر رحم فرمایا ۔ واقعہ سور مین جو دہلی کے سر راہ ہی محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی کو قید خانہ سے برآوردہ کرکے مسند حکومت پر متمکن کیا خیال و شیم جو پروردہ اسکی نعمت کے تھے اور محمد شاہ کی دست تعدی سے ایذا اٹھائی تھی سب اسکے شریک ہوئے اور حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم جنھون نے اس کام کی اُسے ترغیب دی تھی ہراسان اور متواہم ہوکر مفرور ہوئے پھر بھی سلطان مظفر شاہ نے ترحم ذاتی اور مراحم قلبی سے اُنکی خطا معاف کی اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ مین جو محمد شاہ مسموم کا بیٹا تھا منتظم کیا اور جو دلاور خان والی مالوہ فوت ہوا تھا ہوشنگ شاہ اُسکا قایم مقام ہوا اور اُن دنون مین یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہوشنگ شاہ نے ملک کی طمع کے سبب اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کیا اسوجہ سے مظفر شاہ سنہ ۸۰۸ آٹھ سو ہجری مین مع سازیراق حسن آباد اور دھار کی طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ شاہ جو جوان اور شوخ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلاعاقبت اندیشی کہ لشکر گجرات کہین اسکی فوج سے زیادہ بلکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اُس کی مدح و تحسین مین کھولی سپاہ مالوہ منہزم اور منکسر ہوئی اور ہوشنگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کرکے خطبہ اور سکہ اُس ولایت کا اپنے نام جاری کیا اور صوبہ مالوہ اپنے بھائی کو تفویض فرماکر اساول کی طرف مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ اسے ایک قلعہ مین محبوس کر احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا اور بعد چند ماہ کے عریضہ ہوشنگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشتمل بر عجز و زاری اپنے جد کے ملاحظہ مین گذرانکر التماس رہائی کی اور جو مالوہ مین بلوہ ہوگیا اور لوگون نے نصرت خان کو دھار سے نکال دیا التماس سلطان احمد شاہ کے معرض قبول مین آئی پہلے ہوشنگ شاہ کو قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے چتر سفید اور سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی عنایت کرکے تمام ولایت مالوہ اور مندو اُسے دے کر احمد شاہ کے ہمراہ اُس طرف بھیجا تاکہ اُسے اُس ولایت کی مسند حکومت پر جلوہ گر کرے احمد شاہ نے حسب الحکم ہوشنگ شاہ کو تخت مالوہ پر متمکن کرکے سرور و مخطوظ ہوکر گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ اواخر ماہ صفر سنہ ۸۱۴ آٹھ سو چودہ ہجری مین بیمار ہوا اور جب معلوم ہوا کہ مرض الموت ہی مراسم وصیت بجا لایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت اور لیاقت اپنے بیٹون سے زیادہ تر دیکھی اُسے ولیعہد کرکے اپنی اولاد کو اسکی اطاعت کے بارہ مین وصیت فرمائی اور ربیع الثانی کی آٹھوین تاریخ سنہ مذکور مین کہ عمر اُسکی اکہتر برس اور چند ماہ تھی دولایت حیات قابض ارواح کے سپرد کرکے سفر آخرت اختیار فرمایا اور مدت اسکی حکومت کی بعد از وفات خدایگان کبیر بیس برس اور قدرے زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمان روائی کا

سلطان احمد شاہ جم جاہ نے جد کی وصیت کے موافق متکفل حکومت خطۂ گجرات ہوکر رایات عدل و داد بلند کرکے رعیت پروری اور مظلوم نوازی مین ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اُسکی سنہ ۷۹۳ سات سو ترانوے ہجری مین ہوئی نجومیون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کرکے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا امر ظہور مین آویگا کہ جسکے سبب اُسکا نام نیک جہان فانی مین باقی رہیگا ظاہر اوہ امر بنائے شہر احمد آباد گجرات ہی اور سنہ ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری مین فیروز خان نے کہ بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا خیر جلوس اُسکی سنکر شان بغاوت و عداوت کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک بشیر اور ملک کریم خسرو اور جیو ند اور پیاگدا اس کھتری کہ

مشاہیر امرائے مظفری تھے اور شرارت ذاتی اور فتنہ انگیزی مین موصوف اور معروف تھے ساتھ اس کے ملحق ہوئے اور فوج کے فراہم لانے مین مشغول ہوئے اور امیر محمود ترک حاکم کنبایت کو ساتھ اپنے متفق کرکے فیروز خان کو کنبایت کی طرف لے گئے اور سہیبت خان بن سلطان مظفر مع لشکر سورت کے حدود مین اُسکے پاس آیا اور سعادت خان اور شیر خان بن سلطان مظفر نے اپنی جاگیر مین خبر سہیبت خان کے ملحق ہونے کی سنی تو وہ بھی کنبایت کی طرف گئے اور دریاے نربدہ کے کنارے لشکرگاہ کیا اور آپس مین مشورہ کرکے مع سات آٹھ ہزار سوار نہایت تجمل اور حشمت سے بروج کیطرف گئے اور فیروز خان نے چتر سرخ سر پر مرتفع فرمایا اور سراپردہ اور بارگاہ بھی سرخ بہم پہونچاکر نشان کرنم کا بلند کیا اور ایک خط استعانت اور استمداد کے بارہ مین سلطان ہوشنگ کو ترقیم فرمایا اور سلطان ہوشنگ نے اس شرط پر قبول کیا کہ بعد از حصول مقصد ہر ایک منزل کا مصارف کرور تنگہ دیوے اور پیاگدا اس اور جیوند کی ہدایت سے زمینداروں کو اپنی اطاعت کے واسطے گھوڑا اور خلعت اور فرمان بھیجا اور سلطان احمد شاہ نے باوجود نوجوانی کے جلد بازی نہ کی بلکہ ایک خط نصیحت آمیز لکھکر ایک جماعت کے ہاتھ فیروز خان کے پاس روانہ کیا اور جب جیوند ندیم کے فساد و شرارت کی وجہ سے پند و نصیحت سے کچھ فائدہ نہوا تو آدم بھیجکر کچھ فوج کے ساتھ اُسکے دفعیہ کے لیے مامور کیا مگر یہ لوگ بعد جنگ شدید شکست کھاکر میدان نبرد سے مفرور ہوئے اور یہ فتح پیاگدا اس کے نام ہوئی اور اس سے نخوت اور غرور نے اُسکے دماغ مین راہ پائی خود رفتہ ہوکر بہکنے لگا امرا تاب اُسکے تسلط کی نہ لاسکے سب نے متفق ہوکر اُسکے قتل مین مبادرت کی اور اکثر لوگ فیروز خان کی ملازمت سے جدا ہوکر سلطان احمد شاہ کے دربار مین روانہ ہوئے بادشاہ بکمال تواضع بروج کی طرف متوجہ ہوا جب فریقین قریب ہوئے تو فیروز خان مع برادران قلعہ بروج مین متحصن ہوا اور سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ میرے جد امجد سلطان مظفر شاہ نے بحکم قادر بیچون و بے نظیر اس ملک کے حل و عقد کی مہار اس بیمقدار کے قبضۂ اقتدار مین سپرد کی ہے شکر خدا کہ بنیاد قصر رفیع و استوار سلطنت امراے سپہر احتشام کی حسن اطاعت اور انام کی موافقت سے جیسا کہ چاہیئے استحکام رکھتی ہے مناسب ہے کہ آپ عمر دوزید کے جمع ہوجانیسے مغرور اور فریفتہ نہوویں اور افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہوکر دست تمسک دامن معذرت مین مضبوط کرین کہ بدی کا انجام بد ہے اور وہ جاگیر کہ جد امجد نے تمھین عنایت فرمائی ہے اُس پر قانع ہوکر امیدوار دیگر الطاف کے بھی رہو بھائیون نے بعد پہونچنے ایلچی اور سنے پیغام خیر انجام کے سب نے اندیشہ کیا اور سہیبت خان کو جو عم حقیقی سلطان احمد شاہ کا تھا بادشاہ کے پاس بھیجکر اظہار ندامت کیا سلطان نے اُس کو باقسام عواطف نوازش فرمائی اور رقم عفو اُن کے جرائد جرائم پر کھینچی اور سہیبت خان مشمول عنایت سلطانی ہوکر قلعہ بروج کی طرف گیا اور باتفاق فیروز خان اور سعادت خان اور شیر خان سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور اُس نے ہر ایک کو اُن مین سے بعنایت تازہ سرفراز فرماکر جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور پٹن کی طرف سوار ہونے کی عزیمت کی کہ اس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خان نے کمک کے واسطے طلب کیا تھا دارالملک سے گجرات کی طرف آتا ہے سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو مع لشکر کثیر مستعد کارزار اس کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے مع جماعت ظاہری اور باطنی روانہ ہوا اور عماد الملک جو بسرعت تمام طی منازل کرکے سلطان ہوشنگ کے قریب گیا وہ نہایت خرمندہ و خائف ہوکر کوچ بر کوچ بے توقف و درنگ

اپنے ملک کی طرف راہی ہوا اور عماد الملک نے چند منزل پیچھا کیا اور اُن زمینداروں کو جو ہوشنگ شاہ کے شریک ہوئے تھے گرفتار کرکے مطیع اور فرمان بردار کیا سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کے آجانے کے بعد اساول کی طرف کوچ کیا اور وہان کی آب وہوا پسند کرکے آخر سال یعنی ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری بعد استخارہ واستشارہ حقائق پناہ شیخ منبو قدس سرہ کے دریاے سنبہرے کے کنارے ایک شہر جدید بناکر کے موسوم بہ احمد آباد کیا اور تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچکر دار الملک سلاطین گجرات ہوا اور قصبۂ اساول کو ایک محلات اُس شہر سے قرار دیا اور عمارات بادشاہون اور بزرگون کی پختہ ہی اور اکثر مکان سفالین ہین اور اس شہر کے سرے پر دربار بادشاہی کے متصل تین محراب خشت پختہ سے تیار کی ہین اور مسجد اور سارو ج سے اُسپر استرکاری کی ہی اُسکو ترپولیہ کہتے ہین اور ایک بازار نہایت وسیع اور کشادہ ہی جیسا کہ دس ارابہ ایک دوسرے کے پہلو مین برابر جا سکتے ہین اور دوکانین خشت پختہ لاکھوری سے تیار کرکے اُسپر گچ سے استرکاری کی ہی اور قلعہ اور مسجد جامع بنیاد کرکے شہر کے باہر تین سو ساٹھ پورہ آباد کرکے ہر ایک پورہ مین بازار اور مسجد اور چاردیواری گرد اگرد تیار کی ہی اور اگر احمد آباد کی آبادی اور خصوصیات کی نسبت یہ کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان مین ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر موجود نہین تو مبالغہ نہووے اور ابھی اُس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چارون بھائی ملک عالم بدر کے اغوا سے کہ سردار کلان سے تھا اور قرابت قریبہ بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادۂ اعتدال سے منحرف ہوکر اپنے کام کی فکر مین ہوئے اور اسپ مخالفت پر زین کس کے پانون رکاب بغاوت مین رکھا ملک عالم ایدر کو کہ پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ رکھتا تھا بوعدہ عطاے قلعۂ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابراہیم المخاطب برکن الدین خان جاگیردار مہراسہ بھی ساتھ اُن کے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کرکے مع شان شوکت بادشاہی مہراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین فتح خان رکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ سے منحرف ہوکر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور رکن خان کو قلعہ مہراسہ مین نگاہ رکھکر خود باتفاق راے محل موضع انکھوی مین جو مہراسہ سے پانچ کوس ہی مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنے شیوہ قدیم پر عمل کیا یعنی جب باغیون کے حدود مین پہونچا اول ایک جماعت علما کو ملک بدر اور رکن الدین خان کے پاس بھیجا تو پردۂ غفلت کا اُنکی نظر سے اُٹھاکر راہ راست کی طرف ہدایت اور دلالت کی لیکن ایلچیون نے جب جواب حسب مدعا نہ سُنا رنجیدہ اور دلگیر ہوکر پلٹ آئے سلطان احمد شاہ صفوف حرب آراستہ کرکے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کے واسطے بھیجکر اُسے جنگ کی ترغیب کی اس واسطے ملک بدر و رکن الدین خان اور انکس خان اور دوسرے سردار ظاہر حصار مین افواج کو مستعد بجنگ کرکے سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی نوبت استعمال سیف وسنان نہ پہونچی تھی کہ صولت بادشاہی نے اُن کے دل مین اثر کیا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر قلعہ کی طرف بھاگے اور بتعجیل تمام قلعہ مین داخل ہوکر متحصن ہوئے احمد شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلچی بھیجکر انھین صلح کے بارہ مین ترغیب کی ملک بدر اور انکس خان نے ازراہ مکر وغدر کے جواب دیا کہ اگر فلان فلان امرا قلعہ کے پاس آکر عہد وپیمان کرین تو ہماری خاطر جمع ہو اور ہم قلعہ سے برآمد ہوکر ملازمت مین حاضر ہون سلطان احمد شاہ نے اُنکے حیلہ اور مکر سے غافل ہوکر خان اعظم آذر خان اور ملک الشرق

عزیز الملک تور بیگ میمنہ کو اور نظام الملک اور سعد الملک قور بیگ میسرہ کو جو عمدہ ورگاہ اُسکے تھے اُن کے سپرد التماس
دروازہ قلعہ کے قریب بھیجا اور سمجھا دیا کہ مکر اور غدر ملک بدر سے پرحذر رہنا اور قلعہ کے اندر نہ جانا ملک بدر
اور انکس خان نے بوکالت فیروز خان دیوار قلعہ پر سے باتین ملائم کہین اور جب معلوم کیا کہ یہ جماعت یون گرفتار
نہوگی کھڑکی قلعہ کی کھولکر ایقاع صلح کے بہانہ باہر آئے اور امرائے مذکور اُن سے قریب تر ہوئے اور گھوڑے
پر سوار ہوکر اُنکی باتون مین مشغول ہوئے ناگاہ ایک جماعت کہ خندق مین بطور کمین کے تھی اُنکی طرف متوجہ ہوئی فیروز خان
اور عزیز الملک تمیز کرکے گھوڑے کو سرپٹ پھینک کر احمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نظام الملک اور سعد الملک
گرفتار ہوئے جس وقت کہ اُنھین قلعہ کی طرف لیچلے اُنھون نے باواز بلند کہا کہ ہم تو گرفتار ہوئے سلطان ملاحظہ ہمارے
حال پر کرکے قلعہ پر تاخت لاوے کہ یہ قلعہ ایک حملہ مین ہاتھ آئیگا سلطان احمد شاہ نے جنگ سلطانی کا حکم دیا
اور بقولے اُسی دن اور بقولے بعد تین روز کے مفتوح کیا اور ملک بدر اور انکس خان تیغ قہر و غضب سے مارے گئے
اور نظام الملک اور سعد الملک دونون سلامت احمد شاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے فیروز خان اور نمل راے ایدر بھاگ
اور نرسنگل مین در آئے اور بعضے کتب تواریخ مین یہ حکایات بنوع دیگر مسطور ہی اختصار کیواسطے اُسکے ذکر مین نہین مشغول ہوا
اونمل نے فیروز خان سے مخالفت کرکے تمام ہاتھی اور گھوڑے اور سامان شوکت اُسکا چھین لیا اور خدمتانہ اپنا ظاہر کرنے کو
احمد شاہ کے پاس بھیجا اور فیروز خان ناچار ہوکر ناگور کی طرف جاکر وہان کے حاکم کے ہاتھ سے مقتول ہوا
اور سنہ ۸۱۹ آٹھ سو سولہ ہجری مین سلطان احمد شاہ نے راجہ جلوارہ پر لشکر کشی کی اور راجہ نے سلطان ہوشنگ سے جھالاوار
مدد کی درخواست کی اور احمد سرگنجی اور شہ ملک بیٹا شیخ ملک آدم بھنگرے کہ امراے عظام مظفر شاہی سے تھے برشک و
حسد ایک جماعت سے کہ احمد شاہ کی درگاہ مین مقرب ہوکر مہمات جمیع خلائق ساتھ اُنکے رجوع کیے گئے تھے چونکہ اُس
عرصہ مین سلطان احمد جلوارہ مین تھا میدان خالی پاکر علم طغیان اور عصیان بلند کیا اور مردم واقعہ طلب و فتنہ جو اطراف و اکناف
سے اُنکے پاس فراہم آئے بہت ولایت گجرات کو تاراج کیا اور ہوشنگ شاہ جب راجہ جالوار کی تحریر کے موافق
پہونچا اور اتفاق امر ابھی اُسکے ساتھ شکر حقوق سابق احمد شاہ کو بالکل خانہ سے فراموش اور محو کرکے فرصت غنیمت جانی
اور نہایت سامان سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اُس کی تاراجی اور خرابی مین تقصیر نہ کی سلطان احمد شاہ نے مقدمات
جالوار کو اور وقت پر محول کرکے باشوکت وصولت تمام چنپانیر کے اطراف مین آکر نزول اجلال فرمایا اور ملک عماد الملک
سمرقندی کو مع لشکر جنگجو ہوشنگ شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی لطیف خان کو جو بڑا
لیاقت دار تھا بہ اتابکی نظام الملک شہ ملک اور احمد سرگنجی اور امرائے دیگر کے مدافعہ کے واسطے تعین
فرمایا اور ہوشنگ شاہ جو لشکر گجرات کی جنگ سے مظفر شاہ کے عہد مین خوف زدہ تھا اسپ ہزیمت کی
باگ گجرات کی طرف سے ایسی موڑی کہ دھار تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور شہ ملک اور احمد سرگنجی وغیرہ جو
وساوس نفسانی اور خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے وہ بھی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر مفرور ہوئے
اور شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک اُن کا پیچھا کرکے پہلی منزل مین اُن کے ساز و سامان اور اموال و اثقال پر
متصرف ہوئے اور آخر شہ ملک اور احمد سرگنجی ناچار ہوکر پلٹ پڑے اور جنگ کرکے شکست پائی اور دوسری روایت
سے یون واضح ہوتا ہی کہ شہ ملک نے اُنکے تعاقب سے بہ تنگ آکر شبخون مارا اور اپنے مقصد کو نہ پہونچا بلکہ

ایک جماعت کو صنائع اور برباد کرکے راجا کرنال کے پاس بھاگا اور احمد شاہ نے بعد فتوح ارجمند اور دفع گزند مستقر اجلال اور مقر اقبال کی طرف معاودت فرمائی اور جو تعریف کہ کرنال اور اُس کے استحکام کی اُسنے بہت سنی تھی اور اُسطرف کے راجہ نے اُس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت نہ کی تھی سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری مین رائے کرنال کی گوشمال کے واسطے سیر کے بہانہ اُس طرف نہضت فرمائی اور بعد اُسکے وہان کے پہاڑون پر آیا رائے کرنال مع اعیال ولشکر بیشمار چند مقام مین اُسکا سد راہ ہوا اور ہر مرتبہ افواج شاہی کی سیلاب تند کے مقابل اُسے توقف میسر نہوا پسپا ہوکر قلعہ اول مین جو اسوقت ساتھ جونہ گڈھ کے اشتہار رکھتا ہے قلعہ بند ہوا اور سپاہ اسلام نے چارون طرف سے یورش کرکے اسے گھیرا اور کام مردم درونی پر تنگ کرکے عاجز کیا راجہ بعجز تمام پیش آیا اور ارسال تحف و ہدایا اور قبول باج اور خراج ہر سالہ اپنے ذمہ ہمت کرکے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے سید ابوالخیر اور سید ابوالقاسم دونون بھائیون کو جو امرائے کبار سے تھے مال مقرری کی تحصیل کے واسطے اس سرحد پر مقرر فرمایا اور عنان مرجعت احمد آباد کی طرف معطوف فرمائی اور اثنائے راہ مین سیدپور کے بتخانہ کو جو ساتھ اقسام زیور اور نقوش کے آراستہ تھا بیخ و بن سے منہدم کرکے خاک برابر کیا اور اموال بیقیاس پر متصرف ہوکر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال فرخندہ مآل مین ملک تحفہ کو جو جاگیرات جہنکر سے سرفراز تھا خطاب تاج الملکی دے کر مع سپاہ خیرخواہ بقصد غزائے کفار جو گجرات کے اطراف واکناف مین سرکش تھے مقرر کیا اور اُسنے بیدینون پر جہاد کرنے مین اور متمردون کے قتل اور باغیون کی گوشمالی مین جہد موفورہ پیش پہونچائی اور بار جزیہ اور خراج اُنکی گردن پر رکھا اور بہت مشرکون کو حلقہ اسلام مین لایا اور ممالک گجرات کا ایسا مضبوط کیا کہ کوئی شخص نام کراس اور رسوا س کا نہ سنتا اور سنہ ۸۱۹ آٹھ سو انیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہ قصد غزا اور جہاد طرف ناگور کے سوار ہوا اور راہ مین متجسس احوال معابد کفرہ اور متلاشی اخبار مساکن اصنام فجرہ رہتا جس جگہ سراغ بتخانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے اُسے بیخ و بن سے اکھاڑتا تھا اور غنائم وافر لیتا تھا اور جب ناگور مین پہونچا اُس کی تسخیر اور محاصرہ کی کوشش کی اور جب خضرخان والی دہلی اُس طرف عازم ہوا اور بموضع تنگ مین پہونچا احمد شاہ نے وہان سے برخاست کرکے مالوہ کے اطراف سے گذر کر احمد آباد کی طرف معاودت فرمائی چونکہ کبھی کبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان ہوشنگ حاکم مالوہ دشمنی کی قدم سے خطۂ سلطان پور اور مندر بار کو برہم اور پامال کرتے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان احمد نے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین اسطرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہونچا تھا کہ ایک فوج عظیم اور جم غفیر قلعہ تنبول کی سرحد پر جو گجرات دکھن اور خاندیس کی سرحد مین واقع ہے نامزد کی اور اس کے بعد خود بدولت و اقبال مندر بار کے حوالی مین پہونچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر مین دم کیا اور وہ جماعت جو قلعہ تنبول کی طرف روانہ ہوئی تھی وہان کے راجہ کو دلاسا اور تشفی کرکے مع تحف و ہدایا سلطان کی بابوس کے واسطے لائے اور موسم برسات بھی پہونچا تھا سلطان احمد شاہ احمد آباد کی سمت عنان عزیمت معطوف کرنے پر تھا کہ مخبران سریع السیر نے خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ راجہ ایدر اور چنپانیر و مندل اور نادوت نے عرائض پیہم بھیجکر سلطان ہوشنگ کی گجرات کی سمت طلب کیا ہے اور اُسی وقت ایک شتر سوار تیز رفتار خطۂ ناگور سے لاروے کے عریضہ مین مذکور ہوا کہ سلطان ہوشنگ نے آپ کو دور دیکھکر گجرات

عریضہ فیروز خان بن شمس خان دندانی لایا مضمون اُس کا یہ تھا

کا ارادہ کیا ہی اور اس گمان سے کہ بندہ کو آنحضرت کے ساتھ صفائی عقیدت نہین ہی فقیر کو لکھا ہی کہ زمینداران گجرات نے عرائض اخلاص اور نکہتی بھیجکر مجھے طلب کیا ہی لہذا مین عازم گجرات ہون آپ بھی جلد مستعد ہوکر تشریف لائین کہ بعد از فتح گجرات ولایت نہروالہ آپ کے پیشکش کرونگا جو حضرت میرے قبلہ وکعبہ ہین لہذا واجب لازم جانکر اطلاع کی سلطان احمد شاہ نے باوصف موسم بارش بکوچ متواترہ آب نربدہ سے عبور کرکے مہندری مین نزول کیا اور کچھ لشکر انتخابی ہمراہ لے کر بطور یلغار ایک ہفتہ کے عرصہ مین مہراسہ کے اطراف مین پہونچا اور سلطان ہوشنگ نے اُس کی توجہ سے بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنا سر کھجایا اور بجناح استعجال اپنے دارالملک کی طرف روانہ ہوا سلطان احمد شاہ نے اجتماع سپاہ کے واسطے چند روز مہراسہ مین مقام کیا اور راجہ سورت نے یہ خبر سُنکر سر حلقۂ اطاعت سے نکالا اور ادائے مال مقرری اور خراج معمولی سے انکار کرکے قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی فرصت پاکر استخلاص قلعۂ تھالیز کے بارہ مین کہ جو اُس کے بھائی ملک افتخار کے تصرف مین تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے اپنے فرزند غزنین خان کو مع ایک جماعت امرا اُس کی کمک کو بھیجکر سلطان پور کی طرف مزاحمت بہت پہونچائی اور ملک احمد صاحب نے صوبہ سلطان پور مین قلعہ بند ہوکر عرضیان شکایت آمیز درگاہ مین ارسال کین اور سلطان احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو مع لشکر بزرگ راے سورت کے دفع تمرد کے واسطے نامزد فرمایا یہان تک کہ اُس نے وہان جاکر بعد قتل و غارت مال مقرری وصول کیا اور اسی طور سے محمد ترک اور مخلص الملک کو جو سرداران کلان سے تھے ملک نصیر اور غزنین خان کی گوشمالی کے واسطے ارسال کیا اُنھون نے بھی اثنائے راہ مین نادوت پر تاخت کرکے وہان کے راجہ سے بزور شمشیر پیشکش لی اور جب سلطان پور کے اطراف مین پہونچے ملک نصیر تھالیز کی طرف پناہ لیگیا اور غزنین خان کو محیط اپنا دیکھکر بذریعۂ محمد ترک ایک جماعت سلطان کی ملازمت مین بھیجی اور بعد آمد و شد بسیار سلطان نے رقم عفو اُس کی جریدۂ جرائم پر کھینچی اور خلعت فاخرہ سے مخلع کرکے خطاب نصیر خانی دے کر امتیاز بخشا اور احمد آباد کی طرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے سفر مین یعنے ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس ہجری مین گجرات نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ مندل سے انتقام لینا اُس کے حوالہ کیا اور بخود بدولت مہراسہ سے سلطان ہوشنگ کی تنبیہ اور تادیب کے لیے مالوہ کی طرف مع لشکر آراستہ باوجود حرارت ہوا اور تنگی راہ کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ کے واسطے تاخت کی اور کالباوہ مین پشت بر دیوار کرکے زمین قلب مین فروکش ہوا اور اپنے سامنے کے بڑے درخت قطع کرکے خاربندی کی اور سلطان احمد شاہ نے صحراے کشادہ مین ایستادہ ہوکر یہ تجویز کی کہ سردار میمنہ کا احمد ترک اور میسرہ کا ملک فرید اور عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ کا عضد الدولہ ہوا تفاقاً اس ہنگام مین کہ متوجہ جنگ گاہ ہوا عبور اُس کا ملک فرید کے دائرہ پر پڑا اور اس جگہ ایک خدمتگار کو اُس کی طلب کے واسطے بھیجا اور اُسے خطاب اُس کے باپ کا عماد الملک ارزانی فرماکر چاہا کہ اپنے ہمراہ لیوے ایلچی نے پلٹ کر عرض کی کہ ملک فرید تبدیل بدن پر ملکر بعد ایک ساعت کے آوے گا سلطان نے کہا آج روز جنگ ہی اور فرید اس تاخیر مین ہی آخر افسوس اور ندامت کھینچیگا اسی عرصہ مین ملک فرید بلا توقف جنگ گاہ کی طرف متوجہ ہوا جب

دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش وخروش مین آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سوارون کو ہر طرف دوڑایا غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نے تیرخانہ کمان مین جوڑکر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھاکر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے بہادران جنگجو برآمد ہوکر گجراتیون کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل مین پیدا ہوا لاچار ہوشنگ شاہ فیروز جنگ نہ تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ مین ملک فرید بھی میدان کی طرف متوجہ ہوا ہرچند کوشش کی ضیق راہ اور خاربندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ مین ایک راہ جانتا ہون اور ممکن ہے کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلاتوقف قدم راہ مین رکھا اور جسوقت دونون مل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تمیز نہوئی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے ظاہر ہوکر شیر گرسنہ کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اُسوقت بھی حرب سخت کی جب نصیب نے یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا ناچار معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ مظفر اور منصور ہوکر تھوڑا تعاقب کرکے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیون نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ بدحواس ہوکر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر وکبیر متمول اور مالامال ہوئے اور درخت شمر اور غیر شمر جس قدر کہ مندو کے اطراف مین تھے قطع کرکے خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو موسم برسات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سر راہ تھی دونون کو پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کرکے جشن متواتر اور سیم کرکے مستحقین اور علما اور سادات کو مبلغہاے خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا اسے الطاف خسروی سے امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمائے اور اواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نے قلعہ سونگڑہ کی مرمت کرکے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت وتاراجی کا حکم فرمایا چونکہ ایلچی سلطان ہوشنگ کے حاضر ہوکر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تیئیس ہجری مین بپاے عزیمت رکاب سعادت مین لاکر بقصد تسخیر چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہان کا راجہ بعجز وانکسار پیش آیا سلطان احمد شاہ نے پیشکش لے کر زر ہر سالہ اُس پر مقرر کیا اور اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ نے پھر ستمان موحش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو پر پہونچکر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ مین کوشش کرکے امرا پر مورچل قسمت کیے اور جو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کرون کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہوکر اُس سے ایک یادگار دست روزگار مین رہے پھر تخت گاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جو نور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا سپرد کرکے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہوکر جانگی کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی مست

اور خوب دستیاب کرکے مراجعت کرے اور جب اپنی قوت مردی سے جا جنگر کیطرف گیا اور ساتھ اُس تفصیل کے کہ اپنے مقام مین ذکر اُسکا ثبت ہوا ہی فیلان قوی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کے پلٹ آیا اور دار الملک مین داخل ہوا تو لوگون نے نشان کنگرہ پر بلند کرکے نقارے شادی کے بجائے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان ہوشنگ کے سفر سے واقف نہ تھا سبب نشان کنگرہ پر بلند کرنے اور نقارے شادی کے بجانے کا استفسار فرمایا خدمتگارون نے حقیقت حال جو کہ دریافت کی تھی معروض کی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے متعجب ہوکر فرمایا کہ ایسے قلعہ سنگین کی کیا تدبیر کرون کہ باوجود ایسی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کرکے مقیم ہی وہ قلعہ سے برآمد ہوکر مملکت بیگانہ دور دست مین جاکر چھ مہینے کے بعد واپس آیا اور ہمین اصلا خبر نہوئی پھر اُس قلعہ کی تسخیر سے قطع نظر کرکے ولایت مالوہ مین آیا اور اُس ناحیہ مین خرابی بہت پہونچائی اور اُس سے اور سلطان ہوشنگ سے چندمرتبہ جنگ واقع ہوئی اور تائیدات آسمانی سے ہر دفعہ غالب آنکر گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور میرے اُستاد ملا احمد نے تاریخ الفی مین یہ حکایت اسطور سے مرقوم خامہ صحت فرمائی ہی کہ سنہ ۸۲۵ آٹھسو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ سوداگرون کا لباس پہنکر جا جنگر کیطرف گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ عرصہ سے سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ سے کسی طرف جا کر پوشیدہ ہوا ہی اور امرا اور افسران سپاہ اُس کی ولایت تقسیم کرکے متصرف ہوئے ہین بدین سبب ولایت گجرات سے بکوچہائے متواتر مالوہ کے سمت متوجہ ہوا اور قلعہ مہیر کو کہ ممالک مالوہ سے ہی بصلح لیکر قلعہ مندو کے قریب آیا اور جب امرا با قدام ممانعت و مدافعت پیش آئے محاصرہ مین مشغول ہوا اور لشکر تاخت کیواسطے اطراف مالوہ مین بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نرکھا جب موسم برسات آیا اور سمجھا کہ یہ قلعہ آسانی سے بلکہ مطلقاً فتح نہوگا کوچ کرکے اُجین کیطرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہیونکو تقسیم کرکے اُس کے محصول پر متصرف ہوا اور اسباب قلعہ کشائی کا مثل منجنیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سے طلب کیا اور جب ملک مقرب کوتوال جو کچھ طلب کیا تھا وہ احمد آباد سے لایا تو سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعہ مندو کیطرف گیا اور ملک مقرب کو تارا پور کی راہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اس وقت خبر سلطان ہوشنگ کے معاودت کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اپنے امرا کو جو پرگنات کے لینے مین مصروف تھے سب کو ایکجا فراہم کرکے ارشاد کیا کہ بدستور سابق ولایت کے درمیان مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہو یہ کہکر مندو سے سارنگ پور کی جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اُسکے ارادہ سے اطلاع پائی خود دوسرے راستہ سے سارنگ پور پہونچ گیا اور از راہ مکر و دغا ایلچی سلطان گجرات کے پاس بھیجکر اس قدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے سارنگ پور کے قریب پہونچکر خندق کنی اور خاربندی اور شب بیداری مین سستی کی اور اسی شب کو کہ شب دوازدہم محرم سنہ ۸۲۶ آٹھسو چھبیس ہجری تھے سلطان ہوشنگ نے یکبارگی اُس کے اُردو پر شبخون لیجاکر بہت سے گجراتیون کو کہ غافل تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئے سلطان احمد شاہ جب بیدار ہوا تو دولتخانہ کے دروازہ پر ملک جونا رکابدار کے سوا کسی متنفس کو وہان نپایا اور گھوڑے چوکی کے جو حاضر تھے ایک گھوڑے پر خود سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کرکے صحرا کیطرف متوجہ ہوا اور وہان پہونچکر ایک گوشہ محفوظ مین ایستادہ ہوکر بعد ایک ساعت کے ملک جونا کو اُردو کیطرف مخبری کو بھیجا ملک جونا جب اُردو مین آیا دیکھا کہ ملک مقرب اور ملک فرید مع اپنے مردمان ہمراہی کے دولتخانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہین سب نے اُسے دیکھکر

سلطان احمد شاہ کی خبر پوچھی ملک جونا حقیقت حال بیان کرکے دونون کو ہمراہ لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا جو
سلطان مسلح نہ تھا ملک مقرب نے اپنے ہتھیار سلطان کے نذر تن کیے اور جنگ کی رخصت طلب کی سلطان
نے فرمایا ایک ساعت تامل اور تحمل کرو کہ سپیدۂ صبح ظاہر ہووے اور ملک جونا کو پھر اُردو کیطرف بھیجا تو تفحص حال
کرے کہ سلطان ہوشنگ کہان ایستادہ ہے اور کس کام مین مشغول ہے وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت مین مصروف ہے اور
سلطان ہوشنگ مع اسپان وفیلان خاصہ اور سپاہ قلیل سے فلان مقام مین اُردو کے کنارہ ایستادہ ہوکر تاراجی کی
سیر کرتا ہے سلطان احمد شاہ طلوع صبح کے وقت کرنی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کے
دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان قرنیہ اور لباس سے اسے پہچانکر آگے بڑھا اور دونون بادشاہون
مین جنگ عظیم ہوئی اس قدر دونون نے جانبازی مین بہ نفس نفیس کوشش فرمائی کہ دونون زخمی ہوے اس
عرصہ مین فیلبانان گجراتی ان ہاتھیون کو جن پر سوار گرفتار ہوئے تھے اپنے صاحب کو پہچانکر باتفاق یکدیگر
ہاتھیون کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر ریلکر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب مقاومت نہ لاکر بدحواس ہوکر
قلعۂ سارنگ پور کی طرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیون کے اُردو لوٹ سے لیگئے تھے پھر اُنکے ہاتھ آیا اور علاوہ اس کے
سات ہاتھی نامی جاجنگر والے شوکت احمد شاہ مین اضافہ ہوے اور جب وہ سارنگ پور کے محاصرہ سے تنگ آیا
بقصد معاودت وہان سے برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پاکر سارنگ پور کے قلعہ سے برآمد ہوا اور
سلطان احمد شاہ کو پیچھا کرکے قتل وغارت مین تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا
جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نوسو نفر مالوہی مارے گئے سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعہ سارنگ پور مین
درآیا اور پھر گئی ہاتھی فیلان جاجنگر سے کہ سلطان ہوشنگ اُنسے نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلان گجراتی مین شریک
ہوئے اور اس کے بعد سلطان احمد سالما غانما احمد آباد کی طرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کنبو کا کہ اُس نے فتوحات کی
بشارت دی تھی اعزاز واحترام بہت فرمایا گجراتیون کا اُس جناب کے دل مین اعتقاد اور اخلاص اندازہ سے
زیادہ بہم پہونچا اور اس وجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر مین نہایت محنت اور مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت
مین مشغول ہوئے اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو اُنتیس ہجری مین اپنے شہنشاہ صاحب اقبال کے ہمراہ رکاب ایدر کیطرف متوجہ
ہوئے اور سلطان احمد شاہ نے نہر صابرمتی کے کنارہ ایک شہر جدید احداث کرکے اسکا نام احمد نگر رکھا اور ایک قلعہ
بھی اُس کے پہلو مین بنا فرمایا اور افواج اس ولایت کے حدود مین بھیجکر آتش غضب ہر تر وخشک مین لگائی اور جو
شخص ہاتھ آیا اُسے زندہ نچھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کرکے مع خیل وحشم ولایت ایدر مین آیا اور
سوائے اُس قلعہ کے کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز مین تین قلعہ اس مملکت کے مفتوح فرمائے اور پونجارائے
وہان سے بھاگ کر بیجانگر کے پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کی طرف معاودت کی اور دوسرے سال
کہ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری تھی قلعہ اور شہر مذکور اتمام کو پہونچا پھر عنان عزیمت ولایت ایدر کی تسخیر کے واسطے منعطف
کی اور پونجارائے نے اپنے باپ دادا کا اندوختہ صرف کرکے سوار اور پیادہ بہت بہم پہونچائے اور بقدر امکان
دست وپا مارے آخر کو ناچار ہوکر اپنی مملکت سوروٹی سے نکلگیا اور پرگار کے مانند اپنی ولایت کے گرد پھر کر حرکت
مذبوحی کرتا تھا یہان تک کہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین ایک جماعت

لشکریان سلطان سے بحمایت ایک جماعت لشکر کے علف لانے کے واسطے دامن کوہ ایدر مین روانہ ہوئی پونجا نے فرصت پاکر اُن پر حملہ کیا اور بعد جنگ شکست کھاکر مراجعت کی لیکن ایک ہاتھی نامی فیلبان بزرگ گجراتیون سے دستیاب کرکے ہمراہ لیے جاتا تھا گجراتیون نے فیل کے لیجانے سے اُسکا تعاقب کیا اور پہاڑ کے درے مین کہ راستہ تنگ تھا یکایک اُسکے سر پر جا پہونچے چونکہ راستہ ایک تھا پونجا راے نے جنگ پر آمادہ ہوکر گجراتیون کو حرب سے باز رکھا لیکن فیلبان نے کہ نہایت مروانہ تھا جب دیکھا کہ پیچھے کمک پہونچی اور فرصت ہی حق نمک کا پاس کرکے حلال نمکی پر کمر باندھی اور ہاتھی پونجا راے کیطرف ہولکر دوڑایا اور گھوڑا اُسکا رم کرکے پہاڑ سے گرا راکب اور مرکوب دونون ہلاک اور قصہ پاک ہوا فیلبان بغیر اُس کے کہ کوئی اس امر سے واقف ہووے ہاتھی کو لشکر گجرات مین لایا اور مردم ایدر شکست کھاکر اپنے مالک کی لاش خاک و خون مین آغشتہ چھوڑکر اپنے مقام پر گئے اُسی نے اس کی خبر نہ لی دوسرے دن اتفاقات سے ایک شخص سلطانی پونجا راے کی لاش پر گذرا اور اُسے پہچانا اور سر اُسکا تن سے جداکرکے سلطان احمد شاہ کے روبرو لایا سلطان اس حال کی تحقیق کے واسطے کہ یہ سر کس کا ہے آدمی اُسکے شناخت کو طلب کیے کسی نے اُسے نہ پہچانا آخرالامر ایک شخص کہ چند روز پونجا راے کا نوکر رہا تھا من بعد مدت مدید سے گجراتیون کی اُردو مین نوکری کرتا تھا حاضر آیا جب نظر اس کی پونجا راے کے سر پر پڑی پہچانا اور اس سبب سے کہ اُسکا نمک کھایا تھا پہلے اُس سر کا سجدہ کیا اس کے بعد احمد شاہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ سر پونجا راے کا ہی سلطان کو اُس کی وفاداری پسند آئی اسپر نظر التفات مبذول فرماکر بزرگ کیا **بیت** مباش غافل از اخلاص و کارسازی او ۔ کہ بہرہ مند کند عاقبت ترا اخلاص پھر سلطان دوسرے دن ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور افواج بھیجکر اُس ولایت ایدر اور بجانگر کے مواضع کی خرابی کا حکم صادر فرمایا اور پیرا و فرزند پونجا راے جو نائب مناب پدر ہوکر اپنے قبیلہ کا حاکم ہوا تھا ذمہ دار باج و خراج ہوکر یہ اقرار کیا کہ مین ہر سال تین لاکھ تنکہ نقرہ بلا عذر خزانۂ عامرہ مین داخل کرونگا اور احمد شاہ نے صفدر الملک کو احمد نگر مین چھوڑکر ولایت کنواہ کو پامال اور تاراج کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین سلطان احمد شاہ نے پھر ایدر پر چڑھائی کی اور صفدر کی چھٹی تاخ سنہ مذکور مین ایک قلعہ سنگین ایدر کا فتح کیا اور قلعہ مین داخل ہوکر شکر الٰہی بجالایا پھر اس مین مسجد جامع بناکر احمد نگر تشریف لے گیا اور ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین راجہ کانکھا اور جالوارہ کے راجہ کو یقین ہوا کہ سلطان ایدر کی مہم سے فارغ ہوا اب ہم پر چڑھائی کرکے ہاتھ صاف کریگا صلاح جلاوطنی مین دیکھی اور اسباب و اموال لے کر راہ فرار نا پی اور جو خبر احمد آباد مین پہونچی ایک فوج اُن کے تعاقب مین روانہ ہوئی راجہ کانکھا نے امتحان دیزان اپنے تئین ولایت آسیر اور برہان پور مین پہونچایا اور دو فیل رکاب مفلوک نصیر خان کے پیشکش کیے اور اُس نے بسبب حمایت قرابت بادشاہان دکن سلطان گجرات کے حقوق تربیت کو عقوق سے مبدل کرکے اُس کو اپنی ولایت مین جگہ دی اور بعد چند روز کے کانکھا نے نصیر خان کی صلاح سے سفارش نامہ اپنا سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس بھیجکر التماس اعانت کی وہان سے کچھ لشکر اُسکی مدد کے واسطے تعین ہوا تو کچھ مواضع نذر بار اور سلطانپور کے تاخت اور تاراج کیے سلطان احمد شاہ نے اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو اُس مہم کے تدارک کیواسطے مع مقرب الملک سپہ سالار اور افاضل کلان مثل سید

ابوالفیہ اور سیّد ابوالقاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو دربار مین بھیجا اور جنگ کرکے لشکر دکن پر ظفر پائی چنانچہ ایک جماعت کثیر دکنیون سے قتیل اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کی طرف بھاگے اور جب یہ خبر سلطان احمد شاہ بہمنی کو پہونچی اپنے فرزند بزرگ شہزادہ علاء الدین اور منجھلے بیٹے مشہور خانخانان کو شہزادہ کی جنگ کے واسطے بھیجا اور قدر خان دکنی کو جو امرائے معتبر دکن سے تھا سپہ سالار کرکے مہام سپاہ کا سرانجام اُس کے سپرد کیا اور شہزادہ علاء الدین نے قدر خان کے صوابدید کے سبب بکوچ متواتر قلعہ دولت آباد کے باہر نزول فرمایا اور اس منزل مین شہزادہ کا خسر نصیر خان باتفاق راجہ کا تھا اور راجہ جالوارہ اُردوے دکنیون مین ملحق ہوئے اور اُنھین قوت تمام حاصل ہوئی پھر اُنھون نے چند منزل سبقت کرکے پیش قدمی کی اور نایک پنج کی کھائی پر محمد خان شہزادہ ان کے مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثنائے کارزار مین ملک مقرب اور قدر خان دونون سپہ سالار بسبب اتفاق آپس مین سرگرم دغا ہوئے اور قدر خان پشت مرکب سے خاک ندلت پر گرا اس درمیان مین ملک افتخار الملک نے حملہ کرکے شہزادہ کی فوج خاصہ کو درہم وبرہم کرکے متفرق کیا اور فیلبان کوہ پیکر کو غلبت مین لیا اور شہزادہ دکن کا پاے ثبات اس سے زیادہ زمین کین مین نہ جم سکا دولت آباد کی طرف بھاگا اور نصیر خان اور کاتھا کلمندین جو کہ ولایت خاندیس مین واقع ہے پناہ لے گئے اور محمد خان نے شکر قادر ذوالجلال ادا کرکے اپنی ولایت کیطرف مراجعت کی اور اُسی سال قطب نام ایک شخص کہ گجراتیون کی طرف سے جزیرہ مہایم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی تلافی کی فکر مین رہتا تھا اس وقت فرصت پاکر حسن عزت کو جس کا خطاب ملک التجار تھا بھیجا اور اُسکی حُسن تدبیر اور کوشش سے وہ ولایت دکنیون کے قبضہ مین آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُس کے استخلاص اور انتزاع کی فکر مین ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے ظفر خان کو بہ سرداری افتخار الملک اُس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کو توال بندر دیو کو لکھا کہ بنادر کے جہازون کو مہیا کرکے ظفر خان کی ملازمت مین حاضر ہون اور مخلص الملک نے حسب الحکم تعجیل عجیل سترہ جہاز خُرد و کلان بندر دیپ اور بندر کھوکہ اور خطہ کنبایت سے بہم پہونچاکر ولایت مہائم کے قریب ظفر خان کی خدمت مین مشرف ہوا ظفر خان نے باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کے راستہ سے روانہ کرکے خود خشکی سے متوجہ ہووے اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ مین کہ وہان بھی دکنیون کا تھانہ تھا پہونچے شہزادہ نے افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کے ہمراہ اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور کوتوال اُس بلدہ مین قلعہ بند ہوا امرائے مذکور نے محاصرہ کیا محاذی اس کے جہاز بھی دریا سے آپہونچے راستہ مسدود کیا اور دو تین دن جنگ قائم رہی اُسکے بعد شاہزادہ ظفر خان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نے قلعہ سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی جب کوئی اُس کی کمک کو نہ پہونچا ناچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار نامی اور شہزادہ امرا کی صوابدید سے ایک فوج تھانہ مین چھوڑکر مہایم کی طرف عازم ہوا ملک افتخار نے بڑے درخت چھتنار کاٹکر مہایم کے ساحل کو خاربست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خاربندی سے برآمد ہوکر صفوف جنگ آراستہ کی اور آتش قتال کرہ ناری تک مشتعل ہوئی اور ابتداے طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب جانتاب تک طرفین کے دلاورون نے حرب وضرب مین سعی کی اور طرفین سے بہادران جانباز اور تہمتنان نامی

مقتول ہوئے اور ایک دوسرے کے خون سے بساط رنگین روے زمین پر کھینچا اس درمیان مین ہمائے ظفر نے ظفر خان کے چتر پر مسکن کیا ملک التجار شکست کھاکر ایک جزیرہ مین اسی خطہ کے در آیا اور استحکام مین کوشش کی اور جب جہاز دریا کے راستہ سے پہونچے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیرا ملک التجار نے ایک عریضہ سلطان احمد شاہ بہمنی کو بھیجکر کمک طلب کی سلطان احمد شاہ بہمنی نے دس ہزار سوار اور ساٹھ زنجیر فیل اپنے چھوٹے بیٹے محمد خان کے ہمراہ کرکے خواجہ جہان وزیر کو صاحب اختیار رائس لشکر کا کرکے روانہ کیا اور جب لشکر دکن مہایم کے قریب پہونچا ملک التجار محاصرہ کی صعوبت اور تنگی سے نجات پاکر شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد گفتگوے دراز اور ردو بدل بسیار یہ قرار پایا کہ پہلے کوشش خطۂ تھانہ کے استخلاص مین کرنا چاہیے چنانچہ اس قرار کے موافق تھانہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہزادہ ظفر خان بھی مستعد جنگ ہوکر وہان کے مردم متعینہ کی کمک کے لیے روانہ ہوا اور تھانہ مین فریقین کا سامنا ہوا پہلے دن غروب آفتاب تک دونون لشکر جنگ مین مصروف رہے آخر کو لشکر دکن نے شکست کھائی ملک التجار قصبۂ جاکنہ کی سمت اور شہزادہ مع فوج ہمراہی دولت آباد کی طرف راہی ہوئے اور ظفر خان فتحیاب ہوکر جزیرہ مہایم مین داخل ہوا بعضے عمال ملک التجار کو دریا کے راستہ سے بھاگتے تھے جہاز دوڑاکر انھین گرفتار کیا اور قسم قسم کا لباس اور زر سُرخ و سفید اور بھی غنائم چند کشتی پر بار کرکے اپنے باپ کی خدمت مین ارسال کیے اور تمام ولایت مہایم اور تھانہ کو تصرف مین لاکر امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا پھر اس سال خبر پہونچی کہ فتح خان بن مظفر شاہ گجراتی جو سلطان مبارک شاہ دہلوی کا ملازم تھا امیر شیخ علی والی کابل کی جنگ مین مقتول ہوا چنانچہ سلطان گجرات نے لوازم ماتم پرسی اور زیارت کے پوشیدہ پیش پہونچاکر اس کی روح پر فتوح کی ترویج کے واسطے زر سُرخ و سفید فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور سلطان نے سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری مین شہزادہ محمد خان کو جو گجرات کی سرحد مین مقیم تھا اُسے گجرات کی محافظت کے واسطے مقرر فرمایا اور خود بشوکت و صولت تمام چنپانیر کیطرف سوار ہوا اور سلطان احمد شاہ دکنی کینہ جوئی سے سامان جنگ درست کرکے بکلانہ کی سمت کہ سورت کے قریب ہے آیا اور وہان کا راجہ جو شاہ گجرات کا مالگذار تھا متحصن ہوا اور ولایت تمام تاراج ہوئی شہزادۂ محمد خان نے اپنے والد کو عرضی لکھی کہ بندہ ملازمت سے محروم ہے اور طول ایام سفر کے سبب ملازمین اور خوانین اپنے مکانون مین گیے اب زیادہ جمعیت اس حدود مین نہین ہے اور سنا جاتا ہے کہ سلطان احمد بہمنی ولایت بکلانہ مین آیا ہے اور اس طرف کا بھی ارادہ رکھتا ہے جب یہ عریضہ سلطان احمد شاہ کے ملاحظہ مین ایا چنپانیر کا محاصرہ اور دقت پر محول کرکے نادوت کی سمت متوجہ ہوا اور اس ملک کو بھی نہب و تاراج کرکے بکوچ متواتر قصبہ ندربار مین نزول کیا اور شاہزادہ محمد خان اور امراے سرحد شرف خدمت سے مشرف ہوکر محظوظ اور مسرور ہوئے اور اُس مقام مین مخبر خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی جو قلعہ بیول کے قریب مقیم تھا سلطان کی آمد کی خبر سنکر ایک جماعت کو اپنی سرحد مین چھوڑکر دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان گجرات نے کہ دکنیون کا نہایت ملاحظہ رکھتا تھا مسرور اور مبتہج ہوکر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور جب بکوچ متواتر دریاے تپتی سے عبور کیا پھر خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی نے پلٹ کر قلعہ بیول کو محاصرہ کیا

اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جانسپاری اور جانفشانی مین دریغ نہین کرتا ہی سلطان نے ایک ایلچی مشہور اسمٰعیل آتمی کو سلطان دکن کے پاس برسالت بھیجکر پیغام دیا کہ آپ اگر اس قلعہ سے دست بردار ہوکر وہان کے باشندون سے متعرض اور مزاحم نہوین بنائے دوستی اور قواعد محبت مین خلل اور زلل راہ نہ پاویگا اور اساس مودت استحکام قبول کرینگے سلطان احمد شاہ دکنی نے اس باب مین اپنے وزرا اور امرا سے مشورہ کیا وہ اسوجہ سے کہ سرکشی مردم دکن کا آئین ہی سب یکدل اور یکزبان ہوکر بولے کہ آب و خاک قلعہ مین کم ہی اور اقبال عدو مال کی کثرت سے کمک کے پہونچنے تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہوجاویگا ایلچی نے مشورہ اور عہد دکنیون کا دریافت کرکے اپنے صاحب کو بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتے ہی آب تپنی سے عبور کرکے تعجیل تمام روانہ ہوا اور سلطان دکن اس کیفیت سے واقف ہوا اور پیکون اور پیادون کو نعمت و انعام وافر سے سرگرم کرکے فرمایا کہ کمک عنقریب پہونچتی ہی تم اگر آج کی رات ایسی تدبیر کرو کہ قلعہ کا دروازہ کھل جاوے تو تمھین اس قدر انعام دونگا کہ تم مال دنیوی سے مالامال اور بے پروا ہوگے جب قدرے رات گذری پیکون نے اپنے تئین دامن قلعہ مین پہونچایا اور آہستہ آہستہ پتھرون کے سہارے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر قلعہ مین در آئے اور چاہتے تھے کہ دروازہ کھولکر مردم دکنی کو قلعہ مین داخل کرین کہ ملک سعادت سلطانی نے آتے ہی اکثر اُس جماعت کو قتل کیا اور بقیۃ السیف قلعہ کی دیوار سے کودکر ہلاک ہوئے اور اسپر بھی اکتفا نہ کرکے دروازہ کھولکر اس مورچے پر جو دروازہ کے محاذی تھا شبخون لایا اور چونکہ اُن مین کے خواب غفلت مین سوتے تھے اُن کو مجروح اور پریشان کیا اور جس وقت کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہونچا سلطان دکن نے پائے قلعہ سے برخاست کی اور باستقلال تمام اپنے امرا اور افسران لشکر کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہوکر مہایم پر متصرف ہوا ہی اگر اس مرتبہ ہم سستی اور تاخیر کرینگے ملک دکن ہاتھ سے جاویگا یہ کہکر صفوف جنگ آراستہ کرکے معرکہ قتال کو درست کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کرکے مقابل آیا جنگ عظیم و حرب شدید واقع ہوئی اثر در خان نے کہ امراے معتبر دکن سے تھا باطمینان تمام گھوڑا میدان مین جولان کرکے آواز ہل من مبارز بلند کی عضد الملک اُس کے مقابلہ کو گیا غرضکہ دونون سردار حرب و ضرب مین مشغول ہوئے اثر در خان مغلوب ہوکر گرفتار ہوا اُس وقت دونون لشکر ملکے تلوار چلنے لگی داد مردی دی جب دن آخر ہوا اور نقارۂ بازگشت پر چوب پڑی ہر ایک اپنے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جو سپاہ دکن سے بہت آدمی تلف ہوکر کام آگئے تھے سلطان احمد بہمنی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنے دارالملک کی طرف راہی ہوا اور سلطان نے قلعہ بیول مین جاکر ملک سعادت کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو وہان چھوڑکر چنپانیر کی طرف راہی ہوا اور قلعہ تعمیر کرکے نادوت کو تاخت و تاراج کیا اور عین الملک کو اُس طرف متعین کیا اور خود سلطان پورا اور ندربار کے راستہ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے راے مہایم کی دختر کو شہزادہ فتح خان کی سلک ازدواج مین کھینچا اور سراج التواریخ دکن مین قصہ محاصرہ کا اور طرح سے بیان کیا ہی اور تذکرہ طبقۂ دکن مین مرقوم قلم معجز رقم نہین ہوا اور مؤلف کے خیال مین یہ حکایت مشتہر تھی مورخ دکن نے یہ قصہ دانستگاف لکھا باقی قلم انداز کرگیا اور جو کچھ مورخین گجرات نے لکھا ہی ساتھ صحت کے قریب تر ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الاحوال اور سلطان احمد شاہ ۸۳۳ھ آٹھسو

چھتیس ہجری مین ناگور اور میوات کی طرف گیا اور پہلے جب ڈونگر پور مین پہونچا وہان کے زمینداروں سے پیشکش بہت لی اور ولایت کیلوارہ اور دیلوارہ جو رانا موکل کے متعلق تھے اور راجہ مذکور قلعہ چتیور مین رہتا تھا حتے المقدار اُسے خراب اور ویران کیا اور جب ولایت میوات اور لقمہ مین آیا پھر ایلادار ولانمی کی طرف گیا اور اُس طرف کے راجاؤن سے باج اور خراج لیا اور فیروز خان بن شمس خان دندانی کہ سلطان مظفر کا بھتیجا اور ناگور کا حاکم تھا ملازمت مین آنکر کئی لاکھ روپیہ پیشکش لایا اور سلطان نے اُسے معاف کرکے نوازشہاے خسروانہ اُس کے حال پر مبذول فرمائین اور گجرات کی طرف مراجعت کی اور فقرا اور مساکین کو زر خطیر عطا فرمایا اور ۸۳۹ھ آٹھ سو اونتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی جو ملازمان ہوشنگ شاہ سے تھا ولایت مالوہ پر غالب ہوا اور مسعود خان بیٹا محمود شاہ کا بھاگ کر گجرات مین آیا اور ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس ہجری مین سلطان احمد شاہ نے اُس کی تقویت اور اعانت کرکے بقصد اجلاس اُس کے تخت مندو پر مالوہ کی طرف روانہ ہوا اور حوض جکنک پور تک پہونچا تھا وہان سے ایک فوج مردم معتمد کار دیدہ سے خانجہان کیطرف کہ چندیری سے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا تھا تعینات کی اور خانجہان آگاہ ہوکر بطور تاخت اپنے فرزند سلطان محمود کے پاس پہونچا اور سلطان احمد شاہ نے محاصرہ مین قیام کیا اور ہر روز ایک جماعت درونی باہر آنکر بازار جنگ کو رونق دیتی تھی اور پھر قلعہ مین جاکر پناہ لیتی تھی سلطان محمود نے بعد ایک مدت عزیمت شبخون کی اور مردم قلعہ نے سلطان احمد شاہ کو خبر کی اور سلطان محمود کو اس کی خبر مطلق نہ تھی شب تاریک مین قلعہ سے برآمد ہوا اور گجراتی جو جنگ پر مستعد اور آمادہ تھے فریقین کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی بہت مارے گیے اور سلطان محمود نے صبح کے وقت قلعہ مین مراجعت کی اور سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خان کو مع پانچ ہزار سوار سارنگ پور کی طرف بھیجا وہ اُس ولایت پر متصرف ہوا اس درمیان مین عمر خان ولد سلطان ہوشنگ نے بھی چندیری مین خروج کرکے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور باوجود اس حال کے سلطان محمود دوفور تہور اور کاردانی سے مضطرب نہوکر اس طرح سے قلعہ کی محافظت کرتا تھا کہ کوئی شخص مصارف لابدی اور اسباب معیشت کی تکلیف نہ کھینچتا تھا اور لشکر گجرات مین ایک قحط ظاہر آیا حیوان ناطق اور صامت تکلیف اور ایذا مین مبتلا ہوئے اور جب اُس نے دیکھا کہ قلعہ بند ہونے مین مطلب نہین نکلتا ہی اپنے باپ خانجہان کو قلعہ مین چھوڑا اور خود تارا پور کے دروازہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حاجی علی گجراتی کہ محافظت کتیل کے راستہ کی کرتا تھا اس وقت سلطان محمود کے آدمیون سے لڑا اور ہزیمت پاکر سلطان احمد کی خدمت مین حاضر ہوا اور خبر دی کہ سلطان محمود فلان راستہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور جاتا ہی سلطان احمد شاہ نے اپنے فرزند ارجمند کو سارنگ پور سے طلب کیا جب وہ باپ کی ملازمت مین شرف اندوز ہوا ساتھ اس تفصیل کے کہ داستان خلجیون مین ذکر اُس کا آوے گا سلطان محمود قوی ہوا اور عمر خان کو تہ تیغ کیا اور دباکر ہندوستان مین بہت کم ہوتی ہے گجراتیون کی اُردو مین اس شدت کے ساتھ پہونچی کہ آدمیون کو تجہیز و تکفین کی فرصت نہوتی تھی سلطان

احمد شاہ اس سانحہ ہائلہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے سمجھا اور بیماری کی حالت مین احمد آباد کیطرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین پیالۂ حیات اُسکا آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدایگان مغفور لقب پایا اور تیتیس سال اور چھ مہینے اور بیس روز عرصہ مستعار سلطنت اور جہانگیری مین بسر کی اور یہ بادشاہ اقسام مکارم اخلاق سے متحلی تھا اور کمند فتوت اس کے حلق فشار جان دشمنان اور دست ہمت اُس کا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل وافر اور فتوت کامل رکھتا تھا اور با خلاق تمام زندگانی بسر کی

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی کا

بعد ارتحال احمد شاہ اُس کا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا آدمیون کو انعام و احسان فراوان سے اپنا مطیع کیا اور سال جلوس مین ایدر کی طرف فوج کش ہوا اور راحت الملک نے مقام اطاعت مین ہوکر اپنی بیٹی اُس کے سپرد کی محمد شاہ نے اُس دختر کی التماس کے موافق وہ مملکت تمام وکمال اُسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہان سے ڈونگر پور کی طرف گیا وہان کے مقدمون نے اطاعت اور پیشکش کے ذریعہ سے اپنے مراتب کی محافظت کی بعد اُسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی حکومت کیطرف معاودت کی اور ۸۵۳ھ آٹھ سو ترپن ہجری تک کسی طرف سوار نہوا اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین قلعہ چنپانیر کی سمت عنان عزیمت معطوف فرمائی اُس قلعہ کا راجہ مسمی کنکداس بعد جنگ اور ہزیمت قلعہ بند ہوا اور جب مدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر ہر منزل کے ایک لاکھ تنکہ نقرہ کے حساب سے قبول کرکے کمک طلب کی اور اُس نے بطمع مال وانتقام کہ جو کچھ گجراتیون نے مالوہ مین کیا تھا التماس اُسکی قبول کی آخر سال مذکور مین اُس طرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اس سبب سے کہ اکثر چار پائے بارکش اُسکی اُردو کے محنت سفر مین تلف ہوئے تھے اور رسد بھی اُسکے علاوہ دامنگیر ہمت تھی سلطان محمود کے قرب وصول سے خبر پاکر خیمہ واسباب زیادتی کو آگ دے کر جنگ سے دست بردار ہوا اعیان حضرت ہر چند اُسے جنگ خصم کی تحریض اور ترغیب کرتے تھے اصلا قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور جب دوبارہ سلطان مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار بلکہ زیادہ مندوسے بقصد تسخیر مملکت گجرات نہضت فرمائی امرائے گجرات نے آپس مین اتفاق کرکے اُس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ روز بروز ساحت مملکت مین زیادہ تر مزاحمت پہونچاتا ہی مناسب ہی کہ آپ سپاہ اور سامان جنگ درست کرین تو ہم اُس سے مقابلہ کرکے رعایا کو اُس کے شر سے نجات بخشین سلطان محمد شاہ نے کسی وجہ سے یہ امر قبول نہ کیا اور دیپ کی طرف مفرور ہونے پر تھا امرا و وزرا مضطرب ہوکر سلطان محمد شاہ کی زوجہ کے در دولت پر کہ اس عصر مین ذوی اقتدار اور صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ شوہر کو چاہتی ہین یا یہ کہ بادشاہی اِس خاندان مین رہے اُس مخدومہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمہارا مدعا کیا ہی سب نے یک زبان ہوکر التماس کی کہ آپ کا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہین کرتا ہی اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہی آپ کو مناسب بلکہ لازم ہی کہ اُسکے عزل اور مفارقت پر راضی ہون تو ہم جس طور سے چاہین اُسے تخت سلطنت سے

اُٹھاوین اور آپ کے بڑے بیٹے قطب خان کو کہ جوان بیس برس کا ہی تخت شاہی پر جلوہ گر کرین ضعیفہ نے ضرور تاً یہ امر قبول کیا اور اس جماعت نے کنوان نعمت پر کمر باندھی محرم کی ساتوین تاریخ ۸۵۵ آٹھ پچپن ہجری مین محمد شاہ کی رقم ہستی کو کرتلک بیداد سے ورق زمانہ سے حک کی اور مورخین مدت ایام فرماندہی اُس کے آٹھ برس اور نو مہینے چودہ روز نشان دیتے ہین اور احمد شاہ نے بعد وفات خدائگان کریم لقب پایا۔

تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمان دہی کا

شب دوشنبہ ماہ جمادی الثانی ۸۳۵ آٹھ سو پینتیس ہجری مین اُس کی ولادت شہر نندربار مین واقع ہوئی اور بعد اپنے باپ کے تخت احمد آباد پر جلوس کیا اور سلطان محمود خلجی نے اس عرصہ مین قلعہ سلطان پور کو بہ امان ملک علائی سہراب ترک سے لیکر اسے اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا اور کوچ بر کوچ کرکے دار الملک احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان قطب الدین بھی بادشاہ مالوہ کی شوکت وحشمت سے تہیو ہم ہوا اور ایک بقال سے جو اُسکی خدمت مین نہایت نیاز اور تقرب رکھتا تھا مشورہ کیا اُس نے کہا صلاح یہ ہی کہ سلطان بالفعل مصلحۃً ولایت سورت کی طرف روانہ ہووین اور جب سلطان محمود تھانہ اور لشکر بلاد گجرات مین چھوڑ کر مندو کی طرف بازگشت کرے سلطان بطور تاخت مع افواج بحر موج جاکر بآسانی تمام انھین اپنی مملکت سے دفع کرین سلطان اُس کے کلام کی تصدیق کرکے اُس کے کہنے سے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ اُمرا اور وزرا اس سے واقف ہوئے اور اُسے سرزنش اور ملامت کرکے اُس کی رگ غیرت کو جنبش مین لائے اور مقاتلہ اور مقابلہ کے بارہ مین اصرار کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو روانہ کیا ملک علائی سہراب فرصت پاکر مع اپنے لشکر کے مالویون کے دائرہ سے بھاگا اور اپنے بادشاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس مین سات مرتبہ خلعت پاکر بخطاب علاء الملک بلند مرتبہ ہوا صغیر وکبیر گجرات اُس کے آنے سے محظوظ ہوئے اور جشن برپا کیے اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور جب ہین الفریقین تین کوس کی مسافت رہی سلطان محمود نے یہ بیت ترقیم کرکے سلطان قطب الدین کے پاس بھیجی فرد شنیدم گوی می بازی دودون خانہ بے چوگان ✦ اگر واری سر دعوے بباز این گوے در میدان سلطان قطب الدین نے صدر جہان سے اُس کے جواب کی فرمائش کی اُس نے یہ لکھا فرد اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوے بزدارم ✦ دلے تنگست ازین کارم اسیر خود برنجانم ✦ اور اس بیت مین یہ اشارہ ہی کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیر نے اسیر کیا تھا اور پھر اُس پر نظر الطاف مبذول فرماکر ولایت مالوہ عطا کی تھی الغرض صفر کی سلخ کو سلطان محمود خلجی بقصد شبخون سوار ہوا اور راستہ بھول کر اُس صحرا مین کہ اس کے دورین زقوم کے درخت بکثرت تھے جا پڑا اور صبح تک منزل مقصود کو نہ پہونچا گھوڑا ایستادہ رکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال دریافت کرکے اُس کے فجر کو صفوف لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور گجراتیون کے میسرہ نے شکست پائی بدحواس ہوکر احمد آباد کی طرف بھاگے اور میمنہ اُن کے مالویون پر غالب اور فائق ہوئے منہزمون نے مالوہ کا راستہ لیا اور دونون طرف سے دونون بادشاہ نے پاے ثبات

زمین کین مین محکم کیے مالویون کے میمنہ نے بگمان فتح مطمئن ہوکر گجراتیون کی اُردو کے تاخت اور تاراجی پر کمر باندھی اور سلطان قطب الدین کے مردم قول جو قطب کے مانند پاے ثبات قلبگاہ مین گڑوے ہوئے تھے فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اُس جماعت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اس قدر لڑا کہ کوئی اس کے پاس نہ رہا اور ترکش تیر سے خالی ہوگیا آخر لاچار ہوکر معرکہ سے تیرہ مرد اہل نبرد ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین کے اُردو کی طرف گیا اور سراپردہ خاص پر پروانہ کی طرح گرا اور تاج اور پٹکہ مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کرکے اپنے اُردو کیطرف کہ اُسکے عقب مین تھا پہونچا اور جب فوج مفرور اُسکے پاس جمع ہوئی اس مقام مین فروکش ہوا اور مشہور کیا کہ آج شب کو لشکر گجرات پر شبخون لیجاؤنگا اور گجراتی یہ خبر سُنکر ہوشیار ہوئے اور لشکر کی محافظت کیواسطے گھوڑونکی پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نے پہر رات گئے بخاطر جمع سوار ہوکر مالوہ کی طرف معاودت کی اور صبح تک مسافت بعید قطع کرکے گجراتیون کے تعاقب سے محفوظ اور امین ہوگیا سلطان قطب الدین یہ فتح عطایاے جزیل الٰہی سے تصور کرکے مع اکاسی فیل اور غنائم نفیسہ اپنے باپ دادا کے عیش آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بزم عشرت آراستہ کرکے لشکر بیشمار سلطانپور کیطرف بھیجا اور قلعہ سندیون کی دست تصرف سے برآوردہ کیا اُسکے بعد دولتخواہون کی حسن تدبیر سے ان دونون بادشاہ کے مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دو جانب سے جسقدر بلاد کفار سے مفتوح ہو اسکا فتح کرنے والا مالک اور مختار ہووے اور اُن دونون بادشاہ مین سے کوئی رایان اطراف وجوانب کی حمایت اور اعانت مین لشکر نہ کھینچے اور راجہ رانا کہ نہایت سرکش اور مثل فرعون صاحب استعداد مشرک ہے اُسکا دفع کرنا اپنے اوپر فرض شمار کرین اور سنہ ۸۶۲ آٹھسو ساٹھ ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ فیروزخان ودانی حاکم ناگور فوت ہوا اور فیروزخان کا بھائی مجاہدخان بجہد و مردانگی تمام اُس ولایت پر متصرف ہوا اور فیروزخان کے بیٹے شمس خان نے اپنے چچا کے خوف سے بھاگ کر رانا کونبھا مقدم چتیور کی پناہ لی اور بہ قدیم الایام سے رانا اور زمینداران ناگور کے درمیان دشمنی تھی رانا نے فرصت پاکر اسکی امداد قبول کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین کنگرہ اُس قلعہ کے ویران کرے کس واسطے کہ اُس کے باپ دادا کو یہ امر میسر نہوا تھا اور مدت دراز سے اُن ہندو کے دل مین ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگوریون پر تسلط کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروزخان ودانی سے جنگ کرکے منہزم ہوا تھا اور تین ہزار آدمی معتبر اُس کے معرکہ گریز مین قتل ہوئے تھے القصہ شمس خان نے یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کیطرف متوجہ ہوا اور مجاہد خان تاب مقاومت نہ لاکر گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نے قلعہ مین داخل ہوکر چاہا کہ اس شرط کو وفا کرے اُن مین سے ایک مرد بولا کہ کاش ایسے فرزند کے عوض آفریدگار عالم فیروزخان کو ہمیں عطا فرماتا کہ حفظ ناموس کرکے دشمنون کو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دیتی اُس بات نے شمس خان کے دل مین تاثیر کی اُسی وقت قلعہ کی تعمیر اور ترمیم مین مصروف ہوا اور رانا کے پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا تو بجالایا لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ سے ممکن نہین ہو کس واسطے کہ اگر مین تجھے قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہون تو مخلوقات اُس ولایت کی مجھے زندہ نہ چھوڑیگی بہتر یہ ہو کہ تم اپنی ولایت کی طرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کے

سوا کوئی امر متصور نہین ہی رانا متاسف ہوکر پلٹ گیا اور لشکر کثیر اور جمع غفیر فراہم کرکے پھر ناگور کی طرف آیا اور شمس خان قلعہ کی شکست و ریخت درست کرکے تمام لشکر کے مردان معتبر کو اُس قلعہ مین تعینات کرکے بجناح استعجال استمداد کے واسطے احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اور سلطان قطب الدین اُسے مشمول عواطف خسروانہ کرکے اپنی بیٹی اپنے حبالۂ نکاح مین لایا اور بعد اتمام شادی عروسی شمس خان کو حضور مین نگاہ رکھا اور رائے راجمند اور ملک گدا اور بعضے امرائے دیگر کو ناگور کی کمک کو بھیجا اور اُنھون نے رانا سے جنگ کی تو بہت کچھ آخر اُنکی تیغ خونریز سے مقتول ہوکر جنت کی طرف راہی ہوئے بقیۃ السیف نے راہ فرار نا پی قطب الدین یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور خود مع افواج بحر مواج ولایت ناگور کیطرف متوجہ ہوا اور جب قلعہ ابو رے کے اطراف مین پہونچا کچھ فوج بہ سپہ سالاری عماد الملک اُس ولایت کی تسخیر کے واسطے نامزد کی اس نے قلعہ پر جنگ بصرفہ کرکے آدمی بہت ضائع کیے اور کچھ کام نہ کیا اور ہزیمت کھاکر مراجعت کی لہذا سلطان خود رانا کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور اُس قلعہ کیطرف التفات نہ فرماکر سرحدی کی سمت آیا اور وہان راجپوتون اور رانا کے عزیز و اقارب کے ساتھ جنگ عظیم ہوئی اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ نے غالب اور دلیر ہوکر مخالفون کو متفرق اور پریشان کرکے دشت و بار کی طرف آوارہ کیا اور وہان سے بسبیل استعجال کوہستان کنبلمیر ولایت رانا کو نھایا مین ور آیا اور اکثر ولایت کو ویران اور بہت سی عورات اور اطفال ہنود اسیر کرکے قلعہ کنبلمیر کا آنکر محاصرہ کیا اور لشکر رانا کو چند مرتبہ شکست دی اور ایک جماعت کو علف تیغ اسلام کیا آخر کو رانا نکلکر خود جنگ مین مشغول ہوا اور شکست کھاکر قلعہ کی طرف بھاگا اور طالب صلح ہوا سلطان قطب الدین نے بلحاظ محکمی قلعہ یہ امر قبول کرکے اور پیشکش وافر لے کر گجرات کی طرف معاودت کی اور تاج خان کہ سلطان محمود خلجی کا وزیر کل تھا اس وقت برسم رسالت گجرات مین آیا اور سلطان محمود کی طرف سے یہ پیغام دیا کہ گذشتہ کو لایذکر سمجھکر فی الحال صلح اور عہد تازہ کرکے باتفاق رانا کو حرف غلط سمجھکر درمیان سے دفع کرین اور جس قدر ولایت رانا گجرات کی متصل ہی عساکر قطبی نہب و تاراج کرین اور بلاد اور قرابای میوات اور اجمیر کو لشکر مندو تاخت کرکے اُس کی خرابی مین تقصیر نہ کرے اور عند الحاجت ایک دوسرے کی امداد اور اعانت مین سرگرم رہین جب علما اور فضلا جانبین سے چنانچہ مین آنکر جس طریق سے کہ مذکور ہوا عہد و پیمان بجالائے اور ساتھ ایمان کے موکد کرکے عہدنامے علماے عصر کی مہر و گواہی سے درست ہوکر تقسیم ہوئے سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین سلطان قطب الدین مع لشکر بسیار رانا کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین قلعہ دیور کو لیکر اپنے ایک امرا کے سپرد کرکے آگے بڑھا اور اُسی اوقات مین سلطان محمود خلجی بھی دوسری طرف سے اس ولایت مین آیا رانا اُس کی حرب مین متوجہ ہوا چاہتا تھا لیکن سلطان قطب الدین سرعت سے تعجیل تمام ولایت کیتانیر مین پہونچا اس وجہ سے جنگ مالویون کی توقف مین ڈالکر گجراتیون کی حرب مین قیام کیا اور شکست فاحش کھاکر ایک مقام قلب مین کہ چتیور کی سر راہ تھا توقف کیا اور سلطان قطب الدین نے وہان جاکر ذخیرۂ قتال کو دوبارہ مشتعل کیا اور جب رات ہوئی طرفین نے اپنے اپنے لشکرگاہ مین مقام اور آرام کیا دوسرے دن علی الصباح پھر معرکہ جنگ طرفین نے آراستہ کیا اور سلطان قطب الدین بذات خود رستم اور افراسیاب کے مانند حرب مین تردد

مردانہ کرکے غالب آیا رانا پہاڑ مین مخفی ہوا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور بھی نفائس سلطان قطب الدین کو دے کر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر مضرت نہ پہونچاؤن گا اور اس سبب سے کہ سلطان محمود پیشتر از لشکر گجرات رانا کی ولایت مین در آیا تھا سلطان قطب الدین نے اظہار رنجش کرکے احمد آباد کی طرف معاودت کی اور غیبت مین بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود سے وقوع مین آیا تھا انشاء اللہ تعالے اُس کے اسم کے ذیل مین تحریر ہوگا اور ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین رانا نے نقض عہد کرکے پچاس ہزار سوار سے قلعہ ناگور کی طرف توجہ کی اور وہان کے حاکم نے مشتمل بر کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اس رات کو کہ سلطان صحبت شراب مین مشغول تھا عماد الملک وزیر کے پاس لایا اور وہ اُسی شب کو سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور جب اُسے شراب کے نشہ مین مست اور مدہوش پایا انتظار ہوشیار ہونے کا نہ کھینچا اور اُسے محفہ مین سوار کرکے شہر سے برآمد ہوا اور دوسرے دن ایک منزل جاکر ایک مہینے تک اجتماع فوج کے واسطے متوقف ہوا مخبرون نے جب خبر سلطان کی نہضت کی رانا کو پہونچائی متنبہ ہوکر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوا اور یہ خبر سلطان قطب الدین سنکر شہر مین آکر عیش وعشرت مین مصروف اور مشغول ہوا اور پھر اُسی سال سلطان قطب الدین سرہی کی طرف فوج کش ہوا اور وہان کا راجہ جو قرابت قریب رانا سے رکھتا تھا بھاگ کر کوہستان کنبل مین در آیا اور لشکر اسلام نے چند روز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہوگا وہان سے برخاست کی اور ولایت جتیپور اور دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کرکے مع غنیمت بیقیاس دار السلطنت کی سمت معاودت فرمائی اور بعد چند روز کے سید قطب عالم کی قدمبوسی کو قصبہ پتوہ مین گیا اور دل مین یہ بات کہی کہ کیا خوب ہووے جو آفریدگار عالم اس بزرگوار کی برکت سے مجھے فرزند شایستہ سلطنت کرامت فرماوے سید قدس سرہ نے باطن کی صفائی سے دریافت کرکے سلطان سے فرمایا تمہارا چھوٹا بھائی حکم فرزندی رکھتا ہے اور خاندان مظفر شاہی کو وہ زندہ اور روشن کریگا پھر سلطان نے مایوس ہوکر مجلس برخاست کی اور اسی عرصہ مین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تئیسویں تاریخ ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین اُس کی عنقاے روح نے قاف عزلت جسم سے سراپردۂ بقا کی طرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی خطیرہ مین مدفون ہوا اور مناشیر اور فرامین مین اس کو غازی لکھتے تھے اور شمس خان بن فیروز خان جس نے لڑکی اپنی دے کر قرابت بہم پہونچائی تھی سلطان کو زہر دینے مین متہم ہوا اس واسطے مردمان دولتخانہ نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور سلطان قطب الدین کی والدہ نے حرم سرا مین شمس خان کی بیٹی کو اُسی علت اور تہمت مین ماخوذ کرکے بہت سیاست کی آخر اُن لونڈیون کو جو اُس کی دشمن جان تھین سپرد کیا اور انھون نے اُسے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہلاک کیا منقول ہے کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ وجود اس کا زہر تھا اور غضب سے سرشتہ تھا خصوص شراب کے نشہ کے وقت مجرمون کو سواے شمشیر آبدار کے نہ پوچھتا تھا اور گنہگارون کو خنجر جان گداز کے سوا نہ نوازتا تھا اور مرغ عفو اور چشم پوشی اُسکے گرد بہت کم پرواز کرتا تھا اور عروس شفاعت اُس کے عہد مین

کبھی کبھی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت اُس کی سلطنت اور فرمانروائی کی سات برس اور سات مہینے تھی تمام عمر مستی اور مے نوشی مین گذری اور ساغر شراب اُسکے لب سے دور نہوا

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین کے اُسکا چچا داؤد خان بحسن اتفاق عماد الملک وزیر اور تمام امرا اور ارکان دولت کے سریر اقبال پر قدم رکھکر گجرات کا بادشاہ ہوا لیکن پیشہ بدمعاشی اور سفلہ پروری کا اختیار کرکے ایک فراش کو جو اُس کا ہمسایہ تھا خطاب عماد الملک دیکر امرائے کبار سے کیا اور اسی طریق سے اور بھی کام جو ملکداری اور جہانبانی کے شایان اور موافق نہ تھے اختیار کیے طبیعت اس کی سوائے کمینہ پروری اور انحطاط کے میل نفرماتی تھی اس واسطے اہل حل وعقد نے ساتھ عماد الملک وزیر کے سرگریبان اتحاد سے برآوردہ ہوکر داؤد خان کو کہ سات روز سلطنت کی تھی معزول کیا اور عماد الملک کے صوابدید سے سلطان قطب الدین کے چھوٹے بھائی کو کہ محمود خان نام رکھتا تھا چودہ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر متمکن کیا اور خلائق علی قدر مراتب اُسکے بحر انعام سے بہرہ مند ہوئی اور اسپان تازی اور عراقی اور ترکی اور جنعت ہائے قیمتی و کمر ہند و شمشیر مرصع اور خنجر ہائے زرافشان کے سوائے ایک کرور تنکہ نقد سادات اور علما و صلحا کو تقسیم کیا

ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور بسلطان محمود بیکرہ کی سلطنت کا۔

واقفان اسرار ملوک پیشین نے یون مرقوم خامہ عنبرین شمامہ کیا ہی کہ بعد جلوس سلطان محمود شاہ تمام امور سلطنت کہ حل وعقد اور قبض و بسط اور داد و ستد سے مراد ہی عماد الملک وزیر باتوقیر کے مفوض ہوئے بازار سلطنت اور مہمات مملکت نے خوب رواج اور رونق پیدا کی اور جمیع خلائق وضیع و شریف اُس کی سلطنت سے راضی اور شاکر ہوئی کسی طرح کا خلل درمیان مین نہ تھا لیکن بعضے کوتہ اندیشان مانند عضد الملک اور صفی الملک اور حسام الملک کے جو قرابتی اور صاحب اقتدار تھے اور خلاصہ ممالک گجرات اُن کی جاگیر یا اُنکے لواحقین کی جاگیر ہونے سے نہایت فراغت رکھتے تھے دیگ حسد اور رشک کو جوش مین لائے اور بعد چند ماہ کے کہ جلوس سے گذرے تھے اتفاق کرکے بولے کہ ہم عماد الملک کے غلبہ اور سخت گیریون سے بہ تنگ آئے ہین اگر سلطان اُس کو معزول کرے فبہا المراد ورنہ ہم سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اُسکے بھائی حسن خان کو تخت بادشاہی پر بٹھاوینگے **بیت** بساعی کہ نوش خانہ افروخت ۔ چو غافل گشتی آخر خانہ را سوخت بنا اور بروایت مورخ نظام الدین حسن کے ان حاسدون نے یہ معروض کیا کہ عماد الملک چاہتا ہی کہ اپنے فرزند شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھاوے اور بطور ملک مغیث خلجی کے شاہی اپنے خاندان کی طرف منتقل کرے اب سزاوار دولت یہ ہی کہ قبل اس سے کہ آتش مکر و غدر اس کی شعلہ زن ہو چاہیے کہ زنجیر تدبیر اُسکے پاؤن مین ڈالکر دست فکر اُسکا دامن مقصود سے کوتاہ کرین سلطان محمود نے باوجود صغر سن فراست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہی لیکن اگر اس مجلس مین حسب مدعا اُنکے حکم عماد الملک کے حبس و قید کا نافذ نکرینگا یہ لوگ مجھے سلطنت حیات سے معزول کرینگے

لہذا مصلحت وقت سمجھکر اُن سے بکشادہ پیشانی پیش آیا اور کہا مین بھی اندنون عماد الملک کے چہرۂ حال سے صورت مکر و فریب مشاہدہ کرتا تھا اور اُسکے حرکات اور سکنات سے یہ توہم فتنہ انگیزی میرے دماغ مین پہونچی تھی لیکن اِس خیال سے کہ مبادا تم لوگ میری بیمروتی اور بیوفائی سمجھو مین نے اُس کے علاج مین کوشش نہ کی الحمد للہ علے احسانہ کہ حقیقت حال تم دولتخواہان اور خیراندیشان پر منکشف ہوئی اب اگر اُس کو مقید کرون گا خاص و عام کے نزدیک ناشکری اور حق ناشناسی مین بدنام نہون گا اب وہ امر کہ جس مین صلاح ملک اور فلاح دولت ہو عمل مین لاؤ یہ کہکر عماد الملک کو زنجیر مین مسلسل کرکے پانسو نفر معتمد کے سپرد کیے کے قلعہ احمد آباد کے دروازہ کے بام پر قید کیا اور سلطان محمود نے اُسدن اس سپر تدبیر سے اپنے تئین شمشیر مکر اعداسے محفوظ رکھا اور عماد الملک کی رہائی کی فکر اور امراے اربعہ کے دفع کی تدبیر مین ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سپہ دار اور خاصۂ خیل اُن کے تابع ہین کسی شخص سے اِس امر کا اظہار نکیا بلکہ مدار اپنی تدبیر پر رکھا اور خلا وملا کی باتین زبان پر جاری کرتا تھا کہ عماد الملک میرا دشمن جانی ہی ایسے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید دیکھتا ہون چاہتا ہون کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دلکا بخار نکالون اور اگر امراے کبار اُس کی سفارش کرینگے اُن سے بھی جان سے رنجیدہ ہونگا یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی دل مین نہایت شاد ہوئے اور آپس مین کہنے لگے کہ اگر سلطان عماد الملک کے قتل پر آمادہ ہوا ہم لوگون کو اس کی ہرگز شفاعت نکرنی چاہیے سلطان محمود نے ایک شب اسی فکر و اندیشہ مین استراحت نفرمائی صبح کے وقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنی مہتاب کی خوش معلوم ہوئی کلفت اور دلگیری کے دفع کے واسطے قصر پر برآمد ہوا اور دریچہ مین بیٹھکر ہر طرف نگاہ کرنے لگا ناگاہ فیلبانہ کے گماشتہ ملک عبد اللہ کو دیکھا کہ زیر قصر ایستادہ ہی اور کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتا ہی لیکن جرأت نہین کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر عبد اللہ نے غیر کو وہان نہ دیکھکر عرض کی کہ سلطان کا عماد الملک کے مثل کوئی دولتخواہ نہین اور امراے اربعہ نے جو کچھ اُس کی نسبت معروض کیا ہی سب بہتان اور خلاف ہے اور امرا خود عازم و جازم ہین کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ کرین سلطان نے اس کی تعریف کرکے فرمایا کہ تو نے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی ورنہ مین چاہتا تھا کہ عماد الملک کو علی الصباح قتل کرون لازم ہی کہ دوسرے سے یہ راز بیان نکرنا اور صبح صادق کے وقت تمام فیلبان کو مستعد اور کل کرکے دربار مین حاضر کرنا الغرض جب نیر اعظم کے اثر طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی اور ملک بہاء الدین اور ملک کالو اور ملک عین الدین کہ معتمدان سلطان سے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو مین دو نوبت غضب سے کہ عماد الملک کی نسبت جوش زن تھا نہ سویا اُسے جلد میرے پاس حاضر کر و کہ شمشیر تیز خونریز سے اس کی گردن مار کر آتش غضب کو ساکن کرون ملک شرف جب عماد الملک کے احضار کے واسطے گیا گماشتون نے عرض کی کہ ہم عضد الملک کی بلا اجازت اسے سپرد نہین کرسکتے اُس نے آنکر یہ عذر گذارش کیا پھر سلطان خود بام برج پر برآمد ہوا اور بآواز بلند کہا عماد الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کے پیر کے نیچے ڈالکر اُسے پامال کرون موکلون نے جب آواز بادشاہ کی سنی حجاب مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جو ہین نگاہ سلطان کی اُس پر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو

اُسے لاؤ کہ مجھے اس سے کچھ استفسار کرنا ہی جب بادشاہ کے پاس لائے حکم دیا کہ زنجیر پاؤن سے قطع کرکے امرائے حاسد کے لواحقین کے جو حراست مین مشغول تھے یہ حال مشاہدہ کرکے ایسے ہراسان ہوئے کہ بعضے کوٹھے پر سے کود پڑے اور بعضون نے فریاد والامان کی بلند کی اور سلطان محمود نے صبح صادق کے وقت دربار کے عرفہ مین برآمد ہوکر مجرائیون کا سلام لیا اور دست پاک عماد الملک کے ہاتھ مین دے کر اپنے پہلو مین ایستادہ کرکے مگس رانی پر مقرر کیا اور یہ خبر امرائے اربعہ کو پہونچی بروایت حاجی محمد قندھاری وہ مع تیس ہزار سوار اور پیادہ مستعد کارزار ہوکر دارالامارہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طبل جنگی کی صدا سے گنبد خضرا کو پر صدا کیا اور اُس وقت تین سو نفر بندہ اور آزاد سے زیادہ سلطان کی خدمت مین حاضر نہ تھے سب زندگی سے ہاتھ دھوکر مضطرب ہوئے اور ایک جماعت عرض پرداز ہوئی کہ ہم فلان قصر مین جاکر دروازہ بند کرین اور دشمنون سے لڑین اور بعضے بولے کہ جواہر اور نقد بقدر مقدور اُٹھاکر کسی طرف نکلجاوین سلطان محمود عاقبت محمود نے ایک بھی ان دونون راے سے نہ پسند کی اور سلاح جنگ زیب تن کرکے ترکش کمر پر باندھے اور مع تین سو سوار اور فیلان سحاب کردار کہ عدو اُن کے دو سو سے زیادہ نہ تھے بقصد قتل اعدا محل سے برآمد ہوا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن سب طرف سے زور لادین بہت کوچہ فیل بند کے نہایت آہستگی سے روانہ ہوا چونکہ نقاش بنگارخانۂ ایجاد وتکوین نے ایوان سلطنت کا سائبان شمشیر تائیدات سے آراستہ کیا ہی اور فرمان خلافت کو نشی تختگاہ قضا وقدر نے ساتھ طغراے انا جعلناک خلیفۃ فی الارض کے محلی فرمایا ہی وہ دشمنون اور مخالفون کے ہجوم اور انبوہ سے خوف نہین رکھتا چنانچہ بمجرد پہونچنے خبر سواری بادشاہ اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کے لشکر تمام سردارون اور افسرون اور خاصہ خیل نے امراے اربعہ کی ترک رفاقت کرکے بعضے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اکثر گوشہ اور کنارے مین چھپے منقول ہی کہ اس دن مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ متحقق ہوا اور اکثر محلے احمد آباد کے بے تحریک سیف وسنان غارت ہوئے اور محض تقدیر یزدان اور دبدبہ سلطان سے کوچہ وبازار مین اس قدر جوشن اور چار آئینہ اور خود سرون کے اور اسباب اور اونٹ اور بیل ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے کہ راستہ آمد وشد کا مسدود ہوگیا تھا اور امراے اربعہ سنگ تفرقہ اپنے شیشہ جمعیت مین دیکھکر اور گردبدبختی کی اپنے چہرۂ حال پر مشاہدہ کرکے شہر سے نکل گئے برہان الملک کا جو جسم سقیم تھا دم چڑھنے سے بھاگ نہ سکا قریب قصبۂ سرکج نہر جارتی کے بیٹھا اور کچھار مین پوشیدہ ہوا ایک نے خواجہ سرایان سلطانی سے جو احمد کنبو کی زیارت کے واسطے جاتا تھا اس کو دیکھکر پہچانا اور اُسے گرفتار کرکے سلطان کی خدمت مین لایا سلطان نے اُسے فوراً فیل مست کے پاؤن کے نیچے ڈالکر پامال کرکے خاک کے برابر کیا اور عضد الملک نے مع ایک نفر کے اپنے تئین کراسیان مین پہونچایا جو ایام دولت مین اس نے ایک جماعت اُن مین سے مقتول کی تھی اس وقت اُن کے وارثون نے پہچانکر تتہ تتہ کیا اور اُس کا سر کاٹ کر اظہار خدمت کے واسطے احمد آباد کی طرف بھیجا اور حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کے نزول کے پاس پٹن مین گیا اور وہان سے دونون بھائی مالوہ کی طرف بھاگے اور صفی الملک بھی دستیاب ہوا

چونکہ چندان گناہ اُس کی نسبت عاید نہ تھا قتل سے نجات پاکر دیپ مین محبوس ہوا مثنوی

بر گرد و مجنب آہن سبک راے	کا فزون ز کیلم خود نہد پاے	مرغیکہ نہ اوج خویش دارد
ہنگام ہلاک پیش دارد	رد بہ کہ زند طپانچہ بر شیر	پیداست بدست کیست شمشیر
لیکو مثلی ز د آن سپیدار	کاندازہ کا رخود نگہدار	اینجیر فروش را چہ بہتد
زانجیر فروشے اے برادر	بر پایۂ قدر خویش نہ پاے	تا بر سر آسمان نہی پاے

برہانی

اور بعد اس فتح و نصرت کے عماد الملک نے قرار امور ملک و سلطنت کو بسبب بد عہدی روزگار کے ناپائدار سمجھکر باختیار خود ترک وزارت کی اور گوشۂ عانیت مین معتکف ہوکر معبود حقیقی کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شائستہ اس کے منظور نظر کیمیا اثر رکھکر اُسے معذور رکھا اور اُس کے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرف عطا کرکے امراے کبار سے کیا اور بادشاہی مین مستقل ہوکر عدل و داد مین مصروف ہوا اور ۸۶۲ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین نظام بہمنی والی محمد آباد بیدر نے ایک مکتوب متضمن تظلم سلطان محمود خلجی اور آنا اُس کا ولایت دکن مین سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیجکر اعانت اور کمک چاہی اور سلطان محمود گجراتی نے بمجرد اطلاع اِس حال کے سرادقہ سُرخ اور بارگاہ روانہ کرکے امداد دکنیون کی اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یون عرض گذار ہوے کہ داؤد خان ایک ہفتہ تک متکفل امر سلطنت ہوکر کین صف مین ہو اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت جیساکہ چاہیے اب تک ضبط مین نہین آئے ایسے وقت مین اپنے پاے تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسرون کی اصلاح امور کے واسطے سوار ہونا چاہیے تامل اور تفکر ہی سلطان محمود نے باوجود اس کے کہ آغاز شباب تھا بیت ہنوز زش گرد گل نارستہ شمشاد زسوسن سرو اد چون سایہ آزاد بہ زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک اور عناصر ساتھ اِس ہیئت اور روش کے آپس مین موافقت اور آمیزش نکرین نظام عالم کون و فساد مین سراسر فتور و خلل واقع ہووے اور اگر آدم ابوالبشر کی اولاد سلسلۂ محبت اور مشارکت کو توڑین بنیاد قانون طبیعی انہدام قبول کرے مین قربۃ الی اللہ مسلمانان دکن کی امداد کرتا ہون یقین کہ بحکم باری تعالی مجھے اِس یورش مین کسی طرح کا ضرر نہ پہونچے ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت مین بجد ہین تو مناسب یہ ہو کہ مالوہ کی طرف لشکر عظیم روانہ فرماوین کہ اُس ولایت مین جاکر انواع خرابی اور مزاحمت پہونچاوے تو سلطان محمود یہ خبر سنکر بدحواس ہوکر دکن سے بھاگے یہ التماس بھی معرض قبول مین نہ پہونچی بلا تامل رایات نصرت آیات مع سپاہ بیحد اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کیے اور دو منزل کو ایک کرکے جب ندربار مین پہنچا اور خواجۂ جہان کا جان کہ عمدہ اہل دکن تھا جریدہ اس کے ملازمت مین حاضر ہوا اور اُس سے کمک لیکر سلطان محمود کی جدال و قتال کے واسطے روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہوکر قلعہ محمد آباد بیدر سے کوچ کرکے چاہا کہ عین دولت آباد کے راستہ سے اپنے ملک کی طرف راہی ہووے جب وہ راستہ لشکر گجرات نے مسدود دیکھا عنان اشہب عزیمت ولایت برار کی طرف معطوف رکھکر ایلچپور کے راستہ سے کونڈوارہ مین آیا اور بیجولہ

اور جنگل سے عبور کرکے مالوہ مین پہونچا اور بعد اس کے ایلچی نظام شاہ کا گجراتیون کے اردو مین آیا اور اُس کی طرف سے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے قدم رنجہ فرمانے مین تکلیف گوارا فرمائی اور سلطان نے مقتضی المرام اور دوستکام گجرات کی طرف حافظ حقیقی کی ضمان حمایت مین معاودت فرمائی اور سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین سلطان محمود خلجی نے دوبارہ دکن کی طرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گجراتی سلطان بہمنی کے حسب الالتماس پھر دکن کی طرف بقصد اعانت روانہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ خبر سُنکر دولت آباد تک تاخت کرکے غنیمت بہت دستیاب کی اور اپنی ولایت کی طرف بخیر و سعادت مراجعت فرمائی بادشاہ گجرات بھی بعد اس کے کہ معذرت نامہ نظام شاہ کا اور ایلچی مع تحف و ہدایا پہونچے بدولت و سعادت مقر حکومت کی طرف توجہ فرماکر فراغت اور استراحت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بے وجہ مسلمانون کی ولایت پر جانا آئین اسلام اور مروت سے بعید معلوم ہوتا ہی اور بر تقدیر وقوع بلا جنگ پھرنا قبیح ہی اگر من بعد متوطنان دکن کو کچھ آزار پہونچے گا یقین جانیے ہم بھی مالوہ کی تخریب پر متوجہ ہون گے سلطان خلجی نشنیدہ نے جواب بھیجا کہ جو ہمت عالی اہالی دکن کی امداد پر مصروف ہی ہرگز اس دیار کے باشندون کو مضرت نہ پہونچے گی اور سنہ ۸۶۹ آٹھ سو انہتر ہجری مین سلطان محمود مع فوج بیشمار قلعہ باور اور بندرون کی طرف جو مابین گجرات اور کوکن ہے واقع ہی روانہ ہوا اور اُس ولایت کے حاکم نے چندمرتبہ جنگ کرکے شکست کھائی اور ناچار ہوکر امان چاہی اور ملازمت مین حاضر ہوا اور قلعہ اور ولایت سپاہ اسلام کے سپرد کی اور قلعۂ باور قلاع نادر سے ہی اور سر بفلک کشیدہ اور محکمی اور سنگینی مین سد سکندری سے برابری کرتا ہی اُس وقت تک ایسا قلعہ مسلمانون کے دست تصرف مین نہ آیا تھا اور راے ولایت دون نے کہ ایک ہزار موضع اُس کے تخت مین تھے اور اُس قلعہ کے استظہار کے سبب باد غرور اپنے کاخ دماغ مین بھر کر لشکر اور ذخیرہ بہت اپنے پاس فراہم کیا تھا اور ایک جماعت دیوسیرت غول طبیعت کو راستون کے سرون پر تعین کرکے مسافرون اور متردودون کی راہزنی کے واسطے مشغول رکھتا تھا بیت بہ عیاری چنان رہ نی سپردی ۔ کہ بنی آدمیان چشم بردی ۔ سلطان خزائن اور دفائن پر متصرف ہوا اور اُسی عرصہ مین راے کو خلعت اور کمربند اور شمشیر طلا سے سرفراز کیا اور وہ قلعہ اور ولایت اُسے بخشا اور غنائم بے قیاس لے کر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور شہرون کی آبادی اور رعایا برایا کی تفتیش حال مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۷۰ آٹھ سو ستر ہجری مین شکار کے واسطے احمد نگر کی طرف سوار ہوا اور اثناے راہ مین ایک دن بے سبب ظاہری بہادر الملک بن الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور خوف قصاص سے ایلچپور کی طرف بھاگا اور سلطان نے یہ خبر سنکر ملک حاجی اور عضد الملک کو کہ مصدر مہمات بادشاہی تھے بہادر الملک کی گرفتاری اور تعاقب کے واسطے نامزد فرمایا اُنھون نے تھوڑی دور جاکر بہادر الملک کی جانب داری کی اور یہ تدبیر اپنے دل مین سوچے یعنی دو آدمی جو کہ بہادر الملک کے ملازم تھے تحسین بکمال پسندیدہ اور راضی کرکے یہ فہمائش کی کہ رد بکاری کے وقت یہ اظہار کرنا کہ ہم قاتل ہین بادشاہ جرم ہی تھا بایں معاملہ کیجاوے قطع نظر اُس کے سلطان بے مشورہ ہمارے تمھارے قتل کا حکم جاری نفرمائے گا

اور جو کہ پیمانہ عمرُان کا آب بقا سے لبریز ہو چکا تھا اپنے صاحب قدیم کی خیر خواہی مین جیسا کہ سکھلایا تھا بادشاہ
کے حضور مین اقرار کیا اور سلطان نے بفتوائے علما اُن نامجرمون کو حکم قتل دیا پھر اس سفر سے واپس آنے
کے بعد بادشاہ کو حال کھلا کہ عماد الملک وعضد الملک نے اپنی کارستانی سے بے گناہون کو قتل کرایا ہے
اور سلطان محمود ایسا برافروختہ ہوا کہ دونون کو تیغ قہر سے معدوم کیا باوجودیکہ ان دونون سے بڑھکر
اس کے دولتخانہ مین کوئی مقرب نہ تھا مگر عدالت کی رعایت سے ان پر سیاست کی بلکہ لوگون کی عبرت
کے لیے اُن کے پوست گھاس سے بھر کر چار طرف شکائے طبقات محمود شاہی مین مذکور ہے سنہ ۸۷۲ آٹھ سو
بہتر ہجری مین سلطان محمود نے جمال جہان آرائے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ نے بنظر شفقت دو طبق عنایت فرمائے۔ اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ چند ہی روز مین بادشاہ کو بہت
بڑی دو نعمتین نصیب ہوئین (اول) فتح ولایت دون بار دار اور (دوم) فتح کرنال جو ایک بلند پہاڑ پر
واقع ہے اور قدیم زمانہ سے زبردست بادشاہان دہلی کو اس کے تسخیر کی آرزو رہ گئی بلکہ ہندوستان
کے راجا بھی مدتون اس کی تسخیر کے واسطے کوشش کرتے کرتے مرگئے۔ آخر مین یہ دولت سلطان محمود
بیکرہ کے حصہ مین آئی۔ اس پہاڑی قلعہ کی صورت یہ ہے کہ اوّل تو وہ بہت بلند پہاڑ پر ہے پھر اسکے گرد
بہت سے پہاڑ بطور دائرہ کے محیط ہین جن مین بے شمار کھڈ و درے ہین اور ہرورہ کا ایک نام ہے
از انجملہ ایک درہ موری ہے جس کے آگے نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کو آج کل جوناگڑھ کہتے ہین
اور دوسرا درہ بنام مہایلہ مشہور ہے کرنال پہاڑی مقام گرم ہے اور راے مندلک کے باپ دادا ایک
ہزار نو سو برس سے اس پر قابض تھے اب راے مندلک وارث ہوا اور کسی بادشاہ کا قدم اس ولایت
مین نہین پہونچا سوائے سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے۔ الغرض سلطان محمود بیکرہ نے
اللہ تعالے کے بھروسے پر اس خواب کی تعبیر سے قوی دل ہو کر کرنال پر فوج کشی کی اور جب کرنال چالیس
کوس رہا تو اپنے مامون تغلق خان کی راے سے ایک ہزار سات سو جوانان بہادر لشکر سے انتخاب
کر کے اُن پر اسی قدر عمدہ گھوڑے وطلائی خنجر و ہتھیار تقسیم کیے اور حکم دیا کہ دھاوا کر کے درہ مین داخل ہون اور خود
بھی پیچھے سے روانہ ہوا۔ جوانون نے یلغار کیا اور اچانک درہ مین گھس پڑے اور محافظ جنگجو براون کتے تھے غفلت
مین مارے گئے اور بہادران محمودی تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے راے مندلک یہ خبر سنکر شکار کے بہانہ قلعہ کرنال سے اُترا اور
اس کثیر سے درہ مہایلہ تک پہونچا جب اس نے دیکھا کہ گجراتی بہت تھوڑے ہین تو دلیرانہ حملہ کیا۔ اسی اثنار
مین سلطان مع افواج پہونچا اور پے در پے فوجین ان کی مدد کے لیے روانہ فرمانے لگا۔ راجپوت
بکثرت مارے گئے اور جو کچھ بچے شکستہ و بدحال راے مندلک کے ساتھ بھاگ کر قلعہ کرنال مین محصور
ہوئے اور افواج اسلام نے درہ مہایلہ والے اسپر کر کے حوالی کرنال کے تجانون پر تاخت کی اور
وہان کے برہمن دھراون کو مار مارے گئے چنانچہ اس روز سلطان نے اپنے ہاتھ سے بمقابلہ دو تین
کافر مارے اور بکثرت مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اب سلطان کا قصد ہوا کہ لشکر تاخت و تاراج
کے لیے اطراف مین روانہ کرے۔ راے مندلک نے مضطرب ہو کر بہت سے مقربین کو حضور مین

ارسال کرکے معافی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ غازیون کے ہاتھ جواہر و نقود اور لونڈی غلام وغیرہ سے بھرے ہوئے ہین اور ہوا بھی ایسی گرم ہوگئی ہے کہ میرا یہان ٹھہرنا دشوار ہے اس نظر سے حفظ درہ اور پیشکش پر اکتفا کرکے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور ۸۷۳ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین سنا کہ رائے مندلک بادشاہون کی طرح چھتر اور دوربا ش وغیرہ لوازم شاہی کے ساتھ سوار ہوتا ہے اور دربار مین بھی قیمتی جواہر پہنکر تخت پر بیٹھتا ہے یہ امر سلطان کو ناگوار ہوا اور چالیس ہزار فوج اس پر مقرر کی کہ اگر تمام لوازمہ بادشاہی چھتر و تاج و تخت و جواہر وغیرہ تمھارے سپرد کرے تو اس کی ولایت سے متعرض نہو تا ورنہ اس کی تسخیر مین کوشش کرنا چونکہ رائے مندلک کو اس لشکر سے مقابلہ کی طاقت نہین تھی اس نے لوازم شاہی سپرد کردئے اور ولایت کو محفوظ رکھا۔ نظام الدین احمد نے تاریخ مین لکھا ہے کہ جو کچھ اثاثہ و دولت راہی مندلک سے لیا تھا سلطان نے ایک مجلس مین قوالون وغیرہ کو بخشدیا واللہ اعلم بالصواب ۸۷۴ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین سلطان نے خود اپنی ممالک کا دورہ کیا اور جنگلون کو کٹواکر ویرانون کو آباد کرنے مین پوری سعی فرمائی اور کہین ویرانہ نچھوڑا اور ۸۷۵ھ آٹھ سو چوہتر ہجری کے واقعات عظیمہ سے یہ ہے کہ ایک روز سلطان ایک مست ہاتھی پر سوار ہوکر باغ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ مین ایک مست ہاتھی زنجیر توڑاکر سامنے آیا اور فوج کے ہاتھی اس کی صورت دیکھتے ہی بھاگے۔ اس نے سلطان کے ہاتھی کیطرف رُخ کیا اور دو تین ٹکرون کے بعد اس کو بھگا دیا اور اس کا پیچھا کیا اور پہونچکر اس کے شانہ پر ایسا دانت مارا کہ گوشت پھاڑکر سلطان کے پانون پر لگا اور خون جاری ہوگیا سلطان نے جوش شجاعت مین اس کی پیشانی پر ایسا نیزہ مارا کہ خون جاری ہوا اس غفریت مست نے غصہ مین دوسری ٹکر ماری اور فوراً دوسرا نیزہ اس زور سے کھایا کہ فوارہ کی طرح خون اُبلنے لگا اس بدمست نے تیسری ٹکر ماری اور تیسرا نیزہ ایسا کھایا کہ بیتاب ہوکر بھاگا۔ سلطان خیریت کے ساتھ دولتخانہ پر پہونچ گئے اور کثرت خیرات وصدقات سے تمام مستحقین کو بہرہ مند فرمایا چند روز کے بعد امرائے سرحد کو مع افواج طلب فرماکر جوناگڈھ اور کرنال کو فتح کرنے کا قصد کیا اور ایک رات دن مین پانچ کرور روپیہ سپاہ پر تقسیم کیا اور دو ہزار پانچ سو گھوڑے جن مین سے بعضون کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی بہادرون مین تقسیم کیے اور پانچ ہزار تلوارین دسات سو ٹپکہ کمر مرصع اور سترہ سو خنجر مرصع انعام دیے اور منزل بمنزل روان ہوکر جب ولایت سورت مین پہونچے جو ولایت کرنال سے متصل ہے تو راجہ مندلک نے عرض کی کہ مین ایک مدت سے حضرت کی فرمانبرداری مین بسر کرتا ہون اور اپنے خیال مین مجھ سے کوئی امر خلاف بھی صادر نہین ہوا ہے اب بھی جس قدر پیشکش کے واسطے حکم ہو مجھے عذر نہین ہے سلطان نے فرمایا کہ اصل مقصود میرا یہ ہے کہ ان ممالک کو دارالاسلام بناؤن۔ رائے مندلک نے فحوائے کلام سے معلوم کیا کہ اس لشکر کی صورت مثل سابق کے نہین ہے لہذا فرصت پاکر رات کو بھاگ کر تین منزل پر قلعہ جوناگڈھ مین متحصن ہوا سلطان نے وہان سے کوچ کرکے قلعہ جوناگڈھ کے قریب نزول فرمایا دوسرے روز کچھ لوگ لشکر سے جدا ہوکر قلعہ کے قریب گئے اور راجپوتون کا لشکر بھی قلعہ سے نکلکر مقابل ہوا لیکن شکست کھاکر قلعہ مین بھاگ گیا دوسرے

روز بھی سپاہ اسلام غالب رہی تیسرے روز خود سلطان نے صبح سے شام تک جنگ کی چوتھے روز بارگاہ سلطانی دروازہ کے قریب لائے اور محاصرہ سخت کیا اور ہر طرف سے سابا ط بنانے لگے اور راجپوت بھی اکثر اوقات قلعہ سے نکلکر اچانک ٹوٹ پڑتے اور لوگون کو مار جاتے تھے چنانچہ ایک روز عالم خان فاروقی کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شہید کیا سلطان محمود نے محاصرہ کو زیادہ تنگ کردیا کہ محصورون کو نکلنے کی گنجائش نہ رہی اور نہایت نزدیکی سے بعض اوقات گوپھن کے پتھر سلطان محمود کے تخت کے آگے گرتے تھے اور جب سال مذکور کے آخر تک محاصرہ نے طول کھینچا تو راے مندلک نے مضطرب ہوکر بار بار آدمی بھیجکر تضرع وزاری سے صلح کی درخواست کی لیکن قبول نہوئی اور شروع ۸۷۵ھ آٹھ سو پچھتر ہجری مین راے مندلک وغیرہ سب راجپوتون نے عاجز وزبون ہوکر امان مانگی اور قلعہ سپرد کرکے خود قلعہ کرنال مین چلے گئے۔ اور چوری ڈاکہ زنی پیشہ کرلیا سلطان نے غصہ ہوکر زبردست فوج جوناگڈھ مین جھوڑی اور خود جاکر قلعہ کرنال کو محاصرہ کیا اور راے مندلک کو عاجز کرکے وہ قلعہ بھی اس سے چھین لیا جو ایک ہزار نو سو برس سے اس کے باپ دادون کے قبضہ مین رہا تھا۔ سلطان محمود بیکرہ نے بھی بطور سلطان محمود غزنوی کے تمام بتخانے توڑے اور جو بت پرست لڑے وہ مارے گئے اور راے مندلک نے دہان کی حکومت و رہزنی سے دل برداشتہ ہوکر سلطان کے پاس آمد ورفت شروع کی تاکہ ملازمت حاصل کرے لیکن سلطان کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ دیکھکر اسلام کا شیفتہ ہوا اور ایک روز عرض کی کہ بندہ کو حضرت شاہ شمس الدین کی صحبت سے جو پنجاب مین رہتے ہین اسلام کی محبت بیشک حاصل ہوئی تھی اور اب جو مین نے حضرت سلطان کی ملازمت پائی تو مجھے یقین ہوگیا کہ دین حق یہی دین اسلام ہی اب صدق و اخلاص سے بدون کسی دنیاوی طمع کے دین اسلام مین داخل ہونا چاہتا ہون سلطان محمود نے نہایت خوش وبشاش ہوکر راے مندلک کو مسلمان کرکے گلے لگایا اور اس کے ختنہ کے لیے بڑا جلسہ کیا اور چند روز کے بعد اس کو خان جہان خطاب دے کر امیر کبیر بنایا اور بہت سا مدد جاگیر عطا فرمائی اس وقت سے خان جہان اور اسکی اولاد کو اس خاندان شاہی مین کمال عزت وعروج رہا۔ شیخ سکندر مصنف تاریخ گجرات نے راے مندلک کے اسلام لانے کا واقعہ دوسری طرح بیان کیا ہی کہ جب راے مندلک ہمراہ سلطان کے احمد آباد مین آیا تو ایک روز اس کا گزر رسول آباد کی طرف ہوا جہان حضرت شاہ عالم قدس سرہ آفتاب ولایت مقیم تھے وہین ان کا مزار مقدس بھی ہی اور خانقاہ کے دروازے پر بہت سے ہاتھی گھوڑے اور آدمیون کا ہجوم دیکھکر پوچھا کہ یہ کس رئیس و نواب کی ڈیوڑھی ہی لوگون نے کہا کہ نواب کی کیا حقیقت یہ تو حضرت شاہ عالم کا در دولت ہی۔ راے نے پوچھا کہ آپ کس سے معاملات رکھتے ہین اور جاگیر کہان ہی۔ لوگون نے کہا کہ یہ سوائے خدا کے کسی سے معاملات نہین رکھتے اور نہ جاگیر قبول کرتے ہین بلکہ حضرت باری تعالے ہی ان کی کارسازی فرماتا ہی وہی روزی دیتا ہی یہ کسی کی ملازمت نہین کرتے۔ راے نے کہا کہ اچھا مین بھی ان کی زیارت

کرون - یکلکر سواری سے اتر کر خانقاہ مین داخل ہوا جیسے ہی راے کی نظر اس نور مقدس پر پڑی بیساختہ جوش محبت مین باادب بیٹھا اور عرض کی کہ مجھے دین حق تعلیم فرمایئے - حضرت نے اسلام سے سرفراز کیا اور وہ آپ کے حلقہ ارادت مین داخل ہوکر نعمت عالیہ سے سربلند ہوا سلطان محمود کو منظور یہ تھا کہ اس نواح مین شعار اسلام جاری فرماوے بنا برین شہر مصطفےٰ آباد کی بنیاد کی اینٹ اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی اور مساجد و معابد و عمارات عالیہ و باغات و بازار وغیرہ تیار کیے اور جمیع امرا نے بھی مکانات بنوائے اور چند مدت مین وہ شہر نفیس بن گیا لیکن ملک کے چورون اور رہزنون نے جو مدتون کے مشاق تھے ایسا سر اٹھایا کہ احمد آباد کا راستہ ان کے خوف سے مسدود ہو گیا سلطان نے شیخ ملک کے بیٹے ملک جمال الدین کو محافظ خان خطاب دے کر علم و کرنائی دے کر احمد آباد کا کوتوال کیا محافظ خان نے شہر و راہون کو ایسا مضبوط و محفوظ کیا کہ چند ہی روز مین پانچ سو رہزن جو سرگروہ تھے گرفتار کرکے سولی پر لٹکا دیے اور اس سیاست سے رہزنی و چوری تمام ملک سے یکقلم معدوم ہو گئی - سلطان کے حسن خدمت کے صلہ استیفاے ممالک وغیرہ کے مناصب و جاگیرات کے اضافہ سے سرفراز فرمایا اور رفتہ رفتہ وہ ایسے بڑے امرا مین ہو گیا جس کے اصطبل مین ایک ہزار سات سو گھوڑے بندھ گئے اور عمدہ عمدہ سپاہی اس کے نوکر ہوئے اور آخر مین اس کی قوت و شوکت یہان تک پہونچی کہ اس کے بیٹے ملک خضر نے راجہ پاکر و ایدر و سردہی سے پیشکش لیا سلطان محمود نے مصطفےٰ آباد مین سنا کہ ایک گروہ متمردون نے کچھ مین جو سندہ کی سرحد ہی اپنا مسکن بناکر رہزنی پیشہ اختیار کیا اور شریعت نبوی کا التزام نہین کرتے اور بہت دوری کی وجہ سے بادشاہ دہلی کے تابع نہین ہوتے ہین سلطان عافیت محمود نے ۸۷۹ھ آٹھ سو اناسی ہجریہ مین فوج لیکر متواتر کوچ کیا اور جب بمقام مغور مین پہونچا تو چھ سو آدمیون کو انتخاب کرکے تاخت کی اور ایک رات و دن مین ساٹھ کوس طے کرکے اچانک ان کے قریب پہونچ گیا - وہ لوگ چوبیس ہزار کماندار تھے یہ خبر سنکر مقابلہ پر آئے اور سلطان نے جب دور سے ان کی سیاہی دیکھی تو اتر کر ہتھیار بندی کی اور ترتیب سے صف بستہ ہوکر ان کی طرف چلا حضرت قادر ذوالجلال والاکرام کی قدرت دیکھئے کہ باوجود اس قدر قلت کے دشمنون پر ایسا رعب غالب ہوا کہ اپنی کثرت و قوت جسمانی و تیراندازی سب بھول گئے اور ایسے ہراسان ہوے کہ ان کے سردار تیغ و کفن کے ساتھ حاضر ہوکر فریادی ہوے کہ بادشاہ ہم پر رحم فرماوے آیندہ ہم کبھی رہزنی نہ کرین گے بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارا دین و مذہب کیا ہی انھون نے کہا کہ ہم جنگلی لوگ ہین سواے کھانے سونے کے کچھ نہین جانتے ہان جب بادشاہ عالم کی توجہ ہمارے حال پر مبذول ہی تو امید ہی کہ سرچشمہ اسلام سے سیراب ہوکر ترقی کرین بادشاہ نے عذر قبول فرماکر ان کے سابقہ جرم معاف کیے (شاید ان لوگون نے مملکت گجرات کے قافلہ پر ڈاکہ ڈالا ہو اور جب بادشاہ دہلی سے کچھ تدارک نہوا تو سلطان محمود نے خود ان کا قصد فرمایا واللہ اعلم) اور ان کے بعضے سرگروہ اپنے ساتھ احمد آباد لایا اور مسلمانون کو سپرد کرکے حکم فرمایا کہ

ان کو دین توحید تعلیم کرین اور عملدرآمد موافق اجتہاد امام ابوحنیفہ رح کے سکھلاوین۔ اور جب وہان کے لوگون کی آمدورفت مصطفےٰ آباد مین جاری ہوگئی تو ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ ولایت شور کے اُس پار ایک ولایت سند ہی جو بادشاہ سند کے تابع ہی اور بلوچ کے چار ہزار خانہ دار وہان رہتے ہین اور چار ہزار ایسے تیراندار وہان سے مل سکتے ہین کہ بال کا نشانہ اڑا دین اور سب رافضی مذہب ہین اور کچھون نے بھی انھین کا رنگ سیکھ لیا ہی اور اس بیابان مین ان بدمعاشون کی معاش فقط رہزنی یا شکار سے حاصل ہوتی ہی اور کبھی کبھی سرحد گجرات پر بھی چھاپہ مارتے ہین سلطان ۸۸۰ھ آٹھ سو اسی ہجری مین اُن کے دفعیہ کے لیے روانہ ہوا اور جب ولایت شور مین پہونچا تو حکم دیا کہ ایک ہزار سوار دلیر و چالاک دو گھوڑے ہمراہ لیکر ایک ہفتہ کا آب و دانہ ساتھ لین اور دن و رات مین ساٹھ کوس طے کرین۔ جب سلطان اس طریقہ سے سندھ مین داخل ہوا تو رات کے وقت ایک صحرا مین استراحت کے لیے اترا تاکہ دوسرے روز اس قوم پر تاخت کرے اتفاق سے اس روز کچھ بلوچ اس صحرا مین موجود تھے جو اونٹ چرانے لائے تھے اُنھون نے واقف ہوکر فوراً سانڈنی سوار اپنی قوم کے پاس دوڑایا اور اس قوم نے سلطان محمود کے نام سے واقف ہوتے ہی غارون و کھڈون مین پناہ لی چنانچہ دوسرے روز جب سلطان وہان پہونچا تو ان کا نشان نہ پایا۔ اتفاق سے اس نواح کے کچھ لوگ ہاتھ آئے جنھون نے پتہ بتا دیا اور سلطان نے ان رہزنون کو غارون سے نکال کر ہلاک کیا اور ان کے اموال و اثاثہ پر قبضہ کرلیا۔ جب سلطان نے واپسی کا قصد کیا تو ارکان دولت نے عرض کی کہ ہم لوگون نے بڑی مشقت سے یہان پہونچکر اس ولایت کو صاف کیا ہی مناسب یہ کہ یہان اپنا داروغہ وحاکم مقرر فرمایے۔ سلطان نے فرمایا کہ ملکہ سلطانہ بیگم مخدومہ جہان اسی ملک کی شاہزادی ہی لہذا صلہ رحم کی رعایت سے مین اس ملک پر قبضہ نہین کرتا پھر وہان سے مصطفےٰ آباد واپس آیا۔ چونکہ مدت سے سلطان سنتا تھا کہ بندر جگت مین بت پرستی کا زور بہت ہی اور وہان کے برہمن مسلمانون سے سخت تعصب و عداوت رکھتے ہین سلطان کا قصد تھا کہ اس طرف جاوے لیکن عزم نہ فرماتا تھا اتفاق سے مولانا محمد سمرقندی جو علماے عصر سے تھا اور سلاطین ہمیشہ کی خدمت مین عمر بسر کرکے ایام پیری مین رخصت لیکر مع اہل و عیال و تمام عمر کا اندوختہ مال لیے ہوئے بندر بہروچ کی راہ سے وطن جاتا تھا لیکن راہ مین جب کشتی بندر جگت کے سامنے پہونچی تو وہان کے راجہ بھیم نے اپنے مذہب کے برہمن پنڈتون کے فتوے کے موافق مسلمان مسافرون کا قتل و غارت کرنا ثواب سمجھکر مع فوج و عوام کے حملہ آور ہوا اور غالب ہوکر ثواب کے واسطے بہت سے مسلمانون کو قتل کیا اور عورتون کے حق مین بے ناموسی کی اور بکثرت عورتین قید کرلین ازانجملہ ملاے موصوف کے زوجہ تھی اور ملا مع اپنے دو چھوٹے بیٹون کے بمشکل تمام سر و پا برہنہ مصطفےٰ آباد مین پہونچا اور بادشاہ سے یہ دردناک سانحہ مفصل عرض کرکے کہا کہ آپ ایسے بادشاہ کے جوار مین کافرون کا ایسا ظلم و ستم کب جائز ہوسکتا ہی سلطان نے مولانا کو احمد آباد بھیجکر وظیفہ مقرر کردیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھیے کہ

انشاء اللہ تعالے تمھاری سب لوٹ تم کو مل جائیگی اور اپنے امراء و ارکان دولت کو جمع کر کے کہا کہ اگر قیامت کے روز مجھ سے سوال ہو کہ تیرے جوار مین کفار اس قدر جور و ستم مسلمانون پر کرتے تھے اور تم نے باوجود قدرت کچھ نہ کیا تو تم کیا جواب دے سکتے ہو۔ امراء اگرچہ ہر سالہ کوچ و سفر سے تھکے ماندے تھے پھر بھی بولے کہ ہم فرمانبردار ہین اور ایسے ظالم پر رحم کا فرون کو دفع کرنا واجب لہذا سلطان نے سامان سفر کر کے جگت کی طرف کوچ کیا اور منزلین و شوار گذار طے کر کے قلعہ جگت پر پہونچا جہان ایسے برہمن شیطان صفت جمع تھے اور جب تکبیر کی آواز پہونچی تو وہ ظالم بیدین متحیر و مبہوت ہوئے اور جس طرح بن پڑا جزیرہ بت مین بھاگ گئے اور سلطان نے قلعہ جگت مین داخل ہو کر چار ماہ اقامت کی چونکہ اس نواح مین سانپ و بچھو و شیر و بھیڑیے نہایت کثرت سے تھے غازیون نے کفار بدکار کے ہمجنس بہت سے سانپ وغیرہ مارے چنانچہ جہان سرا پردہ شاہی تھا خاص وہان ایک پہر کے عرصہ مین سات سو سانپ مار ڈالے تو باقیون کو اسی پر قیاس کرو۔ سلطان نے جگت کا بتخانہ توڑ کر مسجد بنائی اور اس مدت مین جب بکثرت کشتیان تیار ہو گئین تو آلات جنگ و مردان جنگی سے آراستہ کر کے جزیرہ بت پر چڑھائی کی اور کافرون نے بیس مرتبہ دریا مین لڑائی ڈالی آخر غازیون نے حملہ کر کے کافرون کو ہٹایا اور جزیرہ مین اتر کر حصار بت فتح کیا اور بکثرت راجپوت مارے گئے اور ان ظالمون کا سرغنہ راجہ بھیم کسی ترکیب سے کشتی پر بیٹھکر بھاگا اور سلطان محمود نے بھی اس کے تعاقب مین فوج روانہ کی اور خود شہر بت مین داخل ہوئے اور جماعت مسلمانون کو قید کفار سے نجات دی اور وہان سے بکثرت غنیمت ہاتھ آئی اور بہت رہزن و ڈاکو قید ہوئے اور فرحۃ الملک امیر کبیر کو وہان کا حاکم کیا اس عرصہ مین تعاقب کرنے والے راجہ بھیم کو گرفتار کر لائے اور بارگاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ سلطان نے مراسم شکر ذوالجلال ادا کر کے مصطفے آباد کی طرف معاودت کی اور حکم دیا کہ فرمان لکھکر ملا محمد کو احمد آباد سے بلاؤ۔ ہنوز فرمان لکھا نہ گیا تھا کہ ملا محمد خود آ گئے اور سلطان نے بہت خوش ہو کر ان کی بی بی ان کو سپرد کی اور راجہ بھیم کو بھی اسی طرح زنجیر مین مقید اُن کے حوالہ کیا کہ جو چاہو کرو چونکہ مولانا کو اس کی طرف سے سخت اذیت پہونچی تھی عرض کی کہ حضور اس کو محافظ خان کے پاس روانہ فرماوین تاکہ احمد آباد مین مشتہر ہو کر عبرت کے واسطے قتل کیا جاوے۔ چونکہ سلطان بھی اس ظالم رہزن کو اسی قابل سمجھتے تھے لہذا درخواست منظور فرما کر اسکو احمد آباد بھیجا کہ وہان اپنی سزا کو پہونچا کہتے ہین کہ جن دنون سلطان محمود شہر مصطفے آباد کی تعمیر مین سرگرم تھا گجرات کے لوگ ہر سالہ کشمکش سے تنگ آئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ احمد آباد چھوڑ کر کہستان مصطفے آباد مین جاے سکونت تلاش کرنی چاہیے اور صغیر و کبیر اس سے نالان ہوئے۔ سلطان محمود نے اس بات کو سمجھ کر مصطفے آباد سے کوچ کیا اور احمد آباد مین آ کر ممالک کا ضبط کرنا امراء کے سپرد کیا اور خود ولایت کرنال کی مضبوطی اختیار کی چنانچہ بہاء الدین عماد الملک کو سونکھ کا حاکم کیا فرحۃ الملک کو حاکم جگت و بت کیا اور نظام الملک کو حاکم مانیر کیا اور خداوند خان وزیر الممالک کو شاہزادہ مظفر کا اتابک قرار دے کر احمد آباد مین چھوڑا اور خود مع ایک جماعت امراء کے مصطفے آباد مین جا کر باغات

وبساتین وعمارات بنانے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد خداوندخان وراے رایان ودیگر امرا نے اتفاق کیا کہ شہزادہ مظفر کو تخت احمد آباد پر بٹھاکر سلطان محمود کو معزول کرین پس عید رمضان کے بہانہ سے عماد الملک ودیگر امرا کو احمد آباد مین بلاکر خلوت مین عماد الملک سے قرآن ہاتھ پر رکھکر راز فاش نہ کرنے کی قسم لیکر اس بھید سے مطلع کیا چونکہ اس وقت عماد الملک کا لشکر تھانہ مین تھا اُسنے یہ امر قبول کیا اور روز عید تک کی مہلت چاہی اور فی الفور معتمد آدمی بھیجکر لشکر طلب کر لیا جو عید سے پہلے ہی احمد آباد مین آگئے - عید کے روز عماد الملک نے فوجین آراستہ کین اور شاہزادہ کے دربار مین جاکر حسب معمول اس کو نماز کے لیے باہر لایا اور بعد نماز کے بحفاظت تمام شہر مین پہونچایا اور خداوندخان وغیرہ جو اس روز اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر آمادہ تھے عماد الملک کے برتاؤ سے کچھ سمجھ کر خاموش رہے گویا کچھ بات ہی نہ تھی اور قیصر خان نے جو سلطان کے مقربین سے تھا یہ پراگندہ افواہین سنکر خلوت مین سلطان سے یہ حال عرض کیا سلطان نے دوست دشمن کے امتحان کے لیے مجمع مین کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ حج کو جاؤن غرض یہ تھی کہ جو موافقت کرے کہ خوب ہے وہ دشمن ہے پھر جہازات تیار کیے اور کئی لاکھ تنکہ عاملون کو اشیاے ضروری خریدنے کے لیے دیے اور خود مصطفےٰ آباد سے کھرلہ گیا اور کشتی مین سوار ہوکر بندر کھمبایت مین اترا اور جب یہ خبر احمد آباد مین پہونچی تو تمام امرا مع شہزادہ کے خدمت مین حاضر ہوئے سلطان محمود نے جس روز اکثر امرا حاضر تھے فرمایا کہ اب چونکہ شہزادہ بڑا ہو گیا ہے اور امرا بھی اُس کے حسب دلخواہ تربیت یافتہ ہین میرے دل مین آتا ہے کہ مہمات سلطنت ان کے سپرد کرکے خود سعادت حج حاصل کرون عماد الملک نے کہا کہ ایک بار سلطان والاشان احمد آباد کو تشریف لے چلین پھر جو کچھ راے عالی ہو مناسب ہے سلطان کچھ سمجھ کے احمد آباد مین آیا اور ایک روز فرمایا کہ جب تک حج کی اجازت نہ دوگے کھانا نہ کھاؤن گا - امرا نے جانا کہ یہ امتحان ہے سب چپ ہو رہے - عماد الملک نے عرض کی کہ بندہ زادہ بھی بڑا ہو گیا ہے امیدوار ہون کہ میری جگہ اس کو دے کر مجھے خدمت سے جدا نہ فرمایا جاے سلطان نے فرمایا کہ خوب ہے اگر میسر ہو لیکن مہمات سلطنت بغیر تمھارے چل نہین سکتے اور جب آفتاب سر پر آگیا یعنی دوپہر ہو گئی اور سلطان بھوکے ہوئے تو عماد الملک کے کہنے سے نظام الملک نے جن کی داڑھی سفید تھی بادشاہ سے عرض کی کہ پہلے سلطان والاشان قلعہ چنپانیر کو حفاظت اہل حرم و خزانہ کے لیے فتح فرماوین پھر بخیر وخوبی سعادت حج حاصل کرنے جاوین سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میسر ہوگا اور طعام طلب فرماکر نوش کیا اور چند روز عماد الملک سے بات نہ کی عماد الملک نے خلوت مین عرض کیا کہ اس بندہ بے قصور کو بے عنایتی کا سبب ظاہر نہین ہوتا - سلطان نے فرمایا کہ جب تک حقیقت حال نہ کہے گا تجھ سے بات نہ کرون گا - عماد الملک نے کہا کہ مین نے مصحف مجید کی قسم کھائی تھی لیکن لاعلاج ہوکر عرض کرتا ہون کہ حقیقت حال یون ہے سلطان نے تحمل کیا اور خداوندخان کو کچھ آزار نہ پہونچایا سواے اس کے کہ اپنے ایک کبوتر کا نام خداوندخان رکھا - اور مدت کے بعد مٹن گیا اور وہان سے عماد الملک اور قیصر خان کو جانور وساجو رسخر کرنے کے لیے روانہ کیا جب یہ دونون روانہ ہوکر

درگاہ حاجی رجب کے پاس اترے تھے تو خداوند خان کی بدبختی نے اپنا کام شروع کیا یعنے اس رکے بیٹے مجاہد خان نے اپنے خالہ زاد بھائی صاحب خان کو ساتھ لیا اور رات کو قیصر خان کے ڈیرے مین گھس کر اس کو قتل کیا اس علت مین کہ اس نے چغلی کھائی تھی سلطان کو گمان ہوا کہ یہ کام ازور خان نے کیا ہی جس کو قیصر خان سے عداوت تھی لہذا اس کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ اتفاق سے مجاہد خان وصاحبخان خود بخود متوہم ہوکر بھاگ گئے اور بادشاہ کو حال کھل گیا تو ازور خان کو رہا کیا اور خداوند خان کو مقید فرمایا اور احمد آباد واپس آئے۔ اس عرصہ مین عماد الملک نے بیمار ہوکر قضا کی اور اس کے بیٹے اعتبار الملک نے باپ کی جگہ پائی اور اس کی وزارت ایسی چمکی کہ خاص وعام اس کے یہان حاضر ہوتے تھے سلطان محمود اس کے بعد مصطفےٰ آباد مین آکر مدت تک رہے اور ماہ رجب ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قصد کیا کہ کچھ لوگ وہان چھوڑ کر چنپانیر فتح کرنے جاوین۔ اتنے مین خبر ملی کہ ملیباریون نے بہت سی کشتیان بناکر سمندر مین رہزنی اختیار کی ہی سلطان نے قصد چنپانیر چھوڑ کر چند جہازات پر مردان جنگی وآلات توپ وتفنگ وتیر مہیا کر کے اپنے ساتھ لے کر ملیباریون پر چڑھائی کی وہ لوگ بھاگے اور گجراتیون نے تعاقب کر کے ان کی چند کشتیان گرفتار کین اور کھمبایت مین واپس آئے اور سلطان بھی پلٹ کر احمد آباد مین آگئے۔ اس سال گجرات مین بارش نہونے سے سخت قحط پڑا اور بکثرت آدمی ہلاک ہوئے اور رعایا کی حالت خراب ہوگئی سلطان نے اسی سال ستاسی کے غرہ ذی القعدہ مین چنپانیر فتح کرنے کے لیے چڑھائی کی۔ یہ حصار بہت بلند پہاڑ پر آسمان سے باتین کرتا ہوا اور اسی سطح کوہ پر دوسرا پہاڑ اس سے بھی بہت بلند ہی اس پر کچ وپتھر سے دیوار مستحکم بناکر مضبوط برج بنائے گئے ہین اس کا حاکم راے تباہی راجپوت تھا اور ہزارون برس سے جس کی ابتدا لوگون کو یاد نہین ہی اس کے باپ دادے حکومت کرتے چلے آتے تھے چونکہ ساٹھ ہزار سوار وپیادے اُن کے ملازم تھے تو تکبر کے ساتھ کسی کی فرمانبرداری نہین کرتے تھے جب راے پناہی کو وہان کی حکومت حاصل ہوئی تو اس نے کمال غرور سے گجرات کے علاقہ رسول آباد پر کئی بار تاخت کی اور وہان کے لوگون کو مسلمان ہونے کی وجہ سے بہت ایذا پہونچائی اور بکثرت مسلمان قتل کیے۔ آخر سلطان محمود انار اللہ برہانہ نے چڑھائی کی اور جب قصبہ ٹرودہ مین پہونچے تو راے تباہی مضطرب ہوا اور متعصب برہمنون کو بہت ملامت کی اور ایلچیون کو بھیجکر معافی مانگی وقبول ہوئی اور عضد الملک وتاج خان وبہرام خان آگے بڑھے اور ساتوین صفر ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین مورچہ بناکر پہاڑ کے نیچے اترے اور راجپوت بھی نکلکر روز لڑتے اور قلعہ مین چلے جاتے تھے۔ سلطان نے ہوشیاری سے خیال کیا کہ شاید بادشاہ غیاث الدین صاحب مالوہ اس کی مدد پر آمادہ ہوا لہذا بڑودہ سے کوچ بہ کوچ روانہ ہوکر چنپانیر چھوڑ کر کے موضع کریاری مین جالوہ کی راہ پر ہی مقام فرمایا۔ راے پناہی نے نہایت اضطراب سے دوبارہ اپنے حاجب اور سونے کے دو ہاتھی اور دیگر تحف ونفایس بھیجکر بہت تضرع وزاری کی کہ میرا گناہ معاف ہو۔ سلطان نے وہ بھی منظور نہ کیا تب راے پناہی نے اطراف کے راجاؤن سے مدد مانگی اور فوج کثیر جمع کر کے قلعہ

سے اترا اور مورچون پر دھاوا کرکے ان کو درہم برہم کر دیا اور بڑھکر سلطان کے مقابل صف آرا ہوا
سلطان نے جناب باری تعالیٰ مین التجا کرکے فوج آراستہ کی اور کفار سے سخت مقابلہ ہوا راجپوت بھی
جان توڑ کر لڑے آخر بہت مارے گئے اور راے مذکور شکست فاحش اُٹھا کر بھاگا اور دس بارہ ہزار
راجپوتون سے قلعہ مین داخل ہوا اور سلطان محمود نے قلعہ کے نزدیک ہوکر چارون طرف سے ملاحظہ
فرمایا اور ہر ایک موقع پر امرار کو مورچل پر مقرر فرماکر محاصرہ کی تاکید فرمائی اور خود موضع کریاری مین لوٹ
گیا اور سید بدر کو راہ کی حفاظت و رسد لانے کے لیے مقرر فرمایا۔ اتفاقاً ایک روز رسد پر راجپوت
ٹوٹ پڑے اور مسلمانون کو قتل کرکے رسد لے گیے۔ سلطان نے خشمناک ہوکر محاصرہ کا دائرہ بہت تنگ
کر دیا اور حکم دیا کہ ساباط قلعہ تک پہونچاؤ۔ راے بناہی نے بالکل عاجز ہوکر اپنے وزیر جنگ سورگہ کو
سلطان غیاث الدین خلجی کے پاس مالوہ بھیجا اور نہایت منت والحاح سے مدد مانگی اور ہر کوچ کے
عوض ایک لاکھ تنکہ نقرہ قبول کیے۔ سلطان غیاث الدین اپنا لشکر آراستہ کرکے روانہ ہوا اور موضع
نعلچہ مین اترا۔ سلطان محمود یہ خبر سنکر افروختہ ہوا اور امرار کو جا بجا محاصرہ کے واسطے تاکید فرماکر خود صاحب مالوہ
کے مقابلہ کے واسطے بڑھا اور جب قصبہ دھور تک پہونچا تو وہان خبر پہونچی کہ سلطان غیاث الدین نے علمار
سے پوچھا کہ جب بادشاہ اسلام کسی قلعہ کفار کا محاصرہ کرے تو کیا شرع مین روا ہی کہ ہم کفار کی مدد کرین
علمار نے کہا کہ ہرگز روا نہین ہی لہذا اُسی وقت واپس ہوکر مندوچلا گیا ہی۔ سلطان محمود نے خوش ہوکر
کچھ تعرض نکیا اور چنیا نیر واپس آکر قصبہ مین جامع مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنیاد ڈالدی۔ اس وجہ سے
ہر کس وناکس کو یقین ہوگیا کہ سلطان بغیر قلعہ فتح کیے نہ جاوین گے بالضرور سب نے محاصرہ و فتح کے
واسطے اہتمام کیا اور سب سے پہلے وہ ساباط تیار ہوگئی جو سلطان نے اپنے اہتمام مین لی تھی اور اُس
کے ساتھ ہی سلطان کے غلام خاص ایاز نام کی ساباط پوری ہوئی ایک روز خاصہ خیل کے سپاہیون
نے ساباط سے دیکھا کہ صبح کے وقت اکثر راجپوت بچا نہ پھرنے و منھ دھونے چلے جاتے ہین
اور مورچہ مین چند آدمی رہجاتے ہین سلطان نے فرمایا کہ ساباط خاص سے کچھ خاصہ خیل والے قلعہ
مین گھس پڑین شاید قلعہ فتح ہو لہذا قوام الملک سرجاندار و لشکریون نے قلعہ مین داخل ہوکر جماعت
کثیر مار ڈالی اور جب راجپوتون نے واقف ہوکر ہجوم کیا تو ان کو بھی بقدرت حق عزوجل مغلوب کرکے
حصار دوم کے دروازہ تک بھگا دیا۔ اتفاق سے چند روز پہلے مغربی جانب بڑی توپ کے گولے سے
بڑے قلعہ کی دیوار مین رخنہ پڑگیا تھا اس جنگ کے وقت سلطان کے خاص غلام ایاز نے موقع
پاکر کچھ سپاہیون کو ساتھ لیا اور رخنہ مذکور پر پہونچ گیا اور اس راہ سے گھس کر کوٹھون کے راستہ سے اُس
چھت پر آیا جس کے نیچے قلعہ کا بڑا دروازہ تھا۔ اس وقت سلطان محمود نے ساباط پر اہل اسلام کا خیال
کرکے حضور کبریا عزوجل کی جناب مین سجدہ کرکے فتح و نصرت مانگی اور فوج کمک کے لیے
مقرر فرمائین۔ راجپوتون نے متحیر ہوکر حملہ بار دوان سپاہیون پر مارا جو دروازہ قلعہ پر جنگ مین مصروف
تھے اگر وہ پڑتا تو ضرور خاصہ خیل والے ہلاک ہوجاتے مگر نصرت و لطف الٰہی شامل حال تھا کہ وہ

حقہ بارود ہوا کے جھونکے سے اُلٹ کر راے بناہی کے صحن مین گرا اور آگ لگ گئی - راجپوتون نے یہ حال دیکھکر اپنی بربادی پر یقین کیا اور زبردستی اپنی عورتین و بچے پکڑکر اُسی آگ مین جھونک دیے اور ہتھیارون سے مسلح ہوکر موت کی لڑائی لڑنے لگے اور صبح کو بتاریخ دوم ذی القعدہ ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین مغلوب و مقہور ہوگئے اور سپاہ اسلام نے غلبہ کرکے قلعہ کا بڑا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ مین گھسکر ہر مقاتل کو تہ تیغ کیا اور سلطان کا علم اس دروازہ پر بلند ہوا اور سب راجپوت حصار کے بڑے حوض پر مجتمع ہوئے اور اس مین نہاکر مرنے پر آمادہ ہوئے کیونکہ بے گناہ بال بچون کو ہلاک کرنے کے بعد سلطان کی عفو سے ناامید تھے اور فوج اسلام مین سے ایک جماعت نے شوق شہادت مین اُن کا مقابلہ کیا اور بہت لوگ شہید ہوئے اور سب راجپوت بھی مارے گیے سواے راے بناہی اور ڈونگرسی اور سورک وزیر کے کہ یہ لوگ زخمی گرفتار ہوئے اور سلطان نے اُن کو معالجہ کے واسطے سپرد کیا اور شکر حق عزوجل ادا کرکے قلعہ کے نیچے ایک شہر آباد کرنے کا حکم دیا اور اس کو بنام سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم محمد آباد موسوم کیا اور راے بناہی سے پوچھا کہ تم نے لڑائی کی نوبت یہان تک کیون پہونچائی اس نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ راج مجھے میراث ملا تھا اور مین بھی یہین پیدا ہوا تھا لاچار تمام لوگون کے طعن تشنیع سے نجات کے لیے مین نے اپنا مرنا گوارا کیا کہ یہ نہ کہا جاوے کہ باپ دادون کی جگہ کھوئی - بادشاہ نے یہ سنکر اُس کی بہت تعریف کی اور اسکی عزت و تکریم کے لائق سب سامان مہیا کردیا - جب وہ زخمون سے اچھا ہوگیا تو رسول آباد کے بہت لوگون نے جو اس کے تیغ ظلم سے ناحق قتل ہوئے تھے داد خواہ ہوئے - سلطان نے علماء سے پوچھا کہ اس کے بچنے کی کوئی صورت ہے - اُنھون نے فرمایا کہ اگر یہ مسلمان ہوجاوے تو ممکن ہے بادشاہ نے اس کو سمجھایا اور وعدہ دیا کہ اگر دین حق منظور کرے تو مین اس کو امارت و راج عطا کرون - اس نے محض انکار کیا اور بادشاہ نے باوجود اس کے پانچ مہینہ تک اس کو قید رکھا اور ہر طرح سے سمجھایا مگر اس نے کہا کہ میری حمیت مقتضی نہین ہے کہ مین اس کو قبول کرون ناچار سلطان نے اس کو مع وزیر کے قصاص مین قتل کردیا پھر سلطان نے مصطفےٰ آباد اپنے چھوٹے شہزادہ خلیل خان کے سپرد کیا اور خود شہر محمد آباد کی تعمیر مین اہتمام فرمایا اور فتح حصار سے پہلے جس مسجد جامع کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے بے شمار ستون تھے پورے اہتمام سے تمام کی اور مدت کے بعد ۹۱۳ھ نوسو چودہ ہجری مین اس کے محراب کے سامنے نہایت خوبصورت منبر بنایا - ایک عزیز نے اس کی تاریخ یون لکھی ہے ؎

حضرت شاہ عاقبت محمود	آن سلاطین پناہ دین پرور	پیش محراب مسجد از تعظیم
منبرے ساخت خوب و خوش منظر	سال تاریخ منبر و محراب	قلمی شد نخطبہ و منبر +

جس سال چنپانیر فتح فرمایا اسی سال ایک معتمد کو احمد آباد روانہ کرکے حکم دیا کہ اس شہر کے گرد شہرپناہ و برج و قلعہ تیار کرین چنانچہ اس کی تاریخ بھی ایک فاضل نے اس آیت مین پائی - مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا حضرت سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے اعمال خیر و آثار پسندیدہ اکثر خلوص کے نمونہ ہین جو بادشاہون کو کم نصیب

ہوئے ازانجملہ سنہ ۸۹۲ آٹھ سو بانوے ہجری مین سوداگرون کی ایک جماعت محمد آباد مین پہونچی اور اُنھون نے فریاد کی کہ ہم لوگ چار سو گھوڑے واسباب تجارت لاتے تھے آبو کے راجہ نے قلعہ سے اُتر کر ہم پر تاخت کی اور گھوڑے مع اسباب لوٹ لیا اور ہم کو ٹکڑون کا محتاج کر دیا۔ سلطان اُنکی آہ وزاری سے درد مند ہوا اور حکم دیا کہ سوداگرون کو گھوڑے واسباب کی قیمت خزانہ سے دے دیجاے اور خود سامان سفر کرکے روانہ ہوا اور دوسری منزل پر مقام کرکے راجہ آبو کے نام فرمان لکھا کہ مین نے سُن لیا کہ تم نے بیچارے سوداگرون کے گھوڑے واسباب سب لوٹ لیا ہے لہذا فرمان پہونچتے ہی جو کچھ تم نے لیا ہے بجنسہ واپس کرو اور سوداگرون کو راضی کرو اور اگر اسکے خلاف ہوا تو قہر بادشاہی کے منتظر رہو جو قہر الٰہی جل جلالہ کا کمترنمونہ ہے۔ یہ فرمان انھین سوداگرون مین سے ایک جماعت کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ راجہ اس فرمان سے آگاہ ہوتے ہی ڈر گیا اور سوداگرون کا استقبال کرکے بہت تکریم وتعظیم کی اور تین سو ستر گھوڑے مع دیگر اسباب جو بجنسہ موجود تھے سوداگرون کے سپرد کئے اور باقی گھوڑے واسباب جو تلف ہوا تھا اُسکی اعلیٰ قیمت دے کر ان کو راضی کیا اور اپنا ایلچی مع پیشکش کے سوداگرون کے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ عفو خطا کے بعد امیدوار ہون کہ حضرت بادشاہی کے ملازمون مین قبول فرمایا جاؤن۔ بادشاہ نے عرضی منظور فرمائی اور وہان سے محمد آباد تشریف لائے اور اس کے گرد برج وبارہ بہت مستحکم تیار فرمائے سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین بہادر گیلانی نے جو بعض امراے سلطان محمود بہمنی کا نوکر تھا بغاوت کرکے بندر گوا اور دابل وغیرہ ولایت دکن پر قبضہ کرکے دس بارہ ہزار سوار سرحد گجرات پر بھیجے اور لوٹ مار سے بہت خرابی کی یہان تک کہ چند جہاز خاصہ سلطانی پر قبضہ کرکے بندر مہایم جلاکر غارت کیا اور چاہا کہ اس کو مسخر کرے۔ سلطان محمود گجراتی نے صفدر الملک کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا کی راہ سے مقرر کیا اور قوام الملک سردار خاصہ خیل کو مع ایک جماعت خاصہ خیل کے خشکی کی راہ سے مہایم روانہ کیا اور صفدر الملک کے جو جہاز وہان تھے وہ پیش قدمی کرکے مہایم پہونچے لیکن اتفاق سے طوفانی ہوا اس شدت سے چلنے لگی کہ سمندر کی موجون مین انکا ٹھہرنا دشوار ہوا اور بیڑہ ٹوٹ کے متفرق ہوگیا اور موجون کی شدت سے جو جہاز ساحل کے قریب تھے انھون نے بہادر گیلانی کے آدمیون سے جو ساحل مہایم پر مقیم تھے امان چاہی اُنھون نے منظور کی لیکن جب یہ لوگ ساحل کے قریب ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ بہادر گیلانی والے غدر کا ارادہ رکھتے ہین لہذا مستعد قتال ہوئے اور اہل قلعہ سے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ سمندر دریاے خون بن گیا لیکن اضطراب امواج سے بالآخر مغلوب ہوئے اور صفدر الملک مع بعض معتبرین کے گرفتار ہوگئے اور سب کشتیان دشمنون کے تصرف مین آگئین اور قوام الملک جب تک مہایم پہونچین دشمن اپنا کام کرکے بہادر کے پاس چلتے ہوئے۔ قوام الملک نے وہان توقف کرکے سلطان محمود کو عرضی بھیجی کہ یہ بندۂ دولتخواہ چاہتا ہے کہ بہادر سے انتقام لے لیکن راستہ بادشاہ دکن کے ملک سے ہے بدون اس کے بہادر تک رسائی ممکن نہین لہذا جیسا حکم ہو بجالاؤن۔ سلطان نے ایلچی مع خط کے سلطان محمود بہمنی کے پاس دکن روانہ کیا اور بادشاہ بہمنی نے حق جوار کی رعایت کرکے باوجود تسلط امرا کے وباوجود تزلزل سلطنت، کے بذات خود لشکر بہادر گیلانی پر لیجاکر اُس کو مار کر صفدر الملک کو

مع جہازات وتحفہ و ہدایاے نفیسہ کے اس امید پر بادشاہ گجرات کے پاس مع خط خاص روانہ کیا کہ بادشاہ گجرات مدد کرکے اس کو اس کے امرار کے تسلط سے نجات دے۔ چونکہ اس کے معاملہ کی اصلاح غیر ممکن نظر آتی تھی بنا برین بادشاہ گجرات نے تغافل وتساہل کیا۔ اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین راے ایدر کے علاقہ راکری پر چڑھائی کی جب بادشاہ اس سرحد مین پہونچا تو راے ایدر بے گفتگو خود بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور چار سو گھوڑے اور چار لاکھ تنکہ طلا و بکثرت ہتھیار و نفایس شاہانہ پیش کرکے جزیہ قبول کیا اور بہت تملق وچاپلوسی کرکے اپنی ولایت کو بچالیا سنہ ۹۰۲ نو سو دو مین ہجری مین سلطان محمود نے اپنی مملکت کا دورہ اس غرض سے کیا کہ حالات سپاہی و رعیت اور عمال کی تعریف وشکایت معلوم کرے اور اس معاملہ مین انصاف کا علم نوشیروان سے بھی اونچا قائم کیا اور سنہ ۹۰۴ نو سو چار ہجری مین الف خان بن الف خان نے جو اس خاندان کا غلام زادہ تھا بغاوت کی اور امیر قاضی پیر جو سلاطین بہمنیہ کے امرار مین سے گجرات چلا آیا اور یہان بھی امیری پر سرفراز تھا" اس غلام زادہ کے دفعیہ کو مقرر ہوا اور اس کو جنگلون و پہاڑون مین بھگاتا پھرا آخر وہ سلطان پور کے راستہ سے مالوہ مین بھاگ گیا اور وہان سے قولنامہ حاصل کرکے گجرات واپس آیا لیکن چند ہی روز بعد خواہ موت سے یا زہر سے مرگیا سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین قاضی پیر مع بعضے امرار کے عادل خان بن مبارک خان فاروقی کے سر پر (جس نے مدت سے باج وخراج نہ دیا تھا) مقرر ہوا اور خاندیس مین داخل ہوکر تاراج کرنے لگا۔ عادل خان نے لاچار ہوکر عماد الملک حاکم برار سے مدد مانگی اور نہ پائی تو مدتہاے گذشتہ کا مال مع نفایس لیکر چنپانیر مین سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور چند روز مین معزز ومکرم واپسی کی اجازت پائی اور بعضے کہتے ہین کہ اس مہم مین خود سلطان محمود دریاے پٹنی تک پہونچے تھے کہ عادل خان نے پیشکش بھیجکر عذر خواہی کی اور سلطان محمود نے رشتہ داری کا خیال کرکے عفو کیا اسی وقت مین دولت آباد کے قلعہ دار ملک اشرف اور ملک وجیہ نے عرضی بھیجکر اظہار کیا کہ سلطان بہمنی تو امیر برید ترک کے قبضہ مین مسخر ہوگیا اور یہ قلعہ ہم دونون کے قبضہ مین آیا ہے اور احمد نظام الملک اس کی طمع مین ہر سال اس پر لشکر کشی کرتا ہے اور بالفعل بھی محاصرہ کیے ہے اگر سلطان اس قلعہ کو اپنی مملکت مین تصور فرماکر معاونت فرماوین تو ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے دسترس کے لائق نذرانہ پیش کرین۔ سلطان نے دکن کی طرف رخ کرکے دو تین منزل پر مقام کیا۔ نظام الملک بحری نے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر جنیر کی طرف کوچ کیا اور دولت آباد والے شاہی نذر لیکر حاضر ہوئے اور سلطان دونون کام کرکے محمد آباد مین آئے۔ چند روز بعد رفیع الدین محمد بن مرشد الدین صفوی کہ زہد وعلم سے موصوف تھے اپنے والد کے طریقہ پر گجرات مین آئے اور محمد آباد مین مجلس سلطانی کو اپنے نور حضور سے منور فرماکر مسند عزت پر قائم ہوئے سلطان محمود نے ان دو زن دیدۂ بصیرت سے خاندان سلاطین بہمنیہ پر توجہ کی کہ کس طرح امراے بے وفا نے تسلط کرکے سلطنت کو مٹایا اور جابجا طوائف الملوکی قائم کرلی اس سے سلطان کو پیش بینی کرنی پڑی چنانچہ سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری مین احمد آباد مین آئے اور تدبیر وحکمت عملی سے بہت سے امراے صاحب اقتدار کو جن کی ذات سے شرارت ودعوے سلطنت کی بو پائی معزول یا مقتول کرکے ان کے بجاے

دوسرے باوضع قائم گیے تاکہ آیندہ اس کی اولاد کے ساتھ سرکشی و مخالفت نہ کرسکین ۔ رخنہ گر ملک سر
انگنده به + لشکر بدعهد پراگنده به + سر نه کشد شاخ نوازسر و بن + تا نزنی گردن شاخ کهن ۔ سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ
ہجری سلطان کو محمد آباد دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا اور وہان تشریف لائے دو تین ماہ سے زائد
نہوا تھا کہ یہ خبر پہونچی کہ امسال کفار فرنگ نے ساحل پر ہجوم کرکے چاہا کہ قلعجات بنا دین اور سلطان روم
نے اپنے دشمنون کی یہ خبر پاکر چند جہازات ان کو روکنے کے لیے روانہ کیے ہین ۔ چنانچہ چند جہازات
رومی گجراتی بندرون مین بھی آگئے ہین ۔ سلطان محمود نے بھی چند جہاز مجاہدین کے بندر دلسی اور دین
و بندر مہایم مین روانہ کیے اور جب خطہ دمن مین پہونچے تو اپنے غلام خاص ایاز کو جو امیر الامرا و سپہ سالار
تھا بندر دیپ سے چند کشتیان فوج و سامان جنگ سے آراستہ دیکر کفار پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور
رومی بڑا جہاز جو اسی غرض سے آیا تھا سپہ سالار ایاز کے ساتھ ہوا اور بندر چیول پر جاکر فرنگیون سے
مقابل ہوا اور عین جنگ مین مسلمانون کے توپ گولے سے فرنگیون کا بڑا جہاز جس پر ان کا امیر البحر اور ایک
کرور کا مال تھا ٹوٹ کر غرق ہوگیا اور ایاز نے فتح پاکر بکثرت فرنگی قتل کیے اور واپس آیا اور ان لڑائیون
مین رومی اگرچہ چار سو نفر شہید ہوئے انھون نے تین ہزار کفار جہنم واصل کیے ۔ سلطان محمود بنادر گجرات
کا پورا بندوبست کرکے محمد آباد مین آیا ۔ چونکہ آشیر مین محمود ذوشاہ فاروقی کے مرجانے سے فتنہ و فساد
پھیلا تھا اور سلطان کے نواسہ عادل خان ولد حسن خان نے عرضی بھیجکر تانا سے مدد مانگی تھی لہذا سلطان محمود نے
تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ مین اس طرف کوچ کیا اور رمضان تربدا کے کنارے
موضع سیلی مین پورا کرکے شوال مین ندربار کی طرف کوچ کیا وہان جاکر معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین حسام الملک
مغل زادہ نے احمد نظام الملک بحری اور عماد الملک کا دیلی کے اتفاق سے عالم خان کو تخت آسیر و برہانپور
چھین کیا اور نظام الملک بالفعل برہان پور مین ہی ۔ سلطان محمود یہ خبر سنکر تھانیسر کی طرف متوجہ ہوا چونکہ بادشاہ
کو کچھ ضعف طاری ہوا تھا خود چند روز توقف کیا اور آصف خان و غریز الملک کو لشکر دیکر نظام الملک و
حسام الدین و عالم خان کی تادیب کے لیے روانہ کیا ۔ نظام الملک بحری نے تھوڑا لشکر عالم خان کی مدد
کے لیے چھوڑا اور دونون کا دیل چلے گئے اور ملک لادن استقبال کے واسطے آیا ۔ آصف خان اس کو
ساتھ لے کر سلطان کی خدمت مین آیا اور چند روز بعد ملک حسام الدین حسام الملک بھی اپنی حرکت سے
پشیمان ہوکر سلطان کے حضور معافی مانگنے حاضر ہوا سلطان نے دونون کو معافی دیکر اعزاز کیا اور
عید اضحی کے بعد اپنے نواسہ عادل خان کو اعظم ہمایون خطاب دیکر چار ہاتھی اور تین لاکھ تنکہ مدد خرچ
دیکر آسیر و برہان پور کی حکومت عطا کی اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دیکر موضع بناس جہان فرہ
پیدا ہوا تھا معافی دیدیا اور عماد الملک کے بیٹے ملک تالہا کو غازی خان خطاب دیا اور عالم شاہ
تھانہ دار تھانیسر کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان
خطاب دیا اور ان سب کو اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور اپنی عمائد مین سے نصرۃ الملک اور مجاہدۃ الملک
گجراتی کو بھی اعظم ہمایون کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور خود سترہ ذی الحجہ کو بقصد واپسی کوچ فرمایا اور

حسام الملک

منزل اول مین ملک حسام الدین کو شہریار خطاب دیکر سلطان پور کا موضع دھتورہ مع دو ہاتھی کے انعام دے کر رخصت دی اور خود تیزی کے ساتھ کوچ کیا اور اثنائے راہ مین برخلاف عادت شہزادہ مظفر خان کے بیٹے شہزادہ بہادر خان کو جو اس سفر مین ہمراہ تھا عمدہ عمدہ گھوڑے عربی وعراقی دنامی ہاتھیون اور دیگر تحف ونفایس کے عطیہ سے سرفراز کیا اور جب محمد آباد کے قریب پہونچے تو اپنے پوتے شہزادہ بہادر خان کو اپنے پاس رکھ لیا اور سلطان مظفر کو اس کی جاگیر بڑودھ کو رخصت کیا۔ سلطان کی غیبت مین اعظم ہمایون نے سلم الدین شہریار کو قتل کرکے اس کے ساتھیون کو عموماً قتل کر دیا جب ربیع الاول ۹۱۴ھ نوسو چودہ مین یہ مفصل حال سلطان محمود کو پہونچا تو فرمایا کہ جو شخص ایک جگہ حق نمک کی پاسداری نہین کرتا آخر برباد ہوتا ہی اسی عرصہ مین اعظم ہمایون نے برہان پور سے عرضی بھیجی کہ شیر خان وسیف خان جن کے قبضہ مین قلعہ آسیر ہی دونون نے اتفاق کرکے نظام الملک بحری کو خط لکھا ہی اور وہ عالم خان کو اپنے ہمراہ لے کر راجہ کالنہ کو موافق کرکے اپنی سرحد پر آیا ہی اگر آگے بڑھے گا تو ضرور اس سے لڑون گا۔ سلطان محمود نے پانچ لاکھ تنکہ نقرہ اعظم ہمایون کو بھیجے اور دلاور خان وقدر خان وصفدر خان ودیگر امرا کو حکم دیا کہ اعظم ہمایون کی کمک کرین اور جواب مین لکھا کہ وہ فرزند خاطر جمع رکھے کہ ضرورت ہو تو مین خود اس طرف آؤن گا اور نظام الملک جو ایک بادشاہ دکن کا غلام ہی اس کو یہ جرأت کہان کہ اس فرزند کی ولایت مین قدم رکھے۔ ہنوز امرائے مذکور روانہ ہوئے تھے کہ بڑودھے شہزادہ مظفر اپنے والد کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اور اپنے بھائی اعظم ہمایون کے لیے سات لاکھ تنکہ لیکر بذریعہ امرا روانہ کیے اور چند روز کے بعد نظام الملک بحری کا حاجب محمد آباد مین آیا اور نظام الملک کا ایک خط بادشاہ کے نام لایا جس کا مضمون یہ تھا کہ خانزادہ عالم خان اپنی جانب سے ملتجی ہوا ہی توقع یہ کہ ولایت آسیر وبرہان پور کا ایک ٹکڑہ اس کو عنایت فرماوین۔ سلطان اس خط سے خشمناک ہوا اور فرمایا کہ نظام الملک سلاطین بہمنیہ کا غلام تھا اس کو یہ مرتبہ نہین کہ عرض داشت چھوڑکر بادشاہ کو خط لکھے اگر آیندہ ایسی حرکت کرے گا تو پوری گوشمالی پاوے گا۔ نظام الملک بحری یہ خبر سنکر فی الفور احمد نگر کی طرف کوچ کر گیا اور امرائے مذکور جب قصبہ نندربار پہونچے تو شیر خان وسیف خان نے امان مانگی اور وہان سے دکن چلے گئے اور اعظم ہمایون کو لشکر گجرات سے قوت حاصل ہوئی تو اس نے راجہ کالنہ کی ولایت پر حملہ کیا اور ابھی چند پرگنہ تاراج کیے تھے کہ وہان کے راجہ نے پیشکش بھیجکر اپنی تقصیرات سے معافی مانگی اور عادل خان نے آسیر مین آکر دلاور خان کو تعظیم وتکریم کے ساتھ گجرات رخصت کیا ۹۱۶ھ نوسو سولہ ہجری مین سلطان سکندر خان لودھی نے ازروے اخلاص ومحبت کے کچھ سوغات دیکھے سلطان محمود کے واسطے بھیجے اور اس سے پہلے کبھی کسی بادشاہ دہلی نے بادشاہ گجرات کو تحفہ نہین بھیجا تھا۔ اور اسی سال کے ماہ ذی الحجہ مین سلطان نے پرگنہ نہروالہ کی جانب سواری فرمائی اور وہان کے علما وصلحا وفقرا کو انعامات واتفات خاص سے خوشدل کیا اور فرمایا کہ یہان آنے سے غرض یہ تھی کہ حضرات مخدومین کی زیارت سے مشرف ہوکر وداع کرون شاید دوبارہ دیدار کی اجل فرصت نہ دے۔ علما واکابرین سے ہر ایک نے بہ اخلاص دعا دی اور سلطان اسی مجلس سے سوار ہوکر مشایخ پٹن رحمہم اللہ تعالے کی زیارت

علم اصل فارسی مین سال ۹۱۶ھ کے واقعات لکھنے کے بعد یہ عنوان قائم کیا ہی اور ۹۱۷ھ کے واقعات اسی عنوان کے نیچے لکھے ہین

کو گیا اور بعد فراغت احمد آباد مین جاکر شیخ کھتو رحمہ اللہ تعالے کی زیارت سے فارغ ہوکر محمد آباد چنپانیر مین واپس آیا اور جب بدن شریف مین ضعف دیکھا تو شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کرکے نصائح دلپذیر فرمائے اور چار روز بعد جب صحت کے آثار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ کی طرف رخصت دی لیکن پندرہ روز بعد پھر بیماری نے عود کیا کہ نہایت ضعیف و نزار ہوگئے اور فوراً شاہزادہ مظفر کو طلب فرمالیا۔ اسی عرصہ مین فرحۃ الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران نے بابکار بیگ قزلباش کو ایک جماعت قزلباش سے تحفہ ہاے نفیس کے ساتھ بطور ایلچی گری بھیجا ہی۔ سلطان محمود نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے قزلباشون کی صورت نہ دکھاوے کہ ظلم و بدعت ایجاد کرکے اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہین۔ سلطان عاقبت محمود کی دعا قبول بارگاہ احدیت ہوئی کہ ہنوز بابکار بیگ قزلباش وہان نہ پہنچا تھا کہ سلطان نے عصر کے وقت بروز دوشنبہ ۱۰ رمضان ۹۱۷ھ نو سو سترہ ہجری کو اس دار ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار فرمایا ایک مہینہ کم اسّی برس کی عمر شریف تھی ازانجملہ پچپن سال و ایک مہینہ دو روز بادشاہت کی۔ مناشیر مین اس کا لقب خدایگان حلیم لکھتے تھے اور محمود بیکرہ بھی کہتے ہین و بیکرہ ایسے بیل کا نام ہی جس کے سینگ اوپر جاکر حلقہ کیے ہون چونکہ بادشاہ کی مونچھین اسی شکل پر تھین بیکرہ کہنے لگے مگر شاہ جمال الدین حسین انجو سے یون سنے مین آیا کہ جب سلطان نے دو مشہور قلعہ کرنال و چنپانیر فتح کیے تب سے بیکرہ یعنی دو قلعہ والا۔ لقب ہوا اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہی۔ سلطان محمود انار اللہ برہانہ مین صفات کریمہ بہت خوب جمع تھین شجاعت مین کامل سخاوت مین نامی۔ بہت مہربان و بردبار حلیم اور بہت حیا و ادب عقل و فراست اور راست گوئی ایسی کہ کبھی اپنے قول سے خلاف نہ کیا۔ باوجود ان تمام اوصاف کے بہت متشرع و خدا ترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا۔ شکار کا بہت شوق تھا اور حیا اس درجہ تھی کہ تنہائی مین بھی نامحرمون سے پاؤن پوشیدہ رکھتا۔ اس کی زبان پر گالی کبھی نہ آتی۔ طبقات محمود شاہی والا لکھتا ہی کہ سلطان باوجودیکہ نازک بدن تھا بچپن سے وفات تک ایام سفر مین اور جنگ کے روز زرہ و جوشن ایسا پہنتا تھا کہ پلٹین اس کو اٹھانے مین گھبراتے تھے اور کمر پر تین سو ساٹھ تیرون کا ترکش باندھتا اور شمشیر و نیزہ اس کے علاوہ تھا۔ مترجم کہتا ہی کہ اکثر صلحا سے اس کا مرتبہ اس وجہ سے بھی زیادہ نظر آتا ہی کہ اس نے حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور صدق اعتقاد اس کے آثار و اطوار سے ظاہر ہی رحمہ اللہ تعالیٰ برحمتہ الواسعہ ۔

ذکر سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی کا۔

جب سلطان محمود نے اس جسم کے تنگ کوچہ سے وسعت آباد روحانی مین مقام فرمایا تو دو گھڑی رات گزرے جس کی صبح کو تیسری رمضان روز سہ شنبہ تھا شاہزادہ مظفر نے بڑودہ سے محمد آباد مین پہونچکر تخت نشینی پر جلوس کیا۔ امرا و معارف نے نذر و نثار کے بعد حسب الحکم بادشاہ مغفور جانب قصبہ سرکھیج

روانہ کی تاکہ مزار فائز الانوار قدوۃ المشائخ السالکین شیخ کھنو کے احاطہ مین دفن کرین اور عزیز الملک کو دو لاکھ تنکہ نقرہ وطلا حوالہ کیے کہ اس قصبہ کے مستحقین پر تقسیم کرے اور تمام ارکان مملکت کو خلعتین دین اور بعضون کو مناسب خطابات عطا کیے اور اسی روز منابر اسلام پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ بادشاہ بروز پنجشنبہ بستم شوال ۹۷۵ھ نو سو پچھتر ہجری مین پیدا ہوا تھا۔ تاریخ ولادت کا مصرع تاریخ یہ ہے ۹ سال میلادش کہ باد تا ابد در ملک جود ۹۰۰ صد و ہفتاد و پنج از ہجرت خیر البشر ۔ سلطان مظفر نے ابتداے شاہی مین اپنے خاصہ خیل مین سے ملک خوش قدم کو عماد الملک اور ملک رشید کو خداوند خان خطاب دے کر وزارت پر مقرر فرمایا اور جب شوال سال مذکور مین یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمٰعیل صفوی بنواح محمد آباد مین پہونچا تو سلطان مظفر نے تمام امرا کو اس کے استقبال کے لیے روانہ کیا اور بیگ نے احسان سے اس کا خیر مقدم کیا۔ یادگار بیگ وہ تمام تحائف جو سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے حضوری کے لیے لایا تھا شاہ مظفر کے حضور مین پیش کیے اور بادشاہ نے اسکو مع ساتھیون کے خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور سراے خاص ان کے رہنے کو عنایت فرمائی اور ہر طرح ان کی تکریم کی گئی۔ چند روز بعد بڑودہ مین جاکر دولت آباد اس کا نام رکھا اور اسی روز شادی آباد مندو (دار الحکومہ مالوہ) کے بادشاہ کا بیٹا صاحب خان اپنے بھائی کے خوف سے بھاگ کر بڑودہ پہونچا سلطان مظفر نے امرا کو استقبال کے لیے بھیجا تاکہ پوری عزت سے شہر مین لائے اور ملاقات کے بعد چند روز لوازم ضیافت مین گزرے پھر بادشاہ وہان سے محمد آباد مین آیا اور قیصر خان کو قصبہ دھولکہ بھیجا تاکہ سلطان محمود خلجی و احوال مملکت مالوہ و اوضاع امرا غور سے مشاہدہ کرکے تحقیقی خبرین پہونچاوے چونکہ اس عرصہ مین موسم برسات آگیا اور لوگ جہان جس نے پناہ پائی مقیم ہوا تاکہ یہ موسم گزرے تو کامون کی طرف توجہ ہو صاحب خان نے گھبراکر پیغام بھیجا کہ اس فقیر کو حاضر ہوئے مدت گزر گئی اور ہنوز اپنے کام کا کچھ انجام نظر نہین آتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد برسات کے نصف ولایت مالوہ جس طرح ہو بادشاہ محمود خلجی کے قبضہ سے نکالکر تم کو سپرد کرون گا۔ چونکہ صاحب خان کا ستارہ گردش مین تھا اس کا انجام اس وجہ سے نہ ہوا کہ صاحب خان کا قرب و جوار قزلباشون سے پیدا ہوا جن کو گجراتی لوگ سرخ ٹوپی والے کہا کرتے تھے ایک روز اتفاق سے صاحب خان و یادگار بیگ کے نوکرون مین کسی بات پر باہم تکرار ہوئی اور جنگ کی نوبت آگئی اور یادگار بیگ کا گھر لٹ گیا آخر قزلباشون نے تیرون سے کچھ لوگ مجروح کیے اور لشکر گجرات مین یہ افواہ پھیل گئی کہ یادگار بیگ نے صاحب خان کو گرفتار کرلیا اس کنایہ آمیز طعن سے شہزادہ صاحب خان خشمناک ہوا اور بغیر اجازت سلطان کے آسیر چلا گیا اور وہان سے کاویل جانا شاید عماد الملک دکنی اور حاکم برہان پور کی تحریک سے ہوا اور مفصل حال طبقۂ حکام مالوہ کے ذیل مین آوے گا صاحب خان کے جانے کے بعد سلطان مظفر کو یہ خبرین پہونچین کہ سلطان محمود خلجی مغلوب ہوتے جاتے ہین اور پوربیہ راجپوت غالب ہوتے جاتے ہین سلطان مظفر نے غیرت کھاکر عزم کیا کہ سلطان خلجی کی مدد کرکے پوربیون کو مغلوب کرے اس ارادہ کے اہتمام مین اول احمد آباد آیا کہ وہان کے

بزرگ زندہ و مردہ سے استمداد ہمت کرے اور سرحدون کو مضبوط کرے پھر مالوہ جاوے۔ احمد آباد مین آکر ایک ہفتہ توقف کیا وہان سے کوچ کیا اور لشکرون کے جمع ہونے تک پندرے توقف ہوا اسی عرصہ مین سنا کہ ملک عین الملک حاکم ٹھٹھہ اپنی فوج لیے ہوئے بقصد طازمت آتا تھا راہ مین اس کو معلوم ہوا کہ ایدر کا راجہ راے بھیم فرصت پاکر دریاے سانیر تک تاخت لایا۔ ملک عین الملک نے ازراہ دولتخواہی قصد کیا کہ پہلے راے بھیم کو مقہور کرلے تب خدمت مین جاوے۔ راجہ بھیم نے دوسرون سے مدد لے کر بڑی جمعیت بہم پہونچائی تھی اور عین الملک کے مقابلہ مین بڑی فوج لایا اور لڑائی بہت سخت واقع ہوئی اور امیر عبد الملک مع دو سو آدمیون کے شہید ہوا اور عین الملک نے جنگ سے منہ پھیرا سلطان مظفر یہ سنکر ادھر متوجہ ہوا جب قصبہ مہراسہ مین پہونچا تو جاعتون کو تاخت و تاراج کے لیے روانہ کیا اور راے ایدر قلعہ ایدر خالی کرکے کوہ بیجانگر مین مختفی ہوا اور سلطان مظفر جب ایدر پہونچا تو وہان کوئی نہ تھا سواے دو راجپوت کے جو عمداً رہنے کے لیے وہان رہے تھے اور بذلت و خواری قتل ہوئے اور وہان کی عمارات بت خانہ و باغ و درخت وغیرہ سے کچھ نشان باقی نہ رہا۔ راجہ ایدر نے عاجز ہوکر گوپال نام ہندو کو سلطان کے حضور مین بھیجکر معذرت چاہی اور عرض کی کہ عین الملک کو اس خادم سے سخت عداوت ہے اسنے اس ولایت کو تاخت و تاراج کرنے کا قصد کیا تھا اسوجہ سے فدوی سے یہ گستاخی سرزد ہوئی اور اگر ابتدا سے کوئی تقصیر میری جانب سے ہوتی تو البتہ سلطانی سزا و غضب کا مستحق تھا اب مبلغ بیس لاکھ تنکہ اور سو گھوڑے بطریق پیشکش کے حضور کے وکلا کے ہاتھ نذر کرتا ہون تاکہ معافی بخشی جاوے۔ چونکہ سلطان مظفر کو مالوہ مسخر کرنے کی فکر پڑی تھی اس کا عذر قبول کرکے گودھرہ گئے اور دہ بیس لاکھ تنکہ و سو اس اسپ ملک عین الملک کو عطا کیے کہ سامان کرے اور موضع گودھرہ سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت پر رخصت کیا جب قصبہ دھورہ مین پہونچے تو قیصر خان کو حکم دیا کہ موضع دیولہ کو سلطان محمود خلجی کے نوکرون سے چھین لے اور خود بادشاہ موضع دھار کیطرف متوجہ ہوا۔ جب دھار کے عمائد استقبال کو نکلے اور امان مانگی تو سلطان نے امان دے کر قوام الملک اور افتخار الملک بن عماد الملک کو رعایاے دھار کی حراست کے واسطے پہلے روانہ کیا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ سلطان محمود خلجی پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے کر امراے چندیری پر گیا ہے جنھون نے بغاوت کی تھی۔ سلطان مظفر نے اپنے امرا کو دھار سے واپس بلا لیا اور فرمایا کہ اس سفر سے اصلی غرض یہ تھی کہ کفار پوربیہ کو دور کرکے ولایت کو سلطان محمود اور صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین کے درمیان تقسیم کرون اب معلوم ہوا کہ سلطان محمود انھین پوربیہ راجپوتون کو ساتھ لے گیا ہے ایسی حالت مین ان کے ملک مین داخل ہونا جوانمردی و مردت سے بعید جانتا ہون۔ لیکن جب قوام الملک نے آکر دھار کے آہو خانہ کی تعریف بیان کی تو سلطان کو سیر و شکار کی رغبت نے لیا اور قوام الملک کو لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑکر دو ہزار سوار و ڈیڑھ سو ہاتھی ساتھ لے کر دھار کا قصد کیا اور وہان پہونچکر اسی روز عصر کو بمت مزار شیخ عبد اللہ چگال اور شیخ کمال الدین مالوہی کی زیارت کو گیا۔ نقل ہے کہ راجہ بھوج پانچ

کے زمانہ مین راجہ کا وزیر پرج مل تھا جو خاص طریقہ سے داخل اسلام ہوکر بنام شیخ عبداللہ موسوم ہوا اور مجاہدات و ریاضات سے کمالات نفسانی کو پہونچا اور اب ان کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہی للقصہ جب موضع دلاورہ مین شکار نہ رہا تو نظام الملک آگے بڑھکر موضع تغلچہ مین آیا اور مراجعت کے وقت کچھ پوربیہ راجپوتون نے پہونچکر اس کے باقی آدمیون کو مزاحمت پہونچائی۔ سلطان مظفر نے اس پر واقف ہوکر نظام الملک کو عتاب و خطاب کیا اور وہان سے محمد آباد دھنپا نیر مین آیا۔ ان دنون راجہ ایدر مرگیا تھا اور اس کا بیٹا راجہ بہارمل قائم مقام ہوا لیکن رانا سنگا نے قلعہ و ولایت اندر اس سے چھین کر اپنے داماد رائے مل بن سورج مل کو دی اور بہارمل بھاگ کر سلطان مظفر سے ملتجی ہوا سلطان نے غرہ شوال سنہ ۹۳۱ نوسو اکیس ہجری کو فرمان بنام نظام الملک صادر فرمایا کہ اس نے جاکر ولایت ایدر و قلعہ رائے مل سے لے کر بہارمل کے سپرد کردی اور اس عرصہ مین سلطان مظفر احمد نگر گیا اور راہ مین خداوند خان کو لشکر کی حراست پر چھوڑکر خود پٹن گیا اور وہان کے ساکنین کو عموماً اور علما و فضلا کو خصوصاً نوازشات و انعامات سے مسرور فرماکر لشکر مین واپس آیا۔ ادھر نظام الملک نے رائے مل کو مستاصل کرنے کے لیے کوہ بجانگر پر چڑھائی کی جہان رائے مل متحصن ہوا تھا اور طرفین سے بہت لوگ مارے گئے سلطان مظفر نے یہ خبر سنکر نظام الملک کو لکھا کہ جب ایدر قبضہ مین آگیا تو مفت سپاہیون کو ضائع کرنے کے لیے بجانگر پر چڑھائی بیکار ہی نظام الملک وہان سے احمد نگر مین حاضر خدمت ہوا۔ سلطان اس کو احمد نگر مین چھوڑکر احمد آباد مین آیا اور حشن عظیم کرکے شاہزادہ سکندر خان کا بیاہ کیا اور امرا و معارف شہر کو اسپ و خلعت سے سرفراز کیا اور برسات کے بعد بطور سیر و شکار کے ایدر گیا اور جب نظام الملک حاکم احمد نگر بیمار ہوا تو وہان اطبائے نامی بھیجے اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین محمد آباد گیا اور وہان سے نصرۃ الملک کو ایدر بھیجکر نظام الملک کو اپنے حضور مین طلب کیا اور نظام الملک یہ خبر سنکر نصرۃ الملک کے پہونچنے سے پہلے ظہیر الملک کو سو سوار سے ایدر مین چھوڑکر خود جلدی کرکے محمد آباد روانہ ہوا اور رائے مل نے موقع پاکر ایدر پر تاخت کی اور ظہیر الملک نے باوجود کثرت دشمن کے مقابلہ کرکے ستائیس آدمیون سے شہادت پائی۔ سلطان مظفر نے نصرۃ الملک کو فرمان لکھا کہ بجانگر پر تاخت کرے جہان متمردو رہزن پناہ لیتے ہین۔ اس عرصہ مین شیخ حامد جو اپنے زمانہ کے پیشوا تھے اور حبیب خان متقطع بوجہ تسلط پوربیہ کے مندو سے بھاگ کر خدمت مین حاضر ہوئے اور پوربیہ راجپوتون کے مظالم کی شکایت کی اور چند روز بعد دار و فہ دھور پہونچا کہ راجپوتان پوربیہ کے غلبہ سے سلطان محمود خلجی بھی مندو سے بھاگے اور سرحد گجرات پر آگئے ہین جب موضع بہلور مین پہونچے تو بندہ نے سلطان کی خدمت مین پہونچکر حتی الوسع خدمت کی۔ سلطان مظفر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور قیصر خان کو مع سراپردہ و بارگاہ سرخ وغیرہ جمیع کارخانجات بادشاہی مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان خلجی کی خدمت مین روانہ کیا اور پیچھے سے خود بعزم استقبال سوار ہوا اور نواح دیوالہ مین دونون بادشاہون مین ملاقات ہوئی اور سلطان مظفر نے بہت دلجوئی کی اور کہا کہ جمال و اولاد کی مفارقت سے خاطر مکدر نہ فرمایئے کہ انشاء اللہ تعالے عنقریب جماعت پوربیہ

کا استیصال کر کے مملکت مالوہ بالکل مصفا خدمت مین نذر ہوگی اور وہین سے اجتماع عساکر کا حکم نافذ فرمایا اور تھوڑے ہی دنون بعد لشکر بے شمار لیکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب مندلی راے پوربیہ نے سنا تو تھورا راے کو مع جماعت راجپوتون کے قلعہ مندو مین چھوڑا اور خود دس ہزار سوار و فیلان محمودی لے کر دھار کو آیا اور وہان سے رانا سانگا کے پاس کمک لینے گیا اور سلطان مظفر نے فوج مندو کی طرف روانہ کی اور راجپوت بھی قلعہ مندو سے نکلکر خوب لڑے آخر قلعہ مین بھاگ گئے دوسرے روز پھر نکلکر سخت لڑائی کی اور قوام الملک نے متواتر سپاہیون کو نمایان کر کے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور سلطان مظفر نے اطراف قلعہ کو امرا پر تقسیم کر کے محاصرہ تنگ کیا۔ اس عرصہ مین مندلی راے نے راے تھورا کو لکھا کہ مین رانا سنگا کے پاس پہونچا اور بہت جلد تمام مالوہ اور کے راجپوتون کو مع نواح کے کمک پر لاتا ہون تجھے لازم ہو کر ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو لیت و لعل مین معطل رکھ۔ تھورا راے نے مکر و فریب سے اپنی یہ سمجھے کہ سلطان عالیشان کو معلوم ہو کہ بہت سے قلعہ مندو پر راجپوتون کا قبضہ ہو اور ان کے عیال و اطفال اس مین ہون جو ہین اگر سلطان کرم فرما کر محاصرہ کشادہ فرماوین تاکہ یہ جماعت یہان سے نکلجاوین تو مین بھی حضور مین حاضر ہو کر خدمتگاری مین مصروف ہون سلطان نے سمجھ تو لیا کہ غالبًا وہ کمک کا منتظر ہے لیکن چونکہ سلطان محمود خلجی کے اہل و عیال بھی قلعہ مین تھے ناچار منظور کیا اور دو تین کوس پیچھے ہٹ گئے جب بیس روز تک کچھ آثار خاصہ نہوئے اور یقین ہوا کہ اس نے فریب کیا اور راے مندی نے بہت سے ہاتھی و خزانہ رانا سنگا کو دے کر اس کو نواح اوجین مین کمک کے لیے بلایا ہے تو سلطان مظفر نے غیرت کھا کر عادل خان فاروقی کو جو ابھی آسیر و برہان پور سے لشکر قوی لے کر شامل ہوا تھا ہمراہ قوام الملک کے رانا سنگا سے لڑنے کو بھیجا اور خود جا بجا امرا کو معین کر کے قلعہ پر لڑائی ڈالی اور چار روز تک متواتر شب و روز جنگ قائم رکھی کہ اندر والے خواب و آسایش سے محروم رہے پانچوین روز شروع رات سے لڑائی موقوف کر دی اور راجپوتون نے نہایت خستگی مین تکیہ پر سر رکھا اور خواب عدم مین غافل ہوئے۔ ادھر سلطان بیدار بخت نے آدھی رات کو کچھ فوج دلیر روانہ کی یہ قلعہ کے نیچے پہونچے اور غافل پاکر نردبان لگا کر قلعہ پر پہونچے اور محافظان دروازہ کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیا کہ فوج فوج لشکری قلعہ مین داخل ہو گئے اور امراے راجپوت اس وقت ہوشیار ہوئے کہ موت اُن کے سر پر تھی ناچار سب نے حسب دستور اہل و عیال قتل کرنے مین اور جلانے مین جلدی کی لیکن سلطان مظفر نے صبح ہوتے ہی چودھوین صفر ۹۲۴ھ نوسو چوبیس ہجری کو قتل عام راجپوتون کا حکم دیا چنانچہ انیس ہزار راجپوت اس روز مارے گئے اور ان کے اہل و عیال سب گرفتار ہوئے جب سلطان ان کے قتل سے فارغ ہوا تو سلطان محمود خلجی نے حاضر ہو کر تہنیت و مبارکباد ادا کی اور پوچھا کہ اس غلام کے حق مین کیا حکم ہے سلطان مظفر نے کمال مروت سے جو کم کسی بادشاہ سے ظاہر ہوئی ہوگی یون فرمایا کہ میری غرض اس مشقت اٹھانے سے یہ تھی کہ تجکو مندو مین مالوہ کا بادشاہ بناؤن اب یہ قلعہ و مملکت تجھے مبارک ہو اور وہان سے سوار ہو کر اپنے لشکر مین تشریف لائے اور دوسرے روز رانا سنگا سے

نے کو کوچ فرمایا۔ اس عرصہ مین ایک نامی راجپوت جو قلعہ مندو سے بچکر نکل بھاگا تھا رانا کے لشکر مین پہونچا
راس نے سلطان مظفر کے قتل عام و شدت انتقام کو بیباک صورت سے بیان کیا اور ہاے کرکے گرا
لیا۔ رانا و اس کے ساتھیون کے چھتے پھٹ گئے اور چہرے زرد پڑ گئے اور بادشاہ کے کوچ کی خبر
تو بے اختیار بدحواس بھاگا اور جیپور مین جاکر دم لیا اور عادل خان فاروقی نے تعاقب کرکے
کے پچھلے لشکرون کو نیست و نابود کر ڈالا اور سلطان مظفر نے عادل خان کو طلب فرمالیا اسی روز
طان محمود خلجی مندو سے دھار مین آیا اور ادب سے استادہ ہوکر عرض کی کہ حضرت بادشاہ بجاے
ے باپ و چچا کے ہین امیدوار ہون کہ اس فقیر کے مکان پر قدم رنجہ فرماکر میرے کلبۂ تاریک
پنے قدوم سے منور فرماوین۔ سلطان نے منظور فرماکر شاہزادہ بہادر خان و لطیف خان کو اور
ل خان حاکم آسیر و برہان پور کو ساتھ لے کر رات کو قصبہ نعلچہ مین قیام کیا صبح کو ہاتھی پر سوار ہوکر
مندو مین داخل ہوکر سلطان محمود کے مکان مین قیام کیا اور سلطان محمود نے مہانداری مین کوشش
در خود کھڑے ہوکر خدمت کی اور طعام سے فراغت کے بعد ہر قسم کے نفایس سے بادشاہ کے لائق نذرانہ
ں کیا اور ہر ایک شاہزادہ کے آگے بھی رکھا اور بہت عذر خواہی کی۔ سلطان وہان سے سلاطین قدیم
عمارات کی سیر کرکے دھار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے سلطان خلجی کو رخصت دے کر
ہزار سوارون کی کمک کے لیے آصف خان کے ہمراہ چھوڑے اور خود گجرات کو روانہ ہوئے
مان محمود باوجودیکہ رخصت پا چکا تھا کمال محبت سے بطور مشایعت کے موضع ہولہ تک آیا اور وہان
رخواجازت حاصل کرکے مندو کو روانہ ہوا۔ سلطان مظفر چند روز محمد آباد چنپانیر مین رہا اور اکابر و
ت دور دور سے مبارکباد کے لیے حاضر ہوئے اور انعام شاہی سے کامیاب ہوکر خوش و
واپس ہوئے۔ اس عرصہ مین ایک ندیم نے عرض کیا کہ جس زمانہ مین سلطان نے تسخیر مالوہ
مد فرمایا تھا ایدر کے راجہ راے مل نے بیجانگر سے نکل کر پٹن کے ایک حصہ و نواح کے قصبات
راج کیا اور جب نصرۃ الملک نے اس کی طرف توجہ کی تو جاکر بیجانگر کے پہاڑی غارون و جنگلون
حبس رہا۔ سلطان نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالے بعد برسات کے اس کی معقول فکر کی جاویگی
سنہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین اس قصد سے ایدر کیطرف گیا اور راجہ مل جہان راے مل کا ٹھکانا تھا
اس کی ولایت کو خاک سیاہ کر ڈالا اور چند روز بعد نصرۃ الملک کو ایدر مین چھوڑ کر خود محمد آباد مین آیا
ں کے نام ایک خط محبت لکھکر چند سردارون کی کمک دے کر خوش کیا اور اس کے چند ہی روز
د بھی بطریق شکار کے ایدر مین گیا اور وہان عمارات کی نیو رکھی اور نصرۃ الملک کو اپنے ہمراہ
دین لایا اور ایدر کی حکومت مبارز الملک کو عطا فرمائی اور قوام الملک کو احمد آباد مین چھوڑ کر خود
دین آیا۔ اس عرصہ مین یہ واقعہ ہوا کہ مبارز الملک کے خدمت مین کسی شاعر نے رانا سنگا کی
ی و مردانگی کا ذکر کیا اور مبارز الملک نے کمال نخوت و غرور سے رانا کے حق مین یہ کلام
زبان سے کہے کہ رانا سنگا نام رکھکر ایدر کے دروازہ پر باندھا اور وہی شاعر ہندی یہان سے

رانا سنگا کے پاس گیا اور یہ سب حال نقل کیا۔ وہ حمیت وغیرت مین آگیا اور جہان تک ہو سکا فوجین لیکر ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور مبارز الملک کے جاگیر کے حدود تاخت وتاراج کرکے ولایت باکرہ مین پہونچا اور باکرہ کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا مطیع تھا لیکن مضطر ہوکر اس سے مل گیا اور رانا وہان سے ڈونگرپور مین آیا۔ مبارز الملک نے حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع دی چونکہ بادشاہ کے وزرا کا دل مبارز الملک سے صاف نہ تھا بادشاہ سے عرض کی کہ مبارز الملک کی یہ حرکت کچھ لائق نہ تھی کہ ایک کتے کا نام رانا سنگا رکھکر اس کو غیرت مین لاوے اب ڈر کر کمک مانگتا ہی سلطان نے مدد بھیجنے مین تامل کیا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ ایدر کی مدد کے لیے سلطان نے جو لشکر مقرر فرمایا تھا ان مین سے اکثر سپاہی برسات کی وجہ سے احمد آباد مین آئے تھے مبارز الملک کے پاس تھوڑے لوگ تھے۔ مبارز الملک پریشان ہوا اور رانا سنگا نے حالات معلوم کرکے ایدر کی طرف توجہ کی اور مبارز الملک چند سردارون کے ساتھ باوجود قلت فوج کے ایدر سے نکلا لیکن بدون مقابلہ کے ایدر مین واپس آیا۔ سردارون نے کہا کہ فوج کی قلت سب پر ظاہر ہوچکی ہی مدد پہونچنے تک قلعہ احمد نگر مین محصور ہو جائیے اور خواہ مخواہ مبارز الملک کو لیکر احمد نگر چلے گئے۔ دوسرے روز صبح کو رانا سنگا ایدر مین پہونچا اور مبارز الملک کا تعاقب کیا۔ زمینداران گجرات جو قوام الملک کے پاس سے بھاگ کر رانا سنگا سے مل گئے تھے کہنے لگے کہ مبارز الملک بھاگنے والا نہین ہی لیکن امرا اس کو زبردستی قلعہ احمد نگر مین لے گئے ہین۔ رانا سنگا فوراً ایدر سے احمد نگر روانہ ہوا اور وہی ہندی کبت جس نے مبارز الملک سے رانا سنگا کی تعریف کی تھی پھر آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا سنگا بڑی فوج لیے ہوئے آیا ہی اور آپ ایسے بہادرون کا مفت مارا جانا قابل افسوس ہے آپ قلعہ مین متحصن ہو جاوین کہ رانا قلعہ کے نیچے اپنے گھوڑے کو پانی پلاکر واپس چلا جائیگا۔ مبارز الملک نے کہا کہ یہ غیر ممکن ہی کہ بغیر جنگ اس کو اس ندی سے پانی پلانے دون اور اسی وقت اپنی قلیل فوج جو رانا کے مقابلہ مین سوان حصہ بھی نہ تھے ساتھ لیکر ندی سے پار ہوکر مقابلہ کیا اور نہایت سخت معرکہ پیش آیا اور اسد خان مع چند سردارون کے شہید ہوئے اور مبارز الملک وصفدر خان نے چند مرتبہ رانا کے لشکر پر سخت حملہ کیا آخر زخمی ہوئے اور جب اکثر گجراتی مارے گئے تو دونون باگ پھیرکر احمد آباد کی طرف راہی ہوئے اور رانا نے احمد نگر کو غارت کیا اور دوسرے روز وہان سے ڈونگر پور روانہ ہوا ڈونگر پور کے لوگون نے نکلکر رانا سے کہا کہ ہم بھی تمھاری طرح زنار دار ہین اور تمھارے باپ دادے ہمیشہ ہمارے باپ دادون کا اعزار واکرام کرتے رہے رانا نے ڈونگر پور کو نہین لوٹا اور بیل نگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کا تھانہ دار ملک حاتم بامید شہادت مقابل ہوکر اپنے مقصود کو پہونچا اور رانا نے بیل نگر کو لوٹ لیا اور وہان سے اپنے ملک کو چلا گیا اور ملک قوام الملک نے کچھ فوج مبارز الملک وصفدر خان کے ہمراہ کردی وہ وہان سے احمد نگر مین آیا اور شہیدون کا کفن دفن کیا اسی حالت مین ایدر کے کوئی ذکر اس پہنچکر کہ مبارز الملک کے پاس بہت کم فوج ہی ہجوم لائے اور مبارز الملک نے

نگر سے نکلکر لڑائی مین اکسٹھ کراس قتل کر کے مظفر و منصور ہو کر معاودت کی - چونکہ احمد نگر ویران ہو چکا تھا
فرو یات حاصل نہوئے لہذا وہان سے قصبہ ریہج مین آ گئے - جب یہ خبر ین سلطان مظفر کو پہونچین
الملک اور قیصر خان کو سو ہاتھی اور فوج کافی کے ساتھ رانا کے مقابلہ کو روانہ کیا یہ دونون احمد آباد
ے اور قوام الملک کو ساتھ لے کر قصبہ سریج گئے اور وہان سے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ رانا سنگا لوٹ
کے لوٹ گیا ہو اگر اجازت ہو تو جیتور پر تاخت کرین - بادشاہ نے لکھا کہ بعد برسات کے جے تور
شی کی جاوے لہذا امراء نے احمد آباد مین قیام کیا اور سلطان مظفر نے لشکر کو ایک سال کا علوفہ
سے نقد دے کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور رانا سنگا کی گوشمالی کے واسطے جے پور کا عزم کیا -
صہ مین سلطان محمود انار اللہ برہانہ کا غلام خاص جس کو ایاز خاص کہتے تھے اور بندر
ر کنارہ سمندر کے بلاد اس کی جاگیر تھی بیس ہزار سوار و پیادہ و بہت سے توپ خانہ کے
حضور مین آیا و عرض کیا کہ حضرت سلطان کو اس تکلیف کی ضرورت نہین ہی رانا سنگا کی گوشمالی
اسطے ہم ایسے خدمتگار کافی ہین اور ہم لوگ اسی دن کے واسطے پرورش کیے جاتے ہین -
ن نے جواب نہ دیا اور محرم ۹۲۰ نو سو ستائیس ہجری مین احمد نگر آیا اور جب لشکر مجمع ہوا تو پھر ملک
ص نے درخواست کی کہ رانا سنگا کی گوشمالی پر مقرر کیا جاوے - سلطان نے ایک لاکھ سوار
ی ہمراہ کر کے رانا سنگا کے تادیب کے لیے روانہ کیا - جب ملک ایاز و قوام الملک مقام مہراسہ
ے تو سلطان نے دور اندیشی و احتیاط سے تاج خان نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار سے اسی
ر پر مامور فرمایا - ملک ایاز نے عرضی لکھی کہ رانا سنگا کی گوشمالی کے لیے اس قدر امراے معتبر بھیجنے
ں کی ناموری و اعتبار بڑھتا ہی اور یہ بندہ اس خدمت کو بخوبی انجام دے سکتا ہی بلکہ بہت سے ہاتھی
پس کر دیے اور صفدر خان کو لکھا کرت کے راجپوتون کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا صفدر خان
وجود پیچدار مقام و دشوار گزار جگہ کے تاخت کر کے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور باقیون کو
ر کے ملک ایاز کے پاس لایا اور ملک ایاز نے وہان سے کوچ کیا اور ڈونگر پور و بانسوارہ کو
ماک کر دیا اور جیتور کی طرف متوجہ ہوا - اتفاق سے وہان ایک شخص نے حاضر ہو کر شجع الملک
لہا کہ اودیہ سنگھ راجہ بال مع ایک جماعت رانا سنگا کے اور اگرسین پوربیہ سب پہاڑ کے پیچھے
ین سے چھپے ہین کہ رات کو شبخون مارین شجع الملک و صفدر خان نے کسی کو خبر نہ دی بلکہ دو سو
راہ لے کر گھوڑے ڈال دیے اور پہونچکر سخت جنگ واقع ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسی راجپوت
ین گرے باقی بھاگ نکلے اور ہنوز فتح کی خبر نہ پہونچی تھی کہ ملک ایاز سلطانی مع لشکر آراستہ کے
د پہونچا اور جنگ گاہ مین جاکر یہ حال دیکھکر شجع الملک و صفدر خان کی تعریف کی اور انکی شجاعت
ر ہوا - دوسرے روز قوام الملک اس گروہ فراری کی تلاش مین کوہ یا نوالہ مین داخل ہوا اور وہان
کا نشان نپچوڑا اور اگرسین زخمی بھاگ کر رانا کے پاس پہونچا اور سب حال بیان کیا - جب ایاز خاص
ی مندسور پہونچا تو محاصرہ کر لیا اور رانا سنگا اپنے تھانہ دار کی کمک کے واسطے آیا اور بارہ کوس

پر ٹھہر کر ملک ایاز کو پیغام دیا کہ میں اپنے ایلچی سلطان کی خدمت میں روانہ کرکے دولتخواہون میں داخل ہوتا ہون آپ خاصرہ اُٹھا لیجیے - ملک ایاز نے اس کے ایلچیون سے ایسی چند باتین کہین جو ممکن نہ تھین اور خود قلعہ مندسور فتح کرنے کا قصد کیا اور نقب اتنی دور پہونچ چکی تھی کہ صرف ایک دو روز کا کام رہ گیا تھا - اس عرصہ مین شرزہ خان شروانی از جانب سلطان محمود خلجی پہونچا اور ملک ایاز کو پیام دیا کہ اگر کمک کی احتیاج ہو تو اینجانب بھی وہان آوین - ملک ایاز خاص نے متردد ہوکر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا - سلطان محمود خلجی فی الفور سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لے کر مندسور پہونچا رانا سنگا سلطان خلجی کے آنے سے بہت بدحواس ہوا اور میدنی راے کو سلہدی کے پاس بھیجا کہ باوجود ہمقوم کے مدتون ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے آپ کے اخلاق سے ہر طرح نیکخواہی کی امید ہے بالفعل آپ سے امید ہے کہ صلح مین سعی کرین چنانچہ اسنے کفر کی تقویت مین صلح کی بہت کوشش کی لیکن مفید نہوئی مگر رعونت وحسد کی بدا خلاقی نے البتہ اپنا کام کرلیا - اس کا بیان یہ ہے کہ قوام الملک نے زبردست پنجہ سے انتقام کے لیے اپنا مورچہ آگے بڑھا کر چاہا کہ آج ہی قلعہ مین داخل ہو ملک ایاز نے حسد کرکے دیکھا کہ اگر ایسا ہوا تو اسی کے نام فتح ہوگی لہذا حاکمانہ اس کو اس روز جنگ سے روک دیا قوام الملک دل شکستہ ہوا اور امراے گجرات بھی ناراض ہوگئے - دوسرے روز مبارز الملک وچند سردار بدون اجازت ایاز خاص کے رانا سے لڑنے کو بڑھے اور ملک تغلق شہ فولادی جاکر راستہ سے ان کو پھیلایا اور ملک ایاز کی غرض یہ تھی کہ اس کے مورچہ کی نقب تمام ہو تو آگ دے کر اپنے نام فتح کا نقارہ بجاؤن اس وجہ سے اس کے اور امرار کے درمیان نفاق پیدا ہوا لیکن امرا بخوف سیاست سلطانی دم نہ مار سکتے تھے آخر ملک ایاز نے نقب مین آگ لگائی جب برج گرا تو معلوم ہوا کہ راجپوتون نے صورت معاملہ سے آگاہ ہوکر برج کی محاذی دوسری دیوار محکم بنائی ہے - دوسرے روز رانا سنگا کے ایلچیون نے آکر کہا کہ رانا سنگا کہتا ہے کہ مین نے عزم کیا ہے کہ آیندہ سے سلطانی دولتخواہون مین داخل رہون اور جو ہاتھی جنگ احمد نگر مین ہاتھ آئے ہین ان کو اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت سلطان کی خدمت مین روانہ کرون یہ سب بے لطفی وسخت گیری کیون فرمائی جاتی ہے - ملک ایاز نے قوام الملک وامرار کی مخالفت سے یہی مناسب دیکھا اور صلح جائز رکھی - دوسرے امرا ایسی صلح سے ناراض ہوکر سلطان محمود خلجی کے پاس گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا کہ چہارشنبہ کو جنگ کرین - اس مجلس کے ایک آدمی نے آکر ملک ایاز خاص کو اس حال سے مطلع کیا - ایاز خاص نے اُسی وقت ایک ایلچی خدمت سلطان محمود خلجی مین بھیجکر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے اس لشکر کا اختیار اس بندہ کے ہاتھ مین عطا فرمایا ہے تاکہ جس امر مین بادشاہ کی خیرخواہی متصور ہو عمل مین لاؤن اور چونکہ آنجناب تجریک امراے گجرات رانا سے جنگ کرنا چاہتے ہین بندہ اس امر پر راضی نہین ہے اور شاید نفاق کی وجہ سے مقصود حاصل نہو اور چہارشنبہ کی صبح کو ملک ایاز وہان سے کوچ کرکے موضع خلجی پور مین اترا اور رانا سنگا کے ایلچیونکو خلعت دے کر رخصت کیا سلطان محمود خلجی

بھی اس وضع سے ناخوش ہوکر مندو روانہ ہوا۔ اور شومی وحسد ونفاق سے یہ تمام کوشش بے کار ہوگئی۔ جب ایاز خاص جنیا نیر مین سلطان کی خدمت مین مشرف ہوا تو بادشاہ نے اس کو عتاب و خطاب سے مکلف کیا کہ بندر دیو مین جاکر اپنے آدمیون کا سامان کرکے برسات بعد پھر خدمت مین حاضر ہو اور یہ قرار پایا کہ بعد برسات کے سلطان بذات خود رانا سنگا کی گوشمالی کے واسطے متوجہ ہوگا۔ ایاز حاسد نے اپنا ایک معتمد آدمی رانا سنگا کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ چونکہ امرا اس حدود سے بے حصول مقصود واپس آئے ہین بنا برین سلطان کی خاطر گران ہی بعد برسات کے خود اس طرف آنے والے ہین اس مین بہت خرابی متصور ہی اور مجھ پر آپ کی خیرخواہی واجب ہی لہذا جس قدر جلد ممکن ہو اپنے بیٹے کو بھیجکر سلطان کو رضامند کرو تاکہ اس حدود کے یارون کو زحمت نہ پہونچے اور سلطان مظفر ماہ محرم ۹۲۸ھ نوسو اٹھائیس ہجری کو احمد آباد آیا کر وہان سے لشکر کا پورا انتظام فرماکر چیتور کا عازم ہوا اور چند روز مین سامان کرکے کانگڑہ مین اترا اور تین روز آمد لشکر مین توقف ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیے ہوئے حضور مین آتا ہی اور مہراسہ تک پہونچا ہی چنانچہ وہ حاضر ہوا اور مال عظیم پیشکش کیا اور باپ کی خطا معاف کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے اس کے باپ کی خطا معاف کرکے اس کو شاہانہ خلعت دیا اور نواح جالوارہ مین چند روز سیر وشکار کے بعد احمد آباد مین آکر رانا کے بیٹے کو دوبارہ خلعت دے کر رخصت کیا اور خود قصبہ سرکچ کی طرف گئے۔ اور اسی سال ایاز خاص سلطانی نے انتقال کیا اور بادشاہ نے غمگین ہوکر جاگیر اس کے بیٹے کو عنایت کی اور ۹۳۰ھ نوسو تیس ہجری مین مفسدون ومتمردون کی گوشمالی کا قصد فرماکر جنیا نہر سے سوار ہوا اور مہراسہ وہرسول کے درمیان مین چند روز توقف کرکے حصار مہراسہ کو از سر نو تعمیر فرماکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین حرم سلطانی جو سب سے زیادہ محبوب تھی بیمار ہوکر مرگئی بادشاہ اور شہزادہ غم والم مین گرفتار ہوکر چند مرتبہ اس کی تربت پر جاکر فاتحہ خوانی کے بعد عازم احمد آباد ہوئے لیکن بادشاہ غمگین رہتا تھا۔ ایک روز خداوند خان نے جو وزرا مین سے فضیلت مین ممتاز تھا عمدہ تقریب سے صبر وسکون کے فضائل بیان کرکے بادشاہ کو خوش کیا اور موسم برسات مین بادشاہ کو محمد آباد جنیا نیر کی سیر پر راغب کیا۔ وہان ایک روز سکندر خان لودھی بادشاہ دہلی کے بیٹے عالم خان نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے بوجہ سادہ لوحی وناتجربہ کاری کے تیغ ظلم سے بہت سے امرائے بزرگ کو قتل کرڈالا ہی اور کچھ لوگ جو باقی بچے ہین مکران کی عرضیان بندہ کے پاس پہونچین چونکہ بندہ نے مدت سے اس امید پر خدمتگزاری کی کہ اس خاندان عالیشان کی توجہ سے ایک روز دولت ملے گی اب وہ وقت ہی کہ اگر حضور اس فقیر کے حال پر خاص توجہ مبذول فرماوین تو امید ہی کہ بخت تیرہ وہ کا گلبن پھلے پھولے اور مملکت موروثی ہاتھ آوے۔ سلطان مظفر نے ایک جماعت اس کے ہمراہ کرکے زر نقد خزانہ سے عطا کرکے جانب دہلی روانہ کیا جسکا بقیہ حال بادشاہان لودھی

کے ذیل مین پہلے گزر چکا ہے اور سنہ ۹۳۲ھ نو سو اکتیس ہجری مین سلطان مظفر جینانیر سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادہ بہادر خان نے کمی آمدنی و کثرت خرچ کی شکایت پیش کرکے چاہا کہ اس کا وظیفہ بھی مثل بڑے بھائی شاہزادہ سکندر خان کے مقرر فرمایا جاوے بادشاہ نے بعض موانع پر نظر کرکے بالفعل اس درخواست کے پورا کرنے مین وعدہ وعید پر ٹالا اور شاہزادہ بہادر خان مکدر و ملول ہوکر بے اجازت جانب احمد آباد راہی ہوا اور وہان سے راجہ بال کی ولایت مین گیا۔ راجہ بال نے قدوم شاہزادہ بہادر کو نعمت غیر مترقبہ خیال کرکے ہر طرح خدمتگزاری کی اور شاہزادہ وہان سے ولایت جیتو مین آیا تو رانا سنگا نے بھی استقبال کرکے بہت پیشکش نذر کی اور عرض پرداز ہوا کہ یہ ولایت حضور شاہزادہ کے تعلق ہے جس کو منظور ہو عنایت فرماوین شاہزادہ نے رانا کی عالی ہمتی کی تعریف کرکے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بدستور آپ کو یہان کی حکومت نصیب رہے اور بہت خوشی کے ساتھ وہان سے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کا عزم کیا اور وہان سے ولایت میوات مین آیا اور حسن خان میواتی نے چند منزل بڑھکر استقبال کیا اور لوازم ضیافت بجالایا۔ شہزادہ نے وہان سے دہلی کا قصد کیا۔ اتفاقاً ان دنون فردوس مکانی بابر بادشاہ نے ملک ہند مسخر کرنے کے قصد سے نواح دہلی مین نزول فرمایا تھا۔ بادشاہ ابراہیم نے بوجہ قدوم شاہزادہ کے مستظہر و قوی دل ہوکر کمال اعزاز و احترام کیا۔ ایک روز شاہزادہ بہادر خان نے جوانان گجرات کو ساتھ لے کر میدان کا رخ کیا اور امراے مغل سے خوب لڑا۔ امراے افغان جو بادشاہ ابراہیم سے متنفر تھے اس امر پر متفق ہوئے کہ بادشاہ ابراہیم کو دفع کرکے شاہزادہ بہادر خان کو تخت دہلی پر بٹھا دین۔ بادشاہ ابراہیم اس بات کو سمجھ گیا اور چاہا کہ کسی فریب سے بہادر خان کو آزار پہونچاوے شاہزادہ بہادر خان نے جانب جون پور قصد کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ مظفر کو پہونچی کہ شاہزادہ بہادر خان دہلی پہونچا اور بادشاہ بلند اقبال ظہیر الدین بابر شاہ افواج مغل کے ساتھ نواح دہلی مین موجود ہے تو فرزند رشید کی مفارقت سے بہت ملول و محزون ہوا اور خداوند خان کو حکم دیا کہ خطوط و عرائض لکھکر شاہزادہ کو بلاؤ اور اسی درمیان مین دیار گجرات مین قحط عظیم ظاہر ہوا کہ خلق خدا مضطر ہوئی بادشاہ مظفر نے شفقت عام سے حتم کلام ربانی شروع کیا اور حق تعالے نے اس کی نیک نیتی سے رحم فرماکر خلق سے یہ بلا دور کردی اور سلطان انھین دنون ایسا بیمار ہوا کہ روز بروز مرض بڑھتا جاتا تھا اور علاج مفید نہوتا تھا۔ ایک روز اسی عالم یاس مین سلطان مظفر شاہ نے اپنے فرزند رشید شاہزادہ بہادر خان کو یاد فرماکر فرط محبت سے آنسو بہائے۔ ایک شخص نے موقع دیکھکر عرض کیا کہ لشکر والے دو فرقہ ہوگئے ہین ایک فرقہ کی یہ خواہش ہے کہ شاہزادہ سکندر خان ولیعہد ہو اور دوسرے فرقہ کی خواہش یہ ہے کہ شاہزادہ لطیف خان ولیعہد ہو۔ سلطان مظفر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ یون فرمایا کہ بھلا شاہزادہ بہادر خان کے حال سے بھی کچھ خبر پہونچی ہے یا نہین۔ اس وقت مجلس

مین جو عقلا روتجربہ کا رو دور اندیش موجود تھے اُنھون نے فحوائے کلام سے یہ بات بھانپ لی کہ بادشاہ کی دلی رغبت یہ ہی کہ شاہزادہ بہادر خان میرا قائم مقام ہو لیکن حالت موجودہ کے لحاظ سے اس کو زبان سے کہنا خلاف مصلحت دیکھتے ہین اور ظاہر ہی کہ اس سے ایک قوی فتنہ پیدا ہو جانے کا احتمال ہی۔ بلکہ سلطان مظفر نے اس فتنہ کا راستہ بند کرنے کی غرض سے جمعہ کے روز بتاریخ دوم جمادی الاولے سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری کو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو روبرو طلب فرمایا اور اپنی حالت سے اطلاع دے کر اس کو بعض ضروری نصائح سنائے اور سب سے زیادہ ضروری وصیت یہ کی کہ بھائیون کے حق مین واجبی شفقت کا برتاؤ رکھے اور ہمیشہ ان کا لحاظ رہے اور بعد اس وصیت و نصیحت کے اس کو رخصت کیا اور مجلس سے اٹھکر حرم سرا مین تشریف لے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر تشریف لاکر مسند پر بیٹھ گیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد اذان جمعہ کی آواز گوش مبارک مین پہونچی اور نماز کے واسطے مضطرب ہوا لیکن اپنے مزاج مین اتنی قوت نہ دیکھی کہ مسجد مین جاکر شریک نماز ہو سکے اور فرمایا کہ مین اپنے بدن مین اتنی طاقت نہین پاتا ہون کہ مسجد مین جاکر نماز ادا کر سکون پھر لوگون کو رخصت کیا کہ جاکر مسجد مین نماز پڑھین اور خود نماز ظہر ادا کرکے فارغ ہوا اور بعد ادائے نماز کے ایک ساعت ہی بیٹھا تھا کہ ادائے کلمہ شہادت کے ساتھ جوار رحمت حق مین انتقال فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی تمام مدت حوزہ برس نو مہینے تھی اور اس کی عمر شریف انتقال کے وقت فقط بیالیس برس کی تھی۔ سلطان مظفر ایسا بادشاہ تھا کہ شرع شریف کی پیروی مین فرق نہ کرتا ہر حال مین متشرع رہتا اور باوجود ظاہری تشرع کے اچھا پرہیزگار خدا ترس تھا اور حضرت سید کائنات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف کی پیروی و تلاش بہت کرتا تھا اور خوشخط تھا خط نسخ و ثلث و رقاع بہت خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن مجید لکھا کرتا تھا جب وہ تمام ہو جاتا تو عزت و حرمت کے ساتھ مع تحف ہدایا کے حرمین شریفین یعنے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بھیجتا تھا اور اس کی آوازہ سخاوت اور فضل و دانش کو سنکر عربستان و روم و ایران و توران کے اکابر و اشراف بہت کثرت سے خشکی و تری کی راہون سے گجرات مین آتے اور سب ہی اپنی اپنی لیاقت کے موافق اس کے فیض انعام و احسان سے مالا مال ہوکر مسرور و خوشدل اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے اور جن کی خواہش یہان قیام کی ہوتی تھی وہ مسند عزت پر تمکن ہوکر گجرات مین قیام کرتے تھے اور اسی بادشاہ دادگستر ہنر پرور کے عہد دولت مین شیراز کے مشہور معروف خوشنویس نے جن کا نام نامی ملا محمود سیاوش تھا شیراز سے گجرات کا عزم کیا اور یہان پہونچکر کمال عزت و حرمت سے سرفراز ہوکر مقیم ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی جہانبانی کا

جس وقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادہ لطیف خان

کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعضے اس کی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوئے لیکن اس واسطے
کہ سلطان مظفر نے اُسے وصی کیا تھا اکثر امرائے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان
شاہزادۂ سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہوکر اپنی جاگیر مندربار اور سلطان پور
مین گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبیعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کی میت
سرپی کی طرف بھیجکر لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنے بعد سوم تعزیت برخاست کرکے
محمد آباد بینا یر کیطرف نہضت فرمائی اور جب قصبۂ انتوہ مین پہونچا وہان کے بزرگون کی زیارت کی اور
یہ بات سمع مبارک مین پہونچی کہ شیخ چنو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سے ہین اُنھون نے فرمایا ہی
کہ یہ سلطنت شاہزادۂ بہادر خان کی طرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور حرفہاے
نالائق شیخ چنو کی نسبت زبان پر جاری کرکے انکی مذمت کی اور جب جنبیا یر مین پہونچا اپنے خدمتگارون کو جو ایام
شاہزادگی کے ملازم تھے اُنکے حال پر نوازش کرکے دلاسا دین اور اپنے باپ دادا کے امرا پر تلطف اور تفقد
روا رکھا اس وجہ سے تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہوکر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئے خصوصاً عماد الملک
حبشی جو از بندہ ہاے مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضے
تربیت یافتہ ہاے سلطان سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئین اور ایکبارگی تمام سپاہ اور
رعیت کا دل اُس سے بیزار ہوا اُس کا زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دن مجلس آراستہ
کرکے امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت کرکے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے
چونکہ اکثر انعام بجا و بے موقع تھے خلائق کو اور بھی زیادہ رنج پہونچا اور ہمت تخت نشینی شاہزادۂ بہادر پر
مصروف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہوکر اپنے مآل کار مین متفکر اور ہراسان
ہوا اس درمیان مین معلوم ہوا کہ شاہزادۂ لطیف خان مندربار اور سلطانپور مین خیال شاہی کا رکھتا ہی اور
منتظر وقت ہی اس واسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی ارزانی کرکے شاہزادہ
لطیف خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور ملک لطیف نے مندربار کی سرحد پر جاکر دریافت کیا کہ شاہزادہ
لطیف خان کوہستان نوکا پھتم اور ہرپور کے جنگل مین رہتا ہی بے تامل جنگل جھپور مین گیا راجہ جھپور
اعتماد جنگل اور قلعہ کی مکان پر کرکے جنگ پر آمادہ ہوکر اُس کے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعتے
سرداران نامی شہید کیا اور چونکہ راستہ فرار کا مسدود کرچکا تھا راجپوتون نے پیچھے سے آنکر ایک ہزار اور
سات سو آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کرکے منتظر نتیجہ
کے رہے اور سلطان سکندر نے قیصر خان کو مع لشکر گران اُس گردہ بے شکوہ کی گوشمال کے واسطے تعین
کیا اسی عرصہ مین امراے مظفری نے جو شرارت مین موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ
سکندر تیرے قتل کی تدبیر مین ہی ہم نے ازراہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گروہ
بے شکوہ کے کہنے سے منحرف ہوا اور اس تدبیر مین پڑا کہ جس طرح سے ممکن ہو شاہ سکندر کو دفع کرکے شاہ مظفر
کے فرزندان سے ایک کو تخت سلطنت پر قائم کردن اور مین خود مہمات مالی اور ملکی مین مشغول ہون چنانچہ

ایک روز شاہ سکندر سیر کے واسطے سوار ہوا عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کر کے اُس کے قتل کے واسطے پیچھے سے روانہ ہوا لیکن فرصت نہ پائی اثنائے راہ مین ایک شخص نے صورت حال سلطان سکندر سے ظاہر کی شاہ سکندر سادہ لوح نے جواب دیا کہ خلائق چاہتی ہی کہ امرا اور غلامان منظفر شاہی کو آزار ہو یا عماد الملک شاہی ہمارے بندہ ہاے موروثی سے ہی کیونکر اس امر قبیح کا مرتکب ہوگا لیکن یہ خبر سنکر متاثر اور متالم ہوا اور ایک خاصان اور محرمان سے فرمایا کہ کبھی کبھی جو درمیان عوام کے مذکور ہوتا ہی کہ شاہزادہ بہادر خان تسخیر گجرات کے واسطے دہلی سے آتا ہی اس سبب سے ہمارا دل پریشان ہی اتفاقاً اُسی شب کو قدوہ السالکین سید جلال بخاری اور شاہ عالم اور شیخ چنو اور ایک جماعت مشائخ کو خواب مین دیکھا اور سلطان منظفر بھی اُن کی خدمت مین حاضر تھا اُس نے یہ کہا کہ اے فرزند سکندر تم تخت سے اُٹھو اور شیخ چنو نے بھی فرمایا کہ اُٹھ کہ یہ جگہ تیری نہین ہی تخت منظفر شاہی کا وارث شہزادہ بہادر خان ہی جب صبح کے وقت خواب سے بیدار ہوا اُسی وقت ایک شخص کو طلب کر کے اپنا خواب اُس سے بیان کیا اور اُس خواب سے پریشان ہو کر تفریح دل کے واسطے چوگان بازی کے لیے سوار ہوا اور خواب سے بعضے شخصون نے اطلاع پائی سلطان سکندر بعد ایک پہر کے اپنے دولتخانہ مین تشریف لایا اور خاصہ نوش کر کے استراحت فرمائی جب امرا اور مخصوص اپنے مکانون پر گئے شعبان کی انیسوین تاریخ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری مین عماد الملک باتفاق امرا اور اعیان مملکت مثل بہار الملک اور دار الملک اور سیفخان اور دو نفر غلام ترک منظفر شاہی اور ایک نفر حبشی سلطان سکندر کے دولتخانہ مین در آیا اور اُس جماعت سے جو اُس کے ہمراہ تھی یہ بات کہی کہ اس محل کی عمارت عجائب روزگار سے ہی تماشا کرو جب یہ حوض کے قریب پہونچے نصرت الملک اور ابراہیم بن جوہر وہان موجود تھے اُس جماعت نے اُنھین دیکھکر تلوار میان سے لی اور اُن پر حملہ کیا اور وہ دونون بھی تلوار کھینچکر جنگ مین مشغول ہوئے لیکن اُن کی تلوار نے کام نہ کیا آخر وہ ناکام مارے گئے پھر وہ جماعت سلطان سکندر کے خوابگاہ کی طرف متوجہ ہوئی سید علم الدین جو سلطان کے پلنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کر کے دست بشمشیر ہوا اور دو آدمی کو زخمی کر کے خود بھی شہید ہوا اور اُنھون نے شاہ کے پلنگ کے قریب جا کر دو تین وار تلوار کے لگائے اور شاہ مظلوم ہراسان ہو کر پلنگ سے کود کر زمین پر آیا اُن مین سے ایک سنگدل نے ایسی ضرب تلوار کی ماری کہ سلطان سکندر شہد شہادت نوش کر کے جنت کیطرف خرامان ہوا مدت اُسکی حکومت کی تین مہینے سترہ دن تھی

تذکرہ سلطان محمود بن سلطان منظفر شاہ گجراتی کی شاہی کا

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے باتفاق بہار الملک فوراً نصیر خان کو حرم سرا سے برآوردہ کر کے تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا خوف وہراس سے اطراف مین پراگندہ ہوئے اور اُنکے مکان لٹ گئے اور سلطان سکندر کی لاش موضع ہالول کی طرف کہ جنیانیر کے متعلق ہی بھیجکر پیوند زمین کی اور امرا اور اعیان گجرات بالضرورت آنکر تہنیت خوان ہوے عماد الملک

بطریق عمل درآمد امرا و اعیان کو خلعت دے کر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سوا کاسی امرا کو خطاب دیا لیکن اُن کا مواجب یعنے تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اس واسطے اکثر لوگ اُنسے شہزادہ بہادر کے آنے کا کھینچتے تھے اور اُس کے طلب مین رسل و رسائل بھیجتے تھے خصوصًا خداوند خان اور تاج خان اس باب مین دونون سے زیادہ سبقت کرتے تھے اور جس وقت شہزادہ بہادر نے جانی پور مین خبر فوت سلطان مظفر کی سنی تعجیل گجرات کی طرف روانہ ہوا عماد الملک نے سراسیمہ اور مضطرب ہوکر برہان نظام شاہ بحری کو بذریعہ عرضی و خطیہ بھیجکر سلطان پور اور نندربار کی سرحد پر طلب کیا اور مالپور کے راجہ کو بھی کتابت کرکے احمد آباد و جنیانیر کی سرحد پر بلایا اور نہایت ہوشیاری اور دوراندیشی سے حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرض داشت لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج قاہرہ سے بندر دیو کی سمت روانہ فرمائی جاوے تو ایک کرور تنکہ نقرہ خدمتگاروں کی مدد خرچ کے واسطے پیشکش کرونگا برہان نظام شاہ بحری نے تحف و ہدایا اور اشیاے نفیسہ بیکرانہ مع فیل دیا اور راجہ مالپور قرب و جوار کے لحاظ سے سامان جنگ درست کرکے جنیانیر کے اطراف مین آیا اور تھانہ دار دونگرپور نے عماد الملک کے عریضہ پر کہ بابر بادشاہ کو لکھا تھا اطلاع پاکر تاج خان اور خداوند خان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے بابر بادشاہ کو عرضداشت لکھکر آنحضرت کو طلب کیا ہے امراے گجرات نے ایلچی کاروان شاہزادہ بہادر کی خدمت مین روانہ کرکے جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی مین شاہزادہ کی حضور مین سے شرف یاب ہوا اور عرایض امرا کے گذرانے اتفاق سے اس وقت پابند خان بھی افغانان جونپور کیطرف سے بہادر شاہ کی طلب مین آیا تھا کہ اُسے لے جاکر جونپور کے تخت پر بٹھادین شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کی طرف زیادہ تر تھا لہذا پابند خان کو رخصت دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا منقول ہے کہ جس وقت گجرات اور جونپور سے لوگ شہزادہ بہادر کی طلب کو آئے ہے ایک اس کے لے جانے مین کوشش کرتے تھے اور شہزادہ بہادر نے انھین یہ جواب دیا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر صحرا کی طرف جاتا ہون اور باگ گھوڑے کی ہاتھ سے چھوڑکر مطلق العنان کرتا ہون جس طرف چاہے لے جاوے پھر گھوڑا گجرات کی سمت روان ہوا اور وہ جب اُس طرف متوجہ ہوکر چمپانیر کی نواح مین پہونچا تو گجرات سے سپاہی متواتر پہونچے اور شاہ سکندر کے واقعہ ہائلہ یعنی قتل ہونے کی خبر دی اور شاہزادہ چاند خان اور شاہزادہ ابراہیم فرزند شاہ مظفر جو راناچمپانیر کے پاس تھے آنکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سے مسرور اور محظوظ ہوئے اور شاہزادہ چاند خان حضرت ہوکر اُس مقام مین رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین جمپانیر سے عبور کیا اور اودے سنگھ راجہ مالپور اور بعضے متعلقان سلطان سکندر مثل ملک مسرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر اشخاص سلطان کی خدمت مین پہونچے اور سلطان نے بہاء الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت تاجخان اور امراے دیگر کے پاس بھیجکر اپنی آمد سے اطلاع بخشی اور تاج خان جو عماد الملک سے خائف ہوکر اپنی قوم و قبیلہ کی جماعت سے فوجین آراستہ کیے ہوئے دندوقہ مین سلطان بہادر کے سر راہ بیٹھا تھا فی الفور کوچ کرکے شاہزادہ بہادر خان کے خدمت کے لیے روانہ ہوا اور شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر

کہ اس کے ہمراہ رہتا تھا اُسے مدد خرچ دے کر اپنے پاس سے رخصت کیا کہ اب وارث مظفری اور محمودی آپہونچا تمھارا یہان رہنا مناسب نہین لطیف خان بادل بریان و دیدۂ گریان شاہزادہ فتح خان کے پاس کہ شاہزادہ بہادر کا چچیرا بھائی ہوتا تھا جاکر پہنچی ہوا جب شاہزادہ بہادر ڈونگرپور مین پہونچا رنمل خان اور بھی خوانین اُس کے استقبال کے واسطے دوڑے اور امرا اور سردار ہر طرف سے اس کے پاس حاضر ہونے لگے عماد الملک کے دل پر نہایت ہراس طاری ہوا اور لشکر کے فراہم کرنے مین خزانے خالی کرنے لگا اور ایک جماعت کثیر کو مع لشکر مستعد اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ کرکے قصبۂ مہرسہ کی طرف بھیجا تو جاکر خلائق کی آمد و شد کا راستہ بند کرے اور کسیکو شہزادہ بہادر کے پاس جانے نہ دیوے شاہزادہ بہادر خان جب قصبۂ محمود نگر مین پہونچا بعضے امراے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے تھے شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے عضد الملک احوال اس طرح کا دیکھکر محمد آباد کی سمت عماد الملک کے پاس گیا جب شاہزادہ قصبۂ مہراسہ مین پہونچا تاج خان مع چتر اور جلوس شاہی ملازمت مین حاضر ہوا اور شہزادہ بہادر خان نے بہ شوکت تمام رمضان المبارک کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین بشہر ٹین نزول کیا اور دہان سے نشان بادشاہی بلند کرکے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور رمضان کی اٹھائیسوین تاریخ کو قصبۂ سرکھیج مین جاکر مشائخ عظام اور آباے کرام کی زیارت کرکے احمد آباد مین داخل ہوا عماد الملک نے حالت پریشانی اور بدحواسی مین سپاہیون کو ایک سال کی تنخواہ پیشگی دیکر ایک شخص کو شہزادۂ لطیف خان کی طلب کو بھیجا کہ شاید اُس کی مدد سے شاہزادہ بہادر سے لڑے اور جبتک وہ پہونچے شہزادہ بہادر خان کوچ بر کوچ محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امرا کہ عماد الملک کی طرف سے دلگیر اُس سے لڑنے کو جاتے تھے راہ مین اُس سے ملحق ہوتے تھے اور بہار الملک اور داؤد الملک سلطان سکندر کے قاتل تھے یہ بھی عماد الملک سے کنارہ کرکے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شہزادہ بہادر خان موقع وقت دیکھکر اُن کی دلجوئی اور تالیف قلوب مین کوشش کرتا تھا تاکہ عماد الملک پر غالب ہوکر محمود شاہ کے فرش حکومت کو اُٹھا دے نصیر خان المخاطب بمحمود شاہ کی مدت دولت چار ماہ تھی

ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

بروز عید الفطر سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین کہ نجومیون نے ساعت جلوس اختیار کی تھی بہادر شاہ نے امرا اور اعیان مملکت کی سعی سے بلدۂ احمد آباد مین اپنے باپ دادا کے تخت پر متمکن ہوکر رسوم تصدق اور خیرات جاری کیے اور امرا اور افسران سپاہ کو افزونی تنخواہ اور زیادتی انعام اور خلعت اور گھوڑا دے کر خوش دل اور مسرور کیا اور ابتداے شوال مین احمد آباد سے کوچ کرکے محمد آباد جنیا نیر کی طرف چلا پہلی منزل مین معظم خان ایک جماعت سرداران معتبر سے لے کر خدمت مین حاضر ہوکر مشمول عنایت اور الطاف ہوا اور جب اُس منزل سے کوچ کیا یہ خبر پہونچی کہ آب پاترک اس قدر طغیانی پر ہے کہ لشکر کا عبور دشوار اور متعذر ہے

سلطان بہادر نے قصبۂ سونج مین مقام کرکے تاج خان کو دریاے پاترک کے کنارہ بھیجا تو لشکر کو باہستگی تمام بذریعہ کشتی اوتارے دوسرے دن تمام امرا محمد آباد جھنون نے خزانہ سے اموال انعام لیے تھے خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ مال انھین معاف ہوا اور جب سلطان بہادر آب پاترک سے عبور کرکے آب مہندری کے کنارے اور چاندپور کے گھاٹ پر پہونچا فوج نے اترنا شروع کیا عماد الملک نے عضد الملک اور ایک جماعت کو برودہ اور دوسرے اطراف مین اس لیے بھیجا وستعد کیا تھا تاغبار فساد برپا کرکے شاہ کو اپنی طرف مشغول کرین شاہ نے اُس جماعت کی طرف توجہ نفرمائی اور بسبیل استعجال پانی سے عبور کرکے محمد آباد جھینا نیر کی طرف روانہ ہوا جب شہ کے قریب پہونچا ضیاء الملک بیٹا نصیر خان کا آیا سلطان بہادر نے اس سے فرمایا کہ پیشتر جاکر اپنے باپ کو حکم پہونچا کہ عماد الملک کا مکان گھیر کر اُسے گرفتار کرے اور بعد اُس کے تاج خان کو مع چند خوانین عماد الملک کے تدارک اور گرفتاری کے واسطے تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جاکر عماد الملک کے مکان کو محاصرہ کیا اور عماد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ چنو صدیقی کے مکان مین پناہ لے گیا اور شاہ چنو کا مکان تمام لٹ گیا اور اُس کے فرزند قتل ہوے سلطان بہادر اتفاقاً خداوند خان کے مکان کے سامنے سے نکلا تو خداوند خان کہ اس عرصہ مین گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک لحظہ کے بعد عماد الملک کو خداوند خان کے غلام شاہ چنو صدیقی کے مکان سے گرفتار کرلائے شاہ نے فرمایا کہ عماد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو دار پر کھینچین اور رفیع الملک توکل کے بیٹے کو جو غلام سلطان مظفر تھا خطاب عماد الملک و یکرنجشی الممالک کیا اور عضد الملک یہ اخبار سنکر برودہ سے کسی طرف بھاگا جاتا تھا کولیان نے راستہ مین تمام سازسامان اور مال اُس کا تاراج کیا اور سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضد الملک کی گرفتاری کے واسطے مقرر کیا اور بعد اُس کے نظام الملک کو مجاہد خان کے سر پر بھیجا وہ بھاگ کر راے سنگھ کے پاس ملتجی ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے مال و اسباب اُس کا لوٹ کر مراجعت کی اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین پسر عضد الملک اور شاہ چنو صدیقی اور ایک جماعت جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھی قدر خان کے مکان مین ماری گئی اور بہار الملک باوجود سلطان بہادر کی چشم پوشی کے متوہم ہو کر محمد آباد جھینا نیر سے مفرور ہوا شحنہ وہی اس کو راستہ سے گرفتار کرلایا جو کہ اس نے بھی سلطان سکندر پر تلوار کا وار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کے ہاتھ سے اُسے پہونچا تھا اب تک تازہ تھا شاہ نے حکم دیا کہ اُس کی کھال کھینچکر سوئی پر چڑھاؤ اور تین نفر اور جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھے دکن کی سمت مفرور ہو کر جاتے تھے راہ مین گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کے حکم کے موافق انھین توپ کے منھ مین رکھکر اڑا دیا خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عدالت کو کام فرماکر عرصہ قلیل مین سلطان سکندر کے قاتلون کو بسیاست تمام قتل کیا منقول ہے کہ جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد جھینا نیر مین داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ لطیف خان پسر شاہ مظفر جو عماد الملک و امرا کے بلانے سے اُس فراح مین آیا تھا شہر مین پہونچکر چند روز پوشیدہ رہا قیصر خان اور رافع خان اور بعضے امرا نے لطیف خان سے

یہ پیغام کیا کہ اس سے زیادہ شہر مین توقف لائق نہین ہی آپ کو ایک گوشہ محفوظ چاہیے پھر شہزادہ لطیف خان مایوس ہوکر ولایت پاٹن پور کی طرف گیا اور عضد الملک اور محافظ خان بھی ولایت مونگاپور کی طرف گیے اور سلطان بہادر باطمینان تمام رعیت پروری اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا عامۂ خلائق اور جمیع گروہون کو انعام سے سرفراز کیا اور تنخواہ سپاہ کی علی العموم دس کے بیس اور دس کے تیس اور دس کے چالیس اضافہ فرمائے اور ایک برس کا مواجب خزانہ سے دے کر سب کو راضی اور شاکر کیا اور فقراے مزار سرکھیج اور بڑودہ اور رسول آباد کا وظیفہ بھی ایزاد کرکے خوشدل کیا اور جو اُسوقت مین دار الملک گجرات قلعہ محمد آباد جینا نیر تھا بادشاہ اُس ممالک کے وہان تخت پر جلوس جاتے تھے ذیقعدہ کی گیارھوین تاریخ نجومیون سے ساعت نیک پوچھکر دوبارہ دریاے شرقی کے قریب تخت مرصع جواہر نگار بچھا کر سلاطین سلف کی آئین کے بموجب آراستہ کیا اور تاریخ مذکور ۹۲۲ھ نوسو بتیس ہجری مین سلطان نے تاج شاہی زیب سر فرماکر اپنے باپ دادا کی رسم و آئین کے موافق جلوس فرمایا اور اکابر اور مشائخ اور خوانین نے مبارکباد دی اور لوازم نثار اور انیار پیش پہونچائے اور اُس دن ایک ہزار آدمی نے خلعت سلطانی سے امتیاز پایا اور جمیع امرا خطابون اور نوازشون سے سربلند ہوئے اور غازی خان کا مواجب کہ جلوس احمد آباد کے دن دس کے بیس اضافہ کیے تھے اس روز بیس اور اضافہ فرمائے اور نذر بارا اور سلطان پور کی حکومت پر تعین فرمایا اور ان دنون مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ لطیف خان عضد الملک اور محافظ خان کے بہکانے سے نذربارا اور سلطان پور کے اطراف مین کوہ اواسن مین جاکر ارادہ فساد کا رکھتا ہی باستماع اس کے سلطان بہادر نے ایک فوج تعین کی کہ باتفاق غازی خان اس کی دفع و رفع مین قیام کرین چونکہ اس جلوس کے چند روز بعد ہی وہ عید الضحیٰ پہونچا اس دن بھی جشن عالی ترتیب دے کر اکثر امرا کو خلعت اور کمربند و خنجر و شمشیر مرصع عطا فرماکر اپنے سے راضی کیا اتفاقاً اندنون مین قحط واقع ہوا اور رشید الملک کو جو وقت سواری کا خزینہ دار تھا فرمایا کہ سواری کے وقت جو شخص سوال کرے ایک مظفری یعنی اشرفی منسوب بسلطان مظفر اُسے بلا توقف دینا پس ان دنون مین ہر روز دو مرتبہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوتا تھا اور سیطور سے ہر ایک شہر مین متعدد لنگر خانے فقرا اور مساکین کے واسطے مقرر فرماکر احوال برایا کی رفاہ اور آسودگی مین کوشش کرتا تھا یہان تک کہ بلاد گجرات مین افضال الٰہی سے رونق اور رواج تازہ ظاہر ہوئی اور ابھی کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ارباب فتنہ حرکت مین آئے شجاع الملک بھاگ کر لطیف خان سے جا ملا اور امراے دولتخواہ نے اس حال پر آگاہی پاکر سلطان کی عرض مین پہونچایا سلطان نے الغ خان کو دولتخواہ سمجھکر مع لشکر کثیر لطیف خان کے سر پر تعین فرمایا ابھی وہ روانہ ہوا تھا کہ بعضے دولتخواہون نے عرض کی کہ قیصر خان اور الغ خان سلطان سکندر کے قتل مین عماد الملک کے ساتھ متفق تھے اور اب بھی پوشیدہ لطیف خان کے شریک ہین اور قسم قسم کی اعانت کرتے ہین سلطان اس فکر مین تھا کہ تاج خان نے سمع مبارک مین پہونچایا کہ قیصر خان اور الغ خان نے لطیف خان کو غیر مشہور راستہ سے نادوت کی

طرف طلب کیا ہے اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اس بات مین ہرگز خلاف نہین ہے دوسرے دن جب امرا دربار مین مجرے کو حاضر ہوئے سلطان نے قتیبہ خان اور رانع خان کو قید کیا اور اس کے چند روز کے بعد داور الملک جو کسی بہانے سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک اور خواجہ بابو کو کہ اس جماعت کی مصاحبت مین متہم تھے انھین پا برہنہ اور ہاتھ باندھکر بارعام مین حاضر لائے اور اہل شہر نے بلوا کرکے ان کے مکانون کو تاراج کیا ضیاء الملک نے رسی گلے مین ڈالکر عجز و زاری کی اور بابو نے پچاس لاکھ تنکہ خون بہا دے کر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے اُن کا خون معاف کرکے رہائی کا حکم نافذ نہ مایا اور مملکت فتنہ و فساد کی آلایش سے پاک ہوئی کسی طرف سے دغدغہ نہ رہا اور سنہ ۹۳۳ نو تینتیس ہجری مین ایک جماعت سلاحداران خاصہ سے کہ عدد اُن کا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع مین داد خواہ ہوئی کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہین ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنے سے مانع ہوئی سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خان کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہین حکم ان کی تقسیم تنخواہ کا دیا انھین دنون مین عرض داشت غازی خان کی پہونچی کہ لطیف خان نے مع جمعیت تمام سلطان پور مین آنکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور ہم نے اُس کے مقابلہ مین قیام کیا بعد لڑائی کے عضد الملک اور محافظ خان بھاگ گئے اور رائے بھیم مع بھائیون کے اس جنگ مین مارا گیا اور شاہزادہ لطیف خان زخمی گرفتار ہوا سلطان بہادر نے بفور استماع اس خبر کے محب الملک اور ایک جماعت امرا کو بھیجا کہ لطیف خان کے حال پر کمال تفقد کرکے اس کے زخمون کی مرہم پٹی مین مصروف ہون اور اُسے بعزت تمام حضور مین لائین لیکن لطیف خان جو زخمہاے کاری کھاتا تھا راہ مین فوت ہوا اور موضع ہالول توابع جینا نیر مین اُس کا تابوت لے جاکر سلطان سکندر کے پہلو مین دفن کیا اور اُسی سال دوسرا بھائی نصیر خان جس کا نام سلطان محمود ہوا تھا اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا اور سلطان بہادر نے اُن کے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام پختہ اور خام تقسیم کے واسطے مقرر فرمایا اور اُسی سال خبر پہونچی کہ راے سنگھ راجہ بال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبہ دھور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کرکے اس ملک کی خرابی مین کوشش کرتا ہے سلطان بہادر یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور خود اس طرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان نے معروض کیا کہ ابتداے سلطنت مین ایسے امور بہت حادث ہوتے ہین اس سبب سے غبار کلفت اور ملال کو آئینہ دل صفا منزل مین راہ نہ دیوین اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال الٰہی اور اقبال عدو مال بادشاہی کی برکت سے دشمنون اور مفسدون کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے فورًا اُسے خلعت سپہ سالاری دے کر ایک لاکھ سوار راے سنگھ کی تنبیہ کے واسطے ہمراہ کرکے رخصت کیا تاج خان ولایت بال مین داخل ہوا اور اس کی خرابی اور تاراجی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا راے سنگھ نے از راہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امراے مظفری سے تھا بھیجکر اپنے عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُس کے جرائد اعمال پر نہ کھینچا پھر تاج خان نے زیادہ تر

اُس کی مملکت مین خرابی اور بربادی کی اور راجہ راے سنگھ ناچار ہوکر جاے قلب اختیار کرکے تاج خان کے مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر راے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ قتل نہوا تاج خان نے چند روز ولایت بال مین اقامت کی آخر کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت مین روانہ ہوا اور سلطان ربیع الاول سنہ مذکور مین شکار کے واسطے برآمد ہوا اس وقت مین ایک جماعت رعایاے بندر کنپایت سے وہان کے عامل کے دست جور سے فریادی ہوئی سلطان نے تاج خان کو اس کے سرانجام کے واسطے منصوب کرکے عامل کنپایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد جنیا نیر کے اطراف مین پہونچا پسر رانا سنگا ملازمت مین حاضر ہوا بعد چند روز کے اسے خوشدل و خوشحال کرکے رخصت انصراف دی اور سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور عرصۂ قلیل مین اسے مفتوح کرکے جنیا نیر کی طرف معاودت کی اور اُس کے چند روز کے بعد قلعۂ بہروچ کی عزیمت کرکے وہان بھی رایات نصرت آیات بلند کیے اور کنپایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کے کنارے برسم تفرج آیا تھا ناگاہ ایک جہاز بندر دیپ سے پہونچا اور اہل جہاز نے خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیون کا باد مخالف سے بندر دیپ کی طرف پھینکا اور قوام الملک نے اس جہاز کو گرفتار کرکے فرنگیون کو سلک عبودیت یعنی غلامی مین منسلک کیا شاہ یہ خبر سنکر محفوظ اور مسرور خشکی کے راستے سے بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک استقبال کرکے فرنگیون کو ملاحظہ مین درلایا اور سلطان نے ان مین سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا پھر نشان مراجعت بلند کیا اور اس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجا سلطان بہادر کا تھا اس کا نوشتہ اس مضمون سے پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ از روے عجز و تقصیر ملتجی ہوا تھا کہ برہان نظام شاہ بحری اور قاسم بریدتر ک بیدری نے از روے تعدی کے ملک برار پر داخل کیا ہی فقیر اس کی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق پڑا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال مین برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ مین بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور اسے متفرق اور پریشان کیا اس درمیان مین فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لے گیا اور قلعہ ماہور پر کہ عظیم تر قلاع اس بلاد سے ہی تبعدی متصرف ہوا اس بارہ مین جیسا کہ امر جلیل القدر نافذ ہو وے عمل مین لاوے درجواب اُس کے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ مین عرضی علاء الدین عماد شاہ کی آئی تھی اور ملک عین الملک حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جاکر فریقین کے درمیان صلح کروائی اور اب جو پیشدستی کی ابتدا برہان نظام شاہ سے ہوئی اعانت مظلومان بر ذمہ ہمت کریمان فرض اور واجب ہی پھر محرم سنہ ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین بقصد تسخیر ولایت نظام شاہ مع لشکر بیشمار متوجہ ہوا اور قصبۂ بروده مین نزول کرکے ایک مدت سپاہ کے سامان مین مصروف رہا اور سنہ مذکورہ کے اوسط سال مین جام فیروز حاکم ٹھٹہ مغلون کے غلبہ سے جلاوطن ہوکر بحالت تباہ سلطان بہادر کے ظل عاطفت مین پناہ لایا اور سلطان نے تفقد اُس کے حال پر اختلال پر مبذول فرماکر بارہ لاکھ تنکہ خرچ عطا کرکے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالے تیرا ملک موروثی مغلون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے تیرے سپرد

کرون گا جب آوازۂ شوکت بہادر شاہی اور اُس کے جلال کا ربع مسکون مین منتشر ہوا تو اس سفر مین قریب وبعید کے راجہ اس کی درگاہ کی طرف توجہ ہوئے اور گوالیار کے راجہ کا بھتیجا مع جماعت پوربیہ حاضر ہوکر سلک ملازمان خاص مین منسلک ہوا اور بھیرون بن پرتھی راج بھتیجا راجہ سنکا کا بھی مع چند راجپوت معتبر آکر ملازمون مین داخل ہوا اور بعضے سردارن دکن نے بھی نقد سعادت حضور حاصل کی اور سب علی قدر مراتب انعامات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصۂ دراز تک محمد آباد جنینہ مین توقف واقع ہوا علاء الدین عماد شاہ نے بیتاب ہوکر خضر خان اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجکر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ بحری نہایت بدعہد غدار ہے بیجاپور سے صلح کا خیال نہین رکھتا ہمراگر آپ ایک مرتبہ دکن کی طرف نہضت فرماوین بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووے چنانچہ سلطان بہادر التماس اس کی قبول کرکے دکن کیطرف روانہ ہوا اور جب آب نربدہ کے کنارے پہونچا میران محمد شاہ فاروقی استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور سلطان کو ضیافت کے واسطے برہان پور لے گیا اور لوازم مہمانداری بجالایا اس کے بعد عماد الملک بھی جریدہ کاویل سے اس کی ملازمت مین حاضر ہوا اور چند راس گھوڑے اور تحف وہدایا گذرانے اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کے واسطے کہ بیرد ہور کے اطراف مین تجاوز کے راستہ سے روانہ ہوا اور جب جالنہ پور مین پہونچا چند روز مقام کرکے وندان طمع اُس ملک پر تیز کیے اور عماد الملک نے مضطر ہوکر خطبہ برار کا سلطان بہادر کے نام پڑھایا اور میران محمد شاہ فاروقی کو متوسط کرکے ایسا کیا کہ سلطان وہان سے کوچ کرکے آگے بڑھگیا اور جیسا کہ وقایع نظام شاہیہ مین تحریر ہوا ہے احمد نگر مین پہونچا اور بسبب دیکھنے خواب ہیبت کے دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور بالا گھاٹ مین حوض قتلو کے کنارے فروکش ہوا اور عماد الملک کو مع امرائے کثیر گجرات اُس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے تعین کیا لیکن بعد چند روز کے علاء الدین عماد شاہ نے دکنیون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے طلب کرنے سے نادم اور پشیمان ہوا اور رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کرکے راہ فرار نابی اور جب دکنی گجرات کا راستہ گھیر کر رسد غلہ پہونچنے کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ علامت قحط غلہ اردو مین ظاہر آئی اُس وقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو بنوید واپس دینے فیلان میران محمد شاہ فاروقی کے اپنی طرف سے راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اس کے نام پڑھا سلطان بہادر ۹۳۶ھ نوسو چھتیس ہجری مین گجرات گیا اور برسات کا موسم محمد آباد مین بسر کرکے ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع جانپور سے خاوند خان اور رفیع الملک المخاطب بہ عماد الملک کو مع لشکر راستہ اور فیل بسیار پاکر کے سمت بھیجا اور خود بندر کھنایت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک روز وہان بسر کرکے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کئی جہاز اطراف بنادر سے پہونچے تھے جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازون مین تھی خرید کرکے کارخانون مین داخل کی اور ازانجملہ ایک ہزار چہ سو من پستہ اور منقے تھے اور جماعت رومیون کی جو باتفاق مصطفےٰ خان رومی

برسم تجارت آئی تھی اُن کے حال پر نظر الطاف مبذول کرکے اُس قوم کے واسطے مرتبہ اور منصب تعین فرمایا اور ملک ایاز سے سفارش غربا کی کرکے ولایت بانسوالہ اور ڈونگر پور کی سمت گیا اور آتش نہب اس ملک مین لگا کر وہان کے راجاؤن سے پیشکش لی پھر بخیر و سعادت محمد آباد جینانیر کی طرف معاودت کی اور عمر خان اور قطب خان و دیگر امرائے سلطان ابراہیم لودھی کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات کی طرف آپڑے تھے خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے سلطان بہادر نے پہلے دن تین سو قبائے زربفت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنکہ نقد انعام دیے اور جب اُن کی دلجوئی سے فارغ ہوا مہراسہ کی طرف کوچ کیا اور جب مہراسہ مین وارد ہوا محمد و مذکھان اور بھی امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے پھر کوچ متواترہ سے پاکر مین پہونچکر اُس ولایت کا انتظام جیسا کہ چاہیئے فرمایا اور ہر ایک مقام مین تھانہ دار مقرر کیے اور پرسرام راجہ پاکر کا لاعلاج ہوکر ملازمت مین حاضر ہوا اور سلطان بہادر کے حضور اُس کا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہوکر جملہ مقربان درگاہ سے ہوا اور سمی چکا جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل مین پھرتا تھا اس وقت احسان کے خوف سے برتنسی پسر رانا سنگا کے پاس متجی ہوا کہ میرا وسیلہ ہوکر مجھے سلطان کی خدمت مین پہونچا دے اور معافی دلوا دے۔ اتفاق سے سلطان بہادر شکار کے واسطے جب بانسوالہ مین آیا برتنسی بن رانا سنگا نے از راہ ملائمت و عجز ایلچی بھیجکر چکا کے عفو گناہ کی درخواست کی سلطان بہادر نے عرض قبول فرماکر چکا کو طلب کیا اور گھاٹ گرجی کے مقام مین مسجد عالی بنائی اور وہ قصبہ پرتھی راج کو دیا اور بانی ولایت پاکر درمیان پرتھی راج اور چکا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چند روز شکار کے واسطے اس مقام مین قیام کیا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی جو کہ ممنون احسان اور مرہون امتنان سلطان مظفر شاہ ہے شرزہ خان حاکم مندو کو بھیجا کہ بعضے قصبے ولایت جیتور کو تاراج کرتا ہوا اجین مین سلطان محمود خلجی سے ملحق ہو اسی درمیان مین ایلچی برتنسی پسر رانا نے آنکر درخواست کی کہ سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کو مانع ہوون کہ بموجب زنجیر عداوت کو حرکت نہ دیوین پھر اس وقت خبر پہونچی کہ سلطان محمود اجین سے سارنگ پور کی طرف جاکر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی اُس کی مافی الضمیر پر واقف ہوا باتفاق فرزند سکندر خان میواتی کے بھاگ کر ولایت جیتور مین برتنسی ولد رانا سنگا کے پاس آیا ہے اور چند روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندر خان اور بھوپت پسر سلہدی اُردو کی طرف متوجہ ہوکر دونون نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو خلعت زربفت اور ستر راس گھوڑے اُنھین انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان مین سلطان محمود خلجی کا نوشتہ پہونچا کہ مین بھی ارادہ شرف حضوری کا رکھتا تھا لیکن موانع کے سبب سے تعویق مین پڑا اب انشاء اللہ تعالے ملاقات گرامی سے مسرور ہون گا سلطان بہادر نے دریا خان سے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ نوید ملاقات سلطان محمود خلجی گوش حق نیوش مین پہونچی ہے اگر وہ آنکر ملاقات کرے ہم اُسکے مفرورونکو اپنے ممالک مین پناہ نہ دینگے پھر ایلچی کو مشمول الطاف کرکے رخصت کیا اور خود بانسوالہ کی عزیمت

کی اور جب آب کرجی کے کنارے پہونچا برتنسی بن رانا اور سلہدی بھی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلطان بہادر نے پہلے دن تیس زنجیر فیل اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زربفت انھین بخشے اور چند روز کے بعد برتنسی رانا کو چیتور کی طرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اردو مین رہا سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کے وعدہ ملاقات کے بنیاد پر سنبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آوے گا ہم لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالاوین گے اور دیولہ گھاٹ تک جاکر اُسے رخصت کرکے دار الملک کی سمت مراجعت کرین گے اور اس منزل مین محمد خان آسیری آیا تھا اور جب موضع سنبلہ مین پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا انتظار کھینچا پھر دریا خان سلطان محمود خلجی کی طرف سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار مین گھوڑے سے گر پڑا ہے اُس کا دہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہین ہے شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے چند بار خلاف وعدہ کیا نہ آیا اگر مرضی اس کی ہووے ہم آوین پھر دریا خان نے کہا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود کے پاس ہے اگر شاہ آوے اور چاند خان کو سلطان محمود خلجی سے طلب کرے دیا اُس کا نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا بھی نہایت متعذر ہے اور فی الحقیقت آنے کا مانع یہی امر ہے شاہ بہادر نے فرمایا مین شاہزادہ چاند خان کو نہ طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہ کہ وہ جلد میری ملاقات کو آوے جب ایلچی سلطان محمود کا رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ پیادہ منازل اور قطع مراحل کرتا تھا اور سلطان محمود کے آنے کا راستہ دیکھتا تھا جس وقت دیپالپور مین پہونچا معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ مندو مین نگاہ رکھے اور خود قلعہ سے جدا ہوکر گوشہ مین بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نکرے اس درمیان مین بعضے امرائے سلطان محمود خلجی کہ بوجہ سلوک ناموافق اُس سے آزردہ تھے خدمت سلطان بہادر مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوئے کہ سلطان محمود خلجی حیلہ حوالہ مین ایام گذاری کرتا ہے وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آویگا سلطان بہادر بکوچ متواترہ شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا اور جب نعلچہ مین پہونچا لشکر شادی آباد مندو کے محاصرہ کو مقرر ہوا اور محمد خان آسیری بجانب غربی ساتھ مورچال شاہ پول کے نامزد ہوا اور لقمان کو بہل پور کی طرف بھیجا اور جماعت پوربیہ کو سہلوانہ کی طرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمود پول مین قرار پکڑا اور شعبان کی اونتیسوین شب سنہ ۹۳۷ نو سو سینتیس ہجری مین سلطان بہادر مع جمعیت بہادران کے و نفرابل مندو کی ہدایت سے قلعہ مین داخل ہوا اور فصیل پر اس قدر توقف کیا کہ بہت آدمی اُس کے قلعہ مین در آئے پھر صبح کی نماز کے وقت سلطان محمود خلجی کے مکان کیطرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اس طرف سے کہ نہایت بلند ہے خاطر جمع رکھتے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے اور اسی وقت چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اترا اور راہ فرار ناپی اور سلطان محمود خلجی مع جماعت قلیل مسلح ہوکر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے مین قوت برابری کی نہ دیکھی شہر سے نکل گیا اور پھر ایک مقرب کی ہدایت سے احوال عیال و اطفال کی رعایت کے واسطے پھر کر اپنے محل کی طرف چلا اور افواج

ظفر امواج سلطان بہادر نے یکایک اطراف محل کو گھیر لیا اور سلطان بہادر نے مردمان لشکری کو حکم دیا کہ محل اور حرم بادشاہون اور امیرون کا امان مین ہی خبردار کوئی اُن کے مال اور ناموس کا متعرض نہو اس واسطے بعضے ہواخواہان اور رفقا نے بہلطان محمود خلجی سے عرض کی کہ شاہ گجرات ہر چند بیروتی کرے مگر اُس کی بیروتی اوردن کی مروت سے بہتر ہوگی ضرور ناموس سلطان کی حفظ مین کوشش کریگا اور ظن غالب یہ ہی کہ رسم پدر اختیار کرکے ولایت مالوہ سلطان کے قبضہ مین چھوڑے گا اس درمیان سلطان بہادر لعل محل کے کوٹھے پر برآمد ہوا اور ایک شخص کو سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر طلب کیا اور سلطان محمود مع سات نفر امرا کے آیا سلطان بہادر اپنے دل مین خواہش عفو رکھتا تھا اُس سے ہمکلام ہوکر سبب نہ آنے کا پوچھا لیکن جو کہ سلطان محمود خلجی کا بخت برگشتہ اور زمانہ ناموافق تھا اُس نے جواب سخت دیا سلطان بہادر اس سبب سے آزردہ ہوا پھر باقی مجلس خاموشی مین گذری آخر کو غضب مین آنکر سلطان محمود خلجی کو مع فرزندان مقید کرکے الف خان اور آصف خان کے ہمراہ محمد آباد جینا نیر مین بھیجا اور خود مندو مین قیام کیا اور امرائے مالوہ کو گجرات مین جاگیرین دین اور گجرات کے امرا کو مالوہ مین جاگیرین عنایت فرمائین اور میران محمد شاہ فاروقی کو معزز اور مکرم کرکے برہان پور مین روانہ کیا اور بعد برسات ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری مین برہانپور اور آسیر کی سیر کے واسطے روانہ ہوا چونکہ برہان نظام شاہ بحری نے اسمٰعیل عادل شاہ کے برخلاف لفظ شاہی اپنے جزو اسم کی تختی میران محمد شاہ فاروقی کی ہدایت اور دلالت سے برہان پور مین آیا اور شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے سلطان بہادر شاہ نے تیر سفید اور آفتاب گیر یعنے سورج مکھی اور سرپرچ سرخ سلطان محمود خلجی کا برہان نظام شاہ بحری کو دیکر فرمایا کہ ہم نے تمھین نظام شاہ بحری خطاب دیا یعنی دشمنون کو بادشاہی سے معزول اور دوستون کو سلطنت پر منصوب کیا اور سلطان بہادر کی غرض نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر اور برہان پور دونون بادشاہ دہلی کے جنگ مین کریش نہاد ہمت اپنے کی تھی موافقت کرین گے حالانکہ برخلاف اُس کے وقوع مین آیا کس واسطے کہ برہان نظام شاہ بحری نے نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی جنگ مین ساتھ اُس کے ہمراہی نہ کی بلکہ چند سال پیشتر ایلچی اپنا اُس کی درگاہ مین بھیجکر ولایت گجرات کے تسخیر کی ترغیب دی تھی کہتے ہین کہ سلطان بہادر شاہ نے شاہ طاہر جنیدی کی کہ علما ر گجرات اور برہان پور اور مندو اور دہلی اس کی اُستادی اور دانشمندی قبول رکھتے تھے عزت بہت کی یہانتک کہ اُسکے حضور تخت پر نہین بیٹھتا تھا اور جو بیٹھتا تھا اُسے بھی کرسی مرصع پر بٹھاتا تھا اور جس وقت کہ شاہ برہان پور مین تھا سعی بہت کی کہ اُسے برہان نظام شاہ سے لے کر اپنا وکیل السلطنت کرے شاہ طاہر نے اس بہانہ سے کہ مین ارادہ مکہ کی روانگی کا رکھتا ہون یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمد نگر مین جاکر چند عرصہ کے بعد برہان نظام شاہ کو شیعہ مذہب بنایا اور چتر سرا پردہ سرخ کو برنگ سبز کرکے نشان بارہ امام ہی تبدیل کیا القصہ یہ داستان کلی وجزوی احوال نظام شاہیہ مین تحریر ہوئی حاجت تقریر نہین ہر دہان معلوم فرماوین اور سلطان بہادر بعد ملاقات برہان نظام شاہ بحری خوش دل اور کامیاب ہوکر شادی آباد مندو دہار کیطرف گیا اس درمیان مین معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ بسبب اس کے کہ عہد

سلطان محمود خلجی مین عورات مسلمہ بلکہ بعضے جوہاے سلطان ناصر الدین کو اپنے مکان مین نگاہ رکھا تھا اور اب بھی اپنے مکان مین رکھتا ہی اس سبب سے حضور مین آنے کی خواہش اور پروا نہین رکھتا سلطان بہادر نے فرمایا کہ خواہ وہ آوے یا نہ آوے ہمارے ذمہ فرض ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر اور خواری بندگی سے نجات بخش کر اُس کو سزاے بلیغ اور تنبیہ ایسی کرین کہ باعث عبرت ناظرین ہو پھر مقبل خان کو محمد آباد چنیانیر کی طرف رخصت کر کے حکم دیا کہ وہان جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توپخانہ و خزانہ خدمت مین بھیجے اور مقبل خان نے سلطان کے حکم کے موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار خان مع لشکر گران اور توپ خانہ اور خزانہ اکیسوین ربیع الآخر سال مذکور کو قصبہ دھار مین آیا اور سلطان بہادر سے ملحق ہوا اور شادی نے گجرات کی روانگی کا آوازہ مشہور کیا اور فوراً شادی آباد مندو کی طرف گیا اور اختیار خان کو وہان کی حکومت پر چھوڑ کر جمادی الاولے کی بیسوین تاریخ کو نغلچہ مین نزول کیا اس درمیان مین بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ جو ادتھا عرض مین پہونچایا کہ ہدایت غالی دار الملک گجرات کی طرف متوجہ ہین اگر بندہ رخصت اجین کی پاوے سلہدی کو ملازمت مین حاضر کرے سلطان بہادر نے کمال دور اندیشی سے رخصت دی اور خود بھی بکوچ متواتر اجین کیطرف متوجہ ہوا اور پندرھوین تاریخ شہر مذکور کو قصبہ دھار مین پہونچکر لشکر کو وہان چھوڑا اور خود برسم شکار دیپالپور اور سعدل پور کی طرف گیا سلہدی پوربیہ یہ خبر سنکر اپنے فرزند بھوپت کو اجین مین چھوڑ کر خود ملازمت مین حاضر ہوا اور امیر نصیر سلہدی پوربیہ کی طلب مین گیا تھا اُس نے خلوت مین عرض کی کہ سلہدی پوربیہ خیال اطاعت اور فرمان برداری کا نہین رکھتا لیکن فقیر بوعدہ دینے کفایت اور ایک کرور تنکہ نقد کے اس کو فریب دے کر لایا ہی ورنہ چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑ کر ولایت میوات کی طرف جاوے اور اب اگر رخصت پاوے گا اس کا دوبارہ دیکھنا محال ہی شاہ سعدل پور سے دھار کی طرف روانہ ہوا اور امرا اور مقربون سے سلہدی پوربیہ کی گفتگو درمیان مین لایا اور جب اُردو کے قریب پہونچا لشکر کو باہر چھوڑ کر قلعہ دھار مین وارد ہوا اور سلہدی پوربیہ کو بھی ہمراہ لیگیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا موکلون نے سلہدی سے مع دو نفر پوربیہ گرفتار کیا اُسوقت ایک خواص سلہدی پوربیہ فریاد کر کے دست بخنجر ہوا سلہدی پوربیہ نے کہا تو چاہتا ہی کہ مین مارا جاؤن اُس نے جواب دیا کہ مین نے یہ خنجر تمھارے بچانے کو نکالا تھا اگر اس سے تم کو صدمہ پہونچتا ہی تو یہ خنجر مین اپنے ہی مارے لیتا ہون تاکہ تم کو صدمہ نہ پہونچے اور اپنے پیٹ پر مار کر جہنم واصل ہوا اور جب سلہدی پوربیہ کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر نے مال و متاع سلہدی کا تاراج کر کے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر سلہدی کے بیٹے کے پاس جس کا نام بھوپت تھا پناہ لی اور اسباب اور ہاتھی گھوڑے سلہدی کے سرکار شاہی مین ضبط ہوے اور آخر روز کو سلطان بہادر نے رفیع الملک الملقب بعماد الملک کو بھوپت کی گوشمال کو روانہ کیا اور حداوندخان کو اُردو کے ہمراہ چھوڑ کر دوسرے دن کی صبح کو خود بھی اُجین کی طرف عازم ہوا اور دریا خان مالوہی کو حکومت اُجین عنایت کر کے سارنگپور کی سمت متوجہ ہوا اور سارنگپور کو ملوخان بن ملوخان کے سپرد کیا جو سلطان مظفر کے ایام سلطنت مین

مندو سے جاکر ملازم ہوا تھا اور شیر شاہ سور کے عہد شاہی مین اپنا خطاب قادر شاہ کرکے اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام کیا تھا غرضکہ کچھ احوال اُس کا عنقریب مرقوم قلم صدق رقم ہوگا اور حبیب خان والی آشٹہ کو آشٹہ کی طرف رخصت دے کر خود بھیلسہ اور رایسین کی طرف عازم ہوا حبیب خان نے جاتے ہی ایک جماعت کثیر پوربیہ کو قتل کیا اور آشٹہ پر متصرف ہوا اور جب شاہ بھیلسہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ اٹھارہ برس کا عرصہ گذرا ہی کہ یہان سے آثار اسلام منقطع ہوئے اور علامات کفر شائع ہی اس منزل مین مخبرون نے اُس کی سمع مبارک مین پہونچایا کہ بھوپت پسر سلہدی اپنے باپ کی خبر گرفتاری اور متعین ہونا رنیع الملک کا سنکر کمک طلب کرنے کے واسطے جیتوری کی طرف گیا اور لکھمن بھائی سلہدی پوربیہ کا رایسین کے قلعہ کو استوار کرکے معرکہ آرائی مین سعی کرتا ہی اور انتظار کمک جیتوری کھینچتا ہی سلطان بہادر دو تین دن مسجدون کو آباد کرنے اور مقامات متبرک درست کرنے کے لیے اس قصبہ مین مقیم ہوا اور جمادی الاول کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین طبل نیروزی بجاکر رایسین مین بارگاہ بلند کی اور ابھی لشکر نہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ دو فوج ہوکر قلعہ سے اترے اور سلطان بہادر شاہ نے بہادری کو کام فرمایا کچھ لوگ ہمراہ رکاب لیکر شیر گرسنہ کی طرح اُن پر تاخت لایا اور دو تین پوربیہ ضرب شمشیر خونریز سے دو ٹکڑے کیے اِس عرصہ مین سپاہ گجرات پیچھے سے دوڑ پڑی آ پہونچی اور کفارون کو قتل کیا پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی شجاعت اور مردانگی دیکھکر بھاگے اور قلعہ مین جاکر دم لیا اور سلطان بہادر نے اُس دن لشکر کو جنگ سے منع کرکے کل کا وعدہ کیا دوسرے دن اُس سرزمین سے کوچ کرکے قلعہ کو مرکز کے مانند گھیر کر مورچے تقسیم کیے اور بنیاد ساباط کی ڈالی تھوڑے عرصہ مین ساباط اہل قلعہ کے قریب پہونچے پھر سلطان نے رومی خان کو مع توپخانہ وہان چھوڑ کر اپنے مقام پر معاودت فرمائی اور رومی خان نے توپ کی ضرب دزدسے دو برج قلعہ کے گرائے اور دوسری طرف سے سرنگ مین آگ دی یہانتک کہ چند گز دیوار اسطرف سے گر پڑی اور سلہدی نے احوال قلعہ اور زبونی پوربیہ و قوت دشمن کا مشاہدہ کرکے پیغام دیا کہ یہ بندہ چاہتا ہی کہ پہلے شرف اسلام سے مشرف ہووے اُسکے بعد اگر حکم ہو اوپر جاکر قلعہ کو خالی کرکے اولیاے دولت بہادر شاہی کے سپرد کرے سلطان اس خبر سے مسرور رہوا اور سلہدی کو اپنے روبرو بلاکر کلمہ توحید اُسے پڑھایا پھر اُسے خلعت خاص دیکر باورچیخانہ سے قسم قسم کا لذیذ کھانا اُسے کھلایا اور ہمراہ اپنے قلعہ کے نیچے لیگیا سلہدی نے اپنے بھائی لکھمن کو طلب کرکے کہا جو مین زمرۂ اسلام مین داخل ہوا ہون سلطان بہادر شاہ علو ہمتی سے مجھے مراتب عالی کو پہونچا دیگا مناسب یہ ہی کہ قلعہ کو ملازمون کے سپرد کرکے ہم تم سب خدمت شاہ مین حاضر ہون لکھمن نے پوشیدہ اُس سے یہ بات کہی کہ اب خونریزی تیری مسلمانون کے مذہب مین جائز نہین ہی بھوپت مع چالیس ہزار آدمی کمک کیواسطے آتا ہی ایسا کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لینے مین توقف ہووے سلہدی نے یہ راے پسند کی اور سلطان سے کہا کہ آج کے روز مہلت ہو کل بعد دوپہر کے قلعہ کو خالی کرکے ملازمون کے سپرد کرونگا سلطان بہادر شاہ وہان سے مراجعت کرکے اپنے مکان پر آیا اور دوپہر تک دوسرے روز منتظر تھا جب معلوم سے ایک ساعت گذری سلہدی عرض پیرا ہوا کہ اگر حکم ہو بندہ قریب قلعہ جاکر صورت حال دریافت کرکے عرض مین پہونچادے

عنایت سلطان سے دور نہین ہی سلطان بہادر نے سلہدی کو معتمدون کے سپرد کرکے نزدیک قلعہ کے بھیجا اور سلہدی نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کے گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ اے راجپوتان غافل و جاہل مسلمانون سے حذر کرو ورنہ سلطان بہادر اسی مورچہ سے آنکر تمین قتل کریگا اور غرض اُسکی یہ تھی کہ فی الفور ان جون کو جو توپ کی ضرب سے مسمار ہوگئے ہین بند کرو لکھمن نے جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بسبب ظاہر پلٹ گیا لکھمن نے قلعہ کے استحکام مین کوشش کی اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ کرکے بھوپت کی طلب کیواسطے روانہ کیے اور پسر سلہدی نکلکر روانہ ہوا چونکہ اس کی موت آگئی تھی ناگاہ کچھ فوج بادشاہی نمودار ہوئی اور وہ جاہل اپنی کثرت پر مغرور ہوکر جنگ مین مشغول ہوا سپاہ گجرات نے طاقت بشری سے زیادہ تر کوشش کرکے بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کے بیٹے کا بھی سر تن سے جدا کرکے مع سر دیگر راجپوتان کے شاہ کی خدمت مین بھیجا سلہدی نے جب خبر فوت پسر سنی الفت پدری سے حواس اُس کے بجا نرہے اور سلطان بہادر اصل راز سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی فوراً اس نے برہان الملک کے سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندو مین قید کرے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ بھوپت چونکہ جانتا ہی کہ سلطان جریدہ ہی اس واسطے رانا کو بھوپ لیکر ازروے جرأت بکوچ متواتر آتا ہی یہ خبر سنکر شاہ کی قوت غضبی نے طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ مین اگرچہ جریدہ ہون لیکن بمقتضائے نصوص ایک مسلمان س کافر کو کافی ہی یہ کہکر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانروائے برہان پور اور رفیع الملک المخاطب بعماد الملک کو آگے کو شمال کیواسطے رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کرکے جنگ کے واسطے متوجہ ہوئے اور جب کیرلہ کے قریب پہونچے پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار راجپوت پوربیہ اُس مقام مین حاضر ہوا اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نے عرض داشت کی کہ پورنمل بیٹا سلہدی پوربیہ کا رانا سے ملگیا اور رانا بھی قریب پہونچا ہی اگرچہ جمعیت اُسکی اندازہ سے باہر ہی لیکن عتماد تائید الٰہی اور اقبال صد و مال شاہی پر رکھکر ہمہ تن اُسکے مدافعہ مین مشغول ہونگا اور تردد مین کسی طور اپنے تئین معاف نرکھونگا شاہ نے بعد وصول عرض داشت اختیار خان اور دیگر امرا کو محاصرہ کے واسطے چھوڑکر خود بھی بطور تاخت ایک رات دن مین ستر کوس مالوہ کے طے کرکے بجلی کیطرح کیرلہ کے نواح مین پہونچا اور میران محمد شاہ فاروقی والی برہان پور استقبال کیواسطے آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنے مقام و منزل پر لیگیا اور اس عرصہ مین مخبرون نے رانا اور بھوپت کو خبر پہونچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر مین ملحق ہوا اور پیچھے سے افواج بیشمار مور و ملخ کی طرح متواتر چلی آتی ہی رانا یہ خبر سنکر ایک منزل پیچھے ہٹ گیا اور فجر کو سلطان بہادر کیرلہ سے کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑھا اس منزل مین دو نفر راجپوت بطور ایلچی کے تحقیق اخبار کے واسطے لشکر سلطان مین آئے اور رانا کیطرف سے یہ پیغام گذارش کیا کہ رانا ایک ملازمان درگاہ سے ہی اور اس حدود مین اُسکے آنے سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگے رکھکر طلب عفو سلہدی پوربیہ کے تقصیرات کا کرے سلطان نے ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اُس کی ہمسے زیادہ ہی اگر پہلے جنگ کا ارادہ نکرکے عرض داشت کرتا البتہ الحاح تمھاری قبول ہوتی جب یہ جواب ان دونون راجپوت نے

جاکر کہا کہ ہمنے شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی رانا اور بھوپت باوجود اس شوکت وجمعیت کی تین چار منزل کو ایک منزل کرتے ہوئے بھاگے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ الغ خان مع تیس ہزار سوار اور فیلخانہ اور توپخانہ گجرات کے بہت قریب پہونچا سلطان نے نہایت شجاعت سے ہرگز الغ خان کے پہونچنے تک توقف جائز نہ رکھکر مع لشکر موجودہ کے ستر کوس تک تعاقب کیا اور رانا جب چیتور کیطرف آیا شاہ نے اُسکی گوشمال دوسرے سال پر حوالہ کرکے خود قلعہ رایسین کیطرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور آخر ماہ رمضان سنہ مذکور مین لکھمن کمک سے مایوس ہوا صورت ہلاکت اپنی معائنہ کرکے ازراہ عجز وانکسار عرض داشت کی کہ اگر آنجناب سلہدی کو حضور مین طلب کرکے قلم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچین تو قلعہ رایسین کو خالی کرکے ملازمون کے سپرد کردون شاہ نے بعد تامل اور غور بسیار اپنے دلمین کہا کہ غرض اس یورش سے یہ ہی کہ عورات مسلمہ کفر کی ذلت سے رہا ہوون اگر التماس اُسکی قبول نہین کرتا ہون جان اُن ضعیفونکی مفت جاویگی اسواسطے ملتمس لکھمن کی پذیرائی اور سلہدی پوربیہ کو شادی بادمندی سے حضور مین طلب کیا چنانچہ برہان الملک سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر خدمت مین لایا اور فرمان امان حاصل کرکے قلعہ مین گیا اور لکھمن تمام راجپوتون کو مع اہل وعیال قلعہ سے پہاڑی پر لایا اور پلٹ کر شاہ کے عرض مین پہونچایا کہ قریب چار سو عورت متعلق سلہدی پوربیہ کے ہی اور رانی درگاوتی مان بھوپت کی یہ التماس رکھتی ہی کہ سلہدی پوربیہ اہل بندہاے خاص مین ہوا اگر قلعہ مین آنکر اپنے عیال سے خود قلعہ کو خالی کرے تو غیرون کے طعنہ سے محفوظ ہوگا شاہ نے ملک علی شیر کو سلہدی پوربیہ کے ہمراہ کرکے قلعہ مین بھیجا جب سلہدی پوربیہ وہان گیا لکھمن اور تاج خان نے سلہدی سے پوچھا کہ غرض سلطان کی قلعہ رایسین کے لینے سے کیا تھی سلہدی نے کہا بالفعل قصبہ بروده مع مضافات ہمارے واسطے مقرر ہوا عنقریب ہی کہ سلطان علاءالدین سے ہمین اور بھی علاقہ سے سرفراز کریگا رانی درگاوتی اور لکھمن اور تاجخان بولے کہ اگرچہ سلطان ہمارے احوال پر نظر الطاف مبذول فرماویگا لیکن ہمنے ایک مدت دراز سے اس زمین پر شاہی کی اور داد کامرانی کی دی فی الحال فلک شعبدہ باز نے بازی کرکے ہمین پھر ایکجا کیا ہی طریق مردانگی یہ ہی کہ اپنے عیال واطفال کو جوہر کرکے آگ مین جلا دو اور خود بھی تلوار کے منہ پر چڑھکر مارے جاؤ تو کوئی آرزو دل مین باقی نہ رہے غرضکہ سلہدی پوربیہ رانی درگاوتی کے سحر تقریر سے اپنے حال پر نہ رہا اور قدم جادۂ تمرد اور عصیان مین رکھا ہرچند ملک علی شیر نے نصائح مشفقانہ کرکے سمجھایا مفید نہوا اور ملک علی شیر کے درجواب یہ کہا کہ ہر روز ایک کروڑ پان اور کئی سیر کافور میری حرم سرا مین صرف ہوتا ہی اور تین سو عورت ہر روز پوشاک نئی پہنتی ہین آیندہ دیکھیے یہ میسر ہو یا نہو اس سے بہتر یہ ہی کہ ہم مع اپنے فرزندون اور عورتون کے قتل ہو جائین تاکہ ہمارے ناموس مین بدنامی کا دھبا نہ لگے ساتھ عزت اور ناموس کے مرین واہ ری عزت وشرافت سلہدی پوربیہ نے طرح جوہر کی ڈالی رانی درگاوتی کہ بیٹی رانا سنگا کی تھی دو بچے خرد سال ہمراہ لےکر جوہر مین آئی اور مع سات سو عورت پری پیکر جل گئی اور سلہدی پوربیہ اور تاجخان اور لکھمن مع خویشان وبرادران کہ مجموع سو نفر ہوتے تھے ہتیار لیکر برآمد ہوئے اور مسلمانون کی جمعیت قلیل سے کہ قلعہ پر گئے تھے جنگ مین مشغول ہوئے اور جب یہ خبر اردو مین پہونچی سپاہ گجرات بسبیل استعجال قلعہ مین درآئی اور اس گروہ حق ناشناس اور ناعاقبت اندیش کو واصل جہنم کیا اور سلطان بہادر کے لشکر سے چند پیادہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل کی اور بھی اُنھین دنون

مین سلطان عالم حاکم کالپی صدمہ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے پاس پناہ لایا تھا
قلعہ رایسین اور چندیری مع ولایت جاگیر پائی سلطان بہادر شاہ نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ کاکرون
کی تسخیر کے واسطے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین رانا کے تصرف مین آیا تھا نامزد کیا اور خود ہاتھی کے شکار مین
مشغول ہوا اور کوہ کاکورا کے متمردون کو گوشمال اور سزا دیکر اتغ خان کے حوالہ کیا اور اسلام آباد اور ہوشنگ آباد و
اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمیندارون کے تصرف مین آئے تھے اپنے تصرف مین لاکر امرائے گجرات اور اپنے معتمدون
کی جاگیر کی اور جو یہ ان محمد شاہ فاروقی کاکرون کیطرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی بسرعت تمام کاکرون
مین جا پہونچا اور رام جی نامے کہ رانا کی طرف سے حاکم کاکرون تھا قلعہ خالی کرکے بھاگا اور شاہ بہادر چار دن اُس
قلعہ مین جشن اور صحبت مین مشغول رہا اور ہر ایک مقرب کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا اور رفیع الملک المخاطب
بہ عماد الملک اور اختیار خان کو کہ اُسکے امرائے کبار سے تھے قلعہ بیور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد مندو کی
طرف متوجہ ہوا اور حاکم بیور کہ وہ بھی گماشتہ رانا کا تھا قلعہ چھوڑکر مفرور ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ مین قلعہ
کاکرون اور قلعہ بیور سلطان بہادر کے تصرف مین آئے اور سلطان بہادر شادی آباد مندو سے فرنگیون
کے مدافعہ مین متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کے قریب پہونچا سب فرنگی بھاگ گئے اور توپین کلان اُن
کی کہ دیسی توپ دیار ہندوستان مین نہ تھی دستیاب ہوئین اور شاہ بہادر ان توپون کو بجبر تقبیل محمد آباد جنیا بیر مین
بھیجکر عازم تسخیر جیتور ہوا اور بندر دیپ سے کنبایت کی طرف آیا اور وہان سے احمد آباد مین آکر مشائخ کرام اور آبائے
عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کرکے مع توپخانہ بندر دیپ گجرات سے جیتور کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت
یعنی سنہ ۹۴۰ھ توسو چالیس ہجری مین محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ مین قید تھا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس التجا لایا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے ایلچی بہادر
شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر نے نہایت تکبر سے جواب تک نہ دیا
ہمایون بادشاہ نے پھر اُسے مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور مین نہین بھیجتے تو اُسے اپنی ولایت سے
نکالدیون سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اُس کا معکوس ہوکر لاتقا ہوا تھا پھر کتابت کے جواب مین مقید ہوا
اور وہ باتین کہ اندازہ سے زیادہ بلکہ باہر تھین زبان پر لایا اور یہی حرکت سبب اُس کے خرابی کی ہوئی یعنے
جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے برخلاف محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور جب جیتور مین
پہونچا رانا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا طول کھینچا اور اکثر اوقات طرفین سے مردان مرد جنگ
و نبرد مین مستعد ہوکر حق شجاعت ادا کرتے تھے اور ظفر اور فیروزی گجراتیون کی شامل حال ہوتی تھی اخر الامر رانا
نے عاجز اور تنگ آکر پیشکش قبول کی اور تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا مع چند راس
اسپ و فیل اور تحف و نفائس شاہ گجرات کو دیکر واپس کیا اور یہ فتح اور رانا محمد زمان میرزا اور فراہم ہونا اولاد
بادشاہ بہلول لودھی کا اُنکی خدمت مین باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی نصیر الدین
محمد ہمایون شاہ کے ساتھ سلسلہ جنگ کو تحریک دیجے اور بادشاہی دہلی کی مہم اپنے قبضۂ تصرف مین لاوے پھر
ایک اولاد شاہ بہلول لودھی کو کہ سلطان علاء الدین نام رکھتا تھا اعزاز و اکرام کیا اور اُسکے بیٹے تاتار خان کو امرائے

گردانکر مملکت دہلی بغیر لیے ہوئے مردم درگاہ پر قسمت کی اور اس ارادہ کے پورے ہونے کیواسطے تاتارخان کو جو شجاعت اور شہامت مین اپنے ہمچشمون سے ممتاز تھا تربیت کرکے تیس کروڑ مہر مظفری برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کے سپردکین تو باتفاق اور صوابدید تاتارخان کے لشکر کی فراہمی مین صرف کرے چنانچہ تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار سوار تاتارخان کے پاس جمع ہوئے اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے اطراف مملکت مین مزاحمت شروع کی اور قلعہ بیانہ پر کہ آگرہ کے اطراف مین ہی سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین متصرف ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اپنے بھائی ہندال مرزا کو اس کے دفع کے واسطے بھیجا اور وہ جب قریب حدود بیانہ پہونچا افغان جو نہایت لاف وگزاف سے تاتارخان کے پاس فراہم آئے تھے متفرق ہوئے دو ہزار سوار سے زیادہ اس کے پاس باقی نرہے تاتارخان نے نہایت خجالت اور شرمندگی سے کہ زر خطیر لشکر بیوفاے افغانان مین صرف کیا تھا سلطان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوا اور مدد بھی طلب نہ کی ناچار ہوکر جنگ پر آمادہ ہوا اور جب طرفین مقابل ہوئے ہندال میرزا کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور مروی اور مردانگی کو کام فرماکر مع تین سو مرد قتل ہوا اور قلعہ بیانہ ہندال میرزا کے تصرف مین آیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اس امر کو شگون نیک جانکر سلطان بہادر شاہ کے دفع کو مع لشکر روان توجہ فرمائی اور شاہ بہادر شاہ کہ پھر رانا پر لشکر کشی کرکے قلعہ کو گھیرا تھا تاتارخان کے مارے جانے اور جنت آشیانی کی چڑھائی سے مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور قرعہ مشورہ کا درمیان مین ڈالا چنانچہ رائے اکثر امرا کی اسپر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کرکے شاہ کے مقابلہ کو جانا مناسب ہی اور حیدرخان جو امراے کبار سے تھا اس نے یہ عرض کی کہ ہمنے کفار کو محاصرہ کیا ہی اگر اس وقت بادشاہ مسلمان حمایت کفار کرکے ہم سے لڑیگا قیامت تک درمیان اہل اسلام کے مطعون اور بدنام ہوگا لائق دولت یہ ہی کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیوین اور یہ بھی ظن غالب ہی کہ آنحضرت یعنے ہمایون شاہ ہمارے اوپر تاخت نہ لاوینگے منقول ہی کہ جب ہمایون بادشاہ نے سارنگ پور مین نزول فرمایا اور خبر اس مشورہ کی آنحضرت کے گوش زد ہوئی آنحضرت نے از راہ مروت سلطان بہادر کی ولایت کو تعرض نہ پہونچایا بمقدار یہان توقف کیا کہ شاہ بہادر نے سابا وغیرہ سے سنہ مذکور مین قلعہ جتیور کو جبرا قہرا فتح کیا اور راجپوت بہت تیغ آبدار سے قتل کیے اور اس طرف کی مہم سے مطمئن ہوکر ایکبارگی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ سے جنگ کیواسطے متوجہ ہوا اور زر خطیر لشکر پر قسمت کرکے آگے بڑھا جنت آشیانی اس حرکت سے مکدر ہوکر ناچار اسکے استیصال پر عازم وجازم ہوا اور قلعہ مندو کے اطراف مین فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی خیمہ برپا نہ کیا تھا کہ سید علیخان خراسانی جو سلطان بہادر کا ہراول تھا لشکر گجرات سے بھاگ کر جنت آشیانی کے لشکر نصرت اثر مین ملحق ہوا اور گجراتی چال مشاہدہ کرکے شکستہ دل ہوئے پھر سلطان بہادر نے امرا اور افسرون کو اکٹھا کرکے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا حیدرخان نے جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کیواسطے کہ ابھی ہمارے سپاہیون نے جتیور کے فتح کرنے سے قوت اور استظہار پائی ہی اور ابھی انکی آنکھ سپاہ مغل کی شوکت وصولت سے نہین جھپکی ہی اور رومی خان کہ توپخانہ کا داروغہ اور صاحب اختیار تھا اس نے یہ التماس کی کہ توپ اور بندوق سرکار مین اس قدر افراط سے موجود ہین

کہ قیصر روم کے سوا دوسرے کو اس قدر آلات حرب میسر نہون گے صلاح دولت یہ ہے کہ لشکر کے گرد اگرد خندق کھود کر آلات حرب چارون طرف قرینے سے لگائے جاوین اور ہر روز بلا ناغہ آتش حرب مشتعل ہووے تاکہ جوانان شوخ لشکر مغل مقابل آکر توپ کی ضرب سے ہلاک ہوین شاہ بہادر نے یہ راے پسند کی اور لشکر کے گرد اگرد خندق تیار کی اُن دنون مین سلطان عالم کالپی کہ شاہ بہادر نے رائسین اور چندیری اور وہ صوبہ اُس کی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام آکر ملحق ہوا اور دو مہینے کامل دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور اکثر اوقات جوانان عاشق جنگ اور طالبان نام و ننگ برآمد ہوکر جنگ مردانہ اور حرب رستمانہ کرتے تھے اور سپاہ مغل اپنے فرمانروا کے فرمانکے بموجب توپ و تفنگ کے مقابل اور زد پر نہ جاتے تھے تین چار ہزار سوار تیر انداز سلطان بہادر کے اُردو کے اطراف مین تاخت لیجاتے تھے اور حسن تدبیر سے راہ آمد و شد غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اُس دیرہ سے منقضی ہوے لشکر گجرات مین قحط عظیم واقع ہوا اور چارہ بھی باقی نہ رہا جس سے جانورون کی زندگی ہوا اور فوج مغل کے تیر اندازون کے غلبہ سے کسی گجراتی کو یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سے باہر جاکر غلہ اور چارہ لاتا اور سلطان بہادر نے جب دیکھا کہ اب یہان توقف کرنا موجب گرفتاری ہے ایک رات کو مع پانچ امراے معتبر کہ ان مین ایک والی برہان پور اور دوسرا ملوخان حاکم مالوہ تھا سراپردہ کے پیچھے سے برآمد ہوکر شادی آباد مندو کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے پاے قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کرکے راہ مین بہت آدمی مفرد قتل کیے اور حیدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کے پیچھے جاتا تھا بعد جنگ شدید زخمی ہوکر بھاگا اور سلطان بہادر شادی آباد مندو مین قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کے ہندو بیگ اور دیگر امراے مغل مع سات سو نفر قلعہ مین در آئے اور سلطان بہادر شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بدحواس ہوکر اُٹھا جب گجراتیون کو مضطرب اور مفرد دیکھا خود بھی راہ فرار پائی پانچ چھ سوار سے محمد آباد جنبایتر کی طرف گیا اور حیدر خان اور سلطان عالم حاکم رائسین نے قلعہ سنکر مین جاکر پناہ لی اور بعد دو دن کے امان خواہ ہوکر جنت آشیانی کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے حیدر خان کہ زخمی تھا وہ سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رائسین سے جو حرکات ناملائم وقوع مین آئین تھین جنت آشیانی کے حکم سے اُسے پلے کیا سلطان بہادر شاہ یہ اخبار سُنکر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد جنبایتر مین تھا آدمیون کے ہاتھ بندر دیپ کی طرف بھیجا اور خود کنبایت کی طرف راہی ہوا اور جنت آشیانی شادی آباد مندو کو مرزا مین کے سپرد کرکے قلعہ محمد آباد جنبایتر کے سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراجی سے غنیمت بیحد و حساب سپاہ مغل کے ہاتھ آئی اور آنحضرت بھی وہان سے بمنہاج استعجال کنبایت کے سمت عازم ہوئے اور سلطان بہادر کنبایت سے گھوڑے تازہ زور لے کر بندر دیپ گیا اور آنحضرت جب کنبایت مین پہونچے اور سلطان بہادر کو نہ دیکھا معاودت فرماکر محمد آباد جنبایتر کو محاصرہ کیا اور ساتھ اُس تدبیر کے کہ آنحضرت کے وقایع مین تحریر ہے قلعہ اول پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد جنبایتر بھاگ کر قلعہ ارگ کی طرف کہ جس کو مولیا کہتے ہین پناہ لے گیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی

چونکہ وہ فضائل وکمالات مین تمام امراے گجرات سے امتیاز رکھتا تھا ندماے مجلس خاص مین اختصاص پایا اور خزائن سلاطین گجرات کہ عمرہاے دراز مین فراہم ہوئے تھے بادشاہی تصرف مین آئے اور زر لشکر پر تقسیم ہوا اور ابتداے سنہ ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری مین باوجود اس کے کہ جنت آشیانی محمد آباد جنیانیر مین توقف رکھتا تھا عرضیان رعایاے گجرات کی متواتر سلطان بہادر کے پاس اس مضمون کی پہونچین کہ اگر آنجناب ایک اپنے ملازم کو تحصیل مال کیواسطے مقرر فرماوین مال واجبی خزانہ مین پہونچایا جاوے سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو جو حسن تدبیر اور مزید شجاعت مین اتصاف رکھتا تھا مع لشکر گران تحصیل مال ولایت کیواسطے بھیجا اور عماد الملک سپاہ جمع لانے مین مصروف ہوا بقولے مع پچاس ہزار آدمی احمد آباد کے باہر وارد ہوا اور وہان سے عاملون کو اطراف مین بھیجکر تحصیل شروع کی اور جب یہ خبر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کو پہونچی تردی بیگ خان کو کہ ایک امراے کبار اور معتمد علیہ سے تھا خزانونکی محافظت کیواسطے مقرر کرکے محمد آباد جنیانیر کیطرف بھیجا اور عسکری مرزا کو مع یادگار ناصر میرزا اور میرزا ہندو بیگ کے اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور محمود آباد کی نواح مین کہ احمد آباد سے بارہ کوس ہی عسکری میرزا اور عماد الملک سے جنگ سخت واقع ہوئی اور عماد الملک نے شکست پائی اور گجراتی بہت قتل ہوے اسکے بعد جنت آشیانی نے ظاہر احمد آباد مین نزول فرمایا اور حکومت وہان کی عسکری میرزا کو اور پٹن گجرات یادگار ناصر میرزا کو اور بڑودرہ قاسم بیگ میرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ قوچین کو اور محمد آباد جنیانیر تردی بیگ خان کو سپرد کیا اور خود بدولت واقبال نے عنان عزیمت برہان پور کی طرف منعطف فرمائی اور وہان باقتضاے وقت توقف کرکے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین خان جہان شیرازی کہ ایک امراے سلطان بہادر شاہ سے تھا جمعیت بہم پہونچاکر قصبہ نوساری پر متصرف ہوا اور رومی خان بندر سورت سے خان جہان سے جاملا دونون باتفاق بڑودج کی طرف متوجہ ہوئے اور قاسم حسین میرزا کہ طاقت مقاومت کی نہ رکھتا تھا محمد آباد جنیانیر مین تردی بیگ خان کے پاس گیا اور کل گجرات مین خلل اور فتور واقع ہوا اور تھانے مغلول کے برخاست ہوے اُسوقت مین غضنفر بیگ کہ امراے عسکری میرزا سے تھا بھاگکر سلطان بہادر کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنے کی ترغیب کی جیساکہ اپنے محل پر مذکور ہوا جب تمام امرا تردی بیگ کے سوا احمد آباد مین جمع ہوئے اور سلطان بہادر گجرات کی طرف عازم ہوا عسکری میرزا نے تمام امراے مشورہ کرکے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان بہادر سے مقابلہ نہایت دشوار اور اشکال ہی اور جنت آشیانی شادی آباد مندو مین توقف رکھتا ہی اور شیر خان پٹھان نے بھی آگ فساد کی بنگالہ مین روشن کی ہی صلاح یہ ہی کہ خزانہ محمد آباد جنیانیر کو دستیاب کرکے آگرہ کیطرف متوجہ ہوون اور اُس حدود کو بھی اپنے تصرف مین لاکر خطبہ عسکری میرزا کے نام پڑھاوین اور منصب ولایت ہندو بیگ کے متعلق رہے اور میرزایان دیگر جس مقام کو چاہین اُسپر متصرف ہوون اس اقرار اور امید پر صوبہ گجرات جو کیسی محنت ومشقت سے لیا تھا مفت ہاتھ سے کھویا اور محمد آباد جنیانیر کیطرف روانہ ہوئے اور جب تردی بیگ خان نے میرزایان اور امرا کے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلعہ کی استواری مین کوشش کی پھر ناچار ہوکر میرزاؤن نے آگرہ کیطرف کوچ کیا اور جنگل بے ناموسی کی پیمائش شروع کی سلطان بہادر نے جب گجرات کو

خالی دیکھا تردے بیگ خان کے دفع کے واسطے محمد آباد جنیانیر کی طرف عازم ہوا اور تردے بیگ خان جس
قدر خزانہ کہ اُٹھا سکا اونٹون پر لاد کر آگرہ کی طرف راہی ہوا سلطان بہادر چند روز محمد آباد مین توقف کر کے
مہمات کے بندوبست مین مشغول ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے غلبہ ایام مین ازروے
عجز و ناچاری بندر کوہ اور بندر جیول اور ریگ دندہ کے فرنگیون سے مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت
آنکر گجرات پر کہ خالی ہو متصرف ہوگی اس واسطے بہ تعجیل تمام محمد آباد جنیانیر سے ولایت سورت اور جوناگڑھ
کی طرف متوجہ ہوا تا کہ جس طریق سے ممکن ہو اُس گروہ کو اس طرف آنے سے باز رکھے اور چند روز اس حدود
مین بسیر و شکار مشغول رہا اس درمیان مین پانچ چھ ہزار فرنگی غرابون مین بیٹھکر بندر دیپ کیطرف آپہونچے سلطان
بہادر بسبب استعجال بندر مذکور مین آیا اور فرنگی سلطان بہادر کے استقلال اور غلبہ اور جنت آشیانی کی مراجعت کی
خبر سنکر اپنے آنے سے نادم اور پشیمان ہوئے اور آپس مین قرار دیا کہ جس حیلہ سے بن پڑے بندر دیپ پر متصرف
ہو دین پھر اُنکے سردار نے معتمد تعارض کر کے خبر اپنی بیماری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نے مکرر آدمی اُسکی طلب
مین بھیجا لیکن جواب سُنا کہ بیمار ہون اور چلنے پھرنے کی قوت نہین رکھتا پھر سلطان بہادر اس خیال سے کہ
فرنگی میرا لحاظ اور ملاحظہ رکھتے ہین خود مع جماعت قلیل اُن کی تسلی کیواسطے غراب پر سوار ہوا اور اس مقام مین کہ
کشتیون کو لنگر کیا تھا گیا اُسے دیکھکر فرنگی ایک بڑی ناؤ پر سوا ہو کر آئے سلطان نے آنا بندر فراست سے دریافت
کر کے چاہا کہ پلٹ جاوے جبکہ وہ فرنگیون کی کشتی سے اپنی کشتی مین سوار ہونے لگا فرنگیون نے چالاکی اور پھرتی
سے اپنی کشتی ہٹائی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا دریا مین گرا اور ایک غوطہ کھا کر سر ابھارا اُسوقت ایک فرنگی نے جہاز
پر سے ایک نیزہ اُس کے سر پہ مار کر خروج کیا اس وقت سلطان بحر عدم مین ایسا غوطہ زن ہوا کہ دوبارہ
سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کر کے بلا توقف احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک
سنہ ۹۴۳ نو سو تینتالیس ہجری مین بندر دیپ فرنگیون کے تصرف مین آیا اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت
پندرہ سال اور تین دن تھی اور تاریخ بہادر شاہی اس کے نام نامی پر تحریر کی گئی لیکن جو توفیق اصلاح نپائی
غلطی بہت اُس نسخہ مین نظر آتی ہے اعتماد اُسپر نکرنا چاہیے

ذکر سرفراز ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر بحر فنا مین غرق ہوا مخدومۂ جہان والدہ اس کی مع امرا کہ ملازم رکاب تھے بندر دیپ
سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئی اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محمد زمان میرزا جسے سلطان بہادر نے بایام
فتور دہلی اور لاہور کی طرف بھیجا تھا کہ ہندوستان مین باعث خلل ہو کر مغلون کو پریشان اور شکستہ خاطر
کرے حدود لاہور سے پلٹ کر احمد آباد مین پہونچا اور اُسی وقت خبر واقعۂ سلطان بہادر سُنکر گریہ و زاری
مین مشغول ہوا اور بہت تاسف کر کے لباس تغیر کیا اور تعزیت کے واسطے چلا بعد چند روز کے
محمد زمان میرزا جب اُردو مین پہونچا مخدومۂ جہان نے اُس کے علی قدر مراتب اسباب مہمانی کا بھیجا اور
لباس ماتمی اس کا تبدیل کرایا لیکن میرزا سے سعادت مند نے عوض والدہ شاہ کے الطاف کا کہ اُس

کے حال پر مبذول فرمایا تھا یہ کیا کہ کوچ کیو قصد مع اپنی ایک جماعت کے خزانہ گجرات پر تاخت لایا اور بقولے سات سو صندوق طلا اس مین سے نکال لیگیا اور اپنے تئین گوشۂ محفوظ مین پہونچاکر بارہ ہزار مغل اور ہندوستانی جمع کیے امرائے گجرات یہ فساد جدید مشاہدہ کرکے بیقرار اور سراسیمہ ہوئے اور شاہ مقرر کرنے کے واسطے آپس مین مشورہ کیا جو کہ سلطان بہادر شاہ نے بارہا اپنے بھانجے محمد شاہ فاروقی کو ولی عہدی کا اشارہ کیا تھا سب تجویز مخدومہ جہان اُس کی بادشاہی پر راضی ہوئے اور غائبانہ خطبہ اور سکہ اُس کا عمل مین لائے اور ایلچی اُس کے بلانے کو بھیجا اور عماد الملک کو مع لشکر کثیر گوشمالی محمد زمان میرزا کے واسطے تعین کیا اور محمد زمان میرزا کہ مرد عیاش اور فراغت طلب تھا کچھ جنگ کرکے دار و گیر سے بھاگ کر ولایت مندو مین آیا اور پھر اُس کی مہم نے صورت نہ باندھی اور میران محمد شاہ فاروقی کہ سلطان بہادر شاہ نے اُسے لشکر چغتائی یعنی مغل کے تعاقب مین مالوہ تک بھیجا تھا بعد ڈیڑھ مہینے خطبہ پڑھنے کے اُس حدود مین بقضائے الٰہی سے فوت ہوا

ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

جب میران محمد شاہ فاروقی خرابۂ دنیا سے معمور آباد عقبیٰ کی طرف خرامان ہوا اور کوئی وارث سلطنت کا سوائے محمود خان بن شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کے نرہا اور وہ برہان پور مین سلطان بہادر شاہ کے حکم کے موافق کہ داعیۂ سلطنت گجرات رکھتا تھا میران محمد شاہ کے قید مین تھا اختیار خان کو اُس کے بلانیکو بھیجا میران مبارک شاہ برادر میران محمد شاہ نے اُسکے بھیجنے مین تامل اور مضایقہ کیا تب امرائے گجرات لشکر آراستہ کرکے برہان پور کے جانے پر آمادہ ہوئے اور اُس نے یہ خبر دریافت کرکے محمود خان کو تخت گجرات کی طرف بھیجا چنانچہ ارکان دولت نے ذیحجہ کی دسوین تاریخ ۹۴۴ھ نو سو چوالیس ہجری مین محمود خان کو تخت گجرات پر بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار خان صاحب اختیار ہوا اور مہام مملکت گجرات کی بہار اُسکے دست اقتدار مین آئی اور بعد چند ماہ ۹۴۵ھ نو سو پینتالیس ہجری مین امرا کے درمیان نزاع خصوصت واقع ہوئی چنانچہ دریا خان اور عماد الملک نے اتفاق کرکے اختیار خان کو قتل کیا بعد اس کے عماد الملک امیر الامرا اور دریا خان غوری وزیر کل ہوا اور آخر سال مین ان کے درمیان بھی مخالفت ظاہر ہوئی دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ شہر سے باہر لیجاکر محمد آباد جنبانیر کی طرف گیا اور عماد الملک لشکر کثیر فراہم کرکے محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد دو تین کوچ کے اکثر سپاہ گجرات جنھون نے اس سے زر کثیر حاصل کیا تھا جدا ہوکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عماد الملک بدحواسی اور عالم اضطرار مین صلح پر راضی ہوا اور یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرمگانو اور سورت کی طرف جاوے اور سلطان محمود احمد آباد کی طرف مراجعت کرے اور ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس ہجری مین دریا خان غوری عماد الملک کے اخراج کیواسطے شاہ محمود کو اُبھارکر مع لشکر آراستہ ولایت سورت کی سمت متوجہ ہوا اور عماد الملک بعد محاربہ بھاگ کر میران مبارک شاہ حاکم آسیر اور برہان پور کے پاس پناہ لے گیا اور میران مبارک شاہ از روے حمیت اور غیرت اُس کی مدد کے

واسطے آمادہ ہوا اور لشکر گجرات سے لڑکر شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا اور عماد الملک ملوخان المخاطب بقادر شاہ حاکم مالوہ کے پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس مین استقامت کرکے تاخت وتاراج مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان ڈال کر ازراہ صلح سلطان محمود کی ملازمت کی عماد الملک کے بھاگ جانے سے دریا خان غوری کو پوری قوت حاصل ہوگئی اُس نے تمام معاملات مالی وملکی مین پورا استقلال پیدا کرلیا کہ خود ہی سرانجام دیتا اور کسی کو دخل نہ تھا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ محمود اُس کے ہاتھ مین کھلونا رہ گئے وہی درحقیقت بادشاہی کرنے لگا آخر ایک رات سلطان محمود اپنے کبوتر باز جیو کی سازش سے ارک احمد آباد سے نکلکر عالم خان لودی کے پاس چلے گئے جس کی جاگیر دولقہ ودندقہ تھی۔ عالم خان نے بادشاہ کا پورا اعزاز واکرام کیا اور اپنا لشکر چار ہزار جمع کیا اور دریا خان غوری نے محافظ خان وغیرہ رشتہ دارون کے اغوا سے ایک طفل مجہول النسب کا نام مظفر شاہ رکھکر تخت پر بٹھایا اور تمام امرار کو زیادتی جاگیر وخطاب دیکر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور لشکر لے کر دولقہ کی طرف متوجہ ہوا عالم خان لودی نے سلطان محمود کو بڑے لشکر کے ساتھ اپنے مقام پر چھوڑا اور خود اپنی فوج لے کر غوری کے مقابل ہوا اور حملہ اول مین دریا خان غوری کی فوج کو شکست دے کر اُس کی خاص فوج پر ٹوٹ پڑا اور اچھی مردانگی وشجاعت سے کارزار کیا لیکن جس وقت معرکہ سے نکلا تو فقط پانچ سوار اُس کے ساتھ تھے۔ اس حالت کو دیکھکر پریشان وحیران ہوا آخر اس کے خیال مین یہ تدبیر آئی کہ حملہ اول مین دریا خان کی ہراول فوج شکست کھاکر ضرور احمد آباد مین پہونچی اور شکست کی خبر سنائی ہوگی مجھے فی الفور احمد آباد پہونچ جانا چاہیے تقدیر موافق تدبیر پڑی اور اُنھین پانچ سوارون سے نہایت تیزی کے ساتھ احمد آباد مین داخل ہوا اور فتح کا نقارہ مارتا ہوا شاہی دولتخانہ مین داخل ہوگیا شہر والون کو شکست ہراول سے یقین کلی ہوا کہ دریا خان برباد ہوا ہے لہذا فوج فوج خدمت مین آنے لگے اور عالم خان نے حکم دیا کہ دریا خان کا گھر لوٹ لو اور شہر کے دروازے محکم بند کرو اور دریا خان کا گھر لوٹنے کے بعد لوگون نے خواہ مخواہ اس سے اتفاق کیا اور عالم خان نے شیر خان کو بادشاہ محمود کو لانے کے واسطے روانہ کیا۔ دریا خان غوری نے اپنی فتح کے خیال مین اسی میدان مین مقام کیا تھا کہ ناگاہ احمد آباد سے قاصدون نے پہونچکر اس حال سے اسکو مطلع کیا وہ بدحواس ہوکر فوراً احمد آباد کی طرف دوڑا چونکہ امرار کے اہل وعیال سب شہر مین تھے ناچار اکثر امرار نے اس کی رفاقت ترک کی اور عالم خان لودی کے پاس چلے آئے اور اسی موقع پر سلطان محمود بھی شہر مین داخل ہوا۔ دریا خان غوری یہ حال سنکر واقعات دیکھکر برہان پور کی طرف بھاگا اور وہان بھی نہ ٹھہر سکا بھاگ کر شیر شاہ سور کے پاس گیا اور وہان بہت مراعات پائی۔ دریا خان کے دفع ہونے کے بعد عالم خان لودی نے وزارت ہاتھ مین لی اور آخر اس کو بھی غرور نے گھیرا اور دریا خان کے قدم بقدم چلنے کا ارادہ کیا۔ سلطان محمود نے ہوشیار ہوکر امرار کو اپنے ساتھ متفق کیا اور چاہا کہ عالم خان کو گرفتار کرے وہ بھی آگاہ ہوکر نکل گیا اور شیر شاہ کی خدمت مین پہونچکر بہت نوازش پائی۔

سلطان محمود

سلطان محمود کو جب امرا باغی سے نجات حاصل ہوئی تو مملکت کے نظم و نسق پر اور رعایا کی بہبودی و کثرت زراعت و آبادی پر توجہ مبذول فرما کر چند ہی روز مین گجرات کو سرسبز و شاداب کر دیا اور ارکان دولت و عمائد کے ساتھ نیک روش اختیار کر کے استقلال پیدا کیا اور احمد آباد سے بارہ کوس پر ایک شہر محمود آباد بنایا لیکن ہنوز پورا نہوا تھا کہ وارنا پائدار سے کوچ فرمایا اور عمارت نو ساختہ دوسرے کے ہوس مین چھوڑی مصرع دین عمارت بسر نبرد کسے ۔ قطعہ حضرت سعدیؒ خوب یاد آیا اسی بادشاہ کے عہد مین ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری مین قلعہ سورت دریاے عمان کے کنارے نہایت مستحکم عجیب ترتیب تعمیر ہوا جس کو ترکی غلام عضنفر آقا نے جس کا لقب خاوندخان تھا اپنی لیاقت سے پورا کیا اور اس کی تعمیر سے پہلے فرنگی لوگ سورت کے مسلمانون کو طرح طرح کی تکلیف پہونچاتے تھے جب عضنفر آقا نے اس کی تعمیر شروع کی تو چند مرتبہ کشتیون پر سوار ہو کر فرنگیون نے مزاحمت کے لیے سخت جنگ کی لیکن ہر دفعہ شکست کھائی آخر لاچار ہو کر نرمی و مدارات کر کے عضنفر خان کو بہت مال دینا قبول کیا کہ قلعہ یہ بنا دے خاوندخان نے کہا کہ سلطان کی بدولت مجھے مال کی کچھ پروا نہین ہے آخر فرنگیون نے کہا کہ اگر قبول نہین کرتے تو یہی نذرانہ لو اور قلعہ کو پرتگالی شکل پر نہ بناؤ یعنے چوکندی پرتگالی شکل پر نہو ۔ خاوندخان نے کہا کہ مین نواب جمیل کی امید پر اسی شکل سے بناؤن گا ۔ یہ حصار بہت مضبوط ہے اور اس کے دو جانب جو خشکی سے متصل ہین ان مین بیس گز چوڑی خندق اتنی گہری کہ پانی سے مل گئی ہے اور خندق کی دیوار پتھرون کی چونے کی جوڑائی سے بنائی اور جا بجا دراورون مین سیسہ پلایا اور ہر دو پتھر کو آہنی قلابون سے محکم کر دیا ہے اور دیوار کی چوڑائی پینتیس گز ہے اور بیس گز اونچی ہے اور اس کے اوپر منجنیق ایسے عمدہ طور پر بنا کے ہین کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوتی ہے اور جو ناگڈھ سے بہت سی بڑی و چھوٹی توپین جس کو سلیمانی کہتے منگوا کر جا بجا موقع سے اسپر قائم کین اور ملا محمد استرآبادی متخلص برخفائی نے تعریف سلطان محمود و صفت خان اعظم عضنفر بیگ ترک کے ساتھ قطعہ تاریخ کہا جس کا تاریخی شعر یہ ہے

؎ این ندا آمد بگوش از بہر تاریخش زغیب ۔ سد بود بر سینہ وجان فرنگی این بناے ۔ مترجم کہتا ہے کہ انقلاب زمانہ سے وہ قلعہ خود اہل فرنگ کے قبضہ مین آگیا اور ان کے لیے سامان فرحت بن گیا ۔ والملک للہ الواحد القہار سلطان محمود ۹۶۱ھ نو سو اکسٹھ تک با استقلال بے مخاصم و منازع بادشاہ رہا غایت یہ کہ آثار انقلاب مین سے کثرت شہوات و فساد نیات کا ظہور عوام الناس مین بڑھ گیا تھا چنانچہ آخر ایک خادم نے جو ظاہر مین اکثر اوقات طاعات و عبادات مین مصروف رہتا تھا ہوس دنیا مین پڑ کر بادشاہ کا قاتل بن گیا اس کی توضیح یہ ہے کہ برہان نام خادم سلطان چونکہ اظہار پرہیزگاری کرتا تھا سلطان اکثر شکارون مین اس کو نماز کا امام بناتا تھا البتہ کسی زمانہ مین اس سے تصور خدمت ایسا سرزد ہوا تھا کہ بادشاہ نے غصہ ہو کر اس کو دیوار کے درمیان چن دیا مگر منہ باہر رہا دوسرے یا تیسرے روز سلطان ادھر سے گزرا اور اس نے ترحم کے واسطے آنکھ و ابرو کے اشارہ سے سلام کیا بادشاہ نے رحم کھا کر اس کو معاف کیا اور نکلوا کر اس کے معالجہ مین اہتمام فرمایا لیکن اس

سے غافل کہ روے زخم خوردہ قابل اعتماد نہین ہوتا سلطان نے اس کو مقرب کرلیا۔ اتفاقاً شکارگاہ مین دونون
اس سے حرکت ایسی سرزد ہوئی کہ قابل سزا ہوا اور مثل مشہور ہی کہ بادشاہون کا تقرب اگر شیرین شہد
ہی بے نیش زنبور نہین ہی بادشاہ وہان سے قریب شام کے واپس آیا اور غسل کرکے عادت سے
زیادہ نشہ استعمال کرکے پلنگ پر سو رہا۔ بادشاہ دو سو بہادر جو شیر پر غالب آتے تھے اپنے پہرہ
پر رکھتا تھا اور یہ برہان بیوفا ان کا افسر کیا گیا تھا اس نے ان جانورون کو امیر بنانے کے وعدے
دے کر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور موقع اپنے کینہ دیرینہ کا دیکھتا تھا اس رات کو دیکھا کہ بادشاہ بہت
بے ہوش ہی اپنے بہن کے لڑکے خواجہ نام سے سلطان کو قتل کرنے کا مشورہ مستحکم کرلیا اور لوگون سے
ظاہر کیا کہ بادشاہ کے سر کے بال جو بہت دراز تھے خشک کرنے جاتا ہون اور ہاتھ سے پکڑکے
کھینچے اور جب بہت بے خبر پایا تو پا یہ سے مضبوط باندھے اور سلطانی تلوار غلاف سے نکالکر ذبح
کرنے چلا اور سلطان نے بیدار ہوکر ہاتھ حائل کردیے لیکن ہاتھ مع حلق کے کٹ گئے اور برہان
بدبخت نے سوچا کہ دولت تو بیدولتی کرچکا اگر تدبیر سے امرا کو بھی قتل کرون تو مین ہی بادشاہ ہوجاونگا
چنانچہ باہر نکلکر اول حکم زبان بادشاہ سے سنایا کہ مطرب گانے والے بلند آواز سے گاتے رہین
دوسرا حکم پہونچایا کہ دس شیرکش خدمت کے لیے اندر حاضر ہون اور لے جاکر ان کو ہتھیارون
سے مسلح کرکے جابجا قائم کیا۔ پھر امرا اور وزرا طلب کیے۔ آدھی رات گزر چکی تھی کہ غضنفر بیگ
یعنی خداوند خان بانی قلعہ سورت اور آصف خان وزیر حاضر ہوے اُن کو اندر لے جاکر قتل کیا اسی
ہی دوسرے دو آدمی امرائے کبار سے بلاکر مارے۔ جب اعتماد خان کو بلایا تو اس بوڑھے تجربہ کار نے
کہا کہ ایسے وقت کبھی ہم لوگون کو بادشاہ نے نہین بلایا آج کیا بھید ہی۔ اتنے مین دوسرا آدمی بلانے آیا
اعتماد خان زیادہ متوہم ہوا اور نہ گیا۔ برہان مردود نے عبدالصمد شیرازی مخاطب بافضل خان کو بلاکر کہا
کہ یہ خلعت وزارت بادشاہ نے تمھارے لیے بھیجا ہی تم بوڑھے آدمی تجربہ کار ہو بادشاہ خداوند خان
و آصف خان سے رنجیدہ ہوا تم کو ان کا قائم مقام کرتا ہی۔ افضل خان نے کہا کہ جب تک بادشاہ کی حضوری
میسر نہو مین ایسے بھاری کام کی خلعت نہین پہن سکتا ہون برہان نے بہت مبالغہ کیا کہ مبادا شاہ ناخوش
ہوجاوے۔ افضل خان نے ایک ہاتھ آستین مین ڈالا اور کہا کہ قسم ہی کہ دوسرا ہاتھ بغیر حضوری بادشاہ
کے آستین مین نہ ڈالون گا۔ برہان وہان سے افضل خان کو ساتھ لایا اور بادشاہ کی لاش پر کھڑا کرکے
کہا کہ مین نے بادشاہ و اکابر کا کام تمام کردیا اور تجھے وزیر کرتا ہون کہ پورا اختیار تجھے حاصل ہے
افضل خان نے دردناک ہوکر بلند آواز سے برہان کو گالی دی اس پلید نے اس بوڑھے کو
شہید کردیا اور اس وقت جواوباش و عوام حاضر تھے سب کو خطابات امارت دے کر تخت پر بیٹھا اور
صبح تک زربخشی مین مصروف رہا ع سلطنت گرہمہ یک لحظہ بود مغتنم است۔ اور شاہی ہاتھی و
گھوڑے اوباش کو دے کر صبح کو تزک و احتشام سے تیار ہوا اور سلطان کے شہید ہونے کی خبر
منتشر ہوگئی۔ چنگیز خان کا باپ عماد الملک اور رانع خان حبشی و دیگر امرا نے جمعیت بہم کرکے

اس بدبخت کے سر پر گئے اور وہ کافر نعمت اپنے سر پر چتر پھراتا ہوا اوباش کو ساتھ لیے ہوے مقابل ہوا اور دلیران جنگجو نے حملہ اول مین اس کو خاک خواری پر گرایا اور سنروان خان نے اس بید دولت کو ذبح کر ڈالا پھر اُس کی ٹانگ مین رسی باندھکر ہر گلی کوچہ مین گھسیٹتے پھرے۔ سلطان محمود کی مدت سلطنت اٹھارہ سال سے کچھ اوپر تھی اتفاق سے سلیم شاہ بن شیر شاہ بادشاہ دہلی اور نظام الملک بحری حاکم احمد نگر بھی اسی سنہ ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری مین منتقل بآخرت ہوئے چنانچہ میرے والد مولانا غلام علی ہندو شاہ نے اُن کی وفات کی تاریخ مین چند اشعار کہے ہین ؎

سہ خسرو را زوال آمد بیکبار	کہ ہند از عدل شان دارالامان بود	یکی محمود شہ سلطان گجرات
کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود	دگر اسلام خان سلطان دہلی	کہ اندر عہد خود صاحبقران بود
سوم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن خسرو نشان بود	ز تاریخ وفات این سہ خسرو
	چو مے پرسی زوال خسروان بود	

سلطان محمود شاہ نیک نہاد و پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات علما اور فضلا کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور روزہاے بزرگ یعنی روز مولود اور وفات حضرت سید کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور روز وفات اپنے جد و آبا اور دیگر روزہاے متبرک مین فقرا اور مساکین اور مستحقین کو کھانا کھلاتا تھا اور خود اپنے دست حق پرست مین آفتابہ لے کر آدمیون کے ہاتھ دھولاتا تھا اور پارچہ ہاے میر نصاف وغیرہ کہ اُس کی پوشاک کے واسطے مقرر تھے اُس مین سے اول دستار اور جامہ فقیرون کا تیار ہوتا تھا اس کے بعد اُس کی پوشاک تیار کرتے تھے اور آب کمازمدی کے کنارہ ایک آہوخانہ تیار کیا کہ سات کوس کے رقبہ مین دیوار سراسر کھینچی ہوئی ہے اور اُس آہوخانہ مین چند عمارات دلکشا اور باغچہ ہاے روح افزا تیار کرکے باغبانی اُس کی عورتون صاحب جمال کے سپرد فرمائی اور قسم قسم کے جانور اُس مین چھوڑے اور اُنھون نے توالد و تناسل سے کثرت تمام پیدا کی اور جو شاہ عورتون کی صحبت کا حریص تھا ہر وقت اپنی حرمون کو لے کر اُس مین شکار اور چوگان بازی کرتا تھا اور جو اشجار کہ اُس چار دیواری مین تھے اُن پر مخمل سبز و سرخ لپیٹا تھا منقول ہے کہ اس سے کوئی فرزند نرینہ اور اُس کی حرمون مین جب کوئی حاملہ ہوتی تھی فوراً اس کی اسقاط کا حکم فرماتا تھا اور عتماد خان کہ غلامان ہندی سے تھا سلطان اُس پر اعتماد کلی رکھکر اپنی حرم مین محرم کرکے عورتون کا سنگار اُس سے رجوع فرماتا تھا اور اُس نے بوجہ احتیاط اور ملاحظہ کے کافور رکھاکر رجولیت یعنی مردی کو اپنے سے ساقط کیا اور جو گجرات مین عورتین مزارون اور آدمیون کے مکانون پر بہانہ سے جاتی تھین اور فسق و فجور کی رسم و رواج اس قدر مروج ہوئی تھی کہ وہ بری نہ معلوم ہوتی تھی سلطان محمود اول منع کرکے پھر امتحان کے واسطے ایک جماعت مردم مجہول کو آمد کی طلب کو بھیجتا تھا جب وہ آتی تھین اُنھین بسیاست و عقوبت تمام ہلاک کرتا تھا اس سبب سے بخوبی سد باب ہوا

ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاولد تھا اعتماد خان نے آتش فتنہ و فساد کی تسکین کیواسطے رضی الملک نام ایک خرد سال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا اتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے امرا کے تخت شاہی پر بٹھا کر سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے مہمات مملکت ساتھ اپنے رجوع کرکے اسم شاہی کے سوا کوئی شے اُس کے اختیار مین نہ چھوڑی اور جب پانچ برس اسی طور پر گذرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہوکر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کے پاس جو امرائے کبار سے تھا گیا مدین تقریب موسیٰ خان فولادی اور سادات خان اور عالم خان لودھی اور اعظم خان مالوہی اور بھی اُمرا اُس کے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خان باتفاق عماد الملک پدر چنگیز خان اور رانع خان اور رجہاز خان حبشی اور اختیار الملک اور امرائے گجرات کے مع توغانہ سید مبارک خان کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خان کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن موکہ قتال کو آراستہ کیا اور اس درمیان مین ایک گولہ توپ کا سید مبارک کے لگا کہ اُس کے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شکست کھاکر بھاگا چند روز صحرا اور جنگل مین سرگردان رہا اس صورت مین عماد الملک اور تاتار خان غوری اعتماد خان کے مکان پر آئے اور توبہ مین لگاکر فیرکین اعتماد خان تاب مقاومت نہ لاکر پال کی طرف جو محمد آباد جنبانیر کے نواح مین ہے گیا اور جمعیت کرکے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن ہو لوگون نے درمیان مین آکر صلح کروائی اور امر وکالت بدستور سابق اعتماد خان کے سپرد کیا اور ولایت بہروچ اور محمد آباد جنبانیر اور نادوت اور بھی پرگنات جو آب مہندری اور نربدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دی اور موازی ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کے واسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی کبھی بے عقلی اور نادانی سے اپنے ہمسون سے اعتماد خان کے قتل کے بارہ مین مشورہ کرتا تھا اور بمقتضائے خردسالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اعتماد خان کو بھی اسی طریق سے دو پرکالہ کرون گا جب اعتماد خان اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیش دستی کرکے ایک رات کو اُسے قتل کیا اور لاش اُس کی دیوار قلعہ سے وجیہ الملک کے مکان مین پھکوا کر مشہور کیا کہ سلطان احمد لونڈی کے واسطے وجیہ الملک کے مکان مین در آیا تھا ناواقفانہ مارا گیا مدت اس کی حکومت کی آٹھ برس تھی ٭

ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا

آخر ۹۵۹ھ نو سو انسٹھ ہجری مین اعتماد خان نے ایک لڑکا امرائے گجرات کی مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا ہے جس وقت حاملہ ہوئی شاہ نے استقاط حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل سے پانچ مہینے گذرے تھے مین نے اس امر پر قیام نہ کیا پس امرا نے جو اور چارہ نہ جانتے تھے

۱۲ نوزدہ نفس موجود کاری مین مبارک

تمام مملکت اپنے درمیان قسمت کرکے کمال مضبوطی سے پہونچائی اور ولایت ٹپن پرگنہ گدنی تک موسیٰ خان اور شیر خان فولادی کے قبض و تصرف مین آئی اور رادھن پور اور ترواڑہ اور مورچپورا اور دیگر پرگنات پر فتح خان بلوچ متصرف ہوا اور جو پر گنے کہ آب صابرمتی اور مہندری کے درمیان واقع تھے اعتماد خان اُن پر متصرف ہوا اور بندر سورت اور نادوت اور محمد آباد جنیا نیز چنگیز خان بن عماد الملک غلام ترک کے پاس رہا اور رستم خان کہ بھانجا چنگیز خان کا تھا بہروج پر متصرف ہوا اور دولقہ اور دندوقہ سید میران ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر مین مقرر ہوا اور قلعہ چونا گڑھ اور سورت کو امین خان غوری اپنے قبضہ مین لایا اتفاق امرائے گجرات سے کنارہ کش ہوا اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنا قیدی جانتا تھا اسے دربار کے روز خلق کے دکھانے کو تخت پر بٹھا کر خود اُس کے پیچھے بیٹھتا تھا اور امرا سلام اور مجرے کو حاضر ہوتے تھے اور جب چند روز اس طرح پر گذرے چنگیز خان اور شیر خان فولادی سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد کے واسطے احمد آباد مین آئے اور بعد ایک سال کے فتح خان سے بسبب قرب و جوار جاگیر کے فولادیون سے عداوت اور مخالفت بہم پہونچی جنگ اُن کے درمیان واقع ہوئی اور فتح خان شکست پاکر اعتماد خان کے پاس گیا اور اعتماد خان اس حرکت سے طیش مین آیا اور لشکر فراہم کرکے بشوکت تمام تر فولادیون کی سر پر گیا اور فولادی قلعہ ٹپن مین قلعہ بند ہوئے اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوکر بعجز پیش آئے اعتماد خان نے عذر اُن کا قبول نہ کیا اور محاصرہ مین کوشش کی جب کام افغانان فولادی پر تنگ ہوا جوانان خرد سال اس جماعت کے جمع ہوکر موسےٰ خان اور شیر خان سے کہنے لگے کہ جس وقت یہ ہمارا عجز و انکسار قبول نہین کرتے تو سوائے لڑ مرنے کے اور چارہ نہین ہے پھر قریب پانسو آدمی ایکبارگی قلعہ سے برآمد ہوئے اور موسےٰ خان اور شیر خان فولادی بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر کہ وہ تین ہزار تھے ناچار باہر آئے اور اعتماد خان مع لشکر گجرات کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا میدان مین آکر صف آرا ہوا فولادیون نے اعتماد خان کی فوج خاص پر تاخت کرکے منہزم کیا حاجی خان یعنی سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام کہ عمدہ فوج اعتماد خان سے تھا بھاگ کر فولادیون کے پاس گیا فولادیون نے اعتماد خان کو پیغام کیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آیا اُس کی جاگیر اس کو واگذاشت کرو اعتماد خان نے اُن کی التماس پذیرانہ کی اور یہ جواب دیا کہ ہمارا نوکر تھا جب بھاگ گیا اُس کی جاگیر کیون دینی چاہیے موسیٰ خان اور شیر خان جمعیت کرکے حاجی خان کی جاگیر پر جاکر قصبہ چوتھانہ مین مقیم ہوئے اعتماد خان افواج کثیر فراہم کرکے اُن کے مقابلہ کو گیا اور چار ماہ مقابلہ مین پڑے رہے آخر جنگ کی نوبت آئی اعتماد خان اس مرتبہ بھی شکست کھاکر بہروج مین چنگیز خان کے پاس گیا اور اُسے مدد اور کمک کے واسطے لایا لیکن صلاح جنگ مین نہ بھی صلح کی اور حاجی خان کی جاگیر واگذاشت کرکے احمد آباد گیا اور چنگیز خان نے بھی دم استقلال سے مار کر اعتماد خان کو پیغام دیا کہ ہم اس درگاہ کے خانہ زاد ہین لہذا تمام امور حرم پر اطلاع رکھتے ہین شاہ محمود شاہ ثالث فرزند نہین رکھتا تھا اب جو اس لڑکے

کو شاہ محمود کا بیٹا مشہور کیا ہے یہ کیا بات ہے اور تو اُس کے دربار مین بیٹھتا ہے اور تیرے ہی لوگ نگہبانی کرتے ہین اور جب تو دربار مین نہین آتا کوئی شخص اُس کے سلام کو نہین جاتا ہے فی الواقع وہ فرزند سلطان محمود شاہ ہے پس تو بھی مثل تمام امرا اور خاصہ خیل کے اُس مین حاضر رہا اور جس وقت اور امرا دربار مین بیٹھین تو بھی بیٹھ اعتماد خان نے جواب دیا کہ بروز جلوس بزرگون کے سامنے قسم کھائی ہے کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہے اور بزرگون نے میرے اعتماد کرکے تاج شاہی اُس کے سر پر رکھکر بیعت کی ہے اور یہ جو تو کہتا ہے کہ اُس کی مجلس مین بیٹھتا ہے سبب اُس کا یہ ہے کہ میری قدر و منزلت سلطان جنت آشیان کے نزدیک سے زیادہ تر تھی اور تو اُس زمانہ مین طفل صغیر تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا وہ اس کی تصدیق کرتا اور یہ جوان کہ جسے تخت سلطنت پر جلوس کرکے زیب و زینت بخشی ہے ولی نعمت ہوتا ہے تیری خیریت اسی مین ہے کہ سر اُس کی خدمت گذاری سے نہ پھیرے اگر تیرا باپ خدمت اُس کے والد ماجد کی کرتا تھا تو بھی اُس کی خدمت اپنے ذمہ ہمت لازم جانکر ہمہ تن مصروف رہے تو بحصول مراد کامگار دولت امید سے حاصل کرے الغرض فولادی نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خان کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ تم چند روز پانون دامن صبر مین کھینچکر وزیر کے ساتھ طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور بظاہر مسند عالی کے ساتھ اظہار مخالفت نہ کرو لیکن جو چنگیز خان طمع کا دانت قصبہ پر لگائے ہوے تھا اس نے یہ امر قبول نہ کیا اور اعتماد خان کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس ہوئے ہین اور یہ ولایت محقر جو میرے تصرف مین ہے ساتھ اس جماعت کے کفایت نہین کرتی چونکہ حل و عقد مہام مملکت اُس مسند عالی کی رائے خیر آثار کے مفوض ہے لہذا اس فکر فرماوین اعتماد خان نے چاہا کہ ہمراہ اس کو حکام برہان پور کے ساتھ منازعت مین ڈالے برہان پوریون کے خوف سے اس طرف کا ارادہ نہ کرے اس واسطے اس نوشتہ کے لکھ بھیجا کہ قصبہ ندربار ہمیشہ امراے گجرات کے تصرف مین رہا اور جن دنون مین کہ سلطان قلعہ آسیر مین باتفاق میران مبارک شاہ رہتا تھا میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا حق سبحانہ تعالے باگ فرماندہی ممالک گجرات کی میرے دست اقتدار مین سپرد کرے قصبہ ندربار تجھے انعام فرماؤن گا غرضکہ اس کے بعد جب سلطان شہید نے تخت جلوس فرمایا ایفاے وعدہ کے واسطے کہ بزرگون پر فرض عین ہے قصبہ ندربار میران کو دیا اب سلطان کہ درجہ شہادت مین پہونچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت یہ ہے کہ تم مع اپنی جمعیت کے جاکر قصبہ ندربار پر جلد تر متصرف ہوکر زائد وظیفہ سمجھو اور تمھارے بارہ مین فکر معقول کی جاوے گی چنگیز خان فریب کھاکر فوج کی فراہمی مین مشغول اور سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر ہجری مین بکوچ متواتر اُس طرف روانہ ہوا اور قصبہ ندربار پر متصرف

قدم حرص کا آگے بڑھایا یہان تک کہ تھانیسر کے حدود مین گیا اتفاقات سے اُن دنون یہ خبر
پہونچی کہ میران محمد شاہ فاروقی ولد میران مبارک شاہ مع تفال خان حاکم برار کی جنگ کو آتا ہی
اور چنگیز خان نے اپنا لشکر اُس مقام مین کہ نشیب و فراز اور ناہمواری بہت رکھتا تھا اُتارا اور جس
طرف کہ زمین ہموار تھی اُس طرف آرابون مین زنجیر کھینچی اور محمد شاہ اور تفال خان اُس کے مقابل
صف آرا ہوکر غروب آفتاب تک ایستادہ رہے چنگیز خان اپنے دائرہ سے باہر نہ آیا اور اُس
غرور اور نخوت کی شامت سے جو سر مین رکھتا تھا اس طرح کا خوف و ہراس اُس پر غالب ہوا کہ رات
کو مع تمامی لشکر بھاگ کر بہروج کی طرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے غنیمت بہت دستیاب کر کے
مدربار تک پیچھا کیا اور پرگنہ پر متصرف ہوا اور اس عرصہ مین سلطان محمد میرزا کے بیٹے کہ چھ نفر تھے
اور اسامی اُن کے یہ ہین محمد حسین میرزا مسعود الغ میرزا حسین مرزا مسعود حسین میرزا شاہ میرزا
سب کے سب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے خوف سے سنبل سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گئے
اور جب لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین مالوہ کی طرف متوجہ ہوا یہ ناچار
اور لاعلاج ہوکر چنگیز خان سے ملحق ہوئے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے واسطے انھین غائبانہ
امراے سلطان مظفر کی سلک مین منتظم کیا اور چند پرگنے اپنی ولایت سے اُنھین دیے اور
اُسی سال باتفاق میرزایان مذکور اعتماد خان کے سر پر لشکر کھینچا پہلے بلا جنگ قصبۂ بردودھ
پر متصرف ہوا جب محمود آباد مین پہونچا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ عالم اور عالمیان پر ظاہر اور
باہر ہوا ہی کہ باعث اصلی اور سبب حقیقی شکست تھانیسر کا تیرے نفاق سے ہی کس واسطے
کہ اگر ہماری کمک کے واسطے تو خود آتا یا ایک جماعت کو بھیجتا اصلا غبار فرار دامن عار پر نہ
بیٹھتا اور اب فقیر تہنیت اور مبارکباد شاہی کہنے کو احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ہی اور یقین ہی
کہ اگر تم شہر مین رہوگے ایک مخالفت اور نزاع ظاہر آوے گی بہتر یہ ہی کہ مثل اور امرا اپنی
جاگیر پر جاکر سکونت اختیار کرو اور دست تصرف سلطان کو قوت دو تو مملکت موروثی مین جس
طور سے چاہے دست تصرف دراز کرے اعتماد خان نے پیغام پہونچنے سے پیشتر سامان فراہم
لشکر کیا تھا جب یہ پیغام پہونچا شاہ مظفر کے سر پر چتر بلند کر کے باتفاق سادات خان بخاری
اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور سیف الملک شہر سے
برآمد ہوا اور موضع کادری مین جو محمود آباد سے چھ کوس ہی طرفین کا سامنا ہوا اور صفوف جنگ
آراستہ ہوئین جب نظر اعتماد خان کی فوج چنگیز خان پر پڑی اور سابق مین بھی میرزاؤن کی
شجاعت اور مردانگی سُنی تھی اس واسطے ہر ایک دلیر معرکہ بنرد کو قالبض ارواح تصور کر کے
بلا جنگ دونگر پور کی طرف مفرور ہوا اور امراے دیگر اعتماد خان پر آفرین کر کے ہر ایک
نے ہر ایک طرف راہ فرار نا پی سادات خان بخاری دولقہ کی سمت اور اختیار الملک
معمور آباد کی طرف گئے الغ خان اور جہاز خان مع سپاہ سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد

کی طرف راہی ہوئے اور چنگیز خان نے فتح غیبی کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور محظوظ ہو کر
مہوہ مین نزول کیا اور دوسرے دن فخر کو بالغ خان اور جہاز خان اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کالپور
کے دروازے سے برآمد ہو کر بیرپور اور معمور آباد کی سمت روانہ ہوئے اور مظفر شاہ کے
برآمد ہونے کے وقت چنگیز خان احمد آباد مین در آیا اور اعتماد خان کے مکان مین قیام کیا اور
شیر خان فولادی نے جب قصبۂ کری کے اطراف مین یہ خبر سنی چنگیز خان کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمام
ولایت اعتماد خان کو سلطان کے مصارف ضروری کے واسطے چھوڑی گئی تھی اب جو تم تنہا اس پر
متصرف ہوئے ہو آئین مروت اور رسم فتوت سے بعید ہے اس کے بعد خود بھی مع جمعیت بسیار
کوچ کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت مین لڑنا لائق نہین ہے
اقرار کیا کہ جو ریاست دریاے صابرمتی کی اس طرف ہے تمھارے تعلق رہے اس سبب سے بعضے
پوروی احمد آباد کے مثل عثمان پور اور خان پور کے بھی شیر خان کے متعلق ہوئے اور چنگیز خان
میرزایان موصوف سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کے سبب باعزاز و تکریم پیش آیا اور میران محمد شاہ
ولد میران مبارک شاہ جو فتح اول مین دلیر ہوا تھا مملکت گجرات شاہ سے خالی پا کر امرا کی منازعت
اور مخالفت کو نعمت عظمیٰ تصور کر کے اس مملکت کی تسخیر کے واسطے مع لشکر روانہ ہوا اور احمد آباد
تک باگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور چنگیز خان میرزایان کے باتفاق عازم جنگ ہو کر شہر
سے برآمد ہوا اور بعد جنگ میران محمد شاہ نے شکست پائی پریشان اور بے سامان ہو کر آسیر
کی طرف گیا اور جو فتح میرزایان کے حسن تردد سے واقع ہوئی تھی چنگیز خان نے ان کی دلجوئی
کر کے چند پرگنہ معمور اور آباد سرکار ربیروج سے ان کی جاگیر مقرر کی اور انھین واسطے اس کے
کہ سامان اور استعداد بہم پہونچا دین جاگیر کی طرف رخصت دی اور میرزایان موصوف جب اپنی
جاگیر مین گئے مردم اوباش اور واقعہ طلب ان کے پاس فراہم ہوئے اور شرف الدین حسین میرزا
کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا اور داماد جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا ہوتا
تھا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگردان ہو کر میرزایان سے جا ملا اس واسطے جاگیر نے ان
کے خرچ پر دفانہ کی بعضے محالون پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئے اور جب یہ خبر چنگیز خان
کو پہونچی تین ہزار حبشی اور پانچ ہزار گجراتی ان کے سر پر تعینات فرمائے اور میرزایان نے چنگیز خان
کی فوج کو شکست دے کر کچھ آدمیون کو تہ تیغ کر کے تعاقب کیا اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو
جو دستیاب ہوئی تھی انین جو خرد سال اور بے ریش تھے خدمت حضور کے واسطے نگاہ رکھے اور جو کہ
جوان ریش دار تھے تیر ان کی ناک مین کر کے اور مشکین باندھکر ایک حلقہ لکڑی کا ان کے گردن
مین ڈالکر نہایت اہانت سے چھوڑ دیا اور جب ایسا کیا سمجھے کہ چنگیز خان خود ہمارے مقابلہ کو آویگا
علاج واقعہ پیش از وقوع عمل مین لائے یعنے چنگیز خان ابھی اپنے مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ ولایت
برہان پور کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان بھی دست انداز ہو کر ولایت مالوہ کی طرف گئے اور باقی

احوال اُن کا محمد اکبر بادشاہ کے ضمن مین مذکور ہی القصہ جب انغ خان اور جہاز خان باتفاق شاہ مظفر ولایت کاٹھیاوار کی طرف کہ عبارت کچھار اور بیڑ آب مہندری سے ہی پہونچے بہت دن انتظار کھینچتے رہے کہ شاید اعتماد خان خود آوے یا اپنے بیٹے شیر خان کو بھیجکر مظفر شاہ کو لے جاوے جب اس سے صدا ظاہر نہوئی سلطان مظفر کو ہمراہ اپنے دونگر پور کی طرف لے جاکر اعتماد خان کے سپرد کیا اور بعد چند روز کے اعتماد خان سے اپنے سپاہیون کے واسطے خرچ طلب کیا اعتماد خان نے جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہی کہ جس قدر ہی اور ہر سال کیا صرف ہوتا ہی اور پھر شہر نہین ہی کہ کسی شخص سے قرض لیکر دیا جاوے اِس سبب سے انغ خان حبشی اور امرا اعتماد خان سے آزردہ ہوئے چنگیز خان نے اِس امر پر اطلاع پائی خطوط استمالت ہر ایک کو بھیجکر اپنے حضور طلب کیا انغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک اور بھی حبشی اعتماد خان کی بلا اجازت معمور آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کرکے باتفاق یک دیگر احمد آباد کی سمت عازم ہوئے جب حوض کاکریہ پر جو شہر کے قریب ہی پہونچے اور لباس تبدیل کرنے کے واسطے سلطان محمود کے باغ مین فروکش ہوئے اس درمیان مین چنگیز خان اُن کے استقبال کو روانہ ہوا اختیار الملک اور انغ خان اور حبشیان کو باغ مین دیکھا ان کی تسلی اور دلجوئی کی انغ خان اور جہاز خان بولے کہ تمام عالم اور عالمیان پر روشن اور ہویدا ہی کہ ہم سب سلطان محمود کے غلام اور خانہ زاد ہین اگرچہ دولت نے ہم مین سے ایک کی طرف انتقال پایا ہو لیکن نسبت مین ہرگز فرق نہین ہی اور ملاقات مین رعایت اس نسبت کی چاہیے کہ منظور رہے مناسب یہ کہ بندہاے سلطان سے چند نفر جنھون نے مزید خدمت کے باعث امتیاز پایا ہی اور اب وہ سب اِس مجلس مین حاضر ہین بعد جس وقت ملاقات اور سلام کو آوین امیدوار رہین کہ دربان کسی کو مانع نہوین چنگیز خان نے بانکسار تمام یہ امر قبول کیا اور امرا کو اپنے ہمراہ لے کر شہر مین آیا اور مکان خالی کرکے اُن کے سپرد کیے اور بعد چندے ایک مخبر نے آنکر انغ خان کو خبر کی کہ چنگیز خان تجھے اور جہاز خان کو تیغ قہر سے ہلاک کیا چاہتا ہی اور قرار دیا ہی کہ فجر کو تھین میدان چوگان مین بلاکر ہنگام غفلت چوگان کرے اگر کل وہ تالاب کاکریہ کی طرف چوگان بازی کو گیا کچھ خوف نہین ہی کس واسطے کہ وہان صحرا وسیع ہی ہر طرف بھاگ سکوگے اور جو میدان بہدرین جوارک کے مابین ہی گیا یقین جانو کہ کام مشکل ہی وہ وہان اپنا ارادہ ظہور مین لاوے گا اور ابھی جاسوس یعنی مخبر اس کلام سے فارغ نہوا تھا کہ چنگیز خان کا فرستادہ آیا اور بعد دعا کے یہ پیام دیا کہ کل چنگیز خان میدان بہدرین چوگان بازی کو جاوے گا تم بھی صبح کے وقت حاضر ہو انغ خان یہ خبر سنکر متردد اور مضطرب ہوا اور سوار ہوکر سیف الملک حبشی کے مکان پر گیا اور وہان جاکر جہاز خان اور رشیدی بدر شاہی اور مجلدار خان اور خورشید خان کو بلاکر یہ راز ظاہر کیا اور بعد ردوبدل اور گفتگوے دراز سبھون نے یہ تجویز کی کہ پہلے سبقت اور پیشدستی کرکے چنگیز خان کو قتل کیا چاہیے غرضکہ دوسرے دن انغ خان اور جہاز خان حبشی اپنے

یارون کو لے کر سوار ہوئے اور چنگیز خان کے دربار مین گئے اور جو ابھی لشکری اور ہوادار اُس کے حاضر نہوئے تھے آدمی بھیجکر اُنھین دعا پہونچائی اور پیغام دیا کہ اشارہ کے موافق حاضر ہین اور جلدی چوگان بازی کے واسطے چلین اور چنگیز خان شراب صبح کر جس کو صبوحی کہتے ہین پیکر بدمست اور سرخوش تھا ایک جوڑا کپڑا اگری کا پہنکر تنہا مکان سے برآمد ہوا اور باتفاق حریفان وغا پیشہ میدان بہدر کی طرف توجہ فرمائی جب تھوڑی راہ قطع کی ایغ خان حبشی جو چنگیز خان کے داہنی طرف اور جہاز خان بائین سمت جاتے تھے اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہی یہ سنتے ہی جہاز خان حبشی نے فوراً ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی چنگیز خان کے رسید کی کہ ایک ہی وار مین سر اُس کا تن نازنین سے جدا ہوا اور لاش اس کی خون کی ندی مین غرق ہوئی اور وہان سے جلو ریز اپنے مکانون مین جاکر جنگ پر مستعد ہوئے اختیار الملک بھی ان کی موافقت پر آمادہ ہوا اور رستم خان بھانجا چنگیز خان کا کہ پیچھے سے مع فوج آتا تھا لاش ماموں کی ہاتھی پر ڈال کر بدون اُس کے کہ مکان پر لیجاوے بہروج کی طرف روانہ ہوا اور اوباش شہر نے دست تاراج مردم چنگیز خان پر دراز کیا اور جب یہ تحقیق ہوا کہ رستم خان بہروج کی طرف گیا ایغ خان حبشی اور اختیار الملک اور جہاز خان اور بھی امرا قلعۂ ارک مین کہ ساتھ بہدر کے شہرت رکھتا ہی داخل ہوئے اور ایک خط اعتماد خان کو سب نے لکھا حقیقت حال سے اطلاع بخشی اور اُسے احمد آباد کی طرف طلب کیا اور اُسی روز بدر خان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہیئت اور مہارکباد کے واسطے شہر مین آئے اور ہر ایک امرائے لشکر کے واسطے ایک گھوڑا پیشکش لائے اور ایغ خان اور جہاز خان حبشی نے امرائے مذکور کے ساتھ جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنے مکانون کی طرف پلٹ گئے دوسرے دن شیر خان فولادی نے جاسوس بھیجکر خبر لی کہ مردم اُمرا سے کوئی شخص محافظت کے واسطے بہدر مین نہین رہتا ہی اس واسطے چنگیز خان کے قتل کی تیسری رات کو سادات خان کو کہ ایک امرائے شیر خان سے تھا مع تین سو آدمی بھیجا اور اُس نے آتے ہی دیوار قلعہ کی خان پور کیطرف سے مسمار کرکے بہدر پر مقابضت کی اور بعد چند روز کے اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنے ہمراہ لیکر احمد آباد مین آیا اور جو قلعہ بہدر سادات خان کے تصرف مین تھا مظفر شاہ اپنے مکان مین مقیم ہوا اور قلعہ بہدر کی رہائی کے بارہ مین ایک خط شیر خان کو تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ قلعہ بہدر سلاطین کا مکان ہی جب بادشاہ نہووے ملازمین اور ہواخواہون کو لازم ہی کہ اپنے صاحب کے مکان کی محافظت کرین نہ یہ کہ خود اُس مین سکونت کرکے متصرف ہو دین اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر مین داخل ہوا سادات خان کو فرمایش کرو کہ قلعہ بہدر کو خالی کرے شیر خان نے اُس حقوق کی رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُس پر مبذول رکھا تھا اُس کے کہنے پر عمل کرکے فوراً قلعہ خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنے مکان مین جاکر استقامت فرمائی درمیان اس حال کے مخبرون نے خبر پہونچائی کہ میرزایان ولایت مالوہ سے بھاگ آئے اور راستہ مین جب خبر چنگیز خان

کے قتل کی سنی خوش دل اور مسرور ہوکر ولایت بہروج اور سورت کی طرف اس نیت سے متوجہ ہوئے کہ اس صوبہ پر متصرف ہووین اور اختیار الملک اور الغ خان نے اعتماد خان کے مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ ولایت بہروج حاکم سے خالی ہی اور یہ بھی کہتے ہین کہ میرزایان مذکور اُس طرف متوجہ ہین بہتر یہ ہی کہ تمام امرا جمعیت کرکے بہروج کی طرف روانہ ہووین اور اُس مقام کو اپنے قبض و تصرف مین لاوین اور اس کام مین تامل اور تساہل کو اپنی طبیعت مین ہرگز راہ نہ دیوین کس واسطے کہ بہروج اگر میرزایان کے تصرف مین در آوے گا پھر نہایت دشواری سے اس جماعت کے تصرف سے برآوردہ ہوگا اعتماد خان نے اپنا آدمی شیر خان فولادی کے پاس بھیجکر صلاح پوچھی شیر خان نے اسی راے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ تمام افواج کے تین بزن ہووین اول الغ خان مع حبشیان ایک منزل آگے جاوے جب وہ اس منزل سے کوچ کرے اعتماد خان اور اختیار الملک اور امراے دیگر کہ بزن دوسرا ہی اُس منزل مین فروکش ہووے اور جب بزن دوسرا اس منزل سے آگے بڑھے تیسرا بزن کہ شیر خان فولادی و دیگر امرا سے مراد ہی اس منزل مین قیام کرے اور سادات خان بخاری اپنی جگہ اور مقام مین رہے جب اس راے نے قرار پکڑا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک مع حبشیان تمام محمود آباد مین پہونچے اعتماد خان متوہم ہوا اور شہر سے باہر جاکر یہ غریمت فسخ کی الغ خان اور اُس کے یاران ہمدم یہ حرکت اُس کی خلاف پر گمان کرکے آپس مین کہنے لگے کہ ہم نے اس کے دشمن چنگیز خان کو جو اپنا مثل نرکھتا تھا ہلاک کیا اور یہ ہم سے نفاق کرتا ہی صلاح یہ ہی کہ اس کی ولایت آپس مین تقسیم کرکے متصرف ہووین چنانچہ قرار دادہ پر عزم مصمم کرکے پرگنہ کنبایت اور پرگنہ جلاد اور بھنجے اور پرگنات پر متصرف ہوئے اس صورت مین میرزاؤن کو فرصت ہوئی کہ قلعہ جنبانیر اور قلعہ بندر سورت اور دیگر مواضع پر قابض ہوے اور رستم خان جو قلعہ بہروج مین قلعہ بند ہوا تھا میرزاؤن سے لڑا آخر کو امان چاہی اور قلعہ اُن کے سپرد کرکے برآمد ہوا اور جب مردم بے جاگیر گجرات کے شہر سے برآمد ہوکر الغ خان کے شریک ہوے الغ خان نے جہاز خان سے کہا کہ جو سپاہی شہر سے برآمد ہوکر ہمارے پاس آئے ہین مناسب ہی کہ اعتماد خان کے پرگنات مین سے اس جماعت کے ماوجب کے لیے جاگیر مقرر کرین جہاز خان نے کہا کہ جو کچھ اس جماعت کو دیتے ہو وہ مجھے دو اور جو اس گروہ سے امید کی ہی وہ مجھسے وقوع مین آوے گی ان باتون کے سبب الغ خان اور جہاز خان کے درمیان تنازع واقع ہوا پھر اعتماد خان فرصت پاکر جہاز خان کو مکر و فریب سے فریفتہ کرکے اپنے پاس لے گیا اس سبب سے حبشیون کی شوکت مین فتور عظیم نے راہ پائی الغ خان حبشی اور سادات خان بخاری شیر خان پولادی سے جاملے اور جب گونہ استقلال شیر خان پولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت پاکر ایک روز قبل از غروب آفتاب کھڑکی سے برآمد ہوا اور بسبیل استعجال غیاث پور کی منازل مین کہ قریب قصبۂ سرکیج ہی الغ خان کے دائرۂ لشکر مین پہونچا اور الغ خان اسے دیکھتے ہی شیر خان کی خدمت مین گیا اور یہ بات کہی کہ شاہ مظفر بدون اُس کے کہ مجھے پہلے اطلاع بخشے میرے لشکرگاہ مین آیا ہی

لیکن ابھی تک مین نے اُس سے ملاقات نہین کی ہے شیر خان فولادی نے کہا کہ مہان عزیز ہوتا ہے تم جاکر حقوق خدمتگاری بجالاؤ اور علی الصباح خط اعتماد خان کا شیر خان فولادی کو پہونچا کہ جو مظفر شاہ فرزند محمود شاہ ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اس واسطے مین نے اُس کو تخت شاہی سے اٹھا کر نکالدیا تاکہ میرزاؤن کو بلاکر تخت سلطنت پر متمکن کرکے ملک گجرات اُن کے سپرد کردون یہ خط پڑھکر شیر خان فولادی نے سید حامد کے لشکرگاہ مین جاکر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کے جلوس کے وقت اعتماد خان نے کیا کہا تھا سید حامد اور دیگر سادات نے جواب دیا کہ اعتماد خان نے قرآن مجید اُٹھا کر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند سلطان محمود ثالث ہے اب اُس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہے شیر خان فولادی سید حامد سے رخصت ہوا اور رانع خان حبشی کی ذیودگاہ مین آیا اور کمان ہاتھ مین لیکر جس طور سے کہ نوکر اپنے آقا کی ملازمت کرتا ہے سلطان مظفر کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور رانع خان حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کرکے اپنے مکان پر لایا اور اُس کی خدمت گذاری مین قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤن کو ہروچ کی حدود سے طلب کیا جب یہ پانچ چھ ہزار سوار لیکر احمد آباد مین پہونچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤن کو مع مردم اختیار الملک کے حبشیون کی جنگ کے واسطے بھیجتا تھا یہان تک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچا اور اعتماد خان نے جب دیکھا کہ کوئی تدبیر پیش نہین جاتی ہے اس واسطے عرض داشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حاضر مین بھیجکر گجرات کی تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اس وقت کہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری تھی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ناگور کیطرف تشریف لایا اور پیر محمد خان کو جو بہ خان کلان مشہور تھا مع جماعت کثیر مرائے نامدار سروہی کی تسخیر کے واسطے بھیجا تھا اور جب پیر محمد خان راجہ سروہی کی سروہی سے زخمی ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بسعادت و اقبال پیر محمد خان کے لشکرگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور اس وقت مین عرضیان خوانین گجرات کی پہونچین پھر وہان سے ملا توقف گجرات کی غنیمت کی چنانچہ اس تفصیل سے جو اپنے مقام مین مذکور ہے رایات نصرت آیات اکبری پٹن گجرات کی طرف پہونچی شیر خان فولادی کہ اس وقت احمد آباد کو محاصرہ مین رکھتا تھا یہ حواس ہوکر کسی طرف مفرور ہوا اور ابراہیم حسین مرزا اور بھائی اُس کے بروده اور بہروج کی سمت راہی ہوئے اور اعتماد خان اور میرزا ابوتراب شیرازی اور رانع خان حبشی اور جہاز خان اور اختیار الملک سلطان اکبر فلک آشیان کا احرام آستان باندھکر دولت خواہون کے سلک مین منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیر خان فولادی سے جدا ہوکر آنحضرت کی ملازمت مین حاضر ہوکر اختصاص پایا اور گجراتیون کی سلطنت اور دولت نے رجب کی چودھوین تاریخ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اور اسی یورش مین قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے تصرف سے برآوردہ ہوا اور سلطان فلک آشیان مراجعت کے وقت جب لواح بہروج مین پہونچا والدہ چنگیز خان نے سلطان سے فریاد کی کہ میرے فرزند کو جہاز خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جہاز خان حبشی کو کہ ملازم رکاب تھا قصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنے ہمراہ آگرہ کی طرف لیگیا اور جس وقت کہ منعم خان خانخانان بنگالہ کی طرف جاتا تھا اُس کے سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادی خانم

کو اُس کے عقد مین دلایا اور بعد چند عرصہ کے اُس سے بدگمان ہوکر اُسے قید کیا اور وہ فرصت کے وقت قید خانہ سے بھاگ کر ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین ولایت گجرات مین گیا اور لشکر بہت بہم پہونچا کر قطب الدین خان حاکم گجرات سے لڑا اور اُسے قتل کیا اور نو برس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چندے بادشاہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے ۹۹۱ھ نوسو اکانوے ہجری مین میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو جس کا خطاب خانخانان تھا اُس کے دفع کے واسطے تعین کیا وہ تھوڑی جماعت سے احمد آباد کی طرف گیا اور شاہ مظفر کو جونا گڈھ کی طرف بھگایا اور پھر از سر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا اور اب تک وہ مملکت بہشت آئین اُس خاندان عالیشان کے قبضہ مین ہے مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگام تنزل تک تیرہ سال اور چند ماہ تھی فقط

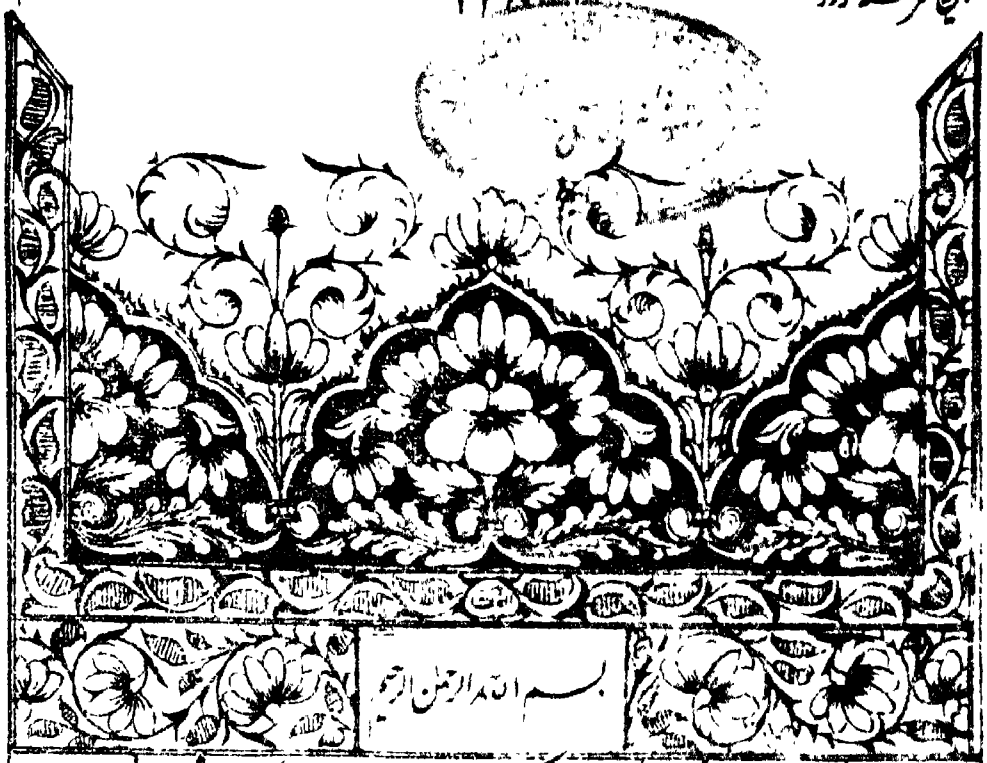

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقابلہ پانچوان حکام مملکت مالوہ اور ہندو کے بیانمین

ناظرین تمکین پر پوشیدہ نہ ہے کہ بلاد مالوہ ایک مملکت وسیع ہے اور ہمیشہ حکام ذی شان اُس ملک مین رہتے تھے اور راجہائے کبار اور رایان نامدار مثل راجہ بکرماجیت کے کہ مدار تاریخ ہنود اُسکی ابتدائے سلطنت سے ہے اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اِس کے جو راجہائے ہندوستان سے ہین مالوہ کی حکومت پر امتیاز رکھتے تھے اور بعد سلطان محمود غزنوی کے جس کی وجہ سے اسلام ہندوستان مین شائع ہوا سلاطین دہلی مین سے سلطان غیاث الدین نے اِس مملکت پر غلبہ پایا بعد اِس کے سلطان محمد بن فیروز شاہ تک وہ مملکت بادشاہان دہلی کے تصرف مین رہی اور دلاور خان غوری نے کہ نام اصلی اُسکا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کے اولاد مین سے تھا بعد قتل سلطان محمد بن فیروز شاہ کے اس مملکت کی حکومت پر فائز ہو کر باستقلال سلطنت کی اور اِس وقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گیارہ نفر نے جداگانہ سنہ ۹۷۹ھ نو سو اناسی ہجری تک ایک نے بعد دوسرے کے حکومت کی اور اُس عرصہ مین برائے چندے سلطان بہادر اور حضرت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مالوہ کی حکومت پر فائز ہوئے منقول ہے کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ نے ایک جماعت کو کہ جنے ایام فرار ہونے مین اُسکی ہمراہی اور رفاقت کر کے وفاداری کی تھی جب وہ سلطنت پر فائز ہوا علی قدر مراتب طریقہ رعایت وسلوک مسلوک رکھکر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سرور کو خطاب خواجہ جہان دیکر وزیر کل کیا اور ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خان کو حاکم ملتان اور دلاور خان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چار روز شخص صاحب سلطنت ہو کر شاہ ہوے الغرض دلاور خان دھار مین مقیم ہوا اور بازوے شجاعت اور رائے صائب کی قوت سے

ولایت مالوہ کو ضبط مین لایا اور دست تصرف خلجیہ کو اُس مملکت کے اطراف واکناف سے کوتاہ کیا چونکہ ہمیشہ اُس کے دلمین یہ خیال گذرتا تھا کہ شادی آباد مندو کو اپنا دارالملک بناؤن بلکہ کبھی کبھی جاکر اُس کی تعمیر مین کوشش کرتا تھا اور پھر دھار کیطرف مراجعت کرتا تھا اور سنہ ۸۰۸ آٹھ سو ایک ہجری مین سلطان محمود پادشاہ دہلی بوجہ صولت صاحبقران امیر تیمور کے گجرات کی طرف مفرور ہوا اور جب شاہ مظفر نے سلوک اس کی مرضی کے موافق نہ کیا اُس سے رنجیدہ ہوکر دھار کی سمت متوجہ ہوا جس وقت مالوہ کی سرحد پر پہونچا دلاور خان نے اپنے عزیز واقارب اور امرا کو استقبال کیواسطے بھیجکر یہ حکم کیا کہ منزل بمنزل جشن اور ضیافت کرتے ہوئے لاوین اور لوازم خدمت بہترین وجہ سے بجالاوین اور جب دھار سے آٹھ کوس ادھر پہونچا دلاور خان خود بھی استقبال کے تہیہ مین ہوا اور ہوشنگ کہ اپنے باپ دلاور خان سے اس امر مین راضی نہ تھا مع اکثر لشکر مالوہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور دلاور خان سلطان ناصرالدین محمود شاہ کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور اُن حضرت کو باعزاز واحترام تمام شہر دھار مین لایا اور تمام نقود اور جواہر اپنا سلطان کے ملاحظہ مین گذرانکر کہا کہ تمام نقد وجنس حضرت کا ہی اور بندہ غلام اور جمیع اہل حرم پرستار ہین ناصرالدین محمود شاہ نہایت مسرور ہوا اور اُسے دعاے خیر دیکر اُسمین سے جسقدر کہ حاجت تھی لیا باقی کو واپس دیا اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین محمود شاہ امراے دہلی کی التماس کے موافق دلاور خان کو وداع کرکے اس طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ یہ خبر سُنکر باپ کی ملازمت کا عازم ہوا اس تین سال کی مدت مین کہ ہوشنگ مندو مین تھا ایک قلعہ سد اسکندر سے سنگین تر پتھر اور کانپ سے بنانے لگا اور اُسے اپنے عہد سلطنت مین تیاری کو پہونچایا جیساکہ اُسکی تعریف عنقریب آتی ہی اور جب ناصرالدین محمود شاہ مرگیا اور دہلی کی سلطنت نے خلل تمام قبول کیا دعوی استقلال کا کرکے بطور سلاطین خطبہ مالوہ کا اپنے نام پڑھا اور چتر اور سراپردہ اپنا سرخ کیا منقول ہی کہ اسکا دادا جو غور کا باشندہ تھا بادشاہان دہلی کی درگاہ مین صاحب جاہ ہوا اور اُسکا بیٹا درجہ امارت کو پہونچا اور اسکا پوتا کہ دلاور خان غوری سے مراد ہی وہ فیروز شاہ کے عہد مین امراے کبار سے ہوا اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین جب مالوہ جاگیر مین پایا آداب ملک داری مین سلاطین کی روش اختیار کی اور مدت دراز حسب خواہش دل بسر کی اور سنہ ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے کوچ کیا اور بعضے کتب مین نظر سے گذرا کہ وہ ہوشنگ کی کوشش سے مسموم ہوا مدت حکومت اُس کی بیس سال تھی ان مین سے کچھ اوپر چار برس سلطنت کی

ذکر ہوشنگ بن دلاور خان غوری کی سلطنت کا

الپ خان اپنے باپ کے بعد مالوہ کی حکومت پر متمکن ہوا اور طغراے حکومت اپنے نام لکھکر اپنے تئین سلطان ہوشنگ ملقب کیا اور اُس نواح کے امیر دن اور بزرگون نے اُس سے بیعت کی اور حلقہ اُسکی اطاعت کا زیب گوش کیا لیکن ابھی مہمات سلطنت اور بنیاد دولت نے استحکام نہ پایا تھا کہ مخبر خبر لائے کہ سلطان مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خان غوری نے اپنے باپ دلاور خان کو طمع دینے کے سبب زہر دے کر ہلاک کیا اور اپنا ہوشنگ شاہ نام رکھا ہی چونکہ دلاور خان غوری اور شاہ مظفر

گجراتی کے درمیان عقد اخوت یعنی بھائی چارہ تھا وہ سامان جنگ درست کرکے اسطرف متوجہ ہوا سلطان ہوشنگ بھی بقصد جنگ قلعہ دھار سے برآمد ہوا اور سنہ آٹھ سو دس ہجری مین طرفین صف آرا ہوکر نہایت مردی اور مردانگی سے جنگ مین مشغول ہوے یہان تک کہ سلطان مظفر اُس معرکہ مین زخمی ہوا اور سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پر اختلال کے دونون نے پاے شجاعت کو متزلزل نہ کیا حرب وضرب سے دست نہ برداشت بازو رکھے جو کہ فتح اور شکست کوشش سے میسر نہین ہوتی عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کے پرچم پر چلی اور ہوشنگ بھاگ کر قلعہ مین پناہ لے گیا اور جب طاقت مقابلہ اپنے مین نہ پائی ناچار امان طلب کرکے شاہ مظفر گجراتی کے پاس حاضر ہوا اور اُسیوقت سلطان نے اُسے مع امرا مقید کرکے حوالات مین سپرد کیا اور اپنے بھائی خان اعظم نصرت خان کو قلعہ دھار مین مع جمعیت کثیر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کرکے سالما غانما گجرات کی سمت متوجہ ہوا اور نصرت خان ناکردہ کار نے جو اول سال رعایا کے مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بسلوکی اختیار کی اور سلطان مظفر گجرات مین پہونچ چکا تھا لشکر مالوہ نے دست بکار نصرت خان کو قلعہ دھار سے نکال دیا اور چونکہ نصرت خان اُس نواح مین توقف کرکے ولایت مالوہ سے نہ جاتا تھا اس سبب سے چھاکر کے بعضے پس ماندون کو ایذا بہت پہونچائی مگر نصرت خان شاہ مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑکر قلعہ شادی آباد مندو مین کہ برروج سنگین اُسکے منطقۃ البروج کے ساتھ اشارت بارہی کا مارتے تھے مقیم ہوا اور سپاہ نے موسی خان کو جو سلطان ہوشنگ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات مین سلطان ہوشنگ کو پہونچی اُس نے عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اُس کا مضمون یہ تھا کہ آن خداوند جہان وجہانیان فقیر کے حق مین باپ اور چچا کے ہوتے ہین اور جو بات کہ بعضے اہل غرض نے معروض کی ہے خدا جانتا ہے کہ خلاف واقعہ ہے دوران دونون مین سُنا جاتا ہے کہ امراے مالوہ نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی اور موسی خان کو سردار بنایا اور وہ مالوہ پر متصرف ہوکر دم استقلال کا مارتا ہے اگر فقیر کو قید سے رہا کرکے ممنون احسان فرماوین یقین ہے کہ وہ بلا دہاتھ آوین سلطان نے ایک سال کے بعد اُسے قید سے رہا کرکے عہدنامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کرکے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی کمک کے واسطے رخصت کیا اور اُسنے دھار اور اُسکے اطراف کو امرا کے تصرف سے برآوردہ کرکے اُسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہوشنگ نے چند روز دھار مین استقامت کی جب ایک جماعت خاصہ خیل سے اُسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعہ شادی آباد مندو کیطرف امرا کی عیالات کو بھیجکر اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سُنکر سب مسرور اور خوشحال ہوکر اُس کے خواہان ملازمت ہوے لیکن جو عیال اور اطفال اپنے ہمراہ قلعہ شادی آباد مندو مین لیگئے تھے اس سبب سے اُس کی خدمت مین حاضر نہو سکتے تھے لہذا سلطان ہوشنگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر قصبہ دھار سے قصبہ مہر کی طرف گیا اور آتش جنگ شعلہ زن کی اور ہر روز ایک جماعت اُس کے ہمراہیون سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدبیر پیش نہ جاتی تھی اس واسطے سلطان ہوشنگ نے صلاح اس مین دیکھی کہ وہان سے کوچ کرکے ولایت کے بیچ مین قیام پکڑے اور قصبون

اور پرگنون پر متصرف ہووے اس درمیان مین ملک مغیث نے جو سلطان ہوشنگ کا پھوپھی زاد بھائی تھا ملک خضر عرف میان آغا سے طریق مشورہ درمیان مین رکھا کہ اگرچہ موسی خان جوان شایستہ ہے اور ہمارا چچیرا بھائی ہوتا ہے لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور دانشوری مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور یہ سلطنت ارثا اور اکتسابا اُسے پہونچتی ہے اور مادر اس کے اُس نے ایام طفلی مین میری والدہ کے آغوش شفقت مین پرورش پائی صلاح اس مین ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اس کے دست اقتدار مین سونپی جاوے ملک خضر ملقب بہ میان آغا نے رائے ملک مغیث کی پسند کی اور باتفاق شب کو قلعہ شادی آباد مندو سے برآمد ہوکر سلطان ہوشنگ کے پاس حاضر ہوے اور سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث کو وعدہ نیابت کا دیکر مسرور اور محظوظ کیا اور موسی خان نے جب یہ خبر سُنی رشتہ استقلال سلطنت کو مقراض مایوسی سے قطع کرکے اپنے انجام کار مین متفکر ہوا اور آخر کو قلعہ خالی کرکے نکل گیا اور سلطان ہوشنگ نے قلعہ شادی آباد مندو مین جاکر دارالامارہ مین قرار پکڑا اور ملک مغیث کو ملک اشرف خطاب دیکر منصب وزارت پر سرفراز کیا اور اُس کو اپنے جمیع امور مین نائب اور قائم مقام کیا اور سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری مین جب شاہ مظفر نے حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور احمد شاہ بن محمد شاہ بن سلطان مظفر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا فیروز خان اور ہیبت خان فرزندان شاہ مظفر نے نشان عداوت خطۂ بہروچ مین بلند کرکے سلطان ہوشنگ سے اعانت طلب کی اُس نے حقوق پرورش مظفر شاہی اور اعانت احمد شاہ کو طاق نسیان پر رکھا اور کینۂ دیرینہ نے اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ملک گجرات مین جاکر اس سلطنت کے قواعد کو مختل کرے لیکن سلطان احمد شاہ یہ خبر سُنکر مع لشکر فراوان بہروچ کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور فیروز خان اور ہیبت خان سپاہ احمد شاہی کے خوف و ہیبت سے امان طلب کرکے اُس سے جاملے سلطان ہوشنگ راہ سے مراجعت کرکے دھار مین آیا اور ابھی عرق ندامت اور خجالت کا اس کی پیشانی سے خشک نہوا تھا کہ پھر مرتکب ایک حرکت شنیعہ کا ہوا وہ یہ ہے کہ سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان ہوشنگ کو خبر پہونچی کہ محمد شاہ گجراتی جالوارہ کے راجہ کے سر پر بنفس نفیس فوج کش ہوا ہے اور انھین دنون مین راجہ جالوارہ کا سفیر سلطان ہوشنگ کے پاس باستدعاے کمک پہونچا اور حامل عریضہ نے کمک کے بارہ مین مبالغہ حد سے زیادہ تر کیا ہوشنگ شاہ مقدمات سابق کو بالکل فراموش کرکے مع لشکر کثیر دھار سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ممالک مین بہت خرابی پہونچائی اور سلطان احمد شاہ گجراتی بجرد پہونچنے اس خبر کے اُسکے دفع کا عازم جازم ہوا اور جب طرفین کا سامنا ہوا اور راجہ جالوارہ سے مدد نہ پہونچی سلطان ہوشنگ نے مجبور ہوکر اپنی ولایت کی سمت مراجعت کی اور اس عرصہ مین نصیر خان فاروقی اس امر کا قاصد ہوا کہ قلعہ تھالیز کو جو اسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک انتخار کو دیا تھا اُسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے تصرف مین لاوے اور جب نصیر خان فاروقی سلطان ہوشنگ سے طالب کمک ہوا اُسنے اپنے بیٹے غزنین خان کو مع پندرہ ہزار سوار اس کی مدد کے واسطے بھیجا نصیر خان فاروقی اس کی اعانت کے سبب قلعہ تھالیز کو لیکر سلطان پور کے اطراف مین گیا سلطان احمد شاہ گجراتی اُن کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا

اور زمینداران گجرات یعنی راجہ جالوارہ اور راجہ جینا نیر اور راجہ نادوت اور ایدر نے فرصت پاکر عرضیان
متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت مین روانہ کین کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری مین تساہل اور تجاہل
واقع ہوا لیکن اس مرتبہ جانسپاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگا اگر آنحضرت گجرات کی طرف متوجہ
ہووین ہم کچھ راہبر آپ کی خدمت مین بھیجین کہ وہ لشکر کو ایسے راستہ سے لیجاوین کہ ملک گجرات کے
پہونچنے تک سلطان احمد واقف نہووے جو یہ خجالت عداوت سابق کے سوا ہوئی تھی سلطان ہوشنگ نے
اس ارادہ سے سامان جنگ درست کیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو اکیس ہجری مین مع شوکت تمام مہاسہ کے
راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً اُن دنون مین سلطان احمد سلطان پور اور نندربار کے اطراف مین
پہونچا غزنین خان مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی اسیر کیطرف گیا اور جب احمد شاہ گجراتی کو خبر
پہونچی کہ سلطان ہوشنگ مہاسہ کیطرف گیا ہو اُس کی آتش فتنہ کی تسکین تمام امور پر مقدم سمجھکر باستعجال
تمام مہاسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت بارندگی تھوڑے عرصہ مین بطور تاخت آپ کو وہان پہونچایا
اور جاسوسون نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی بیقرار ہوکر زمینداروں
کو کہ جنھون نے عرضیان بھیجکر غبار فتنہ وفساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب اُن سے بوے
خیر نہ سوجھی زبان ملامت کھولکر حروف ناسزا زبان زد کیے اور جس راستہ سے کہ آیا تھا سر کھجا کر پلٹ گیا
احمد شاہ گجراتی نے چند روز قصبۂ مہاسہ مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ ساتھ اُس کے ملحق ہووے اور بعد اجتماع
لشکر ماہ صفر سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری مین ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر کالیادہ کے
نواح مین مقام کیا اور سلطان ہوشنگ چند منزل بڑھکر جنگ مین مشغول ہوا اور بعد اس کے تاب مقاومت
نہ لاکر قلعۂ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے شادی آباد مندو کے دروازہ
تک تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے ظفرآباد بغلچہ تک گیا اور چند
روز وہان مقام کرکے افواج ولایت کے اطراف مین بھیجین اور جو قلعہ شادی آباد مندو نہایت سنگین
اور مستحکم تھا ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہان سے چاہا کہ اوجین مین جاوے جو موسم
برسات پہونچا تھا امرا اور وزرا عرض پیرا ہوئے کہ صلاح دولت اس مین ہو کہ اس سال آنحضرت دارالملک
گجرات کی طرف معاودت فرماکر اُن مفسدون کو کہ باعث فتنہ وفساد ہوئے ہین گوشمالی بواجبی دیوین
در سال آیندہ مین بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر مین مشغول ہووین القصہ احمد شاہ گجراتی اس قرار پر دھار سے
راجعت کرکے گجرات مین داخل ہوا اور اس سال مالوہ مین جب کچھ آثار نجابت اور کاردانی ملک محمود فرزند
ملک مغیث کے جبین مبین پر واضح اور لائح ہوے سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر
ات ملکی مین جو اُس کے باپ سے رجوع تھے شریک کیا اور جب کہین جاتا تھا ملک مغیث کو مہمات ملکی
کے انتظام کو قلعہ مین چھوڑتا تھا اور محمود خان کو اپنے ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سال مذکور مین سلطان احمد شاہ
یہ تمنا ہوئی کہ ولایت مالوہ مین جاؤن اور جو کچھ میرے ہاتھ سے بن آوے اس مین تقصیر نکرون سلطان
شنگ نے اُسکے ارادہ پر آگاہ ہوکر ایلچیان زبان آور کو مع تحف وہدایا بھیجکر صلح چاہی سلطان احمد شاہ نے

پیشکش لیکر اس وقت احمد آباد کیطرف مراجعت کی اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تیئس ہجری مین سلطان ہوشنگ قلعہ کھیرلہ پر
جو برار کی سرحد مین ہی لشکر لیگیا اور حاکم کھیرلہ یعنی نرسنگھ راے مع پچاس ہزار سوار اور پیادہ مقابلہ کو آیا
اور بعد جنگ شدید سلطان ہوشنگ ظفریاب ہوا اور نرسنگھ راے مارا گیا پھر سلطان نے قلعہ سارنگ گڑھ
کو جو نرسنگھ راے کے متعلق تھا محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور خزانہ اور چوراسی ہاتھی نامی دستیاب کیے اور
نرسنگھ راے کے بیٹے کو کہ قلعہ کھیرلہ مین تھا اپنا فرمان بردار اور باج گذار کرکے سالگا دغانما شادی آباد مندو
کیطرف رونق افزا ہوا اور ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنے لشکر سے
انتخاب کرکے سوداگرون کے لباس مین ولایت جاجنگر کیطرف کہ بیجنگر کا راستہ ہی متوجہ ہوا اور گھوڑے
برنگ نقرہ کہ وہانکا راجہ بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ مال اور متاع جو اس مملکت کے آدمی بہ رغبت تمام
لیتے تھے اپنے ہمراہ لے گیا اور سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ گھوڑون اور متاع کے عوض مین
ہاتھی انتخاب ہمراہ لاوے اور فیلون کی قوت سے سلطان احمد شاہ گجراتی سے انتقام لیوے لیکن
جب جاجنگر کے اطراف مین پہونچا ایک شخص کو جاجنگر کے راجہ کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ ایک سوداگر
ہاتھی خریدنے کو آیا ہی اور گھوڑے برنگ نقرہ اور سبزہ اور سرنگ اور بہودا اور قماش و مال بھی بکثرت
تمام ہمراہ لایا ہی راے جاجنگر نے کہا کس واسطے شہر سے دور فروکش ہوا ہی ایلچی نے جواب دیا کہ سوداگر
بہت سے اسکے ہمراہ آئے ہین وہ آب و صحرا دیکھکر مقیم ہوا ہی غرضکہ رسم اس ولایت کی یہ تھی کہ اگر کوئی
سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب تجارت اپنے ہمراہ لاتا راجہ پیشتر آدمی بھیجتا کہ سوداگر گھوڑون کو
زین کرکے اسباب کو روے زمین پر قرینہ سے چنتا اور راجہ سوار ہوکر وہان پہونچکر اس اسباب اور گھوڑونکو
ملاحظہ کرتا جو چیز پسند فرماتا اُسے ہاتھیون کے ساتھ معاوضہ کرتا یا قیمت نقد دیتا اس دستور اور قاعدہ
کے سبب راے جاجنگر نے کہا کہ مین فلان روز قافلہ کیطرف آؤن گا مناسب ہی کہ اس روز سب سوداگر
اپنے اپنے گھوڑے تیار رکھین اور اسباب نفیس اور اشیاے لطیف کو زمین پر چنین تو ملاحظہ کرکے
اگر وہ ہاتھی معاوضہ مین لیوین بہتر اور جو نہین زر نقد مین دون گا جب ایلچی پلٹ آیا سلطان ہوشنگ نے
اپنے آدمیون سے عہد لیا کہ جو کچھ مین فرماؤن اُس کے خلاف عمل مین نہ لانا پھر روز موعود کا انتظار کرنے لگا
جب وہ دن آیا راجہ جاجنگر نے چالیس زنجیر فیل اُن کے قافلہ کیطرف بھیجے تو سوداگر دیکھکر پسند کرین پھر
اپنے آنے سے اعلام کرکے پیغام دیا کہ اسباب کو کھولکر گھوڑون کو ساز و سامان سے درست رکھین جو موسم
برسات تھا سلطان ہوشنگ نے پہلے عذر کرکے یہ بات کہی کہ ابر اور ہوا موجود ہی ایسا نہو کہ مینھ برسے اور
ہمارا اسباب ضائع اور برباد ہووے لیکن راجہ کے آدمیون نے تاکید تمام اسباب کھلوایا اس
درمیان مین راجہ بھی پانسو آدمی ہمراہ لے کر آپہونچا اور اشیا کے دیکھنے مین مشغول ہوا ناگاہ ابر شدید
آکر برسنے لگا اور گرج کی آواز اور بجلی کی چمک کی ہیبت سے ہاتھی بھاگے اور جو متاع کہ زمین پر
گستردہ تھے ہاتھیون کی پامالی سے خراب ہوئے اور وہ سیاہ جو سلطان ہوشنگ کے ہمراہ سوداگرون
کے لباس مین آئی تھی وہ فریادیون کی طرح جوش و خروش مین آئی اور سلطان ہوشنگ نے

برسم سوداگران کچھ مال اپنی پیش کے اُٹھا کر یہ بات کہی کہ جب ہماری متاع خراب وضائع ہوئی پھر ہمین زندگانی بکار نہین ہی یہ کہکر باتفاق اُس جماعت کے جو اپنے ہمراہ لایا تھا گھوڑون کی پشت پر سوار ہوکر راجہ کیطرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور سوداگرونکے اول حملہ مین منہزم ہوا اور کچھ لوگ اُسکے مارے گئے اور کچھ شہر کی سمت بھاگ گئے اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس وقت راجہ سے یہ کلام کیا کہ مین مالوہ کا سلطان ہون اور بنجیونکے خریدنے کو آیا ہون جب اسباب ضائع ہوا لاچار مین نے تجھے گرفتار کیا راجہ نے سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سے تعجب ہوکر اپنے امراکو پیغام کیا کہ تمام فیل خوب اور نامی بھیجوا دین تب باقی سلطان ہوشنگ کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی سلطان ہوشنگ راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اس کی سرحد سے برآمد ہوا راجہ کو رخصت کرکے اپنے شہر مین داخل ہوا جو راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی تھی چند فیل نامی اور اُسکے واسطے بھیجکر عذر خواہ ہوا و سلطان ہوشنگ نے راستہ مین سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو خالی دیکھکر مالوہ مین در آیا اور بالفعل شادی آباد مندو کو محاصرہ رکھتا ہی اس واسطے جب ولایت کھیرلہ مین پہونچا ازروے احتیاط اور ہوشیاری کے عازم تسخیر اُس حدود کا ہوا اور وہان کا راجہ کہ مطیع تھا اُسے گرفتار کرکے قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مردم معتمد کے سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کے کہ مالوہ سے اُسکی خدمت مین پہونچا تھا شادی آباد مندو کی سمت روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امرا اور سپاہ کو مورچون سے طلب کرکے جنگ پر مستعد ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سے پہلوتہی کرکے دروازہ رانے پور کی طرف سے جاکر قلعہ مین داخل ہوا چونکہ شادی آباد مندو کا قلعہ نہایت سنگین اور دنیا کے قلعجات مین سے انتخابی تھا بہ مناسب محل کچھ احوال مجمل وہانکا کہ کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرا تھا لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ پہاڑ نہایت رفیع اور دور اُسکا انیس کوس بلکہ زیادہ ہوگا اور بجاے خندق اُسکے گرداگرد ایک غار نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا اُس قلعہ پر ممکن نہین اور قلعہ کے اندر آب وعلف بہت تھا اور اس قدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان ہووے اس مین موجود تھی اور ایک لشکر چاہے کہ اُسکو محاصرہ کرے بسبب بعد مسافت کے ممکن نہین کس واسطے کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان کے باہر تھا اور اکثر مقام اُس قلعہ کے اطراف کے سپاہ کے فروکش ہونے کے لائق نہ تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کی طرف ساتھ تاراپور کے مشہور ہی نہایت سخت تھا چنانچہ سوار بہ مشکل تمام برآمد ہوسکے اور تم جسطرف سے قلعہ مین آنا چاہو تو پہلے تم کو نہایت دشوار گزار ٹیلے طے کرنا ہوگا اور وہ آدمی کہ راستون کی محافظت کے واسطے قیام کرتے تھے راستون کی دوری اور پہاڑون کے حائل ہونے کے سبب ایک دوسرے کے حال سے خبردار نہین ہوتے تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دہلی کیجانب ہی دوسری راہون سے بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے محاصرہ مین صرفہ ندیکھکر ترک محاصرہ کیا اور ولایت کے تاخت وتاراج مین مشغول ہوا اور اُجین سے گذر کر سارنگپور کیطرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے اس مرتبہ مطلع ہوکر دوسرے راستہ سے بطور تاخت اپنے تئین حصار سارنگپور مین پہونچایا اور ازراہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام درمیان مین ہی تاراجی اُنکی ولایت کی

راپور

اور خونریزی اُن کی بہت وبال رکھتی ہے اور کیونکر صف جنگ آراستہ ہووے کہ مسلمان جماعت جماعت اور فوج فوج کشتہ ہونگے لائق وانسب یہ ہے کہ زیادہ تر اس سے خرابی نہ پسند کرین اور عنان عزیمت اپنے دارالملک کی طرف منعطف کرین کہ پیچھے سے ایلچی مع پیشکش پہونچیگا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اعتماد اُسکی باتون پر کرکے اُس رات کو لشکر کی محافظت اور حزم واحتیاط مین تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ انتظار وقت فرصت کرکے ماہ محرم کی بارھوین تاریخ سنہ ۸۳۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین شبخون لایا جو گجراتی غافل تھے انکی طرف کے بہت آدمی قتل ہوے ازانجملہ سلطان احمد شاہ کی بارگاہ کے قریب رائے سامت ولایت دندہ مع پانسو راجپوت کے قتل ہوا اس وقت سلطان احمد شاہ گجراتی اپنے سراپردہ سے برآمد ہوا جب احوال فوج کا دگرگون دیکھا مع ایک شخص اُردو سے برآمد ہوکر صحرا مین ایستادہ ہوا اور صبح کے قریب تمام فوج اُس کے پاس جمع ہوئی اور وہ صبح صادق کے ہوتے سلطان ہوشنگ کی فوج پر تاخت لایا اور معرکہ جدال وقتال کا ایسا گرم ہوا کہ دونون بادشاہ جنگ مین مستعد ہوکر زخمی ہوے آخرالامر سلطان ہوشنگ نے بھاگ کر سارنگ پور کے قلعہ مین دم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع غنائم دیگر گجراتیون کے ہاتھ آئے اور ربیع الثانی کی چوتھی کو سلطان احمد شاہ کوچ کرکے بفتح وفیروزی گجرات کیطرف عازم ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اس امر سے اطلاع پائی نہایت دلیری وغرور سے قلعہ سارنگ پور سے برآمد ہوکر گجراتیون کا تعاقب کیا اور بہت سے عقب ماندگان کو ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے ناچار ہوکر پھر بازگشت کی اور دونون لشکر کے درمیان آتش قتال افروختہ ہوئی اور اول حملہ مین سلطان ہوشنگ نے فوج غنیم کو درہم وبرہم کیا اور سلطان احمد شاہ نے یہ حالت مشاہدہ کرکے خود بہ نفس نفیس میدان کارزار مین اس قدر کوشش کی کہ نسیم فتح اُسکے نشانون پر چلنے لگی اور سلطان ہوشنگ بازوے شجاعت سست کرکے پھر قلعہ سارنگ پور مین پناہ لے گیا اور اس دن چار ہزار اور نو سو آدمی مالوہی معرکہ اور حالت مفروری مین تیغ بیدریغ سے ہلاک ہوے اور اُنکا تمام ساز واسباب اور اثاثہ وجمل گجراتیون کو نصیب ہوا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی آباد مندو مین درآیا اور شکست وریخت اپنی درست کی اور سلطان ہوشنگ کی جا جنگر جانے اور واپس آنے کی یہی قوی روایت ہے جو یہان مذکور ہوا اور دوسری روایت جو کہ ضعف سے خالی نہین وہ وقائع گجرات مین تحریر ہوئی ہے اسی پر اکتفا کی دوبارہ اُس کی تکرار اس مقام مین مناسب نجانکر قلم انداز کی اور سلطان ہوشنگ اسی سال مین قلعۂ کارون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور عرصۂ قلیل مین اپنے تصرف مین لایا اور پھر اُسی سال قلعہ گوالیار کی عزیمت تسخیر مین بکوچ متواترہ منزل مقصود مین پہونچکر قلعہ کو گھیرا اور بعد ایک سال مہینے اور چند روز کے سلطان مبارک شاہ بن خضرخان بیانہ کے راستہ سے رائے گوالیار کی کمک کیواسطے فوج کش ہوا جب یہ خبر مشہور ہوئی پاے قلعہ سے برخاست کرکے دہل پور کے تالاب پر گیا اور چند روز کے بعد حرف صلح درمیان مین آیا ایک نے دوسرے کو تحفہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنے اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن نے قلعۂ کی جانب بہ قصد تسخیر نہضت فرمائی بعد وصول بمنزل احاطہ کرکے اس کی تسخیر مین ساعی ہوا اور ضابطہ حصار یعنی نرسنگھ راے

مقتول کے فرزندنے جو سلطان ہوشنگ کی طرف سے وہانکا حاکم تھا سلطان ہوشنگ کے پاس ایلچی بھیجکر امداد
طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کے قریب پہونچا دکنی کوچ کرکے اپنی ولایت
کیطرف متوجہ ہوئے اور ہوشنگ شاہ نے یہ امر دکنیون کے عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ انھون نے
ہم سے دب کر ترک محاصرہ کیا پھر راے کھیرلہ کے بھڑکانے سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی
مع چند امراے خاصہ خیل کمین مین ایستادہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے مامور کیا اور سلطان ہوشنگ
کو بطور تاخت تعاقب کرکے مسافت طے کرتا تھا اثناے راہ مین فوج دکنیون کو آمادہ قتال اور مستعد جدال
دیکھکر ایستادہ ہوا ہر چند لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مدد مغتنب کے آنیکا انتظار نہ کھینچکر محاربہ مین مشغول ہوا
شاہ احمد بہمنی تدبیر موافق تقدیر کے جا کمین گاہ سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کی طرف سے
آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جو ان لوگون سے بے خبر تھا مضطرب ہوا اور بعادت قدیم دکنیون
نے شکست فاحش پاکر احمال واثقال چھوڑکر بھاگا اور اُسکی عورتین اور بیٹیان تمام مردم فوج کے ہاتھ اسیر
ہوئین اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہوکر بطریق مروت مسلوک رکھکر اسی وقت خواجہ میران
معتمد کو معین کرکے اُن کی حفاظت مین نہایت درجہ کوشش کی اور لوازم ضیافت اور مہانداری بجالاکر ہر ایک
کو جامہ زرین اور فاخرہ سے اختصاص بخشا اور مردم امین اور دیانت دار کے ہمراہ کرکے مع پانسو سوار سلطان
ہوشنگ کے پاس بھیجا اور سنہ ۸۳۷ آٹھ سو تیس ہجری مین ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبدالقادر نام نوکر
سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین تھا مندوسے متوجہ ہوا جب اُس نواح مین پہونچا سنا کہ
سلطان ابراہیم شرقی بھی مع لشکر بسیار اپنے دارالملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کیواسطے بکوچ متواتر آتا ہے
ہوشنگ اُسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھکر اُسکی جنگ مین متوجہ ہوا جس وقت دونون لشکر قریب پہونچے
اور تنور جنگ آج کل مین گرم ہونے پر تھا شاہ ابراہیم شرقی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرمانرواے
دہلی انتظار وقت کرکے جونپور کیطرف عازم ہوا ہے سلطان ابراہیم یہ خبر سنتے ہی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر
جونپور کی طرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور
چند روز وہان رہکر وہان کی حکومت عبدالقادر کو جو سابق مین وہان کا حاکم تھا عطا فرماکر مالوہ کی طرف مراجعت
کی اثناے راہ مین تھانہ دارون کی عرضیان پہونچین کہ کوہ جابیہ کی طرف بدمعاشون نے ولایت مین آکر بعضے
مواضع اور قریات کو تاخت کرکے حوض بھیم کو ملجا و ماوا اپنا کیا ہے اور حوض بھیم کی کیفیت اس طور پر ہے کہ راے بھیم
نے اپنے عہد دولت مین ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہاے اُس کی ولایت کے واقع ہے سنگ کو تراش کر
بند باندھا تھا اور عرض وطول اُس کا اس قدر ہے کہ دوسری طرف سے دکھائی نہین دیتا اور عمق اُس کا
پیدا نہین الغرض بروقت پہونچنے عرائض تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد مین ایک نزاع واقع ہوئی
شرح اُس واقعہ کی یہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کے سات فرزند اور تین دختر تھین اور تین بیٹے عالم خان حاکم اسیر
کی بیٹی سے متولد ہوے تھے عثمان خان اور فتح خان اور سعید خان یہ آپس مین متفق تھے اور تین بیٹے دوسرے
احمد خان اور عمر خان اور ابو اسحاق اُسکے بڑے بیٹے غزنین خان سے اتحاد رکھتے تھے اور ہمیشہ سے عثمان خان اور غزنین خان کے درمیان

نزاع تھی ایک جماعت امرا اور سپاہ سے اس کی طرف اور کچھ اُس کی جانب تھے اور سلطان ہوشنگ اس مخالفت سے کلفت رکھتا تھا اور ملک مغیث اور بیٹا اُسکا محمود خان کہ نہایت عاقل اور کاردان تھے سلطان کی طلب رضامین کوشش کرتے تھے اور غبار آزار بطرز دلپذیر اسکی لوح خاطر سے دور کرتے تھے چنانچہ مکرر سلطان کی زبان پر گذرا کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکھتا ہے ملک مغیث نے نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ شاہزادون کی عمر دراز ہو ہم دو بندہ ہین کہ ہمین خدمتگاری اور جانسپاری کے سوا کوئی اور امر مرکوز خاطر نہین ہوا اور کالپی کے راستہ مین ایک روز عثمان خان نے اپنے بڑے بھائی غزنین خان کی نسبت بہت بے ادبی کی یہانتک کہ ایک اپنے نوکر کو سلطان زادہ غزنین خان کی حرم سرا مین بھیجا اور اُسنے جاکر غزنین خان کو بُرا بھلا کہا ہرچند پردہ داروں اور خواجہ سراؤن نے منع کیا ممنوع نہوا آخر کو اُن دونون کے درمیان مارپیٹ کی نوبت پہونچی ایک نے دوسرے کو لات اور گھونسا مارا اور شہزادہ عثمان خان اپنی قباحت پر خیال کرکے باپ کے غضب سے ڈرا اور اُردو سے نکل گیا پھر اس مقام مین اوکسی امر کا مرتکب نہوا اور امرائے ناعاقبت اندیش کو بوعدہ ہائے دلفریب فریفتہ کرکے عذر پر آمادہ ہوا اور سلطان ہوشنگ اُن بُرائیون سے واقف ہوکر زیادہ غضبناک ہوا اور ملک مغیث کے ساتھ مشورہ کرکے انجام کار کی تدبیر کا جویا ہوا اس نے یہ التماس کی کہ جو شاہزادون سے اِس قسم کی حرکتین اور بُرائیان مکرر سکرر ظہور مین آئین اور آپ نے انھین معاف فرمائین اِس مرتبہ بھی چشم پوشی فرماوین تو شاہزادہ ملازمت مین حاضر ہووے سلطان ہوشنگ نے یہان تک تامل فرمایا کہ عثمان خان تمہید مقدمات کرکے اُردو مین آیا اور جب سلطان ہوشنگ نے بلدہ اُجین مین پہونچکر ایک روز مجلس دربار کو آراستہ کرکے بار عام دیا چنانچہ اس مجلس مین عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان کو عتاب و خطاب سے ایذا بہت دیکر موکلون کے سپرد کیا اور بعد چند روز تینون شاہزادونکو پابزنجیر کرکے ملک مغیث کے سپرد کرکے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف بھیجا اور خود بدولت و اقبال کو وہ جا بیہ کے بدمعاشون اور سرکشون کی گوشمال مین متوجہ ہوا اور بہ کوچ متواتر جاکر حوض بھیم کا بند توڑا اور وہان سے بسبیل استعجال طی مسافت کرکے اُس حدود کے متمردون کو تیغ بیدریغ سے ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور کوہ جا بیہ کا راجہ پیادہ پا جنگل کیطرف بھاگ گیا اہل و عیال اور مال و منال اس کا لشکر اسلام کے ہاتھ آیا قصبہ اور شہر غارت ہوا اور لڑکے اور لڑکیان بہت دستگیر ہوے اس وقت سلطان ہوشنگ نے منظفر اور منصور ہوکر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد مین موسم برسات بسر کیا اس عرصہ مین ایک دن بقصد شکار سوار ہوا اثنائے سیر مین لعل بدخشانی تاج سلطانی سے جدا ہوکر گر پڑا اور تیسرے دن ایک پیادہ نے لاکر حضور مین گذرانا پانسو تنکہ انعام فرمائے اور سلطان ہوشنگ نے ساتھ اس تقریب کے ایک حکایت نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان فیروز شاہ کے تاج سے جدا ہوکر گر پڑا اور اُسے بھی ایک پیادہ نے لاکر گذرانا فیروز شاہ نے اُسے پانسو تنکہ مرحمت فرمائے اور یہ ارشاد کیا کہ یہ علامت اور تشبیہ آفتاب عمر کے غروب ہونیکی ہے اور بعد چند روز کے اس دار فانی سے رحلت کی اور مین بھی جانتا ہون کہ فرمان میری عمر کا پیچیدہ ہوا اب چند نفس سے زیادہ تر باقی نہین ہے حضار مجلس بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوے کہ سلطان فیروز شاہ نے

یہ بات اُس روز کہی تھی کہ عمر اُس کی نوے سال کو پہونچی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی مین
ہین سلطان ہوشنگ نے کہا انفاس عمر زیادہ اور کم نہین ہو سکتے جوان اور بوڑھے کو اس امر نا گزیر سے چارہ
نہین اس بارہ مین حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون آخر جو سلطان
نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلس البول مین متبلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر
غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائے ہوشنگ آباد سے شادی آباد مندو مین
تشریف لایا اور امیر کبیر دربار عام کرکے امرا اور وزرا اور افسران سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے خلف الصدق
غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اسے ولی عہد کرکے بہ تختہ اُسکا ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے سپرد فرمایا
اور محمود خان نے لوازم آداب بجالاکر عرض کی کہ جب تک بندہ کی ایک رمق زندگانی سے باقی رہیگا بندہ
اپنے تئین خدمتگذاری اور جان نثاری سے معاف نرکھیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عموماً وصیت فرمائی
کہ میدان مملکت کو غبار نفاق اور دشمنی سے مکدر نکرین اور جو فراست اور دوراندیشی سے دریافت کیا تھا کہ
محمود خان واسعیہ رکھتا ہی کہ امر سلطنت ساتھ تدبیر سے منتقل ہووے لہذا اُس دن اُسکے کان حسب الامکان بہ نصائح
اور مواعظ سے گرانبار کیے اور حقوق پرورش اُسے یاد دلا کر کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی با شوکت اور صاحب
شمشیر ہی اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل مین رکھکر فرصت وقت کا منتظر ہی اگر انجام مہام مملکت اور پرداخت
احوال سپاہ اور رعیت مین تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کی جانب داری پوری نہوگی تو البتہ عزم تسخیر اس
ولایت کا مصمم کرکے آپ کی جمعیت کو تفرقہ سے مبدل کریگا اور دوسری منزل مین غزنین خان نے
محمود خان نامے کو جو عمدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان وزیر کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حضرت
وزارت پناہی عقد بیعت کو ساتھ سوگند کے موکد کرے باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شہزادے کی
ملتمس قبول کرکے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان تھے وہ
خواجہ نصر اللہ کے وسیلہ سے عرض گذار ہوے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شایستہ اور فرزند خلف ہی
اگر قید سے رہا فرماکر بارہ مالوہ سے ایک حصہ اُس کی جاگیر کے واسطے مقرر کیا جاوے انسب و لائق معلوم
ہوتا ہی سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل مین خطور کیا تھا لیکن اگر مین عثمان خان کو قید سے
رہا کرونگا امر سلطنت خلل پذیر ہوکر فساد عظیم مملکت مین پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سنا کہ بعضے امرا نے
عثمان خان کی رہائی مین سعی کی ہی پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس
بھیجکر پیغام کیا کہ اگر آپ حضور مین فقیر کے اس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام دیوین اور بھی اطمینان حاصل ہووے
پھر ملک محمود المخاطب بہ محمود خان وزیر نے راستہ مین شہزادہ کی سواری مین جاکر قسم کھائی کہ جب تک ایک
رمق حیات سے باقی رہی رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امرا جب اس امر پر واقف ہوے ملک
عثمان خان جلال کو جو امراے کبار اور سردار معتبر سے تھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کرکے محمود خان کیخدمت
مین بھیجا اتفاقاً محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی ملازمت مین حاضر تھا وہ
دونون امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان وزیر نے محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو خرگاہ مین

چھوڑکر خود نکلکر خرگاہ کے باہر نشست کی تاکہ جو کچھ مذکور ہووے عمدۃ الملک بھی سُنے پھر ملک مبارک غازی نے دعا شہزادۂ عثمان اور امرا کی طرف سے پہونچاکر معروض کیا کہ جب سے آپ امر سلطنت اور وزارت پر نیکنام ہوئے مثل آپ کے اور کوئی وزیر مسند وزارت پر متمکن نہوا لیکن تعجب کا مقام ہی کہ باوجود اسکے کہ عثمان خان ساتھ زیور سخاوت اور شجاعت اور انصاف اور رعیت پروری کے آراستہ ہی آپ نے ولی عہدی شاہزادہ غزنین خان کی تجویز فرمائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان دامادی کی نسبت بھی ملک مغیث الخاطب بملک شرف کے ساتھ رکھتا ہی اور فرزند اس کے آپ کے فرزند ہوتے ہین اور اگر ضعف سلطان پر غالب نہوتا اور اُس کے حواس مین فتور راہ نپاتا کبھی اس امر پر پیشقدمی نکرتا اب جمیع خوانین اور امرا استدعا کرتے ہین کہ توجہ اپنی شاہزادہ عثمان کے شامل حال کرکے ہاتھ مرحمت کا اس کے سر پر سے نہ اٹھاوین ملک محمود الخاطب بہ محمود خان جو چاہتا تھا کہ عثمان خان کہ فی الواقع رشید اور شائستہ سلطنت ہو درمیان مین نرہے یعنی قتل ہوجاوے اسواسطے جواب دیا کہ بندہ کو بندگی سے کام ہی خداوندی اور صاحبی سلطان جانے مین اپنی عمر بھر امر فضول کے گرد نہ پھرا ہون نہ پھرونگا الغرض ملک مبارک غازی جب رخصت ہوا محمود خان الخاطب بعمدۃ الملک کو باہر طلب کرکے یہ بات کہی جاتو نے جو کچھ سنا ہی شاہزادۂ غزنین کے گوش زد کرچنانچہ عمدۃ الملک غزنین خان کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام ماجرا اُس سے تقریر کیا غزنین خان ملک محمود الخاطب بہ محمود خان کی طرف سے مطمئن اور خوشحال ہوا اور بعد اُس کے امرا سلطان ہوشنگ کی زیست سے مایوس ہوئے ظفر خان کہ وکیل ملک عثمان جلالی کا تھا اس فکر مین ہوا کہ شہزادہ عثمان کے نگہبانون اور محافظون کو ساتھ اپنے متفق کرکے عثمان خان کو مفرور کرے اس نیت سے سلطان کے اُردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو پہونچی فوراً شاہزادہ غزنین خان کو واقف کیا اور وہ اس کے تدارک مین مشغول ہوا اور ملک حسن اور ملک برخوردار کو حکم فرمایا کہ پچاس گھوڑے اصطبل سے حاضر کرے داروغہ اصطبل جو عثمان خان کا ہوا خواہ تھا اس نے یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زندہ ہی مین بغیر حکم اُسکے ایک گھوڑا نہ دونگا اور اُسنے فی الفور جاکر ایک خواجہ سرا سے کہ وہ بھی شہزادۂ عثمان خان کا خیر خواہ تھا یہ بات تقریر کی خواجہ سرا نے اس امر کو غضب سلطانی کا باعث تصور کرکے داروغہ اصطبل کو تعلیم فرمایا کہ تو بادشاہ کی خوابگاہ کے قریب جاکر یہ بات باآواز بلند کہ تاکہ سلطان سنے اور اس کے دل مین یہ خطور پیدا کرے کہ مین ابھی زندہ ہون اور غزنین خان میری حین حیات میرے مال مین دست درازی کرتا ہی داروغہ اصطبل نے یہ بات اس آب و تاب سے کہی کہ سلطان نے بیہوشی کے عالم سے کچھ ہوش مین آنکر وہ تقریر سماعت کی اور یہ فرمایا کہ میری ترکش کہان ہی اور امرا کو طلب کیا لیکن امرا اس لحاظ سے کہ شاید سلطان نے زحلت کی ہوا اور غزنین خان ازراہ تزویر چاہتا ہو کہ ہمین دستیاب کرکے ضائع کرے سلطان کی خدمت مین حاضر نہوئے لیکن جب یہ خبر غزنین خان کو پہونچی ایک رعب اور ہراس نے اُسکے دل پر غلبہ کیا اور جو کہ خفیف العقل تھا اس مقدمہ کو بغیر دریافت کیے کاکردن کی سمت کہ لشکر سے تین منزل کا فاصلہ تھا بھاگ گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خان کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمام امرا نے عثمان کی تخت نشینی پر اتفاق کیا ہی اور مین تمھارے سوا کسی کو اپنا خیر خواہ نہین رکھتا اور اسوجہ سے کہ سلطان نے ترکش طلب کیے تھے مین ڈرا کہ ایسا نہو مجھے قید کرا کے

بھائیون کے ہمراہ کرے لہذا اُردو سے معذور ہو کر یہان آیا ہون محمود خان نے اُسکے درجواب لکھ بھیجا کہ تم سے کوئی امر سلطان کے خلاف مرضی سرزد نہین ہوا ہی اور قصہ طلب کرنے پچاس گھوڑے کا مین کسی تقریب اور محل مین عرض کرونگا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو بھیجکر یہ تقریر کی کہ اگرچہ آن وزارت پناہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہی لیکن مین جانتا ہون کہ خواجہ سراؤن نے میری طرف سے حرف ناملائم معروض کیے ہین اس خیال سے مجھے خوف مستولی ہوا محمود خان نے جواب دیا کہ یہان کسی طرح کا قضیہ او بحث نہین ہی آپ شوق سے اُردو مین تشریف لاوین کہ وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونے پر ہی اور ایک خط عمدۃ الملک کے روبرو تحریر کرکے ملک مغیث کو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہی اور بیماری نے حضرت کو ایسا نحیف اور ناتوان کیا ہی کہ مقربون نے امید حیات قطع کی ہی چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافظت مین نہایت کوشش او اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نے غزنین خان کی خدمت مین یہ پیغام پہونچایا اور خط کا بھی مضمون نقل کیا غزنین خان مسرور ہو کر اُردو مین آیا خانجہان بخشی الممالک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کے ترقی خواہ تھے اُنھون نے جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گلگیر قضا سے قطع ہونے پر ہی آپس مین یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح بغیر اُس کے کہ امرا محمود خان کو اطلاع دیوین ہم سلطان کو پالکی مین ڈالکر بسرعت تمام مندوکیطرف روانہ ہون اور شہزادہ عثمان خان کو محبس سے برآوردہ کرکے تخت سلطنت پر بٹھاوین سب نے یہ رائے پسند کی چنانچہ دوسرے روز فجر کو سلطان کو پالکی مین ڈالکر بتعجیل تمام روانہ ہوے اور جب تھوڑی راہ طی کی سلطان قضاء الٰہی سے دار البقا کی طرف عازم ہوا اور محمود خان نے یہ سانحہ سنکر آدمی بھیجکر خواجہ سراؤن اور مقربون کو ملامت کی اور پالکی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شاہزادہ نے وہان پہونچکر نزول کیا اور خواجہ سراؤن کو تعجیل کے بارہ مین چشم نمائی کی اُنھون نے جواب دیا کہ سلطان حین حیات مین تعجیل کرتا تھا کہ تم مجھے جلد شہر کے اندر لے چلو ہم اُس کے حکم کے موافق روانہ ہوئے شہزادہ اور محمود خان نے یہ بات سُنکر کچھ جواب نہ دیا پھر محمود خان بارگاہ سلطانی نصب کرکے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا اور ہر ایک امرا ایک گوشہ کیطرف روانہ ہوے اور محمود خان بعد تجہیز و تکفین کے برآمد ہوا اور باواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے امر حق کے سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلف الصدق اس کا ہی اپنا ولی عہد اور قائم مقام کیا جو شخص کہ اِسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہووے بیعت کرے اور جو مخالف ہووے وہ لشکر سے جدا ہو کر اپنی فکر مین رہے یہ کہکر غزنین خان کے ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کرکے بہت رویا پھر ہر ایک امرا غزنین خان کا قدم چومنے لگے اور ہاے ہاے کرنے لگے اور جو ساتھ سلطنت غزنین خان کے امرا اور بزرگان وقت نے بیعت کی اس سبب سے سلطنت نے استحکام قبول کیا پھر سلطان ہوشنگ کا جنازہ اُٹھا کر شادی آباد مندو کے مدرسہ کی طرف متوجہ ہوے اور ذیحجہ کی نوین تاریخ روز عرفہ کو اس شاہ جم جاہ کو سپرد زمین کیا

نظم

کجا شد شاہان جم اقتدار کجا رفت شاپور و بہرام کو	ز ہوشنگ و جم تا باسفندیار ہمہ خاک دارند بالین و خشت	فریدون و کیخسرو و جام کو خنک آنکہ جز نام نیکی نہ کشت

اُس کے بعد سلطان ہوشنگ کے قصر مین مجلس عالی آراستہ ہوئی ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف اور خان جہان اور تمام امرا بیعت کرکے لوازم نثار اور اثبار بجالائے اور سلطان ہوشنگ کی مدت سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات اُس کی لفظ آہ شاہ ہوشنگ نماندسے مفہوم اور مستفاد ہوتی ہی اور شہر مندو مین حظیرہ شاہ ہوشنگ کا گچ اور پتھر سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کی طرف سے پانی ٹپکتا ہی اور مؤلف نے بھی اس کو مشاہدہ کیا ظاہرًا اُس ہوا سے جو پتھر کے سوراخون مین سے آمد و رفت کرتی ہی وہ صلاحیت استحالہ بہم پہونچاکر منقلب بآب ہوتی ہی اور ترشح ہوتا ہی لیکن اہل ہند اسے سلطان ہوشنگ کی کرامات سے جانتے ہین

ذکر سلطنت سلطان غزین المخاطب بہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوریکا

جب سلطان ہوشنگ بحکم خالق ارض و سما تخت جہانی سے برخاست کرکے سرگریبان عدم مین لے گیا اس کا فرزند غزنین خان ذی الحجہ کی گیارھوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین ملک مغیث کی کوشش سے اور الملک محمود خان کی سعی کے سبب تاج شاہی زیب سر کرکے تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا سلطان محمد شاہ نام رکھا اور اُمرا جو مختار سلطان ہوشنگ تھے اُنھون نے خوشی اور ناخوشی سے بیعت کی اور ہر شخص اپنی جاگیر تندہی اور وظیفہ دائمی پر بحال رہا اور ملک مغیث المخاطب بملک شرف اور محمود خان کی حسن تدبیر اور کاردانی کے باعث رواج اور رونق تازہ ظاہر ہوئی تمام خلائق اُس کے استقلال سلطنت کی خواہان ہوئی پھر ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف کو مسند عالی خطاب دیکر منصب وزارت پر منصوب کیا اور اُسکے بیٹے ملک محمود المخاطب بجمود خان کو امیر الامرا کیا لیکن جب بعد چند روز کے بھائیون کو تیغ ظلم سے قتل کیا اور نظام خان اپنے بھتیجے اور دامادکی آنکھون مین مع اسکے تین بیٹون کے سلائی پھیری اس واسطے تمام مملکت کے آدمی اس سے آزردہ اور متنفر ہوئے اور سب کے دلون مین بجاے محبت کے عداوت پیدا ہوئی اور جب برادران مظلوم کی ناحق خونریزی مبارک اور راست نہ آئی تھوڑے عرصہ مین اُس کی مملکت مین آشوب اور فساد برپا ہوا اور ارباب فساد نے نشان بغاوت اور طغیان کے بلند کرکے غبار فساد کا اٹھایا **بیت** چو بد کردی مشو ایمن ز آفات بد کرد واجب شد طبیعت را مکافات

از انجملہ ولایت نادونی کے راجپوتون نے قدم دائرۂ اطاعت سے باہر رکھا اور کچھ ولایت کو تاخت اور تاراج کیا جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خان جہان کو ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ ۹۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری مین دس زنجیر فیل اور خلعت خاص دے کر اُس جماعت کی تادیب کے واسطے تعین فرمایا اور سرانجام مہام سپاہ اور ولایت کو طاق نسیان پر رکھکر مے نوشی کا حاوی ہوا ہمیشہ صبوح کو ساتھ غبوق کے اور غبوق کو ساتھ صبوح کے پیوستہ رکھتا تھا جب خان جہان محمود خان کے عزیز و اقارب نے جاگیرین خوب پائین اور اُن کی حشمت و شوکت درجۂ اعلی کو پہونچی تمام گروہ لشکر اور مردم شہر اور اعیان و ارکان کہ عمدہ اُس دولتخانہ کے تھے اور محمود خان اُن سے دغدغہ رکھتا تھا

خان جہان کے ہمراہ گئے اور کسی کو اندیشہ اُس جماعت کے مقابلہ کا دل مین نہ رہا ایک جماعت مردم قدیم و دولتخواہ نے انتقال سلطنت اور زوال دولت غوریہ سے متوہم ہوکر ایک حرم کے ذریعہ سے یہ پیغام بھیجا کہ محمود خان کے دماغ مین زائغ حرص نے بیضۂ عجب و نخوت کا رکھا ہے اُس فکر مین ہے کہ سلطان کو درمیان سے اُٹھاکر سریر سلطنت پر بیٹھے اور سلطان محمد نے ساتھ اُن آدمیون کے اتفاق کرکے فرمایا کہ پیشتر اُس سے کہ یہ خیال فاسد اُسکا وقوع مین آوے اُسے درمیان سے اُٹھا دینا چاہیے اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی کہا الحمد للہ علی کل حال کہ نقض عہد میری طرف سے نہوا یہ کہکر اپنے کام کی فکر مین ہوا یعنی ہر وقت سامان کی فکر مین رہتا تھا اور از روے احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور جو سلطان محمد طریقہ ہوشیاری کا محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف و ہراس ہوتا تھا یہان تک کہ ایک روز محمود خان کا ہاتھ پکڑکر حرم سرا مین لیگیا اور اپنی بی بی کو جو محمود خان کی ہمشیرہ ہوتی تھی بلاکر یہ بات کہی کہ محمود خان سے مین کہتا ہون کہ میرا گناہ بخش اور امید یہ ہو کہ مجھے مضرت جانی نہ پہونچاوے اور یہ سلطنت تجھے بے نزاع اور مخالفت مبارک ہو محمود نے یہ سنکر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر خاطر سے شاید عہد و پیمان فراموش ہوا کہ ایسے کلام زبان پر لاتے ہین اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسدہ کے لیے عرض اقدس مین پہونچایا ہو آخر کو وہ نادم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کے دل مین کسی طور کا دغدغہ ہو مین اس وقت تنہا ہون اور میرے پاس کوئی نہ لشکر اور نہ جمعیت پہونچانے والا نہین ہر بیت گر سر مہرداری اینک دل ✦ ور سر تہرداری اینک جان ۔ سلطان محمد نے عذر کیا اور طرفین سے کلام ملایمت اور چاپلوسی درمیان مین آئے لیکن سلطان خفیف العقل کے دل پر جو واہمہ غالب ہوا تھا ہر لحظہ وہ امر کہ مشعر اعتمادی ہووے اس سے سرزد ہوتا تھا اس واسطے محمود خان حصول مطلب مین جد و جہد مبت کرنے لگا اور سلطان محمد کے ساقی کو زر کثیر دیکر موافق کیا اور اُس نے شراب زہر آلودہ کرکے اُسے پلائی وہ اسکے سبب سے ایسا مست اور مدہوش معلوم ہوتا تھا کہ صور اسرافیل سے بھی خواب عدم مین نہ چونکیگا اور عالم سکرات مین سلطان محمد مظلوم مسموم کی زبان حال ساتھ اس مقال کے ترنم تھی قطعہ دمی چند گفتم برآرم بکام ۔ دریغا کہ بگرفت راہ نفس ۔ دریغا کہ برخوان الوان دہر ۔ دمی چند خوردیم و گفتند بس ✦ جب امرا اس سے واقف ہوئے خواجہ نصر اللہ وزیر اور مشیر الملک اور لطیف زکریا اور بعضے سردارون نے اتفاق کرکے خبر فوت اس کی پوشیدہ رکھی شہزادہ مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور تخت سلطنت پر بٹھایا اور سب نے یہ تجویز کی کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیان سے دفع کرین پھر بایزید شیخا کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ سلطان محمد تمھین بسرعت طلب کرکے چاہتا ہے کہ رسالت کے واسطے گجرات کی طرف بھیجے محمود خان سلطان محمد کے فوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ مین شغل دنیوی سے دست کش ہوکر چاہتا ہون کہ باقی عمر سلطان ہوشنگ کے مزار کا مجاور رہون لائق ہے کہ امرا میرے مکان پر آوین اور آپس مین مشورہ کرین جو کچھ قرار پاوے جاکر معروض رکھین ملک بایزید شیخا نے اُن کو امرا کو یہ خبر دی کہ محمود خان ابھی سلطان محمد کی فوت سے آگاہ نہین ہے تم باتفاق اُس کے مکان پر چلو وہ

تمھارے ہمراہ دولتخانہ مین آوے گا اُسوقت تمھین جو امر منظور ہی اُس کے انجام مین کاربند ہونا امرا یزید شیخا کے کہنے کے سبب محمود خان کے پاس گئے اور اُسنے آدمی اپنے گوشون مین پوشیدہ کر رکھے تھے جب امرا سے اُسنے پوچھا کہ سلطان ہوشیار ہوا یا مست پڑا ہی اسی وقت لوگ حجرے سے برآمد ہوکر امرا پر تاخت لائے اور سب کو مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا جو یہ خبر حیرت اثر باقی امرا نے سُنی رگ حمیت اور غیرت جنبش مین آئی سیاہ ہمراہی اپنے جمع کیے اور چشم سلطانی کو مستعد کرکے چتر ہوشنگ شاہ کی قبر سے اُٹھاکر مسعود خان کے فرق پر بلند کیا محمود خان یہ خبر سنکر گھوڑے پر سوار ہوکر مع فوج دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا تا شاہزادۂ مسعود کو دستیاب کرکے اپنے دل کی تمنا پوری کرے جب دولت خانہ کے قریب پہونچا طرفین دست بہ شمشیر و نیزہ و تیر ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے اور غروب آفتاب تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا جب خسرو فلک اپنا نیزہ شعاع لیکر پس پردہ پوشیدہ ہوا شاہزادہ عمر خان نے قلعہ کے دروازہ سے نکلکر راہ فرار نالی اور مسعود خان نے شیخ جابلدہ کے پاس جو بزرگان وقت سے تھا پناہ لی اور باقی امرا نے بھاگ کر گوشۂ عافیت مین دم لیا اور محمود خان صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا جب سپیدہ صبح کا تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود خان کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ دولت خانہ خالی ہی اور تمام مخالف جاے محفوظ مین پوشیدہ ہوے محمود خان دولت خانہ مین آیا اور ایک مکتوب پیک تیز رفتار کے ہاتھ اپنے باپ کی طلب مین روانہ کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ سلطنت آپ کا حق ہے جلد تشریف لاکر تخت سلطانی پر جلوس فرمائیے اور یہ بھی پیغام دیا کہ جو جہان کو بغیر جہانبان کے چارہ نہین ہی اگر تخت سلطنت وجود بادشاہ سے خالی رہے جہان مین حادثہ زمانہ سے قسم قسم کے فساد متولد ہوون کہ تدارک اُسکا اشکال ہووے اور مملکت مالوہ نے ایک وسعت قبول کی ہی اور مفسدون اور متمردون نے ابھی خواب غفلت سے سر نہین اُٹھایا ہی ورنہ ہر طرف سے فساد برپا ہوتا خان جہان نے جواب بھیجا کہ جب تک کوئی شخص عالی نسب اور کمال سخاوت اور شجاعت اور زیادتی عقل سے موصوف نہو مہمات سلطنت اُسکے رواج اور رونق سے انجام نہین پاتے الحمد للہ علی احسانہ کہ جمیع صفات کہ جو سلاطین مین چاہئے ہین اس فرزند ارجمند مین موجود ہین لازم ہی کہ ساعت سعید مین بساط سلطنت پر قدم رکھکر سریر فرمانروائی پر جلوس فرماوے جب ایلچی یہ جواب لایا تمام امرا اور بزرگان ممالک اور اکابر شہر نے اُس کا ہاتھ چوم کر مبارکباد سلطنت دی سچ ہی **بیت** یکے گر رود دیگر آید بجاے ۔ جہان رانماند بے کتخدا ے ۔ سلطان محمود شاہ غوری کی مدت حکومت ایک سال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مخفی نہ رہے کہ کتب تواریخ ہند خصوصاً تاریخ الفی سے جو مرقوم قلم زرین رقم میرے استاد ملا احمد تتوی سے ہی واضح ہوا کہ جب اولاد غوریہ متاصل ہوئی ماہ شوال کی انتیسوین تاریخ روز دوشنبہ ۸۳۹ آٹھ سو انتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر خلافت مالوہ پر جلوس فرمایا اور

تاج مرصع زیب فرق کرکے سر ہمت کا آستان سلطنت پر جھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پر رکھا اور سن اوس کا اس وقت مین چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ مین خطبہ اور سکہ اُس کے نام ہوا اور جمیع امرا کو باقسام عنایت و انواع نوازش مسرور کرکے ہر ایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور ان مین سے ایک جماعت کو انتخاب کرکے خطاب دیے ازان جملہ مشیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر منصب وزارت اُس کے دست اقتدار مین سپرد کیا اور ملک برخوردار کو تاج خان لقب دیکر عمدہ بخشی گری ممالک اُس کے تفویض فرمایا اور خانجہان کو امیر الامرا کرکے خلاصہ مالوہ اُس کے سپرد کرکے خطاب اعظم ہمایون ارزانی رکھا اور چتر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین تھی عطا فرماے اور حکم دیا کہ نقیب اور چوبدار اعظم ہمایون کے عصا طلائی اور نقرئی ہاتھ مین لیوین جس وقت سوار ہووے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اُس زمانہ مین قاعدہ خاصہ سلاطین تھا زبان پر جاری کرین جب سلطنت نے اُس پر قرار پایا ہمت عالیون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام مین کسی اہل کمال کو سنتا تھا روپیہ بھیجکر اُسے طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت مین مدرسہ جاری کرکے بتقرر ی وظائف علما اور فضلا اور طلبا کو فائدہ رسانی عوام مین مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ من جمیع الوجوہ اس کے ایام دولت مین محسود مشیر ازاور سمرقند ہوا الغرض جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے اتمام قبول کیا ملک قطب الدین ہمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جرجانی اور ایک جماعت اور امراے ہوشنگ شاہی نے از روے حسد باتفاق ملک یوسف قوام الملک کے ارادہ غدر کا کیا اور اس نیت سے ایک شب کو سیڑھیان بام مسجد پر کہ متصل دولت خانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہان سے صحن قصر مین اُتر کر اس فکر مین تھے کہ اب کیا کرین اس عرصہ مین محمود شاہ بنفس نفیس بملاحظہ اس کیفیت کے بہ کمال شجاعت ترکش کمر پر باندھ کر دولتخانہ سے برآمد ہوا اور تیر خانہ کمان مین جوڑ کر کتنون کو ہدف تیر کرکے مجروح کیا اس درمیان مین مشیر الملک المخاطب بہ نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے واقف ہوے اور سپاہیان چوکی خانہ کو مسلح کرکے آپہونچے وہ جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی مفرور ہوئی لیکن ان مین سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا اُسے گرفتار کیا اُس نے ہنگام استفسار نام اُن لوگون کے جو اس غدر مین شریک اور داخل تھے فرداً فرداً لکھوا دیے اور سلطان نے سبھونکو علی الصباح سزا یاب کیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک یوسف قوام الملک اور ملک نصیر الدین دبیر اگرچہ اس غدر مین دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہمایون نے اُن کی تقصیرات کی معافی چاہی اور شہزادہ کو کہ اسی عرصہ مین برہان پور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد دیا اور ملک یوسف قوام الملک کو قوام خانی خطاب دے کر بھیلسہ جاگیر دی اور ملک جہاؤ کو ہوشنگ آباد کی جاگیر اور ملک نصیر الدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر چندیری عنایت کی اور ان کے لیے جاگیر کی رخصت ملی شاہزادہ احمد خان جب اسلام آباد مین پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمعیت اور قوت اس کی زیادہ ہوئی اور نائرہ فساد نے عروج پکڑا اعظم ہمایون نے سلطان محمود کے ارشاد

کے موافق پہلے اس کے کان گوہر پند و وعظ سے گرانبار کیے جب کچھ نصیحت اُس کو کارگر نہوئی اس وقت تاج خان کو اُس کے دفع کے لیے نامزد کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ اسلام آباد کے نیچے مقیم رہا جب وہ قلعہ سر نہوا تاج خان نے سلطان محمود سے بذریعہ عرضی التماس کمک کی مقارن اس حال کے مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ ملک جاؤ نے ہوشنگ آباد مین اور نصرت خان نے چندیری مین نشان مخالفت اور علم بغاوت بلند کیا ہی پھر ملک مغیث المخاطب بہ اعظم ہمایون نے خان جہان کو اُس گروہ باغی اور مہام ملکی کے انتظام کے واسطے رخصت فرمایا وہ جب دو کوس پر اسلام آباد کے قریب فروکش ہوا تاج خان اور دوسرے سردارون نے اس سے ملاقات کی اور بعد ملاقات کے حقیقت حال مشروحًا عرض کی پھر دوسرے روز کوچ کرکے قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو محاصرہ کیا اور مورچے تقسیم کیئے اور اُس کے دوسرے دن ایک جماعت فضلا اور مشائخ کو احمد خان کے پاس بھیجا کہ از سر نو کان اُس کے در نصائح اور جواہر مواعظ سے مملو کرکے نقض عہد اور پیمان کو تجدید کرین علما اور مشائخ نے ہر چند آیات ترغیب و ترہیب پڑھین لیکن دل اُس کا کہ مثل پتھر کے سخت تھا نرم نہوا اور نصائح کے جواب مین کلام ناقص کہکر ناصحان مشفق کو رخصت کیا اور خود قلعہ سے برآمد ہوا اور قوام خان مذکور نے بھی کہ امرا (نامی) سے تھا مخالفت کرکے کچھ اسباب اور آلات حرب اپنے مورچہ سے شہزادہ احمد خان کے واسطے بھیجکر بنیاد اخلاص کو عہد و پیمان سے مضبوط کیا اور محاصرہ نے طول پکڑا یہان تک کہ ایک دن ایک گویئے نے اعظم ہمایون کی سازش یا اور مقدمہ کے سبب احمد خان کو زہر شراب مین دے کر ہلاک کیا اور خود قلعہ سے بھاگ کر اعظم ہمایون کی اردو مین پہونچا اور اُسی دن قلعہ فتح ہوا پھر اعظم ہمایون نے اس مقام سے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ کیا اور راستہ مین قوام خان اپنے گناہ کا خیال کرکے اعظم ہمایون کی اردو سے مفرور ہوکر بھیلسہ کی سمت گیا اور اعظم ہمایون ملک جاؤ کی مدافعت مقدم جانکر ہوشنگ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ملک جاؤ طاقت مقابلہ کی نہ لایا اور تمام اسباب اور اشیا اپنے چھوڑکر کوہ پایہ گنڈواڑہ کی جانب راہی ہوا اور گنڈواڑیون نے جب جانا کہ وہ اپنے ولی نعمت سے روگردان اور منحرف ہوکر آیا ہی ہجوم عام کیا اور سد راہ ہوکر اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور اُس پر بھی اسے زندہ نہ چھوڑا شمشیر خون آشام سے اس کا کام تمام کیا اعظم ہمایون یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد مین در آیا اور بندوبست اُس ناحیہ کا بخوبی تمام کیا اور اپنا ایک معتمد وہان چھوڑکر نصرت خان کی گوشمالی کے واسطے چندیری کی طرف عازم ہوا اور جب چندیری کی دو منزل اُدھر پہونچا نصرتخان آپ کو عاجز سمجھکر استقبال کو آیا اور از راہ خوشامد اور چاپلوسی چاہا کہ اپنے اعمال ناپسندیدہ کو خس پوش کرے اعظم ہمایون نے سادات اور اکابر اور شرفاے شہر کو طلب کرکے محضر کیا اور ہر شخص سے احوال نصرت خان کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت خان کے دماغ مین زاغ عجب و غرور نے بیضہ رکھا تھا اس سبب سے آثار مخالفت اور طغیان اس سے ظاہر ہوئے پھر اعظم ہمایون نے حکومت چندیری کی نصرت خان سے لے کر ملک الامرا حاجی کالو کے حوالہ کی اور خود بھیلسہ

کی طرف روانہ ہوا اور چند مرد معتبر قوام خان کے پاس بھیجکر اسے راہ راست کی ہدایت اور دلالت کی لیکن فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اُس پر تنگ ہوا بھیلسہ سے نکلکر بھاگا اور اعظم ہمایون نے وہان چند روز استقامت کی اور اس طرف کے مہمات سے مطمئن ہوکر دارالملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبر یہ خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی طرف تسخیر کے واسطے آتا ہی اور شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود سے امان پاکر گجرات کی طرف گیا تھا مع فوج دریاموج اور بیس زنجیر فیل کوہ تمثیل تعین کیا یہ سنتے ہی اعظم ہمایون بسرعت تمام روانہ ہوا چھ کوس لشکر سلطان احمد شاہ سے گذر کر اپنے تئین تارا پور کے دروازہ سے قلعہ مندو مین پہونچایا اور سلطان گجرات نے آتے ہی قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنے باپ کی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور شاد ہوا اور لوازم شکر بجا لایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کرکے تنور جنگ کو گرم رکھتا تھا اور کمال تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکلکر جنگ صف کرے لیکن امرائے ہوشنگ شاہی کا خار نفاق اُس کا دامن گیر ہوتا تھا اور اسی طرح اور خطرون نے اُس کے دل مین قرار پکڑا یہان تک کہ اپنے عزیزون اور رفیقون کو اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بذل اور عطا کی آستین جود وسخا سے برآوردہ کرکے تمام آدمیون کو جو کہ حبہ تنگ محاصرہ مین مبتلا تھے آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقرا و مساکین کو غلہ دیتا تھا اور لنگر خانہ غریب و فقیر کے واسطے آراستہ کرکے کھانا پختہ اور خام پہونچاتا تھا اس وجہ سے تمام آدمی اُس کے دوست ہوئے اور قلعہ مین اُس کی سخاوت کی برکت سے غلہ وغیرہ اردوے سلطان احمد شاہ گجراتی کے بہ نسبت بہت کثرت سے تھا اور بعضے امرا مثل سید احمد اور صوفی خان ولد عماد الملک اور ملک شرف الملک محمود بن احمد سلاحدار اور ملک قاسم اور ملک قیام الملک کو جو بسبب بدبختی سلطان احمد کے نسبت طریقہ نفاق کا جاری رکھتے تھے انھین عطاے زرخطیر اور جاگیرون کا وعدہ کرکے اپنی خدمت مین طلب کیا اس سبب سے فی الجملہ کچھ شکستگی نے سلطان گجرات کے امور مین راہ پائی اور اُس جماعت کی صلاح سے جو اُردوے سلطان گجرات سے آئے تھے شبخون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان جو سلطان ہوشنگ کے دواب کا داروغہ تھا اس واقعہ اور ارادہ پر واقف ہوا اور سلطان احمد کو خبر کی اس واسطے جب افواج سلطان محمود خان خلجی قلعہ سے اُتری تو اُردو کے آدمیون کو حاضر پایا اور راستے بند دیکھے باوجود اس کے بزور بازو مقابل آنکر جنگ مین مشغول ہوا صبح صادق تک طرفین سے بازار لڑائی کا گرم رہا اور خلقت کثیر مقتول اور مجروح ہوئی صبح کے وقت محمود شاہ خلجی قلعہ مین داخل ہوا اور بعد چند روز مخبر یہ خبر لائے کہ شہزادہ عمر خان جو مندو سے گجرات گیا تھا وہان سے ولایت رانا مین جاکر انتظار وقت فرصت کھینچتا تھا اور اس وقت خلل مالوہ کا سنکر چندیری مین آیا ہی اور چندیری کے باشندگان اور اُس حدود کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بے وفائی کرکے عمر خان کو وہان کا حاکم بنایا ہی اس سبب سے شاہزادہ محمد خان ولد احمد خان گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سارنگ پور کی طرف

متوجہ ہوا اور وہان کا حاکم اس سے کامل ہی سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا یہ قرار پایا کہ ملک مغیث المخاطب باعظم ہمایون کہ دوحۂ باغ سلطنت و دولت ہے قلعہ شادی آباد مندو کے ضبط و ربط مین مشغول ہووے اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر اپنی ولایت مین استقامت کرکے ملک کی محافظت کرے پھر وہ اس راے کے موافق سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور تاج خان اور منصور خان کو قبل اپنے راہی کیا اور چونکہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حاجی علی کو محافظت راہ کے واسطے گھاٹون پر چھوڑا تھا تاج خان اور منصور خان سلطان محمود خلجی سے پیشتر وہان پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئے اور ملک حاجی بھاگ کر شاہ احمد کے پاس پناہ لے گیا اور سلطان احمد کو خبر کی کہ سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہی پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد سارنگ پور کی طرف بھیجا تاکہ شاہزادہ محمد خان سلطان محمود خلجی کے پہونچنے سے پیشتر اپنے تئین راہ اجین سے پہونچا دے شاہزادہ محمد خان نے بعد پہونچنے قاصد کے نہایت ہوشیاری سے سارنگپور سے کوچ کیا جو شاہ احمد گجراتی اجین مین آیا تھا اُس مقام مین اُس کی خدمت مین پہونچا اور ملک اسحاق بن قطب الملک جاگیردار سارنگ پور نے عرضی سلطان محمود خلجی کے حضور بھیجکر اپنے جرم سے طلب استغفار کی اور یہ تحریر کیا کہ محمد خان حضرت کی خبر قدوم سنکر سارنگ پور کو چھوڑکر اجین کی طرف متوجہ ہوا ولیکن شاہزادہ عمر خان نے بقصد تسخیر سارنگ پور ایک فوج اپنی روانگی سے پیشتر بھیجی اور خود بھی پیچھے سے پہونچنے والا ہی سلطان محمود مضمون عریضہ سے اطلاع پاکر مسرور اور محظوظ ہوا اور ملک اسحاق کے صحیفہ تقصیرات پر قلم عفو کھینچا اور تاج خان کو اپنے سے پیشتر اُس کی استمالت کے واسطے سارنگ پور بھیجا اور ملک اسحاق نے مردم معتبر اپنے ہمراہ لے کر سلطان محمود خلجی کا استقبال کیا اور سلطان محمود خلجی نے بعد دریافت حسن خدمت ملک اسحاق کو دولت خان خطاب دے کر علم اور قرطاس اور قبا مین زردوزی اور دس ہزار تنکہ نقد مرحمت فرمائے اور شاہرہ مقرری اس کا اضافہ کیا اور گروہ سرداران سکنہ شہر کو چند راس اسپ اور پچاس ہزار تنکہ انعام دیے تو آپس مین تقسیم کرین اور جب سارنگ پور مین نزول اجلال کیا مخبر خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان قصبۂ بھیلسہ مین آگ لگاکر سارنگ پور کی سرحد پر پہونچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی مع بیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل اجین سے برآمد ہوکر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا ہی سلطان محمود نے عمر خان کا دفع مقدم جان کر آخر شب کو عازم ہوا اور جب درمیان دونون لشکر کے چھ کوس کا فاصلہ رہا ایک جماعت کو بطور قراولی بھیجا تو عمر خان کی سپاہ کا اندازہ اور اُس کا عندیہ دریافت کرے اور نظام الملک اور ملک احمد سلاحدار اور ایک جماعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کرین اور علی الصباح فوج کے چار برن آراستہ کرکے شہزادہ عمر خان کے تدارک کے واسطے روانہ ہوا وہ بھی سلطان محمود خلجی کی نہضت سے خبردار ہوکر مقابلہ کے واسطے چلا اور افواج آراستہ کرکے مقابل ہوا اور خود مع ایک جماعت پہاڑ کی پشت کو کمین گاہ قرار دیکر منتظر بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود خلجی

کو خبر پہونچائی کہ شہزادہ عمر خان مع فوج پس کوہ کمین گاہ مین پوشیدہ ہوا ہی سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ شہزادہ عمر خان کی سمت روانہ ہوا اس وقت شہزادہ نے اپنے ہمراہیون سے یہ بات کہی کہ نوکر کو بھاگنے مین کسر شان اور ناموس ہی بلکہ مغرور ہونے سے قتل ہونا بہتر ہی اور ساتھ اس جماعت کے کہ جس کے کہنے پر عمل کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لاکر دستگیر ہوا اور سلطان کے حکم کے بموجب مارا گیا اور سر اُس کا تاج سنان کرکے لشکر چندیری مین پھر آیا اور سردار چندیری کے یہ سانحہ مشاہدہ کرکے متحیر اور ہراسان ہوئے اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کے دن معاف فرمایئے علی الصباح ہم خدمت مین حاضر ہوکر تجدید بیعت مین مشغول ہونگے سلطان نے ان کا عذر پذیرا کیا اور قرار داد پر دونون لشکر فرو کش ہوئے اور جب رات نے پردہ ظلماتی سے جہان تیرہ و تاریک کیا اور لشکر چندیری اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور ملک سلیمان بن ملک مشیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمر خان کا نائب اور اقربا سے تھا سلطان شہاب الدین خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اس کے دفع کے واسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کے واسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا نہوا تھا کہ شاہ احمد شاہ گجراتی کے بعضے صلحا لشکر نے حضرت خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین بلاے آسمانی نازل ہوئی سلطان احمد سے کہو کہ اس ملک سے سلامت نکل جاوے جب یہ خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اُس نے چندان التفات نہ کیا اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین احمد شاہ گجراتی کے لشکر مین اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے اور مردون کے دفن و کفن سے فرصت نہوتی تھی شاہ احمد شاہ ناچار ہوکر آشتہ کے راستہ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آیندہ مین یہ ملک لیکر تیرے تفویض کیا جاوے گا الغرض سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سترہ روز مین سامان لشکر درست کرکے ثانیہ فساد چندیری کے ساکن کرنے کو روانہ ہوا اور ملک سلیمان المخاطب بہ سلطان شہاب الدین باتفاق امرا قلعہ سے برآمد ہوکر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ مین دم لیا اور اُسی دو تین دن کے عرصہ مین مرگ مفاجات سے مرگیا امراے چندیری دوسرے شخص کا نام سلطان شہاب الدین رکھکر دوبارہ سامان جنگ درست کرکے اور قلعہ سے برآمد ہوکر لڑے اور بعد جنگ بھاگ کر پھر قلعہ مین پناہ لی اور جب مدت محاصرہ نے آٹھ دینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات کو فرصت پاکر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور اُس کے بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ مین در آئے اور قلعہ فتح ہوا اور جماعت کثیر علف تیغ خون آشام ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر اوس قلعہ مین جو پہاڑ پر واقع ہی قلعہ بند ہوا اور چند روز کی بعد امان چاہی سلطان محمود خلجی نے اس شرط پر امان دی کہ سب مع زن و فرزند و مال و اسباب ہمارے اُردو کے درمیان سے چلے جاؤ تو عالم پر ہماری راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہووے انھون نے اُس کے فرمانے پر عمل کرکے سلامت باہر چلے گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس حدود کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کرکے مراجعت

فرمائی پھر جاسوس یہ خبر لائے کہ ڈونگرسین نے مع راے قلعہ گوالیار آن کر نئے شہر کو محاصرہ کیا ہی
سلطان محمود باوجود اس کے کہ چندیری کی تردد جنگ اور طول محاصرہ کے سبب سے پریشان ہوا تھا
لیکن بکوچ متواتر گوالیار کی سمت عازم ہوا اور وہان پہونچتے ہی ہاتھ نہب وتاراج مین دراز کیا اور
راجپوتون کی ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی جو افواج محمود شاہی کے صدمہ
اُٹھانے کی طاقت نرکھتی تھی بھاگ کر سورا نہاے قلعہ مین درآئی اور ڈونگرسین بھی یہ خبر سنکر شہر سے
برخاست ہوکر گوالیار کی جانب بھاگ گیا اور جو سلطان محمود کی غرض نئے شہر کے استخلاص سے
تھی گوالیار کی تسخیر مین نہ مشغول ہوا شادی آباد مندو کی طرف توجہ فرمائی اور ۸۴۳ھ آٹھ سو تیتالیس
ہجری مین روضہ سلطان ہوشنگ اور مسجد جامع جو دروازہ مانڈو کے قریب واقع ہی اور دو سو اٹھائیس
اسطوانہ رکھتی ہی کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ مین پوری کی اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین
امراے میوات اور اکابر ومشاہیر دہلی کی عرضیان متواتر پہونچین کہ سلطان محمد مبارک شاہ امر خطیر
سلطنت کا انتظام جیسا کہ چاہیئے نہین کر سکتا ہی اور ظالمون اور غالبون نے ہاتھ آستین جور
وستم سے دراز کیے ہین اور امن وامان باقی نہین رہا اور جو خیاط قضا وقدر نے خلعت سلطنت
کا اُس سلطنت پناہ کے قامت نازنین کے واسطے سیا ہی اس لیے اس ملک کے تمام
باشندے چاہتے ہین کہ آپ کا حلقہ بیعت برضا ورغبت اپنی گردن اطاعت اور فرمانبرداری
مین ڈالین لہذا سلطان محمود خلجی آخر سنہ مذکور مین مع لشکر آراستہ تسخیر دہلی کے واسطے متوجہ ہوا اور
قصبہ ہندون کے نواحی مین یوسف ہندونی خدمت مین پہونچا جب سلطان اُس موضع سے کوچ
کرکے آگے بڑھا سلطان محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کے واسطے استقبال کیا تھا لیکن جب دونون لشکر
قریب پہونچے باوجود کثرت سپاہ سلطان محمود خلجی کی جنگ سے ایسا ہراسان ہوا کہ قریب تھا دہلی
کو چھوڑکر پنجاب مین جاکر دم لیوے پھر امرا کی شرم اور کچھ اپنی ہمت کی غیرت سے یہ بات کہی کہ میرے
سوار ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہی تم افواج آراستہ کرکے شہزادہ کے ہمراہ جاکر سرگرم وغا ہو امرا
حکم کے موافق جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور ملک بہلول لودھی اس وقت مین سلطان محمود شاہ
کے ملازمین مین منتظم اور تیراندازون کی جمعیت اپنے پاس خوب رکھتا تھا پیشتر روانہ ہوا سلطان محمود خلجی
نے جب سنا کہ بادشاہ دہلی خود نہین آیا اس واسطے اُس نے بھی چند ہزار سوار جرار اور چیدہ اپنے
پاس مہیا رکھکر تمام لشکر اپنے بیٹون سلطان غیاث الدین اور قدر خان کے ہمراہ بھیجا چنانچہ
مبارزان نبرد آزماے جانبین نے برآمد ہوکر ظہر سے غروب آفتاب تک داد جوانمردی اور
مردانگی دی اور آخر کو طرفین سے نقارہ بازگشت کا بجا پھر سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور لشکرگاہ
مین قرار پکڑا اتفاقاً اُسی شب کو سلطان محمود نے خواب مین دیکھا کہ چندیری کے اوباش اور بیباک
نے قلعہ شادی آباد مندو پر خروج کرکے چتر شاہ ہوشنگ کی سر قبر سے اُٹھاکر ایک مجہول النسب
کے فرق پر بلند کیا ہی اور جب صبح ہوئی اثر تردد اور بے مزگی کا اُس کی طبیعت پر ظاہر ہوا اور اس

اندیشہ مین ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کرون جو یہان سے معاودت کرکے مالوہ مین سلامت پہونچون ناگاہ محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت مین موصوف تھا بیتاب اور مضطرب ہوکر ایک جماعت صلحا اور علما کو صلح کے واسطے بھیجا سلطان محمود خلجی فوراً بحسب ظاہر اُن پر بار احسان رکھکر مالوہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین یہ خبر پہونچی کہ بحسب اتفاق اُسی شب کو ایک جماعت اوباش نے شادی آباد مندو مین غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہمایون کی حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعضے تواریخ مین مؤلف کی نظر سے گذرا کہ سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی عزیمت تسخیر مالوہ رکھتا ہے اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی اور یہ روایت صحت کے قریب معلوم ہوتی ہے القصہ سلطان محمود ابتداے ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری مین شادی آباد مندو مین پہونچا اور مستحقین کو اپنے انعام و اکرام سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال سلطان نے ظفرآباد دھلیچہ کے اطراف مین ایک باغ کی بنیاد ڈال کر اُس مین گنبد عالی و چند مقام مین قصر رفیع تعمیر فرمائے اور عرصہ قلیل مین اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کرکے ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین راجپوتون کی کوشمالی کے واسطے کوچ کرکے جیتور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت مین خبر پہونچی کہ نصیر ولد عبدالقادر حاکم کالپی جس نے نہایت بے اعتدالی سے اپنا نصیر شاہ نام رکھا ہے باغی زندیق ہوا ہے اور اکابر و ایالی ولایت نے بھی اس مضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر رکھکر طریق زندقہ اور ملاحدہ کا مراحل پیما ہوا ہے اور ہم لوگ اُس کے دست تعدی سے عاجز ہوکر فریادی ہین چنانچہ سلطان محمود یہ خبر سنکر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہوکر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام پیشکش سلطان کی خدمت مین عرض داشت کی کہ لوگون نے میرے حق مین جو عرض کیا ہے وہ سراسر زیور صدق سے عاری اور باطل اور اس خیرسگال کی نسبت کذب اور افترا برپا کیا ہے حضرت کو مناسب ہے کہ اس امر کی تصدیق اور تنقیح کو آدمی صادق القول بھیجکر دریافت کرین اگر شمہ بھی سچ ہووے بندہ کو جس جزا اور سزا کے لایق جانین ماخوذ فرمائین لیکن چند روز سلطان محمود نے اُس ایلچی معلم کو اپنے دربار مین نہ بلایا کوچ بر کوچ جب سارنگپور کے نواح مین پہونچا اعظم ہمایون اور اعیان دولت کی سفارش سے قلم عفو اُس کے جرائد جرائم پر کھینچا اور ایلچی کو اپنے دربار مین طلب کرکے اُس کی پیشکش قبول کی اور فرمان مشتمل نصائح اور مواعظ بھیجکر سارنگ پور کے اطراف سے ولایت جیتور کے طرف متوجہ ہوا اور جب آب بھیم سے عبور کیا ہر روز افواج ولایت جیتور کے اطراف مین بھیجکر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی دستیاب ہوتا تھا اُسے محبوس فرماتا تھا اور تنخانون کو مسمار کرکے بناے مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل مین تین چار دن توقف کرتا تھا اور جب کوسلمیر کے حوالی مین کہ اُس دیار کے قلعون سے نامی اور بہت سنگین اور وسیع ہے نزول کیا اس قلعہ مین دیپا نام وکیل راے کونبھا کا قلعہ بند ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور اُس قلعہ کے محاذی مین ایک تنخانہ بناکر

کے اُس قلعہ کے گرداگرد حصار کھینچکر ذخیرہ آلات حرب سے پُر کیا تھا سلطان نے بہت اُس بتخانہ کی تسخیر پر مصروف کرکے ایک ہفتہ مین اُسے فتح کیا اور بہت راجپوتون کو تیغ اسلام سے قتل اور دستگیر کرکے بتخانہ کو غارت کیا اور اس کے بعد اُس مین لکڑیون کا انبار کرکے آگ دی جب آگ دیوار اور چونہ اور کانپ مین افروختہ ہوئی اُس پر پانی سرد چھڑکا چنانچہ وہ عمارت عظیم کہ سالہاے دراز مین تیار ہوئی تھی طرفۃ العین مین پاش پاش ہوکر گر پڑی اور بتون کو قصابون کے حوالہ کیا تو ترازدے گوشت فروشی کے بانٹ بناوین اور بڑے بڑے بت جو سنگتراشون نے سنگ مرمر سے بصورت گوسفند تراشے تھے اُن کا چونہ بناکر راجپوتون کو دیا تو اپنے معبودون کو کھاتے رہین اور اس عمل کے بعد جو سلاطین گجرات کو باوجود طول مدت محاصرہ میسر نہوا تھا شکر آلہی بجالایا پھر جیتور کی طرف توجہ فرمائی اور اس ناحیہ مین پہونچکر وہ قلعہ جو کوہ جیتور کے دامن مین واقع ہی اُسے بجنگ لیکر بہت راجپوت قتل کیے اور جیتور کے محاصرہ کی فکر مین تھا اس عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ رانا کنبھا قلعہ مین نہین ہی آج قلعہ سے برآمد ہوکر کوہ پایہ کی طرف کہ اُس نواح مین ہی جاکر مقیم ہوا ہی سلطان نے اُس کا پیچھا کیا اور فوج کے چند بزن جداجدا کرکے ہر ایک طرف راے کو نبھا کے تعاقب مین بھیجے بحسب اتفاق ایک فوج سے جنگ شدید واقع ہوئی اور رانا مذکور شکست کھاکر قلعہ جیتور مین آیا سلطان محمود نے اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے ایک فوج نامزد فرمائی اور خود ولایت کی سرحد پر مقیم ہوا اور ہر روز بلاناغہ ولایت کی تاخت وتاراج کے واسطے افواج بھیجتا تھا اور اعظم ہمایون کو بلاکر یہ حکم دیا کہ تم ولایت جیتونا مین کہ مندسور کے اطراف مین واقع ہی جاکر متصرف ہو جب خان جہان اعظم ہمایون مندسور مین پہونچا مرض الموت مین مبتلا ہوکر مرگیا اور سلطان محمود خلجی یہ سانحہ سنکر نہایت محزون اور پریشان ہوکر رویا اور حالت اضطرار مین اپنا چہرہ مجروح کیا اور مندسور مین پہونچکر نقش اپنے باپ کی بھیجی اور تاج خان کو کہ خویش اور بخشی لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہمایون کے ہمراہ تھا سردار کرکے اعظم ہمایون خطاب دیا پھر اپنے اُردو کی طرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات پہونچا سلطان نے ارادہ کیا کہ کوئی اونچا ٹیکرا زمین کا ہو اُس مقام مین اقامت کرکے بعد موسم برسات جیتور کے محاصرہ مین مشغول ہووے اور راے کو نبھا شب جمعہ ماہ ذی الحجہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ لے کر شبخون لایا سلطان نے اس طور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محافظت کی کہ راے کو نبھا سے کچھ نہ بن پڑا اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ کو نبھا کے دائرہ لشکر پر شبخون مارا کو نبھا زخم کھاکر جیتور کی سمت بھاگا اور راجپوت بہت مقتول ہوے اور غنیمت وافر محمودیون کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے مراسم شکر آلہی پیش پہونچاکر فتح جیتور کی دوسرے سال پر حوالہ کی اور رسالہ اور غنائم شادی آباد کی طرف معاودت فرمائی آخر ذی الحجہ سال مذکور مین مدرسہ اور منارہ ہفت منظری کی مسجد جامع ہوشنگ شاہی کے قریب بنیاد ڈالی اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جون پور مع تحف وہدایا حاضر آیا اور سوغات پیش کرکے

یہ پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر الموسوم بہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے صراط مستقیم شریعت سے منحرف ہو کر مذہب الحاد اور زندقہ اختیار کر کے روزہ و نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو رہا بیون کے سپرد کیا ہی تاکہ گانا اور رقص تعلیم کرین اور جو سلطان ہوشنگ کے عہد سے حکام کالپی ولایت مالوہ سے نسبت رکھتے تھے لہذا سلطان شرقی نے اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانا کہ پہلے اس کا احوال آپ کے ضمیر حق پذیر پر ظاہر اور مبرہن کرے اگر بالفعل آپ کو اس کی گوشمالی کی فرصت نہو تو اینجانب کو اشارہ کیجیے کہ اُسے اُس طور سے گوشمال دیجاوے کہ اورون کو عبرت ہوئے سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ لشکر ہمارا پیشتر مندرسور کے مفسدون کی تادیب کے واسطے روانہ ہو چکا ہی اب آپ کی نصرت دین پیش نہاد ہمت کی مبارک ہو اور ایلچی کو سردربار خلعت وزر سے کہ یہ رسم اس زمانہ مین مروج تھی عطا کر کے رخصت کیا اور اُسی چند روز کے عرصہ مین سلطان محمود خلجی نے اپنے بیٹون کی شادی کے واسطے جشن عظیم ترتیب دے کر بارہ ہزار قبا کہ اکثر اُن مین زردوزی تھین اُس جشن مین امرا اور لشکریون کو مرحمت فرمائین اور جب ایلچی سلطان شرقی جون پور مین پہونچا اور جواب معروض کیا سلطان شرقی نہایت مسرور اور خوش حال ہوا بیس زنجیر فیل اور اور بھی اجزاے نفیسہ دوسری مرتبہ برسم تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجین اور مع لشکر آراستہ کالپی کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر عبد القادر کو گمس شیر کی طرح اُس ملک سے نکال دیا نصیر عبد القادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ خیر خواہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے آج تک مطیع و فرمان بردار رہا اب سلطان محمود شرقی از روے تسلط و غلبہ اس بلاد پر متصرف ہوا ہی چونکہ مین ہمیشہ حضرت سے ملتجی رہا اور اب بھی درگاہ معلے کو قبلہ آمانی و آمال جانکر حدود چندیری کی طرف منزل پیما ہوا ہون سلطان محمود خلجی نے علی خان کو مع تحف و ھدایا محمود شاہ شرقی کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ جو نصیر خان بن عبد القادر نے آپ کی مرضی کے موافق افعال ناپسندیدہ اور اعمال ذمیمہ سے تائب ہو کر طریق شریعت غرا مسلوک رکھا ہی اور سلطان ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے مالوہ کی طرف ملتجی اور مستدعی رہا ہی توقع یہ ہی کہ مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو منظور و ملحوظ رکھکر قلم عفو اُس کے جرائم پر کھینچین اور اُس کی ولایت اُسے واگذار فرمائین الغرض بعد وصول علیخان کے شاہ محمود شاہ شرقی نے کچھ جواب شافی نہ دیا اور لیت و لعل مین ایام گذاری کی محمود شاہ خلجی نے از روے حمیت اور مردانگی نصیر عبد القادر کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر لازم رکھکر دوسری شوال سنہ ۸۴۸ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین چندیری کی طرف توجہ کی اور اُس حدود مین نصیر شاہ نے آن کے ملازمت کی اور سلطان بلا توقف ایرج اور تھا مدیر کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود شرقی کو پہونچی شہر سے برآمد ہو کر ایرچہ مین نزول کیا اور مبارک خان ولد جنید خان کو کہ باپ دادا کے زمانہ سے وہان کا حاکم تھا تہدید کر کے ہمراہ لے گیا اور وہان سے برخاست کر کے دریاے جون کی بیڑ مین کہ راہ تنگ اور دشوار گذار تھی اور وہان غنیم کو جانے کی قدرت نہ تھی فروکش ہوا اور اپنے لشکر کے گرد خوب مضبوطی کی محمود شاہ خلجی اس کی غربیت فسخ کر کے کالپی کی طرف عازم ہوا پھر سلطان شرقی بھی عناد

ایرچہ

صبر ہاتھ سے دے کر کالپی کی طرف روانہ ہوا اس درمیان مین بہادران فوج خلجی نے شاہ شرقی کی بنگاہ پر تاخت کر کے غنیمت بہت دستیاب کی پھر وہ بھی اپنے آدمیون کی حمایت پر پلٹ کر جنگ مین مصروف ہوا اور شام تک قتال وجدال کا معرکہ گرم رہا اور غروب آفتاب کے بعد دونون سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور مقام مین قیام کیا اور بعد دو تین روز کے جو موسم برسات قریب پہونچا تھا سلطان محمود خلجی نے دوبارہ جنگ مین صرفہ نہ دیکھا بعضے مواضع کالپی کو غارت اور تاراج کر کے فتح آباد کی طرف معاودت کی اور قصبہ ست کھنڈا وہان بنا کیا اس درمیان مین رعایا اور باشندے قصبہ ایرج کے مبارک خان کے ظلم و تعدی سے کہ پھر حاکم اُس قصبہ کا ہوا تھا دادخواہ اور فریادی ہوے سلطان خلجی نے ملک الشرف مظفر ابراہیم حاکم چندیری کو مع لشکر کثیر ایرچہ کے سر پر نامزد فرمایا اور وہ جب ایرچہ کے نواح مین پہونچا خبر آئی کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرقی نے اس کے مقابلہ کو بھیجا مظفر ابراہیم اُس کے مقابلہ کو گیا اور قصبہ راٹھ مین فریقین کا سامنا ہوا ملک کالو کچھ جنگ کر کے بھاگا اور ملک مظفر ابراہیم ولایت کی محافظت ایرچہ کی تسخیر پر مقدم رکھکر اُس حدود کی طرف عازم ہوا اور فوج سلطان شرقی یہ خبر سنکر راٹھ مین پلٹ گئی اور جب اُن دونون سپاہ کے محاربہ نے طول کھینچا طرفین سے مسلمان قتل ہوتے تھے اور شیخ جایدہ کہ اکابر وقت سے تھا اور کشف وکرامات مین بھی شہرت رکھتا تھا سلطان شرقی کے کہنے پر اُس نے صلح کا خط سلطان محمود خلجی کو لکھ بھیجا اور شیخ کی سعی کے سبب اس طریق پر صلح واقع ہوئی کہ بالفعل سلطان شرقی قصبہ راٹھ اور مہوبہ نصیر خان کے سپرد کرے اور سلطان محمود خلجی کے بعد مراجعت جب چار ماہ کا عرصہ منقضی ہو خطہ کالپی بھی واگذار فرماوے اور چار مہینے کی میعاد کی یہ وجہ تھی کہ اس مدت مین نصیر خان کی حقیقت دین وملت ظاہر ہووے اس قرارداد پر سلطان محمود خلجی نے دارالملک شادی اباد کی طرف مراجعت کی اور ۸۴۹ھ آٹھ سو انچاس ہجری مین دارالشفا کی بنیاد ڈالی اور چند موضع خرچ ادویہ وما یحتاج کے واسطے وقف کیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جو خطاب حکیم الحکما مخاطب تھا بیمارون اور مجنونون کی مراعات احوال کے واسطے مقرر فرمایا اور رجب کی بیسوین تاریخ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین مع لشکر گران قلعہ مندل گڑھ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر جا کر آب بیاس کے کنارہ فروکش ہوا اور رانا کو بنا جو طاقت برابری اور مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ مندل گڑھ مین قلعہ بند ہوا اور دوسرے یا تیسرے دن راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہو کر مردی اور مردانگی کا حق ادا کیا لیکن آخر کو بعجز وانکسار پیش آئے اور پیشکش وینی قبول کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کی رضامندی اور بشوکت وتجمل تمام اپنے دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی اور تھوڑے عرصہ مین سامان جنگ درست کر کے قلعہ بیانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور جب بیانہ کے قریب پہونچا محمد خان وہان کے حاکم نے اپنے فرزند واحد خان کو مع سو گھوڑے اور لاکھ تنکہ نقد برسم پیشکش روانہ کیا سلطان محمود خلجی نے اسے خلعت خاص مرحمت فرمایا اور رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور محمد خان کے واسطے قبائے زردوزی اور تاج مرصع بجواہر اور ٹیکا طلائی اور گھوڑے تازی تراد مع ساز دیراق زرین بھیجا محمد خان نے خلعت پہنکر

سلطان محمود خلجی کی صفت وثنا مین زبان کھولی اور خطبہ اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان شادی آباد مندو پڑھکر مطیع اور فرمانبردار ہوا سلطان نے یہ خبر سنکر عطف عنان کی اور اثنائے راہ مین قصبہ نبور کو کہ رنتھنبور کے قریب ہی فتح کرکے تاج خان سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر فیل قلعہ جیتور کی تسخیر کو بھیجا اور خود قلعہ کوٹھ کے راجہ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکہ نقد پیشکش لے کر شادی آباد کی طرف عازم ہوا اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین گنگ داس قلعہ جنیانیر کے راجہ نے بھی پیشکش بھیجکر عرض داشت کی کہ سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ نے قلعہ جنیانیر کو محاصرہ کیا ہی اور جو یہ بندہ قدیم ہمیشہ سے آپ سے التجا رکھتا ہی لہذا اب بھی امیدوار امداد و دستگیری ہی اس سبب سے سلطان محمود خلجی راجہ گنگ داس کی امداد کے لئے متوجہ ہوا لیکن راستہ مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش لینے کو ایدر کی طرف آتا ہی سلطان محمود خلجی اُسکو ضعیف اور عاجز تصور کرکے مارا سپور کی سمت روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چارپایہ ہائے بارکش کے سقط ہونے سے خیمہ اور خرگاہ مین آگ دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے آگاہ ہوکر راستہ سے پھرا اور آب مہندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس تیرہ لاکھ تنکہ نقد اور چند راس اسپ پیشکش لاکر حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قبائے زردوزی دے کر رخصت کیا اور خود دارالملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین رائے سیمبر ایدر کے راجہ کو پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنکہ نقد انعام دے کر رخصت کیا اور ایک مدت شادی آباد مین استقامت کرکے ولایت اور سیاہ کے سرانجام مین مشغول ہوا اور ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لے کر مملکت گجرات کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور رکاتی نوالی سے عبور کرکے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب نے کہ محمد شاہ کا گماشتہ تھا چند روز متواتر قلعہ سے برآمد ہوکر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوا امان طلب کرکے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمانبردار ہوا اور سلطان محمود نے اُس کے عیال اور اطفال کو قلعہ شادی آباد مندو مین بھیجکر اسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگردان نہووے اُس کے بعد خطاب مبارزخانی اُسے عنایت فرماکر اپنے لشکر کا مقدمہ یعنے ہراول اور پیشرو کیا اور بہ کوچ متواتر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی باوجود اس کے کہ سلطان محمود گجراتی کی سلطنت لینے کا ارادہ مصمم رکھتا تھا لیکن کمال مروت سے ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھکر اُس کے باپ کی ماتم پرسی کی اور اجلاس تخت کی مبارکباد دی اور اس حال مین قصبہ بڑودہ کو ویران کرکے کوئی دقیقہ اسیری اور غارت مین نامرعی نچھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کافر کو گرفتار کرکے چند روز قصبہ مذکور مین توقف کیا بعد ازان احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بسبب استعجال جاتا تھا اسوقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت رخصت

کا منتظر تھا سلطان قطب الدین کے پاس بھاگ گیا اور ظاہر اُس نے یہ قسم کھائی تھی کہ مین اپنے صاحب سے نمک حرامی نہ کرون گا اور قطب الدین شاہ کا خیال اپنے دل مین ہمیشہ رکھتا تھا اور کمال حلال نمکی سے اپنے دل پر جبر کرکے اہل وعیال کو چھوڑ گیا سلطان محمود خلجی بکوچ متواتر جاکر سرکچ پر جو احمد آباد سے پانچ کوس ہے نازل ہوا اور شاہ قطب الدین گجراتی نے موضع خانپور مین جو قصبہ مذکور سے تیس کوس پر ہے نزول کیا اور چند روز دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور ماہ صفر کی چاندرات کو سنہ مذکور مین سلطان محمود بقصد شبخون سوار ہوکر اپنی اُردو سے برآمد ہوا تھا کہ راہبر راستہ بھول گیا اور سلطان مع فوج تمام رات ایک صحرائے وسیع مین ایستادہ رہا فجر کو میمنہ لشکر سارنگپور سے آراستہ کرکے سرداری اس فوج کی اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو تفویض فرمائی اور امرائے چندیری کو فوج میسرہ مین نامزد کرکے اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خان کو سردار کیا اور خود قلب لشکر مین قرار پکڑکر متوجہ کارزار ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گجرات صف آرا ہوکر میدان کی طرف روانہ ہوا اور ہراول فوج سلطان گجرات ہراول فوج مالوہ کے مقابلہ سے بھاگ کر سلطان قطب الدین گجراتی سے جاملا اور ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امرائے کبار سے تھا سلطان شادی آباد مندو کی فوج میسرہ سے جدا ہوکر شاہ گجرات پر تاخت لایا اور وہ فوج تاب اُس کے مقابلہ اور صدمہ کی نہ لائی پسپا ہوکر بھاگ گئی اور ملک شرف مظفر ابراہیم نے سلطان قطب الدین کی اُردو تک پیچھا کیا اور ہاتھ غارت وتاراج مین دراز کرکے سلطان قطب الدین کے خزانہ مین درآیا اور ایکبار زر نقد ہاتھیون پر لادکر اپنے لشکرگاہ مین بھیجا اور جب وہ ہاتھی زر محمولہ پہونچاکر اس نیت سے پھر آئے کہ دوبارہ اُن پر خزانہ بارکرکے بھیجے اس درمیان مین یہ خبر سنی کہ کچھ فوج لشکر سلطان قطب الدین کی فوج شاہزادہ فدائی خان کو تنگ وزبون دیکھکر اُس پر حملہ آور ہوئی اور وہ تاب جنگ نہ لاکر فرار ہوا ہے اور جان سلامت لے گیا ملک شرف مظفر ابراہیم ہاتھ تاراج سے کوتاہ کرکے اپنے تئین ایک گوشہ مین کھینچکر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور شکست فوج سے متحیر ہوکر مع دوسو سوار میدان جلالت مین ایستادہ رہا اور جب تک تیر ترکش مین رہے کماندار ی کرکے داد مردی اور مردانگی دی اُس وقت شاہ قطب الدین گجراتی مع فوج آراستہ اُس گوشہ سے کہ مخفی تھا برآمد ہوکر سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی حق شجاعت وتہور بجالاکر مع تیرہ آدمی میدان سے نکل گیا اور اظہار شجاعت کے واسطے بہ نفس نفیس مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین گجراتی کے سرابردہ خاص پر جو جنگ گاہ کے عقب تھا پہونچا اور تاج اور طپکا مرصع شاہ گجرات کا جو کرسی پر رکھا تھا اُٹھایا اور گھوڑے کو بجلی کی طرح چمکاکر اپنے اُردو مین داخل ہوا اور جب پانچ چھ ہزار سوار جمع ہوئے مشہور کیا کہ آج شب کو گجراتیون پر شبخون لے جاؤن گا جب اور تھوڑی رات گئی شبخون کے بہانہ شادی آباد مندو کی سمت متوجہ ہوا اور قطع مسافت مین کوئی اور بھیل نے اُس کے لشکر کو مضرت تمام پہونچائی اور سلطان محمود خلجی نے ابتداے طلوع آفتاب دولت سے انقراض سلطنت تک اس شکست سے

سوا کوئی شکست نہین پائی ع عیبے بنود شکست مردان ہنراست ۔ جب شادی آباد مندو مین پہونچا سپاہ کی شکست و ریخت کی درستی مین مصروف ہوا اور شہزادۂ غیاث الدین نے بھی کچھ مواضع بندر سورت کے تاخت کرکے مراجعت کی اور بسبب اتفاق مخبرون نے سلطان محمود خلجی کو مشیر الملک المخاطب بہ نظام الملک وزیر اور اُس کے بیٹون کی خبر مکر اور غدر و نفاق کی پہونچائی اور سلطان محمود کے حکم کے موافق سیاست اور سزا کو پہونچے اور ۸۵۷ آٹھ سو ستاون ہجری مین سلطان محمود خلجی نے ولایت مالوہ کی عزیمت کی اور جو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دلجمعی نرکھتا تھا یہ صلاح دیکھی کہ پہلے سلطان قطب الدین گجراتی سے صلح کرون اُس کے بعد راے کو بنھا کی ولایت کی تسخیہ مین مشغول ہون اور اِس بھید کو اپنے دل مین پوشیدہ کرکے لشکر کی فراہمی اور آراستگی کا حکم دیا اور شادی آباد مندو سے قصبہ دہار کی طرف گیا اور وہان سے تاج خان کو مع لشکر آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدمہ صلح کی تمہید کرے اور تاج خان نے وہان جاتے ہی سلطان قطب الدین کے وزیرون کو مکتوب تحریر کرکے ایلچیان چرب زبان کے ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث پریشانی خلائق ہی اور صلح اور اتحاد امنیت اور رفاہیت کا موجب ہی بعد قیل و قال اور گفتگوے و راز سلطان قطب الدین گجراتی نے صلح کی رضا دی اور طرفین سے اکابر اور معارف درمیان مین آئے اور بنیاد مصالحہ کو عہد و قسم سے استحکام بخشا اور یہ قرار پایا کہ ولایت رانا کو بنھا سے جو کچھ گجرات کے متصل ہی لشکر قطبی اُسے تاخت و تاراج کرے اور بلاد میوات اور اجمیر اور اس نواح پر سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاہ دوسرے شاہ کی امداد و اعانت مین دریغ نفرماوے سلطان محمود ۸۵۸ آٹھ سو اٹھاون ہجری مین اُن راجپوتان متمرد کی تادیب کو کہ نواح ہاروتی مین نشان تمرد بلند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبہ بھوتی مین جاکر اکثر راجپوتون کو علف تیغ اسلام اور اس جماعت کے اطفال و عیال کو اسیر کرکے مندو کی طرف بھیجا اور وہان سے گوالیار کو چلا کرکے عازم بیانہ ہوا اور جب اس کے قریب پہونچا داؤد خان حاکم بیانہ نے پیشکش بہت بھیجکر جادۂ اخلاص مین قدم رکھا اور وہ حدود اس پر مسلم ہوئے اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی اور حاکم بیانہ کے درمیان تھی اپنی مساعی جمیلہ سے اُسے بھی بہ محبت و مودت مبدل کیا اور مراجعت کے وقت سلطان محمود خلجی نے نئے شہر اور ہاروتی اور اجمیر کی حکومت فدائی خان کے سپرد فرمائی بعدہ اپنے دار الملک کی طرف نزول اجلال فرماکر سایہ امن و امان کا وہان کے باشندون پر مبسوط فرمایا اور اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے کہ امراے کبار سلطان علاء الدین بہمنی سے تھے عرائض سلطان محمود کی خدمت مین بھیجکر قلعہ ماہور کی تسخیر پر کمر قلاع اعظم برار سے ہمت تحریص کی اور سلطان محمود مع لشکر آراستہ ہوشنگ آباد کے راستہ سے ماہور کی طرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے نواح مین سکندر خان بخاری نے آن کر ملازمت کی جب قصبہ ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ بہمنی مع لشکر آراستہ کہ مورد مدح سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے جب اپنے

مین طاقت مقاومت نہ دیکھی ملک عالی شان کو مع تاج خان اور سکندر خان بخاری مقرر کرکے خود
بازگشت فرمائی اور قلم مشکین رقم نے یہ داستان طبقہ بھینہ مین مشروحًا اور مفصلًا تحریر کی ہی اور اثنائے
مراجعت مین یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ مبارک خان حاکم آسیر ولایت بکلانہ پر جو دکن اور گجرات کے
کے مابین واقع ہی تاخت لایا ہی جو کہ وہان کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و منقاد تھا سلطان نے اُس کی
حمایت اور رعایت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جان کر عنان عزیمت اُس طرف منعطف فرمائی
اور اپنی روانگی سے پیشتر اقبال خان اور یوسف خان کو بھیجا میران مبارک شاہ فاروقی مع لشکرگران
مقابلہ کو آیا اور بعد مقابلہ ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ آسیر تک باگ نہ موڑی اور سلطان محمود خلجی نے بعضے
مواضع اور قریہ بلاد آسیر کو تاخت کرکے شادی آباد مندو مین معاودت کی اور پھر اُسی سال سلطان محمود
خلجی کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ پسر رائے بابو راجہ ولایت بکلانہ مین استکبار اور ہ رکھتا ہی اور میران
مبارک خان فاروقی حاکم آسیر اس کی ولایت مین داخل ہوکر خرابی کر رہا ہی اور اُس کے آنے کا
بھی مانع ہی سلطان محمود خلجی نے شاہزادہ غیاث الدین کو بجناح استعجال اُس کے مدافعہ کو نامزد فرمایا
اور جب یہ خبر مبارک خان کو پہونچی اپنے ملک کی سمت معاودت کر گیا اور پسر رائے بابو پیشکش
بہت سلطان کی خدمت مین لاکر سرفراز ہوا اور باعزاز واکرام تمام نقد رخصت حاصل کرکے اپنی
ولایت مین گیا اور شہزادہ غیاث الدین رنتھبور کی طرف متوجہ ہوا اور ان دنون مین سلطان محمود خلجی نے
بھی ولایت جیتور کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی رانا کو نبھانے طریق مدارا اختیار کرکے کچھ
اشرفی اور روپیہ مسکوک پیشکش بھیجا جو وہ سکہ رانا کو نبھانے اپنے نام پر جاری کیا تھا باعث
ازدیاد غضب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کرکے اپنے لشکر کو حکم نہب وغارت دے کر
اثر آبادی اور معموری کا نہ چھوڑا اور منصور الملک کو ولایت مندسور کی تاراج کے واسطے نامزد
کیا اور جب ارادہ کیا کہ تھانہ دارون کو اس ولایت مین مقرر کرے تو چاہا کہ اس ولایت کے مابین
خلجی پور نام ایک قصبہ آباد کرے رائے کو نبھا یہ خبر سنکر بعجز وانکسار پیش آیا اور سلطان محمود خلجی کی خدمت
مین یہ پیغام دیا کہ جس قدر پیشکش کا حکم ہو قبول کرون اور اُس کے بعد جادۂ اخلاص اور دولت خواہی
سے قدم آگے نرکھون گا لیکن شرط یہ ہی کہ سلطان قصبہ خلجی پور کی تیاری و تعمیر ترک فرمادے اور
جو کہ موسم برسات قریب تھا اس واسطے سلطان نے پیشکش دلخواہ لے کر شادی آباد کی طرف
معاودت کی اور ایک مدت تک اس شہر مین قیام کیا اور سنہ ۸۵۹ آٹھ سو انسٹھ ہجری مین پھر ولایت
مندسور کی تسخیر کے واسطے عازم و جازم ہوا اور وہان پہونچکر افواج اس ناحیہ کے اطراف واکناف
مین بھیجی اور خود وسط ولایت مین قرار پکڑا اور ہر روز خبر فتح تازہ اُسے پہونچتی تھی اور وہ مراسم
شکر الٰہی بجالاتا تھا اتفاقًا ایک روز عریضہ ایک فوج کا کہ ہاروتی کی طرف تعینات ہوئی تھی باین مضمون
پہونچا کہ ابتدائے آفتاب اسلام ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طالع ہوا اور حضرت
مرشد الطوائف شیخ معین الدین سنجری قدس سرہ اس بقعہ شریف مین آسودہ ہین اب یہ خط پاک

جب سے کفار کے تصرف مین آیا ہو اثر اسلام اور مسلمانی کا باقی نرہا جب مضمون عرضی کا مسامع فیض مجامع
مین پہونچا اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر مزار فائض الانوار کے قریب نزول فرمایا
اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی روح پر فتوح سے مدد طلب کر کے لشکر کو حکم کیا کہ باتفاق امرا قلعہ
کو محاصرہ کر کے مورچہ تقسیم کرین اس درمیان مین گجادھر نامے کہ اہل قلعہ کا سردار تھا مع فوج راجپوتان
نامی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی کے صدمہ شمشیر کی تاب سے بیتاب ہو کر قلعہ مین
در آیا اور چار دن تک تنور رزم اور معرکہ قتال گرم رہا پانچوین دن گجادھر فیل مست کی طرح برآمد ہوا
اور جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی کے صدمہ مفردون مین مخلوط ہو کر قلعہ کے
دروازے مین در آئی اور قلعہ فتح ہوا اور ہر کوچہ مین راجپوتون کے کشتون کے پشتے نمودار ہوئے
حتی کہ ہر سمت سیل خون کی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر الٰہی بجالا کر اس بزرگوار کے مزار کی
شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کر کے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان خطاب
دے کر دہان کی حکومت تفویض فرمائی اور اس بقعہ شریفہ کے مجاورون کو انعام اور وظیفہ سے خوشدل
کر کے قلعہ مندل کی طرف مراجعت کی اور بکوچ متواتر آب بیاس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرا کو
اطراف قلعہ مین تعین کیا اور رانا کو نبھانے بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کر کے باہر بھیجا اور جنگ عظیم
واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بشمار غلف تیغ
اسلام اور طعمہ زاغ وزغن ہوے جب آفتاب جہان تاب فلک چہارم سے اپنے خلوت سرا
کی طرف متوجہ ہوا طرفین نے اپنے دائرہ مین قرار پکڑا اور صبح کو اس دولت خانہ کے تمام امرا اور
وزرا فراہم ہو کر عرض پیرا ہوے کہ امسال جو کمر لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب
پہونچا اگر آنحضرت چند روز دار الملک شادی آباد مین سپاہ کی درستی شکست وریخت کے واسطے
قرار اور آرام فرمائین اور بعد از برسات بسامان وشوکت ملوکانہ اس قلعہ کی تسخیر کے لیے عنان اشہب
عزیمت معطوف کرین لائق اور سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کر کے چند روز استقامت کی اور محرم
کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین مندل گڑھ کے محاصرہ کیواسطے روانہ ہوا اثناے راہ مین جسجگہ تنجانہ نظر پڑا اسے
مسمار کر کے نشان نچھوڑا اور منزل مقصود مین پہونچکر درختون اور عمارتونکو قلع قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نرکھا اور قلعہ کو
محاصرہ کر کے مورچے خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ملحق اور متصل کیے اور تھوڑے عرصہ مین تائید یزدانی اور توفیق سبحانی سے
فتح کیا اور خلقت کثیر اور جم غفیر کو اسیر اور دستگیر کر کے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف دوسرے قلعہ
مین جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لے جا کر اس کے استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازان ہوے اور
ضربہاے توپ کلان کی صدمہ سے پانی جو قلعہ کے حوضون مین بریز تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو
قلعہ اول مین تھا لشکر محمودی کے قبضہ مین آیا آخر کو بے آبی نے عجب کے نشہ کو زائل کیا اور شدت
تشنگی سے بیتاب ہو کر نعرہ العطش اور صداے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنکہ قبول کر کے قلعہ سپرد کیا
القصہ یہ فتح عظیم ذی الحجہ کی پچیسوین سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین کرسی ظہور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی

مراسم حمد و شکر الٰہی بخضوع و خشوع تمام مودی کر کے دوسرے دن قلعہ مین داخل ہوا اور تبخانے ویران اور خراب کر کے اُس کا مصالحہ مسجد کی عمارت مین صرف کیا اور قاضی اور محتسب و خطیب اور مؤذن مقرر کئے اور محرم کی پندرہوین تاریخ ۸۶۳ھ آٹھ سو ترسٹھ ہجری مین جیتپور کی سمت عازم ہوا اور اس ناحیہ مین پہنچکر سلطان غیاث الدین کو ولایت بھیلوارہ کی تاخت و تاراج کے واسطے بھیجا شہزادہ نے اُس ولایت کو خراب اور ویران کر کے اور بہت بندے دستیاب کر کے مراجعت کی اور چند روز کے بعد سلطان نے شہزادہ غدائی خان اور تاج خان کو قلعہ کوندی کی تسخیر کے واسطے نامزد کیا جب شاہزادہ قلعہ کوندی کے اطراف مین پہونچا راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی آخر کو ہزیمت پاکر اکثر علف تیغ بیدریغ ہوے اور جنھون نے عمداً اپنے تئین خندق مین ڈالا گرفتار ہوے اور شہزادون نے پہلے روز قلعہ کوندی کو بزور بازوے شجاعت مفتوح کیا اور شکر اس عطیۂ عظمیٰ اور موہبت کبریٰ کا بجالائے بعدہ ایک سردار معتبر وہان چھوڑا اور مظفر و منصور ہوکر اپنے ولی نعمت کے ہمراہ رکاب شادی آباد مندو کی طرف معاودت کی اور سلطان محمود ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین پھر راجپوتون کی گوشمال کے واسطے سوار ہوا اور موضع اہار مین جاکر نزول اجلال فرمایا اور شہزادہ غیاث الدین اور تاج خان کو ولایت کی تاخت و تاراج کے لیے نامزد کیا اور وہ اُس ولایت کو خاک برابر کر کے کوتلیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب اپنے والد ماجد کی ملازمت مین فائز ہوئے قلعہ کوتلیر کی بہت تعریف کی سلطان محمود دوسرے دن قلعہ کوتلیر کی جانب عازم ہوا اور راستہ مین تبخانون کو ویران اور خراب کر کے قطع منازل اور مراحل کرتا تھا جب قلعہ کے حوالی مین نزول کیا دوسرے دن سوار ہوا اور اُس ٹیلے پر جو قلعہ کے پورب طرف ہی برآمد ہوکر شہر کو ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ یہ قلعہ بے محاصرہ چند سال کے فتح نہوگا پھر دوسرے دن کوچ کر کے دونگر پور کی طرف متوجہ ہوا راے سیام داس راجہ دونگر پور کا بھاگ کر کوہ بیانہ مین پناہ لے گیا اور وہان سے بعجز و انکسار تمام دو لاکھ تنکہ اور بیس راس گھوڑے پیشکش بھیجے سلطان محمود نے وہ قبول فرماکر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ محرم ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین جو کہ طفل صغیر السن نظام شاہ نام نے تخت دکن پر جلوس کیا تھا اور امراے درگاہ جیسا کہ چاہیئے اُس کی اطاعت نہ کرتے تھے سلطان محمود خلجی نظام الملک غوری کے اغوا و تفہیم سے بکوچ متواتر عازم تسخیر بلاد دکن ہوا اور جب آب نربدہ سے عبور کیا مخبر خبر لائے کہ مبارک خان حاکم آسیر قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کا بیٹا غازی خان ملقب بہ عادل خان اُس کی جگہ پر جانشین ہوا اور آغاز دولت مین دست تعدی آستین جور سے برآوردہ کر کے سید کمال الدین اور سید سلطانکو بیحد و قصور شہید کر کے گھر مظلومون کا غارت کیا اور بعد چند روز کے اُن سادات مظلوم کا بجائی سید جلال نام فریادی آیا سلطان محمود نے از روے حمیت چاہا کہ عادل خان کو گوشمال دیوے چنانچہ خاص اُسی نیت سے آسیر کی طرف راہی ہوا اور عادل خان نے از روے عجز و بیچارگی

ایک فرزندان قطب عالم فرید الحق والدین مسعود شکر گنج کو اُس کی خدمت مین بھیجا پیشکش مرسول رکھا
اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود جو کہ جانتا تھا کہ تیز تدبیر کی قلعہ کشا کا بروج سخت و
دشوار گذار آسیر یاب تک نہین پہونچا اور علاوہ اس کے ماں اس سفر کا تسخیر دکن ہو قلم عفو اُس کے
جرائم پر کھینچا اور در نصیحت سے اُس کے کان گران بار کرکے ولایت برار اور راجپور کی طرف
متوجہ ہوا اور جب قصبہ بالاپور مین پہونچا جاسوس اور مخبر یہ خبر لائے کہ وزرائے نظام نے
سرحدون سے لشکر طلب کیا ہی اور فوج کی فراہمی مین مصروف ہین اور دو کرور تنکہ خزانہ سے برآورد
کرکے امرا اور سپاہیون کو بطور مدد خرچ دیا ہی اور ڈیڑھ سو فیل کوہ تمثیل لے کر شہر سے برآمد
ہوے ہین اور تقدیر الٰہی کے منتظر ہین سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ کرکے
بکوچ متواتر نظام شاہ بہمنی کے تین فرسخ اودھ پہونچا اور وزرائے دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ برس
کا تھا سوار کیا اور اس کے سر پر چتر بلند کرکے باگ اُس کے گھوڑے کی خواجہ جہان ملک شہ ترک کے
ہاتھ مین دی اور سرانجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور میمنہ کا خواجہ محمود گیلانی کے کہ ملک التجار
خطاب رکھتا تھا حوالہ کیا اور جب دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہونچے ملک التجار سبقت
اور پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ
سرداران میسرہ سے تھے مقتول ہوے اور میمنہ کی جمعیت کو انھون نے متفرق اور پریشان کیا
شکست عظیم لشکر منصور پر پڑی فوج نظام شاہی نے دس کوس تعاقب کرکے سلطان محمود خلجی کے اُردو
کو تاخت تاراج کیا اس درمیان مین سلطان محمود آپ کو گوشہ مین کھینچکر فرصت وقت کا جویا تھا جب کہ اکثر
سپاہ نظام شاہی تاراج مین مشغول تھے اور نظام شاہ کچھ لوگون سے ایستادہ تھا دو ہزار سوار لے کر
فوج نظام شاہ کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور بروایت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عمدہ سردار قلب سے تھا
قلب کو مضطرب کرکے عنان شبدیز نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ مین تھام کرکے احمد آباد بیدر کی طرف
بھاگا اور لڑائی کا رخ بدل گیا یعنے وہ لوگ جو تاراج کیواسطے گئے تھے اُنھون نے متاع نفیس زندگانی
ضائع اور برباد کی اور والدۂ نظام شاہ نے امرا کے غدر اور مکر سے اندیشہ کرکے شہر بیدر کی طرف
محافظت کے واسطے ملو خان کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروز آباد مین گئی اور وہان سے
ایک محبت نامہ سلطان محمود گجراتی کو بھیجکر کمک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے
بیدر کا محاصرہ کیا اور لشکر مفر ور نظام شاہ کے پاس فیروز آباد مین جمع ہوا اور خبر پہونچی کہ ملک التجار
سپہ سالار مع لشکر عظیم نظام شاہ کی مدد کے واسطے بسبیل تعجیل پہونچے گا سلطان محمود خلجی نے اپنے
اعیان دولت سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولی اور انسب
یہ ہی کہ تسخیر اس بلاد کی دوسرے سال پر موقوف کرکے مراجعت کی جاوے چنانچہ دوسرے دن
اس بہانہ سے کوچ کرکے اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا اور راہ مین جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور ۸۶۷ھ
آٹھسو سرسٹھ ہجری مین جو خیال تسخیر ولایت دکن سر مین رکھتا تھا اور ملک التجار نے اُس کے ساتھ

شرارت و مخالفت کی تھی چاہتا تھا کہ اس کا عوض لون پھر لشکر کو آراستہ کر کے ظفرآباد نعلچہ مین فروکش ہوا اور ابھی ظفرآباد نعلچہ مین تھا کہ عریضہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا اس مضمون سے پہونچا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو مع لشکر کثیر تھانہ دار کھیرلہ کے سر پر نامزد فرمایا ہے چند روز مین پہونچے گا یہ خبر سنکر بجناح استعجال عازم حمایت تھانہ دار کھیرلہ ہوا اثنائے راہ مین یہ خبر سنی کہ نظام الملک ترک نے آن کر قلعہ کھیرلہ کو گھیرا ہے اُس وقت سراج الملک تہانہ دار وہان مے نوشی مین مشغول تھا اور نشہ کی شدت سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتا تھا اُس کا پسر قلعہ سے برآمد ہو کر لڑا اور شکست کھا کر بھاگا اور نظام الملک مفرورون کا پیچھا کرتا ہوا قلعہ مین در آیا لیکن اُسی دن بعد تصرف قلعہ پیادگان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مقبول خان کو مع چار ہزار سوار قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے واسطے دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور اثنائے راہ مین راے سرکچھ کے ایلچی اور راے جاج نگر کے وکیل کہ پانسو اونٹ بیس زنجیر فیل برسم پیشکش لائے تھے سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے سلطان نے وکلا کو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا اور موضع خلیفہ آباد مین نزول فرمایا اس درمیان مین فرمان سلطنت اور خلعت ایالت کا ایک خدام امیرالمومنین یوسف بن محمد عباسی مصر سے اُس کے واسطے لایا سلطان نہایت سرور اور خوش حالی سے رسم استقبال بجالایا اور خادمان خلیفہ سے باعزاز و اکرام پیش آن کر ضیافت اور مہمان داری مین مصروف ہوا اور گھوڑے مع ساز دیراق مرصع اور خلعتہاے زردوزی بانعام دیے جب دولت آباد کی سرحد پر پہونچا یہ خبر آئی کہ سلطان محمود گجراتی شاہ دکن کی مدد کے واسطے اپنے دارالملک سے برآمد ہو کر اس حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود بالکنڈہ کی جانب عازم ہوا اور کچھ مواضع اور قریات کو تاخت کر کے کونڈوارہ کے راستہ سے اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ستر ہجری مین بھیجکر قلعہ کو لیا ناظرین تفصیل اس اجمال کی شاہان بہمنیہ کی داستان سے دریافت فرماوین اور سلطان محمود خلجی نے چند روز اپنے دارالملک مین قرار کیا اور سنہ ۸۰۱ آٹھ سو اکہتر ہجری مین مقبول خان کو مع فوج ایلچپور کی تاخت کے لیئے بھیجا اور اُس جماعت نے ایلچپور کے اطراف کو مع شہر غارت کیا اور پہر رات گئے وہان کا حاکم اپنے ہمسایگان مثل قاضی خان اور پیر خان کو جمع کر کے مع ایک ہزار پانسو سوار و بے شمار پیادہ سے بقصد جنگ آیا یہ خبر مقبول خان کو پہونچی غنائم اور اسباب و سامان اپنا مع ایک فوج روانہ کیا اور مردم خوب اور کارآمدنی کو انتخاب کر کے اپنے ہمراہ بگاہ رکھا اور ایک جماعت کو حرب کے واسطے تعین کیا اور خود کچھ لوگ لے کر کمین گاہ مین بیٹھا جب فوج طرفین جنگ مین مشغول ہوئی مقبول خان کمین گاہ سے برآمد ہوا اور قاضی خان کا پاے ثبات زمین کین سے ہلگیا ایلچپور مین بھاگ کر دم لیا اور مقبول خان نے ایلچپور کے دروازہ تک پیچھا کر کے بیس نفر سردار معتبر قتل کیے اور تیس نفر زندہ اسیر ہوئے اُس وقت مقبول خان نے وہان سے

مراجعت کی اور مظفر و منصور محمود آباد مین پہونچا اور جمادی الاول سنہ ۸۷۱ آٹھسو اکھتر ہجری مین والی دکن اور مالوہ نے ایلچی مصالحہ کے واسطے بھیجے بعد ووبدل بسیار یہ قرار پایا کہ والی دکن اپلچپور اور ولایت کونڈوارہ اور بقولے قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کے قبضہ مین واگذار کرین اور سلطان محمود مین بعد دیار دکن مین مصرف نہ پہونچائے سلطان محمود نے فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا تاریخ قمری پر رکھین تاریخ شمسی کو یک قلم برطرف کرین اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین شیخ علاء الدین کہ علماے وقت سے تھا شادی آباد کے اطراف مین پہونچا سلطان محمود خلجی نے حوض رانی تک استقبال کیا اور گھوڑے پر سوار ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور سلطان نے اُس کی تعظیم و احترام مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین مولانا عماد الدین ایلچی سید محمد نوربخش کا سلطان محمود کی خدمت مین پہونچا اور خرقہ شیخ کا برسبیل تبرک لایا سلطان در دو خرقہ کو نعمت کبریٰ تصور کرکے مولانا عماد الدین کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوش حالی مین خرقہ پہنکر دست بذل اور احسان کا کھولا اور اس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس مین حاضر تھے محظوظ اور بہرہمند کیا اور محرم سنہ ۸۷۲ آٹھسو بہتر ہجری مین پیکون نے یہ خبر پہونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آباد کو جو بالفعل ساتھ کھیرلہ کے مشہور ہی تاراج کرکے والی دکن سے ملتجی ہوا ہی اور چند زنجیر فیل کر مصالحہ ملکی کے واسطے اُس کے ہمراہ رہتے تھے کھیرلہ کے راجپوتون کے حوالہ کیے اور رائے زادہ قصبہ محمود آباد پر متصرف ہوا اور جو مسلمان کہ قلعہ مین مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ گوندان کو ساتھ اپنے موافق کرکے راستہ مسدود کیا سلطان محمود نے یہ خبر پہونچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کے واسطے رخصت فرمایا اور خود بھی بتاریخ آٹھوین ربیع الاول سنہ مذکور مین ظفر آباد نعلچہ مین نزول کیا اور چند روز کے بعد محمود آباد کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ تاج خان روز دسہرہ کو کہ برہمنہ کا روز ہاے بزرگ سے ہی ستر کوس تاخت کرکے اس مقام مین پہونچا اور جب سنکر رائے زادہ کھانا کھانے مین مشغول ہی تاج خان نے کہا کہ دشمن غافل کے سر پر جانا مردانگی سے بعید ہی اس مقام مین گھوڑے کی باگ روکی اور ایک شخص کو اس کے پاس بھیجکر خبردار کیا رائے زادہ نے ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیون کو مسلح کرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی کوشش ظہور مین آئی کہ اُس پر اور زیادتی متصور نہین ہی قضارا ایک جماعت کثیر اُس کے ہمراہیون سے علف شمشیر ہوئی اور وہ خود سروپا برہنہ بھاگا اور گوندان سے ملتجی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنائم اور قصبہ محمود آباد دستیاب ہوا اور جب عریضہ تاج خان کا سلطان محمود کو پہونچا نہایت مسرور ہوا اور ملک الامرا ملک داور کو اُس گروہ کی تنبیہ اور مدارک کے لیے کہ رائے زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا اور جب یہ خبر اس گروہ کو پہونچی رائے زادہ کو مقید کرکے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از فتح فسخ عزیمت محمود آباد کرکے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبہ سارنگ پور مین آن کر نزول کیا اور اس مقام مین بعد چند روز کے خواجہ

جمال الدین استرآبادی از جانب مرزا سلطان سعید برسم ایلچی گری مع تحفہ اور سوغات آیا سلطان خواجہ کے آنے سے بہت خوش وقت ہوا اور اُسے بھی نوازش خسروانہ سے خوش دل کرکے رخصت کیا اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور قماش اور چند کنیز ناچنے گانے والی اور چند فیل محمولہ زر اور گھوڑے عربی اور قصیدۂ غرا کہ سلطان ایران کی مدح مین کہا تھا اور ظاہرًا زبان ہندی مین تھا مصحوب شیخ علاء الدین ہمراہ خواجہ جمال الدین کے بھیجا اور خود دار الملک شادی آباد مین قرار پکڑا اور شہنشاہ ایران اس قصیدے سے جو شاہ مالوہ کا طبعزاد تھا اس قدر محظوظ ہوا کہ اور ہدایا سے اس قدر خوشحال نہ ہوا اسی سال گوالیار کے راجہ نے جب سنا کہ میرزا سلطان ابو سعید کو علم موسیقی اور سنگیت کی طرف میل تمام ہے اس فن کے دو تین نسخے معتبر مردم عالم اور کتاب خوان کے ہمراہ ارسال کیے بعد اُس کے اُس کا بیٹا راجہ کوپ بھی اخلاص موروثی کا لحاظ کرکے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجتا تھا اور ۸۷۳ آٹھ سو تہتر ہجری مین غازی خان کی عرض داشت اس مضمون سے پہونچی کہ کھوارہ کے زمینداردن نے شاہراہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہے سلطان بجرد پہونچنے اس عریضہ کے اس جماعت کی تادیب کے واسطے عازم ہوا اور لشکر عظیم اس ملک مین روانہ کیا اور خود اُس ولایت کے مداخل اور مخارج کی صعوبت کو ملاحظہ کرکے مابین ولایت استقامت فرمائی اور قلعہ کی بنیاد ڈال کر چند روز کے عرصہ مین اس عمارت کو شرف اتمام بخشا اور اُس کا نام جلال پور رکھکر میرزا خانکے سپرد فرمایا اور اسکی محافظت کی تاکید کی اور شعبان کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین شیخ خرلی اور کنور چند پسر راجہ گوالیار برسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی فتح آباد کی نواحی مین خدمت مین سلطان کی حاضر ہوکر جو تحفہ کہ لائے تھے گذرانا اور اُس کے بعد زبانی یہ معروض کیا کہ سلطان محمود شرقی ہم سے دست کش نہین ہوتا اگر آنحضرت ہماری امداد و اعانت کے واسطے اطراف دہلی مین تشریف شریف ارزانی فرمایین اور اُس کے فتنہ و فساد سے ہمین نجات بخشین مراجعت کے وقت قلعہ بیانہ کو مع توابع پیشکش کرینگا اور سلطان کی سواری کے واسطے چھ ہزار گھوڑے مع ساز و سامان خدمت مین بھیجون گا سلطان محمود نے فرمایا جس وقت سلطان حسین دہلی کی طرف متوجہ ہووے مین بسرعت تمام کمک اور امداد کو پہونچون گا اس قرار داد کے بعد ایلچیون کے حال پر تفقد کرکے دار الملک شادی آباد کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ ان دنون ہوا نہایت گرم تھی راستہ مین حرارت کی شدت کے سبب مزاج اعتدال سے منحرف ہوا اور روز بروز مرض کو ترقی اور قوت کو تنزل حاصل ہوتا رہا یہان تک کہ ذیقعدہ کی انیسوین تاریخ ۸۷۳ آٹھ سو تہتر ہجری مین بولایت کھوارہ خزابہ دنیا سے دار الملک عقبےٰ کی سمت خرامان ہوا اس کی مدت سلطنت چونتیس سال تھی **بیت** بجاہ ارچہ بر آسمان تخت برد ٭ بجاہ لحد عاقبت رخت برد ٭ سلطان محمود کی عمر جس قدر تخت نشینی کے وقت تھی اسے قدر مدت سلطنت کرنا مدرت اور غرابت سے خالی نہین ہے امیر تیمور صاحبقران گورگان نے بھی چھتیس سال کے سن مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور مدت اُن کی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی ناظرین

احوال سلاطین مالوہ پر مخفی نرہے کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئین لیکن اس کتاب کے مولف ملا محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کرکے وہ فتوحات اس مقدمہ مین درج نہین کین جاننا چاہیئے کہ سلطان محمود بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور باسخاوت تھا اور اس زمانہ مین کہ زمام سلطنت مالوہ اس کے قبضہ اختیار مین تھی چارون طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اس کی طرف مائل ہوے جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہین ہوا کہ بے نہضت گذرا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسایش اور فراغت کو لشکرکشی اور جنگ وجدل مین جانتا تھا اور ہمیشہ مور خان کہن سال اور سیاحان جہان سے احوال بادشاہون اور بزرگون کا خوب دریافت کیا کرتا تھا اور قواعد جہانداری کے تحصیل مین بھی غافل نرہتا تھا اور شاہان ماسلف اور خلفاے اخلاق پسندیدہ اور روش ستودہ کو اپنے دل مین نگاہ رکھتا تھا اور اپنے دربار مین درباریون اور مجرائیون کے روبرو نقل فرماتا تھا اور اس چیز سے جو انکے باعث زوال دولت اور موجب خرابی خاندان ہوئی اس سے پرہیز کرتا تھا اور اس کی سلطنت مین چوری اور ڈھنگ کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر احیاناً کسی تاجر یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا بعد ثبوت وزدی فوراً اپنے خزانہ سے اُسے پہونچاتا تھا اور بعد اُس کے وہ مال مسروقہ اس موضع کے چوکیدارون اور نگہبانون سے برآمد کرواتا تھا اس سبب سے جو امیر یا فقیر اس کی مملکت مین آتے تھے صحرا مین فروکش ہوکر اپنی جان و مال کی نگہبانی اور محافظت نکرتے تھے ایک روز شیر یا ببر نے دریا کے کنارے ایک مسافر پر حربہ کیا اور اس کے فرزندون نے درگاہ سلطان مین آن کر دردہاے دشتی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نے حکمنامجات اپنے تمام ممالک محروسہ مین اس مضمون کے جاری کیے کہ بمجرد صدور حکمنامہ تمام حکام اپنے اپنے علاقہ کے حیوان شکاری اور درندہ کو ہلاک کرین اور سن بعد جس کے علاقہ مین شیر یا چیتا وغیرہ نظر آوے وہان کے حاکم کو عوض مین اُس کے قتل کرین اس سبب سے اس کے عہد معدلت مہد مین اور اس کے بعد بھی برسون ولایت مالوہ مین شیر و گرگ وغیرہ کی صورت دکھائی نہ دیتی تھی اور ایک شاعر نے اُس کی تاریخ وفات یہ کہی تھی یادگار کے واسطے درج کتاب ہوئی **قطعہ تاریخ** شاہ خلجی نژاد سلطان محمود ؎ از دار فنا چو راہ عقبیٰ پیمود ؎ تاریخ وفات حضرت سلطان شد ؎ از بام بہشت عدن باقی مقصود

ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کی جہانداری کا

جب سلطان محمود خلجی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُس کا بڑا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامہ گروہ خلق کو اپنی ذات خاص سے راضی اور شاکر کیا اور روز کہ بیوم جلوس اُس کے چتر پر نثار کیا تھا مبلغ خطیر ہوتا تھا اہل استحقاق پر تقسیم کیا اور فدوی خان اپنے بھائی کو سونپے شہر کے ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جو کہ سلطان محمود خلجی کے عہد مین اپنے

تصرف مین رکھتا تھا مامور کرکے مسرور کیا اور اپنے بڑے بیٹے عبدالقادر کو ناصرالدین خطاب دیکر
ولیعہدی پر منسوب فرمایا اور شغل وزارت اُسے ارزانی کرکے چتر اور پالکی اور جاگیر بارہ ہزار
سوار کی اُسے عنایت فرمائی اور بعد الفراغ جشن سلطنت جمیع مناصب کو مردم ایمن کا روان سے
رجوع کرکے اُن سے یہ فرمایا کہ مین نے سلطان مرحوم کے عہد مین چار برس لشکرکشی کی
تھی اب وقت آسایش و آرام ہی مین پاؤن و اسن قناعت مین کھینچکر ابواب عشرت اپنے منہ پر کھولتا ہون
تم اس مملکت کی محافظت مین کہ جو باپ سے مجھے پہونچی ہی کوشش کرو پھر در مقصود کو مفتوح کرکے
حکم فرمایا کہ ہمارے قلمرو مین جس قدر اسباب عیش اور سامان طرب سے ہم پہونچے حاضر کرین
اور جو کچھ ممالک غیر مین یعنے ایران اور توران اور روم سے ممکن ہو ایلچی بھیجکر جس طور سے ہوسکے
ہم پہونچاوین چنانچہ گائنین اور خواصین صاحب جمال کی اسکے حرم سرا مین کثرت ہوئی اور جو کہ
سلطان غیاث الدین عورتون کے فراہم کرنے مین درپے تھا عورات آزاد اور بندہ اور راجاؤن
وغیرہ کی بیٹیان دس ہزار تخمیناً اُس کے شبستان مین جمع ہوئین اور راجاؤن اور رئیسون کی
بیٹیون کے مناصب جو کہ سلاطین کے دولتخانون مین ہوتے ہین مرحمت کئے رفتہ رفتہ یہ نوبت
پہونچی کہ جس قدر عہدہ دار اور مناصب اور عملہ باہر تھا اُسی قدر محلسرا مین بھی ہم پہونچا بعضے وکیل
اور وزیر اور بخشی اور خزانچی اور داروغہ توشک خانہ اور امیرالامرا اور منشی اور مخبر اور مشرف اور محرر
اور منجم ہوئین اور بعضے صدر اور مدرس اور حکیم اور ندیم اور محتسب اور مفتی اور موذن اور حافظ اور
معرف ہوئین اور اسی طریق سے لونڈیون اور خواصون کو صناعی اور وہ ہنر کہ جہان مین شائع اور
مشہور ہین سکھائے چنانچہ بعضون کو چنا اور گانا مزامیر کا بجانا تعلیم فرمایا اور بعضون کو زرگری آہنگری
نجاری سادہ کاری مخمل بافی شالبافی تیرگری کمانگری کوزہ گری جامہ بافی خیاطی ترکش دوزی کفش دوزی کشتی گیری
شعبدہ بازی اور قسم قسم کے ہنر کہ جن کا بیان موجب تطویل کتاب اور درازی سخن ہی سکھلاکے اور
ان کے فرقے اور طبقے علیحدہ علیحدہ کرکے ہر ایک کو ایک کے سپرد کیا اور پانچ سو کنیز ترک کو
لباس مردانہ پہناکر تیراندازی اور برچھی بازی اور بکتی تعلیم کی اور انھین سیاہ ترک موسوم کرکے
اپنی میمنہ مین جگہ دی تو نیزے ہاتھ مین لے کر اور ترکش کمر پر باندھکر ایستادہ رہین اور پانسو کنیز
حبشی کو عورتون کے لباس سے برآوردہ کرکے برق اندازی اور شمشیر بازی تعلیم کرکے
میسرہ ان کے حوالہ کی اور اپنے حرم سرا مین ایک چوپڑ کی بازار تعمیر فرماکر اُسے آباد کیا جو شہر
شہر کے بازار مین بکتی تھی وہان بھی فروخت ہوتی تھی اور کوئی عورت بوڑھی اور بدقیافہ پرستارون
اور خواصون مین نہ تھی اور اگر کوئی بدصورت کسی وجہ سے حرم مین رہتی بھی تو وہ مجلس سلطان مین حاضر
نہوتی تھی اور یہ امر بھی عجائبات سے ہی کہ وظیفہ تمام عورتون اور کنیزون کا جو سردارون اور منصبدارون
کے سوا تھین یکسان اور برابر مقرر کیا تھا دو تنکہ نقد اور دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو دیتا
تھا اور ہر ایک جاندار کو کہ اُس کی محلسرا مین تھے فی اسم دو تنکہ اور دو من غلہ مقرر تھا چنانچہ طوطی اور مینا

اور کبوتر کا بھی دو من غلہ اور دو تنکہ مقرر کیے تھے ایک دن اس کے مکان مین ایک چوہا نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنکہ اُس کے واسطے بھی مقرر کرکے موش کو ایک کے حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سوراخ موش کے قریب رکھتی رہین اور وہ لونڈیان اور عورتین جن کی طرف اس کی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوف تھی انھین زیور طلائی اور مرصع مرحمت فرمایا تھا لیکن مشاہرہ مین سب کے برابر تھین اور یہ امر مقرر کیا تھا کہ ہر شب میرے سرہانے سو اشرفی طلائی رکھکر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی رہین اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اُس کی نظر عیال اور اطفال اور اسباب اور اموات سلطنت پر پڑے شکر کرے بلکہ جس وقت لفظ شکر اُس کی زبان پر جاری ہووے پچاس تنکہ مستحقون کو پہونچا دے اور سب سے یہ آئین خوشتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کے درمیان مین سلطان جس شخص سے ہمکلام ہووہ خواہ بزرگ ہو خواہ خرد اُسے ہزار تنکہ عطا کرین اور ہزار کنیز حافظ قرآن مجید حرم مین رکھتا تھا انھین یہ حکم دیا کہ جس وقت مین لباس تبدیل کرین سب باتفاق قرآن مجید ختم کرکے دم کرتی رہین اور جب ایک پہر رات سے باقی رہتی تھی ادائے لوازم عبادت مین مشغول ہوتا تھا اور جبین انکسار زمین نیاز پر رکھکر اپنے مطالب اور مآرب درگاہ الٰہی سے درخواست کرتا تھا اور اہل حرم کو تاکید تھی کہ نماز تہجد کے واسطے مجھے بیدار کرتی رہین اور اگر مین نیند کے غلبہ سے بیدار نہ ہون پانی منھ پر چھڑک کر جگا دین اگر اس تدبیر سے بھی نہ جاگون مجھے زور سے ہلا دین اور اگر یہ بھی مفید نہو ہاتھ پکڑ کے اٹھا دین اور اپنے مقربون کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دنیا مین مشغول ہونے کے وقت وہ چیز کہ جس کا نام کفن ہے اُسے دکھلاتے تھے تو وہ متنبہ ہوکر مجلس برخاست کرتا تھا اور تجدید وضو کرکے توبہ اور استغفار مین مشغول ہوتا تھا اور اس کی مجلس مین کلام نامشروع اور وہ سخن کہ موجب ملالت طبع ہو نہین کہتے تھے اور مسکرات کی طرف ہرگز رغبت نہ کرتا تھا اور مسکر کی چیزون سے ایسا پرہیز کرتا تھا کہ ایک دن حکمانے لاکھ روپیہ خرچ کرکے سلطان کے واسطے معجون تیار کی اور اُس کے پاس لائے فرمایا کہ اس مین کیا اجزا شریک ہین میرے سامنے بیان کرو خلاصہ یہ کہ تین سو اور چند ادویہ مین فقط ایک درم جوز بوا داخل تھا فرمایا کہ یہ معجون میرے کام کی نہین اسے آگ مین جلا دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی کہ یہ معجون اور لوگون کو عطا ہووے فرمایا حاشا جو شے کہ مین اپنے اوپر روا نہین رکھتا وہ دوسرون کے واسطے بھی تجویز نہین کرتا اور مروت اور جوانمردی سلطان مین اس درجہ تھی کہ ایک مرتبہ سلطان کے عرض بیگی شیخ محمود لقمان کا ہمسایہ تھا دہلی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شیخ سے یہ بات کہی کہ مین سلطان کے عطایاے عام کا شہرہ سنکر آیا ہون تاکہ آپ کے ذریعہ سے اپنی دختر کے کار خیر سے نجات پاؤن شیخ نے جواب دیا کہ یہ کام تیرا مین انجام کرسکتا ہون اس نے کہا مین تجھسے نہین لونگا چاہتا ہون کہ عطیہ سلطان سے میری آبرو بڑھے شیخ نے ہر چند تکرار کی وہ راضی نہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ مین اور سائلون کو جو میرے پاس آتے ہین سلطان کی ملازمت مین لے جاکر اُن کے باپ دادا کی بزرگی یا اُن کے فضائل

بیان کرتا ہون اور تو ان دونون امرون سے عاری ہی تبلا مین تیری کیا صفت کرون اُس نے کہا اب میرے
بخت رسا کی رسائی سے آپ کا دامن دولت ہاتھ آیا ہی آپ اپنی عقل و دانش کو کام فرمائین الغرض
شیخ اس مرد کو سلطان کے دربار مین لے گیا اور وہ گیہون جو فقرا اور مساکین کے واسطے وزن
کرتے تھے اس سے فرمایا کہ تو اس مین سے کسی قدر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ چھوڑ اس نے حسب ایما عمل
کیا اور شیخ سلطان کے روبرو حاضر ہوا اور رسائل بھی سایہ کی طرح اُس کے پیچھے کھڑا ہوا سلطان
نے پوچھا کہ یہ کون ہی شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہی اور وہی سے آیا ہی اور ہدیہ اس کا گندم ہے
سلطان نے کہا اسے کس واسطے یہان لایا ہین اس کے پاس جانا سزاوار اور لائق تھا شیخ نے کہا اسے
ایسی لیاقت اور قابلیت نہین کہ سلطان اس کی ملاقات کو تشریف لے جاتے سلطان نے جواب دیا
اگر یہ لائق نہ تھا اس کا ہدیہ تو عزیز تھا آخر سلطان نے مبالغہ کرکے یہ حکم دیا یہ شخص بعد فراغ نماز جمعہ مسجد مین اپنا
ہدیہ گذرانے خلاصہ یہ کہ اُس شخص نے سلطان کے حکم کے موافق بعد نماز جمعہ منبر پر چڑھکر گیہون
سلطان کے دامن مین ڈالے سلطان نے توجہ اور التفات کرکے اُسے قسم قسم کے عطایا سے سرفراز
فرمایا منقول ہی کہ ایک دن سلطان نے اپنے مقربون سے یہ فرمایا کہ مین نے کئی ہزار حرم صاحب
جمال بہم پہونچائے لیکن وہ صورت جو میرا دل چاہتا ہی آئینۂ شہود مین جلوہ گر نہوئی ایک شخص نے
اُن مین سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ جو اس خدمت پر مامور ہین صورت خوب اور پیکر مرغوب کی تمیز
کامل نہین رکھتے اگر بندہ اس خدمت پر مامور ہووے یقین ہی کہ وہ صورت جو طبع سلیم کے موافق
ہو بہم پہونچائے سلطان نے فرمایا تجھے صورت خوب کی کیا دانست ہی اس کی صفت بیان کر اُس نے
جواب دیا کہ خداوند نعمت صاحب جمال کی یہ صفت ہے کہ وہ ایسا متناسب الاعضا ہووے کہ جو عضو
اُس کا نظر آوے بیننده کو دوسرے اعضا کے دیکھنے سے مستغنی کرے مثلاً اگر اُس کا قد موزون دیکھے
اُس پر ایسا شیدا اور مفتون ہووے کہ اُس کے چہرہ کے دیکھنے کی پروانہ کرے سلطان نے اس کا یہ
حسن تمیز پسند کیا اور اُسے اس خدمت پر مامور کیا اور وہ نقد رخصت حاصل کرکے بلاد محروسہ
وغیرہ مین برآمد ہوا ہر چند وہ شہر شہر پھرا لیکن وہ صورت آئینۂ نظر مین عکس پذیر نہوئی اتفاقاً جب پلٹکر
سلطان کی ولایت مین آیا ایک موضع مین ایک لڑکی زہرہ جبین غیرت ماہ دیکھی وہ خرامان خرامان
جاتی تھی کیفیت رفتار اور حسن قامت نے اُسے مفتون کیا پھر جب اور اس آفت روزگار کا مواجہہ ہوا
نظر اُس کے جمال باکمال پر پڑی جو کچھ چاہتا تھا اُس سے بھی زیادہ تر پایا آخرش چند روز اس موضع
مین بسر لے گیا جس حیلہ اور تدبیر سے بن پڑا اُس لڑکی کو وہان سے اپنے ہمراہ نکال لایا اور سلطان
کی ملازمت مین پہونچا کر نہایت محفوظ کیا اور کہا کہ مین نے اسے کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہی جب اُس کے
عزیز اقارب کہ اُس کی جستجو مین تھے ناگاہ اُنھین یہ خبر پہونچی کہ ایک شخص نے چند روز اس موضع مین قیام
کیا تھا وہ لڑکی کو نکال لے گیا ہی اُس کی ماں اور باپ سنہ مین آن کر سر راہ عین سواری مین سلطان
سے فریادی ہووے سلطان نے اپنے دل مین کہا کہ یہ ماجرا کیا ہی اس صورت مین وہان سے آگے

قدم نہ اُٹھایا اور علما کو طلب کر کے فرمایا تم حکم شرع مجھ پر اجرا کرو داد خواہون نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر عرض کی کہ ہماری داد خواہی اس واسطے تھی کہ شائد وہ شخص لڑکی کو اور کہین لے گیا ہو اب ہمین دریافت ہوا کہ وہ سلطان کے حرم مین ہی ہمارے تئین عین شرف و سعادت ہی اب ہمین اُس شخص سے کچھ دعوی نہین ہی سلطان نے علما سے کہا اب وہ عورت مجھ پر مباح ہوئی لیکن ایام گذشتہ کے بارہ مین جو کچھ حکم شرع ہو میری نسبت بجالاؤ علما نے فرمایا کہ جو حرکت نادانستگی اور لاعلمی سے سرزد ہو وہ شریعت مین معاف ہی اور اس کی تلافی کفارہ ہی سلطان نے باوجود اس حال کے اس امر سے پشیمان ہوکر فرمایا کہ من بعد آدمی عورتون کی تلاش سے باز آوین اور سلطان غیاث الدین کی بیوقوفی اور حسن اعتقاد اور سادہ لوحی کی نقل کرتے ہین کہ ایک روز ایک شخص ایک سم گدھے کا لاکر عرض پیرا ہوا کہ سُم خر عیسی علی نبینا و علیہ السلام ہی سلطان نے اسے پچاس ہزار تنکہ سیاہ دلوائے اور وہ سم خرید کیا القصہ اُس کے بعد تین آدمی اور بھی خر عیسی کا ایک ایک سم لائے اور اُسی قیمت پر بیچا اتفاقات حسنہ سے ایک شخص پانچوین نے بھی ایک سم خر لاکر دعوے کیا کہ یہ سم خر عیسی ہی سلطان نے اُسے بھی مول لیکر حکم کیا کہ اُس کی قیمت بھی پچاس ہزار تنکہ سیاہ دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی شاید خر عیسی کے پانچ پاؤن تھے کہ حضرت نے اُس کی قیمت بھی اُسی تعداد پر دلوائی سلطان نے ارشاد کیا شاید یہ امر جو تو کہتا ہی راست ہو یا ایک شخص ان مین سے غلط لایا ہو اور آنجناب کو شکار کی بہت رغبت تھی اس واسطے آہوخانہ کثرت سے بناکر قسم قسم کے جانور اقسام طیور اُس مین جمع کیے تھے اور مع عورات بسیار سوار ہوکر آہوخانون مین شکار کرتا تھا اور اُس سبب سے کہ زنان صاحب جمال اور نغمہ ساز کی صحبت کا بہت مائل اور راغب تھا اکثر اوقات ایک مرتبہ برآمد ہوکر ایک لحظہ تخت پر اجلاس کر کے سلام مجرائیون کا لیتا تھا اور سلطنت کے امور معظم اور عمدہ کو دریافت کر کے باقی مہمات وکلا اور وزرا سے رجوع کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ اور دو ہفتہ تک برآمد نہوتا تھا لیکن ارکان دولت اور اعیان حضرت کو حکم کیا تھا کہ امور عمدہ جو کچھ مملکت مین شائع ہون یا عریضہ سرحد سے پہونچے حرم سرا مین فلان عورت کے پاس بھیجتے رہین تو اُس سے دریافت کر کے اُس کا جواب لکھتا رہون اور لوازم جہانداری کے مانع عشرت نہوین اور اُس کے عہد مین کسی طور کا خلل مملکت مین واقع نہوا لیکن سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین کہ سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی نے پالنپور مین کہ مضافات اسوا یعنے نئے شہر سے ہی خرابی بہت واقع کین جب یہ خبر مندو مین پہونچی کوئی شخص قدم جرأت کا آگے رکھکر یہ مضمون معروض نکر سکا لیکن وزرا کی مصلحت اور صوابدید کی وجہ سے حسن خان نے ایک روز موقع فرصت دیکھکر عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول سلطان سعید محمود شاہ خلجی کو زر خطیر ہر سہ پیشکش بھیجتا تھا اور ان دنون مین سُنا جاتا ہی کہ وہ دائرہ اطاعت سے منحرف ہوا اور اُس کی فوج نے قصبہ پالن پور مین دست درازی کی ہی یہ خبر سنکر فوراً اشیر خان بن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھ بھیجا کہ لشکر بھیلسہ اور سارنگ پور کو ہمراہ لے کر سلطان بہلول کی گوشمالی کے لئے متوجہ

ہوئے بمجرد صدور فرمان شیر خان سامان جنگ درست کرکے بیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جو سلطان بہلول نے طاقت مقاومت اپنے مین مفقود دیکھی بیانہ کو چھوڑکر دہلی کی طرف راہی ہوا شیر خان پیچھا کرکے دہلی کیطرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو بہ مصالحہ اور ہدیہ تعاقب سے باز رکھا اور اُس نے قصبۂ پالنپور مین جاکر از سر نو اُسے تعمیر کیا اور چندیری کی سمت گیا اور اُسی سال سلطان غیاث الدین راجہ جنبانیر کی التماس کے بموجب سراپردہ سرخ نعلچہ کی طرف بھیجکر خود بھی سوار ہوا اور قصر جہان نما مین مقیم ہوکر علما کو طلب کرکے راجہ کی کمک کے بارہ مین استفسار کیا سب علما نے متفق اللفظ والمعنی ہوکر جواب دیا کہ کفار کی حمایت جائز نہین ہی سلطان پشیمان ہوکر لوٹ آیا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم کیا ہی کہ سنہ ۸۸۷ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قران علوین واقع ہوا یعنے زحل اور مشتری برج عقرب مین بدرجہ و دقیقہ متحد اور مقارن ہوئے اور کواکب خمسہ نے بھی برج واحد مین اجتماع قبول کیا اور رامر نحوست نے اکثر ممالک مین ظہور پایا خصوصًا ممالک خلجیہ مین خلل عظیم ظاہر آیا اور آنا سلطان بہلول کا اور ویرانی پالن پور کی اس کے اثر سے تھی اور گیارہوین جمادی الآخر سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین شیخ المحدثین والمفسرین قدوۃ المحققین شیخ سعد اللہ لاری المشہور بہ مندوی کا طومار حیات پیچیدہ ہوا یعنے قضاے الٰہی سے فوت ہوئے اور سلطان محمود خلجی کے گنبد مین دفن ہوئے اور شہر کی خلائق کیا ہندو کیا مسلمان غمگین اور محزون ہوئی بعدہ سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین جو سلطان غیاث الدین نہایت ضعیف اور پیر ہوا تھا اس کے بیٹے ناصر الدین اور شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین کہ برادر حقیقی تھے دونون مین نزاع واقع ہوئی اور اُن کی والدہ رانی خورشید راجہ بکلانہ کی بیٹی تھی اُسنے چھوٹے بیٹے کی جانب داری کرکے امرا کو ساتھ اسکے موافق اور متفق کیا اور ناصر الدین کو باپ کی نظر سے گرایا بلکہ ایک روز ایک جماعت اُس کی گرفتاری کے واسطے مامور کی ناصر الدین خبردار ہوکر سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین مندو سے بھاگا اور اسباب اُس کا علاء الدین کے تصرف مین آیا اور پھر ناصر الدین کی ہلاکت پر آمادہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہوکر ولایت کے درمیان مقیم ہوا اور اطراف و جوانب سے امرا اور سپاہ اس کے پاس فراہم ہوئی اور اُس نے قوت پکڑی اور کام اُس کا اس انتہا کو پہونچا کہ چتر سر پہ بلند کرکے قلعہ شادی آباد کے قریب آیا اور اُسے محاصرہ کیا اور جو وہ سالہاے دراز تک منصب وزارت پر منصوب رہا تھا اس وجہ سے اکثر آدمی شہر کے اُس سے راضی اور شاکر اور اُس کی آبرو کرتے تھے اُس وقت مین سب اُس کے شریک اور یکزبان ہوئے اور یکایک شہر کا دروازہ کھول دیا اور بجالت بے خبری سکان شہر اُسے شہر مین لائے اور شجاعت خان مشہور بعلاء الدین نے کہ قلعہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا بھاگ کر باپ کے مکان مین پناہ لی اور ناصر الدین نے نشان جسارت اور بے ادبی بلند کرکے ایک جماعت کو نامزد کیا جنھون نے علاء الدین اور رانی خورشید زحل طبیعت کو باپ کے مکان سے بجبر و تعدی باہر نکالا اور قساوت پر کمر باندھکر علاء الدین اور اُس کے فرزندون کو گوسفند کی طرح ذبح کیا اُس وقت ناصر الدین نے مہمات سلطنت ساتھ اپنے رجوع کرکے تاج شاہی سر پہ رکھا اور سلطان

غیاث الدین کہ محلسرا مین نظر بند تھا چند روز مین فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین باپ کے زہر دینے کے اتہام سے تمام عالم مین بدنام ہوا سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت تینتیس سال (سی و سہ سال) اور چند ماہ تھی ٭

ذکر سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانداری کا

سلطان ناصر الدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات مین پیدا ہوا تھا اور سلطان سعید نے نہایت سرور و نشاط سے ایک ماہ کامل بساط عیش بسوط بچھکر پوتے کے شکرانہ کے واسطے کہ موہبت عظمیٰ ہی عامہ برایا کو عموماً اور اہل فضل کو خصوصاً اپنے خوان احسان اور مائدہ فیض سے بہرہ یاب کیا تھا منجمان اختر شناس نے اُس کے زائچہ اور طالع مسعود کو دیکھکر ایسا حکم کیا کہ لوگ داستانون مین اُس کا تذکرہ کرین گے اور ساتوین روز شہریار اُسے آغوش عاطفت مین لے کر بزرگان دین کے سامنے لایا اور اُس کا نام عبد القادر رکھا اور جو علامت شہریاری کی اُسکی جبین مبین سے روشن اور ہویدا تھی جس وقت سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُس کے باپ سلطان غیاث الدین خلجی نے اُسے بیعہد کرکے شغل وزارت تفویض فرمایا اور اُس کا چھوٹا بھائی شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین اگرچہ بحسب ظاہر اس سے نہایت موافقت رکھتا تھا لیکن نفاق باطنی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اواخر سلطنت سلطان غیاث الدین خلجی مین ایک دن اُس نے یہ معروض کیا کہ ناصر الدین کے ساتھ ایک جماعت اوباش شریک ہوکر اُسے مخالفت اور ملک گیری کی تحریص و ترغیب کرتی ہی اس صورت مین علاج واقعہ کا وقوع سے پیشتر ضرور ہی سلطان غیاث الدین خلجی نے پہلے ارادہ اُس کی گرفتاری اور مقیدی کا کیا لیکن جو کہ آثار نجابت اُس کے چہرہ حال سے واضح اور عیان تھے چاہا کہ بند لطف اور زنجیر احسان مین مقید کرے لہذا منصب اور جاگیر اُس کی اضافہ کی اور ممالک کے بخشی کو حکم کیا کہ امرا اور افسران سپاہ کو پروانگی دیوے کہ ہر صباح سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر جاکر اُس کے ہمراہ رکاب دولتخانہ مین حاضر ہوا کرین الغرض جب سلطان ناصر الدین باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا تمام محالون مین اپنے گماشتے مقرر کیے اور عمال پرگنات کو کہ موسے خان اوکھن خان عمائد سرداران سے تھے اُنھین معزول کرکے اُن کی خدمت پر شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو منصوب کیا اور عمال مذکورہ معزول ہوکر رانی خورشید سے ملتجی ہوئے اور رانی خورشید کہ اپنے چھوٹے بیٹے شجاعت خان مشہور بعلاء الدین سے محبت زیادہ تر رکھتی تھی اور بڑے بیٹے سے بہکا ہوا صاف نہ تھا باتفاق شجاعت خان مشہور بعلاء الدین عرض حالی مین پہونچایا کہ ملک محمود کوتوال اور سوندھ اس بقال ابلیس کے مانند غدار اور مکار ہوکر سلطان ناصر الدین کے شریک اور مخصوص ہوئے ہین اور فساد برپا کیا چاہتے ہین چونکہ سلطان کا مدار کار صحبت زنان پر تھا بے پرسش و تفحص اُنھین قتل کیا اور مکان اُن کے ضبط اور غارت کیے سلطان ناصر الدین نے اس امر کے

بعد دربار کی آمدہ شد یکقلم موقوف کی اور چند روز حاضر نہوا اور رانی خورشید اور شجاعت خان مشہور
بہ علاء الدین کی سعی اور اہتمام سے موتی خان اور بکھن خان بقال نے کلمات غرض آمیز بہ لباس بے غرضی
معرض سلطانی مین پہونچائے اور از روے استقلال مہات ملکی مین مصروف ہوکر دست تصرف خزانہ
مین دراز کیا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا نے فرصت دیکھکر موتی خان بقال کو جو فتنہ و فساد
کا مصدر رتھا قتل کیا اور حرم سلطانی مین گھس گئے اور رانی خورشید نے یہ داستان عجیب آب و
تاب سے سلطان کے سمع مبارک مین پہونچائی تاکہ نائرۂ غضب سلطانی مشتعل ہو بکھن خان کو فرمایا کہ
موتی خان بقال کے قاتلون کو سلطان ناصرالدین خلجی کے مکان سے گرفتار کرلاوے اور رخصت
کے وقت اُسے آہستہ یہ بھی فہمایش کی کہ خبردار کوئی دقیقہ سلطان ناصرالدین کے دقائق حرمت
سے فروگذاشت نہ کرنا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اس امر سے خبردار ہوکر سلطان ناصرالدین کے
محل سرا سے برآمد ہوکر جنگل کی سمت مفرور ہوئے اور راستہ مین کہتے جاتے تھے کہ ہم قاضی کے مکان پر جاتے
ہین جس شخص کو موتی خان کے خون کا دعوے ہو وہ قاضی خان کے مکان پر آوے اور بکھن خان جب
سلطان ناصرالدین خلجی کے مکان پر آیا اور سلطان کی طرف سے یہ پیغام پہونچایا کہ موتی خان کے قاتلون
کو حوالہ کرین ناصرالدین نے جواب دیا کہ اُن لوگون نے میرے حکم سے موتی خان کو قتل نہین کیا
مجھے کیا معلوم کہ وہ کہان گئے ہین بکھن خان بقال نے یہ جواب معقول سنکر رانی خورشید کی تحریک کے
سبب سلطان ناصرالدین کے مکان پر تین روز تک قفل بندی رکھی سلطان غیاث الدین جو چارہ
نرکھتا تھا مشیر الملک اور ننھے خان کو سلطان ناصرالدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر فرزند ارجمند
کے دل مین کسی طرح کے رنج نے راہ پاکر غبار کلفت سے ساحت دل کو مکدر نہین کیا ہے بدستور قدیم
آمد رفت رکھے کہ زیادہ اس سے طاقت مفارقت اور مہاجرت نہین ہے سلطان ناصرالدین با وجود بیم
حبس و قید وغیرہ شرف پابوس ولی نعمت سے مشرف ہوا اور باپ بیٹے نے ہر طرح کے کلام درمیان
مین لاکر غبار کلفت کو صحائف خاطر سے زائل کیا سلطان ناصرالدین پھر سرگرم خدمت ہوکر ہر روز الطاف
جدید اپنی نسبت مشاہدہ فرماتا تھا اور باپ کے ہمسایہ مین اپنی سکونت کے واسطے ایک مکان
کی بنیاد ڈالی تاکہ جس وقت چاہے شرف خدمت حاصل کرسکے رانی خورشید نے فرصت دیکھکر کہا کہ
سلطان ناصرالدین اپنا مکان جہان نما کے متصل تعمیر کرتا ہے ظاہرًا غدر کیا چاہتا ہے اور سلطان غیاث الدین نے
کہ کبرسنی اور پیرانہ سالی سے ہوش و حواس کامل مین نہ رہا تھا ۹۰۵ھ نوسو پانچ ہجری مین غالب خان
کوتوال کو فرمایا کہ عمارت سلطان ناصرالدین کو منہدم کرے سلطان ناصرالدین آزردہ ہوکر باتفاق اعوان
و انصار دوہار کی طرف کہ بیابان مین واقع ہے عازم ہوا اور شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل نے اُس
مقام مین آن کر ملازمت کی اور رانی خورشید اور شجاعت خان نے سلطان غیاث الدین کی بلا اجازت
تاتار خان کو مامور کیا کہ ناصرالدین شاہ کے پاس جاکر دلجوئی اُس کی کرکے اُسے شہر مین لاوے اور
تاتار خان سپہ سالار نے اپنی جمعیت کمین گاہ مین نگاہ رکھکر باتفاق ملک فضل اللہ میر تسکا رسلطان

ناصرالدین کی خدمت مین جاکر پیغام پہونچایا اور اُس نے عریضہ لکھکر تاتار خان کے ہاتھ سلطان غیاث الدین کے حضور مین ارسال رکھا لیکن ابھی جواب نہ گیا تھا کہ رانی خورشید جو کمال تصرف سلطان کے مزاج مین رکھتی تھی اُس نے بخشی ممالک کو یہ پیغام دی کہ تاتار خان کو سلطان ناصرالدین کے دفع کے واسطے تعین کرے اور تاتار خان جو چارہ نرکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہوکر کپاپور مین پہونچا اور اپنے کام مین متفکر ہوا اس واسطے کہ اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر مین شہزادہ ناصرالدین سے لڑتا ہون ایام سلطنت مین وہ میرا کیا حال کرے گا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک مہتہ اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کے امرا سے تھے سلطان ناصرالدین کے شریک ہوئے اور اُس کی قوت و شوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کرکے قصبہ اجاویہ مین پہونچا مولانا عمادالدین افضل خان اور بعضے زمیندار اس سے موافق اور ایک دل ہوئے اور عید الفطر نہایت دھوم دھام سے ادا ہوئی اور اسی مقام مین امرا کے مشورہ سے پتہ سر پر بلند کرکے سرداروں کو خلعتہاے فاخرہ سے خوش دل کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ شجاعت خان کی فوج با ہنگ جنگ کنکانو سے بڑھکر قصبہ کندہر مین آئی ہے ناصر شاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُس کے اقبال کا اوج پر تھا بعد جنگ و جدال نسیم فتح پرچم دولت ناصر شاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنایم بسیار قصبہ اجاویہ مین ناصر شاہ کی ملازمت کے لیے معاودت کی اور شوال کی سولھوین تاریخ سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین اُس منزل سے کوچ کرکے جب اُجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا اور حکام ممالک مع خیل و حشم ساتھ اُس کے ملحق ہوتے گئے یہان تک کہ اجین مین بجمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید نے حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصر شاہ عنقریب مندو مین آن کر محاصرہ کرے گا سلطان غیاث الدین نے شیخ الاہ لیا شیخ برہانکو کہ مرد عزیز سے تھے برسم رسالت ناصر شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہمنے عنان امور سلطنت اُس فرزند کے دست اقتدار مین رکھی ہے اگر از روے اخلاص و یگانگی مرزم اوباش اور عذار کو جو اُس کے پاس فراہم ہوئے ہین رخصت دے کر حضور مین آوے پھر امور سلطنت کا اختیار اُس فرزند کے سپرد کیا جاوے ناصرالدین ملتفت اور مقید جواب نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین اُجین سے قصبہ دہار مین نزول کرکے چند روز مقام فرمایا اور اس مقام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ مکھن خان جو بانی اُس نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہوکر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہے ناصر شاہ نے ملک عطا کو مع پانسو سوار نامی اُس کے مقابلہ کو بھیجا اور موضع ہانسپور مین آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک سو سپاہی مکھن خان کے مارے گئے ملک عطا ظفریاب ہوا اور مکھن خان بھاگ کر مندو گیا اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر با ہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصر شاہی سے بھاگ کر مندو مین آیا اور ناصر شاہ ذیحجہ کی بائیسوین

تاریخ سنہ مذکورین کو شک جہان نما مین فروکش ہوا اور اُس مقام مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین
بنفس نفیس اپنے فرزند کی تسلی کیواسطے قصد آنیکا رکھتا ہے ناصر شاہ مسرور ومحظوظ ہوکر اپنے باپ کے قدوم مسرت لزوم
کا مترصد ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید محفہ سلطان کا ہمراہ لیکر ظفر آباد نعلچہ کیطرف متوجہ ہوئے
کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ مین لاکر اُسکا کام تمام کرین لیکن جب سلطان دہلی دروازہ پر پہونچا ازبسکہ پیری اور
کبرسنی نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنے مقربونسے پوچھا کہ مجھے کہان لیے جاتے ہو بعضون نے حقیقت حال
راست براست عرض کی سلطان نے فرمایا آج میری سواری پھیرو مین کل جاؤنگا کہا رد خدمتگار مجبور ہوکر پلٹے رانی خورشید
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ امر سلطان ناصر الدین کے خیر خواہونکی وجہ سے صادر ہوا پھر اس جماعت کو طلب
کرکے باتین سخت وسست کہین اور مراجعت کا سبب پوچھا سب باتفاق بولے کہ سلطان اپنی خوشی اور اختیار
سے پلٹ آیا کسیکو اس امر مین کچھ مداخلت نہین ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے رانی خورشید کے
ایماسے قلعہ کی شکست وریخت درست کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی مع فوج آنکر قلعہ کو گھیرا اور بازار
حرب نے رونق اور رواج پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل ہوتی تھی سلطان نے مصالحہ کی تمہید
کیواسطے قاضی القضات مشیر الملک کو بھیجا اُسنے جب جواب موافق مدعا نہ پایا تو وہین رہا اور جب محاصرہ سخت ہوا اور غلہ اور
مایحتاج نہ پہونچنے سے اہل قلعہ مضطر ہوئے بعضے امرا مثل موافق خان اور ملک افضل اللہ میر شکار نے فرصت پاکر
اپنے تئین سلطان ناصر الدین کی خدمت مین پہونچایا اور رانی خورشید نے اس امر سے واقف ہوکر علیخان
کو قلعہ کی حکومت سے معزول کیا اور ملک بیارہ کو خطاب علی خانی دے کر قلعہ اور شہر کی محافظت اُس
کے سپرد کی اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کے موافقون سے جانتی تھی
قتل کروایا امرا اور سکنائے شہر یہ سیاست مشاہدہ کرکے شکستہ خاطر ہوئے اور سلطان ناصر الدین خلجی
کو عرضیان لکھین اور پروانہ استمالت حاصل کرکے اُس کے پاس حاضر ہوئے اور شہر مین رواج
اور رونق نرہی اور صفر کی سترھوین تاریخ سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری مین ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کے ارادہ سے
سوار ہوا آومی مورچے کے حاضر ہوئے اس قدر تیر باران کرکے بندوقین سر کین کہ مردم کا طلب بہت
زخمی ہوئے سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے سات سو سیڑھیان مورچون کی طرف لگاکر
قلعہ مین داخل ہوا اس درمیان مین شجاعت خان واقف ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھکر
جنگ مین مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی پاے ثبات زمین کین مین استوار کرکے
بنفس خویش تیراندازی مین مستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اُس کے تیر سے ہدف تیر قضا ہوئے
اور جو لحظہ بلحظہ علاء الدین کو کمک پہونچتی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اُس وقت صلاح مراجعت دیکھکر
قلعہ سے برآمد ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچا اور جن لوگون نے اس حرب مین تردد مردانہ اور
جانسپاری کی تھی ہر ایک کو لطف وعنایت تازہ سے تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چند روز کے
شیر خان بن مظفر خان حاکم چندیری مع اولاد اور ہزار سوار اور گیارہ زنجیر فیل ناصر شاہ کی ملازمت مین
حاضر ہوئے چنانچہ پہلی ملاقات مین اس کے بڑے بیٹے کو جس کا شیر خان نام تھا مظفر خان اور دوسرے

بیٹے کو سعید خان خطاب دیا اور مردم اُردو کو لشکر چندیری کے پہونچنے سے یک گونہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور بعضے مردم قلعہ جو سلطان ناصر الدین سے استمالت نامہ نہ لے کر ساتھ اس کے ملتجی نہوئے تھے اس وقت ناصر شاہ کی نصرت اور دولت خواہی مین بجد ہزے از اجملہ محافظ خان دروازہ بالاپور نے پیغام دے کر طلب کیا ناصر شاہ نے ربیع الثانی کی پچیسوین تاریخ کو شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اور موافق خان کو بالاپور کے دروازہ پر بھیجا جس وقت آدمی محافظ خان کے دروازہ پر پہونچے زبردست خان بن ہزبر خان دروازہ کھولکر امراے ناصر شاہی کو قلعہ مین در لایا شجاعت خان یہ خبر سنتے ہی بجناح استعجال اس طرف تاخت لایا اور ان لوگون سے کچھ دیر لڑکر آخر کو مفرور ہوا اور سلطان غیاث الدین کے دولتخانہ مین پناہ لی شیخ حبیب اللہ نے انگشتری بھیجکر سلطان ناصر شاہ کو طلب کیا وہ طرفۃ العین مین ان کے پاس پہونچا امراے درونی مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے اور ہجوم عام کرکے شہر کی تاراجی اور غارت مین مشغول ہوئے چنانچہ بعضے مکانات اور عمارات شاہی مین آگ لگائی اور سلطان ناصر شاہ کے حکم کے موافق رانی خورشید اور شجاعت خان کو گرفتار کرکے بحال پریشان قصر شاہی سے نکال لائے اور سلطان ناصر شاہ بخشی ممالک کے محل سے سوار ہوکر محل سرسی مین کہ سلطان غیاث الدین نے عیش وطرب کے واسطے تیار کیا تھا داخل ہوا اور ربیع الثانی کی ستائیسوین تاریخ روز جمعہ کو ناصر الدین نے سریر سلطنت پر اجلاس کیا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کرکے جو جواہر اور مروارید اور نقد کہ چتر پر نثار ہوا تھا فقرا اور مستحقون کو تقسیم کیا اور مکھن خان بقال اور محافظ خان اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اس سے بمخالفت پیش آئے تھے ایک لوزندہ نچھوڑا اور اُسی چند روز مین شجاعت خان المشہور بعلاء الدین کو قتل کرکے رانی خورشید کو موکلون کے سپرد کیا اور اس کی طرف سے خاطر جمع کی اور اپنے منجھلے بیٹے کو کہ منجھلے میان مشہور تھا ولیعہد کرکے سلطان شہاب الدین خطاب مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان دے کر امراے کبار سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو سپہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقون کو جاگیر ہاے قدیم ارزانی فرماکر اُن کی عزت وتوقیر افزون کی اور جمادی الثانی کی تیرہوین تاریخ کو اپنے والد ماجد کی ملازمت مین مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اُسے آغوش مین لے کر بہت رویا اور سر اور منہ پر اُس کے بوسہ دے کر سید محمد نوربخش کی قباے موئینہ کہ بروز بار عام یا روز ہاے متبرک پہنتا تھا اُسے مرحمت کی اور تاج سلطنت سر پر رکھکر کنجیان خزانون کی اُس کے سپرد کرکے سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد دے کر اپنے محل خاص مین رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے سولھوین رجب سنہ مذکور کو وہ قباے موئینہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دے کر بیس زنجیر فیل اور سو راس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سراپردہ سرخ اور بیس لاکھ تنکہ نقد خرچ کے واسطے عنایت فرمائے اور جو اس عرصہ مین مقبل خان حاکم مندسور نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر سرکشی اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خان کو اُس کے حاضر لانے کے واسطے بھیجا

اور مہابت خان کی کوشش نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ ناصر شاہ کے غضب سے ہراسان ہوکر شیر خان حاکم چندیری کے پاس گیا اور علی خان اور بعضے بدبخت کہ اپنی بداعمالی سابق سے متوہم تھے وہ بھی شیر خان سے پیوستہ ہوئے اور اُس نے جب دیکھا کہ سلطان ناصر الدین نشۂ شراب مین اپنے باپ کے امرا اور سردارون کو قتل کرتا ہی اور ہر روز اُس سے ایک ظلم جدید سرزد ہوتا ہی اس لیے ہراسان ہوکر اُس نے علم مخالفت بلند کرکے چندیری کی طرف توجہ کی اور جادہ عناد مین قدم رکھا سلطان ناصر الدین نے مبارک خان اور عالم خان کو اس کی تسلی کے واسطے بھیجا لیکن شیر خان راضی اور مطمئن نہوا بلکہ اُن کی گرفتاری کی فکر مین ہوا عالم خان گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور مبارک خان گرفتار ہوا اور اُس کے دو آدمی قتل ہوئے اور شیخ حبیب اللہ المخاطب بہ عالم خان نے سلطان ناصر الدین کی خدمت مین جاکر حالات بیان کیے اور وہ غصہ ہوا اور بماہ شعبان سنہ مذکور قصبہ جہان نما مین نزول کیا اور شیر خان جب اُجین مین پہونچا مہابت خان کے اغوا و تفہیم سے پھر بقصد جنگ پلٹ کر دیپال پور مین آیا اور قصبہ ہدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین یہ خبر سنکر فوراً کوچ کرکے کوشک دہار مین مقیم ہوا اس درمیان مین مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین خزانہ دنیا سے معمور آباد عقبیٰ کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ امرائے کبار مخالفت کرکے سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت کے خواہان تھے اور ان دنون مین خبر اُس کے فوت کی مشہور ہوئی تو سب آدمیون نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اُسے زہر دے کر ہلاک کیا ہی مؤلف کہتا ہی کہ اس امر کا تجربہ بخوبی ہو چکا کہ باپ کا قتل کرنے والا ہرگز سال تمام کرکے کامیاب نہین ہوتا اور سلطان ناصر الدین نے مدت مدید تک فرمانروائی اور جہانداری کی شاید باپ کو زہر دینے کا قصہ اُس کی نسبت تہمت ہو واللہ اعلم الغرض سلطان ناصر الدین اپنے باپ کے مرنے سے بہت رویا اور تین روز سوگوار رہا چوتھے روز شیر خان کے دفع کے لیے چندیری کی طرف کوچ کیا اور عین الملک وغیرہ بعضے سردارون نے ترک رفاقت کرکے سلطان ناصر الدین سے شرکت کی اور سلطان نے شیر خان کا تعاقب کیا وہ سارنگ پور سے پلٹ کر سلطان سے لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرچہ مین پناہ لی اور سلطان ناصر الدین نے چندیری مین جاکر چند روز مقام کیا وہانکے شیخ زادون نے شیر خان کو ایک خط لکھا کہ اکثر سپاہ اور امرا اپنی جاگیرون کی سمت روانہ ہوئے اور موسم برسات کے سبب افواج جلد فراہم نہوسکے گی اگر آپ اُس طرف سے چندیری کی طرف متوجہ ہوون مردم شہر کے اتفاق سے سلطان کو گرفتار کرسکتے ہین سلطان ناصر الدین خلجی نے شیخ زادون کے مشورہ سے اطلاع پائی اور اقبال خان اور مدد خان کو مع لشکر جنگ جو اور فیلان مست شیر خان کے دفع کو بھیجا وہ چندیری سے دو کوس جاکر شیر خان سے جنگ مین مشغول ہوئے اور اثنائے حرب و ضرب مین شیر خان زخمی ہوا اور سکندر خان کہ عمدہ اُس قوم کا تھا مارا گیا اس واسطے مہابت خان نے شیر خان مجروح کو ہاتھی کے حوضہ مین ڈال کر راہ فرار ناپی اور جب وہ راستہ مین مرگیا اُس کی لاش پیوند زمین کرکے بہت دور

سرحد کی طرف بھاگا اور سلطان ناصرالدین خلجی نے جنگ گاہ مین جاکر شیر خان کی لاش قبر سے برآوردہ کرکے چندیری مین بھیجکر دار پر چڑھائی اور اُس ملک کی حکومت بہجت خان سے رجوع کرکے بکوچ متواتر سعدل پور کی سمت گیا اُس مقام مین شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان جو ارادہ غدر کا رکھتا تھا اُسے مقید کرکے اپنے سے پیشتر شادی آباد مندو مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے وہان پہونچا اور اپنے بھائی کے قدیم نوکرون سے بہ توجہ نفاق رنجیدہ ہوکر اپنے آدمیون کی پرورش کی اور اپنی والدہ رانی خورشید کا پاس عزت نکرکے خزانہ باپ کا جو اُس کے پاس تھا بیجہ و تعدی لیا اور اُس کے بعد اُس کی عمر میخوشی اور خونریزی مین گذرتی تھی اور نہایت سخت دل و ظالم ہوگیا کہ بے وجہ لوگون کے گھر لوٹ لیتا اور ایسا روز کوئی نہ تھا کہ ظلم و جور ناحق کسی مظلوم پر سرزد ہوتا تھا ایک روز کا مذکور ہے کہ سلطان حرم سرا مین حوض کا لبا دہ کے کنارے نشہ شراب مین بدمست ہوکر سوگیا اور کروٹ بدلتے ہی حوض مین گر پڑا چار خواصین کہ حاضر تھین اتفاق کرکے بعض نے بال اُس کے سر کے پکڑ کر بمشقت تمام باہر کھینچا اور وہ کپڑے اُس کے بدن سے برآوردہ کرکے دوسری پوشاک زیب بدن کی جب ہوشیار ہوا اور دوسری شکایت کی خواصون نے آداب اور دعا بجالاکر صورت حال ظاہر کی وہ قضیہ منعکس سمجھکر غضب اور طیش مین آیا اور بے تامل اور تفکر تلوار آبدار غلاف سے کھینچکر چارون خواص نامراد اور عاجز و دلسوز مہربان کو ظلم و جور سے قتل کیا اور زبان حال اُن بے چارون

کی ساتھ ان بیات کے مترنم ہوئی **ابیات**

مرا بہ ظلم بکشتی طریق دادا ین بود	زبادشاہی حسن توام مرادا ین بود
بروز حشر زنم دست و دامنت گیرم	کہ آنکہ داد عبث خاک من بباد ا ین بود
شنید و سخن غیر را تو در حق ما بہ	ملجا بتوا ے دوست اعتقاد ا ین بود

سلطان ناصرالدین ۹۰۸ھ نوسو آٹھ ہجری مین ولایت کچھوارہ پر تاخت کی ارادہ سے تعلیچہ مین فروکش ہوا اور بکوچ متواتر جب قصبہ آگرہ مین پہونچا اور وہان کی ہوا طبع اقدس کے پسند پڑی ایک قصر رفیع اور ایک عمارت عالی کی بنیاد ڈالی جو عجائب روزگار سے ہوا اور ولایت کچھوارہ کو تاراج اور برباد کرکے نشان مراجعت بلند کیا اور ۹۰۹ھ نوسو نو ہجری مین جیپور کی طرف حرکت کی اور رانا نمل اور بھی تمام زمیندارون نے پیشکش بھیجی اور چوندا س نے جو رانا سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی بیٹی سلطان کے نذر کی اور سلطان نے اُس کا نام رانی جیپوری رکھا اور عازم مراجعت ہوا اور اثنائے راہ مین سنا کہ احمد نظام شاہ بحری بعضے مقدمات کے سبب درپے خصومت و خشونت ہوکر ولایت برہانپور کو تاخت و تاراج کرتا ہے اور داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر مین پوشیدہ ہوکر تاب اس کے مقابلہ کی اپنے حوصلہ مین نہین دیکھتا ہے اور جو حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصرالدین خلجی سے ملتجی رہتا تھا سلطان نے اس واسطے اس کی حمایت مذہب مروت اور فتوت مین فرض شمار کرکے اقبال خان اور خواجہ جہان کو مع لشکر گران اُس طرف رخصت فرمایا اور جب احمد نظام شاہ بحری نے لشکر مالوہ کے پہونچنے سے خبر پاکر

دار الملک احمد نگر کی طرف مراجعت کی اقبال خان خطبہ ناصر شاہی برہان پور مین پڑھکر پلٹ آیا اور چونکہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اپنے باپ سے نسبت سرکشی بہت کی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے ڈرتا تھا سلطان شہاب الدین اس بات کو سمجھا اور جو اپنے باپ کی بیباکی اور ظلم طبیعی سے خوب واقف تھا بہت ہوشیاری سے اُس کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصر الدین کے مقربین اگرچہ جانتے تھے کہ خلائق اُس کے ظلم سے تنگ ہو کر اُس کی ہلاکی خدا سے چاہتے ہین لیکن کسی کو یہ جرأت نتھی کہ شہزادہ شہاب الدین سے معروض کرے یہان تک کہ ۹۱۶ھ نو سو سولہ ہجری مین مالوہ کے بعضے امرا اس کے شریک اور موافق ہوئے اور سلطان شہاب الدین کو مخالفت پدر کی تحریض و ترغیب کی اور سلطان شہاب الدین ایک رات کو مع اعوان و انصار قلعہ شادی آباد مندو سے بھاگا اور ولایت کے درمیان داخل ہوا اور ایک خلق بیشمار کہ اُس کے باپ کے ظلم و جور سے بہ تنگ آئی تھی اُس کے پاس فراہم ہوئی اور سلطان ناصر الدین خلجی مع اُس لشکر کے جو ہمراہ رکھتا تھا بیٹے سے جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور بعد جنگ صعب باوجود اُس کے جمعیت قلیل رکھتا تھا فرزند پر ظفر یاب ہوا اور سلطان شہاب الدین معرکہ سے بھاگ کر دہلی کی طرف گیا اگرچہ سلطان ناصر الدین خلجی ہزیمت کے وقت اس کو مستاصل کرنے کی قدرت رکھتا تھا لیکن شفقت پدری مانع آئی ایک جماعت کو اُس کے پاس بھیجا کہ وہ نصیحت کر کے پھیرلاوے سلطان شہاب الدین نے اعتماد باپ کے قول پر نہ کر کے قبول نہ کیا اور بسرعت تمام تر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور یہ خبر جبکہ سلطان کو پہونچی یہ مصرع پڑھا **مصرع** تخمیکہ در ہوائے تو کشتیم خاک خور، اور جب دار الملک شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا شراب کی افراط یا عفونت اخلاط اور ہوا کے تصرف سے اُسے تپ محرق عارض ہوئی اور باوجود موسم سرد ی پانی سرد مین آن کر ایک ساعت توقف کیا اور اُس کے مرض نے شدت پیدا کی اور علت ہائے متضادہ پیدا ہو گئین اور حکما اور اطبا کے معالجہ نے فائدہ نہ بخشا بقول مولانا رومی رحمہ اللہ **بیت** از قضا سرکنگبین صفرا فزود ۔ روغن بادام خشکی مے نمود ۔ جب سلطان نے اپنا حال دگرگون دیکھا امرا اور اعیان مملکت کے حضور تیسرے فرزند سلطان محمود کو موضع بہشت پور مین ولیعہد کر کے لوازم وصیت بجالایا اور جمیع مناہی سے توبہ کر کے ایک ساعت کے بعد داعی حق کو لبیک اجابت کی مدت اس کی سلطنت کی گیارہ سال اور چار ماہ اور تین دن تھی

ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی کی سلطنت کا

جب سلطان ناصر الدین خلجی کی خبر فوت منتشر ہوئی سلطان شہاب الدین عزیمت دہلی فسخ کر کے راستہ سے پھرا اور دوسرے راستہ سے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف تاخت لا کر قبل پہونچنے سلطان محمود خلجی کے نصرت آباد نعلچہ مین پہونچا اور محافظ خان خواجہ سرا اور خواص خان نے دروازہ قلعہ کا بند کر کے راہ نہ دی اور جب سلطان محمود نزدیک پہونچا وہ بلاد آسیر کی طرف بھاگا اور سلطان محمود دشمن کی

بلا مزاحمت قلعہ مین در آیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور یاقوت رمانی سے مکلل تھا اور صفۂ عرض ممالک مین رکھا تھا جلوس فرمایا اور سات سو زنجیر فیل جو قلعہ مین تھے مخمل اور زربفت کی جھولون سے آراستہ کرکے دربار مین لائے اور اکابر و اعیان تمام حاضر ہوئے قسم مروارید اور زر سرخ و سفید اسقدر چتر پر نثار کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا اور مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسردن نے اتفاق کرکے بسنت رائے کو جو لڑکپن سے سلطان کی خدمت مین تھا اس سبب سے کہ سبا و اقرب و وسیلط بہم پہونچاوے قتل کرکے معروض کیا کہ رائے مذکور امرا اور سپاہ کو بھڑکا کر چاہتا تھا کہ دولت خانہ کی رونق اور انتظام کو زائل کرے ہم نے بعین دولت خواہی جان کر اسے قتل کیا اور جہان پناہ کو چاہیے کہ نقد الملک کو بھی کہ اسی کے قدم پر قدم رکھتا ہے اور بہت ذلیل اور مقتدی ہے اس کے بھی وجود ناپاک سے سلطنت کے میدان کو پاک کرین سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقد الملک کو اُن کے پاس بھیجکر فرمایا کہ اُسے شہر بدر کرکے مضرت جانی نہ پہونچاوین امرا نے اس قدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا یعنے اُس کے خون سے درگذرے شہر سے نکال دیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اُس کی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی مہمات سلطنت کو سست دیکھکر اُسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا اور ایک روز اُس نے بھی نادانی سے سلطان محمود خلجی سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ مین قید ہین اور وقت فرصت کا انتظار کرکے تجھے تخت سے اُٹھایا چاہتے ہین اگر تجھے سلطنت عزیز ہو انھین ہلاک کر نہین تو اپنی سزا پاوینگا سلطان محمود خلجی کو اس کا طرز کلام مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تو لوگون کو بھی یہ جرأت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارے مین سعی کرو اور دربار شاہی مین کلام گستاخانہ اور بے ادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت مغرور تھا اُس نے پھر حرف بیجا اور نارا است زبان پر جاری کئے سلطان محمود طیش مین آیا اور شمشیر آبدار جو اُس کے ہاتھ مین تھی مع نیام دو دستی اُس کے سر پر ماری کہ سر اُس کا شکستہ اور زخمی ہوا اور جدول خون کی اُس کے صفحہ رخسار پر جاری ہوئی وہ اُسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کرکے اُسی روز بقصد خون سلطان دربار مین آیا اور جو امرائے کبار خواہان اس امر کے تھے طرح دے کر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقربین اور سپاہیان خاصہ خیل سے کہ اُن مین اکثر عراقی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا اور وہ بدذات دولت خانہ سے بھاگ گیا اور بیرونی دربند پر قبضہ کرکے علم طغیان اور بغاوت کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بشقت محنت تمام بسر کیا اور شب نے پردۂ ظلمانی جہان پر ڈالا جمعیت حرام خوارون کی لحظہ بہ لحظہ ساعت بہ ساعت افزون ہوئی اور سلطان کی کمک کو کوئی نہ آیا سلطان نے صلاح توقف مین نہ دیکھی اسی رات کو مع ایک جماعت قلعہ سے نکل گیا اور محافظ خان خواجہ سرا نے اُس کے بھائی صاحب خان کو قید سے برآورد کرکے تخت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی مملکت کے درمیان مقام کرکے لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سب سے پہلے امرا مین سے میدنی رائے

مع عزیز و اقارب اور قوم اُس کی پابوسی کو حاضر ہوا اور اُس کے بعد شرزہ خان پسر بہجت خان حاکم چندیری ملازمت مین سرفراز ہوا پھر تو فوج فوج لشکر اطراف و جوانب سے متوجہ ہوکر اُس کے ظل رایت مین مجتمع ہوا سلطان محمود خلجی فوج کے آنے سے قوی پشت ہوکر اکثر امرائے تختگاہ کو بھی بوعدہ ہائے خسروانہ صاحب خان کی رفاقت سے برگشتہ کرکے اپنے پاس لایا اور صاحب خان اور محافظ خان خواجہ سرا نے دست تصرف و اتلاف خزانہ مین دراز کرکے لشکر کثیر اور جمع غفیر جمع کیا اُس کے بعد سلطان محمود خلجی بشوکت و سامان تمام دارالملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین صاحب خان نے جرات کرکے افواج سلطان پر بہت حملے کئے اور اس درمیان مین ایک ہاتھی سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے فیلبان کے سینہ پر ایسا تیر مارا کہ سینہ سے پار نکل گیا اس وقت میدنی راے نے مع جمعیت راجپوتان قدم جرات آگے بڑھا کر ضرب برچھا اور چھرے سے صاحب خان کی فوج کو درہم برہم کرکے اکثر سپاہ کو ہلاک کیا اور صاحب خان نے اس سے زیادہ اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی بھاگ کر قلعہ مندو مین پناہ لی یعنے قلعہ کا دروازہ بند کرکے قلعہ بند ہوا سلطان محمود حوض حسین تک پیچھا کرکے فروکش ہوا اور اپنے بھائی صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ ہنوز صلہ رحم درمیان مین ہے قلعہ داری کے خیال محال سے درگذر اور تجھے جس قدر مال اور جس صوبہ کی تمنا ہو مین تجھے ارزانی کروں صاحبخان نے قلعہ کے استحکام اور سنگینی پر مغرور ہوکر قبول نہ کیا سلطان محمود محاصرہ مین مشغول ہوا اور اہل قلعہ کی تنگی مین کوشش کی یعنے امرا جو قلعہ مین تھے اُنھون نے محافظ خان سے دشمنی شروع کی اور سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو فلان مقام سے قلعہ مین لاوین گے مطمئن رہیے محافظ خان یہ خبر سنکر مضطرب اور حیران ہوا جواہر قیمتی اور نقود وافر لے کر صاحب خان کی ملازمت سے ۹۱۷ھ نوسو سترہ ہجری مین گجرات کی طرف گیا اور اس مقام مین ایلچی شاہ اسمعیل بادشاہ ایران سے نزاع واقع ہونے سے متعلل ہوا اور رہنا اس کا اس طرف دشوار ہوا پھر سلطان مظفر کی بلا اجازت آسیر کی طرف گیا اور وہان سے بھی مع تین سو سوار کا دیل مین عماد الملک کے پاس جاکر کمک طلب کی اور جو کہ عماد الملک اور سلطان محمود کے درمیان مین نہایت دوستی اور محبت تھی کئی قریہ اس کی مدد خرچ کے واسطے مقرر کرکے امداد سے متامل اور متغافل ہوا منقول ہے کہ جب صاحب خان شادی آباد مندو سے مفرور ہوا سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مین داخل ہوکر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان جو پہلے کسی تقریب سے آسیر کی طرف بھاگ گئے تھے صاحب خان کی یہ خبر سنکر جو سلطان شہاب الدین کے سر پر بلند کرکے گرمی کی عین گرم گرمی مین کہ مچھلی تہ دریا مین جلتی تھی اور سمندر اپنے آتش طبع کے عرق مین غرق ہوتا تھا برہان پور سے شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوئے اور شبانہ روز مین تیس کوس مسافت طے کی چونکہ انکو صاحبخان اور محافظ خان کے بھاگنے کی خبر نہ تھی کسی مقام مین قیام نہ کیا اور عین مراد اُن کی یہ تھی کہ دارالملک شادی آباد مندو کے زمانہ اختلال مین وہان پہنچکر

اپنا کام کرین اور جب تک تنور گرم ہو روٹی پکا لیوین قضا را حرارت ہوا اور مشقت راہ سے سلطان شہاب الدین کا مزاج ایسا منحرف ہوا کہ پھر اعتدال پر نہ آیا آخر کو فوت ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دے کر چتر اُس کے سر پر بلند کر کے ولایت مالوہ مین داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست کھا کر پہاڑون مین بھاگ گئے اور بعد چند روز کے اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین آن کر خلعتہاے نفیس اور جاگیرات قدیم سے بہرہ یاب ہوئے اور میدنی راے جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اس نے عرض مین پہونچایا کہ فضل خان اور اقبال خان شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسائل دکن مین بھیجکر حرف و حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود نے ان کلمات غرض آمیز کو بیغرض تصور کر کے فرمایا کہ کل جس وقت دونون سلام کے واسطے دربار مین آوین قتل کیے جاوین دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دونون کو گرفتار کر کے بند بند جدا کیے سلطان محمود خلجی نے میدنی راے کی تحریک سے بہجت خان حاکم چندیری اور امرا کو بھی طلب کیا بہجت خان نے باوجود خانہ زادی میدنی راے کے استقلال سے ہراسان ہو کر برسات کے پہونچنے کا عذر پیش کیا سلطان چشم پوشی کر کے خاموش ہوا منصور خان حاکم متھن بھیلسا کو سکندر خان کے دفع کے واسطے کہ وہ بھی دار الملک سے بھاگ کر ولایت مین بغاوت کرتا تھا اور کندھر سے قصبہ شہاب آباد تک تصرف مین رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ کونڈوانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خان کے مقابلہ پر جمع آیا تھا نامبردہ نے تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت مین معروض کی اور میدنی راے کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اُس نے درجواب لکھا کہ اقبال بادشاہ کا اُس کے دفع کے واسطے کافی ہے قدم بڑھانا چاہیئے منصور خان اپنے کام مین حیران ہوا ناچار باتفاق جہاز خان کہ امراے کلان سے تھا بہجت خان کے پاس گیا سلطان یہ خبر سنکر دہار کی طرف روانہ ہوا اور میدنی راے کو مع لشکر انبوہ اور پچاس زنجیر فیل سکندر خان کے دفع کیواسطے نامزد فرمایا مصرع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است۔ میدنی راے کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ رکھتا تھا اس نے سکندر خان کی عیش صافی کو مکدر کیا سکندر خان نے دب کر صلح کر کے استمالت نامہ حاصل کیا اور میدنی راے کے پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی راے کا استقلال حد سے گذرا اور اس وقت کہ سلطان سفر مین تھا شادی آباد مندو کے اوباشون نے ایک مجہول النسب کو بادشاہی پر آمادہ کر کے چتر سلطان غیاث الدین کا جو اُس کی قبر پر تھا اُٹھا کر اُس کے سر پر بلند کیا اور داروغہ نے مردانگی کر کے اُن کا شر دفع کیا بہجت خان میدنی راے کے عروج اور سلطان کی عاجزی سے زیادہ تر ہراسان ہوا ایک جماعت کا دیل کی سمت بھیجکر صاحب خان کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان سکندر خان لودھی لکھکر دہلی مین بھیجا کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانون پر برپا کیا ہے اور میدنی راے کہ سردار

اُس فرقہ کا ہی مال و ملک کا صاحب اختیار ہوا ہی اور بہت ملازمان قدیم کو جو اس دولت خانہ کے خیر خواہ تھے بصدد رتصور تہ تیغ کیا ہی اور کچھ بھاگ کر اطراف و جوانب مین پراگندہ ہوئے اور سلطان محمود کہ بادشاہ ہی اپنے کو تہی دست اور راجپوتون اور میدنی راے کے عروج دینے سے پشیمان ہی اور واہمہ مین مبتلا ہو کر ہمارے اوپر اعتماد نہین کرتا ہی بلکہ میدنی راے کی تحریص سے ہم بقیۃ السیف کے خون کا پیاسا ہی اور حکم شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے یک قلم موقوف ہوا اور مسجدون اور مدرسون مین بیدینون نے نشیمن کیا ہی یقین ہی کہ چند روز مین راے رایان ولد میدنی راے سلطان کو درمیان سے اُٹھا کر اُس مملکت کی فرمانروائی کرے اگر فوج منصورہ اور عساکر قاہرہ بھیجکر صاحب خان کو تخت پر بٹھایئے خطبہ آنحضرت کا چندیری وغیرہ مین پڑھا جاویگا الغرض محافظ خان خواجہ سرا کہ گجرات سے دکن کی طرف صاحب خان سے جدا ہو کر پھر وہان سے بجانب دہلی گیا تھا بارہ ہزار سوار بسرداری عماد الملک لودھی اور سعید خان کے اُس کی مدد کے واسطے مقرر ہوئے اور خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد بھی اسے عنایت ہوا اس وقت مین شاہ مظفر گجراتی بھی مع لشکر بیشمار و فیل بسیار دہار کی طرف آیا اور سکندر خان نے بھی پھر علم بغاوت بلند کر کے خلل مملکت مین ڈالا اور عجیب صحبت ظہور مین آئی میدنی راے نے ہمت سب کی دفع کے واسطے مصروف کی سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے برآوردہ کر کے ایک فوج راجپوتون سے لشکر گجرات کے مقابلہ کو بھیجی اور حاکم کہندوی اور ملک لودھ کو سکندر خان پر نامزد فرمایا قضا را ایک فوج لشکر گجرات سے جو دار الملک کے نواح مین آئی تھی اُس نے شکست پائی اور سلطان مظفر نے اُسے شگون بد جانکر اور مالوین پر احسان رکھکر اپنے ملک کے سمت مراجعت کی اور ملک لودھ نے بھی سکندر خان کے مقابل آن کر اُسے شکست دی لیکن غارت کے وقت ایک سپاہیان سکندر خان سے کہ اُس کے عیال اسیر ہوئے تھے اس نے پابوسی کے بہانہ ملک لودھ تک اپنے تئین پہونچایا اور خنجر آبدار سے اس کا پہلو شگافتہ کر کے زندگی اُس کی برباد کی اور سکندر خان یہ واقعہ سنکر پلٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور چیچہ ہاتھی نامی لے کر سوا سن کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے میدنی راے کی صلاح سے اُس مہم کا فیصلہ اور وقت پر منحصر رکھا اور بہجت خان کے دفع کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین اُسے یہ خبر پہونچی کہ صاحب خان قریب پہونچا اور منصور خان نے استقبال کر کے چتر اُس کے فرق پر لگایا اور لشکر دہلی بھی مع عماد الملک لودھی اور سعید خان ہمراہی محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان کی کمک کو آیا ہی سلطان یہ خبر سنکر پریشان خاطر ہوا کہ یکبارگی صدر خان اور مخصوص خان اُس کے لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور صاحب خان نے محمود نام ایک شخص کو سپہ سالار کر کے سارنگ پور کی طرف بھیجا اور وہ افواج سلطانی سے مغلوب ہو کر بحال پریشان بھاگا اور اُسوقت عماد الملک لودھی اور سعید خان نے محافظ خان خواجہ سرا کی حسن تدبیر سے بہجت خان کو پیغام دیا کہ تم خطبہ اور سکہ سلطان سکندر کے نام پڑھکر گرا اور سکہ پر اُس کا نام جاری کرو بہجت خان

نے جواب حسب مدعا نہ پایا انھوں نے بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور سلطان سکندر کا
فرمان پہونچتے ہی دہلی کی طرف راہی ہوئے اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ چندیری مین سلطان سکندر
کے نام خطبہ پڑھا لیکن جب چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر مین فراہم ہوئے
اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی تو فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود لطف الٰہی
سے مسرور ہوکر لشکر سیاس بچا لایا پھر چند روز شکار مین مشغول ہوا اس درمیان خبر پہونچی کہ محافظ خان
خواجہ سرا صاحبخان کے اور رجب خان حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان
نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امرائے راجپوتان اُن کے دفع کے لیے رخصت کیا اور
ظفر آباد کے حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافظ خان
خواجہ سرا کفران نعمت کی شامت سے مارا گیا اور رجب خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کے پلٹ جانے
اور محافظ خان کے قتل سے اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور صاحبخان سے اجازت چاہی کہ صلح کی درخواست
کرین صاحبخان نے قبول کیا اور شیخ اولیا نام ایک فاضل وقت کے وسیلہ سے سلطان کی عرض مین پہونچایا سلطان نے
یہ امر لطائف غیبی اور عنایات لاریبی سے تصور کرکے قلعہ رائسین اور قصبہ بھیلسا اور ہاموتی صاحبخان کے سپرد
کرکے دس لاکھ تنکہ سیاہ خرچ کیواسطے اور بارہ زنجیر فیل انعام دیے اور فرمان استمالت بہجت خان اور دوسرون
کے واسطے بھیجے اور بہجت خان نے دو لاکھ تنکہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھے اور باقی صاحب خان کو دیے
مفسدون نے صاحب خان کو یہ خبر پہونچائی کہ بہجت خان تجھے قید کیا چاہتا ہے صاحب خان ہراسان
ہوکر سلطان سکندر لودھی کے پاس کرسرحد مین تھا پہونچا اور رجب خان اور باقی امرا استمالت نامہ
طلب کرکے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور خلعتہاے خاص سے مخصوص ہوکر جاگیرہاے
قدیم کی طرف روانہ ہوئے سلطان محمود خلجی نے مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف مراجعت
کی اور میدنی راے کی لاے ناصواب سے تیغ بیدریغ امرا اور افسران سپاہ کے گلے پر رکھی اور
ہر روز ایک کو ناحق اور بعید و رقصور متہم اور مطعون کرکے بسیاست تمام قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اُس
کی یہ نوبت پہونچی کہ مزاج سلطان محمود خلجی کا تمام امرا بلکہ جمیع مسلمانون سے پھر گیا اور عمال اور احکام قدیم
کہ مدت ہاے دراز سے سرکار غیاثی اور ناصر شاہی مین متکفل مہمات دیوانی تھے اُن کے ناصیہ احوال
پر رقم عزل کھینچکر ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور ان کی جگہ پر میدنی راے کے انصار اور اعوان
کو مقرر اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سرداروں اور ملازمون کو نہایت ناگوار ہوا اور شکستہ دلی سے
اپنے اہل وعیال کو لے کر جلا وطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد مندو کہ اس قلمرو مین دار العلم اور جاے
ورود فضلا اور مشائخ تھا کا قرون کا مسکن ہوا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ دربانی نیلبانی بھی راجپوتون کے
حوالہ کی اور راجپوت زنان دوشیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئے اور علی خان نام امرا قدیم سے جو حاکم شہر تھا
کفار راجپوت کے تسلط سے دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود جن دنون مین مع کفار
شکار کے واسطے گیا تھا قلعہ مندو پر متصرف ہوا اور مندوی بھی کفار کے غلبہ سے آزردہ خاطر تھے علی خان

شریک اور موافق ہوئے سلطان محمود نے یہ خبر سنکر بسبیل استعجال معاودت کی اور قلعہ کو محاصرہ کرکے کام محصورین پر تنگ کیا علی خان مع اپنے اعوان قلعہ سے بھاگ گیا اور سلطان محمود قلعہ مین داخل ہوا اور ایک جماعت راجپوتون کی علی خان کے تعاقب مین نامزد کی جنھون نے اُسے دستیاب کرکے قتل کیا اور بعد اس واقعہ کے ایکبارگی میدنی راے مطلق العنان ہوا تمام اعزا اور منصب داران مالوہ کو اپنی طرف مخاطب اور رجوع کیا اور سلطان کے خاصہ خیل قدیم مین دو سو سے زیادہ مسلمان زہے سلطان محمود راجپوتون کے غلبہ اور تسلط سے متفکر ہوا چونکہ اہل ہند مین رسم ہیکہ جس وقت اپنے نوکر کو رخصت یا مہمان کو وداع کرتے ہین اُسے بیڑا رخصت کا دیتے ہین سلطان نے ایک ظرف بیڑا اور پان سے پرکے آرائش خان کے ہاتھ مین دے کر میدنی راے کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ من بعد تمھین رخصت ہی ہماری ولایت سے نکل جاؤ راجپوتون نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار سوار نے آج تک ہواخواہی اور جانسپاری مین تقصیر نہین کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع مین آئین ہم نہین جانتے کون سی تقصیر ہم سے سرزد ہوئی جو مستوجب اس خطاب کے ہوئی اور اس کے بعد راجپوت چاہتے تھے کہ سلطان محمود کو درمیان سے اُٹھا دین میدنی راے نے اُنھین یہ جواب دیکر بالفعل فی الحقیقت سلطنت مالوہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے اگر سلطان درمیان مین نہوگا سلطان مظفر گجراتی جلوریز آن کر اس ولایت پر متصرف ہوگا بہرکیف جس طور سے ممکن ہو اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی مین کوشش کرنی چاہیے غرضکہ پھر سلطان کی خدمت مین آن کر عذر معذرت کی سلطان نے جو کہ لاعلاج تھا ان شرائط پر قبول کیا کہ جمیع کارخانہ بدستور قدیم مسلمانون کے حوالہ کرو اور رہات ملکی مین دخل ندو اور عورات مسلمہ کو اپنے مکانون سے نکال دو اور ظلم و تعدی سے دست کش ہو میدنی راے نے یہ سب امر قبول کرکے اور سلطان کی نہایت دلجوئی مین مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالباہن پوربیہ کہ امراے راجپوت سے تھا سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کرکے اعمال ناشائستہ اور افعال نابائستہ سے باز نہ آتا تھا سلطان محمود نے وفور شجاعت سے باوجود اس جماعت قلیل کے کہ دو سو مسلمان سے زیادہ نہ تھے بعضون مخصوصون سے یہ مشورہ کیا کہ جب مین شکار سے مراجعت کرون اور میدنی راے اور سالباہن اپنے مکان کی سمت رخصت ہو دین اثناے مراجعت مین دونون کو ضربتہاے شمشیر سے قتل کرکے بند بند سے جدا کرنا غرضکہ دوسرے دن جماعت موعود کو جابجا چھوڑ کر شکار کے واسطے گیا اور معاودت کرکے خلوت خانہ مین داخل ہوا اور میدنی راے اور سالباہن رخصت ہوئے اس وقت دس سوار کمین گاہ سے برآمد ہوئے اور دونون کو ضربتہاے شمشیر سے وار کیے سالباہن مارا گیا اور میدنی راے کو جو زخم کاری نہ پہونچا تھا اس کے نوکر ہجوم کرکے مکان پر اُٹھا لیگئے راجپوت یہ سانحہ سنکر میدنی راے کے مکان مین جمع ہوئے اور اس کی بلا اجازت جنگ پر آمادہ ہوکر دربار کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خلجی اگرچہ عقل سے اُس کا ہاتھ خالی تھا لیکن شجاعت اور مردانگی مین اپنا نظیر نرکھتا تھا مع سولہ سوار اور چند پیادہ مسلمانونکے بہ نیت حصول نقد شہادت دولتخانہ سے برآمد

ہوا اور کئی ہزار کافر خاسر کے مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوا ایک راجپوت پوربیہ کہ مردانگی مین اشتہار رکھتا تھا اُس نے پہلے قدم میدان تہور مین رکھکر ایک وار سلطان پر ڈالا سلطان نے اُس کی ضرب کو رد کرکے ایسی تلوار اُس کے ماری کہ مثل خیار رد ٹکڑے ہوکر جہنم واصل ہوا پھر دوسرا راجپوت میدان جانستان مین خرامان ہوکر سلطان کے مقابل ہوا اور برچھے کا وار اُس پر ڈالا سلطان نے اُس وار کو بھی خالی دے کر اُس کے بھی گلبدے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا راجپوت یہ حال مشاہدہ کرکے بغیر اس کے کہ جنگ مغلوبہ ہووے بھاگ کر میدنی راے کے مکان مین کہ احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے اور وہان دوبارہ جمعیت بہم پہونچاکر میدنی راے سے رخصت جنگ طلب کی میدنی راے نے یہ جواب دیا کہ سلطان محمود نے اگر ارادہ میرے قتل کا کیا کچھ قصور نہین رکھتا اس واسطے کہ وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہی تم میری حمایت سے دست بردار ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کس واسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود شہید ہوگا سلاطین اطراف خصوص گجرات اور خاندیس اور برار اُس کے انتقام پر قیام کرینگے الغرض اُس نے راجپوتون کی تسلی کی اور سلطان محمود خلجی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت مین خیرسگال نے نمک حلال کھایا تھا اس وجہ سے ان زخمون سے نہ مریگا مقام صلح اور ملائمت مین ہوکر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہوا کہ میدنی راے میرا خیر خواہ ہی اور کمال خیر خواہی سے راجپوتان ناہموار کو فتنہ و فساد سے باز رکھا سالہا سال کہ بانی فساد اور مادہ خشونت تھا الحمدللہ کہ اس کا شر دفع ہوا انشاءاللہ تعالے بعد اس کے بخیر و خوبی امور سلطنت مین مشغول ہوگا اور بعد اُس کے کوئی امر وقوع مین نہ آویگا اور میدنی راے نے بھی بحسب ظاہر جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری مین قدم رکھا اور امور گذشتہ سے کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی حفاظت مین ہر وقت ہوشیار اور واقف کار ہوکر جب دربار مین آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اس کے ہمراہ رہتے تھے لیکن اس وضع سے سلطان محمود خلجی بہ تنگ آیا ایک روز اس نے شکار کے بہانہ راجپوتون کو دوا دوش سے نہایت خستہ اور ماندہ کرکے رات کو اپنی محبوبہ کو جس کا نام رانی کینا تھا سوار کرکے مع چند پیادہ قلعہ سے برآمد ہوا اور گجرات کی سرحد تک گھوڑے کی باگ نہ موڑی اور حکام سرحد گجرات کے اس کے ساتھ بسلوک نیک پیش آئے اور سراپردہ اور جمیع مایحتاج حاضر کی اور عرض داشت سلطان مظفر کو لکھکر قدوم سلطان محمود خلجی سے خبر دی سلطان مظفر نے قیصر خان اور تاج خان اور قوام الملک اور امراے کبار کو اُس کے استقبال کو بھیجکر گھوڑے عربی اور چند زنجیر فیل اور اسباب توشک خانہ اور فراشخانہ اور سراپردہ سرخ اور چتر اور دیگر کارخانجات کہ سلاطین کو درکار ہین ارسال کیے اور خود بھی چند منزل استقبال کیا بعد اس کے جب دربار مین ایک تخت پر قران سعدین اور اجتماع یمین واقع ہوا سلطان مظفر نے پرسش بزرگانہ فرماکر تحف و ہدایاے شاہانہ گذرانے

اور آئین مروت اور جوانمردی کے ساتھ تمام وجوہ سے رعایت کرکے مرہم لطف و تفقد اُس کے زخمہاے مطالب پر رکھا اور ہمت والا نہمت راجپوتان کی دفع کرنے اور سلطان محمود کو تخت مندو پر بٹھانے مین مصروف کی اور سامان اور سرانجام لشکر بھیا فرماکر ۹۲۳ھ نوسو تیئیس ہجری مین باتفاق سلطان محمود خلجی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا میدنی راے نے خبر نہضت سلطان محمود سنکر قلعہ شادی آباد اپنے فرزند ننھو راے کے سپرد کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اس کے پاس چھوڑے اور خود قلعہ دھار مین جاکر اس کے استحکام مین کوشش کی اور اس کے بعد جب کہ سلطان مظفر قریب پہونچا لشکر گجرات کے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھی پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ توپچی اور کماندار قلعہ دھار مین چھوڑے اور قریب دس ہزار سوار کے ننھو راے کی مدد کے واسطے بھیجکر خود اُسسے طلب امداد جیبور کی طرف رانا سنکا کے پاس گیا اور سلطان مظفر قلعہ دھار پر آیا اور عرصہ قلیل مین اُسے مفتوح کیا اور لشکر مالوہ قریب دس ہزار سوار اور پیادہ جو میدنی راے کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق ہوتے تھے سلطان محمود کے پاس جمع ہوئے اور دھار کے فتح ہونے کے بعد سلطان مظفر نے بہ شوکت و عظمت تمام جاکر قلعہ مندو کو محاصرہ کیا اور عادل خان فاروقی حاکم آسیر کو مع امراے کثیر رانا سنکا اور میدنی راے کے سر پر رخصت کیا چنانچہ مفصل حال گجراتیون کے احوال مین تحریر ہوا ہے اور ابتداے ۹۲۴ھ نوسو چوبیس ہجری مین قلعہ مفتوح ہوا اور اس روز انیس ۱۹ ہزار راجپوت مارے گئے اور جنھون نے جوہر کرکے اپنے آپ کو جلایا اور مارڈالا اُن کا شمار علیحدہ ہے اور سلطان محمود خلجی نے کہ پیچھے رہا تھا آن کر مبارکباد کہی اور از روے اضطراب پوچھا کہ ہمارے واسطے خداوند جہان کیا فرماتے ہین سلطان مظفر نے از روے جوانمردی کے فرمایا کہ سلطنت مالوہ کی تمھین مبارک ہو اور یہ فرماکر فوراً قلعہ اس کے سپرد کرکے اپنے اردو کی طرف گیا دوسرے دن سلطان محمود کو کہلا بھیجا کہ آپ اور چند روز بعضے امور کی درستی اور سامان کے واسطے شہر مین رہین اور خود کوچ کرکے رانا سنکا اور میدنی راے کی تنبیہ و گوشمال کے لیے اُجین کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ دھار مین آیا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ عادل خان اور امراے گجرات دیپال پور سے نہ گئے تھے کہ بمجرد خبر فتح لشکر چندیری کی سمت بھاگ گئے اور سلطان محمود اپنا سامان درست کرکے سلطان مظفر کے پاس دھار مین آیا اور یہ التماس کی کہ آپ ایک روز قدم رنجہ فرماکر مندو کی طرف تشریف ارزانی فرماوین نہایت سرفرازی اور بندہ نوازی ہوگی **بیت** ازان طرف نہ پذیرد کمال تو نقصان ✦ وزین طرف شرف روزگار من باشد ✦ سلطان مظفر اُردو کو دھار مین چھوڑکر قلعہ شادی آباد مندو مین آیا سلطان محمود نے ٹپکا خدمت کا کمر اطاعت پر باندھکر سر مجلس ایستادہ ہوکر لوازم ضیافت مین قیام کیا پھر جشن اور شادی سے مفروغ ہوکر سلطان مظفر کو باغات اور مواضع مرغوبہ مندو کی سیر و گشت کرائی اور رخصت کے دن پیشکش لائق گذرانی اور جو کچھ حق تواضع اور مہمانداری کا تھا بجالایا اور چند منزل بطور مشایعت گجرات کی طرف گیا اور جو آصف خان گجراتی مع چند ہزار سوار سلطان محمود کی مدد کے واسطے مقرر ہوا تھا

اسے مراجعت مندو کی رخصت فرمائی اور سلطان محمود مندو مین رونق افزا ہوکر امور جہانبانی مین مشغول ہوا اور مملکت کے بندوبست مین حتی الوسع کوشش کی اور جو چندیری اور کاکرون بتصرف میدنی راے اور قلعہ رائسین اور بھیلسا اور سارنگ پور سلہدی راجپوت کے قبضہ مین تھا سلطان محمود خلجی ان کے دفع کی فکر مین ہوا اور اول قلعہ کاکرون پر چڑھائی کی اور میدنی راے اس مرتبہ بھی رانا سنگا سے ملتجی ہوکر اُسے مع لشکر فراوان کمک کو لایا اور اس دن کہ جنگ واقع ہوگی سلطان محمود بہت مسافت طے کرکے رانا سے سات کوس پر اُدھر فروکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنگا کو پہونچی اُسنے امرا کو طلب کرکے یہ بات کہی بہتر یہ ہی کہ اسی وقت غنیم کے سر پر کہ ماندگی کے سبب قوت تردد کی نہین رکھتا ہی تاخت لاوین اور اپنا کام کرین یہ کہکر سلاح جنگ لگاکر جنگ پر آمادہ ہوکر بتعجیل تمام روانہ ہوا جب مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا اور اُس کی افواج آراستہ نمودار ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تھا سوار ہوکر اُردو سے برآمد ہوا اور امرا اور سپاہ اس حال سے واقف ہوکر اس کی ملازمت مین حاضر ہوئے ہر چند آصف خان گجراتی اور بھی امرا نے عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہین ہی سلطان محمود خلجی نے کہ عقل سے بے بہرہ تھا کسی کے کہنے پر التفات نہ کی اور بے ترتیب صفوف جنگ مصاف مین مشغول ہوا جیسا کہ طرفۃ العین مین بتیس سردار نامی مع لشکر کثیر شہید ہوئے اور آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اُس کی کمک کے واسطے نامزد کیا تھا وہ بھی مع پانسو سوار گجراتی شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کیطرف راہی ہوا اور لشکر مالوہ سے سواے سلطان محمود خلجی اور دس سوار کے کوئی معرکہ مین نرہا سلطان بوفور شجاعت اس تصور سے کہ دس سوار سے کام نکل سکتا ہی اور چنا سورما بھاڑ پھوڑتا بیفائدہ لشکر کفار پر کہ قریب پچاس ہزار سوار کے تھی تاخت لایا اور ظاہر مین اس کا قصد درجہ شہادت کے حصول سے تھا غرض وہ دسون سوار بھی حملہ اول مین قتل ہوئے اور سلطان محمود خلجی خنگ بادپا کو جولان کرکے دریاے حرب مین غوطہ زن ہوا اور اس قدر راجپوتون کو جہنم واصل کرکے کارزار کی کہ راجپوتون نے انگشت حیرت دندان تفکر مین دبائی اور سو زخم اُس کے جوشن پر پہونچے جو کہ دو جوشن اُس کے زیب تن تھے پچاس زخم اُن دونون سے گذر کر اس کے بدن پر پہونچے تھے باوجود اس حال کے غنیم سے منھ نہ موڑا اور جب تک ایک رمق اس مین قوت باقی رہی معرکہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا یہان تک کہ راجپوتون نے ہجوم کیا اور سلطان خانۂ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا راجپوتون نے اُسے پہچانا اور زندہ رانا سنگا کے پاس لے گئے اور راجپوتون کے سردارون نے زبان اُس کی مدح وثنا مین کھولی اور پروانہ وار اُس کے گرد پھرتے تھے اور اس کی بہادری اور شجاعت کی تعریف کرتے تھے اور رانا سنگا بھی اسے مقام مناسب مین بٹھاکر دست بستہ اس کے روبرو ایستادہ ہوا اور شرائط تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگاری مین تقصیر نہ کی اور سلطان کے زخمون کے معالجہ مین مشغول ہوا اور جو اس روز جنگ مین تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور راجپوتون کے ہاتھ آیا تھا تاج مرصع سلطان ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اُس درمیان مین ندیکھا زبان اُس کے

طلب مین کھولی سلطان محمود خلجی نے اُسے بھی رانا کے سپرد کیا جب سلطان کے زخمون نے اندمال کیا اور صورت مراد آئینہ تمنا مین مشاہدہ ہوئی رانا سنکا نے لوازم جوانمردی کو کام فرمایا ہزار راجپوت سلطان محمود خلجی کے ہمراہ کرکے بعزت وحرمت تمام شادی آباد مندو مین بھیجا کہ تخت پر بٹھاکر مراجعت کرین سلطان محمود تیسری مرتبہ تخت شادی آباد پر اجلاس کرکے اپنی شکست وریخت مین مشغول ہوا لیکن جو ہیبت ریاست ممالک مالوہ سے امرا اور باغیون کے تصرف مین تھی اور رعایا حق الطاعت جیسا کہ چاہیے بجا نہ لائی تھی خلل عظیم اس کی بادشاہی مین ظاہر ہوا اور سکندر خان سوائی بہت سے پرگنون پر متصرف ہوکر دم استقلال کا مارتا تھا اور میدنی راے چندیری اور کاکرون اور دوسری جاگیرین بچنگ تغلب لے کر اطاعت نہین کرتا تھا اور اسی طرح سے اور حکام بھی اطراف اور سرحدون مین قدم اندازہ سے باہر رکھکر ضعف سلطنت کے باعث ہوتے تھے اور سلطان محمود خلجی بخلاف سلطان محمود ماضی انا راللہ برہانہ کے بار کار سلطنت کو شمشیر پر رکھکر تدبیر اور عقل کو درمیان مین راہ نہ دیتا تھا ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین سلہدی پوربیہ کے دفع کیواسطے روانہ ہوا اور اُس نے راجپوت بہت جمع کرکے میدنی راے سے جنگ طلب کی اور سارنگ پور کے نواح مین صفوف جنگ آراستہ کرکے سلطان سے بمقابلہ پیش آیا پہلے لشکر اسلام کو متفرق اور پریشان کرکے ظفریاب ہوا اور فوج اس کی تاراج مین مشغول ہوئی سلطان محمود خلجی کہ قطب کے مانند فوج قلیل سے پاے ثبات زمین کین مین قائم رکھتا تھا فرصت پاکر سلہدی پوربیہ پر حملہ آور ہوا اور بدترین وجہ سے اُسے شکست دی اور ہنگام تعاقب چوبیس زنجیر فیل لے کر سارنگ پور کو اُس کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلہدی راجپوت جاگیر قدیم پر قانع ہوکر اظہار اطاعت پر سرگرم ہوا سلطان محمود خلجی نے اُسے غنیمت جان کر دارالسلطنت شادی آباد مین مراجعت فرمائی اور ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین جب امر سلطنت گجرات نے سلطان بہادر شاہ گجراتی سے تعلق پکڑا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ گجراتی بھاگ کر شادی آباد مین آیا سلطان محمود خلجی نے جو شاہ مظفر کا رہین احسان تھا اُسکے اعزاز وتکریم مین کوئی دقیقہ از دقائق مروت فروگذاشت نہ کیا اور رضی الملک جو گجرات کے امراے معتبر سے تھا بہادر شاہ کے دبدبہ اور صولت سے بھاگ کر فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سے ملتجی ہوا اور ہمت اس پر مصروف کی کہ بہادر شاہ کو معزول کرکے چاند خان کو قائم مقام اُس کا کرے اور اسی نیت سے آگرہ سے شادی آباد مندو مین آیا اور چاند خان سے مشورہ کرکے پھر آگرہ مین گیا جب یہ خبر سلطان بہادر گجراتی کو پہونچی ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ محبت اور اخلاص سے بہت تعجب ہوا کہ حرام خوار کو آپ نے چھوڑ دیا ہے کہ چاند خان کے پاس آن کر فتنہ انگیزی کرکے پھر آگرہ مین جاوے اتفاقاً رضی الملک ارکان دولت فردوس مکانی سے کچھ کلام کرکے دوبارہ شادی آباد مندو مین آیا اور پھر پلٹ کر آگرہ مین گیا لیکن اس مرتبہ شاہ بہادر کچھ زبان پر نہ لایا بلکہ سلطان محمود خلجی کی فکر مین ہوا جو زوال دولت خلجیہ آپہونچا تھا

سلطان محمود خلجی اُس کے تدارک کی فکر مین نہوا اور جس وقت رانا سنگا کی خبر فوت پہونچی اور اُس کا بیٹا رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شرزہ خان کو بھیجکر بعضے قصبات جیپور کو تاخت وتاراج فرمایا اور رتنسی جو کم توجہی اور رنجش سلطان بہادر کی سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم لاکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اُجین سے گذر کرکے سارنگ پور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اُس کے منھ بولے فرزند معین خان کو کہ دراصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا سو اس سے مدد کے واسطے طلب کرکے مسند عالی خطاب دیا اور سراپردہ سرخ جو بادشاہون کے لیے مخصوص تھا اس کو عطا کیا اور سلہدی پوربیہ کو بھی رایسین سے بلایا اور چند پرگنے اُس کی جاگیر قدیم پر اضافہ فرمائے اور سلہدی پوربیہ سلطان محمود خلجی سے متوہم ہوکر باتفاق معین خان کے رتنسی رانا کے پاس گیا اور وہان سے معین خان اور بھوپت ولد سلہدی پوربیہ دونون نے ہمراہ ہوکر سنبلہ کے حوالی مین شاہ بہادر گجراتی کے دربار مین جاکر اپنے ولی نعمت کی شکایت تحفہ مجلس کی سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان لودھی کو سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ حقوق اس سلسلہ کے مجھپر بہت ہین اور مسافت تھوڑی باقی رہی چاہتا ہون حضور مین پہونچکر مبارکباد سلطنت کہون سلطان بہادر نے جیسا کہ اُس کے وقایع مین مذکور ہوا جواب آدمیانہ دیا اور بکوچ متواتر آب کرخی کے کنارہ پہونچکر نزول کیا اور اس منزل مین رتنسی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلطان محمود سے شکایت کی اور رتنسی اسی منزل سے رخصت ہوکر اپنے مقام مین گیا اور سلہدی سلطان بہادر کی اُردو مین کہ امیدوار سلطان محمود کے آنے کا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود تیشۂ ناکامی اپنے پاے دولت مین مارکر ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکرون کے دفع کرنے کے بہانہ سے سوا اس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک دن شکار مین مشغول ہوکر گھوڑے سے گرا کہ اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اسے فال بد سمجھکر فسخ عزیمت کی اور شادی آباد مندو مین جاکر قلعہ داری کے سامان مین مصروف ہوا **بیت** چو تیره شود مرورا روزگار ۔ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ۔ سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے مایوس ہوکر شادی آباد مندو کی سمت راہی ہوا اور ہر منزل مین سلطان محمود خلجی کے ملازم فوج فوج آن کر اُس کے شریک ہوتے تھے اور شرزہ خان حاکم دہار بھی آس سے موافق اور ملحق ہوا اور جب ظفرآباد دھلیچہ مین پہونچا قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے لگائے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمی سے قلعہ مین متحصن ہوا ہر شب ایک بار جمیع مورچون پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین کے مدرسہ مین استراحت فرماتا تھا جب اسے اہل قلعہ کا نفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنے محلون مین جاکر عیش وطرب مین مشغول ہوا اور بعضے نیک اندیشہ اس بارہ مین جو اسے سمجھاتے تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور موقع ہے اُنھین یہ جواب دیتا تھا کہ اب انفاس واپسین کا سامنا ہے

چاہتا ہون انھین عیش و عشرت مین بسر کرون پھر شعبان کی نوین تاریخ ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین صبح صادق کے وقت نشان دولت بہادر شاہی افق قلعہ سے طالع ہوا اسی وقت چانڈ خان جو مایۂ فساد و نزاع تھا قلعہ سے نکلکر دکن کی سمت بھاگا اور سلطان محمود خلجی مسلح ہوکر مع ایک جماعت قلیل بہادر شاہ کے مقابل آیا اور طاقت مقابلہ کی اپنے مین نہ دیکھکر پلٹ گیا اور جو آفتاب دولت خلجیہ نے اوج بلندی سے پستی کی طرف میل کیا تھا باوجود فرصت اور قدرت قلعہ سے ولایت کے درمیان نہ گیا اور ہزار سوار لے کر اپنے حرم کے قتل پر آمادہ ہوا بیت چو بخت کسے رو نہد در زوال ۔ بچنگے گرآید کہ گردد وبال ۔ لیکن جس وقت محلون مین پہونچا ایک جماعت مانع ہوئی اور یہ فہایش کی کہ بہادر شاہ گجراتی تمھاری حفظ ناموس مین جیسا کہ چاہیئے کوشش کرے گا بہتر یہ ہو کہ قلعہ سے باہر نکل جاوین اور لشکر جمع کرکے دشمن کے دفع مین مشغول ہوون یہ ذکر ہوتا ہی تھا کہ بہادر شاہ گجراتی محلات کے گرد آپہونچا اور لعل محل کے کوٹھے پر برآمد ہوکر آدمی سلطان محمود کی طلب مین بھیجا سلطان اپنے سرداون کو چھوڑکر مع سات سوار بہادر شاہ کے پاس آیا سلطان بہادر شاہ نے اس کی تعظیم کے واسطے قیام کرکے معانقہ کیا اور سلطان محمود بہادر شاہ کے بیٹھنے کے بعد کچھ درشتی کرکے خاموش ہوا لیکن علامت تغیر بہادر شاہ کے بشرہ پر ظاہر ہوئی اور وہ حرف کہ اس کی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو ہم نے امان دی وہ سب اپنے مکان پر جاوین اور بعضے نسخون مین نظر سے گذرا کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی مقام عفو مین تھا جب سلطان محمود نے درشتی کی تب حکم حبس فرمایا اور جمعہ کے روز سنیچر دن پر شادی آبادمندو کے خطبہ پڑھا اور سنیچر کی رات کو سلطان محمود کے پانوٗن مین زنجیر ڈالکر مع سات بیٹون کے آصفخان کے حوالہ کیا کہ قلعہ جنیا نیر مین محبوس کرے وہ لے کر روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین ماہ شعبان کی چودھوین شب کو دو ہزار بھیل اور کولی منزل دھور مین آصف خان کے اردو پر شبخون لے گئے اور اسی لحظہ سلطان محمود نے نماز سے فارغ ہوکر سرہانے پر رکھا تھا کہ شور اور غوغا بلند ہوا جب بیدار ہوا بقصد گریز اپنے پانوٗن کی زنجیر توڑی اس درمیان مین نگہبان واقف ہوکے اور اس خوف سے کہ مبادا اس کے ہوا خواہ شبخون لائے ہون اور یہ ان سے ملحق ہوکر مملکت مین فساد برپا کرے اسی ساعت شہد بلا اس کے حلق زندگی مین ڈال کر شہید کیا آصف خان نے علی الصباح اسے غسل و کفن دے کر اسی مکان مین حوض دھور کے کنارہ مدفون کیا اور اس کے بیٹون کو محمد آباد جنیا نیر مین قید کیا اور عرصہ قلیل مین محمد شاہ بن ناصر الدین کے سوا جو بابر شاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اس خاندان سے کوئی وارث نرہا سلطنت خلجیہ مالوہ آخر ہوئی اور دولت اُن کے سلسلہ کی حکام مملکت گجرات مین منتقل ہوئی یہان تک کہ سنہ ۹۴۲ھ نوسو اکتالیس ہجری تک حکومت اس دیار کی اس جماعت کے قبضۂ اقتدار مین رہی بعد اس کے جیسا کہ مذکور ہوگا تھوڑے دن دست بدست ہوکر سنہ ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری مین اکبر شاہ کے قبضۂ قدرت مین ٹھہری اور بزرگون

نے سچ فرمایا ہی کہ دنیا مکارہ ہی سیاہ چشم اور بدکارہ ہی سفید چشم گندم نما ہی جو فروش اور عجوزہ ہے پرنیان پوش طالب اُس کا ابتدا مین خود رفتہ اور بیہوش رہتا ہی اور آخر کو غم واندوہ مین مبتلا ہوکر شور وخروش کرتا ہی ابیات

مشعبد جہانیست فرتوت سر	کند کار دیگر نماید دگر	بخواند بہر در براند بہ کین
بود کار او جادوان این چنین	ندانی چو خواندت کجا خواندت	ندانی چو راندت کجا راندت
نہ اول بکام تو بود آمدن	نہ آخر بہ کام تو باشد شدن	نہ بر کام دل زیستن چون توان
	میان دو ناکامی اندر جہان	

تذکرہ زوال دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کے تسلط اور غلبہ کا

اس طرح مرقوم خامۂ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کے سلطان بہادر شاہ گجراتی نے مملکت خلجیہ پر غلبہ پایا اور امرائے مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرۂ فرمانبرداری مین تھے انھین الطاف خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور سلہدی پوربیہ نے اس لیے کہ وہ سب سردارون سے پیشتر اُس کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اجین اور سارنگ پور اور رایسین جاگیر پائی اور آخر کو جیسا کہ طبقۂ گجراتیون مین بیان ہوا بہادر شاہ کے چنگ غضب مین گرفتار ہوا اس نے قلعہ رایسین مین اپنے تئین ہلاک کیا اور اُس کا بیٹا بھوپت حضور سے بھاگا سلطان بہادر شاہ نے اجین دریا خان لودھی کو اور رایسین عالم خان حاکم کالپی اور شادی آباد اختیار خان کو تفویض کرکے محمد آباد چنیانیر کی طرف عازم ہوا بعد اس کے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے جس وقت کہ گجرات کو فتح کرکے زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بندر دیپ کی سمت بھاگا آنحضرت نے شادی آباد مندو مین آن کر خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنے متعلقون کے سپرد کیا چنانچہ مذکور ہوا جب آگرہ مین تشریف لے گیا ملوخان بن ملوخان کہ غلامان خلج اور امرائے کبار سے تھا زور لایا اور بعد ایک سال کے لشکر چغتائی کے قبضۂ سے برآورد کرکے اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھیلسہ سے آب نربدہ تک متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور بھوپت اور پورنمل جو سلہدی پوربیہ کے بیٹے تھے قلعہ جیسور سے برآمد ہوکر قلعہ رایسین اور اُس نواح کو اپنے قبضہ مین لائے اور اطاعت سلطان قادر کی کرکے پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شیر خان افغان سور نے ایسے وقت مین کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اُس کے دفع کرنے مین مشغول تھا بنگالہ سے ایک فرمان پیشانی پر مزین بمہر وطغرا کرکے بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ جب سپاہ مغل بنگالہ مین آگئی ہی تو طریقہ اخلاص مقتضی ہی کہ آنغزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہوون یا فوج بھیجکر آگرہ کے اطراف

بین خلل اندازی کرین تو مغل سراسیمہ اور بدحواس اس ملک سے دست کش ہو وین اور ہمین ملک کشائی
کی فرصت ہووے قادر شاہ شیر شاہ سور کے فرمان لکھنے سے آشفتہ ہوا اور اپنے منشی سے یہ فرمایا
کہ تو بھی اس کے درجواب فرمان لکھکر اس پر ہماری مہر ثبت کرکے روانہ کر منشی نے اُس حکم کے موافق
عمل کیا یعنی فرمان لکھکر مہر پیشانی پر کرکے روانہ کیا اس صورت مین سیف خان دہلوی کہ اُس کا ندیم تھا
اور ہمیشہ ازروے گستاخی باتین راست بے تکلف عرض کرتا تھا وہ عرض پیرا ہوا کہ شیر خان
بالفعل بادشاہ بنگالہ اور جون پور ہی اور اس قدر سپاہ اور شوکت رکھتا ہی کہ شاہ دہلی کے مقابلہ
کو آیا ہی اگر وہ آپ کو فرمان لکھکر مہر اُس پر ثبت کرے بجا ہی قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ
بنگالہ اور جون پور کا ہی مین بھی افضال ربانی اور توفیق سبحانی سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہون جبکہ وہ
ہم سے طریق ادب جاری نہین رکھتا ہمین کیا ضرور ہی کہ اس سے بغرو تنی پیش آوین اور اُس کی
حرمت کی رعایت رکھین بعد اس کے کہ فرمان قادر شاہ کا شیر شاہ کے ملاحظہ مین گذرا وہ نہایت
طیش کھاکر آزردہ ہوا اور مہر کاغذ سے اکھاڑکر یادگاری کے واسطہ غلاف خنجر مین نگاہ رکھی اور
یہ کہا کہ انشاء اللہ تعالے ملاقات اور حضوری کے وقت سبب اس گستاخی کا استفسار کیا جاوے گا
اور بعد اس کے جبکہ شیر شاہ بادشاہ دہلی ہو گیا اور سواد اعظم ہندوستان اپنے تصرف مین لایا تو سنہ ۹۴۹
نوسو انچاس ہجری مین بہ قصد تسخیر مملکت مالوہ نہضت فرمائی جب وہ سارنگ پور کے اطراف مین پہونچا قادر شاہ
اُس بے ادبی سے زیادہ تر ہراسان ہوکر انجام کی فکر مین ہوا سیف خان دہلوی کہ مصاحب اُس کا
تھا اُس نے یہ نہانش کی کہ جو آپ اس کے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے مناسب یہ ہی کہ آپ بجناح
استعجال یکایک جاکر اُس سے ملاقات کرین قادر شاہ کو یہ راے پسند آئی اجمین سے بطور یلغار
سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور شیر شاہ سور کے دربار مین پہونچا دربانون نے حقیقت حال
عرض کی شیر شاہ افغان نے اُسے اپنے روبرو طلب کرکے خلعت خاص سے سرفراز کرکے
نظر الطاف اس پر حد سے زیادہ مبذول فرمائی اور پوچھا کہ کہان فروکش ہوا ہی کہا فلان مقام مین
پھر شیر شاہ نے اپنا پلنگ خاص مع جامہ خواب اور اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور پھر
دوسرے دن کوچ کرکے اجمین کی طرف متوجہ ہوا اور شجاعت خان کہ اُس کے مقربون سے تھا
اُسے حکم دیا کہ مہمان عزیز کی میزبانی سے خبردار رہنا اور اُسے جس شی کی ضرورت ہو سرکار سے دینا
اور جب وہ حضہ اجمین مین پہونچا شیر شاہ افغان نے سلطان قادر کے بخلاف توقع طمع اس ملک کی
کی اور اُسی وقت سرکار لکھنوتی اُسے دے کر حکم کیا کہ اپنے عیال اور متعلقون کو وہان بھیجکر خود
ہماری خدمت مین رہے قادر شاہ صحبت نئی اور رنگ تازہ دیکھکر نا چار اپنے عیال و اطفال کو اجمین
سے برآوردہ کرکے اس باغ مین جو اُردو اور قصبہ کے درمیان تھا فروکش ہوا اور اسی چند روز مین
معین خان سکندر خان میواتی کے منھ بولے فرزند نے بھی آن کر شیر شاہ کی ملازمت کی اور سکندر خان
خطاب پاکر جاگیر لائق سے سرفراز ہوا ایک روز قادر شاہ اپنے مکان سے شیر شاہ کے دربار مین

جاتا تھا اثنائے راہ مین چند مغلون کو جنھین پٹھانون نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گلگاری مین مشغول کرکے ہمیشہ اُس کی اُردو کے گرد خندق بناتے ہین اور جب سلطان قادر شاہ اُن کے قریب سے گذرا ان مین سے ایک شخص نے یہ مصرع پڑھا **مصرع** مرا ہے بین ہدین احوال و فکر خویشتن مسکین ہے قادر شاہ متنبہ ہوا اور اپنے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو بھی شیر شاہ کی ہمراہی اور رفاقت مین رہے گا یقین ہے کہ تجھے بھی بیلداری اور گلگاری کا حکم فرماویگا بہتر یہ ہے کہ اس کی رفاقت ترک کیجئے اور جان بچاکر تیشہ اپنے پانؤن پر نہ مارئیے اس کے بعد بھاگنے کی فکر مین ہوا شیر شاہ نے فوراً یہ امر دانائی سے دریافت کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادر شاہ کے حرکات اور سکنات بیجا سے مین نہایت آزردہ ہون اور مین خوب جانتا ہون کہ وہ مجھ سے وفا نکرے گا لیکن جو کہ وہ بے طلب میری ملازمت مین حاضر ہوا ہے اس واسطے مین اُسے گو شمالی نہین دے سکتا اب اس سے کچھ نہ کہو خواہ وہ خواہ بھاگ جاوے بعدہٗ اُسے گرفتار کرکے اُس گناہ پر مواخذہ کرین قضارا قادر شاہ فرصت پاکر بھاگا شیر شاہ نے ایک جماعت اس کے تعاقب مین نامزد فرمائی اور وہ اُن کے ہاتھ نہ آیا آخر پلٹ آئی شیر شاہ نے بدیہہ یہ مصرع پڑھا **مصرع** باما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی + اور شیخ عبدالحی بیٹا شیخ جمالی شاعر کا کہ شیر شاہ کے مصاحبین مین منتظم تھا اُس نے دوسرا مصرع کہا **مصرع** تو لیست مصطفے رالا خیر فی عبید۔ شیر شاہ افغان نے قادر شاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اُجین مین مقام کرکے ولایت مالوہ کو امرا پر قسمت کیا اور قصبہ اُجین اور سارنگ پور اور دیگر پرگنے شجاعت خان کو جاگیر دے کر اُس مملکت کا سپہ سالار کیا اور خود کوچ کرکے قلعہ رسن پور کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس کے فاصلہ پر سرائین اور مسافر خانہ تیار کرکے حکم کیا کہ مسافرون کو کھانا دیتے رہین اور جو شیر شاہ نے قادر شاہ کے مفرور ہونے کے بعد اس خیال سے کہ ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے اُسے قید کیا تھا اُس وقت نصیر خان اس کا بیٹا سیدھا اس سے لشکر جمع کرکے شجاع خان کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے اعوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار کرو تو ہم اوسے سکندر خان کے عوض قید رکھین اور اس تقریب سے اُسے زندان ستم سے رہا کرائین ہنگام اشتعال نائرہ قتال نصیر خان اور اُس کے بعضے نوکرون اور مصاحبون نے اپنے تئین شجاع خان کے پاس پہونچایا اور اس کا گریبان اور بال پکڑ کر کشان کشان اپنی فوج مین لا رہی ہوئے اس درمیان مین مبارک خان شیروانی نے اس حال سے آگاہ ہوکر بشجاعت اور تردد مردانہ شجاع خان کے پاس پہونچکر اسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشش مین ایک پانؤن اُس کا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اس پر غالب ہوا گھوڑے سے گرا نصیر خان کے آدمیون نے ہجوم لاکر اس کا سر تن سے جدا کیا چاہتے تھے کہ راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق راجپوتان تاخت کرکے اس پر چڑھا نصیر خان جو کچھ حق تردد اور مردانگی تھا بجالایا جو کہ فتح و نصرت کوشش سے میسر نہین ہوتی شہریت پائی اور ولایت

کونڈواڑہ مین پناہ لی اور شجاع خان کو کہ پانچ چوزخم منہ اور بازو اور گردن پر رکھتا تھا چادر مین ڈال کر دائرہ مین لے گئے ابھی اس کی زخم دوزی اور مرہم پٹی نہوئی تھی کہ حاجی خان حاکم دھار کا خط اس مضمون کا آیا کہ قادر شاہ مع جمعیت وافر پانسو سوار سے میرے مقابلہ کو آیا ہی اور آج کل مین آتش حرب شعلہ زن ہوا چاہتی ہی شجاع خان یہ سنتے ہی اُسی وضع سے پالکی مین بیٹھکر بطور تاخت دھار کی طرف متوجہ ہوا اور آخر رات کو اپنے تئین مع ڈیڑھ سو سوار حاجی خان کی اُردو مین پہونچایا اور حاجی خان کو کہ سوتا تھا بیدار کرکے اُسی وقت بنیاد جنگ قائم کی اور قادر شاہ کو شکست دے کر اس طرح گجرات کی طرف بھگایا کہ دوبارہ اُسے جنگ کا حوصلہ باقی نرہا اور شجاع خان کی روز بروز قوت اور شوکت بڑھنے لگی اور تمام سرزمین مالوہ بلا جنگ اس کے تصرف مین آئی اور جب شیر شاہ افغان سور نے قلعہ کالنجر مین سرمایۂ حیات کو آتش فنا سے جلایا سلیم شاہ افغان سور اُس کا قایم مقام ہوا اور وہ ہر چند کہ شجاع خان سے ناراض اور مکدر تھا اس کی طرف سے دل صاف نرکھتا تھا لیکن جو دولت خان منہ بولا فرزند شجاع خان کا مقرب درگاہ اور نہایت قرب اور منزلت رکھتا تھا اس کی دلجوئی کے واسطے التفات ظاہری سے دریغ نکرتا تھا اور اپنے باپ کے عہد کے موافق اس ملک کی زمام مہام اُس کے سپرد کرکے اس کے اعزاز واحترام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تھا یہان تک کہ عثمان خان نام ایک شخص ایک روز شراب پیکر دیوانخانہ مین اور حالت نشہ مین متواتر آب دہن فرش پر گرایا فراش مانع ہوا عثمان نے ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا اس سبب سے شور وغوغا بلند ہوا اور جب یہ ماجرا شجاع خان کے گوش زد ہوا فرمایا کہ اس سے چند گناہ سرزد ہوئے ہین اول یہ کہ اس نے شراب پی دوسرے اُس حالت مین دیوانخانہ مین آیا تیسرے فراش کو مارا یہ کہکر اُس کے دونون ہاتھ قطع کرکے چھوڑ دیا عثمان خان زندہ رہا اور گوالیار مین کہ سلیم شاہ افغان سور کا دارالحکومت تھا جاکر یہ ماجرا عرض کیا سلیم شاہ نے نے کچھ جواب نہ دیا اور بعد ایک مدت کے جب شجاع خان گوالیار مین گیا عثمان خان دوبارہ دادخواہ ہوا سلیم شاہ سور نے اُس سے یہ بات کہی کہ تو خود جاکر اپنا انتقام لے منقول ہی کہ جب یہ خبر شجاع خان کو پہونچی نہایت آزردہ ہوا اور کلمات بیجا اور حرف ناملائم خان کی نسبت زبان پر لایا غرضکہ ایک دن پالکی پر سوار ہوکر قلعہ گوالیار مین سلام کے واسطے جاتا تھا جب بتیا پول کے دروازہ پر پہونچا دیکھا کہ عثمان خان اپنے تئین پارچہ کہنہ مین لپیٹے ہوئے ایک دوکان مین بیٹھا ہی شجاع خان نے چاہا کہ اُس کا احوال پوچھے اور دلاسا دیوے کہ ناگاہ عثمان خان نے دوکان سے کود کر بہ نہایت چالاکی ایک ضرب شمشیر شجاع خان کے بدن پر رسید کی شجاع خان کے سپاہیون نے جو ستگان کے ہمراہ اردلی مین جاتے تھے فی الفور اُسے گرفتار کرکے قتل کیا پھر دیکھا کہ اس نے ایک ہاتھ لوہے کا بنا کر بجاے دست مقطوع نصب کرکے اُسی دست جعلی سے ایک ضرب ماری تھی شجاع خان پلٹ کر اپنے مکان پر گیا اور اس کے بیٹون اور عزیزون نے اس کی تبابر آوردہ کرکے دیکھا کہ اُسکے

بائین پہلو پر زخم خفیف پہونچا ہی اور سبب اس کا یہ تھا کہ عثمان خان کا ہاتھ قوت نرکھتا تھا زخم اوچھا پڑا تھا لوگوں نے دیکھکر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو کہا یہ برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ اس ماجرے سے آگاہ ہوا اور اعیان دولت کو اول مزاج پرسی کے واسطے بھیجا اور خود بھی ارادہ کیا کہ عیادت کو جاوے شجاع خان کو خبر ہوئی آنے سے مانع ہوا کس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ میرے عزیز و اقارب اور مصاحب عثمان خان کی جرأت کو جو طور مین آئی ہی سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرتے ہین ان کی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ کرتا تھا کہ مبادا فساد برپا کرین اور قصہ طول کھینچے سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہی اور سب پر یہ امر ظاہر ہی کہ کمترین نے اپنی جان کا لحاظ و پاس نکیا فقط چھتیس آدمیون کے اتفاق سے آپ کا علم دولت بلند کیا اور آپ بھی اگر زندہ بچا ایک نہ ایک روز آپ کے کام آؤنگا میری عرض یہ ہی کہ آپ قلعہ سے برآمدہ ہون انشاء اللہ تعالے بعد صحت بندہ خود ملازمت مین حاضر ہوگا اور جو شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا اور حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ اگرچہ شجاع خان اس کے امرا کے طرز کلام سے سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہتا ہی لیکن تحمل کیا اور دوسرے دن اُس کی پرسش کو جو گیا اور فتح خان شجاعخان کا سالا اور اس کے لڑکون کا ماموں جو نہایت قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اس کا پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اس نے جب دیکھا کہ سلیم شاہ سراپردہ کے قریب تنہا آیا ہی مارو مرید کی طرح اُس نے پیچ و تاب کرکے ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے بڑے بیٹے سے کہ جس کا نام میان بایزید اور مشہور بازبہادر تھا یہ ایما و اشارہ اس مقدمہ مین مشورہ کیا چنانچہ وہ بھی اس امر مین شریک ہوا اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی تو فتح خان کو اس بہانہ سے کہ گھوڑے پیشکش کے واسطے تیار کرے باہر بھیجا اور بعد ایک لحظہ کے سلیم شاہ سے التماس سعادت کی یعنے آپ یہان سے تشریف لے جائے اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیع نہ کیجئے گا بندہ ملاحظہ کرتا ہی کہ مبادا حقوق خدمت سالہا سال کے ضائع ہون اور علم دولت کا کہ اس محنت سے برپا ہوا ہی سرنگون ہووے الغرض شجاع خان نے چند روز کے بعد غسل کیا اور صدقے اور نذرین بہت مستحقون کو دے کر دوسرے دن سلیم شاہ کے سلام کو گیا چنانچہ سلیم شاہ نے سو گھوڑے اور سو بقچہ قماش نفیس بنگالہ کے اُسے انعام دیئے اور نہایت الطاف طور مین پہنچایا اور شجاع خان اس تملقات یعنے ظاہرداری کو نفاق سمجھکر اس مجلس کو جس طور سے ممکن ہوا بسر لے گیا اور اپنی منزل مین جاکر نوکرون سے یہ بات کہی کہ یہان سے اسباب اپنا لادکر کوچ کی طیاری کرو کہ ہم دوسرے مقام مین فروکش ہون گے یہان غلاظت اور عفونت بہت ہوگئی ہی بعدہ جب تمام ہمراہی اسباب لادکر مسلح ہوئے کوچ کا نقارہ بجاکر سوار ہوا گوالیار سے سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور سلیم شاہ افغان سور یہ حال مشاہدہ کرکے غضب مین آیا اور کچھ سپاہ اس کے تعاقب مین تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کرکے خود بھی اس کے پیچھے روانہ

ہوا اور شجاع خان سارنگ پور مین پہونچکر فوج کی فراہمی مین مصروف ہوا جب سنا کہ سلیم شاہ آتا ہی تغیر مکان کے اندیشہ مین ہوا لیکن بعضے آدمیون نے جنگ کی رغبت کی اُسنے جواب دیا کہ سلیم شاہ میرا ولی نعمت زادہ ہی مین اس سے ہرگز مقابلہ نکرونگا اور کوئی شخص میرے رفقا سے اس امر کا ارادہ نہ کرے جب سلیم شاہ بہت قریب آیا شہر سے برآمد ہوا اور اپنے اعیال واطفال لے کر بانسوا لی کی طرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو اپنے تصرف مین لایا اور عیسی خان سور کو مع بیس زنجیر فیل اور دو ہزار سوار کے بلدۂ اجین مین چھوڑ کر خود گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان نے باوجود قدرت اور استعداد کسی طرح کی مضرت ولایت مالوہ مین نہ پہونچائی اور سلیم شاہ افغان نیازی کے فساد کے سبب سے لاہور کی روانگی کا ارادہ رکھتا تھا دولت خان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اُس نے شجاع خان کے عفو گناہ کی استدعا کرکے شجاع خان کو دربار مین بلاکر ملازمت سے سرفراز کرایا سلیم شاہ نے قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچا اور ایک سو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک دست طشت اور آفتابہ طلائی مرحمت کیا اور ولایت رایسین اور سارنگ پور اور بعضے محال اور بھی اسے جاگیر دے کر سپہ سالار کیا اُس کے بعد سلیم شاہ قضاے الٰہی سے مرگیا اور مبارز خان عدلی اس کا قائم مقام ہوا اس نے بھی بدستور سابق ولایت مالوہ شجاع خان کے قبضۂ اقتدار مین سونپی شجاع خان نے وہ مملکت اپنے فرزندون اور اعوانون پر تقسیم کی اجین اور نولاہی دولت خان کو اور اُجالا اور رایسین اور بھیلسہ ملک مصطفے اپنے چھوٹے بیٹے کو ارزانی رکھا اور خود سارنگ پور مین دیوار امن پر پشت دے کر بیٹھا اور جب ایک مدت منقضی ہوئی سلطنت دہلی نے خلل قبول کیا اور ہر شخص نے گوشہ مین پناہ لی تو شجاع خان نے طرز شاہانہ اختیار کرکے چاہا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کرون لیکن فلک نے فرصت ندی اس کے چند روز کے بعد یعنی آخر ۹۶۲ھ نو سو باسٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی اور اسکا بڑا بیٹا بایزید جس کا خطاب بازبہادر تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ برس تھی اور قصبہ شجاول پور کہ اجین کے قریب ہی اسی کا آباد کیا ہوا ہی اور بھی آثار اور یادگار اُسکے مالوہ مین بہت ہین

بیان باز بہادر کے تخت مالوہ پر بیٹھنے اور تذکرہ اُس کی گرفتاری کا امراے اکبری کے ہاتھ مین

شجاع خان کے بعد فوت اُس کا بڑا بیٹا ملک بایزید ہندویہ سے سارنگ پور مین پہونچا اور آماشہ حشمت اور سلطنت پدر پر متصرف ہوا دولت خان اس کے ساتھ بمقام مکابرہ پیش آیا جو کہ وہ سلیم شاہ کے نزدیک معزز اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اُس کے ہواخواہ ہوئے میان بایزید نے اپنی والدہ کو مع ایک جماعت مردم عزیز کے دولت خان کے پاس بھیجا تو آپس مین مصالحہ کرکے صفائی بہم پہونچا دین بعد گفت وشنود بسیار یہ مقرر ہوا کہ سرکار اجین اور مندسور اور بعضے اور محال پر دولتخان متصرف ہووے اور سارنگ پور اور سیوا اس اور سردہی اور براہمہ اور بھلوارہ اور محال نما لصہ

شجاع خان میان بایزید کے متعلق ہون اور سرکار رایسین اور بھیلسہ اور محال جو اس نواح مین واقع ہین اسپر ملک مصطفےٰ قابض ہووے پھر بعد تقریر صلح میان بایزید بقصد غدر اوجین کی طرف متوجہ ہوا اور آدمیون کے درمیان مین کہتا تھا کہ مین ماتم پرسی کے واسطے میان دولت خان کے پاس جاتا ہون اور دولت خان خون گرفتہ اُس کے غدر سے غافل تھا آخر اس کے ہاتھ سے مارا گیا اور سر اُس کا سارنگ پور مین بھیجکر دروازہ پر آویزان کیا اس وقت اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا اور شہور سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنا نام باز بہادر شاہ رکھا پھر اس صوبہ کا انتظام کرکے رایسین کے سمت متوجہ ہوا ملک مصطفےٰ خان کہ شجاعت مین خصوصیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعدد کے بعد منہزم ہوا اور رایسین اور بھیلسا بھی باز بہادر کے تصرف مین آیا اس کے بعد کدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو اس کے بعضے سردار سلوک ناہموار کرتے تھے اُس وقت اُنھین گرفتار کرکے کنوئین مین ڈالکر ہلاک کیا اور خود کدوالہ الون کیطرف متوجہ ہوا اور بعد تردد کو مشش بسیار اُسے بھی فتح کیا لیکن جن دنون محاصرہ اور محاربہ مین مشغول تھا ایک گولی فتح خان کے جو باز بہادر کا ماموں تھا لگی اس کے صدمہ سے جانبر نہوا باز بہادر نے اُس کی جگہ اس کے بیٹے کو مقرر کرکے عزیمت سارنگپور کی کی اور چند روز کے بعد بہ قصد راجہ کنبھکہ مع لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اُس کی فوج کشی کی خبر رانی درگاوتی کو جو راجہ کنبھکہ کی زوجہ تھی اور وہ اپنے خاوند کے بعد فوت حکومت کرتی تھی پہونچی کوندوالون کو جمع کرکے پہاڑ کی گھاٹی پر پڑاؤ ڈال کر جنگ کی بنیاد ڈالی اور جو رانی کے پیادے زیادہ مورد ملخ سے تھے اطراف وجوانب سے تاخت لاکر باز بہادر کی اُردو کو گھیر لیا باز بہادر حیران ہوکر پسپا ہوا اور تمام ساز وسلب اور مردم نامی اور کارآزمودہ اس کے رانی کے ہاتھ اسیر آئے اور اکثر مارے گئے اور باز بہادر نے بہزار محنت ومشقت آپ کو سارنگ پور پہونچایا اور شکست کی اصلاح مین کچھ کوشش نہ کی بلکہ رفع کلفت کے واسطے عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور جو فن موسیقی مین کمال مہارت رکھتا تھا گانون کی صحبت اختیار کرکے تدبیر مملکت سے دست کش ہوا اور ایک عورت مغنیہ سے کہ روپ متی اُس کا نام تھا اور علم موسیقی مین بھی خوب ماہر تھی نہایت تعلق اور تعشق بہم پہونچایا اور شہرہ اُن کی عاشقی معشوقی کا تمام ہندوستان مین منتشر ہوا اور لحظہ بھر ایک کو بغیر دوسرے کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب خبر غفلت اس کی اکبر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور لشکر مالوہ کی پریشانی اور بے سامانی اس پر واضح ہوئی اُس ملک کی طمع کرکے ایک جماعت امرائے درگاہ کو بسرداری ادہم خان سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری کے آخر مین مالوہ کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا اور باز بہادر خواب غفلت اور بے شعوری سے اس وقت بیدار ہوا جب لشکر چغتائی ولایت مالوہ مین در آیا بعد خرابی بصرہ حرکت ندبوجی کا خیال آیا امرا اور لشکر کو اطراف سے فراہم کرنے لگا اتنے مین لشکر مغل سارنگ پور سے کوس بھر کے فاصلہ پر پہونچا سلطان باز بہادر نے خواب غفلت

سے آنکھ کھولکر عورتون کی صحبت برخاست کرکے معرکہ زرم کو مجلس بزم تصور کیا اور نہایت بے سامانی
سے میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مشتعل کرکے اول ہی حملہ بہادرون کی تاب
نہ لایا اپنے ممالک کی سرحد کی طرف بھاگا کہتے ہین کہ باز بہادر کے قسمت مین تمام عمر کا اندوختہ
یہی روپ متی وغیرہ پاتریان تھین لہذا غنیمت جنگ کے وقت ایک جماعت کو شہر سارنگ پور
مین مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ اگر شکست واقع ہووے اُن بیچاریون کے قتل مین اقدام کرین خلاصہ
یہ کہ جب باز بہادر نے شکست پائی تو اُس جماعت نے حکم کے موافق تلوارین میان سے
لے کر روپ متی اور بعضے اور ارباب نشاط خاصہ کو حالت اضطرار اور بدحواسی مین زخم لگائے اور
اپنی دانست مین اُنھین مردہ اور کشتہ کرکے دوسرے اہل حرم کے قتل کو متوجہ ہوئے اور
وہ عورتین روپ متی اور دیگر مغنیہ کا سانحہ سن چکی تھین ہر ایک جان شیرین کے خوف سے پشتیر
جدھر سینگ سمائے بھاگ گئین اور اس جماعت کو فرصت ان کی جستجو اور تلاش کی نرہی باز بہادر
شاہ کے بھاگنے کے بعد ادہم خان شہر مین داخل ہوا اور ایک جماعت زنان گریختہ کو دستیاب
کرکے اُن سے احوال روپ متی کا کہ شہرہ آفاق تھی پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ وہ پریزاد حورلقا
فلان محل مین مع اکثر ارباب نشاط شمشیر ظلم سے قتل ہوئی ادہم خان نے اُن کی تحقیق کلام کے واسطے
آدمی بھیجکر اُس کا حال دریافت کیا آخر کو یہ خبر پائی کہ روپ متی اور دو تین عورتین زخمی ہوئین
لیکن اُن کی حیات کا رشتہ تیغ جفا سے منقطع نہین ہوا ہے ادہم خان یہ مژدہ سنکر محظوظ اور مسرور
ہوا اور ازراہ فریب اُسے یہ پیغام حسرت انجام بھیجا کہ تو اپنی دوا دارو مین کوتاہی نہ کر بعد حصول شفا
اور اندمال زخمون کے تجھے بعزت و توقیر تمام باز بہادر کے پاس بھیجون گا روپ متی کا گلزار جان
اس نسیم بشارت سے شاداب اور تازہ ہوا قوت بے اندازہ حاصل ہوئی اس وقت زبان حال
عقیق لب کو ادہم خان کی دعا و ثنا مین گہر ریز کرکے اس بیت کے مضمون کے موافق
مترنم ہوئی **بیت** برین مژدہ گر جان فشانم رواست ✽ کہ این مژدہ آسایش جان ماست ✽ اس
کے بعد زخم اُس کے اس نوید کے مرہم سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کرکے ادہم خان کو یہ پیغام
بھیجا کہ اس تخیفہ کو مرہم لطف خداوندی سے صحت کامل ہوئی اور قوت رفتار بہم پہونچی ہے امیدوار ہون
کہ بہ مقتضاے الکریم اذا وعد وفا اگر مجھے باز بہادر کے پاس بھیجیے اور اپنے قول کو پورا کیجیے گا
مردہ صد سالہ کو زندہ کرکے اعجاز عیسوی ظہور مین پہونچائیے ادہم خان کی قوت طامعہ حرکت مین
آئی خود مغلوب نفس امارہ ہوکر یہ جواب دیا کہ اگر باز بہادر اکبر بادشاہ کا خاشیۂ اطاعت دوش پر
لے کر اس کی درگاہ کی طرف متوجہ ہوتا بلا توقف تیرا سوال مین قبول کرتا اب کہ وہ باغی اور شاہ
سے روگردان ہے اگر تجھے بادشاہ کے بے حکم اس کے پاس بھیجون اور یہ خبر سلطان کو پہونچے مزاج
اقدس کے خلاف ہوگا اور وہی محیل بعد اس معذرت کے آدھی رات کو آدمی اس کے مکان پر بھیجکر
طالب وصال ہوا اور روپ متی حیلہ ادہم خان کا سمجھ گئی جو کہ باز بہادر کے پنجۂ شہباز عشق مین گرفتار

اور عاشق زار تھی اور اُس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا دوسرے سے الفت اور موافقت نہ کرونگی وہ مقام حیرت مین ہوئی اور ادہم خان کے ایلچیون کے طرز کلام سے سمجھی کہ اگر تو اس امر کو قبول نہ کرے گی تو جبرًا اور قہرًا تجھے لے جاوین گے لہذا العجز والانکسار پیش آئی اور اظہار بشاشت کرکے کہا مجھے نواب صاحب کے پاس آنے مین کچھ عذر نہین اگر آنجناب آفتاب مثال ذرہ پروری فرماکر اس نحیفہ کے مکان پر تشریف لاوین اور رشک سلیمان مور بیچارہ کے مہمان ہون بعید از الطاف خداوندی نہوگا ایلچیون نے ادہم خان کے پاس جاکر یہ پیام بصد آب وتاب عرض کیا ادہم خان کہ جوان عیاش اور شاہد باز تھا یہ مژدہ روح افزا سنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا مہیا کیا اور بادشاہ کے خوف سے کہ ایسا نہو یہ خبر اسے پہونچے لباس بدل کر دو تین آدمی معتبر اپنے ہمراہ لے کر رات کو منزل مطلوبہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے مکان مین آیا اور اُسے تنہا پایا اس کی نوٹڈیون اور پرستارون سے پوچھا کہ وہ کہان ہی سب یک زبان ہوکر بولین کہ پلنگ پر استراحت کرتی ہی ادہم خان نہایت شوق سے اس کے پلنگ کے قریب گیا اور چادر اُس کے منہ سے کھینچکر دیکھا کہ خوشبو بہت مگر پھولون کے ہار گلے مین ڈال کر خواب مرگ مین سوتی ہی ادہم خان متحیر ہوا اور حقیقت حال اُس کے مقربون سے پوچھی سبھون نے یہ جواب دیا کہ جس دم آپ کے آدمی اُسے بلانے آئے تھے اور جواب سنکر پلٹ گئے تھے روپ متی اپنے بادشاہ باز بہادر کو یاد کرکے بہت روئی اور قدرے کافور اور تلی کا تیل پیکر بیٹھی جب اُس کا حال متغیر ہوا اٹھکر پلنگ پر لیٹ رہی ادہم خان نے اس کے حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہوکر اس کے دفن کفن کا حکم دیا اور اسی عرصہ مین ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور سنہ ۹۶۹ نو سو انھتر ہجری مین سلطان باز بہادر کی تنبیہ کے لیے فوجین لے کر سرحد مالوہ پر گیا سلطان باز بہادر نے تغلل خان حاکم برار اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہان پور سے ملتجی ہوکر کمک طلب کی اور وہ قبول کرکے سامان جنگ اور فراہمی لشکر مین مشغول ہوئے پیر محمد خان اس امر کو سمجھکر ولایت کی تاخت وتاراج مین مصروف ہوا اور برہان پور مین پہونچکر فتنہ وفساد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس درمیان مین حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ پیر محمد خان شروانی کے مدافعہ کو متوجہ ہوئے اور وہ بسبیل استعجال عازم معاودت ہوا اور اُنھون نے پیچھا کرکے پس ماندگان کے قتل وغارت مین تقصیر نہ کی پیر محمد خان اس طرح کہ داستان سلاطین دہلی مین تحریر ہوا ہی ہنگام گریز آب نربدہ مین ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کے تعاقب سے امرائے اکبری کو توقف مالوہ مین دشوار ہوا آخر کو نکل گئے اور باز بہادر دوبارہ تخت مالوہ پر متمکن ہوکر خیل وحشم کے جمع لانے مین مشغول ہوا لیکن ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبداللہ خان اوزبک جو امرائے اکبری سے تھا سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری مین مع سپاہ کینہ خواہ اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور باز بہادر کہ عیش وعشرت کا عادی تھا مشقت جنگ اپنے اوپر نہ گوارہ کرکے بلا جنگ اس مملکت سے

نکل گیا اور کام اپنے اوپر آسان کر کے مدت مدید مالوہ اور خاندیس اور دکن کے جنگلون اور پہاڑون کے درمیان سرگردان رہا اور لشکر مغل کے ساتھ حرب وضرب کرتا رہا آخر کو جب ترکش تدبیر مین کوئی تیر نرہا سپر مقاومت اور تردد پھینک کر استمالت نامہ دربار اکبر شاہی سے حاصل کر کے ملازمت مین فائز ہوا اور امرائے دو ہزاری کے سلک مین منتظم ہو کر زمانہ بآسودگی تمام بسر کیا یہان تک کہ اسی آستان پر عمر گرامی اختتام کو پہونچائی اور اسی طرح سے میان مصطفےٰ یعنی باز بہادر کا چھوٹا بھائی بھی اکبر شاہ کے پاس جا کر امارت کو پہونچا جس وقت کہ حکیم ابوالفتح افغانان یوسف زئی کے سر پر گیا وہان اس معرکہ مین مارا گیا باز بہادر کی مدت سلطنت مع تزلزل وانقلاب وسرگردانی صحرا و جبال کے سترہ برس سے کچھ زیادہ تھی سنہ ۹۷۸ نو سو اٹھتر ہجری سے اب تک کہ سنہ ۱۱۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہین مملکت مالوہ بادشاہ دہلی کے قبضہ مین شامل ہوتی ہے

فقط

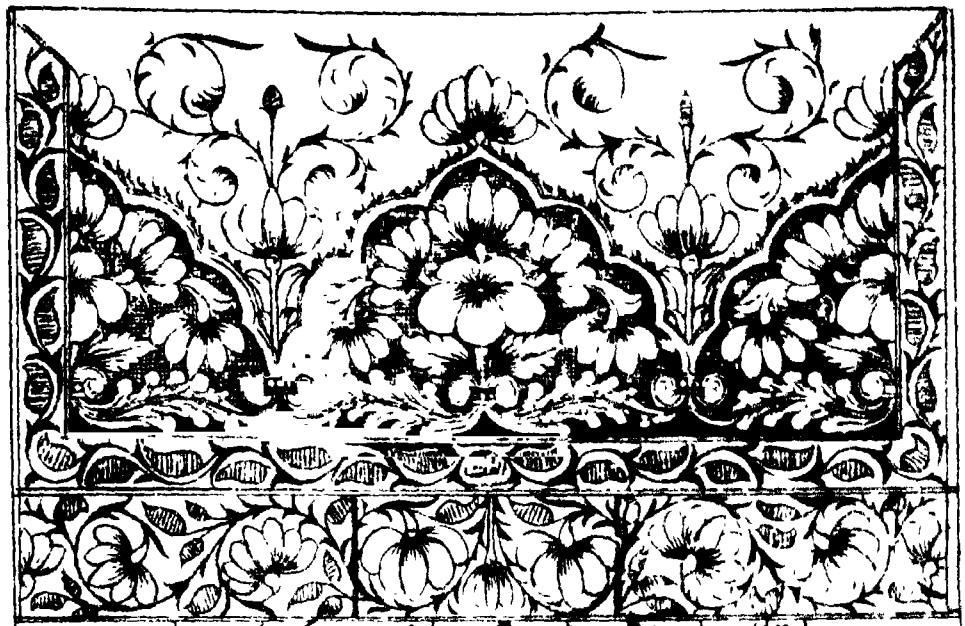

مقالہ چھٹا سلاطین فاروقیہ برہانپوریہ کے بیان مین

پہلے وہ شخص کہ اس خاندان سے ولایت خاندیس کی حکومت پر فائز ہوا ملک راجہ فاروقی تھا اُس کا باپ خان جہان فاروقی نام کئی پشت سے بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق کے امراے صاحب اعتبار سے تھا جب وہ مرگیا اسکا بیٹا ملک راجہ زمانہ کی گردش اور لیل ونہار کے تصرف و انقلاب سے درجہ امارت پر نہ پہونچا نہایت پریشانی اور افلاس مین عمر عزیز بسر کرتا تھا آخر بہ ہزار حیلہ اس نے اپنے تئین سلطان فیروز شاہ بار بک کے خاصہ خیل کے درمیان مین پہونچایا ایک گھوڑے کی سواری سے خدمت کرتا تھا اور قلت تنخواہ سے اوقات بعسرت تمام بسر کرتا تھا لیکن باوجود اس کے جو طبیعت اس کی شکار کی طرف نہایت مائل تھی ہرگز بے شکار نہین رہتا تھا اور وقت بے وقت اس کی اوقات اُسی مین صرف ہوتی تھی اس زمانہ مین کہ سلطان فیروز شاہ منڈو سے گذر کر کے گجرات مین آیا ایک روز شکارگاہ مین ایک جماعت مخصوصان سے ایک صید کے تعاقب مین جو وہ پندرہ کوس گیا اور بھوک کی شدت سے منتشر ہوا جو آبادی دور تھی اور اس کے ہمراہ کسی قسم کا کھانا نہ تھا بیتاب ہوکر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور دور سے ایک سوار کو دیکھا کہ چند کتے تازی اور کئی جانور شکاری ہمراہ رکھتا ہی اور صحرا مین شکار کے تعاقب مین پھرتا ہی سلطان جو کہ بھوک سے بے طاقت تھا اُس سے پوچھا کہ کچھ کھانے کی قسم سے تیرے پاس موجود ہی اس نے جواب دیا ہان یہ کہکر جو کچھ رکھتا تھا درویشانہ اس کے روبرو لایا اور ادب سے ایستادہ ہوا بادشاہ نے اُس مین سے کچھ تناول فرمایا اور اُس کے حسن گفتار اور آداب خدمت سلطان کو پسند خاطر آکے پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہی اُس نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض کیا کہ خان جہان فاروقی کا بیٹا ہون اور اس گم نام کا

نام ملک راجہ فاروقی ہی اور حضرت کے خاصہ خیل کے درمیان خدمت کرتا ہون بادشاہ جو خان جہان فاروقی کو بخوبی تمام جانتا تھا اور آج اُس کی حسن خدمت بھی پسند پڑی اپنے ایک مقرب سے فرمایا کہ جب مین بار عام کرون اسے میرے حضور حاضر کرنا الغرض چند روز کے بعد جب سلطان کی شرف ملازمت مین فائز ہوا سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ شخص دو حق ہم پر رکھتا ہی ایک حق آشنائی سابق اور دوسرا حق خدمت لاحق کہ شکار مین بجا لایا ہی یہ کہکر اسے دربار مین بمنصب دو ہزاری مقرر فرما کر جاگیر تھالیز اور کر وند کہ جو جملہ ممالک خاندیس سے دکن کی سرحد مین واقع ہی خصوصیت بخشی اور ملک راجہ ۷۷۶ھ سات سو چھتر ہجری مین اُس سرحد کو روانہ ہوا اور اس حدود کے بند وبست اور انتظام مین کوشش فرمائی اور راجہ بہارجی جس نے اُس وقت تک سلطان کا حلقۂ اطاعت اپنے زیب گوش نکیا تھا سے بزور شمشیر آبدار باجگزار کرکے پانچ ہاتھی کلان اور دس فیل خرد مع امتعہ نفیسہ اور نقود وافر اُس سے پیشکش لے کر فیلون کو بروش دکن زنجیر طلائی اور نقرئی سے مزین کرکے جھولین رنگ برنگ مخمل اور زربفت سے سراپا آراستہ کیا اور نقود خزانہ اور اقمشہ کو اونٹون پر بار کرکے اور انھین بھی پوششہاے مخمل اور زربفت سے سجکر بارگاہ سلطانی مین روانہ کیا اور جب اُس آراستگی اور زیبائی اور رنگینی کیساتھ بہارجی کی پیشکش ملاحظہ مین گذری نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا جو خدمت کہ حکام دکن کے متعلق تھی ملک راجہ نے پوری کی پھر فرمان منصب ہزاری اور لقب سپہ سالاری خاندیس اس کے نام تحریر فرمایا اور اُس کے طالع کے ستارہ نے عروج کرکے تھوڑے عرصہ مین بارہ ہزار سوار کارگزار انتخابی بہم پہونچائے جو محصول ولایت خاندیس اُنھین کفایت نکرتا تھا گوندوارہ اور دیگر راجاؤن کی ولایات پر تاخت لاکر اُن سے پیشکش لیتا تھا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ راے جاج نگر نے باوجود مسافت بعیدہ اُس سے طریق محبت اور اخلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت بازو کے سبب دستگاہ سلطنت بہم پہونچا کر غالب ہوا اور سلطان کے بعد وفات دلاور خان غوری نے حکومت مالوہ پر اختصاص پایا اور ان دونون کے درمیان مین نہایت دوستی اور تپاک کا مرتبہ بہم پہونچا تھا آپس مین برادرانہ اور سلوک برادرانہ کرتے تھے پیوند وصلت درمیان مین لائے ملک راجہ کی دختر ہوشنگ کے سلک ازدواج مین منسلک ہوئی اور دلاور خان کی بیٹی نصیر ولد ملک راجہ کے عقد نکاح مین آئی اور اس کے بعد سلطان مظفر گجرات کی حکومت پر فائز ہوا اور جب اسکی مملکت مین یک گونہ خلل ظاہر ہوا ملک راجہ فرصت اور موقع دیکھکر دلاور خان کی حمایت سے قوی پشت ہوا اور سلطان پور اور ندربار کو مزاحمت پہونچا کر مظفر شاہ گجراتی کا تھا نہ اٹھا دیا سلطان مظفر کو جنگ کفار مین مشغول تھا اُسے معطل رکھکر بسرعت تمام تر سلطان پور کے اطراف مین پہونچا ملک راجہ جو طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ تھالیز مین قلعہ بند ہوا اور ایک جماعت علما اور صلحا روقت کو متوسط کرکے شاہ مظفر گجراتی سے صلح کا طلبگار رہوا اور شاہ مظفر گجراتی کہ صاحب داعیہ اور اولوالعزم تھا اور حاکم

خاندیس اور مالوہ کے ساتھ سردار اپیش آنے والا تھا اس واسطے اُس نے صلح کی اور اتحاد و صداقت کے بارہ مین عہد اور پیمان درمیان مین لاکر گجرات کی طرف معاودت فرمائی ملک راجہ فاروقی بعد اس کے تعمیر ملک اور تکثیر زراعت مین مشغول ہوکر آخر عمر تک کسی طرف سوار نہوا جب مرض موت مین مبتلا ہوا اپنے بڑے بیٹے ملک ناصر کو ولیعہد کرکے خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اپنے شیخ زین الدین سے حاصل کیا تھا اسے دیا اور قلعہ تھالیز کو مع مضافات اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسوین تاریخ سنہ آٹھ سو ایک ہجری مین بجوار رحمت ایزدی واصل ہوکر شہر تھالیز مین مدفون ہوا اور بحر اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ سنہ ۱۰۱۵ ایک ہزار تیرہ ہجری مین بیگم سلطان ابراہیم عادل شاہ کی صاحبزادی کی سواری کے ہمراہ بیجاپور سے برہان پور مین آیا تھا خواجہ میرزا علی استرابادی سے جو بعد فتح قلعہ آسیر جائزہ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ لیتا تھا اس سے ایسی کتاب کا کہ مشتمل اُن کے وقایع پر ہو طالب ہوا جواب دیا کہ اس کتب خانہ مین ایسی کتاب نظر نہین آئی لیکن چند اوراق کہ مشعر اُن کی اصل و نسب تھے تاریخ جلوس اور موت ان کی اس کتاب خانہ کی کتابون مین دیکھکر اس کی نقل کی اور مخلص نے اُن اوراق کا مطالعہ کرکے دریافت کیا کہ ملک راجہ اپنے تئین خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہی اور اس نہج سے اپنے تئین ساتھ اُن کے پہونچاتا ہی ملک راجہ ابن خان جہان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین و برہان العارفین ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن فاروق عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید شیخ الاسلام والدین شیخ زین الدین دولت آبادی کا ہی اور اُس سے خرقۂ ارادت پایا اور اُس سے اُس کے بڑے بیٹے ناصر خان فاروقی کو جو اُس کا ولیعہد تھا پہونچا اور اسی طرح سے مدت دوسو سال اور کچھ زیادہ حکومت خاندیس کی اس خاندان مین رہی خرقۂ ارادت لبطنا بعد لبطن جو شخص ولیعہد ہوتا تھا اسے پہونچتا تھا یہانتک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان نے کہ ختم الملوک ہی وہ خرقہ پایا اور حکومت ملک راجہ کی اُنتیس برس تھی

ذکر ناصر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد مین اُس خاندان مین رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوئی اور اس فکر مین ہوا کہ مردم خوب جیسی کہ روش سلاطین کبار ہی بہم پہونچاوے اس واسطے ارباب فضل و کمال خاندیس مین جمع ہوئے اور ہر ایک کو اس نے علی قدر مراتب وظیفہ اور جاگیر دی اور اُن کے طفیل سے اُس خاندان مین بزرگی ظاہر آئی جیسا کہ ایندہ مذکور ہوگا اثنا سلطنت اور خطاب ناصر خان سلطان احمد شاہ گجراتی سے پاکر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھایا اور وہ آرزو کہ باپ اُس کا قبر مین لے گیا اُس کے

بیٹے کو حاصل ہوئی یعنے کامروا ہوا اور سراپردہ سرخ کرکے چتر سر پر لگایا اور قلعہ آسیر آسا اہیر کے تصرف سے برآورد کرکے شہر برہان پور احداث فرمایا اور قلعہ آسیر کا حال یہ ہے کہ ایک کوہ آسمان شکوہ پر بسی آسا اہیر جو خاندیس کے زمینداران معتبر سے تھا سکونت پذیر تھا اور اس کے باپ دادا سات سو برس سے گائے اور بھینسون اور مال کی حفاظت کے واسطے اس پہاڑ پر ایک قلعہ پتھر و مٹی سے بناکر زمانہ بسر کرتے تھے جب آسا آہیر کی نوبت آئی سامان اور دستگاہ اس کا حد سے افزون ہوا خلاصہ یہ کہ پانچ ہزار بھینس اور پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار گوسپند اور ایک ہزار گھوڑے اس کی سرکار مین بہم پہونچے اور عدو نوکرون کے جو خدمت اور نگہبانی مواشی کی کرتے تھے دو ہزار سے زیادہ تھے اور آدمی کو نڈوارہ اور رعیت خاندیس کے ہنگام ضرورت غلہ اور نقد جو کچھ انھین درکار ہوتا تھا اس سے قرض لیتے تھے اور اسی طریق سے اس حدود کے امرا کو جب احتیاج قرض یا گھوڑون کی ہوتی تھی اس کے پاس جاکر مقصد حاصل کرتے تھے اس تقریب سے آسا اہیر کا ایک چرواہا تھا مشا اہیر وقت سے ہوا اور کام اس کا اس انتہا کو پہونچا کہ جس وقت دو آدمی مین یا دو گروہ ہندو یا مسلمان مین کسی طرح کی نزاع ہوتی تھی یا کوئی مشکل پیش آتی تھا اس کے رجوع کرتے تھے تو وہ اپنی عقل اور کیاست سے تصفیہ کرتا تھا اور اس دیار مین قبل پہونچنے ملک راجہ فاروقی کے تھوڑے عرصہ کے بعد مملکت خاندیس اور مالوہ اور برار اور سلطان پور اور ندربار مین ایک قحط عظیم پڑا خلائق بیشمار قوت لایموت کے نہ ملنے سے ہلاک ہوئی حتے کہ کونڈوارہ وغیرہ مین کوئی اور بھیل سے زیادہ دو تین ہزار آدمی سے زندہ نرہے اور خاندیس کی بھی بہت رعایا ہلاک ہوئی جو لوگ کہ زندہ رہے آسا اہیر کے پاس پناہ لے گئے اور آسا اہیر کونڈوارہ مین دو ہزار انبار غلہ کے رکھتا تھا اس کے کارندون اور وکیلون نے غلہ فروخت کرنا شروع کیا اور قیمت اس کی آسا اہیر کے پاس بھیجتے تھے اور آسا اہیر کی عورت مخیرہ تھی اس نے اپنے خاوند سے یہ بات کہی کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمین مال دنیوی سے مالامال اور مستغنی کیا ہے اور ہمین احتیاج قیمت غلہ کی نہین ہے ایسا کام کرکہ جس سے دنیا اور آخرت کی بنا مضبوط ہووے آسا اہیر نے کہا وہ کیا ہے عورت نے کہا کہ دنیا کی مضبوطی منحصر اس پر ہے کہ اس پہاڑ پر ایک قلعہ گچ اور پتھر سے تیار کر اور آخرت کا استحکام اس مین ہے کہ جس قدر غلہ تیرے قبضہ مین ہے لنگر کرکے ہر روز کھانا پکا کر فقیرون اور محتاجون کو تقسیم کر آسا نے دونون امر قبول کئے ممالک اور اطراف خاندیس مین لنگر خانہ بنوائے اور قلعہ سابق کی چار دیواری قدیم مسمار کرکے ایک قلعہ گچ اور پتھر سے تعمیر کیا وہ مشہور بقلعہ آسا اہیر ہوا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے مخفف ہوکر اس کا نام آسیر رہا جب یہ خبر سلطان فیروز شاہ بارک کو پہونچی اس توہم سے کہ مبادا آسا اہیر اس قلعہ کی سنگینی سے مغرور ہوکر نشان مخالفت کا بلند کرے حاکم خاندیس کو فرمان لکھکر سرزنش کی کہ تو نے آسا اہیر کو کیون اس قدر مہلت دی کہ اس نے ایسا قلعہ بے نظیر پہاڑ پر بنالیا بعد اس کے اسے معزول کرکے ملک راجہ

فاروقی کو اُس ملک کی حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمانبردار رہا اور مریدانہ سلوک کرنے لگا اور ملک راجہ بھی اگرچہ اس قلعہ کی تسخیر کی فکر مین تھا لیکن چونکہ اُسکا مرہون احسان تھا اور علاوہ اس کے اس قلعہ کی تسخیر بحسب ظاہر جملہ محالات سے معلوم ہوتی تھی اس لیے اپنا ارادہ ظاہر نکرتا تھا مگر نصیر خان نے اس کے مرنے کے بعد تمام ہمت اُس قلعہ کی فتح پر مصروف رکھی اور ابتداے حکومت مین ایک تدبیر اندیشہ کرکے آسا اہیر کو پیغام بھیجا کہ راجہ بکلانہ اور انتور نے جمعیت بہت بہم پہونچائی ہی اور خداوند خان مرحوم ملک راجہ فاروقی کے زمانہ کے مطابق سلوک نہین کرتے ہین اور راجہ کھیرلہ کی تحریک اور اعانت کے سبب سرکشی حد سے کرکے اس ولایت پر تاخت لانے کے درپے ہوئے ہین اور قلعہ تھالیز پر ملک افتخار خان حسب وصیت پدر متصرف ہی اور قلعہ تلنگ کہ دشمنون سے نزدیک ہی اس پر اعتماد نہین رکھتا ہون اس واسطے چاہتا ہون کہ میرے عیال واطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دے تو باطمینان تمام دشمن کے مدافعہ مین مشغول ہون اور تیرا بھی ممنون احسان رہون آسا نے اپنی خوشی سے یہ امر قبول کیا اور قلعہ آسیر مین ایک مکان وسیع اُن کے رہنے کے واسطے مقرر کیا نصیر خان نے پہلے دن چند سواریان عورتون کی بھیجین اور ان عورتون سے یہ فہمائش کی کہ اگر عورتین آسا کی تمہاری ملاقات کو آوین اُن کی تعظیم وتکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا دوسرے دن دو سو ڈولیان بہم پہونچاکر دو سو مرد شجاع کارآزما مسلح مکمل کرکے ان مین بٹھاکر پردہ اُن پر ڈال کر یہ مشہور کیا کہ والدہ نصیر خان اور حرمین اس کے قلعہ مین روانہ ہوتے ہین اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیان قلعہ کے متصل پہونچین حکم کیا کہ دروازہ کھول دو دربان ہٹ جاوین جب ڈولیان احاطہ مقرری مین داخل ہوئین بہادران خونخوار یکبارگی ڈولیون سے برآمد ہوئے اور تلوارین میان سے لے کر آسا اہیر کے مکان کے سمت روانہ ہوئے قضارا آسا اہیر اُس کے بیٹے و بیٹیان نہایت غفلت مین مبارکباد کو آتے تھے قریب ہی ان سے دوچار ہوئے اُنھون نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اور اس کے بیٹون کو مقتول دیکھا بعجز وانکسار پیش آئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل وعیال کا ہاتھ پکڑکے قلعہ سے نکل گئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ تلنگ مین سنکر بطور تاخت قلعہ آسیر مین آپہونچا اور اُس قلعہ کی تیاری مین مشغول ہوا اور اُس کی شکست وریخت کو درست کیا اور اس واقعہ سے ایک سو تیس برس کے بعد شیر شاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اُسی طریق سے مسخر کیا تھا اور مشہور ہی کہ حکام فاروقیہ آسیر مین سے کسی نے آسا اہیر کے مال مین کچھ تصرف نہ کیا امانت نگاہ رکھا تھا یہان تک کہ اکبر بادشاہ اُس حصار آسمان اطوار کی فتح کے بعد امانت مذکورہ پر مع خزائن فاروقیہ متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دار الضرب یعنے ٹکسال مین بھیجکر گلوایا اور سکہ اپنے نام جاری کیا الغرض جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ نام وار نصیب ہوئی مخدوم شیخ زین الدین دولت آبادی سے نصیر خان کی مبارکباد کو خاندیش مین تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے

باتفاق فرزندان وخیل وحشم استقبال کے لیے روانہ ہوا اور تپتی کے کنارہ اس مقام پر کہ اب زین آباد واقع ہے ملاقات کی جب التماس قلعہ آسیر مین آنے کی کی شیخ نے فرمایا ہمین آب تپتی سے عبور کرنے کا حکم نہین ہے نصیر خان اجازت لے کر پلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہان پور واقع ہے خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے فروکش ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت مین مشرف ہوکر اُن کی فیض صحبت سے فیضیاب ہوتا تھا اور جب دو ہفتہ اس نہج پر گذرے شیخ موصوف دولت آباد کی مراجعت پر عازم ہوئے نصیر خان تواضعات عادی اور رسمی بجا لایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی سیمنت کے واسطے اگر آپ فلان قصبہ اور پرگنہ کو پسند فرمائین نہایت سرفرازی ہوگی شیخ نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا درویشون کو قصبہ اور پرگنہ اور وظیفہ سے نسبت نہین ہے جب مکرر عرض کی فرمایا اس ملک سے ہم فقط نام سے خوش ہین چنانچہ دریا کے اُس پار کہ سلاطین اور غازیان اسلام کے نزول کا مقام ہے ایک شہر بنام شیخ برہان الدین مع مساجد اور منابر بنا کرکے اپنا دارالملک بناؤ اور اس پار کہ فقیر مع درویشان وارد ہوا ہے قصبہ اور ایک مسجد تعمیر کرکے زین آباد نام رکھو تو اس تقریب کے سبب اسلام ان دونون قطعات مین رواج پاوے اور دونون درویش کا نام بھی مذکور رہووے نصیر خان فاروقی خوش حال ہوا فوراً حکم فرمایا امرا اور اعیان شہر برہان پور و قصبہ زین آباد کی تعمیر مین مشغول ہوئے اور شیخ نے فاتحہ مبارک بادی پڑھکر دوسرے دن دولت آباد کی طرف توجہ فرمائی اور عرصہ قلیل مین شہر اور قصبہ نہایت معموری اور آبادی کے ساتھ اختتام کو پہونچا برہان پور جیسا کہ شیخ کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا سلاطین فاروقیہ کا دارالملک ہوا اور اس کے بعد نصیر خان حکومت کے شغل مین مستقل ہوا اور جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ دو فقیر ایک کمل مین سمو دین اور دو بادشاہ ایک ولایت مین نہ سماوین نصیر خان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھالیز کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کے تصرف سے برآوردہ کرکے اُس ملک مین دعوی انا و لاغیری کا کرے اور یہ امر چونکہ بے مشورہ اور صواب دید سلطان مالوہ کے صورت پذیر نہوتا تھا سلطان ہوشنگ کو کہ اس کا سالا تھا اُس سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا اور اس کی تجویز سے اس کام کو اس طرح شروع کیا یعنے سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین قلعہ تھالیز کو محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سے متمسک ہوکر طالب اعانت ہوا اور احمد شاہ سامان سفر درست کرکے روانہ ہونے کی فکر مین تھا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار سوار لے کر نصیر خان کی کمک کو آن کر جنگ مین جلدی کی اور ابھی سلطان احمد شاہ گجراتی نہ آیا تھا کہ دونون نے اپنے حسن اتفاق سے قلعہ تھالیز کو سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین مفتوح کیا اور ملک افتخار کو قید کرکے قلعہ آسیر مین بھیجا اور نہایت تمکنت اور غرور سے یہ عزیمت کی کہ سلطان پور اور ندربار کو بھی اہالیان سلطان گجرات کے تصرف سے برآوردہ کرکے مالوہ مین شامل کرین مگر ہی کو شہباز کے شکار کا حوصلہ ہوا الغرض جب اس نیت سے وہ سلطان پور پہونچے اُس قصبہ کے جاگیردار ملک احمد حبیب نے قلعہ بند ہوکر عرض داشت مشعر کیفیت

حال شاہ احمد شاہ گجراتی کے پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنکر آتش غضب مشتعل کر کے مع سپاہ دریا جوش کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور ملک محمود ترک کو مع لشکر کثیر پیشتر بھیجا ملک محمود ترک کے قرب پہونچنے کی خبر ان دونون حریفون کو پہونچی غزنین خان اُسی شب کو کوچ کر کے مندو کی طرف راہی ہوا اور نصیر خان بھاگ کر قلعہ تھالیز مین در آیا اور ملک محمود نے قلعہ تھالیز تک بھاگ نہ موڑی اور آ کے محاصرہ کیا اور سلطان احمد شاہ نے سلطان پور مین آن کر نزول اجلال فرمایا نصیر خان مخمصہ مین پڑا اور اپنے تئین مثل ایک چڑیا کے شہباز کے چنگل مین گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی کے مقربون سے ملتجی ہو کر بصرف زر خطیر ان کو راضی کیا تو انھون نے بوقت فرصت اور ساعت سعید سلطان سے عرض و معروض کر کے ایسا کیا کہ اس نے قلم عفو نصیر خان کے جرائم پر کھینچا اور اس وقت تک اسے ملک نصیر کہتے تھے خطاب نصیر خان دے کر بعطاے چتر و سراپردہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نے پانچ ہاتھی مست اور چالیس گھوڑے تازی اور عراقی اور دیگر تحف و ہدایاے فراوان پیشکش کر کے اسے گجرات کی طرف روانہ کیا اور بعد چند سال کے احمد شاہ بہمنی نے ایک جماعت مردم معتبر سے برہان پور بھیجکر نصیر خان کی بیٹی اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاء الدین کے واسطے خواستگاری کی نصیر خان نے اس امر کو موجب تقویت جان کر قبول کیا اور بعد جشن و شادی اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو پالکی مین سوار کر کے محمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین راے کانھا ولایت جلواڑہ کا راجہ لشکر گجرات کے صدمہ سے بھاگ کر آسیر مین آیا اور چند فیل پیشکش کر کے اعانت طلب کی چنانچہ نصیر خان فاروقی نے اُس سے خلوت مین یہ بات کہی کہ مجھے لشکر گجرات سے خصومت کی طاقت نہین ہے تم سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہے یقین ہے کہ تمھاری مدد کر کے مملکت موروثی گجراتیون کے تصرف سے برآورہ کرے اور مین بھی اس بارہ مین اُسے مکتوب بھیجون گا کانھا بسبب ظاہر نصیر خان سے رنجیدہ ہو کر برہان پور سے روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جا کر داد خواہی کی سلطان احمد شاہ نے نصیر خان کے پاس لحاظ سے بعضے امرا اپنے کانھا کے ہمراہ کر کے جالوارہ کی طرف روانہ فرمائے اور وہ جب باتفاق کانھا بدربار کے اطراف مین پہونچے فتنہ و فساد مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی پھر بعد اس کے افواج گجرات پہونچی فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی در پے تدارک ہوا اور شہزادۂ علاء الدین کو مع فوج رزمخواہ روانہ کیا اور وہ جب دولت آباد مین پہونچا نصیر خان فاروقی اور راجہ کانھا اس کی ملاقات کو گئے جیسا کہ سابق مین مرقوم خامہ فصاحت رقم ہوا ہے غرضکہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب ہوا اور نصیر خان اور کانھا کوہستان کلند مین کہ ولایت خاندیس مین واقع ہے مفرور ہوئے اور جب لشکر گجرات نے خاندیس کو تاخت و تاراج کر کے مراجعت کی نصیر خان برہان پور مین آن کر ولایت کے انتظام مین مشغول ہوا اور ۸۴۳ آٹھ سو چالیس ہجری مین دختر نصیر خان نے اپنے شوہر علاء الدین کی بدسلوکی سے ناراض ہو کر نصیر خان سے شکایت کی اور

اس معاملہ سے اُن کے درمیان مین نزاع بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے نصیر خان سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری مین ولایت برار کی تسخیر کا عازم ہوا اور امرائے برار نے کہ اپنے صاحب سے نفاق رکھتے تھے یہ خبر سنکر نصیر خان کو بلا کر یہ بات کہی کہ تم اولاد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہو ہمارے زہے نصیب کہ آپ کی خدمت مین شہادت پاوین خان جہان سپہ سالار دکن و برار کا کہ رکن اعظم بہمنیہ تھا سردارون کے نفاق سے واقف ہوا اور قلعہ پرنالہ مین قلعہ بند ہو کر سلطان علاء الدین کے ملاحظہ مین ایک عرض داشت مشتمل بحقیقت حال بھیجی امرائے مخالف برار خطبہ نصیر خان کے نام پڑھکر محاصرہ مین مشغول ہوے سلطان علاء الدین نے بعد قیل وقال بسیار ملک التجار رعب حاکم دولت آباد کو سپہ سالار کر کے مع امرائے مغل نصیر خان کے مقابلہ کو بھیجا اور نصیر خان تاب مقاومت ملک التجار اپنے سے مفقود دیکھکر ولایت برار سے مع امرائے مخالف نکل گیا اور ملک التجار رعب اُس کا پیچھا کر کے برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر خان فاروقی جو طالب کمک سلطان گجرات سے ہوا تھا قلعہ تلنگ کی طرف راہی ہوا اور ملک التجار رعب برہان پور مین آیا تو عمارات عالیہ کے کھودنے اور آگ لگانے مین مصروف ہوا اور جب سنا کہ لشکر سلطان پور اور ندربار کا مع سپاہ مالوہ اس طرف آیا چاہتا ہے تو بطور تاخت تلنگ کی طرف روانہ ہوا تاکہ کمکیون کے پہونچنے سے پیشتر آتش کارزار مشتعل کرے اور جس روز کہ لڑائی ہونے والی تھی ملک التجار رعب بطی مسافت و راز مع تین ہزار مغل تیر انداز خستہ اور ماندہ ہو کر تلنگ کے اطراف مین پہونچا اور نصیر خان فاروقی نے موقع وقت دیکھکر انتظار کمک نہ کی بتعجیل تمام مع افواج آراستہ کہ بارہ ہزار سوار تھے میدان کی طرف روانہ ہوا اور شکست فاحش پاکر بیس ہاتھی نامی اور نیز اثاثہ حکومت چھوڑ کر بمشقت کمال قلعہ تلنگ مین پہونچا اور وفور رنج اور شدت غصہ سے بیمار ہوا اور چند روز کے عرصہ مین یعنے بتاریخ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور مرغ روح اُس کا باغ بہشت کی طرف پرواز کر گیا اور اُس کے بڑے بیٹے میران عادل خان نے تابوت پدر تھالیز مین بھیجکر اُس کے باپ کے پہلو مین مدفون کیا مدت اس کی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس روز تھی۔

ذکر میران عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میران عادل خان سلطان ہوشنگ کا بھانجا تھا اور بعد فوت پدر حکومت خاندیس پر متمکن ہوا اُس نے بھی ہمت ملک التجار کے دفع پر مصروف کی اور ایلچی بھیجکر امرائے گجرات کو بتعجیل تمام طلب کیا ملک التجار قلعہ تلنگ کے محاصرہ مین مشغول تھا کہ ناگاہ لشکر سلطان پور کی خبر قرب وصول سنکر دکن کی طرف گیا اور میران عادل خان امور سلطنت مین مصروف ہوا اُسکے بعد تین سال اور آٹھ ماہ اور تیئیس روز مہمات خلائق کے انجام دے کر جمعہ کے دن ماہ ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری مین بلدہ برہان پور مین شہید ہوا اور ملک اپنے بڑے بیٹے مبارک خان کو سپرد کیا کیفیت اس کی شہادت کی جو اس حکایات کے جامع پر ظاہر نہ تھی اس واسطے اس کی شرح سے معذور رہا پھر اُس کا

جنازہ تھالیز مین لے جاکر اس کے باپ اور دادا کی قبر کے متصل پیوند زمین کیا مصرع
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

تذکرہ مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومتکا

اسنے بعد فوت پدر سترہ برس اور چھ مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احدی ولایت خاندیس کی ریاست پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز بارھوین تاریخ سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین اس جہان بے بقا سے کوچ کیا اور اُس کا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین ہوا اُس کا جنازہ قصبہ تھالیز مین روانہ کرکے خطیرۂ فاروقیان مین دفن کیا

ذکر میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

اس کے استقلال کے موافق کسی حکام ماضیہ خاندیس نے فرمانروائی نہین کی کس واسطے کہ اُس نے اطراف کے راجاؤن سے بحکومت باج لیا اور مقدم کونڈوارہ اور گڈہہ نے اُس نے جادہ اطاعت مین قدم رکھا اور گروہ کولی اور بھیل چوری اور رہزنی سے باز آئے اور جو قلعہ کہ آسا اہیر نے کوہ آسیر پر بنا کیا تھا اس کے باہر دروازہ کی طرف ایک اور قلعہ احداث کرکے دوسرا دروازہ نصب کیا اب وہ قلعہ ایسا سنگین ہے کہ عقل اُس کے تسخیر سے انکار کرتی ہے اور ریک خیال کی مجال نہین کہ اُس کے اطراف مین قدم رکھے اور شہر برہان پور کے اطراف اور دریاے تپتی کے ساحل پر بھی ایک قلعہ احداث کرکے عمارات عالیہ تیار کروائے اکثر اوقات وہان تشریف لے جاتا تھا اور اپنا لقب سلطان جھاڑکھنڈی رکھا یعنے شاہ کوہستان جھاڑکھنڈ کہ زبان ہندی مین جنگل نہایت سخت کو کہ گذر انسان کا بدشواری ہوئے کہتے ہین اور کیفیت کوہستان جھاڑکھنڈی اپنے مقام مین بیان ہوچکی ہے اور جب اتالۂ شاہی اُس کا باپ دادا سے زیادہ ہوا مغرور ہوکر اُن کے خلاف عمل کیا اور پیشکش اور ایلچی سلطان گجرات کی درگاہ مین بھیجنا یک قلم موقوف کرکے نشان غرور کا بلند کیا جب سلطان محمود بیکرا کو یہ خبر پہونچی سنہ ۸۹۴ آٹھ سو چورانوے ہجری مین لشکر کثیر خاندیس کی طرف بھیجا امراے خاندیس نے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے پیش قدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی بلا جنگ اُن کے مقابلہ سے روگردان ہوکر قلعہ تھالیز اور آسیر کے قریب آن کر دم لیا اور سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس مین جاکر اُس کی خرابی اور ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور میران عینا فاروقی کہ قلعہ آسیر مین تھا اپنی سرکشی اور ستیزہ روئی سے نادم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعیان مملکت کو سلطان محمود بیکرا کے پاس بھیجکر باظہار اطاعت اور فرمانبرداری پیشکش کئی برس کی ارسال کی پھر حکام گجرات اس کی ولایت سے دست کش ہوکر گجرات کی سمت روانہ ہوے اس کے

بعد چھیالیس سال اور آٹھ مہینے اور بارہ دن سلطنت بفراغت تمام کرکے روز جمعہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ ۸۹۷ھ آٹھ سو ستانوے ہجری مین بہ جوار رحمت ذوالجلال واصل ہوا اور حسب وصیت برہان پور مین دولتمندون کے محل مین مدفون ہوا چونکہ اُس کے بعد فوت کوئی فرزند اُس کا نہ رہا تھا اُس کے بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی نے حکومت برہان پور پر اختصاص پایا

ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اسکے تخت پر جلوس کیا اور حسام اور یار علی کہ دو بھائی تھے اُنھین استقلال تمام حاصل ہوا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پاکر مہمات مالی وملکی مین مشغول ہوا اور ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین میران داؤد خان نے چاہا کہ بعضے پرگنات سرحد احمد نظام شاہ بحری پر متصرف ہووے جب یہ خبر اُسے پہونچی خود مع جمیع کثیر کوچ بر کوچ احمد نگر سے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر مین پناہ لی اور احمد نظام شاہ نے خاندیس کی تاراجی اور خرابی مین کوشش کی داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہوکر سلطان ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی اُس نے حق جوار اور ہمسائگی منظور رکھکر اقبال خان کو کہ امراے کبار سے تھا مع فوج بزرگ اُس کی کمک کو بھیجا اور وہ جب آسیر کے اطراف مین پہونچا نظام شاہ افواج مندو کی تاب مقاومت نہ لایا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اقبال خان نے چند روز برہان پور مین قیام کیا اور داؤد خان کو خطبہ سلطان ناصر الدین کی تکلیف دی اور وہ جو چارہ نہین رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خطبہ پڑھا کر اقبال خان کو رضامند کیا اور اُسے پیشکشہاے لائق مع دو ہاتھی کے دے کر شادی آباد مندو کی طرف رخصت فرمایا داؤد خان اس کے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز زمانہ عمر بسر کرکے غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ ۹۱۴ھ نوسو چودہ ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے متفق ہوکر اُس کے فرزند غزنین خان کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد دس روز کے ملک حسام الدین نے نہ معلوم کس وجہ سے اُسے زہر دے کر درمیان سے اُٹھایا اور جو داؤد خان فاروقی کے دوسرا فرزند نہ تھا اس واسطے احمد نگر مین نظام شاہ بحری کے پاس ایلچی بھیجکر خانزادہ عالم خان کو کہ سلاطین فاروقیہ کے احفاد سے تھا اور وہان رہتا تھا طلب کیا اور نظام بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے بمشورہ تخت برہان پور پر متمکن کیا اکثر امرا اور سردارون نے ٹپکا خدمت کا کمر جان پر باندھا لیکن ملک لاون کہ اُس دولت خانہ کے اعیان سے تھا عالم خان کی بادشاہی پر راضی نہوکر قلعہ آسیر اپنے تصرف مین لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر مین مخالفت کرکے قلعہ مذکور مین قلعہ بند ہوا اور جسوقت مین کہ غزنین خان دس روز کے حکومت کے گناہ کے سبب زندان لحد مین گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی نے کہ محمود شاہ

بیکرا کا نواسا تھا اور تھانیسر کی سرحد مین اقامت رکھتا تھا اپنی والدہ کے باتفاق شاہ محمود بیکرا کو اس مضمون کا عریضہ گجرات مین بھیجا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا مہمات حکمرانی مین نہایت فتور بہم پہونچا ہے اگر اس صورت مین باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہوگی الغرض شاہ محمود بیکرا نے درخواست اس کی قبول کی جو خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ بدون اپنی توجہ کے ظہور نہ پکڑیگا ناچار بہ نفس نفیس خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین نے مضطرب ہوکر بتعجیل آدمی احمد نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بھیجکر اس قدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنی بقصد اعانت برہان پور مین آئے لیکن جو محمود شاہ بیکرا نے اثنار راہ مین خبر جلوس خانزادہ عالم خان اور مخالفت ملک لادن کی اس کی نسبت سنی آب نربدہ کے کنارہ نزول کرکے ماہ رمضان وہان بسر کیا اور ماہ شوال مین آگے روانہ ہوا جب تھانیسر مین پہونچا عالم شاہ اُس قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار سلطان پور کے وسیلہ سے سلطان کی ملازمت کی اور قلعہ خالی کرکے ملازمان درگاہ کے سپرد کیا نظام شاہ اور عماد الملک نے حسب لشکر خاندیس کی دورنگی اور سیاہ گجرات کی شوکت دریافت کی صلاح توقف مین ندیکھی ہر ایک نے چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے پاس چھوڑکر کاویل کی راہ لی اور سلطان محمود بیکرا نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا افواج دکن جب اُن کی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کے بے رخصت کوچ کرکے اپنے سردارون کے پیچھے روانہ ہوئی اور ملک لادن کہ وہ بھی نصف مملکت خاندیس تصرف مین رکھتا تھا سب سے پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا اور آصف خان ملاقات کرکے اسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت مین لے گیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سنکر عالم خان کو دکن کیطرف بھیجکر خود بھی تھانیسر مین سلطان کی قدمبوسی کو گیا سلطان نے دونون پر عنایت شاہانہ مبذول فرمائی اور بعد عید الضحےٰ ساعت سعد اور طالع مسعود مین عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم ہمایون دے کر مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان مظفر دونون ایک ماں سے تھے اس کے عقد مین منعقد کرکے حکومت برہان پور پر اجلاس بخشا اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع بناس کہ ملک لادن کا جاے پیدایش تھا انعام دیا اور ملک ناکھا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار تھانیسر کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیکر اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور بیس لاکھ تنکہ نقد کہ مراد روپیہ سے ہے اُسے مدد خرچ کے واسطے مرحمت کیے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اُس کی خدمت مین چھوڑکر تھانیسر سے سلطان پور اور ندربار کی طرف متوجہ ہوا اور منزل اول مین ملک حسام الدین مغل کو شہریار خطاب دے کر رخصت انصراف فرمائی

ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایونی کی حکومت کا

جب عادل خان سلطان محمود اپنے جد مادری کی امداد سے سلطنت خاندیس پر متصرف اور متمکن ہوا بلا توقف تھالیز سے برہان پور مین آن کر بامور جہانداری مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہریار مغل اور عادل خان بسبب اس نزاع کے کہ ملک لادن خان جہان سے رکھتے تھے برہان پور سے تھالیز مین جا کر مقیم ہوئے اور بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ ملک حسام الدین نظام شاہ سے متفق ہو کر چاہتا ہی کہ عالم خان کو برہان پور کا والی کرے اور عادل خان جب اس ماجرے سے مطلع ہوا حسام الدین شہریار کو آدمی بھیجکر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا مع چار ہزار سوار برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور جب اس شہر کی نواح مین پہونچا عادل خان تین سو سوار گجراتی سے استقبال کر کے اسے اپنے مکان پر لے گیا اور خلعت دے کر لشکرگاہ کی طرف رخصت کیا دوسرے دن اپنے محرمون سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین جب دیوانخانہ مین آوے گا اُس کا ہاتھ پکڑ کے خلوت خانہ مین لے جاؤن گا پھر رخصت کے وقت دریاشہ گجراتی جو ہمارا سپاہی ہی ضرب کاری ملک حسام الدین کے سر پر رسید کرے اور اس کے قتل ہونے کے بعد آدمی اس کے جا بجا متفرق اور پریشان ہو جاوین گے یہ صلاح کر کے آدمی اُس کے بلانے کو بھیجا ملک حسام الدین کہ اپنی جمعیت پر نہایت مغرور تھا آیا اور بعد ملاقات کے بطریق مشورہ ملک حسام الدین کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خلوت خانہ مین لے گیا اور پھر کچھ ادھر ادھر کا تذکرہ کر کے رخصت فرمایا ابھی وہ سلام کر کے سیدھا نہوا تھا کہ دریاشہ نے ایسی تلوار اُس کے سر پر ماری کہ وہ خیار کی طرح دو پارہ ہوا جب ملک برہان عطاء اللہ گجراتی کہ اعظم ہمایون کا وزیر اعظم تھا اس امر پر واقف ہوا مع ایک جماعت گجراتیان سے کہ اُس کے ہمراہ تھی آن کر فرمایا کہ حرامخوارون کو مارو یہ سنتے ہی گجراتیون نے تلوار میان سے کھینچی ملک ماکھا المخاطب بغازی خان اور علاوہ اس کے اور بھی سردار جو ملک حسام الدین شہریار کے ہمراہ تھے بھاگے اور چار سو غلام حبشی اور گجراتی جو دربار مین حاضر تھے اُنھون نے اُن کا پیچھا کیا غازی خان اور بہت سے امرا اور سپاہی مارے گئے اور نصف ولایت جو تصرف مین رکھتے تھے برآورد ہوئی ابھی لشکر گجرات نہ آیا تھا کہ مملکت خاندیس دشمنی کے خس و خاشاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایون بعد اس واقعہ کے ایک روز قلعہ آسیر مین گیا اور ایک ساعت کے بعد برآمد ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گجراتی کو لکھا کہ ایکبار مین قلعہ کی سیر کو گیا تھا شیر خان اور سیف خان جن کے تصرف مین وہ قلعہ ہی مین نے انھین نفاق اور شیطنت سے خالی نہ پایا اور باوجود اس کے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونون سردار آپس مین متفق ہو کر درپی نفاق ہین اور ایک مکتوب احمد نظام شاہ بحری کو لکھکر خانزادہ عالم خان کو طلب کیا ہی اور بالفعل احمد نظام شاہ مع خانزادہ عالم خان اور اپنی افواج و فوج راجہ کالنہ کے سرحد پر آن کر مقیم ہوا ہی بندہ نے خان جہان اور مجاہد الملک اور امرا کے باتفاق جا کر قلعہ آسیر کو محاصرہ کیا اگر

نظام شاہ اس مخلص کی ولایت مین قدم رکھے گا مہمات قلعہ کو موقوف رکھکر اُس کی جنگ مین مشغول ہون گا شاہ محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاکر فوراً بارہ لاکھ روپیہ نقد اس کے واسطے ارسال فرمائے اور دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امرا کو سامان جنگ درست کرکے روانہ کیا اور اس کے در جواب لکھا کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے ہنگام ضرورت مین خود بہ نفس نفیس متوجہ ہونگا احمد نظام شاہ بحری کہ ایک غلام شاہان دکن سے ہی اُسنے اسقدر قوت کہان سے بہم پہونچائی کہ اس فرزند کی ولایت مین قدم بڑھاکر درپی مضرت رسانی ہوا اور نظام شاہ کے ایلچی کو بھی گجرات گیا تھا خوب دھمکایا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھکر اپنی ولایت کی طرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک یوسف المخاطب بہ سیف خان عہدہ ان لے کر قلعہ سے برآمد ہوا اور ولایت کاویل مین جاکر دم لیا اور عادل خان فاروقی المخاطب باعظم ہمایون نے بعد پہونچنے لشکر گجرات کے راجہ کالنی کے اوپر کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جاکر بعضے دیہات اور قریون کو تاخت و تاراج سے خراب کیا اور کالنہ کے راجہ نے پیشکش دی اس وقت عادل خان نے لشکر گجرات کو رخصت کرکے آسیر کی طرف مراجعت کی اور ۹۲۳ھ نوسو تیئیس ہجری مین ہمراہ اپنے ماموں شاہ مظفر گجراتی کے شادی آباد مندو مین جاکر خدمات شائستہ پیش پہونچائین اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات مین بہ تفصیل تحریر ہوچکی ہی لہذا مصنف اس کی تکرار مین نہین مشغول ہوا اور ۹۲۶ھ نوسو چھبیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہوکر ماہ رمضان کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو اس سرائے دو روسے انتقال کیا اور ایام اُس کی حکومت کے انیس ۱۹ برس تھے من بعد بیٹا اس کا میران محمد شاہ فاروقی کہ بھانجا بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنے والد کی فوت کے بعد تخت برہان پور پر جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہی سلطنت گجرات پر بھی فائز ہوا لفظ بادشاہ اس پر اطلاق ہوا اور یہ شخص اول اُس خاندان سے ہی کہ جس نے خطاب شاہی پایا اور اس عرصہ مین جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعہ ماہور اور بعضے پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوئی تھی عماد الملک وسیلہ میران محمد شاہ کے سلطان بہادر شاہ سے ملتجی ہوکر طالب صلح ہوا بہادر شاہ گجراتی نے عین الملک حاکم ٹین کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو بخوبی حال دریافت کرکے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرائے برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اس سال عماد الملک کے ساتھ صلح کی اور عین الملک جب اپنے مقام پر پلٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر مین ہوا اور قلعہ ماہور کو مع بعضے پرگنے اور قصبات برار اپنے تصرف مین لایا اور عماد الملک عاجز اور نہایت مغلوب اور زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کے واسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی ۹۳۴ھ نوسو چونتیس ہجری مین سامان

حرب درست کرکے مع فوج علاء الدین عماد شاہ کی مدد کے واسطے دکن مین آیا اور بہ اتفاق عماد الملک دریاے گنگ کے کنارہ برہان نظام شاہ بحری کے مقابل آن کر صف آرا ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو شکست دے کر اُس کے لشکر کو پراگندہ کیا اور باتفاق عماد الملک قرار فتح اپنی نسبت دیکھکر ازروے بے پروائی معرکہ مین ایستادہ ہوا جو کہ ان کی فوج کسی قدر تعاقب مین اور ایک جماعت تاراج کے واسطے روانہ ہوئی تھی اور برہان نظام شاہ بحری شکست کے بعد ایک دیہہ کی پناہ مین ایستادہ تھا مع تین ہزار سوار پلٹ کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کو مہلت خیل وحشم فراہم کرنے کی نہ دی قریب شام حملہ آور ہوا تائید ایزدی سے دونون کو معرکہ سے ہزیمت دی اور دونون کے اثاثہ سلطنت پر کہ فیل و توپخانہ وغیرہ سے مراد ہے متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کرکے بہت سے پس ماندون کو تہ تیغ کیا اور عماد الملک بحال عجیب اس مخمصہ سے کاویل کی طرف اور میران شاہ فاروقی آسیر کی سمت مفرور ہوئے اور مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور جو کہ دونون نے امداد کے بارہ مین نہایت الحاح اور حد سے مبالغہ کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سپاہ رزمخواہ برہان پور کی سمت آیا اور باتفاق میران محمد شاہ فاروقی ولایت برار مین داخل ہوکر جب جالنہ پور مین پہونچا اس ملک کی طمع دامنگیر ہوئی اور چاہا کہ کسی ڈھب سے مملکت برار کو عماد الملک کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے متعلقون کے سپرد کرے اور خود دار الملک احمد نگر کی سمت عازم ہوکر اس ولایت کو بھی برہان نظام شاہ بحری سے چھینکر اُس کا خطبہ اپنے نام پڑھے عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت شرمندہ ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کی اور میران محمد شاہ نے یہ جواب دیا کہ خود کردہ را علاجے نیست ایسا کام نہ کرنا چاہیے تھا جس کا یہ انجام واقع ہوا اور اب صبر و تحمل کے سوا کوئی تدبیر نہین ہے اتفاقاً انھین دنون مین کوئی ایسی تقریب ہوئی میران محمد شاہ نے معروض رکھا کہ مملکت برار سلطان سے علاقہ رکھتی ہے اس مملکت مین استقامت سے کچھ فائدہ نہین صلاح دولت یہ ہے کہ خطبہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر عماد الملک کو نوکرون کے سلک مین منتظم کرکے احمد نگر کی طرف تشریف لے جاوین اور اُسے بھی فتح کرین سلطان کو یہ رائے پسند آئی پھر برار مین خطبہ اپنے نام پڑھا اور عماد الملک کو ملازم کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اُس مقام سے ساتھ اس تقریب کے کہ مشروحًا اپنے مقام مین لکھا گیا ہے دولت آباد کی سمت گیا اور میران محمد شاہ کی حسن تدبیر سے بہادر شاہ نے تسخیر مملکت نظام شاہ اور عماد الملک سے دست کش ہوکر معاودت کی اور ۹۳۲ھ نو سو سینتیس ہجری مین سلطان بہادر نے مالوہ کی تسخیر کی عزیمت کی میران محمد شاہ طلب کے بموجب اس کے پاس گیا اور بلدۂ مندو کے لینے مین بہت کوشش کی اور اُسے فتح کرکے رخصت ہوا اور اسی سال برہان پور کی سمت معاودت کی اور برہان نظام شاہ ممالک مالوہ کی تسخیر کی خبر سنکر نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو برسم رسالت برہان پور بھیجا تو طریق مصادقت جاری کرکے دروازہ خصوصیت کے مفتوح کرے بہادر شاہ گجراتی دوسرے برس

یعنے ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین برہان پور مین تشریف لایا جیسا کہ وقایع دکن و گجرات مین بیان ہوا اور میران محمد شاہ کی مساعی جمیلہ سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر کے درمیان لوازم صداقت غائبانہ قرار پائے اور برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے کہنے سے سلطان بہادر کی ملاقات کے واسطے برہان پور گیا سلطان اُس کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا چتر اور سراپردہ سرخ اور خطاب نظام شاہی اُسے عنایت فرما کر یہ ارشاد کیا مین نے دشمن کو سلطنت سے اُٹھایا اور دوست کو شاہ بنایا اس کے بعد برہان نظام شاہ کو خوش دل اور کامیاب احمد نگر کی طرف روانہ کیا اور خود پھر ولایت مالوہ مین گیا میران محمد شاہ نے پھر اُس کی ہمراہی کر کے خدمات شائستہ مین تقصیر نہ کی اور قدر رخصت حاصل کر کے برہان پور مین آیا جس وقت سلطان بہادر قلعہ چیتور پر گیا میران محمد شاہ سامان سفر درست کر کے اُس کے پاس پہونچا اور جس دم کہ سلطان بہادر ہمایون بادشاہ کے مقابلہ سے مندو کی طرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور جبکہ مندو سے چنیا نیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر کی طرف رخصت فرمایا اور جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ نے گجرات کو مسخر کیا ایک معتمدان درگاہ سے آصف خان نام کو احمد نگر مین برہان نظام شاہ بحری کی استمالت کے لیے بھیجکر پیشکش کا طالب ہوا اُس کے بعد ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہان پور گیا میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر اُس امر کی تدبیر اور اپنی رہائی کے بارہ مین مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نے حقوق سابق کی رعایت کر کے ایک عریضہ شاہ طاہر جنیدی سے لکھوا کر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے پاس کہ برہان پور کے اطراف مین پہونچا تھا ارسال کیا اُس کا ترجمہ حرف بہ حرف یہ ہے بندہ دولتخواہ لاکلام برہان نظام بعد ادائے لوازم اطاعت اور شرائط انقیاد کے کہ بندگان صمیمی پر واجب و لازم ہے آئینہ رائے گیتی نما پر ظاہر اور باہر کرتا ہے کہ جب تک معمار خانۂ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ ارکان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کے آمیزش قصور سے نگاہ رکھے اور جب تک چارہ ساز حقیقی سلاطین بنی آدم کی طبیعتون کو ساتھ نفاذ فرمان یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط کے ارتکاب ظلم و جور سے محفوظ رکھے ہمیشہ حضرت عالی کا بنائے قصر سلطنت اور میدان سراے خلافت سلاطین نامدار کا جاے قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور ماوا ہو جو مقصد یہ ہے کہ اس ادقات مبارک آیات مین فرمان ہمایون قال سراپا سعادت و اقبال طغراے امانی و امال سے مزین ہو کر دیوان قضا جریان سے مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ ہمچشمون مین ممتاز ہین اس کمترین درگاہ اور صادق الاعتقاد بے اشتباہ کے نام صادر ہوا تھا مراسم مباہات اور لوازم افتخار کے ساتھ اس کو سر و چشم پر رکھا اور قسم قسم کے استمالت شاہانہ اور اصناف عنایات خسروانہ کہ اس سے مستفاد تھے مطمئن اور مستمال ہو کر مستعد بحصول مقصود اور متوجہ فرمانبرداری کا تھا کہ عالی جناب محمد خان فاروقی المخاطب بہ میران محمد شاہ سے کہ آبا و اجداد سے منتظم سرداری ولایت

برہان پور اور آسیر کا ہو مکاتیب صادر ہوئے سب مکاتیب کے مضمون سے اس کا حسن عقیدہ و کمال ارادت نواب کامیاب کی ساتھ تھا اور حضور کی نواب خدام کی طرف سے انواع الطاف کا شکریہ تھا ولیذیر خاکسار ہوئے عالم پناہ شمہ از احوال عریضۂ خان مشار الیہ سے مقربان مجلس اعلے پر واضح اور لائح ہوگا اور جو اس دولت خواہ اور عالی جناب مشار الیہ کے درمیان رابطۂ الفت قدیمی تھا اس سبب ہاتھ عجز اور محتاجی کا موقف مطلب مین اٹھا کر زبان عجز بیان سفارش کے واسطے کھول کر التماس کرتا ہو کہ جس طور سے تمام سلاطین سابقہ اور خواقین صاحقہ جو دریا دہمانگیری اور کشور کشائی ہوئے ہین خصوصاً آن حضرت کے اجداد کرمت شعار معدلت آثار کتابہ کاخ سلطنت کار قوم مناقب اور مآثر سے اُن کے آراستہ ہو اور عصا بہ تاج خلافت کا اُن کے رسوم مجاہدہ سے پیراستہ ہو حضور بھی آیہ کریمہ فاعفوا واصفحوا حتے یاتی اللہ بامرہ کو راے جہان آرا کے پیش نظر فرما کر اس دولتخواہ و اُس کے ساتھیون کی تقصیرات اضطراری اور لغزشہاے بے اختیاری کو مراحم ذاتی اور مراسم مکارم جبلی سے معاف فرماوین اور عنایات بے پایان سے نواب کامیاب کو اشارہ فرماوین کہ دست تصرف اُس کی ولایت مقر سے باز رکھکر دریغ از دیاد عنایت اور مزید رعایت ہون تو اُس طریقہ ستودہ مین اپنے اجداد اور اسلاف کی اقتدا فرما کر حکام اطراف کے دل مسرور کرتے رہین امید کہ یہ معنی کمال خلوص اور دولت خواہی پر محمول ہو کر صورت اس التماس کی ساتھ حسن قبول کے مزین ہووے اور کوئی دوسرا امر خاطر اشرف والے مین مرکوز نہووے سواے اطاعت اور فرمانبرداری کے دوسرا امر ظہور مین نہ آویگا اور ہر حال مین حکم اعلی بسر و چشم ہو اس کے بعد برہان نظام شاہ بحری اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ جب بقصد امداد میران محمد شاہ فاروقی مقام سرکشی مین ہوے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے میرزاؤن کی بے اتفاقی سے اور شیر شاہ افغان کی بغاوت سے صلاح وقت نہ دیکھا خاندیس کو تاخت و تاراج کر کے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان بہادر بندر دیپ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا جنت آشیانی بعضے امور کے سبب شادی آباد مندو سے آگرہ کی سمت روانہ ہوا شاہ بہادر شاہ گجراتی نے میران محمد شاہ فاروقی کو واسطے نکالنے امراے مغل کے ولایت مالوہ سے تعین کیا میران محمد شاہ فاروقی برہان پور سے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق ملو خان شادی آباد مندو کو امراے چغتائی یعنے مغل سے برآوردہ کر کے ابھی ولایت مالوہ مین تھا کہ سلطان بہادر گجراتی اہل فرنگ کے ہاتھ سے شہد شہادت چکھکر دار رضوان کی طرف خرامان ہوا اور جو کہ وہ لاولد تھا سلطان بہادر کی والدہ نے جمیع امراے گجرات کو جمع کر کے میران محمد شاہ فاروقی کو شاہ بنا کر غائبانہ سکہ اور خطبہ گجرات کا اس کے نام کر کے لفظ شاہ کا اُس کے نام مین داخل کیا اور یہ وہ شخص ہو کہ اول جس نے اُس سلسلہ مین خطاب شاہی پایا اور جب امراے گجرات نے چترا اور تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا اُس کے واسطے مالوہ مین بھیجا اور التماس قدوم کی میران محمد شاہ فاروقی نے تاج شاہی زیب سر کر کے گجرات کی روانگی کی تیاری کی قضارا بیمار ہو کر ذیقعدہ کی تیرھوین

تاریخ ۹۶۳ نو سو تینتالیس ہجری مین دار القرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اس کا تابوت برہان پور مین پہونچاکر عادل خان فاروقی کے خطیرہ مین دفن کیا اور جو اسکا کوئی فرزند بادشاہی کے لائق نہ تھا اس واسطے اُسکے منجھلے بھائی میران مبارک شاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہان پور مین سنی چند روز سوگوار رہکر باتمام وہی مین مشغول ہوا جو میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کے لائق نہ تھا امرا اور اعیان مملکت نے اتفاق کرکے اُسے تخت پر بٹھایا اور میران مبارک شاہ نے حکومت پر اشتغال کرکے سلوک خوب اختیار کئے اور امرائے گجرات نے احمد آباد کی شاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شاہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب جان کر اختیار خان کو بطلب اس کے خاندیس مین بھیجا کس واسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور جس کو اس نے اپنے ایک قلعہ مین قید کر رکھا تھا اور اُس کے احوال سے باخبر اور ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہان پور مین پہونچا اور محمود شاہ گجراتی کو طلب کیا یہ ان مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امرائے گجرات مضطر اور ناچار ہوکر مجھے وہان کی بادشاہی پر منصوب کرین گے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے مین تامل کیا اور اعیان گجرات یہ امر سمجھکر بکمال تمام جنگ پر آمادہ ہوکر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوئے میران مبارک خان فاروقی نے حسب فرمایش خیر اندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اختیار خان گجراتی کے ہمراہ جو اس کی طلب مین احمد آباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اسی عرصہ مین عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلامون سے تھا بھاگ کر برہان پور مین آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر بمقام معادنت مین ہوا اور عماد الملک نے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کئے اور دریا خان سلطان محمود کو ابھارکر بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد مین دونون مین جنگ عظیم ہوئی میران مبارک شاہ شکست کھاکر قلعہ آسیر مین در آیا اور عماد الملک مندو کی طرف بھاگ کر قادر شاہ کے پاس پناہ لے گیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج و غارت مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے بمجبوری پیشکش بہت دے کر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت مین گیا اور بعد ایک مدت کے صاحب اقتدار ہوا قصبہ ندربار اور سلطان پور میران مبارک شاہ کو دیا اور اُس کے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ مین سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین قید تھے سلطان محمود نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید یزدانی سے مین گجرات کا بادشاہ ہون گا تجھے قصبہ ندربار ارزانی رکھون گا اس واسطے عہد و قول پر وفا کرکے ایام سلطنت مین ندربار کو اُس کے تصرف مین چھوڑا اور ۹۶۹ نو سو انہتر ہجری مین بازبہادر والی مالوہ لشکر مغل کے غلبہ کے سبب عروس مملکت کی ہم آغوشی سے محروم ہوکر میران مبارک شاہ کے پاس پناہ لایا اور

پیر محمد خان حاکم مانوہ اُس کے اخراج پر عازم ہوکر ولایت خاندیس مین آیا اور برہانپور تک تاخت کرکے قتل واسیری مین تقصیر نہ کی اور خاندیس کے وضیع وشریف اوران کے اہل وعیال مغل کے دست جور مین گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ خیال مین بھی نہ تھا وہ واقع کیا میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین در آیا اور تفال خان حاکم برار کو کمک کے واسطے طلب کیا جب وہ نہایت سامان اور شوکت سے جلد خاندیس مین پہونچا میران مبارک شاہ اور باز بہادر دونون متفق ہوکر بغرض دفع پیر محمد خان متوجہ ہوئے امرا اور سپاہ مغل کہ مال اور اسباب فراوان اُن کے ہاتھ آیا تھا خاندیس کے محبوبون سے عیش وعشرت مین مشغول ہوئے اور محاربہ اور مقاتلہ کی رغبت نکرکے معاودت پر مائل ہوئے اور پیر محمد خان نے امرا اور افسران سپاہ کی موافقت کے سوا چارہ نہ دیکھا مالوہ کی طرف عازم ہوا اور سلاطین ثلثہ نے باتفاق اُس کا تعاقب کیا جو تمام سپاہ مغل غنائم کے لے جانے مین مشغول تھی پیر محمد خان کا ساتھ نہ دیا اور شب و روز قطع مسافت کرکے اپنے سپہ سالار سے پیشتر آب نربدہ سے عبور کیا تفال خان اس امر سے واقف ہوا نربدہ کے اطراف مین تاخت کرکے اردوے مغل پر جا پڑا اور پیر محمد خان استر آبادی نے طاقت مقاومت اپنے مین نہ دیکھی بے اختیار خیمہ وخرگاہ اور ساز وسلب سے قطع نظر کرکے بھاگا اور تفال خان جلو ریز تعاقب مین تھا اور باز بہادر کے آدمیون نے ناؤ بیڑا اس پار سے ہٹا دیا تھا پیر محمد خان نے ساحل نربدہ پر پہونچکر گھوڑا دریا مین ڈالا اُس طور سے کہ ذکر اس کا سابق مین مرقوم ہوا غرضکہ پیر محمد خان ورطۂ ہلاکت مین غرق ہوا اور باقی ہمراہی اُس کے سلامت نکل گئے اور مال واسباب نقد جنس مغلون کا لٹ گیا میران مبارک شاہ اور تفال خان باز بہادر کی امداد کے لیے مالوہ مین آئے اور امرائے مغل کو اس ناحیہ سے نکال دیا اور باز بہادر نے شادی آباد مندو کے تخت پر تمکن بٹھلاکر مراجعت کی اور میران مبارک شاہ ماہ جمادی الآخر کی چھٹی تاریخ بدھ کی رات کو ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری مین بقضاے الٰہی سے فوت ہوا اُس کا بیٹا میران محمد خان قائم مقام ہوکر متصدی امور ریاست اور حکومت ہوا مبارک خان کی ایام حکومت تیئیس سال ہے

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس سراے فانی سے کوچ کیا اس کا بیٹا محمد شاہ نائب مناب ہوکر مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف ہوا اور اُسی سال جلوس مین چنگیز خان گجراتی اعتماد خان وکیل سلطنت کی تحریک کے سبب سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے اُبھار کر دربار مین آیا اور میران محمد شاہ کا تھانہ اُٹھا دیا جب کوئی اُس کے احوال سے متعرض نہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالیز کے اطراف تک متصرف ہوکر بقدر امکان میران محمد شاہ فاروقی کے ممالک مین مزاحمت پہونچائی اور میران محمد شاہ نے تفال خان حاکم برار کو مدد کے واسطے بلایا اُس کے باتفاق چنگیز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور تھالیز کے اطراف مین چنگیز خان کے قریب جاکر چاہا کہ کارزار مین مشغول ہووے چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت کے

اُس دن نہایت خوف اور رعب کے غالب ہونے سے برخاست کرکے جانے قلب مین فروکش ہوا اور ارابے توپ و بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچکر شام تک وہان سے حرکت نہ کی اور جب شب ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اشیاے ثقیل چھوڑکر بہروج کی طرف بھاگا خاندیسیون اور دکنیون نے واقف ہوکر چنگیز خان کا مال واسباب تاراج کرکے اُس کے تعاقب مین کوشش کی اور توپ اور ارابے اور ہاتھی نامی تصرف مین لاکر پلٹ آئے اور چند روز ولایت گجرات مین پورا خلل رہا خلائق گجرات کو عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان سے نہین ہے اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر زرخطیر صرف کرکے جم غفیر جمع کیا اور ایک جماعت سرداران گجرات کی اُس کے شریک ہوئی چنانچہ تیس ہزار سوار ہمراہ رکاب کے کر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ ان دنون احمد آباد پر مسلط ہوا تھا میرزایان مذکور اس سے ملحق ہوئے اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے برآمد ہوکر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزاؤن کی اعانت اور امداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھاکر آسیر کی طرف بھاگا اور چنگیز خان مال اور اسباب اور اثاثہ شوکت اُس کا اپنے قبض و تصرف مین لایا اور چند روز کے بعد میرزایان مذکور چنگیز خان سے متوہم ہوکر گجرات سے بھاگے اور بہ قصد دست برد ولایت خاندیس مین تاخت لاکر خرابی و تاراجی مین کوتاہی نہ کی اور جب تک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر اُن کے تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کرکے اُس مملکت سے برآمد ہوئے اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین جب مرتضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر ولایت برار کو مسخر کرکے اور تقال خان کو دستگیر کرکے عازم مراجعت ہوا اور اپنی مملکت کے ایک آدمی کو خانوادہ عماد شاہیہ سے منسوب کرکے میران محمد شاہ فاروقی کے پاس بھیجا اور ان سے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُس کے قریب آیا اور پانچ چھ ہزار آدمی اُس کے ہمراہ کرکے ولایت برار مین بھیجا غرضکہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ مین بہم پہونچا آخرکش مرتضے نظام شاہ بحری خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی صلاح سے پلٹ کر میران محمد خان فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کرکے برہان پور مین ایا اور میران محمد شاہ تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کی طرف بھاگا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر گھیرا لیکن جب اُس کے ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مضطرب ہوکر ہاتھ دامن صلح پر مارا اور چھ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ تنکہ نقرئی یعنے دکھنی روپیہ کے ہوتے ہین مرتضی نظام شاہ اور اُس کے وکیل سلطنت چنگیز خان اصفہانی کو دیکر سیاہیون کو اپنے سے راضی کیا پھر انھون نے ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۴ھ نوسو چوراسی ہجری مین میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت مین مبتلا ہوکر فوت ہوا اُس کا بیٹا حسن خان فاروقی جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اس کا چچا راجہ علی خان فاروقی بن میران مبارک خان کہ جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر سنکر آگرہ سے خاندیس کی طرف

روانہ ہوا تو اعیان دولت نے اسے تخت حکومت پر بٹھا کر حسن خان کو معزول کیا

فرمان راجہ علی خان بن مبارک خان بن اعظم ہمایون عادل خان بن حسن خان بن نصیر خان بن ملک راجہ بن خانجہان فاروقی کی حکومت کا

ن دنون مین راجہ علی خان فاروقی نے تخت حکومت خاندیس پر جلوس کیا سوا و اعظم ہندوستان گالہ اور سندا اور مالوہ اور گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا تھا اس سبب سے راجہ ی خان فاروقی نے شاہ دہلی کے ملاحظہ سے لفظ شاہی اپنے اوپر اطلاق نہ کی اور اپنے تئین ں کے ایک باجگزارون سے تصور کرکے بارسال تحف و ہدایا اپنا اخلاص ظاہر کرتا تھا اور بادشاہان ن سے بھی رابطہ آشنائی اور خصوصیت نگاہ رکھکر اُن کے طلب رضا مین بھی کوشش کرتا تھا اور وہ ب حاکم عاول اور عاقل اور عالم اور شجاع تھا اور جمیع مناہی سے پرہیز کرکے اکثر اوقات علما اور ضلاے مذہب سے صحبت رکھتا تھا اور آبادی اور آسودگی ملک مین کوشش کرکے بفراغت تمام ور جہانبانی مین اشتغال فرماتا تھا الغرض سنہ ۹۹۲ نو سو بانوے ہجری مین جب مرتضے نظام شاہ ہ وہ نشین ہوا راجہ علی خان کے وکیل سلطنت مسمی صلابت خان اور سید مرتضے سپہ سالار برار سے نزاع واقع ہوئی احمد نگر کے چھ کوس اُدھر ہتھیار کی نوبت آئی صلابت خان قتیاب ہوا اور سید مرتضی ر خداوند خان نے مع بارہ نفر امرا بھاگ کر برار مین دم لیا اور صلابت خان کے تعاقب کے سبب وہان بھی انھین جاے قیام میسر نہوئی برہان پور کی طرف روانہ ہوئے راجہ علی خان سمجھا کہ یہ اکبر شاہ کے پاس جاکر داد خواہ ہون گے اور بہ قصد انتقام لشکر مغل کو لاوین گے اُن کی مراجعت یعنے پھیر لانیکی رمین ہوا اور سید مرتضے نے اس امر کو دریافت کرکے برہان پور سے کوچ کرکے مع مال و اسباب رہ کا راستہ لیا راجہ علی خان نے لشکر اُس کے تعاقب کے لیے نامزد کیا کرنجوشی و ناخوشی انھین اس رف کی روانگی سے باز رکھین چنانچہ خاندیسیون نے حکم کے موافق سید مرتضی اور اس کی ہمراہیون سے التماس مراجعت کی کسی نے اُن کے کہنے پر عمل نہ کیا اور صف و غا آراستہ کرکے جنگ مین شغول ہوئے اور خداوند خان بزور شمشیر خاندیسیون کو شکست فاحش دے کر منزل مقصود کی طرف وانہ ہوا اور خاندیسیون نے ہاتھ اُن کے پھیر لانے سے کوتاہ کیا اور اُس جماعت کی تاراج مین شغول ہوئے چنانچہ ایک سو ہاتھی تخمیناً اُن کے ہاتھ آئے اور سید مرتضے سبزواری اور خداوند خان بشی نے مظفر اور منصور ہوکر آب نربدہ سے عبور کیا جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوئے صلابت خان وکیل سلطنت خاندیس کی شکایت کے ضمن مین راجہ علی خان والی خاندیس کے بھی داد خواہ ہوئے اور اکبر بادشاہ ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر مین رہکر فرصت وقت کا انتظار کھینچتا تھا سید مرتضے اور خداوند خان اور جمیع امراے دکن کو جاگیرین لائق اور مناصب شائق عطا کرکے

امیدوار مراحم خسروانہ فرمایا اور راجہ علی خان یہ خبر سنکر اکبر شاہ سے نہایت ہراسان ہوا اور وہ ہاتھی
کہ سید مرتضےٰ اور امرائے دکنی سے لیے تھے بلاطلب بارگاہ اکبری مین ارسال کرکے اظہار اطاعت
کی اور اُس عمل سے معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اس سے چند مرتبہ برہان نظام برادر حقیقی مرتضی نظام شاہ
نے بھی احمد نگر سے اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر کمک طلب کی تھی ہاتھیون کے بھیجنے سے کچھ فائدہ
نہوا اور سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار تین ہجری مین اکبر شاہ نے برہان نظام شاہ ثانی اور سید مرتضےٰ اور خداوند خان
حبشی اور تمام امرائے دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے پاس جو حاکم مالوہ تھا بھیجا اور یہ حکم دیا کہ باتفاق
جماعت مذکورہ دکن کو فتح کرے اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا شادی آبادمندو سے برآمد ہوکر مع لشکر
مالوہ اور امرائے دکن برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کہ سادات عظیم الشان سے تھا
مرتضےٰ نظام شاہ کی طرف سے سرلشکر ہوا اور راجہ علی خان کے مدافعہ کے واسطے خاندیس کی
سرحد مین آیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجکر
اکبر بادشاہ کی موافقت کی دلالت کی اور اتفاقات سے اُسی حال مین میرزا محمد تقی نے بھی آسیر مین آن کر
راجہ علی خان کو نظام شاہ کی طرف بلایا راجہ علی خان متحیر ہوا آخرش چند روز کے بعد شاہ فتح اللہ
سے عذرخواہ ہوکر لشکر نظام شاہ سے جا ملا اور بعد ایک ماہ کے میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع تیس
ہزار سوار اور توپخانہ بسیار ہندیہ کی طرف کہ مغل کا لشکرگاہ تھا روانہ ہوئے اور اُن کے مقابل ایک کوس
پر پڑاؤ کیا اور دوسرے دن بمصاف کا وعدہ ہوا قضارا خان اعظم نے صلاح اُن کی محاربہ مین نہ دیکھی
رات کے وقت مشعلین اور جمیع جا بجا چھوڑکر دوسرے رستہ سے ولایت برار کی طرف متوجہ ہوا اور
سپاہ مغل بالاپور اور ایلچپور کو غارت کرکے اُس مقام مین مقیم ہوئے اس درمیان مین میرزا محمد تقی اور
راجہ علی خان تعاقب کرکے اس نواح مین پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے پھر مقابلہ اور مقاتلہ مین
صلاح نہ دیکھی مدار بار کے راستہ سے اپنے اُردو مین داخل ہوا اور راجہ علی خان فاروقی نے سپاہ
مغل کی طرف سے مطمئن ہوکر میرزا محمد تقی نظیری کو برہان پور کی سمت رخصت کیا اور لشکر انہ مین اس کے
زر خطیر فقرا اور مستحقین کو پہونچایا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام نہوا اکبر شاہ کے
دربار مین جاکر زمانہ بفراغت بسر کرنے لگا جبکہ سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین اُس کا بیٹا اسمٰعیل نظام شاہ
بحری کہ دکن مین بتھا احمد نگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنے مقام مین تحریر ہوچکا
ہی بطمع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی آن کر راجہ علی خان سے
استمداد چاہی اور راجہ علی خان فاروقی ابراہیم عادل شاہ کے بمشورہ کہ اس عرصہ مین دکن کی مہمات
اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کرکے معاونت پر آمادہ ہوا اور جمال خان مہدوی کہ ملک احمد نگر کا
صاحب اختیار تھا اسمٰعیل نظام شاہ کو اُبھار کر کوچ متواتر برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور راجہ علی خان
فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کرکے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لے کر برار کی سرحد مین
گیا اور جمال خان مہدوی ابھی نہ پہونچا تھا کہ امرائے برار کو بوعدہ و عہد برہان نظام شاہ ثانی کی طرف

سے مطمئن خاطر کرکے اُس کے پاس لایا اور اُس کے بعد جمال خان مہدوی نے روہنگیری گھاٹ سے عبور کرکے مسافت طے کی اور افواج طرفین نے مقابل ہوکر صفوف حرب آراستہ کرکے ایسی جنگ کی کہ زمین و آسمان کو دیکھکر حیرت ہوئی فی الجملہ طرفین نے پائے ثبات زمین کین مین قائم کرکے داد جوانمردی اور شجاعت کی دی یہان تک کے ایک گولی بندوق کی کمال خان کے لگی کہ اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا اور برہان نظام شاہ ثانی اور راجہ علی خان مظفر و منصور ہوکر چند روز بوازم جشن اور شادی مین مشغول ہوئے پھر ایک نے دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ ثانی احمد نگر کی طرف اور راجہ علی خان برہان پور کی سمت روانہ ہوئے اور جب برہان نظام شاہ ثانی ۱۰۰۴ھ ایک ہزار چار ہجری مین فوت ہوا اور شاہزادہ سلطان مراد ولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے بقصد تسخیر روانہ ہوئے راجہ علی خان فاروقی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم کے موافق مع لشکر جرار ہمراہی کی اور اس کے بعد شہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان احمد نگر مین پہونچے اور اُسے محاصرہ کیا اور موسم برسات کے پہونچنے سے وہ شہر فتح نہوا طرفین نے اس طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادۂ سلطان مراد کے متعلق رہے اور احمد نگر پر نظام الملک قابض اور دخیل ہووے اور بعد عہد پیمان کے شاہزادہ اور خانخانان برار مین آن کر اس ولایت پر متصرف ہوئے اور راجہ علی خان کو آسیر اور برہان پور کی طرف رخصت کیا اور عرصۂ قلیل کے بعد دکنیون نے اتفاق کرکے چاہا کہ مملکت برار کو لشکر مغل کے تصرف سے برآوردہ کرین پھر ہجوم کرکے سہیل خان خواجہ سرا کو سردار کرکے دریاے گنگ کے کنارے قصبۂ سون پت کے قریب جمع ہوئے اور خانخانان شاہزادہ کے ہمراہ باتفاق راجہ علی خان اور تمام امراے مغل سہیل خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور بعد جنگ باوصف اس کے کہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان فتحیاب ہوا لیکن راجہ علی خان فاروقی کہ دکنیون کے توپ خانہ کے سامنے پڑگیا تھا مع اکثر امراے خاندیس جلکر ہلاک ہوا اور اُس کا تابوت برہان پور مین لاکر دفن کیا مدت اس کی دولت اور حکومت کی اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی ٭

تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان کی حکومت و بیان اُسکی زوال سلطنت کا

جب ۱۰۰۵ھ ایک ہزار پانچ ہجری مین راجہ علی خان فاروقی نے شربت ممات چکھا اس کا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم اور خانخانان کی تجویز سے جانشین ہوا اور خاندیس کی حکمرانی کرنے لگا جو کہ خفیف العقل اور کم تجربہ تھا بنگ اور بوزہ اور شراب اور افیون کا مفید اور راگ و رنگ اور نغمہ سرود و جلترنگ اور مغنیہ ارباب نشاط وغیرہ کی صحبت کا راغب ہوا اور آب تپتی کے کنارے اور برہان پور کے مقابل ایک شہر باسم بہادر پور احداث کرکے اُس کی تعمیر مین کوشش کی اور باوجود سپاہ مغل کی ہمسایگی کے تدبیر ملک اور دولت سے غافل ہوا اکثر اوقات عورتون کی صحبت اور

گائینون کے جلسہ مین مشغول ہوکر ہر روز کو نوروز سمجھکر عیش وعشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کامگار بختیار نصرت خصال سلطان مراد شہر شاہپور مین کہ اسی کا احداث کیا ہوا تھا اجل طبیعی کے سبب سے مرگیا اکبر باشاہ نے صوبہ دکن شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور شاہزادہ اس ملک مین تشریف لایا بہادر خان اپنے باپ کی روش کے خلاف عمل کرکے کوتہ اندیشی سے اُس کی ملاقات کو نہ آیا اسی عرصہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بہ نفس نفیس تسخیر دکن کے لیے متوجہ ہوا اور شادی آباد مندو مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اس کا بھی استقبال نہ کیا اور قلعہ آسیر مین قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کے سامان اور بروج وبارہ کی تیاری مین مستعد ہوکر کمال نادانی اور بے تمیزی کے ساتھ حزم و ہوشیاری کی یعنی سپاہی اور شاگرد پیشہ اور مردم ضروری جو کہ اُس کی خدمت اور قلعہ کی محافظت مین کام آوین اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ اور بقال وغیرہ سے قلعہ مین لایا اور گھوڑے اور ہاتھی اور گائے بھینس اور بھیڑ اور بکریان اور مرغ وکبوتر بھی اسی مین لے گیا الغرض مصنف نے آصف خان اور میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب بعد فتح قلعہ آدمیون کا شمار کیا گیا تو اسی ہزار آدمی مرد وزن قلعہ سے برآمد ہوے اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سے ایام قلعہ بندی مین فوت ہوے تھے غرضکہ اسی طریق سے ہر جنس کے حیوانات کو شمار کرنا چاہیے پھر جب لشکر بادشاہی برہان پور کی طرف پہونچا اور بہادر خان کا احوال پر اختلال دریافت کیا تو احمد نگر کی روانگی موقوف رکھکر فتح اُس کی شاہزادہ دانیال اور خان خانان سے رجوع فرمائی اور خود اس شہر مین اقامت پذیر ہوا اور امراے درگاہ کو قلعہ آسیر کے محاصرہ کا حکم دیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا یعنے ایک مہینے کا عرصہ گذرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامت اور ناطق کو ہلاک کرنا شروع کیا ہول قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوے اس درمیان مین اہل قلعہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سے خوب واقف ہین یہ حکم دیا ہی کہ وہ علم جس کی تاثیر سے قلعہ سر ہو ظہور مین پہونچا وین اور خود بھی بہ نیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہی اور اسامی تیر اعظم اور سیفی جو کہ اعدا کی نگونساری اور موجب فتوحات قلعہ ہی اور مکرر سہ کرر تجربہ بھی کر چکا ہی استعمال کرتا ہی یہ وبا اُسی کے اثر سے ہی الغرض بہادر خان فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اس کے یہ خبر سنکر بیدست و پا ہوئے اور سررشتہ عقل صواب اندیش کا ہاتھ سے دے کر مردم زیادہ کے نکالنے اور حیوانات کے اخراج اور ازالہ اسباب عفونت مین کوشش نہ کی ہر چند کہ محافظان قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارے مین شکایت اور الحاح کی لیکن بہادر خان فاروقی نے اُن کے احوال پر نظر توجہ نہ کی مردم کارگذار اور جنگی کو پریشان رکھتا اور لیت ولعل مین ایام گذاری کرتا رہا یہان تک کہ وہ جماعت بہ تنگ آئی اور محافظت قلعہ مین سستی کرنے لگی امراے اکبری نے محاصرہ کے سبب سے اُنھین بہ تنگ اور عاجز کیا اور قلعہ بالیکبر کہ قلعہ آسیر کے متصل تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اُس کے کہ ذخیرہ مین دس برس کے مصارف

کا غلہ قلعہ مین رکھتا تھا اور نقود اور اجناس سے اس قدر مملو تھا کہ محاسب تقدیر کے سوا شمار اور حساب اس کا کوئی نہ کر سکتا تھا لیکن آدمیون کو کچھ نہ دیتا تھا اس وجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ نشان دشمنی کا بلند کرین اور بہادر خان کو مع مقربین گرفتار کر کے بادشاہ کے سپرد کرین بہادر خان فاروقی اس امر سے واقف ہوا اور اپنے ارکان دولت آصف خان اور میرزا جعفر اور کبیر خان وغیرہ کو ایک جا کر کے مشورہ کیا سبھون نے جواب دیا کہ روز بروز بیماری اور موت کی شدت سے جان شیرین تلف اور ضائع ہوتی ہے اب سپاہ کو غلہ اور ذخیرہ اور مدد خرچ دینے سے بھی وہ اور بیماری دفع نہوگی اور علاوہ اسکے ان مقدمات کے سبب ایسے بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے نجات نہوگی بہتر یہ ہے کہ آنجناب جان و مال سے امان خواہ ہوکر بحاضری خدمت بادشاہ جم جاہ قلعہ اُس کے تفویض کرین بہادر خان فاروقی نے یہ رائے پسند کی اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے ذریعہ سے طلبگار امان ہوا بادشاہ جان کی امان دے کر مال تئے ساکت ہوا بہادر خان فاروقی اسے بھی غنیمت جان کر خان اعظم کے بوسیلہ قلعہ سے برآمد ہوکر بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو مع ذخیرہ دہ سالہ اور آذوقہ کہ جبر و قہر سے یکایک اُس کی تسخیر ممکن نہ تھی مع خزانہ وغیرہ اہالیان اکبری کے سپرد کیا اب مؤلف اس کتاب کا فرماتا ہے کہ مین نے ۱۰۲۳ھ ایک ہزار تئیس ہجری مین خواجہ حسن ترنبی کے ہمراہ جو شاہزادہ دانیال کا دیوان تھا قلعہ پر جا کر سیر کی دیکھا کہ ایک پہاڑ رفیع کہ سر آسمان پر کھینچے ہے اُس کے اوپر آدھ کوس بلکہ زیادہ ایک زمین مسطح اور ہموار ہے اور کئی چشمہ پانی کے اُس مقام پر جاری ہوتے ہین مگر اُن کا پانی کبھی کم ہو جاتا ہے اسواسطے چند حوض تیار کیے ہین کہ اگر خشک سالی مین پانی چشمون کا کمی کرے پانی تالاب مین جمع رہے اور اُس زمین ہموار پر ایک قلعہ نہایت سنگین اور رفیع احداث ہے نصف عمارات اُس قلعہ کی آسا اہیر نے تعمیر کی تھی اور مابقی سلاطین فاروقیہ کی ساختہ اور پرداختہ ہے اور اس مین راہ ایسی دشوار گذار ہے کہ پیادہ ہزار خرابی سے اس مین جاتا ہے اور مرکب بغیر راکب بمشقت تمام اُس پر چڑھتا ہے اور فیلہائے کوہ پیکر کو بھی رسی مین باندھکر اوپر لے جا سکتے ہین اور اس قلعہ کے اندر عمارات رفیع اور خوش قطع اور باغ باتکلف اور حوض پسندیدہ بکثرت ہین اور اُس پر اس طرح کی مسجد جامع تعمیر ہے کہ مثل اس کے شہرہائے معظم مین بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہے کہ جس وقت اکبر شاہ نے اُس قلعہ کو بامان فتح کیا آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی جو کہ نہایت اعتقاد اطوار کفرہ پر رکھتا تھا ایک فرمان لکھا کہ اُس مسجد کو مسمار کر کے بجائے اُس کے ایک بتخانہ تیار کرین لیکن شاہزادہ دانیال اس وقت برہان پور مین تھا اُس نے فرمان کے مضمون پر عمل نہ کیا پھر مین نے آصف خان خواجہ ابوالحسن ترنبی سے کہ اُس نے قلعہ ہائے معظم ہندوستان کو دیکھا تھا پوچھا کہ آپ نے کوئی قلعہ اُس سے بھی مستحکم اور سنگین دیکھا ہے بولا ہان قلعہ رہتاس کا جو ہندوستان کے پورب سمت واقع ہے اس قلعہ سے بہت مضبوط ہے اور دو راس حصار وسیع کا پانچ چھ کوس مین ہے دس بارہ ہزار مرد جنگی اُس کی محافظت اور حراست کر سکتے ہین اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد

کارآزما بجگاہ رکھ سکتے ہین اور سلاطین فاروقیہ نے ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کی طرف احداث کیا ہی اس کا نام مالیگر رکھا ہی جس وقت کہ اہل قلعہ بہادر خان کے اوضاع ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے اور جنگ سے ہاتھ کھینچا مردم اکبر شاہ اس پر متصرف ہوے پس اگر مالیگر مین بھی چند برج تیار کرکے توپ اور ضرب زن وغیرہ اُس پر نصب کیے جاوین اور دو سو آدمی جنگی اُس کی محافظت کے واسطے مقرر ہوین اُس قلعہ کا بھی سر کرنا بہت دشوار ہووے الغرض ایسا قلعہ بآسانی تمام اکبر شاہ کے تصرف مین آیا اور سنہ ایک ہزار آٹھ ہجری مین سلاطین فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادر خان کو دارالسلطنت لاہور کی طرف لے گیا اور اُس نے پھر دوبارہ عرصہ سلطنت کا منھ نہ دیکھا اور اس کے لڑکون کا سرکار بادشاہی سے وظیفہ اور علوفہ مقرر ہوا اور بہادر خان حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ کے عہد فرخندہ مہد مین کہ سنہ ۱۰۳۳ ایک ہزار تینتیس ہجری تھی آگرہ کی دارالخلافت مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا مدت اس کی سلطنت کی مع محاصرہ تین سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب

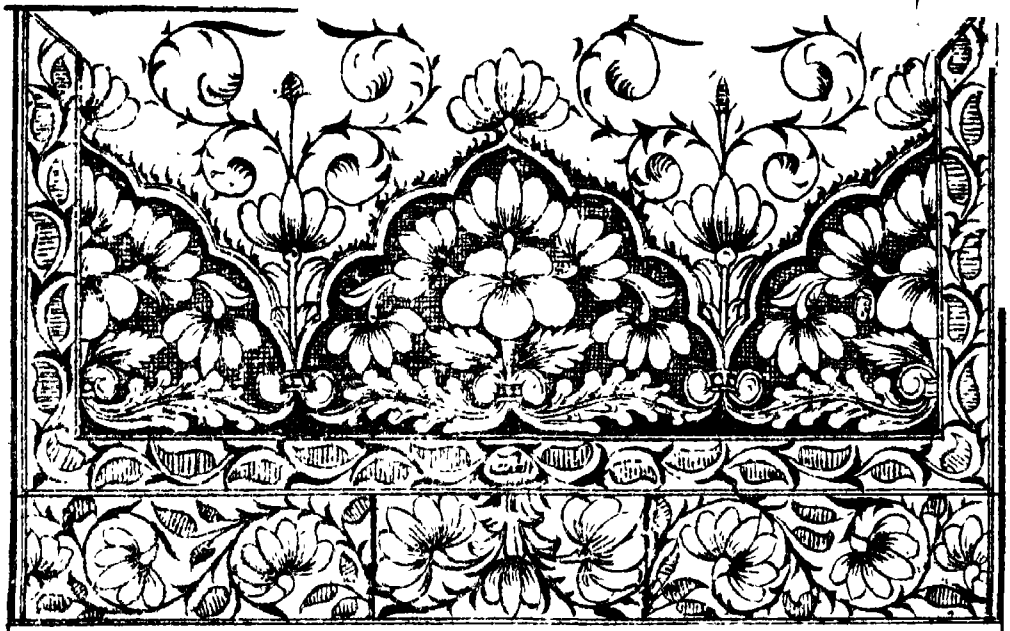

مقالہ ساتوان حکام شرقی اور پوربی کے بیانمین

ارباب اولوالابصار پر پوشیدہ نہ رہے کہ شرق اور پورب دو لفظ مترادف ہین ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان نے جو مملکت شرقی دہلی کو وسیع دیکھا امتیاز اور تفرقہ کے واسطے حکام جانی پور اور ترہت اور اس نواح کو جو صاحب سکہ اور خطبہ ہوئے سلاطین شرقی کہتے ہین اور والیان بنگالہ اور ستارگانوین اور لکھنوتی اور بہار اور جاجنگر اور اُس حدود کو سلاطین پوربیہ کہتے ہین

ذکر سلاطین پوربی کہ اُنکو بنگالی بھی کہتے ہین

برضمائر واقفان احوال ملوک عظام اور عارفان اخبار شہور اور عوام کے خاطر پر مخفی نہ رہے کہ اکثر متن کتب تواریخ متداولہ قضایاے سلاطین پوربی اور شرقی کی شرح سے خالی ہین اس واسطے مدار نقل کتاب الفیہ پر کہ مولفہ اُستادی مولانا احمد تنوی ہی رکھکر دوسری روایتون مین نہین مشغول ہوا اگر اس مقالہ مین ناظرین پر تمکین کی نظر کیمیا اثر مین کوئی اختلاف گذرے یا غلطی رہگئی ہو تو اُسے بشریت پر محمول کرنا چاہیے کہ مین نے بقدر طاقت بشری بکمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اس کا صحیح کیا ہی اور جو کچھ علم ناقص اُس کا محیط تھا درج کیا امیدوار عفو ہی والعفو عند کرام الناس مقبول وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ماحم ربی وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی محمد وآلہ الغالبین وصحبہ الراشدین

ذکر محمد بختیار کے غلبہ کا ولایت بہار اور لکھنوتی پر

اول جو شخص کہ بادشاہان اسلام سے اس نواح کی طرف کیا اور اُس حدود مین طریق اسلام کو رواج

دیا محمد بختیار خلجی ہی مخفی نہ رہے کہ محمد بختیار بلاد غور اور گرمسیر کے اکابر سے ہی اور سلطان غیاث الدین محمد سام کے عہد مین غزنین مین آیا اور اُس کے بعد ہندوستان مین آن کر ملک معظم حسام الدین بلبک کہ امراے کبار سلطان شہاب الدین سے تھا اُسکی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملک مذکور کے مساعی جمیلہ سے بعضے پرگنے درمیان دوآب کے اور اُس پار گنگا کے جاگیر پائے اور جبکہ آثار شجاعت اور بہادری کے اُس کے چہرے سے ظاہر ہوے پرگنہ کنبلہ اور بیتالی بھی اُسکے تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور شجاع اور عاقل تھا اور ہیئت اُسکی نادرات اور عجائبات سے خالی نہ تھی ازانجملہ ایک یہ امر صحیح تھا کہ جب وہ سر و قد ہوکر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اس کی انگلیان اُس کے زانو کے نیچے گذرتی تھین اور جو کہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر پر تاخت لاکر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا اور اس طرف کے سرکشون کو زیر کرکے عاجز رکھتا تھا کوئی اُس سے آگے نہین ملا سکتا تھا تھوڑے عرصہ مین اسباب شوکت اور سامان تجمل اُس کا اندازہ سے زیادہ ہوا اور ایک جماعت کہ غور اور غزنین اور خراسان سے ہندوستان مین آن کر پراگندہ تھی اس کی سخاوت کا آوازہ سنکر اُسکے پاس فراہم ہوئی اور جب شمہ اس امر سے قطب الدین ایبک پر ظاہر ہوا اُس کی پرورش مین کوشش کرکے خلعت شاد باشی اور سرفرازی کا اُس کے واسطے بھیجا محمد بختیار خلج اس التفات سے نہایت قوی پشت ہوا اور جیسے صرصر خزان سے باغ و بستان برباد ہوتا ہی اس نے لشکریون کے نہب و غارت سے مملکت بہار کو بے برگ و بار کیا اور قلعہ بہار کو فتح کرکے وہان کے باشندون کو کہ برہمن پیرا در مرتاض تھے اور داڑھی مونچھ مونڈواتے تھے تہ تیغ کیا اور جو کتب ان کی دستیاب ہوئی تھین اُس جماعت سے کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا کہ اُسے پڑھے یا سمجھے لیکن وہان کے آدمیون سے ایسا معلوم ہوا کہ باشندے اس ملک کے کفار تھے اور اس قلعہ کے رہنے والے تمام مدرس بھی کفار تھے اور لغت ہندی مین بہار مدرسہ کو کہتے ہین اسوجہ سے اس شہر نے کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کے شہرت پائی اور بعد اس کے محمد بختیار خلج مع اموال و غنائم بیشمار قطب الدین ایبک کی ملازمت کے واسطے دار الخلافت دہلی مین پہونچا اور شرف ملازمت مین فائز ہوکر عنایت ملوکانہ سے سرفراز ہوا اور مرتبہ اس کا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنے ہمچشمون مین محسود ہوا اس صورت مین حاسد قطب الدین ایبک کی مجلس مین وہ باتین کہ جس سے اُس کی کسر شان اور حقارت و اہانت ہو مذکور کرتے تھے آخرش ایک دن یہ معروض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سے لڑنے کا داعیہ رکھتا ہی اور روضۃ الصفا کی روایت سے واضح ہوا کہ اس عرصہ مین وہ فیل سفید سے کہ مست ہوا تھا خود لڑا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے پہلے محمد بختیار کی ہلاکت سے اندیشہ کرکے انکار کیا اور آخر کو مقربون کے مبالغہ سے اس مین شریک ہوا چنانچہ ایک دن اس نے قصر دہلی کو آراستہ کرکے جلاس کیا اور صلاے عام دے کر خلقت کو بلایا اس کے بعد فیلبان فیل سفید کو میدان مین لائے پھر بعضون نے یہ عرض کی کہ محمد بختیار کے جوڑ کا ہاتھی تمام ہندوستان مین دستیاب نہین ہوتا یہ سنکر سلطان قطب الدین نے محمد بختیار سے فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہی اگر ارادہ جنگ اور حوصلہ

آویزش ہو بسم اللہ محمد بختیار نے جب یہ کلام سنا جرأت اور غیرت سے نہ کہہ سکا کہ یہ مین نے ارادہ نہین کیا القصہ جنگ پر فوراً مستعد ہوا اور وہ گرز کہ ہاتھ مین رکھتا تھا لے کر اُس فیل کو تمثیل کے مقابل ہوا اور اُس کی صولت کو شوکت فیل شطرنج کیطرح تصور کر کے قدم میدان بہادری مین جمایا اور نہایت قوت اور پھرتی سے ایسا گرز اُس کے دانتون کے مابین اور خرطوم پر مارا کہ اُس کے صدمہ سے دانت اُس کے ہل گئے دوسرا وار اُس پر کیا چاہتا تھا کہ ہاتھی چنگھاڑ مار کر تہمتن فیل افگن کے سامنے سے بھاگا اور حاضرین اور حاسدین نے انگشت حیرت دندان تفکر سے داب کر صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور قطب الدین ایبک نے ہمت اُس کی پرورش پر مصروف کر کے اُسے دربار مین اس قدر رتبہ و جنس سے سرفراز فرمایا کہ قلم دو زبان اُس کی شرح سے عاجز ہی اور محمد بختیار نے علو ہمتی اور بلند حوصلگی سے جو کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر نثار کیا اور مع خلعت خداوند دوست نواز اور دشمن گداز اپنے مکان پر آیا دوسرے دن فرمان شاہی حکومت بہار اور لکھنوتی مع سراپردہ سرخ اور نوبت و نشان سے اختصاص پایا بعضے کہتے ہین لکھنوتی عبارت ہی کور اور بنگالہ سے کہ دریاے بزرگ یعنے سمندر کے کنارے تک ہی اور بعضے کہتے ہین کور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہی اور کور کے اُس طرف سے بنارس اور ساحل سمندر تک بنگالہ ہی اور اُسے حقیقت مین بنگ کہتے ہین الغرض جب محمد بختیار اس حدود مین پہونچا لکھنوتی اور بنگالہ کی تسخیر مین کوشش کی اور وہ ملک لکھمنیہ ولد راے لکھمن کے تصرف مین تھا مورخان دانش پذیر نے یون مرقوم کیا ہی کہ راے لکھمن کا پاے تخت شہر نودیا ممالک لکھنوتی مین تھا اور اُس کی رانی نہایت عاقلہ تھی جب وہ اُس فرمانروا سے حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت پہونچا منجمان براہمہ صاحب وقوف اور طالع شناس کو طلب کر کے وقت تولد کی سعادت و نحوست تفتیش فرمائی سبھون نے متفق اللفظ والمعنی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اس ساعت مین پیدا ہوگا ظاہراً شقاوت اور بدبختی مین زمانہ بسر کریگا اور جو وساعت یعنے دو گھڑی کے بعد پیدا ہوگا مسند شاہی پر متمکن ہوگا اس عاقلہ نے یہ سنکر فرمایا کہ اس کے دونون پانون باندھکر دخول وقت سعید تک سرنگون لٹکاوین پرستارون نے اُس کے حکم کے موافق عمل کیا من بعد وہ لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ عفیفہ اس صدمہ سے جانبر نہوئی لکھمنیہ اور ارکان دولت نے اس مولود کا نام لکھمنیہ رکھکر دایہ کے سپرد کیا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا لکھمنیہ فوت ہوا وہ بجاے پدر تخت پر بیٹھا اور تاج سرداری زیب سر کر کے اسّی برس اس مملکت مین کہ نہایت وسیع اور کشادہ تھی برسر حکومت رہا اور کمال عدل سے کسی پر ظلم و تعدی جائز نہ رکھتا تھا اور ایسا سخی تھا کہ اپنی ناموری کے واسطے کسی کو لاکھ روپیہ سے انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج جرجانی کہتا ہی کہ جماعت نجومیون اور برہمنون کی کہ حکماے عصر تھے اُنھون نے راجہ سے عرض کی کہ کتب متقدمین مین مرقوم ہی کہ فلان تاریخ یہ مملکت ترکون یعنے مسلمانون کے ہاتھ آویگی جب وہ وقت قریب آوے بہتر یہ ہی کہ راجہ ایسا انتظام کرے کہ تمام آدمی اس مملکت سے نکل جاوین کہ ہم ترکون کے فساد سے ایمن رہین راجہ نے پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہوگا کچھ علامت رکھتا ہی تاکہ اُس کے

ذریعہ سے حقیقت حال معلوم کرین بولے ہان کتب معتبرہ مین اُس کے آثار اور علامات اس طرح مسطور ہین کہ جب وہ ایستادہ ہوکر اپنے ہاتھ لٹکاوے انگلیان اس کی کف دست کی ساق تک پہونچین پھر لکھنہ نے اپنے معتمدون کو اطراف وجوانب مین بھیجکر ایسے شخص کی تلاش کرائی اُنھون نے بعد جستجوے کمال محمد بختیار کو ساتھ اُس صفت کے موصوف پایا راجہ کو خبر دے کر ہوشیار کیا اور اس امر سے برہمنان اور حکما اُس دیار کے درمیان مین اضطراب عظیم پڑا اور وہ لوگ اپنے مضمون کتب کے بموجب بسبیل استعجال بعضے جگناتھ کیطرف اور بعضے کامروکو اور بعضے انتہاے بنگ بنگالہ کی سمت روانہ ہوئے لیکن لکھنہ ترک مملکت موروثی اور نقل مکان پر راضی نہوکر براہمہ کا ساتھ ندیا محمد بختیار اُسی عرصہ مین بقصد تسخیر ولایت راے عدالت شعار نواح بہار کی طرف سوار ہوکر ایسا کمیت برق آسا کو جولان کیا کہ قبل اُس سے باد سریع السیر دارالملک شہر نودیا مین خبر نہ پہونچا سکے اور ایسے وقت مین کہ راے عدالت وثار کے روبرو دسترخوان مائدہ نعمت کا بچھایا جاتا تھا ناگاہ قصر کے دروازہ پر پہونچا راجہ برہنہ اور سراسیمہ اُس محل کے دوسرے دروازہ سے نکل گیا اور تنہا کشتی مین سوار ہوکر جگناتھ اور کامرو مین دم لیا اور اُسی عرصہ مین باول پر حسرت زیر خاک منزل گزین ہوا اور محمد بختیار نے شہر نودیا کہ جو ما بین لکھنوتی اور بنگالہ تھا خراب کرکے آبادی کا نام ونشان باقی نرکھا اور ولایت لکھنوتی پر مع بسیاری پرگنات بنگالہ متصرف ہوکر خطبہ اور سکہ اس ممالک اور جاجنگر اور بہار اور دیوکوٹ اور مارسوی کا اپنے نام کیا اور بنگالہ کی سرحد مین شہر نودیا کے عوض ایک شہر موسوم برنگ پور بساکر اپنا دارالملک بنایا اور مسجدین اور عبادت خانے اور مدرسے اس شہر اور ولایت مین بجاے معابد کفار برسم وطریق اسلام برونق ورواج تمام مزین اور محلے کئے اور غنائم نفیس کہ ان سنوات مین اُس کے ہاتھ آئے تھے سلطان قطب الدین کے واسطے بھیجکر حسن اعتقاد اور نیک ذاتی اپنی عالم پر ظاہر کی اور بعد چند سال کے اُس مملکت کو بخوبی تمام زیر نگین کرکے زمینداران اور راجگان اطراف بنگالہ کو مطیع اور منقاد کیا اور اُسکے آفتاب اقبال نے روز بروز عروج اور ترقی کی یہان تک کہ ولایت تبت اور ترکستان کی تسخیر کا سودا اس کے دماغ مین جاگزین ہوا محمد شیرخان خلجی کو کہ سپہ سالار تھا ولایت جاج نگر اور لکھنوتی اور دوسری ولایت اور ممالک کا نائب کیا اور اُس کے بھائی کو کہ وہ بھی امراے کبار سے تھا اس کی مدد کو چھوڑا اور علی مردان خلج کو کہ وہ بھی عمدہ سرداروں سے دیوکوٹ اور مارسوی کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خاطر تخت گاہ اور ولایت سے جمع کرکے مع بارہ ہزار سوار انتخابی پہاڑون کی طرف کہ لکھنوتی اور تبت کے درمیان ہین متوجہ ہوا اور خلقت اُن پہاڑون کی تین قسم کی ہی ایک منج دوسری کونج تیسرے تہارا اور وہ تمام ترک چہرہ ہین اور اُن کی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہی ایک زمیندار منج سے کہ وہ ہندوستان کی سرحد مین رہتا تھا محمد بختیار کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اُس کے ہاتھ سے مشرف اسلام ہوکر علی منج مشہور ہوا چنانچہ وہی راہ نما اُن کوہستان جانستان کا ہوا اور اُس نے اُسے اُس اطراف واکناف کے ایسے ایک شہر

مین پہونچا یا کہ ابر دہن نام رکھتا تھا اور اُس شہر کے آگے ایک نہر روان تھی کہ عرض وعمق اُس کا دریاے گنگ سے چوگنا تھا اور اُسے نیمکری کہتے تھے جس وقت کہ گرشاسپ بلاد ترکستان سے ہندوستان کی طرف آیا شہر ابردہن کو احداث فرمایا اور دریا کے بالاے آب دس روز کے راستہ پر جا کر وہ مقام کہ لائق پل باندھنے کے تھا ایک پل کچ اور پتھر تراشیدہ سے تیار کر کے کامرود مین آیا محمد بختیار علی سنج کی رہبری اور ہدایت سے بالاے آب کا راستہ لے کر بھیڑا اور پہاڑون مین روانہ ہوا یہان تک کہ اُس پل پر پہونچا اور دو امرا ایک ترک اور دوسرے خلج کو محافظت کے لیے پل پر مقرر کیا اور خود عبور کر کے نواح تبت مین آیا راے کامرود کہ جرأت اور بہادری محمد بختیار کی غائبانہ سنکر اُس کے ساتھ طریق نرمی اور ملائمت جاری رکھتا تھا اُس جناب کے عبور سے آگاہی پاکر اپنے معتمدون کو اس کے پاس بھیجکر دشواری راہ تبت اور سنگینی قلعجات سرحدی سے اطلاع دے کر التماس کی کہ اب کی سال ولایت تبت کی تسخیر موقوف رکھیے دوسرے سال ہمراہ لشکر اسلام کے مین بھی چلون گا لیکن محمد بختیار نے کہ اس کا بخت برگشتہ تھا یہ امر قبول نہ کیا بلکہ اور لوگون کی بھی نصیحت گوش ارادت سے نہ سنی جلد تبت کی طرف روانہ ہوا پندرہ دن درمیان پہاڑون سخت کے قطع مسافت کی سولھوین دن پہاڑون کو طے کر کے ایک صحراے منبسط مین پہونچا ایک مملکت نہایت معمور اور آباد نظر آئی الغرض لشکر اسلام قلعہ اور شہر کو جو مقابل ایک دوسرے کا تھا محاصرہ کر کے نہب وغارت مین مشغول ہوا اور وہان کے حاکم نے بہ ہیئت مجموعی جنگ پر آمادہ ہو کر مسلمانون کو قلعہ اور شہر سے نکال دیا اور صبح سے تا شام مصروف وغا ہو کر بہت مسلمانون کو مجروح اور خستہ کیا اور وہ جماعت زرہ اور جوشن اور سپر اور خود باندھے تھی اور وہ خلقت تمام تیر انداز اور بعضے آدمی نیزہ وار تھے محمد بختیار اُس شب قلعہ کے گرد وکوش ہوا جب خواب غفلت اور بے فکری سے بیدار ہوا اور اُس ولایت کے خصوصیات دریافت کیے معلوم ہوا کہ اُس مقام سے پندرہ کوس پر ایک شہر ہے اُسے کرم سین کہتے ہین پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز وہان رہتے ہین اور ہر روز ایک ہزار اور پانسو گھوڑے اُس بازار مین فروخت ہوتے ہین اور تمام گھوڑے اُس مقام کے شہر کمھنولی مین پہونچتے ہین جو مردم لشکر اسلام اُس روز راستہ کے تھکے ہوئے اور جنگ سے خستہ تھے اس قدر لشکر کثیر کے مقابلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھکر ہنگام شب کو کوچ کر کے عازم مراجعت ہوئے جو حکام تبت نے مواضع عبور مین علف وغیرہ کو آگ دے کر جلا دیا تھا اس وجہ سے اذوقہ بہت کم پہونچا تھا بہ محنت ومشقت فراوان ولایت راے کامرود مین پہونچا اتفاقاً وہ دو امیر کہ پل کی محافظت کے واسطے مقرر تھے آپس مین مناقشہ کر کے پیشتر راہی ہو گئے اور کفار کامرود کو کہ ان دو امیرون کے سبب بہت ایذا پہونچی تھی سبھون نے اتفاق کر کے اُس پل کے دو در مسمار کر کے راہ عبور بند کی تھی محمد بختیار کی آنکھ زمانہ کی بازی سے خیرہ ہوئی اُس نواح کے ایک تیخانہ مین جو نہایت سنگین اور بلند تھا مع فوج در آیا راے کامرود کو خبر ہوئی کہ محمد بختیار پریشان ہو کر اُس تیخانہ مین داخل ہوا ہے اس واسطے فرصت پاکر اس حدود کی تمام سپاہ اور رعایا کو حکم دیا کہ جو جنگ

صف لشکر اسلام سے دشوار ہی لازم کہ بطور تاخت جاکر تنجانہ کے دروازے مسدود کرکے مسلمانونکو باہر آنے سے مانع ہووین کہ تشنگی اور گرسنگی سے عاجز ہوکر ہلاک ہووین محمد بختیار خلجی اُن کے ارادہ سے واقف ہوکر تنجانہ سے نکل آیا اور اُس دریا کے ساحل پر نزول کرکے عبور کی تدبیر کرنے لگا ناگاہ ایک سوار نے گھوڑا دریا مین ڈال کر عبور کیا لوگ سمجھے کہ پایاب ہی تعاقب کفار کے خوف سے سب ایکبارگی پانی مین داخل ہوئے جو ہر جگہ پایاب نہ تھا محمد بختیار مع ایک سو سوار ساحل سلامت پر پہونچا باقی تمام افواج اس دریائے خون آشام مین ڈوب گئی محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا جب دیوکوٹ مین پہونچا وفور غم واندوہ سے کہ اُس کے دل مین راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان معزالدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمانہ ہم سے پھر گیا اور بخت یار نے یاوری سے کنارہ کیا اور حالانکہ انھین دنون مین سلطان معزالدین شہید ہوا تھا اور جب یہ خبر محمد بختیار کے ممالک مین مشہور ہوئی خلجیون کی عورتین اور لڑکے جو تلف ہوگئے تھے اپنے شوہرون کی تحقیق کے واسطے دیوکوٹ مین آئین اور راستون اور کوچون مین ایستادہ ہوکر محمد بختیار کو بد دعا اور گالیان دیتی تھین اور محمد بختیار اس حال کے مشاہدہ سے زیادہ تر غمگین ہوا اور ۶۰۲ھ چھ سو دو ہجری مین اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف سفری ہوا اور طبقات ناصری مین مسطور ہی کہ علی مردان خلجی جب اس حادثہ سے واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیوکوٹ مین آیا اور محمد بختیار کے مکان مین کہ کسی نے اُسے تین دن سے نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چادر اُس کے منہ سے ہٹاکر ایک خنجر جگر شگاف سے اُس کا کام تمام کیا بہر تقدیر جنازہ اُس کا پہاڑ مین لے جاکر مدفون کیا اُس کے بعد امرائے بادشاہان دہلی نے اُس ولایت کی حکومت کی جیسا کہ احوال انہا بادشاہان دہلی کے ضمن مین مذکور ہوا ہی

سرفراز ہونا سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر

ملک فخرالدین حاکم بنگالہ قدر خان کا سلاحدار تھا اس کی شمشیر لیے رہتا تھا جب وہ ستارگانون مین فوت ہوا تو ۶۳۵ھ سات سو انتالیس ہجری مین اس کے اثاثہ پر متصرف ہوکر اپنا فخرالدین خطاب کیا اور اس ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھکر افواج کے فراہم کرنے مین کوشش کی اور سلطان محمد تغلق نے اس امر سے آگاہی پاکر قدر خان حاکم لکھنوتی کو مع ایک جماعت امرا مثل عزیزالدین یحیی اور فیروز امیر کوہ کو اُس کے سر پر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخرالدین شکست پاکر جنگل دودست کی طرف بھاگا اور گھوڑے و ہاتھی اُس کے مردم قدر خان کے ہاتھ آئے اور قدر خان نے وہین استقامت کی باقی امرا اپنی جاگیرون پر روانہ ہوئے جب موسم برسات آیا اور قدر خان زر جمع کرنے مین مصروف ہوا سپاہ کی فراہمی سے غافل رہا اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر پیش تخت زر سرخ و سفید کا نثار کردن قضارا فخرالدین یہ خبر سنکر مع لشکر جنگل سے برآمد ہوکر ستارگانون کی طرف متوجہ ہوا سپاہیان عاصی اور امیران باغی نے اتفاق کرکے قدر خان کو

قتل کیا اور خزانہ اُٹھا کر فخرالدین کے شریک ہوئے اور فخرالدین نے وہ تمام زر انھین ارزانی رکھا اور ستارگانون کو تختگاہ کرکے اس ملک کی حکومت مین مشغول ہوا اور اپنے غلام مخلص نام کو مع لشکر کثیر لکھنوتی کے ضبط و انتظام کے واسطے مقرر کیا اور علی مبارک جو قدرخان کے لشکر کا بخشی تھا اس نے ہمت اور مردانگی کرکے از روے اخلاص اور دولتخواہی ایک جماعت کو ساتھ اپنے موافق کیا اور مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دے کر فتحنامہ اور عریضہ سلطان محمد تغلق کے پاس بھیجا کہ اگر حکم ہووے لکھنوتی کے انتظام مین مشغول ہون لیکن سلطان نے اسکو نہ پہچانا اور یوسف نام دہلی کے کوتوال کو لکھنوتی کا ناظم کرکے روانہ کیا اور وہ لکھنوتی مین نہ پہونچا قضاے الٰہی سے مرگیا اور مملکت لکھنوتی علی مبارک شاہ کے قبضہ مین رہی جو سنامان شاہی مہیا تھا آپ کو سلطان علاءالدین مشہور کیا لیکن اُسی عرصہ مین ملک الیاس نام کہ اس نواح مین رہتا تھا اُس نے لشکر جرار لے کر لکھنوتی پر تاخت لاکر بندگان سلطان علاءالدین کو قتل کرکے اپنے تئین سلطان شمس الدین مخاطب کیا اور ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس ہجری مین ستارگانون پر چڑھائی کی اور ملک فخرالدین کو زندہ گرفتار کرکے لکھنوتی مین لایا اور اُس کی گردن مین پھانسی ڈال کر لٹکایا اور خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تالیف مین یون تحریر کیا ہے کہ ملک فخرالدین قدرخان کا سلاحدار تھا اور اُسنے لکھنوتی مین اپنے ولی نعمت کو قتل کرکے نام شاہی اپنے اوپر اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ بنگالہ کی سمت بھیجا ملک علی مبارک بخشی لشکر قدرخان کا مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دے کر اُس کے اثاثہ حشمت اور ساز و یراق پر جو اُس کے ہمراہ تھا متصرف ہوا سلطان فخرالدین جو نو دولت تھا اور اپنے آدمیون سے اطمینان خاطر نرکھتا تھا ملاحظہ کرکے علی مبارک کے سر پر نہ گیا یہان تک کہ علی مبارک نے اپنا سامان درست کرکے اپنا نام سلطان علاءالدین رکھا اور ۷۴۲ھ سات سو اکتالیس ہجری مین فخرالدین لکھنوتی کی طرف گیا اور علی مبارک سے جنگ کرکے مارا گیا مدت فخرالدین کی سلطنت کی دو سال اور چند ماہ تھی ٭

ذکر علی مبارک المخاطب بسلطان علاءالدین کی حکمرانی کا

جب سلطان علاءالدین نے فخرالدین کو قتل کیا باستقلال تمام لکھنوتی مین تھانہ بٹھا کر بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے ملک حاجی الیاس کہ حاجی پور اس کا آباد کیا ہوا ہے سلطان علاءالدین کے لشکر کو ساتھ اپنے متفق کرکے لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا علاءالدین شاہ کو مار کر اپنا نام شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاءالدین کی مدت سلطنت ایکسال اور پانچ ماہ تھی

تذکرہ حاجی الیاس المشہور بسلطان شمس الدین بنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاءالدین مارا گیا تمام ملک لکھنوتی اور بنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف مین آیا باتفاق امرا اپنا

سلطان شمس الدین شاہ بہنگرہ خطاب دے کر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اُس کا لقب بہنگرہ ہی لیکن وجہ تسمیہ اُس کی مولف کو معلوم نہوئی الغرض بعد چند روز کے امرا و رسپاہ کی دلجوئی کر کے ولایت جاجنگر کی طرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانونکے تصرف سے برآوردہ ہوئی تھی کوچ فرمایا اور اُس نواح مین جاکر باتھی نامی بہم پہونچاکر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور کئی مہینے تک کوئی بادشاہان دہلی سے اُس کا متعرض نہوا اور وہ باستقلال تمام امر بادشاہی مین مشغول رہا من بعد شوال کی دسوین تاریخ ۷۵۴ھ سات سو چون ہجری مین سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران دہلی سے لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اکدالہ مین قلعہ بند ہوا تمام ولایت بنگالہ خالی چھوڑی سلطان فیروز شاہ اکدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اس کے اطراف مین پہونچا شاہ شمس الدین نے قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ صف کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے بھاگکر قلعہ اکدالہ مین پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلان جو جاجنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کی طرف گیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن ہجری مین شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت جو لائق مجلس شاہون کے ہو بصحابت ایلچیان سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے طریق التفات ایلچیون پر جاری رکھکر انھین رخصت کیا شاہ شمس الدین نے اواخر ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری مین پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کی طرف روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچیون کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد گھوڑے تازی اور ترکی مع تحف و ہدایائے دیگر ملک سیف الدین شحنہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا ابھی ملک سیف الدین شحنہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا اور ملک سیف الدین نے موافق حکم بادشاہی کے وہ گھوڑے امرائے بہار کو دیے اور ملک تاج الدین دہلی کی طرف راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چند ماہ تھی ✣

ذکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف رحلت کی تیسرے دن اس کا بڑا بیٹا امرا اور افسرون کی بہ تجویز تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اُس نے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھکر عدل و احسان کی بشارت دی اور مہمات شاہی مین مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی اولے اور بانسب جان کر پچاس ہاتھی اور قسم قسم کا نفیس ترسم پیشکش بھیجا اُس وقت کہ ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ ہجری تھے بادشاہ فیروز شاہ بعزم تسخیر بنگالہ لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ مین مشغول ہوا اور قلعون کو اور مکانون کو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ ظفرآباد مین پہونچا سلطان سکندر نے بھی رسم پدر ہاتھ سے ندی قلعہ اکدالہ مین متحصن ہوا اور جو طاقت برابری

کی نہ رکھتا تھا پیشکش ہر سالہ قبول کرکے بادشاہ کو عزم جنگ سے باز رکھا وہ اپنے دارالملک کی طرف راہی ہوا بادشاہ ابھی بندوہ مین تھا کہ سینتیس ۳۷ زنجیر فیل اور مال وافر اور اقمشہ تنکا ثر خدمت مین بھیجکر معذرت چاہی اور آئین باپ کا اختیار کرکے تمام عمر عیش وعشرت مین بسر کی مدت اُس کی سلطنت کی نو برس اور چند ماہ تھی

ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا۔

سکندر شاہ کے بعد فوت اُس کا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے باپ اور دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش وعشرت مین آخر کی اور ۷۷۵ھ سات سو پچھتر ہجری مین تنگنائے جسمانی سے وسعت آباد روحانی کی طرف خرامان ہوا مدت اُس کی سلطنت کی سات سال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

جب شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امرا نے اس کے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب رکھکر بجاے پدر تخت پر تمکن کیا یہ بادشاہ شجاع اور حلیم اور کریم تھا امرا اور وزرا کی کاروائی اور دانائی سے محتاط رہتے تھے اس نے کبھی بادشاہ دہلی سے مخالفت نہ کی اور اطراف کے راجاؤن نے اُس کے حلقہ اطاعت سے سر باہر نہ کھینچا مطیع اور فرمان بردار رہکر مال واجب کے ادا کرنے مین تامل اور توقف جائز نہین رکھتے تھے غرضکہ شاہ موصوف نے دس برس بلا دغدغہ حکومت کی اور ۷۸۵ھ سات سو پچاسی ہجری مین شربت اجل طبیعی چکھکر مسند زندگی سے برخاست ہوا اُس کی مدت شاہی دس سال اور چند ماہ تھی

بیان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

جب سلطان السلاطین دار نا پائدار دنیا سے دار البقا کی سمت متوجہ ہوا اعیان دولت نے اُس کے فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دے کر سریر شاہی پر اجلاس دیا لیکن یہ خردسالی کے سبب سے خفیف العقل تھا کانس نام کافر کہ خاندان امرا سے تھا اُس نے اُس کے عہد مین نہایت شوکت اور استقلال بہم پہونچایا اور ملک ومال کا صاحب اختیار ہوا جب سلطان شمس الدین عالم باقی کیطرف ۷۸۶ھ سات سو ستاسی ہجری مین خرامان ہوا کانس نشان حکومت بلند کرکے مسند جہانبانی پر متصرف ہوا مدت سلطنت شاہ کی تین سال اور چند ماہ تھی

ذکر راجہ کانس غدار کی حکمرانی کا

راجہ کانس ہرچند مسلمان نہ تھا لیکن مسلمانون سے آمیزش اور محبت اس قدر رکھتا تھا کہ بعضے مسلمان

اُس کے اسلام کی گواہی دے کر چاہتے تھے کہ بطریق اہل اسلام اُس کی لاش پیوند زمین کریں بہرکیف تاج خسروی سر پر رکھکر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر کو عالم نیستی کا راستہ لیا پھر اُس کا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہوکر تخت فرماندہی پر متمکن ہوا

ذکر جنمل ولد کانس المخاطب بسلطان جلال الدین کی حکومت کا

جنمل نے بعد فوت پدر اعیان وارکان درگاہ کو بلاکر فرمایا کہ مجھپر حقیت وسچائی دین محمدی ظاہر ہوئی مجھے اس دین حق قبول کرنے سے چارہ نہین ہی مین تو خواہ مخواہ مسلمان ہون اگر تمھین میری سلطنت سے انحراف ہو اور میری شاہی قبول کرو قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھون اور جو نہین میرے چھوٹے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤ مجھے معاف رکھو تمام امرا نے متفق ہوکر جواب دیا ہم بادشاہ کے مطیع اور فرمان بردار ہین اور امور دینوی مین مذہب اور دین کا کچھ کام نہین ہی جنمل نے علما اور فضلاے لکھنوتی کو طلب کرکے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا لقب سلطان جلال الدین رکھکر تخت حکومت پر قدم رکھا عدل وداد کو مروج کرکے اپنے عہد کا نوشیروان ثانی ہوا اور سترہ برس چند مہینے نہایت استقلال اور مضبوطی سے بنگالہ اور لکھنوتی مین بادشاہی کی ۸۱۲ھ آٹھ سو بارہ ہجری مین اجل طبیعی سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اُس کا بیٹا احمد سلطان بجاے اس کے تخت سلطنت پر قائم ہوا

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنے مرگیا اعیان حضرت نے اس کے فرزند کو شاہ احمد شاہ خطاب دے کر باپ کا جانشین کیا اُس نے بھی پیروی اپنے پدر بزرگوار کی کرکے داد و دہش مین کوشش کی یعنے خلائق کثیر کو بحر انعام واحسان مین غریق کیا اور آخر ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مدت شاہی اوس کی سولہ برس تھی۔ فقط

ذکر ناصرالدین غلام کے خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سے خالی ہوا اس کے غلام ناصرالدین نام نے ازروے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھکر کفران نعمت پر کمر باندھی اور صاحبزادون کے قتل مین جو وارث ملک تھے کوتاہی نہ کی آخر کو نقصان دنیا اور آخرت کا اسے نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی اُسی دن امراے سلاطین بہنگرہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ سلطان شمس الدین بہنگرہ کی اولاد سے تھا اپنے باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہوکر مہمات سلطنت مین مشغول ہوا

ذکر سلطان ناصر الدین شاہ بہنگرہ کی سلطنت اور جہانداریکا

بعد انقراض سلطنت سلاطین بہنگرہ کہ سالہاے دراز گذرے تھے پھر اُس کی حکومت نے دوبارہ اُس کے خاندان قدیم مین بازگشت کی اور وہ اقبال کہ ادوار سے مبدل ہوا تھا پھر ہما کے مانند سایہ گستر سعادت ہوا ناصر شاہ کہ اُس ولایت کی زمینداری مین سکونت اختیار کرکے کشتکاری مین مشغول تھا اور اُسے اصلا سلطنت کا گمان نہ تھا اخلاص کی برکت سے مرتبۂ جہانبانی پر پہونچکر بادشاہ عالیجاہ ہوا اور جو کہ اخلاق حمیدہ اور صفات خجستہ مین موصوف تھا خلائق درگاہ بہنگرہ کے جو راجہ کانس اور جلال الدین اور احمد کے زمانہ مین اطراف واکناف مین پراگندہ ہوئی تھی خبر اُس کے جلوس کی سنکر دربار مین حاضر ہوئی عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچی وضیع وشریف اُس کے سلوک پسندیدہ سے راضی اور خوش دل ہوئے اور اس سبب سے کہ سلاطین شرقی درمیان سلاطین پوربی اور دہلی کے حائل ہوئے تھے تیس برس بفراغ تمام ایام سلطنت بسر کیے اور ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین خرابۂ دنیا سے معمورۂ عقبے کی طرف خرامان ہوا

تذکرہ باربک شاہ بن ناصر شاہ کی سلطنت کا

جب ناصر شاہ نے عالم فنا مین قدم رکھا اس ملک کے امرا اور بزرگون نے باربک شاہ کو سریر ایالت پر اجلاس دیا اور اُس کے عہد معدلت مہد مین سپاہ اور رعایا شہر کی آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ ہند ہی کہ جس نے غلامان حبشی پر نظر الطاف مبذول کرکے معزز کیا اور قریب آٹھ سو حبشی بہم پہونچاکر شل وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کے خدمات جلیل اُن سے رجوع فرمائین اور سلاطین گجرات اور دکن نے بھی تقلید کرکے اُس گروہ یعنے حبشیون کی عزت واعتبار مین کوشش فرمائی اور باربک شاہ نے سترہ برس عمر عزیز بدولت واقبال بسر کی اور ۸۷۹ھ آٹھ سو اُناسی ہجری مین اُس کی شمع حیات گلگیر اجل سے منقطع ہوئی

ذکر یوسف شاہ ولد باربک شاہ کی حکومت کا

جب اُس کے باپ نے عالم گذران سے کوچ کیا یوسف شاہ تخت وتاج پر قابض ہوا اور شیوہ عدل وداد مروج رکھا اور یہ بادشاہ خلعت علم وفضل سے آراستہ تھا امر معروف اور نہی منکر مین مبالغہ فرماتا تھا اور اُس کے عہد مین کسی کو مجال نہ کہ اُس کے حکم سے تجاوز کرکے علانیہ شراب پیتا صدور علما کو اکثر بار اپنے حضور طلب کرکے بتاکید تمام فہمایش کرتا تھا کہ تم مہمات شرعی مین کسی کی جانب داری نہ کرنا وگرنہ ہماری تمھاری صفائی نہ رہے گی اور ابتدا بہت پہونچاؤن گا اور جو خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات مین کہ قاضی عاجز ہوتے تھے اُنھین خود بہ نفس نفیس فیصل کرتا تھا الغرض

سنہ ۸۶۸ آٹھ سو ستاسی ہجری مین طومار اُس کی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنے دار فنا سے دار البقا کیطرف خرامان ہوا
مدت اُسکی سلطنت کی سات سال و چھ ماہ تھی

ذکر سکندر شاہ کے سرداری پانے اور بعد دو مہینے کے معزول ہونیکا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرا نے بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا
جب استحقاق اُس کا ثابت نہ ہوا اُسے معزول کرکے فتح شاہ کو سریر جہان بانی اور تخت
کشور ستانی پر متمکن کیا

تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا

منقول ہی فتح شاہ عالم اور دانا تھا سلاطین سلف کے رسوم پیش نہاد ہمت کرکے ہر ایک امرا کے فراخور
حال و مرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سرایان اور غلامان حبشی کو جو بارک شاہ اور یوسف شاہ
کے عہد مین فراہم ہوکر نہایت معتبر ہوکر حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتے تھے تازیانہ عدل
سے سیدھا کرکے اصلاح پزلایا اور اُس قت ملک بنگالہ مین یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچ ہزار پایک
چوکی خانہ کا پہرہ دیتے تھے اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اُس جماعت کا سلام لے کر
تمھین رخصت دیتا تھا اس وقت ایک جماعت دوسری اسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند
خواجہ سرا کہ مدت سے خود مختار تھے پریشان ہوکر ایک خواجہ سرا کے پاس کہ جس کا نام سلطان
شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خانہ کے تمام آدمی اُس کے ماتحت تھے اور محلات شاہی کی کنجیان بھی
اُس کے سپرد تھین اور الوالعزمی کی علامت اس کے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جاکر سلطنت
کی تکلیف دی قضا را اس عرصہ مین خان جہان خواجہ سرا اور وزیر ملک اندیل حبشی امیر الامرا
مع خاصہ خیل و خلاصہ لشکر کے سرحد کے راجاؤن کے دفع کے واسطے نامزد ہوئے اور
سلطان شہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سراؤن اور چوکی خانہ کے سپاہیون کی اعانت سے فتح شاہ
کو سنہ ۸۷۰ آٹھ سو چھتر ہجری مین قتل کیا اور فجر کو تخت پر برآمد ہوکر چوکی خانہ کے آدمیون کا سلام
لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان بارک کی حکومت کا

جب خواجہ سرائے بد ذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کرکے نام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام
خواجہ سرا جا بجا سے اس کے پاس فراہم ہوئے اور اس بدبخت نے ارزال اور پست ہمتون کو
مال سے فریفتہ کرکے اپنے پاس جمع کیا یہان تک کہ شوکت اس کی روز بروز افزون ہوئی پھر امرائے
صاحب جمعیت کے دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امرائے کبار کا سرگروہ ملک اندیل حبشی کہ سرحد

مین تھا اس امر سے واقف ہوکر اس اندیشہ مین ہوا کہ کسی ڈھب سے پائے تخت پر پہونچکر اُس کا کام تمام کرون اس عرصہ مین خواجہ سرائے خون گرفتہ کے دل مین یہ آیا کہ کسی حیلہ سے اسے طلب کرکے مقید کرے پھر فرمان طلب تحریر فرمایا ملک اندیل حبشی اس امر کو فضل آلہی سمجھکر مع جمعیت خوب حاضر ہوا اور دربار مین نہایت احتیاط سے آمد و شد کرتا تھا خواجہ سرا اس کے دفع مین عاجز ہوا ایک روز ایک مجلس بزیب و زینت تمام آراستہ کی اور دس بارہ ہزار آدمی اُس کے دارالامارۃ کے اطراف و جوانب مین کہ نہایت وسیع تھا فراہم ہوئے اور مجلس کمال شوکت و شان سے ترتیب پائی تھی پہلے ملک اندیل کو اپنے روبرو بلاکر نہایت التفات فرمایا اور یہ بات کہی کہ مین سلطان کو مع جماعت دیگر قتل کرکے تخت پر متمکن ہوا ہون تو اس بارہ مین کیا کہتا ہے ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا مصرع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود ۔ سلطان شاہزادہ کو یہ جواب پسند آیا فوراً خلعت اور ٹپکا اور زنجر مرصع اور چند گھوڑے اور ہاتھی اسے انعام فرمائے اور کلام اللہ درمیان مین لاکر اس سے کہا کہ تو قسم کہا کہ مین تجھے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاؤن گا ملک اندیل حبشی نے قسم کھائی کہ جب تک تو تخت پر رہے گا مضرت نہ پہونچاؤن گا اور جو کہ تمام آدمی اُس خواجہ سرا سے ازردہ تھے اور ملک اندیل حبشی بھی اپنے ولی نعمت کے انتقام مین بجد تھا دربانون کو متفق کرکے فرصت وقت ڈھونڈھتا تھا غرضکہ ایک رات کو وہ محسن کش یعنے ملک باربک شراب پی کر تخت پر سو گیا ملک اندیل حبشی دربانون کی ہدایت سے اُس کے قتل کی نیت سے حرم سرا مین گیا اور جب اُسے تخت پر افتادہ پایا مسمی یاد آئی فکر مین ہوا اس عرصہ مین وہ اجل رسیدہ کہ آفتاب عمر و اقبال اُس کا سرحد زوال مین پہونچا تھا کروٹ لے کر تخت سے نیچے گرا ملک اندیل نے یہ امر اپنے طالع کی قوت سے سمجھ کر پھرتی اور چابکدستی سے اُس پر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہ ہوا سلطان شہزادہ خواجہ سرا ہوشیار ہوا آپ کو شمشیر بربنہ کے مقابل دیکھکر ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا چونکہ قوی اور عظیم الجثہ تھا ملک اندیل حبشی کو کشتی مین زیر کرکے اس کے سینہ پر سوار ہوا ملک اندیل حبشی نے اُس کے سر کے بال مضبوط پکڑکے یغرشخان ترک کو جو اُس مکان کے دروازہ مین ایستادہ تھا باواز بلند بلایا وہ مع جماعت حبشیان فوراً آپہونچا اور ملک اندیل کو اُسکے نیچے دیکھکر تیغ زنی سے متعذر ہوا اس واسطے کہ ایک تو رات کا وقت تھا دوسرے اُن کی ہاتھا پائی مین شمع بھی پامال ہوکر بجھ گئی تھی ظلمات کا عالم تھا ملک اندیل حبشی نے اُس سے یہ بات کہی کہ اُس کے موے سر میرے ہاتھ مین ہین اور یہ اس قدر عریض اور چوڑا ہے کہ میرا سپر ہوگیا ہے تلوار اس سے گذرکر مجھ پر نہ پہونچے گی اور قضاے چارہ نہین اگر اسی بہانہ لکھی ہے کیا مضایقہ اگر مثل میرے ہزار جان ولی نعمت کے قصاص خون مین تلف ہوون تو بھی تھوڑے ہین یغرشخان نے آہستہ آہستہ کئی زخم باربک کی پشت پر مارے اور اُس نے عمداً آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور حس و حرکت سے ساکت ہوا اور ملک اندیل اُٹھکر باتفاق یغرشخان اور حبشیون کے محلسرائے خاص سے برآمد ہوا اور مسمی نواجی پاشی حبشی جو

ور دولت پر حاضر تھا اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا بولے ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا تو اچی حبشی یہ حال سنکر بارہبک شاہ کی خوابگاہ مین گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن نہوا تھا کہ بارہبک شاہ خوف ملک اندیل سے خزانہ کی طرف بھاگا تو اچی پاشی حبشی جب اُس مخزن کی طرف متوجہ ہوا بارہبک شاہ نے پھر آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور اُس نے فریاد بلند کی کہ غدارون نے ہمارے صاحب کو ہلاک کرکے سلطنت کو برباد کیا بارہبک شاہ نے اُسے اپنا خیر خواہ تصور کرکے آہستہ کہا کہ اے شخص خاموش ہو کہ مین زندہ ہون تب ملک اندیل حبشی کہان ہی جواب دیا کہ وہ اس گمان سے کہ آپ کے دشمنون کا کام تمام کر چکا ہی اپنے مکان کی طرف راہی ہوا بارہبک شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جاکر فلان وفلان امر کو جمع کرکے اُن کو تعین کر کہ ملک اندیل حبشی کو قتل کرکے اُس کا سر لاوین اور دروازون کو چوکی خانہ کے پیادون کے سپرد کرکے کہ کہ مسلح ہوکر ہوشیار رہین تو اچی نے کہا مین سر آنکھون سے ابھی اس کا علاج یعنے تدارک کرتا ہون یہ کہکر نکل آیا اور اس راز سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ کیا وہ تو اچی پاشی کے ہمراہ محل مین آیا اور خنجر سے اس کا کام تمام کیا اور اُسے مخزن مین چھوڑکر محلسرا کا دروازہ مقفل کیا اور باہر جاکر آدمی خان خان وزیر کے بلانے کو بھیجا اور اُس کے آنے کے بعد شاہ کے تعین کرنے کے بارہ مین مشورہ کیا اور جو فتح شاہ سے ایک طفل دو سالہ خرد سال کے سوا دوسرا فرزند نہ تھا فکر مین ہوئے کہ یہ شاہی کے لایق نہین ہی کیونکر اسے تخت پر بٹھاوین پھر اتفاق کرکے صبح کو فتح شاہ کے مکان پر گئے اور شاہ کی بی بی سے ساعۃ شب یعنے قتل کرنا بارہبک خواجہ سرا کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا صاحبزادہ ابھی نہایت خرد سال ہی اور جب تک یہ سن تمیز کو پہونچے اور مہمات ملکی کو انجام دے کسی کو سلطنت پر بٹھانا پر ضرور ہی شہزادہ کی والدہ جب ان کے ارادہ سے واقف ہوئی فرمایا کہ مین نے خدا سے یہ عہد کیا ہی کہ جو شخص فتح شاہ کے قاتل کو مقتول کرے شاہی اسے عنایت کرون ملک اندیل حبشی نے پہلے یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اُس مجلس مین حاضر ہوئے اور سبھون نے باتفاق اُسے اس امر کی تکلیف دی ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا نام فیروز شاہ رکھا مدت طغیان شاہ بارہبک کی بقولے آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور پندرہ یوم تھی اور بعد واقعہ بارہبک شاہ کے یہ رسم بنگالہ مین مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنے حاکم کے قاتل کو ہلاک کرے اور اس قدر موقع اور فرصت پاوے کہ بجاے اُس کے تخت پر بیٹھے تمام امرا اور سپاہ اُس کی جادہ اطاعت مین قدم رکھ کر اُس کے معارض نہ ہوون

ذکر ملک اندیل حبشی المخاطب بفیروز شاہ کی حکومت کا

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوکر دار الملک گور کی طرف گیا اور اس مقام مین طریق عدالت اور احسان جاری کرکے خلایق کو مہد امن وامان مین نگاہ رکھا اور اُس کے عہد حکومت مین جو اکثر کار زمایان وقوع مین آئے تھے سپاہ ورعیت نے اُس کی اطاعت کے سوا سرکشی اور بے اعتدالی نہ کی

اور اُس نے تین برس نہایت استقلال اور عدالت سے سلطنت کی اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانے ہجری مین اُس کا چراغ ہستی صرصر فنا سے خاموش ہوا

ذکر محمود شاہ بن فیروز شاہ کی شاہی اور اُسکے انجام حال کا

جب فیروز شاہ فوت ہوا امرا اور وزرا نے اُس کے فرزند سلطان محمود شاہ کو سریر سلطانی پر جلوہ گر کیا اور حبش خان نام غلام حبشی امور ملکی و مالی کا منتظم اور متکفل ہوا اور زمام اختیارات سلطنت اپنے قبضۂ اقتدار مین لاکر محمود شاہ کو برائے نام بادشاہ بنایا اور دوسرا حبشی کہ جس کا نام سیدی بدر دیوانہ تھا اُس نے حبش خان کے اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے بہ تنگ آن کر اُسے تیغ سیاست سے ہلاک کیا اور خود مہمات دولت کو انجام دینے لگا اور بعد چند روز کے چوکی خانہ کے سردار کو موافق کر کے سلطان محمود شاہ کو بھی پردۂ شب مین شہید کیا اور صبح کو تخت پر متمکن ہوا اور اُن امرا کی تجویز سے جو اُس کے شریک تھے اپنا نام مظفر شاہ رکھکر اُن ممالک کا حاکم ہوا سلطان محمود کی مدت سلطنت ایک سال تھی اور حاجی محمود قندھاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ سلطان محمود شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور حبش خان شاہ باربک کا غلام شاہ فیروز شاہ کے حکم کے موافق اُس کی پرورش کرتا تھا اور شاہ فیروز شاہ کے بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھایا جب چھ برس کا زمانہ گذرا حبش خان کو بادشاہی کی ہوس ہوئی اور سیدی بدر دیوانہ حبش خان کو قتل کر کے تفصیل مسبوق الذکر شاہ ہوا

ذکر سیدی بدر حبشی المخاطب بمظفر شاہ کی سلطنت کا

واضح ہو کہ مظفر شاہ حبشی بیباک اور سفاک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفاے ملک کو جو اُس کی شاہی سے راضی نہ تھے اُنھین قتل کیا اور جن راجاؤن نے کہ شاہان بنگالہ کی خصومت پر کمر باندھی تھی اُنھین بھی فوج کشی کر کے ہلاک کیا اور سید شریف مکی کو منصب وزارت پر سرفراز کر کے ملک مال کا اختیار دیا اور اُس کی ہدایت سے سوار اور پیادہ کی تنخواہ کم کر کے خزانہ کی زیادتی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور ایک عالم کو اپنی بے اعتدالی سے متنفر کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امراے کبار نے اُس سے انحراف کر کے خروج کیا سلطان مظفر شاہ مع پانچ ہزار حبشی اور تین ہزار پٹھان اور بنگالی متحصن ہوا بقولے چار دن بقولے چار ماہ افواج درونی اور بیرونی مین جنگ واقع رہی ہر روز ایک جماعت کثیر قتل ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کر کے سلطان مظفر کے روبرو لاتے تھے کمال قہر و غضب سے شمشیر کھینچکر اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا تھا چنانچہ عدد اُس کے مقتولون کے چار ہزار کو پہونچے آخر کو ایک روز شاہ مظفر شاہ مع جمعیت شہر سے برآمد ہو کر شریف مکی سے ہم مصاف ہوا طرفین سے بیس ہزار آدمی مارے گئے مظفر شاہ مع اکثر امرا اور مقربان وغیرہ سے

تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ اُن دنون مین اول سے آخر تک یعنے تمام معرکون مین ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہنود سے عالم فانی کی طرف راہی ہوئے اور سید شریف مکی نے تخت شاہی پر قدم رکھکر نشان جہانبانی کا بلند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ مین اس طرح مرقوم ہی کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکنات سے لوگ متنفر اور ناراض ہوئے سید شریف مکی اس امر کو سمجھکر چوکی خانہ کے دو سردار کو اپنا یار موافق کرکے ایک شب مع تیرہ نفر پایک حرم سرا مین در آیا اور شاہ مظفر کو قتل کرکے صبح کو تخت پر بیٹھا اور اپنا نام سلطان علاء الدین رکھکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور مظفر شاہ کی مدت سلطنت تین برس اور پانچ مہینے تھی

ذکر شریف مکی المشہور بسلطان علاء الدین کی سلطنت کا

جو سید شریف مکی مظفر شاہ کی حین حیات اور اپنے ایام وزارت مین چاہتا تھا کہ اپنی نیک نفسی اور خوش کرداری ظاہر کرے خلائق کو سناتا تھا کہ مظفر شاہ خسیس ہی اور بادشاہی کی لیاقت نہین رکھتا ہر چند مین نے سپاہ اور امرا کے بارہ مین نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا زر جمع کرنے مین مشغول ہی اس فریب سے انھین اپنا مہربان اور شفیق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امرائے کبار سے شاہ کے بارہ مین مشورہ کیا سب وضیع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوے اور سب نے متفق ہوکر اس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھے شاہ بنا دین تو ہم سے کیا سلوک کریگا کہا تمھارا مدعا دلی فورًا برلاؤن گا جو شی شہر کی روے زمین پر ہوگی تمھارے واسطے معاف اور مرفوع القلم کرون گا اور جو اشیا کہ زیر زمین ہین مین اُس پر متصرف ہون گا الغرض خاص و عام بہ طمع مال راضی ہوئے اور اُسے تخت سلطنت پر بٹھا کر شہر کو رکو جو آبادی مین شہر مصر سے بہتر تھا اس کی تاراجی مین مصروف ہوئے اور سید شریف مکی بآسانی تمام چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھکر شاہ مستقل ہوا **بیت** دولت آن ست کہ بیخون دل آید بہ کنار ۔ ورنہ باسعی عمل باغ جنان نیمہ نیست ۔ اور بعد چند روز کے تاراجی کی ممانعت کی جب وہ ممنوع نہوئے بارہ ہزار لٹیرون کو قتل کیا آخر کو اُس عمل بد سے باز آئے پھر تجسس اور تلاش کرکے بہت مال اپنے تصرف مین لایا ازانجملہ ایک ہزار اور تین کشتی طلائی تھی کس واسطے کہ رسم بنگالہ اور لکھنوتی کی یہ تھی کہ جو شخص مال دینوی سے متمول ہوتا تھا سونے کی کشتی بناکر اس مین کھانا کھاتا تھا اور جشن اور شادی کے دن جو شخص سونے کی کشتی زیادہ تر دربار سلطانی مین حاضر کرتا تھا وہی سردارون مین شمار ہوتا تھا اور اب تک بنگالہ کے زمیندارون مین یہ رسم مروج ہی اور شاہ علاء الدین جو مرد عاقل اور دانا تھا امراے اصل یعنے خاندانی امیرون پر رعایت کرکے مثل اپنے بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کے واسطے چوکی خانہ کی سیاہ یکقلم برطرف کی اور حبشیونکو اپنے قلمرو سے نکالدیا اور یہ لوگ چونکہ صاحب کشی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف

وجوانب مین مشہور ہوگئے تھے جون پور وغیرہ کے رئیس اُن کے رہنے کے روادار نہ ہوئے اس واسطے اکثر دکن اور گجرات کی طرف متفرق اور پریشان ہوئے اور سلطان علاء الدین نے مغل اور پٹھانون کی دستگیری کرکے عامل و یانت دار اور کارندے کارگذار جابجا مقرر فرمائے ملک کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تزلزل و انقلاب کہ سلاطین ماضیہ کے عہد مین بہم پہونچا تھا برطرف ہوا مملکت کے باغی اور سرتابون نے اس کے خط فرمان پر سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے

بیت چون نوبت دولتش در آمد ۔ فرمانروز دشمنان بر آمد ۔ القصہ آبادی بنگالہ مین نہایت کوشش اور اہتمام مبذول رکھا اور چند مواضع قدوۃ المشائخ شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کو خرچ لنگر کے واسطے واگذاشت اور معاف فرمائے اور سلطان علاء الدین ہر سال اپنے پائے تخت اکدالہ سے ایک مرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کو قصبہ بندہ مین آتا تھا اور اخلاق پسندیدہ اور وفور عقل و کاردانی کی برکت سے سالہاے دراز تک امر بادشاہی مین مشغول رہا آخرش ۹۲۷ھ نوسو ستائیس ہجری مین قضاے الٰہی سے ملک بقا کی طرف کوچ کیا مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس سال تھی البقاء للملک المعبود

ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین کی شاہی کا

جب سلطان علاء الدین برحمت حق واصل ہوا اعیان مملکت نے اس کے اٹھارہ فرزندسے نصیب شاہ کو کہ اولاد اکبر تھا تخت پر بٹھایا اور اُس نے وہ کام کئے کہ جو خلائق کے پسند ہوے یعنے اپنے بھائیون کو قید و حبس سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ باپ نے عنایت فرمایا تھا اس سے دونا اور مرحمت فرمایا اور جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی بن سکندر شاہ لودھی کو قتل کرکے سواد ہندوستان پر مسلط ہوا اکثر امراے افغان بھاگ کر نصیب شاہ کے پاس التجا لائے اور آخر کو سلطان محمود بھائی بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ مین داخل ہوا ہر ایک علے قدر مراتب پرگنات لائق اور قصبات شائق پر منصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم لودھی کی بیٹی کہ اُس ملک مین وارد ہوئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور ۹۳۵ھ نوسو پینتیس ہجری مین جب بابر شاہ نے جون پور کے اطراف مین آن کر اُس ملک کو سر کیا چاہا کہ بنگالہ کو بھی اپنے قبضہ مین لاوے نصیب شاہ نے متفکر ہوکر تحف و ہدایا بہت الچیون کے ہاتھ بھیجکر غایت عجز و زاری کی بابر شاہ مصلحت وقت دیکھکر صلح کرکے اپنے دارالملک کی طرف پلٹ گیا اور جب بابر شاہ سے تخت دہلی خالی ہوا اور ہمایون بادشاہ قائم مقام ہوا یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ دہلی دپدی تسخیر بنگالہ ہے اس واسطے نصیب شاہ نے ۹۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری مین اظہار اخلاص اور خصوصیت اور محبت کے واسطے تحفہاے نفیس ملک مرجان خواجہ سرا کے ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجا اور ملک مرجان نے قلعہ مندو مین سلطان بہادر کی ملازمت کی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا

اور اُس عرصہ مین نصیب شاہ باوجود دعوے سیادت مرتکب فسق وظلم ہوا شرح اس کی موجب کدورت خواطر ناظرین وسامعین سمجھکر قلم انداز ہوئی **بیت** شیر را بچہ ہمی ماند بادہ تو بہ پیر چہ میانی بگو بالغرض سنہ ۹۴۳ھ نوسو تینتالیس ہجری مین اس کی عمر اختتام کو پہونچی لیکن معلوم نہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اس پر صدمہ پہونچایا **بیت** از چرخ نصیب این جہانیش نماند سرمایہ عمر وزندگانیش نماند بہرتقدیر نصیب شاہ کے بعد شاہ سلطان محمود بنگالی کہ اس کے امرا سے تھا اُس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سور نے کہ آخر مین دہلی کا بادشاہ ہوا تھا اُسی عرصہ مین بنگالہ پر فوج کشی کرکے اسے زخمی کرکے معرکہ سے بھگایا سلطان محمود بھاگ کر ہمایون بادشاہ کے پاس پناہ لے گیا اور ہمایون شاہ نے سنہ ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری مین مملکت بنگالہ کو شیر شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے بلدہ کور مین خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس شہر کا جنت آباد نام رکھا لیکن کچھ دوام اور ثبات پیدا نہ ہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کے قبضہ مین آئی اور محمد خان افغان کہ سلیم شاہ کے امرا سے تھا اس کی طرف سے اُس ملک کا حاکم ہوا اور جب محمد خان قضاے الٰہی سے مرگیا اس کا فرزند نشان مخالفت بلند کرکے اور اپنے تئین خطاب سلطان بہادر دیکر صاحب سکہ ہوا

تذکرہ سلیم خان المخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی سلطنت کا

چند روز اس نے بھی نشان حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اُس کے قبضہ مین بھی نرہی آخر کو سلیمان کرانی پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کے امراے کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا

ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کے بعد از فوت یہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا ولایت اوڈیسہ کو بھی اپنے تصرف مین لایا ہر چند خطبہ اپنے نام نہ پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلےٰ کہلاتا تھا اور بحسب ظاہر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے ملائمت کرکے کبھی کبھی تحف وہدایا بھیجتا تھا غرضکہ پچیس سال بنگالہ کی حکومت کرکے قضاے الٰہی سے فوت ہوا

ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنے باپ کی وفات کے یہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور ایک ماہ حکومت کرکے اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ سے جس کا نام ہانسو تھا دیوانخانہ مین قتل ہوا اور وہ بھی اُسی مقام مین مارا گیا پھر بایزید کا چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا

ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

یہ بعد وفات بھائی کے ولایت بنگالہ اپنے تصرف مین لایا پھر امرا کا فساد دفع کرکے خطبہ اور سکہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھا اور شراب کے نشہ مین اور مصاحبان اوباش کی صحبت مین سرحد سلطنت اکبر شاہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچائی منعم خان المخاطب بہ خان خانان حاکم جون پور اکبر بادشاہ کے حکم کے موافق داؤد خان پٹھان کی تنبیہ کو متوجہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر امرائے مغل کو نامزد کیا داؤد خان نے لودھی خان کو اُن کے مقابلہ کے واسطے رخصت فرمایا اور طرفین نے ایک دوسرے کے مقابل آن کر داد مردی اور مردانگی دی آخرالامر دونون لشکر صلح کرکے اپنے مقام کیطرف روانہ ہوئے اور پھر اکبر شاہ نے دوبارہ اس کی تسخیر کے بارہ مین فرمان خان خانان کے نام صادر فرمایا اس وقت مین جو درمیان داؤد خان اور لودھی خان کے کہ پٹھانون کے امرائے کبار سے تھا نزاع واقع ہوئی تھی اُس نے خان خانان سے ابواب ملائمت مفتوح کرکے بادشاہ سے طریق اطاعت پیش نہاد کیا داؤد خان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب عجز آمیز لکھے اور دوبارہ ساتھ اپنے متفق اور موافق کرکے اپنے ہمراہ لے گیا اور برخلاف عہد و مروت کے لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر مین موصوف تھا قتل کیا اور آب سون مین اکبر بادشاہ کے لشکر کا راستہ روکا اور اُس مقام مین کہ آب سون دریائے گنگ سے ملحق ہوا ہی جنگ واقع ہوئی پٹھان مغرور ہوئے چند کشتی اُن کی سپاہ مغل کے ہاتھ آئین اور منعم خان المخاطب بہ خان خانان دریا سے عبور کرکے تنبیہ کے لیے متوجہ ہوا اور اس قلعہ کو جس مین داؤد خان قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کرکے تنور حرب گرم کیا اس درمیان مین اکبر بادشاہ بھی اس مقام مین داخل ہوا داؤد خان افغان بنگالہ کی طرف بھاگا اور قلعہ پٹنہ اور حاجی پور مفتوح ہوا اور چار سو ہاتھی داؤد خان کے بہادران مغل کے ہاتھ آئے منعم خان بنگالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب گڑھی مین پہونچا داؤد خان بیتاب ہوکر اڈیسہ کی طرف بھاگا اور بعضے امرائے اکبری نے جو اڈیسہ کی طرف گئے تھے داؤد خان کے بیٹے حنید خان سے شکست پائی منعم خان اس امر سے واقف ہوکر اڈیسہ کی سمت گیا اور داؤد خان افغان مقابلہ کو آیا جب افواج طرفین کا سامنا ہوا دونون لشکر صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئے اور بعد جنگ عظیم پٹھان شکست کھاکر بھاگے داؤد خان افغان نے اُس قلعہ مین کہ دریائے گنگ کے کنارہ تھا پناہ لی لیکن جو چارہ نہ رکھتا تھا اہل وعیال کو قلعہ مین چھوڑکر بقصد جنگ باہر آیا آخر اُس نے منعم خان سے صلح کرکے ملاقات کی منعم خان ولایت اڈیسہ اور کٹک اور بنارس اُس کے تفویض کرکے باقی ممالک پر متصرف ہوا اور جب منعم خان سرائے آخرت کی طرف خرامان ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے خان جہان ترکمان کو بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤد خان افغان منعم خان کے مرنے کے بعد بلاد بنگالہ کو امرائے اکبری کے ہاتھ سے برآوردہ کرچکا تھا سنہ ۸۰

آٹھ سو تین ہجری مین مع لشکر عظیم اُس مقام مین کہ مابین گڑھی اور مانڈہ کے ہے خان جہان ترکمان کے مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم دستگیر ہو کر معرکہ مین قتل ہوا اور اس کا بیٹا جنید خان زخمی ہو کر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اس کے صدمہ سے دو تین دن کے بعد مر گیا اور ممالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر کٹک و بنارس تمام خان جہان کی کوشش سے دیوان اکبری مین داخل ہوا اور دولت شاہان پوربی کی ختم ہوئی اور امرائے افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوار گذار مین داخل ہوئے تھے کچھ عرصہ کے بعد لشکر مغل کے غلبہ سے مغلوب ہو کر بعض ممالک بنگالہ اور جنگلون مین پوشیدہ ہوے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے بعد وفات عثمان نام افغان نے اس جماعت سے خروج کر کے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم کیے اور خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھکر بعضے ولایت نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ پر مزاحمت پہونچائی پھر اسلام خان ولد شیخ بدرالدین فتح پوری حاکم بنگالہ اُس کی دفع کے واسطے مامور ہوا چنانچہ اس تاریخ تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری تھی اس سے معاملہ مفروغ نہین ہوا۔

ذکر بادشاہان شرقی کی حکومت کا

جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا کہ جن لوگون نے جون پور اور ترہت مین حکومت کی ہے انھین مورخین دانش گزین بادشاہان شرقی کہتے ہین

بیان سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت کا

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کے چھوٹے شاہزادہ محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت دے کر بخطاب خان جہان سرفراز فرمایا اور جب بادشاہ ناصرالدین محمود شاہ بنیرۂ فیروز شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو ملک سرور المخاطب بخواجہ جہان کو ماہ جمادی الاولے ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین ملک الشرق خطاب دے کر ولایت جون پور اور بہار اور ترہت اس کے تفویض فرمائی اور اس نے اس ممالک کا انتظام بخوبی تمام کر کے اُس حدود کے راجاؤن اور زمیندارون کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کر کے خراب اور ویران کیے تھے اُن پر قبضہ کر کے از سر نو تعمیر کیے اور مرومان جرار اور آزمودہ کار کے سپرد کر کے ملک کو آباد کیا اور جب بادشاہ ناصرالدین محمود کی شوکت نہ رہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھکر پرگنہ کولی اور اٹاوہ اور بہرائچ اور کنبیلہ کے متمردون کو گوشمال دے کر دہلی کی جانب پرگنہ کول اور رابری تک اور دوسری طرف بہار اور ترہٹ تک سرکشون کا نشان باقی نہ رکھا اور جس طور سے بادشاہان پوربی یعنے حاکمان لکھنوتی اور بنگالہ ساتھ بادشاہ ناصرالدین محمود کے طریق اور اخلاص جاری رکھکر ہاتھی اور تحفجات بھیجتے تھے آپ اُس

ف آخر مذکور فیروز شاہی اور عثمان خان بعد دیرانہ جنگ سخت کے ہارا گیا۔

کے پاس ارسال کرنے لگے اور جب اس کے اقبال نے عروج کیا فلک نے دشمنی اور خصومت پر کمر باندھی یعنی سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری مین اس کو تخت پر سے تختہ تابوت پر کھینچا مدت اُس کی سلطنت کی چھ سال اور چند ماہ تھی

بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے بطریق شاہان پوربی چتر سر پر بلند کرے لیکن اجل نے اُسے امان نہ دی یہ حسرت اپنے دل مین لے گیا اُس کا فرزند تنبی جس کا نام قرنفل تھا بجاے اس کے تخت نشین ہوا اور جونپور وغیرہ کو اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا اور جب دہلی کی سلطنت مین اُسی زمانہ مین ایکبارگی نہایت خلل واقع ہوا تو اُسے وضیع شریف کو موافق کرکے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھکر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اقبالخان کہ وکیل مطلق العنان سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا مبارک شاہ کا غلبہ اور دعوی شاہی سنکر طیش مین آیا چنانچہ سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین اُس کے مدافعہ کے واسطے چڑھائی کی اور جب قنوج مین آیا شاہ مبارک شاہ بھی مع جمعیت عظیم افغان اور مغل اور تاجیک اور راجپوت اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آب گنگ کے دونون طرف فریقین کی افواج فروکش ہوئین اور خیمہ اور خرگاہ رنگ برنگ کے عکس سے آب دریا پر قوس قزح کا عالم نمایان ہوا اور جو کہ دریا درمیان مین حائل تھا دو مہینے کامل دونون لشکر برابر مقیم رہے کسی نے قدم جرأت کا آگے نہ بڑھایا آخر کو دونون غنیم بہ تنگ آئے اور ہر ایک بلا جنگ اپنی دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور جبکہ شاہ مبارک شاہ شرقی جون پور پہونچا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود مالوہ سے پلٹ کر دہلی مین آیا اور اقبال خان اُسے اُبھار کر پھر بہ قصد تسخیر جون پور کی طرف متوجہ ہوا ہی شاہ مبارک شاہ شرقی سامان جنگ مین مصروف تھا کہ یکایک سب سے قوی دشمن اجل نے اُسپر چڑھائی کرکے سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین اُس کے ملک وجود کو برہم کیا مدت اُس کی سلطنت کی ایک سال اور چند ماہ تھی

ذکر شاہ ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

جب خالق انس وجان کے حکم سے شاہ مبارک شاہ عالم باقی کی طرف سفری ہوا اُس کا چھوٹا بھائی خطاب ابراہیم شاہ شرقی پاکر تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا یہ بادشاہ عقل و دانش و تدبیر سے متصف تھا اُس کے زمانہ مین ممالک ہندوستان کے فاضل اور ایران و توران کے کامل جو زمانہ کے آشوب سے حیران و پریشان ہوکر جون پور مین آئے تھے اُس کے امن و امان کے مہد مین پانون پھیلاکر سوئے اور اُس کے خوان احسان کے مائدہ سے سیر ہوکر کئی کتابین اور رسالے بنام نامی اُس کے جیسا کہ تحریر ہوگا تصنیف کیے امرا اور فضلا اور صاحب عقل و کیاست اور شجاعت و شہامت اسکے دولتخانہ

مین فراہم ہوئے اُن کے سبب سے اس کا دربار سلاطین ایران کی طرح رنگین ہوا بیت
جہان آفرین تا جہان آفرید ۔ چو او مرزبانے نیامد پدید اور اُس کی ابتداے سلطنت مین اقبال خان
سلطان محمود دہلوی کو اٹھا کر بقصد تسخیر جون پور قنوج مین آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد
رزم و پیکار آب گنگ کے ساحل تک اُس کے مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چند روز ایک دوسرے
کے مقابل فروکش رہے اور جو اقبال خان مہمات ملکی اور مالی سلطان محمود کی مرضی کے موافق رجوع
نہ کرتا تھا سلطان محمود شکار کے بہانہ اپنے اُردو سے برآمد ہو کر اس خیال سے کہ شاہ ابراہیم شرقی
حق نمک اور صاحبی کو مدنظر رکھکر اقبال خان کو دفع کر کے مجھے تخت شاہی پر بٹھا دیگا یا کمک اور
اعانت میری کرے گا بے اظہار مدعا بادشاہ ابراہیم شرقی کے پاس گیا لیکن جو سلطان ابراہیم شرقی
نے لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نے اُس کی ابھی استحکام پیدا نہ کیا تھا سلطان محمود
کا کوئی مدعا حاصل نہوا بلکہ تعظیم و تکریم اور پرسش و دلجوئی مین بھی اس نے اس قدر تساہل اور تامل
کیا کہ سلطان محمود آنے سے شرمندہ اور نادم ہو کر یکایک قنوج کی طرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج کو جو
ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے مامور تھا جس کو امیرزادہ ہردی کہتے تھے بجبر و قہر اُسے نکالکر اُس بلدہ
پر متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اقبال خان نے جب دیکھا کہ محمود شاہ نے اس مملکت پر
قناعت کی ہے اس لیے قنوج اُسے ارزانی رکھکر ہر ایک اپنی دارالحکومت کی سمت راہی ہوئے اور
بعض تواریخ مین یون مسطور ہے کہ سلطان محمود جب مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اُسی عرصہ مین مبارک شاہ
شرقی نے اس دارنا پائدار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شرقی تخت پر متمکن ہوا واللہ اعلم بالصواب اور
سنہ ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ ہجری مین جیسا کہ بادشاہان دہلی کے متضمن واقعات مین تحریر ہوا ہے اقبال خان مارا
گیا اور سلطان محمود دہلی کی طرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح وقت دیکھکر سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو ہجری
مین قنوج کی تسخیر کی عزیمت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور فوج
طرفین نے بدستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چند روز کے
بے مجادلہ اور محاربہ ایک نے جون پور کی طرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب سلطان محمود
شاہ دہلی مین پہونچا امرا کو رخصت جاگیر دی اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر آن کر قنوج کو گھیرا اور بعد
چار مہینے کے جب دہلی سے کمک نہ پہونچی ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے ناچار ہو کر امان لے کر
قلعہ کو شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہان موسم برسات بسر کر کے ماہ جمادی الاول سنہ ۸۱۰ آٹھ سو
دس ہجری مین بہ تسخیر دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاقل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی
کے بہت امراے کبار مثل تاتار خان ولد سارنگ خان اور ملک خان غلام اقبال خان وغیرہ اُسکے
شریک ہوئے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہو کر شہر سنبل کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان لودی
شہر سنبل کو چھوڑ کر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبل تاتار خان کے سپرد کر کے آگے بڑھا جب
دریاے جمن کے کنارہ پہونچکر چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ

[illegible] سر کرکے بالو کو سپرد کیا اور اب محمود شاہ کی ملک کو آتا ہے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ
[illegible] جون پور لینے کا واعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شرقی یہ خبر سنتے ہی فتح عزیمت کرکے جونپور
کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آن کر شہر سنبل کو برآوردہ کیا اور تاتار خان بھاگ کر
ابراہیم شاہ شرقی کے پاس آیا اور شاہ شرقی خیل وحشم کی آراستگی اور فراہمی مین مصروف
ہوا اور سنہ ۸۱۲ آٹھ سو بارہ ہجری مین دوبارہ بہ تسخیر دہلی اپنے دار الملک سے روانہ ہوا اور چند
منزل جاکر راہ سے پلٹ کر دار العلم جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور علما اور مشایخ کی صحبت
اور تعمیر ولایت اور تکثیر زراعت مین مشغول ہوکر برسون کسی طرف عزیمت نفرمائی اور آدمی اطراف واکناف
ہندوستان کے آشوب حوادث سے جون پور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک حسب قدر مراتب وفراخور
حالت سرفراز ہوئے اور خادم اور مشایخ اور علما اور سادات اور نیز نشینون کا اس قدر اجماع ہوا
کہ جون پور کو خلقت دہلی ثانی کہتی تھی اور اس ملک کے صغیر وکبیر شاہ شرقی کی ذات بابرکات کو جملہ
مغتنمات سے شمار کرکے حیات مستعار عیش وعشرت مین بسر کرتے تھے شاہ سے گدا تک تمام
خوش وقت تھے رنج وملال اس ملک سے سفر کر گیا تھا اور سنہ ۸۱۳ آٹھ سو اکتیس ہجری مین محمد خان
حاکم میوات سلطان ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہوا اور فتح بیانہ کی ترغیب وتحریص دے کر اپنے
ہمراہ لے گیا من بعد مبارک شاہ بادشاہ دہلی بعزم ممانعت روانہ ہوا اور بیانہ کے اطراف مین طرفین
کی افواج آپہونچی اور چار کوس پر خندق کھود کر محکم اور قوی ہوئے اور بائیس روز مردم طرفین بطور
طلایہ برآمد ہوکر جنگ کرتے تھے اور جنگ سلطانی کی کوئی جرات نہ کرتا تھا آخر کو سلطان ابراہیم
شرقی نے خندق سے برآمد ہوکر صفوف جنگ آراستہ کی اور مبارک شاہ بھی ناچار ہوکر میدان وغا
کی طرف روانہ ہوا اور صبح سے تا شام جنگ کرکے برابری کے ساتھ جدا ہوکر اپنے دائرہ کیطرف
متوجہ ہوئے دوسرے دن گرگ آشتی یعنے صلح ظاہری کرکے اپنی اپنی دار السلطنت کی سمت
مراجعت کی اور سنہ ۸۲۷ آٹھ سو ستتیس ہجری مین سلطان ابراہیم شرقی نہایت شوکت اور صولت
سے کالپی کی تسخیر کو سوار ہوا اور اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی عزیمت
رکھتا ہے اور جب دونون فرمانروا ایک دوسرے کے قریب پہونچے اور آج کل جنگ شروع ہونے
والی تھی کہ مخبر خبر لائے کہ بادشاہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر فراہم لاکر جون پور کی تسخیر پر
عازم وجازم ہے سلطان ابراہیم شرقی عنان اختیار ہاتھ سے دے کر جونپور کی سمت راہی ہوا اور
سلطان ہوشنگ غوری نے بے نزاع کالپی کو کہ ابن عبد القادر الموسوم بقادر شاہ ملازم مبارکشاہ
کے تصرف مین تھی برآوردہ کی اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری مین شاہ ابراہیم شرقی کا مزاج شریف
عارضہ ضعف زمانہ کی بدنظر سے طریق اعتدال سے منحرف ہوا روح پاک اس شاہ عالم پناہ کی بہشت
برین کی طرف خرامان ہوئی اور بعد اس واقعہ جانسوز کے جونپور کے باشندون نے سوگوار ہوکر جملہ
[illegible] اس کے جنازہ کے ہمراہ حاکر نوحہ وزاری سے [illegible]

اور تمام خلقت کی زبان پر یہ ابیات جاری تھے **ابیات** در بیان آن شہنشاہ صاحبقران ۔ جہانبانی و ممالک ستانی ۔ و در بیان آن کہ دیگر نیارد زمین ۔ بقصد قرن شاہی بآن داد و دین ۔ اس کی مدت سلطنت چالیس سال اور چند ماہ تھی اور بروایت حاجی محمد قندھاری سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین فوت ہوا تب ایام سلطنت اُس کے اڑتیس سال اور چند ماہ ہون گے اُس کے فضلاے عصر سے ایک قاضی شہاب الدین جون پوری تھا کہ اصل یعنے مولد اس کا غزنین ہی اور دولت آباد دکن مین نشو و نما پائی سلطان ابراہیم شرقی اُس کی تعلیم و توقیر مین بہت کوشش کرتا تھا اور بروز ہاے متبرک وہ اُس کے دربار مین کرسی نقرہ پر بیٹھتا تھا منقول ہی ایک بار مولانا ایک مرض مین مبتلا ہوئے سلطان ابراہیم اس کی عیادت کے لیے گیا اور بعد احوال پرسی اور اظہار مہربانی کے ایک کٹورہ پانی لبریز کرکے مولانا کے سر سے اُتار کر خود نوش کر گیا اور یہ دعا کی خداوندا جس بلا اور آفت مین مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اُسے صحت عاجل اور شفاے کامل بخش اس سے معلوم کر سکتے ہو کہ اُس صاحب تخت و تاج کو علماے شریعت محمدی کی نسبت کس درجہ عقیدت تھی اور تصانیف مفید مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہین مثل حاشیہ کافیہ کہ مشہور بحاشیہ ہندی ہے اور مصباح متن ارشاد نحو کہ موسوم بصبح المثال ہی اور بدیع البیان اور فتاوی ابراہیم شاہی اور تفسیر فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کی مؤلفات سے ہی اور مولانا بھی اپنے سلطان عصر کی وفات سے ایسے مغموم ہوئے کہ اُسی سال یعنے سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین عالم قدس کی طرف تشریف لے گئے والعلم عند اللہ الملک المعبود اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح ان کا سنہ ۸۴۲ آٹھ سو بیالیس ہجری مین روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا

بیان سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

ہر چند زمانہ بے رحم نے سلطان ابراہیم سے بادشاہ کو پیوند زمین کیا لیکن پھر مقام ترحم مین ہو کر اُسکے بڑے بیٹے کو مسند جہانداری پر بٹھایا اور وہ از روے عقل سر انجام امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور عدل و احسان کی آبیاری سے خلائق کے تمنا کے حدائق کو سرسبز اور شاداب کیا اور جو کہ رونق اور رواج مملکت کی عہد پدر مین مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محظوظ کرکے راضی اور شاکر فرمایا اور سنہ ۸۴۷ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ایلچی سخندان شیرین زبان مع تحف و ہدایاے فراوان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجکر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان ناظم کالپی نے شریعت محمدی کی صراط مستقیم سے قدم باہر رکھکر مرتدون کی روش اختیار کی ہی اور قصبہ شاہپور کو جو کالپی سے آباد زیادہ تھا وہان کے مسلمانون کو جلاوطن کرکے ویران کیا اور عوام مسلمہ کو بے گناہ قتل کرکے خدا اور رسول سے نہین ڈرتا ہی اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے

زمانہ سے اور آج تک سلسلہ محبت اور رابطہ مودت کا جانبین مین مستحکم ہی اس واسطے بحکم قاضی عقل لازم جانکر اس معنی کو ضمیر حق پذیر پر روشن اور مبرہن کرتا ہون اگر اجازت ہووے اُسے تنبیہ کرکے دین محمدی کا طریق اُس ملک مین رائج کرون سلطان محمود خلجی نے اس کے درجواب فرمایا کہ اُس سے پیشتر یہ خبر افواہاً سمع مبارک مین پہونچی تھی اب اُس پیشوائے سلاطین نے اعلام کیا یقین کامل ہوا بہرحال دفع کرنا اس فاجر کا تمام بادشاہون پر واجب ہی اگر افواج قاہرہ مفسدان میوات کے تدارک کو متوجہ نہ ہوتی ہم خود بنفس نفیس اس کے دفع کے واسطے عازم ہوتے اب جو کہ اُس سلطنت پناہ نے یہ ارادہ کیا مبارک اور مسعود ہووے الٰہی رخصت ہوا اور یہ نوید سلطان محمود کو سنائی سلطان شرقی نے محظوظ ہوکر انتیس زنجیر فیل برسم تحفہ وسوغات سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجی اور سامان جنگ درست کرکے کالپی کی طرف متوجہ ہوا نصیر خان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود خلجی کو عریضہ اس مضمون کا بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کترین کو مرحمت کیا تھا اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہی کہ بزور شمشیر چھینکر متصرف ہو اور فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ ہمت پر لازم ہی سلطان محمود خلجی جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب محبت اسلوب تحریر کرکے علی خان کی صحابت سے کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع تحف لائق سلطان محمود شرقی کے پاس ارسال کیا اور اس مین یہ عبارت کہ جس کا ترجمہ اُردو یہ ہی درج فرمائی کہ نصیر خان ضابطہ کالپی خداوند قہار کے غضب اور اُس شوکت دستگاہ کے خوف سے تائب ہوکر اقرار کرتا ہی کہ اب ہرگز قدم جادۂ شریعت سے باہر نرکھونگا اور احکام سماوی کی تعمیل اور نفاذ مین تامل اور تساہل نہ کرون گا اور جو کہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے یہ ملک عبدالقادر الموسوم بقادر شاہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہماری ملک اطاعت اور فرمانبرداری مین منسلک ہی اس لیے اس اخلاص پناہ اور سلطنت دستگاہ پر بھی واجب ولازم ہی کہ اس کے جرائم گذشتہ پر قلم عفو کھینچکر اس کے ملک پر صدمہ نہ پہونچا دین ابھی علیخان جواب مکتوب لے کر نہ پہونچا تھا کہ دوسری عرضی نصیر خان کی اس مضمون کی نہایت الحاح سے پہونچی کہ فقیر سلطان سعید سلطان ہوشنگ کے عہد سے حلقہ اخلاص کا در گوش اور زین پوش اطاعت کا بالائے دوش رکھتا ہی اور اب سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت قدیم کے سبب ولایت کالپی پر آن کر اُس ولایت پر متصرف ہوا اور مسلمانون کی عورات کو اسیر اور جلا وطن کرکے چندیری کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے باوجود اس کے کہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خان کی گوشمالی کے بارہ مین رخصت دی تھی فی الحال اس کے عجز وانکسار سے ناچار ہوکر شعبان کی دوسری تاریخ ۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر خان جب چندیری مین ملاقات کے واسطے آیا وہان سے ایرچ کی طرف متوجہ ہوا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنتے ہی بلا توقف اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نے یکدفعہ کوشش بیجا کے مرتکب ہونا نہ فرمایا اور دوسری طاعت کو حکم [illegible]

لشکر جون پور کو تاراج کرو اس جماعت نے حسب الحکم اردو کے پس ماندگان کو تہ تیغ کرکے جو کچھ پایا
اُسے تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کے واسطے مامور ہوئی تھی اُس نے جاتے ہی تنہ رجنگ گرم
کیا یعنے صبح سے شام تک حرب وضرب مین مستعد رہی طرفین سے آبی کارآزمودہ کام آئے
جب شام ہوئی اپنے اپنے دائرہ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے دن صبح کو سلطان محمود خلجی
نے عماد الملک کو بھیجکر غنیم کا راستہ بند کیا محمود شاہ شرقی اس امر سے واقف ہوا اور اس مقام
مین کہ جگہ مضبوط اور قلعہ تھی قیام کیا اور شاہ خلجی نے فوج اُس نواح مین تاراجی کو بھیجی اور اُنھون نے
ہاتھ قتل وغارت مین دراز کرکے غنائم کثیر لے کر مراجعت کی اور جب موسم برسات کا سر پر آیا طرفین
صلح برائے نام کرکے وہان سے اپنے اپنے دارالملک کی سمت روانہ ہوئے جب سلطان محمود
خلجی چندیری مین آیا محمود شاہ شرقی نے میدان صاف دیکھکر بلاوغدغہ ایک لشکر ولایت برہا کیطرف
کہ وہان کے باشندے سلطان محمود خلجی کی اطاعت کا دم بھرتے تھے نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی نے
یہ خبر سنکر ایک جماعت وہان کے مقدم کی کمک کو بھیجی اور جو لشکر شرقی تاب مقابلہ کی نہ رکھتا تھا
محمود شاہ شرقی بتعجیل تمام اپنی فوج مین ملحق ہوا اور بعد چند روز کے ایک مکتوب شیخ الاسلام
جائیلدہا کے نام کہ بزرگان وقت سے تھا سلطان محمود خلجی اس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور
اب وہ بزرگوار شادی آباد مندو کے گنبد مین مدفون ہین لکھ بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اس لڑائی
مین دونون طرف کی خلق قتل ہوتی ہے اگر آپ اس بارہ مین ساعی ہون بہتر ہے ایلچی جب شیخ کی ملازمت
مین حاضر ہوا اور زبانی اس طرح تقریر کی کہ بالفعل قصبہ ایرجہ اور راٹھ جو سلطان شرقی کے تصرف
مین آیا ہے اُس کو نصیر خان کے قبضہ مین واگذار فرماوین گے جب سلطان شرقی کے ایلچی نے
یہ مضمون شیخ کے سمع مبارک مین پہونچایا شیخ نے سلطان محمود شاہ شرقی کے وکیل کو اپنے خادم
کے ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز تحریر کرکے سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجا سلطان محمود خلجی نے
فرمایا جب تک وہ کالپی سے دست کش نہ ہوگا مین صلح نہ قبول کرون گا چونکہ نصیر خان کا علاقہ
بالکل نکل گیا تھا پرگنہ راٹھ کو غنیمت جانکر عرض پیرا ہوا کہ جو سلطان محمود شرقی نے حضور اشرف
کے روبرو شیخ جائیلدہا کی خدمت مین وعدہ کیا ہے کہ مین اس کے بعد قادر شاہ کی اولاد سے
خصوص نصیر خان سے مزاحم اور معترض نہون گا امیدوار ہون کہ پھر اُس کا لشکر قدم دوبارہ اس ملک
مین نرکھے اور بعد چار مہینے کے کالپی اور ایرجہ اور متصلات میرے سپرد کرے جب بنیاد صلح کی
شیخ کی توجہ ظاہری اور باطنی سے مستحکم ہوئی اور ایلچی سلطان شرقی کا عنایت بادشاہی سے مشمول
ہوکر رخصت ہوا سلطان محمود خلجی شادی آباد مندو کی طرف اور سلطان محمود شرقی جون پور کی طرف
روانہ ہوئے پھر سلطان شرقی نے اپنے پدر بزرگوار کے بدستور ہاتھ بذل واحسان کا جو دنیا
کی آستین سے نکالکر علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع طبقات انام کو ہر ایک کے مدارج اور مراتب کے
لائق نوازش فرماکر محظوظ کیا اور بعد چند عرصہ کے جب سپاہ استراحت کرکے رنج سفر سے

آسودہ ہوئی مملکت جساون کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو تاخت تاراج کرکے اس نواح کے مفسدون اور سرکشون کو علف شمشیر خون آشام کیا اور بعضے قصبون اور پرگنون مین تھانے بٹھاکے جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور بعد اس کے اوڈیسہ کی غزا مین مصروف ہوا اور اس حدود کے بھی بتخانون کو خراب اور ویران کرکے مع غنائم موفورہ مظفر اور مسرور ہوکر معاودت کی اور سنہ ۸۵۷ آٹھ سو چھپن ہجری مین عزیمت تسخیر دہلی کی اور چند روز اُسے محاصرہ کرکے بنیاد جنگ قائم کی سلطان بہلول مع لشکر کثیر دیپالپور سے آیا اور سلطان محمود نے جب دیکھا کہ دریا خان افغان جو بادشاہ دہلی سے روگردان ہوکر اس کا نوکر ہوا تھا عین لڑائی مین اُس نے پیٹھ دکھائی اس واسطے صلاح توقف مین ندیکھی وہان سے کوچ کیا اور دہلیون نے سلطان کا پیچھا کرکے فتح خان ہردی کو جو اُس کے امرا سے تھا قتل کیا اور سات ہاتھی جنگی اُن کے ہاتھ آئے اور سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین بادشاہ بہلول لودھی اٹاوہ کے مقدم پر تاخت لایا اور محمود شاہ شرقی کے مقابلہ کو گیا چنانچہ کیفیت اُس کی مقام مناسب مین تحریر ہوئی ہے شمس آباد کے اطراف مین ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا اور ابھی چند روز مقابلہ اور مقاتلہ کی نوبت نہ آئی تھی افواج جانبین اپنے اپنے پڑاؤ پر پڑی تھی ایک شب کو قطب خان لودھی سلطان بہلول لودھی کا چچیرا بھائی اس کے دائر پر شبخون لاکر گرفتار ہوا ابھی جنگ سلطانی شروع نہ ہوئی تھی کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرض الموت مین مبتلا ہوا اور سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین اپنی بساط وجود سے قدم باہر رکھکر دار البقا کی طرف سفری ہوا **نظم**

درین شیشہ ہم زہر و ہم شکرست	کسے جان گزا گاہ جان پرورست
یکے را بسر افسر زر نہد	یکے را ز کین تیغ بر سر نہد
نہ قہرش بموقع نہ مہرش بجاست	درین بیدارد دوران بے وفاست

مدت اس کی سلطنت کی بیس سال وچند ماہ تھی

ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کے وجود باجود سے تخت خالی ہوا اعیان وارکان جون پور نے اُس کے بڑے بیٹے شاہزادہ بھیکن خان کو اُس کی والدہ بی بی راجی کی صلاح سے سلطان محمد شاہ خطاب دے کر سریر مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ بہلول لودھی سے صلح کرکے عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شاہ شرقی کی محمد شاہ کے تصرف مین رہے اور جو بادشاہ بہلول کے قبضہ مین ہو وہ بدستور اُس پر قابض اور دخیل ہووے بعد اس فیصلہ کے محمد شاہ شرقی جون پور کی طرف متوجہ ہوا لیکن امرا شاہ کی عدم قابلیت سے رنجیدہ اور دلگیر ہوئے اور ملکہ جہان یعنی بی بی راجی بھی بیٹے کی خودرائی سے نہایت درجہ آزردہ ہوئی اس درمیان مین سلطان بہلول نے اطراف دہلی سے قطب خان کی رہائی کا ارادہ کرکے معاودت کی اور سلطان محمد شاہ بھی یہ خبر سنکر جون پور سے سوار ہوا

پرتاب نام زمیندار اس طرف کا جو سابق مین سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور شوکت دیکھکر اُن سے جا ملا اور محمد شاہ سرسی مین آیا اور بہلول شاہ لودھی نے رابری مین جو سرسی کے قریب ہی نزول کر کے چند روز وہان استقامت کی اور شاہ محمد شاہ شرقی نے سرسی سے فرمان جون پور کے کوتوال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان پسر اسلام خان لودھی کو قتل کرے کوتوال نے اُس کے درجواب یہ عرض داشت کی کہ بی بی راجی دونون کی ایسی محافظت کرتی ہین کہ مین اُن کے قتل سے معذور رہون جب یہ عریضہ محمد شاہ کو پہونچا اس نے اپنی والدہ کو جون پور سے اس بہانہ سے طلب کیا کہ آپ یہان آن کر میرے اور میرے بھائی حسن خان کے درمیان فیصلہ کرا کے کچھ ولایت اُسے دلوائین بی بی راجی فریب کھا کر جون پور سے روانہ ہوئی کوتوال نے فرصت پاکر محمد شاہ شرقی کے فرمان کے موافق حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجی حسن خان کی تعزیت قنوج مین بجالائی اور اُس مقام مین توقف کیا اور محمد شاہ شرقی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر اپنی والدہ بی بی راجی کو لکھا کہ دیگر شاہزادے بھی یہی حالت پیدا کرین گے یعنے میرے ہاتھ سے قتل ہونگے بہتر یہ ہو کہ جناب والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواری بجالائین جو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور صاحب قہر تھا اور اُس کی خونریزی سے امرا اور اعیان سلطنت کو وہم اور ہراس تھا ایک روز شاہزادہ جلال خان اور حسین خان برادران محمد شاہ نے باتفاق سلطان شہ اور جلال خان اجودھی محمد شاہ کی خدمت مین معروضہ بھیجا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر شبخون کا ارادہ رکھتا ہی لہذا حکم شاہی کے بعد شاہزادہ حسین اور سلطان شہ اجودھی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار زنجیر فیل ہمراہ لے کر دشمن کے سر راہ روکنے کے بہانہ محمد شاہ شرقی کے لشکر سے جدا ہوے اور جھرنہ کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ خبر سنکر ایک فوج ان کے مقابلہ کے واسطے تعینات کی شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ جلال خان کو جو اردو مین رہا تھا اسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اُس کی طلب کو بھیجا اس درمیان مین سلطان شہ نے شہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت نہین ہی شاہزادہ جلال خان پیچھے سے پہونچے گا یہ کہکر گھوڑے کی باگ موڑ کر قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور فوج سلطان بہلول کی جو اُن کے مقابلہ مین تعین ہوئی تھی آن کر مقابل اُن کے ایستادہ ہوئی اور شہزادہ جلال خان بھی شاہزادہ حسین خان کے حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے برآمد ہو کر جھرنہ کی طرف روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شاہزادہ حسین کا لشکر تصور کر کے جب نزدیک آیا سلطان بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کر کے سلطان بہلول کے پاس حاضر کیا اور اس نے قطب خان کے عوض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج کی طرف بھاگا اور سلطان بہلول نے آب گنگ تک پیچھا کیا اور کچھ مال و اسباب غنیمت لے کر مراجعت کی جب حسین خان بی بی راجی کی خدمت مین حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تخت پر اجلاس کر کے بخطاب سلطان حسین شاہ مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو محمد شاہ شرقی کے سر پر جو ساحل

آب گنگ گھاٹ اجگیر کے قریب ہی فروکش ہوا تھا تعین فرمایا جب لشکر سلطان حسین کا قریب پہونچا بعضے امراجو محمد شاہ شرقی کے ہمراہ تھے جدا ہوکر چلے آئے اور اُس نے مع چند سوار بھاگ کر ایک باغ مین کہ اُس نواح مین تھا پناہ لی آخر اُس مقام کو محاصرہ کیا اور محمد شاہ شرقی کہ تیراندازی قادر تھا مستعد بہ تیراندازی ہوا لیکن بی بی راجی نے پیشتر سے اس کے سلاحدار کو جو ترکش رکھتا تھا موافق کرکے تمام پیکان تیر اُس کے ترکش سے دور کئے تھے محمد شاہ نے جو تیر ترکش سے نکالا وہ بے گانسی نکلا ناچار دست بہ شمشیر ہوکر بہت آدمیون کو قتل کیا ناگاہ ایک تیر مبارک گنگ کے ہاتھ سے شاہ محمد شاہ کے ایسا کاری لگا کہ اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا **قطعہ**

مادر گیتی نزاد ہ زادہ کو رانگشت	دل منہ بر مہر این زال پسر کش زنہار
چون اجل فی شاہ بیند فی گدار و زقضا	سلطنت ند بدسرور و سروری ناید بکار

اس کے بعد سلطان حسین نے سلطان بہلول سے صلح کرکے یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص اپنے فریقین اپنی ولایت محروسہ اور قلمرو متصرفہ پر قانع ہوکر استقامت کرین اور راے پرتاب کہ قبل اس کے محمد شاہ شرقی سے ملگیا تھا قطب خان افغان کی دلجوئی اور تسلی دینے سے سلطان بہلول کے ساتھ موافق ہوا سلطان حسین قنوج سے کوچ کرکے اس تالاب کے کنارہ کہ جس کو ہرہنہ کہتے ہین وارد ہوا اور قطب خان لودھی کو جون پور سے طلب کرکے خلعت اور سواری اسپ اور دیگر عنایات سے امتیازبخش کرباعزازو اکرام تمام بادشاہ بہلول لودھی کے پاس بھیجا بادشاہ بہلول لودھی نے بھی شہزادہ جلال خان کو تعظیم و تکریم اور انعامات سے خوش دل کرکے حسین شاہ شرقی کی خدمت مین رخصت کیا پھر ہر ایک شہریار اپنے مقر دولت مین جاکر مہمات شاہی مین مشغول ہوے محمد شاہ کی مدت حکومت پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی کی سلطنت کا

شاہ حسین شاہ شرقی جیسا کہ مذکور ہوا حکم خداے قدیر سے اپنے بھائی کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر باگ ریاست اور سرداری کی اپنے کف اقتدار مین لایا اور بادشاہ بہلول لودھی کے ساتھ صلح کرکے جب جون پور مین آیا اپنے بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین سرداران صاحب داعیہ کو حکمت عملی سے قید کیا اور ہمت والا نہمت تسخیر بلاد مین مصروف فرمائی پہلے تین لاکھ سوار اور ایک ہزار چار سو زنجیر فیل جمع کرکے ولایت اوڈیسہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثناے سیر مین ملک ترہت کو ویران کرکے آبادی کا نشان نچھوڑا اور جب ولایت اوڈیسہ مین پہونچا افواج اُس کی اطراف وجوانب مین نامزد کرکے حکم قتل اور تاراجی اور اسیری کا نافذ فرمایا اوڈیسہ کا راجہ یہ خبر سنکر دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا جب سواے عاجزی اور بیچارگی کے کوئی فریاد رس نپایا وکیل سلطان کی خدمت مین بھیجکر اطاعت اور مالگذاری قبول کی اور جب سلطان نے اس مملکت کی تسخیر سے ہاتھ کھینچا اس نے اُس کے شکریہ مین فوراً تیس ہاتھی اور ایک سو گھوڑا اور اشیاے

نفیسہ اور نقد فراوان لائق شاہان پیشکش کیا سلطان نے سالانا وفاناً جون پور کی طرف معاودت فرمائی اور
سنہ ۸۷۱ آٹھ سو اکہتر ہجری مین بنارس کے قلعہ کو جو چند روز سے خراب اور ویران ہوا تھا مرمت
کرکے تیار کیا اور سنہ مذکور مین بڑے بڑے سردارون کو گوالیار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا انھون نے
وہان جاتے ہی اسے گھیرا اور گوالیار کا راجہ طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور اظہار اطاعت کرکے اپنے
تئین شاہ حسین شاہ شرقی کے سلک توابعین مین منتظم کیا اور اسکے بعد حسین شاہ کی شوکت و استقلال
حد سے افزون ہوا اور اپنی بی بی دختہ سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کے اغوا
سے ۸۷۳ آٹھ سو اٹھہتر ہجری مین تسخیر دہلی کی عزیمت کرکے مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار چار سو
فیل کو تہیل اسطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول لودھی نے اپنی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر
اسوقت آنحضرت بقصد امداد تشریف لاوین قلعہ بیانہ آپ کے تعلق رکھون گا لیکن ابتک شادی آباد مندو
سے جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اس وقت سلطان بہلول لودھی
نے نہایت عجز و زاری سے یہ پیغام بھیجا کہ بلدہ دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہو وے اگر آپ عنایت ذاتی سے
اصل دہلی اور اطراف کوس تک میرے قبضہ مین چھوڑین تو سلک ملازمون مین منسلک ہوکر اس شہر کی وارونگی
مین قیام کرون لیکن جب شاہ نے نہایت غرور و تکبر سے شاہ بہلول کی ملتمس گوش ارادت سے نہ سنی
ناچار ہوکر کارساز حقیقی کے لطف پر اعتماد کیا اور اٹھارہ ہزار سوار افغان لیکر دہلی سے برآمد ہوا اور دریا
کے کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کے مقابل فروکش ہوا اور چونکہ آب دریا درمیان مین حائل تھا چند روز
حرب مین نہ مشغول ہوئے اس درمیان مین شاہ حسین شاہ شرقی کے سردار کہار و لاتیون کی تاخت کے
واسطے روانہ ہوئے شاہ دہلی نے فرصت غنیمت جانکر گرمی کی عین گرما گرمی مین اس مقام سے کہ دریا
پایاب تھا گھوڑے دریا مین ڈالے ہر چند بہ داردن نے یہ خبر شاہ حسین شاہ کو پہونچائی کمال نخوت اور
غرور سے اُسے اس امر کا یقین نہ آیا یہان تک کہ فوج دہلی نے دریا سے عبور کرکے اُس کی اردو کی
تاراجی مین دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بے شعوری سے کہ نہایت غافل تھے پریشان
ہوکر خرد و کلان نے راہ فرار نپائی آخر کو سلطان حسین نے بھی ناچار ہوکر اُن کا ساتھ دیا ملکہ جہان اور
تمام حرم اُس کی گرفتار ہوئین سلطان دہلی نے حق نمک کا لحاظ کرکے اُنھین با عزاز و اکرام تمام سلطان
حسین شاہ کے پاس بھیجا لیکن ملکہ جہان جب شاہ سے ملی اُس کے مغز و پوست مین دخیل ہوکر پھر اس قدر
وسوسہ پیدا کیا کہ سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کرکے دوسری مرتبہ پھر دہلی کی طرف متوجہ ہوا مسافت
قلیل باقی رہی تھی سلطان بہلول لودھی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میرے قصور معاف فرماکر مجھے بحال اپنے چھوڑے
ایک نہ ایک روز آپ کے کام آونگا جو تقدیر ایزدی سے دولت خاندان شرقیہ آخر ہونے پر تھی شاہ شرقی نے شاہ
دہلی کے عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی خست کو چشم حقارت سے دیکھکر جواب ناصواب مین قیام کیا اور قدم آگے
بڑھایا جب سلطان بہلول مقابلہ اور مقاتلہ کو آیا بعد حرب و ضرب کے پھر لشکر جون پور نے شکست کھائی یہان تک
کہ تین مرتبہ یہ سامان تمام آن کر راہ ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان حسین شاہ

گھوڑے سے کود کر بھاگا اور جیسا کہ بادشاہان دہلی کے طبقہ مین تحریر ہوا جونپور سلطان بہلول کے تصرف مین آیا اور سلطان حسین شاہ نے بھاگ کر اپنے ممالک دور دراز مین پناہ لی اور ایک ولایت قلیل پر کہ محصول اُس کا پانچ کرور تھا قناعت کی اور سلطان بہلول نہایت مروت سے باوجود قدرت متعرض اُس کا نہوا اور حکومت جون پور کی اپنے فرزند باربک شاہ کو دیکر اس ممالک کو اپنے ضبط مین لایا اور بہلول شاہ لودھی کے بعد فوت پھر شاہ حسین شرقی نے سر اُٹھایا یعنے مقام فساد مین ہوکر باربک شاہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کرکے وہ ملک سلطان سکندر شاہ لودھی کے قبضہ سے برآوردہ کرے لیکن جب تنور حرب گرم ہوا یعنے جنگ واقع ہوئی باربک شاہ بھاگ کر جونپور گیا اور بادشاہ سکندر لودھی نے جون پور کو بھائی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلطان حسین کو جو خمیر مایۂ فساد تھا تعاقب کرکے بعد جنگ اُسکو اُس گوشہ سے کہ جس مین گوشہ نشین ہوا تھا نکالدیا پھر حسین شاہ پریشان اور بدحال ہوکر شاہ علاء الدین کے پاس امان خواہ ہوا شاہ علاء الدین نے سامان اُسکے عیش و فراغت کا مہیا کیا اور اس کی دلجوئی مین تقصیر نہ کی اور شاہ حسین شرقی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا نہوا دولت اُس خاندان کی سنہ ۸۸۴ آٹھ سو اکاسی ہجری مین بکتلم زائل ہوئی سلطان حسین کی مدت سلطنت اٹھارہ برس تھی اور بعد شکست اور انقراض سلطنت اُسنے چند سال بنگالہ مین اوقات حیات بسر کی پھر موت کا شربت تلخ چکھکر اس دار ناپائدار سے دار خلود کی طرف انتقال کیا

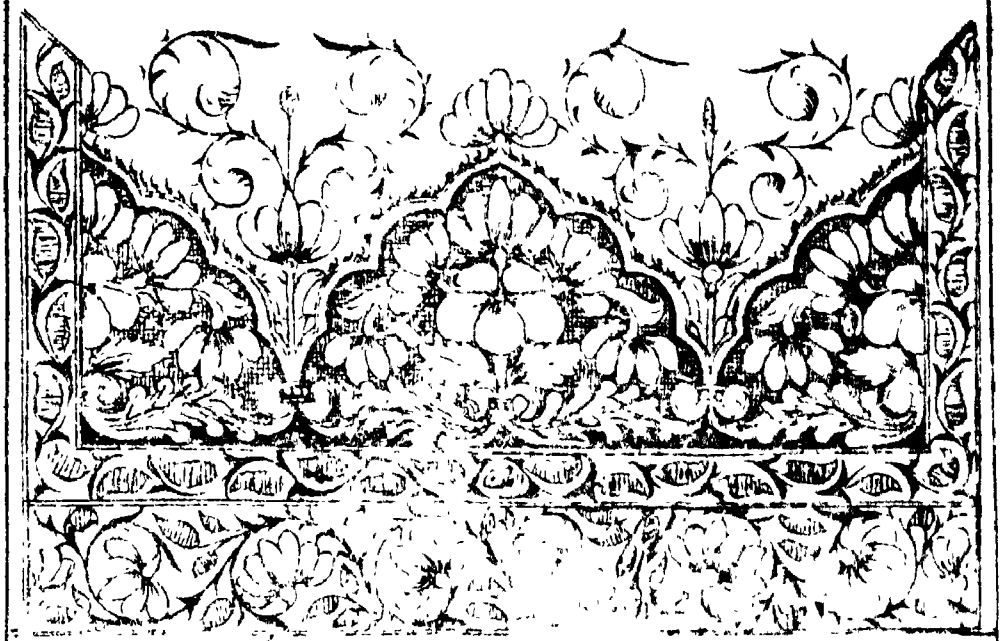

مقالہ آٹھوان حکام سندھ اور ٹھٹھہ کے بیانمین اور شروع ظہور اسلام کی اُس حدودمین

پوشیدہ نہ رہے کہ بعضے نسخون مین مثل مذکور حکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین آغاز طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اُس دیار مین خامۂ تحقیق نے ساتھ اس طریق کے مرقوم کیا ہے کہ حجاج بن یوسف جو جانب ولید بن عبدالملک سے حاکم عراقین یعنی بلاد ایران و توران و قندھار و پنجیر بلاد ہندوستان ہوا پہلے محمد ہارون کو ابتدائے سنہ ۷۶ چھیاسی ہجری مین مع سپاہ جرار ولایت مکران کے سمت بھیجا اور اُس نے وہان پہونچکر اس مملکت کو اپنے قبضہ تصرف مین لیا اور وہان کے باشندے کہ اکثر اُن مین گروہ بلوچون کا تھا شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور رعایا وہان کی ادائے مال دیوانی مین مشغول ہوئی اس تاریخ سے اُس نواح مین رواج اسلام کا ہم پہونچا مسجدین تعمیر ہوئین اور احکام شریعت محمدی جاری ہوئے اور عہد آدمؑ سے اُس وقت تک جزیرہ سراندیپ سے دریا کے راستہ کشتیان مکہ و دیار عرب تک جاری تھین اور براہمہ ہندوستان کے قبل ظہور اسلام خانہ کعبہ کی زیارت اور وہان کے بتون کی پرستش کے واسطے ہمیشہ آمد و شد کرتے تھے اور اس موضع کو بہترین معابد سے جانتے تھے لہذا حاکم سراندیپ کا اور راجاؤن سے پہلے حقیقت اسلام پر مطلع ہو کر صحابہ کرامؓ کے عہد مین قلادہ شریعت مصطفوی کا مقلد ہوا تھا اور جو کہ سلاطین اسلام سے اعتقاد و بہت رکھتا تھا دریا سے کشتی تحف و ہدایائے نفیسہ اور غلامان و کنیزان جمیلہ سے مملو کرکے ولید کے واسطے دارالخلافت مین روانہ کی اور جب باب عجم کے اطراف مین پہونچے مردم لوک کہ جو حاکم دیبل کے حکم کے موافق روے دریا پر متردد تھے اس کشتی کے ہمراہ ہوئے اور علاوہ اُس کشتی کے ساتھ کشتیان اور بھی اپنے

تصرف مین لائے اور مال و متاع جو کچھ اُن مین تھا بدستی سے اپنا تصور کرکے چند عورتین مسلمان جو سراندیپ سے حج کے واسطے روانہ ہوئی تھین اُنھین اسیر کیا اور وہ جماعت جو اُن کفار اشرار کے ظلم و تعدی سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس جاکر داد خواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب محمد بن ہارون کے پاس بھیجا کہ بحاکم سندھ داہر بن صعصعہ کے پاس روانہ کرے اس نے معتمدون کے ہمراہ داہر کے پاس بھیجا داہر نے بعد دروود نامہ مضمون پڑھکر اسکے در جواب کہا کہ یہ فعل اُس قوم سے وقوع مین آیا ہے جو کمال قوت اور شوکت رکھتی ہے اور میری کوشش سے اُس گروہ پر شکوہ کا دفع متصور نہین ہے جب یہ خبر حجاج کو پہونچی ولید بن عبدالملک سے رخصت جہاد ہند حاصل کی اُس کے بعد ایک شخص کو جسکا نام مدیل تھا مع تین ہزار سوار محمد ہارون کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل نبرد سے اس کے ہمراہ کرکے قوم دیبل پر روانہ کرے تاکہ اُن سے انتقام لے اور جہاد کرے خلاصہ یہ کہ مدیل جب دیبل مین پہونچا کوشش مردانہ کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوا اور حجاج یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت غمگین اور محزون ہوکر تلافی کی فکر مین ہوا باوجود اس کے کہ عامر بن عبداللہ نے سپاہ سالاری کی درخواست کی لیکن حجاج نے قبول نہ کی بالآخر ان دونون مین دقیقہ شناس کی صلاح سے عماد الدین محمد بن قاسم بن عقیل ثقفی کو کہ جو اس کا چچیرا بھائی اور داماد تھا اور سترہ برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو روسائے شام سے تھے مع آلات قلعہ کشائی و سامان ملک گیری سنہ ۹۳ھ ترانوے ہجری مین سند کی تسخیر کو شیراز کے راستہ سے نامزد فرمایا غرضکہ وہ مکران پہونچکر کے دیوان اور رسلہ مین جو دیبل کی سرحد مین واقع ہے آیا اور چند روز کے بعد وہان سے کوچ کرکے بلدہ دیبل پر جو دریا سے عمان یعنے سمندر کے کنارے آباد ہے اور آج کل بندر ٹھٹھہ شہرت رکھتا ہے وارد ہوا اور اس شہر کے محاصرہ کی فکر کرنے لگا کس واسطے کہ دیبل مین ایک بتخانہ قلعہ کے مانند تھا اور گچ اور سنگ سے اسے نہایت سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا اور چالیس گز بلندی رکھتا تھا جب محاصرہ نے طول کھینچا ایک برہمن امان طلب کرکے بتخانہ سے برآمد ہوا عماد الدین محمد بن قاسم نے اُس سے بتخانہ اور اہل بتخانہ کا احوال پوچھا اُس نے جواب دیا کہ اس مین چار ہزار راجپوت جنگی ہین اور ان کے سوا قریب دو تین ہزار برہمن اس کے خادم ہین اور بسبب اُس طلسم کے جس کو علماء براہمہ نے بنایا ہے کسی کی کمند تسخیر اُس کے کنگرہ پر نہین پڑتی ہے عماد الدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ طلسم کہان ہے برہمن نے کہا کہ فلان نشان پر ہے محمد قاسم نے جعدیہ نام ایک شامی کو جو منجنیق انداز تھا فرمایا تو سنگ منجنیق کی ضرب سے اس کو دفع اور رسا عمل کرے جعدیہ نے تین مرتبہ پتھر پھینک کر اُس نشان کے قاعدے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس طلسم کو شکست کیا اور عرصہ قلیل مین وہ تبکدہ فتح ہوگیا اور محمد قاسم نے اُسکے چار برج جو رفعت مین آسمان سے ہمکری کرتے تھے مسمار کرکے زمین دوز کیا اُس کے بعد برہمنون کو اسلام کی تکلیف دی جب انکار کیا اُن کے عیال و اطفال اور عورات جوان و خورد سال کو کنیزی اور غلامی مین لیا اور بالغ برہمنون کو سترہ برس سے سو برس کے بوڑھے تک کو علف تیغ اسلام کیا اور اُنکی عورتون کو اختیار دیا کہ جا ہین اطراف ملک مین چلی

جاوین اور جاہین اسلامی لشکر مین ہاکرین اکثر نے پسند کیا اور کچھ چلی گئین اور عماد الدین محمد قاسم نے اس شہر کے
اموال غنائم کو بے شمار تھے اُن مین سے حق شرعی یعنی حصہ خمس کا پنجمیر کنیز کے جدا کرکے باقی
لشکر اسلام پر تقسیم کرکے سب کو راضی اور خوش دل کیا اور جو ارادہ کشور کشائی کا رکھتا تھا بلدہ ہرن
کی تسخیر کا عازم ہوا اور مسمی فوجی مین وا ہو جو وہان کا حاکم تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدون
کے سپرد کرکے خود کچھ فوج سے قلعہ بہن آباد تھا پر کی طرف روانہ ہوا عماد الدین محمد قاسم جب وہان
پہونچا باشندے شہر اور قلعہ کے قلعہ بند ہوئے اور بعد [illegible] کے جان و مال کی امان طلب کرکے
اُس کی خدمت مین حاضر ہوئے عماد الدین محمد قاسم نے شہر ہرون کو اسی امان کے ساتھ ایک
اہل اسلام کے سپرد کیا پھر سامان حرب درست کرکے اور ایک جماعت کو معتمدان شہر سے ہمراہ لیکر
بلدہ سیوستان کی طرف جو اس زمانہ مین ساتو سیوان کے شہرت رکھتا ہے متوجہ ہوا سیوستان
کے باشندے تمام برہمن تھے اپنے حاکم کیچ راے کی خدمت مین جو وا ہ کا بھائی تھا جاکر عرض
پیرا ہوے کہ ہمارے طریق مین قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہین ہے صلاح یہ ہے کہ عماد الدین محمد قاسم
سے امان لے کر اطاعت کرین کچھ راے یہ کلام سنکر طیش مین آیا اور حالت غضب مین انہین سخت
و سست کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام محاصرہ مین مشغول ہوئی اُن کی صولت و شوکت دیکھکر ہراسان
ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے ایک رات کو اچھوتون کی سپاہ ہمراہ لے کر بھاگ گیا اور حصار سکسم سکسم
کے راجہ کے پاس جاکر مدد چاہی اور اُس کے دوسرے دن برہمنون اور سیوستان کے رئیسون
نے جان کی امان طلب کرکے شہر مسلمانون کے سپرد کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے غنائم فتوحات
سیوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار سکسم کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے بھی سکسم
فتح کرکے مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ مین راے واہر کا بڑا بیٹا کہ جوان
شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کرکے اس کے مقابل آیا عماد الدین محمد قاسم نے ایک
مقام قلب لشکر اسلام کے نزول کے واسطے اختیار کیا لیکن جب قحط ظاہر ہوا اور اکثر دواب سقط ہوئے
تو اضطراب عظیم اُردوے اسلام مین واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو لکھا حجاج جب حقیقت حال پر
مطلع ہوا دو ہزار گھوڑے اپنے اصطبل خاص سے سپاہیان لشکر کو روانہ کیے پھر عماد الدین محمد قاسم
از سر نو قوی پشت ہوکر راجہ کے بیٹے کے محاصرہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین کے درمیان مین
چند مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غلبہ کسی طرف سے ظاہر نہوتا تھا راے واہر نے اپنے
ممالک محروسہ کے نجومیون کو جمع کرکے احوال اور مآل کار لشکر عرب سے سوال کیا چنانچہ اُنھون
نے عرض کی کہ ہم نے اپنی تقویم مین دیکھا ہے کہ فلان تاریخ مین ایک شخص دیار عرب مین
دعوے نبوت کا کرکے اہل عالم کو اپنے دین کی دعوت کرے گا اور بعد اس کے سنہ ۸۶ چھیاسی قمری
مین تھوڑی افواج عرب اطراف دیبل کے سمت کہ سندھ کی سرحد ہے پہنچیگی اور سنہ ۹۳ ترانوے ہجری مین
قدم اس ممالک مین رکھکر تمام بلاد پر مسلط ہوگی اور راے واہر نے نجومیون کو کرسہ کرکے احکام سماوی

مین آزمایا تھا اُسکے کلام سے خوفناک ہوا لیکن جو کہ پیمانہ عمر اس کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا روز پنجشنبہ
تاریخ دسوین ماہ رمضان المبارک سنہ ترانوے ہجری مین وہ خود اُس فوج سے عازم جنگ ہوا پچاس
ہزار سوار راجپوت اور سندی اور ملتانی فراہم لاکر باتفاق فرزندان اور عزیزان و اقارب اور اعوان و انصار
یکدل اور یکجہت کے لوازم عہد و پیمان درمیان مین لایا اس کے بعد نہایت غلو اور شدت تمام سے
محمد قاسم کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ ہوا اور اُس شیر بیشہ شجاعت و شہامت یعنی عماد الدین محمد قاسم
نے چھ ہزار سوار عرب سے اُس کا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستانیون کے معرکہ کو بازیچہ سمجھا داہر نے
مسلمانون کے دائرہ کے قریب جاکر چند روز متواتر جنگ کی اور فرزندون اور اس کے افسرون نے
جانفشانی اور جانسپاری مین تقصیر نہ کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتے تھے نشانہ تقدیر پر نہ پہنچتا تھا
آخرش ایک دن داہر نے ہاتھی پر سوار ہوکر قلب مین قیام کیا اور میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ کو آراستہ
کرکے مع انبوہ کثیر اور جم غفیر میدان جنگ مین آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان وعلیہ التکلان ولاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھکر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر بھروسا کرکے میدان کی طرف عزیمت کی پہلے
بہادران عرب اور دلاوران ہند فرداً فرداً جلوہ گر مین آئے اور ہنر سپاہ گری جو یاد تھے ظاہر کئے اور اکثر یکہ
جوانان عرب مین سے ایک ایک نے دس دس اور بیس بیس نفر ہندوستانی کو کہ باری باری اُن کے
مقابل آئے زخم نیزہ و شمشیر سے ہلاک کرکے دار البوار پہونچاتے تھے جب جنگ مغلوبہ ہوئی تو
راے داہر نے بنفس خود تردد ات مردانہ کیے اور اُس کے سرداروں اور فرزندون نے
بھی حماسے رستانہ مین تقصیر نہ کی اس درمیان مین ایک نفط انداز عرب نے شعلہ آتش راے داہر
کے فیل سفید پر مارا اور ہاتھی یہ سانحہ عجیب دیکھکر بھاگا فیلبان ہر چند کچوکے مارتا تھا فائدہ نہ بخشتا تھا
اور ہاتھی باگ دست فیلبان سے چھوڑاکر ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ لب دریا پہونچکر پانی مین در آیا
محمد قاسم کے لشکر نے اُس کا تعاقب کیا اور دریا کے کنارہ دوبارہ بازار حرب گرم ہوا اور ہاتھی دریا
سے نکلکر اپنے مقام پر آیا اور راے داہر نے مسلمانون کی افواج پر حملہ کرکے نیزہ اور تیر سے بہت
عربون کو مجروح اور بے روح کیا اُس وقت ایک تیر شست قضا سے نکلکر راے داہر کے ایسا
لگا کہ اُسکے صدمہ سے پشت فیل سے زمین پر آیا اور کمال تہور اور مردانگی اور جس حیلہ سے کہ ممکن تھا
گھوڑے پر سوار ہوکر ایک بہادران عرب کے سامنے گیا اُسنے ایک ضربت سے اسکا کام ناتمام انجام کو
پہونچایا اور راجاؤن اور راجپوتون نے یہ حال مشاہدہ کرکے خاک مذلت سر پر ڈالی اور طعن آماج مسلمانون
سے آپ کو ساتھ نامردی کے مطعون کرکے حصار رانک کی طرف بھاگے اور غنائم اور فتوحات جو گمان
اور تخمینہ مین نہ سماوے نصیب لشکر اسلام ہوے اور غازیان غطام قلعۂ آرور کی تسخیر کی فکر مین ہوئے
اور جلیسہ فرزند داہر نے چاہا کہ قلعہ کو مردان جنگی سے مضبوط کرکے برآمد ہون اور سپاہ عرب سے
جنگ صف کرون و زرا اور وکلاے داہر نے اسے اُس ارادہ سے باز رکھا اور اسے اپنے ہمراہ
برہمن آباد کے قلعہ مین لیگئے راے داہر کی رانی جو عورت متہور اور مردانہ تھی وہ بیٹے کی ہمراہی سے سترلب

آرور

ہوکر مع پندرہ ہزار راجپوت قلعہ سے برآمد ہوکر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا محمد قاسم عورت کی لڑائی کو عار سمجھکر اُس کی طرف ملتفت نہوا اور لشکر اسلام نے محمد قاسم کے حکم کے موافق قلعہ آرور کو محاصرہ کیا داہر کی رانی مع جمیع راجپوت قلعہ مین درآئی اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا مردم درونی عاجز ہوکر درپے ہلاکت ہوئے اور ایکدم آتش عظیم روشن کی اور اپنی اکثر عورتون اور لڑکون کو آگ مین ڈالکر قصد پاک کیا اور دروازے شہر آرور کے کھولکر داہر کی رانی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوئے اور ایسے لڑے کہ وہ سب مع رانی کے قتل ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا غازیان اسلام اور مبارزان شام بعد اس فتح عظیم کے تلوارین میان سے لیکر قلعہ مین داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت اور قتل کرکے تیس ہزار آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ داہر کی دو بیٹیان کہ بندی مین ہاتھ آئین بطور تحفہ حجاج کے پاس خلیفہ کے واسطے بھیجین اور تمام بلاد دیول کو مانند اے عرب پر تقسیم کیا بعد اس کے دریافت ہوا کہ ملتان بھی راے داہر کے تحت مین تھا لہذا اس طرف نہضت فرمائی اور اُسے فتح کرکے غنیمت بے اندازہ حاصل کی اور اُسے دارالملک قرار دیکے بتخانون کی جگہ مسجدین بنا فرمائین جب حجاج نے بادشاہ سند یعنے راے داہر کی بیٹیونکو دارالخلافت مین بھیجا وہ ولید کی حرم سرا مین داخل ہوئین پھر بعد ایک مدت کے یعنی سنہ ۹۶ چھیانوے ہجری مین ولید نے انھین یاد کیا جب وہ حاضر ہوئین ولید نے اُنکے نام پوچھے داہر کی بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سرادیوی ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرمل دیوی کہتے ہین ولید جو داہر کی بڑی بیٹی پر شیفتہ ہوا تھا جب طالب وصال ہوا سرادیوی زبان دعا اور ثنا مین کھولکر عرض پیرا ہوئی کہ مین خلیفہ وقت کے فرش مبارک کی سزاوار نہین ہون کس واسطے کہ عماد الدین محمد قاسم نے تین شب مجھے بنظر تصرف اپنے مکان مین رکھا تھا شاید رسم اسلام یہی ہو کہ پہلے نفر دست خیانت دراز کرین اور بعد اُسکے پس خوردہ اپنا خلیفہ کے واسطے بھیجین ولید یہ سنکر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فورًا اپنے ہاتھ سے ایک فرمان اس مضمون کا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام مین ہو اپنے تئین پوست گاؤ مین ڈھنکر دارالخلافت کی طرف روانہ ہو تاکید مزید اور تاخیر شدید جانکر حسب المسطور عمل مین لاوے جب یہ فرمان صادر ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنے پوست خام گاؤ مین اپنے تئین کھینچکر فرمایا کہ مجھے ایک صندوق مین بند کرکے جلد دارالخلافت مین پہونچاؤ جب یہ صندوق ولید کے پاس پہونچا راے داہر کی بیٹی کو بلاکر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاؤن کو یون سزا دیتے ہین پھر اس نے زبان خلیفہ کی دعا مین کھولی اور وصیت کی کہ بادشاہون کو لازم ہے کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنین جب تک وہ امر میزان عقل و راستی مین نہ تولے اس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیوین پس معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عقل سے بہرہ نہین رکھتا محض طالع کی قوت سے سلطنت کرتا ہے عماد الدین محمد قاسم ہمارا بھائی اور ہم اس کے بمنزلہ خواہر کے ہین اُس نے ہرگز دست تصرف ہم پر دراز نہین کیا لیکن جو اُس نے ہمارے باپ اور بھائیون اور عزیزون اور ہمقوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمین اُسنے تخت شاہی سے حضیض بندگی مین پہونچایا لہذا ہم نے اپنے انتقام اور اُس کی ہلاکت کے لیے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنے

مقصود حاصل کیا ولید عماد الدین محمد قاسم کی فوت سے نہایت شرمندہ اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا اور علاج پذیر نہ تھا کچھ فائدہ نہ بخشا اور بعد فوت عماد الدین محمد قاسم کے احوال حکام سند کا کسی تواریخ مشہور اور متداول مین مرقوم نہوا لیکن تاریخ بہادر شاہی مین اسامی اُس مملکت کے حکام کے لکھے ہین ناظرین احوال ملوک سلف پر پوشیدہ نہ رہے کہ بعد عماد الدین محمد قاسم کے ایک جماعت جو اپنے تئین اولاد تمیم انصاری سے جانتی تھی اُنھون نے مملکت سند کی بادشاہی کی اُن کے بعد اس حدود کے زمیندار جنھین سومرکان کہتے تھے اور مزید قوت اور کثرت اموال و انصار مین ممتاز تھے مہمات سند کے متکفل ہوئے اور اُنکے خاندان مین سو برس سلطنت رہی لیکن اسامی اُنکے کسی کتب تواریخ مین محرر اوراق کی نظر سے نہین گذرے اور جب بادشاہی خانوادہ سومرکان کی گردش فلکی سے طبقہ متمکنان مین کہ وہ بھی زمینداران اس مملکت سے تھے منتقل ہوئی وہ فرقہ بشاہان جام مشہور ہوا اور اُن دو طائفہ کے عہد مین کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ اُنھین مزاحمت پہونچاتے تھے اور اُن کے ممالک پر متصرف ہوتے تھے اور بعد فتح مسلط ہوکر اپنے کارندون کے سپرد کرکے اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین قباچہ نے خطبہ اور سکہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر اپنا دار الملک کیا تھا اسواسطے راقم اوراق نے حالات غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ کے لیے داستانہاے سابقہ کیطرف پھیرا پھر تذکرہ ناصر الدین کا کہ بادشاہ علیحدہ سند کا تھا اس مقام مین جداگانہ تحریر کرتا ہی اور بعد اُسکے والیان متمکنان کے اسامی کہ علم ناقص نے ساتھ اُسکے احاطہ کیا ہی مرقوم خامہ تحقیق کرے گا

ذکر ناصر الدین قباچہ کی حکومت کا مملکت سند پر

تمام مورخین ہند نے بسبب اولی نسبت کے شاہ ناصر الدین قباچہ کا احوال بادشاہان دہلی کے ساتھ لکھا ہی لیکن مولف اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ اُس سے پرہیز کرکے بمقام مناسب شاہان سند کے سلک مین بیان کرتا ہی کہ ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین محمد سام کے غلامان ترک سے تھا اور نہایت عقیل اور فہیم اور شجاع باکیاست و حذاقت تھا اور ایک مدت اُس نے سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین بسر کرکے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ جیسا کہ چاہیے حاصل کیا اور جب سلطان معز الدین محمد سام کو لشکر خطا کے ساتھ اتفاق محاربہ کا پڑا اُس معرکہ مین اوچھ کا صوبہ دار ملک ناصر الدین بن معمر شہید ہوا تو سلطان نے مملکت اوچھ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کرکے اُس ملک کا بندوبست ساتھ اُسکے رجوع فرمایا اور وہ سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور سلطان اپنی دو دختر اُسکے سلک ازدواج مین لایا تھا یعنے جب ایک بیٹی اُسکی فوت ہوئی دوسری اس کو دی اور سلطان ناصر الدین قباچہ جو سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے موافق قطب الدین ایبک کا تابع تھا اُس لیے ساتھ اُس کے سلوک پسندیدہ کرتا تھا اور کبھی کبھی اوچھ سے دہلی مین آکر شرف ملازمت سے

مشرف ہوتا تھا لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک کے اکثر قلاع و بقاع سند کو تصرف مین لایا اور سومرکان کو کہ بعضے اُن مین سے مسلمان تھے اور بعضے کافر اُن کو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوائے بلدہ ٹھٹھہ اور جنبل اور ثغور کے کچھ اُن کے تصرف مین نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دے کر گوشہ اور کنارہ مین رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصرالدین قباچہ کے اُنھون نے عرصہ قلیل مین پھر سررشتہ سلطنت کا کف اقتدار مین لاکر سند کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصرالدین جب خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے ملتان و سہرند و کہرام وغیرہ سرحدی تک اپنے تحت حکومت مین لایا سلطان تاج الدین یلدگز نے جمع اُسکی بعض ممالک پر کرکے چندمرتبہ غزنین سے فوج کشی کی اور ہرمرتبہ بے نیل مقصود اور محروم پھرا اور لشکر سلطان ناصرالدین کا مظفر اور منصور ہوا اور ۶۱۱ھ چھ سو گیارہ ہجری مین لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین مین سلطان جلال الدین کی طرف سے تعینات تھا سیستان کے حدود پر غالب آیا اور شاہ ناصرالدین اُن سے لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن مویدالملک سنجری وزیر غزنین منہزم ہوا اور ۶۱۴ھ سات سو چودہ ہجری مین شاہ ناصرالدین لاہور کی تسخیر کو متوجہ ہوکر سرہند تک اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور جب سنا کہ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب دہلی سے روانہ ہوا وہ بھی سامان جنگ اور لشکر کو درست کرکے نیلاب کے کنارے فروکش ہوا شمس الدین شاہ نے ساحل دریاے مذکور پر پہونچکر بے ملاحظہ گھوڑا پانی مین ڈالا اور سپاہ نے اس کا ساتھ دیا کچھ آدمی ڈوب گئے سلطان ناصرالدین کچھ دیر دست بہ شمشیر سنان رہا پھر تاب مقاومت نہ لاکر ملتان کی طرف مفرور ہوا اور طبل و علم اس کا اثناے تاخت مین سلطان شمس الدین کی فوج کے ہاتھ آیا اور چنگیزخان کے حوادث مین خراسان اور غزنین اور غور کے اکابر اور اصاغر اُس سے رجوع ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب اُس کے انعام اور احسان سے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اُس کی ملازمت اختیار کی لیکن انتہاے حال مین سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ چنگیزی کے صدمہ سے ہندوستان مین آیا بسبب اتفاق ناصرالدین سے اُلجھا خرابی بہت اُسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی اور دولت اس کی انحطاط کی طرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ جب سلطان جلال الدین زمانہ چنگیزخان مین غزنین کی طرف راہی ہوا اور اُس مقام سے بقصد عبور آب سند کے کنارے گیا چنگیزخان کو یہ خبر پہونچی اُس نے لشکر بے شمار اُس کے سر پر بھیجا اور آب نیلاب کے ساحل پر جواب ساتھ آب سند کے مشہور ہے پہونچکر اطراف و جوانب سے اُسے محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نے آگے تیغ آتشبار اور پیچھے دریاے خونخوار دیکھکر جوانمردی کی گھوڑے کو میدان وغا مین جولان کرکے بہت کفار تاتار کو خاک ہلاک پر ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر رستم دستان اور سام نریمان زندہ ہوتا اُس کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش پر اُٹھاتا اور باوصف اُس کے کہ میمنہ اور میسرہ اُسکی شکست کھاکر متفرق ہوگئے تھے اسپر بھی پاے ثبات زین کین مین متحکم کیا اور صبح سے دوپہر تک مع سات سو سوار قلب مین ایستادہ ہوکر داد مردی اور مردانگی دی عاقبت الامر جب کام اُسپر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ ہوتی جاتی تھی باگ معرکہ

سے موڑکر اپنے بیٹون کے پاس آیا اور اُنھین وداع کرکے دوسرے گھوڑے شہزور پر سوار ہوا اور پھر صف مغل پر حملہ کرکے کچھ لوگ اُن مین کے پسپا کئے اس کے بعد باگ موڑکر پھر دریا کے کنارے آیا اور جوشن بدن سے اُتارے اور چیتر کو سنبھال کر تازے نژاد کو تازیانہ سے ہشیار کیا اور اس مقام مین کہ پانی دس گز سے کم نہ تھا گھوڑے کو ڈالا اور شیر خشمناک کے مانند مع سات مرد پانی سے عبور کیا اور گھوڑے سے اُترکر ساز و یراق اور ترکش اور قبا جو پانی سے تر بتر تھی دھوپ مین رکھی اور چتر زمین مین گاڑکر اس کے سایہ مین تنہا بیٹھا اس درمیان مین چنگیز خان دریا کے کنارے پہونچا اور یہ حال مشاہدہ کرکے اُس نے اپنے بیٹون سے کہا کہ لائق ہے کہ ایسے باپ سے ایسا بیٹا وجود مین آئے ابیات

بدو آفرین کرد و گفت از پدر	بدین سان نزاید بہ گیتی پسر
بہ صحرا چہ شیر ست فیروز جنگ	بدریا دلیرست ہم چون نہنگ
بہ گیتی کسے مرز ینسان ندید	نہ از نامداران پیشین شنید

چنگیز خان کے سپاہیون نے چاہا کہ دریاے نیلاب سے عبور کرکے سلطان جلال الدین کو دستیاب کرین چنگیز خان نے انھین منع کیا اور سلطان جلال الدین نے جب اُن دو مہلکہ یعنے ایک نائرہ جنگ سپاہ دوسرے نیلاب کے غرقاب سے نجات پائی اور پانچ چار آدمی اُسکے ملازمین سے پیادہ اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے سلطان بالضرورت دو روز ساحل نیلاب کے جنگل مین پوشیدہ رہا اس عرصہ مین اور پچاس نفر ساتھ اُسکے ملحق ہوے اُسوقت یہ خبر پہونچی کہ قتلغ اینال ایک جماعت سوار و پیادہ سے قریب دو سو نفر سامان عیش و عشرت مہیا کرکے کمال غفلت مین جوانان ماد سیا کے ساتھ عیش و عشرت مین مشغول ہین سلطان جلال الدین نے اپنے یارون سے کہا مین نفر تھے فرمایا کہ ہر ایک شخص ایک لاٹھی جنگل سے کاٹ کر دیا کرے جب یہ سامان درست ہوا تو توکل اور ہمت شاہانہ اس جماعت پر حملہ آور ہوا ان مین سے اکثر آدمیون کو چوبدستی کی ضربت سے ہلاک کیا بقیۃ السیف کو جنگل کی طرف مفرور کرکے اُن کی شر سے نجات پائی سلطان نے چار پانے اور ہتھیار اُن کے اپنے آدمیون پر کہ بعض اُن مین پیادہ اور بعض دراز گوش یعنے خچر پر سوار تھے تقسیم کیے چنانچہ مجموع پانسو اور بیس نفر ہوئے مقارن اس حال کے خبر پہونچی کہ اس حدود مین افواج ہندوستان سے تخمیناً تین ہزار مردم حکام سندکی طرف سے برسم قراولی مقیم رہتے ہین سلطان جلال الدین نے ڈیڑھ سو اور بیس سوار لے کر اس جماعت کے سر پر گیا اکثر اُن مین سے بھی قتل کیے اور غنیمت بہت دستیاب کی پھر اس کے کام نے کچھ استقامت پکڑی اور پیچھے سے اور آدمی اُس کے شریک ہوئے یعنے پانسو سوار اور بہم پہونچے اُس وقت اُس کے دفع کے واسطے ایک لشکر عظیم اُس نواح سے متوجہ ہوا اور سلطان جلال الدین علو ہمت سے اُنکی جنگ لڑکون کا کھیل سمجھا یعنے حملہ اول مین انھین نبات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور مال و اسباب اُن کا فراہم لاکر چار ہزار سوار مکمل بہم پہونچائے چنگیز خان نے یہ خبر سنکر چند نفر امراے کبار کو اپنے رخصت حرب دی جب انھون نے آب سند سے عبور کیا سلطان

جلال الدین دہلی کی طرف روانہ ہوا اور مغلون نے اس حدود کو تاخت و تاراج کر کے معاودت کی
اور سلطان جلال الدین نے راہ بعیدطی کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے مقرب کو
جو بنام عین الملک مشہور تھا بادشاہ شمس الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بسبب گردش روزگار
نا ہنجار اور انقلاب لیل و نہار آپ کے جوار مین پہونچے ہین اور جبکہ مہمان مثل ہمارے اتفاقات
سے آپ کی مہمان سرائے مین پہونچے وظیفہ مروت اور بزرگی مقتضی اس امر کا ہی کہ ایسا مقام اُس کے
واسطے تعین کیا جاوے کہ چند روز اس مقام مین بآسائش تمام بسر کرے اور اگر از روے یگانگی
اعانت فرمایئے اتفاق کی برکت سے دشمنون کے ہاتھ سے نجات پاکر ملک موروثی کی طرف
مراجعت کرون سلطان شمس الدین نے جو سلطان کے احوال و تسلط جلال سے خوب واقف تھا اپنے
ملک مین اس کا قیام مناسب نہ جانا اور اس کے ایلچی کو پوشیدہ زہر دے کر مسموم کیا اور اپنے ایلچیون
کو تحف و ہدایاے بسیار کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس بادشاہ عالیجاہ کے
لائق توقف ایسا مقام کہ آب و ہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہین ہی سلطان جلال الدین شمس الدین شاہ
کا مقصود سمجھا اور عنان عزیمت لاہور سے راستہ سے کہنا ان کی مملکت کی طرف معطوف فرمائی اور
اس مملکت مین پہونچکر کوہ بالالہ اور نہالہ پر وارد ہوا تاج الدین ملیک کوہ پایہ جودی کے سمت روانہ فرمایا
تا کہ اُس حدود کو غارت کر کے غنیمت بے نہایت لاوے اور جب دس ہزار سوار اُس کے نشان
کے سایہ مین جمع ہوے سلطان کا یگانہ نے ایک قاصد شیرین بیان چرب زبان بھیجکر سردار کہکران
کی دختر مانگی جو سلطان شہاب الدین کے زمانہ مین مسلمان ہوا تھا سردار کہکران یعنے کوکار سنگار
نے یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنے فرزند کے ہمراہ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ التماس کی
کہ شاہ ناصر الدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کمترین کی ولایت کو مزاحمت پہونچاتا ہی تا بلغ آوین سلطان نے
اُس کے فرزند کو خطاب خلج خانی دے کر اپنے ایک امرا کے ہمراہ کہ وہ بنام آذر باشی مشہور
تھا اور پہلوانی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم اوچہ اور
ملتان کے سر پر بھیجا سلطان ناصر الدین قباچہ مع بیس ہزار سوار آب سند کے کنارے جو قریب
اوچہ کے ہی وارد ہوا اور اذر بک باشی اُسے غافل کر کے شبخون لے گیا اور اُس کی جمعیت ایسی
متفرق کی کہ سلطان ناصر الدین بہزار مشقت کشتی مین بیٹھکر کسی طرف بھاگ گیا اور اذر بک باشی
اُس کے لشکر گاہ مین وارد ہوا اور ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجا اور جو خبر لشکر دہلی کے آنے
کی مشہور تھی صلاح توقف مین نہ دیکھی اُن پہاڑون سے اوچہ کے سمت آیا اور سلطان ناصر الدین کی
بارگاہ مین فروکش ہوکر آدمی اُس کے پاس بھیجا کہ امیر خان کی دختر اور پسر کو جو آب نیلاب کے کنارے
سے بھاگ کر اُس حدود مین آئے ہین ہمارے پاس بھیجے سلطان ناصر الدین نے مقام اطاعت مین
ہوکر امیر خان کے پسر و دختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت مین بھیجا اور خود ملتان کے سمت راہی ہوا
سلطان جلال الدین نے اُس کی ولایت مین کسی طور کا تعرض نہ پہونچایا جب ہوا گرم ہوئی اوچہ سے

کوچ کرکے کوہ جود اور بلالہ اور بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اثنائے کارزار مین ایک زخم تیر کا اُس کے ہاتھ مین لگا لیکن مساعی جمیلہ اور چابکدستی سے اُسے مفتوح کیا اور وہان کے کسی آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اتنے مین یہ خبر پہونچی کہ شاہزادہ چغتائی خان چنگیز خان کے حکم کے موافق سلطان جلال الدین کی تلاش مین آتا ہی سلطان جلال الدین نے بخیال اُس کے کہ شاہ ناصر الدین قباچہ تہ دل سے ہم سے موافق ہوا ہی ملتان کی طرف جاکر نعل بہا چاہا شاہ ناصر الدین قباچہ نے جو خبر لشکر مغل کے روانگی کی سنی تھی اس امر سے انکار کرکے مقام انتقام مین قیام کیا سلطان جلال الدین نے لاچار ہوکر ملتان سے مراجعت کی اور جب اوچہ مین پہونچا وہان کے باشندون نے بھی اس کی اطاعت نہ کی آگ اُس شہر مین لگا کے غارت کیا اور دو روز کے بعد عنان عزیمت دیول کی طرف کرا اب اُسے ٹھٹہ کہتے ہین معطوف فرمائی اور اثنائے راہ مین جو شہر اور قصبہ کہ ناصر الدین قباچہ سے تعلق رکھتا تھا وہان پہونچکر اُسے قتل و غارت کرکے آگے بڑھتا تھا جب ٹھٹہ مین پہونچا وہان کے راجہ نے جس کا نام جلبشی تھا اور طبقہ سومرکان سے تھا اسباب اور مال اپنا کشتیون مین لادکر کے خود بھی مع اہل و عیال اور عزیز و اقارب اُسپر سوار ہوا اور کسی جزیرے مین قرار پکڑا اور سلطان نے بلدہ ٹھٹہ مین استقامت فرمائی اور بتخانہ دیول کا جو ٹھٹہ کی سرحد مین ہی اسے خراب اور ویران کرکے مسجد جامع بنائی اس کے بعد ولایت نہروالہ مین لشکر بھیجکر فتح کیا اور بعدہ جب سنا کہ بھائی اُس کا سلطان غیاث الدین سر یہ عراق پر تمکن رکھتا ہی تسخیر سند اور گجرات کی عزیمت فسخ کرکے سنہ ۶۲۰ چھ سو بیس ہجری مین مکران اور مکران کے راستہ سے عراق کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ تفصیل اس کی کتب تواریخ عجم سے مستفاد ہوتی ہی اور چغتائی خان جس نے مع لشکر مغل اُس کا تعاقب کیا تھا اطراف ملتان مین آکر اس کو محاصرہ کیا شاہ ناصر الدین قباچہ نے آثار مردی اور مردانگی کے اس طور سے ظاہر کیے کہ بعد چالیس روز کے مردم ملتان محاصرہ کی سختی اور صعوبت سے رہا ہوئے اور چغتائی خان نے کچ اور مکران مین جاکر اس حدود کو تاخت و تاراج کیا اور اُس سال کا سرما حدود کالنجر مین کرایک ولایت آب سند کے کنارے ہی بسر کیا اور تیس یا چالیس ہزار ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا اس بہانہ سے کہ موجب تعفن اردو تھی قتل کیا اور باوجود اُس کے جب وبا اُردو مین ظاہر ہوئی اور سلطان جلال الدین کی کچھ خبر نہ پہونچی کہ کہان ہی اور کیا ہوا تب چغتائی خان توران کی طرف متوجہ ہوا اور جب سالار اعظم کالنجر نے خرابی ولایت کی شکایت شاہ ناصر الدین قباچہ کو لکھی وہ نہایت دلگیر ہوا اور مملکت کی تعمیر اور آبادی مین کوشش کی اور بعد اس کے سنہ ۶۲۲ چھ سو بائیس ہجری مین شمس الدین شاہ بغرض اخراج شاہ ناصر الدین قباچہ کے سند کے سمت روانہ ہوا جب دار الملک اوچہ کے اطراف مین پہونچا سلطان ناصر الدین اُسے مضبوط کرکے خود قلعہ بکر مین متحصن ہوا سلطان شمس الدین نے اوچہ کو محاصرہ کرکے نظام الملک بن ابی سعید جنیدی کو کہ نسخہ جامع الحکایات اُس کے نام پر تصنیف ہوا ہی قلعہ بکر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور شہر اوچہ کو دو ماہ اور بیس دن کے عرصہ مین مفتوح کیا اور سلطان ناصر الدین

نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس بطلب صلح بھیجا ابھی جواب نہ پہونچا تھا کہ کام قلعہ کے رہنے والون پر دشوار ہوا سلطان ناصر الدین کشتی پر سوار ہوکر چاہا کہ جزیرہ مین جو اس اطراف مین تھا چلا جاوے اور درمیان دریا کے وہ کشتی غرق ہوئی لیکن روایت صحیح یہ ہو کہ جب سلطان ناصر الدین وہان سے لکر کی طرف گیا سلطان شمس الدین نے فتح اُس شہر کی اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کرکے دارالخلافت دہلی کی طرف مراجعت فرمائی نظام الملک وزیر نے دو ماہ کے عرصہ مین شہر اوچہ کو بجبر و قہر مفتوح کیا اور نہایت شوکت اور صولت سے قلعہ بکر کی سمت متوجہ ہوا ناصر الدین یہ خبر سنکر دارالملک پہونچا اب کوشش اور ثبات قدمی فائدہ نہین بخشتی ہی باتفاق عزیز و اقربا و اصحاب صفہ و وفا جواہر و نقود و اسلحہ کشتی مین سوار ہوکر جزیرہ کی طرف کہ اُس نواح مین تھا روانہ ہوا ناگاہ وہان سے طوفان نے اُس کشتی کو جس پر شاہ ناصر الدین سوار تھا گرداب بلا مین ڈالکر بحر فنا مین غرق کیا اور باقی کشتیان ساحل مراد سے ہمکنار ہوئین **ابیات**

چو نا نداری تو کار سے دگر	کہی بر زمانے شکار سے دگر	یکی را کہی غرق در جوے آب
یکی را کشی تشنہ اندر سراب	کرا دست این دست ازاری	کرا از تیغ آن فرق این را دری
کرا از ماتم این کنی سوگوار	کرا از ظلمت این دہی نور او	بیا ساقیا می بساغر بریز
	کہ شد باد بیون نافہ مشک بیز	

سلطان ناصر الدین قباچہ کی مدت سلطنت بلاد سند اور ملتان مین بائیس برس تھی

بیان احوال سمگان کہ زمیندار ممالک سند تھے

واضح ہو کہ زمیندار ان سند دو قسم کے ہین ایک کو سومرگان کہتے ہین اور دوسرے کو سمگان اور یہ لوگ اپنے سردار کو جام بولتے تھے الغرض شاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین مسلمانون کی سعی و امداد سے دولت و حکومت خاندان طبقہ سومرگان سے خاندان سمگان مین منتقل ہوئی اور اکثر حکام ان کے جو دولت اسلام سے مشرف تھے بسا اوقات شاہ دہلی کے مطیع اور مالگذار رہتے تھے اور کبھی علم مخالفت بلند کرکے سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتے تھے اور گروہ سمگان اپنے تئین جمشید سے منسوب کرتے ہین چنانچہ لفظ جام اپنے سردار اور مقدم کے نام پر تقدم الاماثیر اس معنے سے دیتا ہی اول شخص جو اہل اسلام کے زمانہ مین اس گروہ سے حکومت سند پر فائز ہوا جام افزاہ تھا اور عقل اور کیاست وافر رکھتا تھا تین سال حکومت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کر گیا اس کے بعد فوت جام جونا نے اپنے بھائی کی وصیت کے موافق کلاہ ریاست زیب سر کرکے بلاد سند کی حکومت کی اور یہ والی عدالت شعار تھا اور صفت حلم اور دانائی سے متصف تھا مدت دولت اُس کی چودہ سال تھی

ذکر جام مانی بن جام جونا کی حکومت کا

جب جام جونا نے ساغر زمانے کے دور سے شربت تلخ اجل کا نوش کیا جام مانی و فور دانائی سے ملک پدر کا دعوی دار ہوا اور لوگون کو ساتھ اپنے متفق کر کے سند حکومت پر اجلاس فرمایا اور سلطان دہلی کے ساتھ علم مخالفت بلند کر کے وہ ولایت بتمکد اپنے تصرف مین لایا و باج و خراج دینا بالکل موقوف کیا اس واسطے سلطان فیروز شاہ نے مع لشکر فراوان ۷۶۲ھ سات سو باسٹھ ہجری مین ولایت سند پر چڑھائی کی اور جام جلالی دشوار گذار اور مقامات قلب مین پناہ گزین ہوا اور اس قدر چارہ کہ حیوانات لشکر بہ کفایت کرے اپنے پاس ذخیرہ کیا اور باقی جو پھاٹک اور جنگل مین تھا اسے آگ دے کر جلا دیا سلطان فیروز شاہ بے علفی سے عاجز ہو کر بہ مشقت فراوان گجرات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات آ پہنچ کر کے شروع جاڑے مین کہ جب چارہ سبزا و قابل جانے کے ہوا ولایت سند کی طرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ جام آرزو مند فلکی سے مضطر اور سراسیمہ ہو کر امان چاہی اور مملکت سند اس شاہ عالیجاہ کے تصرف مین آئی پھر اس حدود کا انتظام کر کے دہلی کی طرف عازم ہوا اور جام مانی اور تمام مقدمون کو اپنے ہمراہ لیا بعد چند روز کے جب جام مانی سے خدمت شائستہ اور کارنمایان وقوع مین آئے سلطان فیروز شاہ بارک نے مقام لطف و عنایت مین ہو کر ولایت سند کی سرداری جام مانی کی تفویض فرمائی اور چتر دے کر رخصت کیا پھر اس نے سند مین جا کر دوبارہ علم حکومت اور نشان دولت کا بخاطر جمع بلند کیا اور جب جام کا جام حیات بادہ بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے شکست ہوا خوابگاہ لحد مین استراحت کر کے دار الحکومت اور ون کے سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

تذکرہ جام تماجی بن جام مانی کی حکومت کا

جام تماجی اپنے باپ کے انتقال کے بعد چار بالش حکومت پر جلوہ گر ہو کر جہانداری کے شغل مین مشغول ہوا اور سترہ برس اور چند ماہ بلا نزاع بسر کر کے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور نام عموم جماعت مذکور اور خصوص تماجی سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین اتاروار تھے پھر مسلمان ہو گئے

جام صلاح الدین

بعد فوت جام تماجی کے جام صلاح الدین امور سلطنت کا متکفل ہوا اور گیارہ برس اوقات بفراغت تمام بسر کر کے پیوند زمین ہوا

جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنے باپ کے انتقال کے بعد قائم مقام ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام نے حکومت کا نوش کر کے شربت ممات کا چکھا

جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشراف و اعیان قوم کے حسن اتفاق سے اس ملک یعنے سندھ کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار مین لایا اور اس کے عدل و داد کی نسیم سے خلائق کے غنچہ امید و آرزو شگفتہ ہوئے اور سیاست کے رعب سے چور اور ڈاکیتون سے ولایت کی حراست فرما کر رعایا اور برایا کو مہد امن و امان مین استراحت بخشی لیکن عہد سعادت مہد اس کا دور شباب کے مانند قلیل البقا تھا یعنے بعد چھ سال اور چند ماہ کے منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اس کی وفات سے غمگین اور محزون ہوئی

جام کران بن جام تماجی

جب علی شیر چند روز عیش و کامرانی مین بسر کر کے اس کہنہ رباط سے عالم بقا کی طرف خرامان ہوا جام کران اس گمان سے کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت مین دولت اسکے بیٹے کو پہونچتی ہے مساعی جمیلہ کر کے قلادہ حکومت کا متقلد ہوا اور بجد و سعی اپنے بزرگون کی ریاست کا کیا لیکن بدون عنایت ایزدی کسی امر کو دوام و بقا میسر نہین ہے بعد ایک روز اور دو پہر کے ساقی اجل نے شربت ناگوار موت اسکے حلق حیات مین ڈالا غرضکہ اسکے بعد فوت قوم تمکان نے شورہ کی مجلس منعقد کر کے بادشاہ کے تعین ہونے کے واسطے مشورہ کیا اور بعد گفتگوے دراز فتح خان ابن اسکندر کو جو قوم تمکان سے تھا اور اس منصب بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اس نے پندرہ سال کمال استقلال سے مہمات حکومت کو انجام دیا بحر قضاے الٰہی سے فوت ہوا

جام تغلق بن اسکندر

جام تغلق جو فتح خان کا چھوٹا بھائی تھا اس کے بعد فوت ملک و سلطنت کے مہمات مین مشغول ہوا اور اس منصب بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اس وقت دہلی کی سلطنت مین رواج اور رونق پہلی نہ رہی تھی اس جماعت سے خاطر جمع کر کے سلاطین گجرات سے بنیاد مصادقت اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اس کے جو شخص قوم تمکان سے تخت پر بیٹھا اس نے حکام گجرات کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنے پیوند وصلت سے اپنی دولت کی نظامت کی اور اٹھائیس برس اور چند روز کے بعد

جب پیانہ اُس کی زندگانی کا لبریز ہوا ملک دوسرے کے سپرد کرکے گوشہ لحد کا اختیار کیا

جام مبارک

یہ بادشاہ جام تغلق کا قرابتی اور سراپردہ دار تھا بعد فوت تغلق اُس نے اپنی ذات خاص مین لیاقت امر سلطنت کی دیکھکر مرتکب اُس کا ہوا لیکن فرصت کامرانی کی تین روز سے زیادہ نہ پائی ملک دوسرکیو دیا

جام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر

جب اشراف و اعیان سند نے جام مبارک کی بادشاہی سے نجات پائی جام اسکندر کو کہ باوجود نسبت ارث کے اس امر خطیر کا بھی استحقاق رکھتا تھا مسند حکومت پر جلوہ گر کیا اور اُس نے بھی ڈیڑھ برس مسند سلاطین سلف کو گرم رکھکر سرگریبان عدم مین کھینچا

جام سنجر

یہ شخص خاندان سلاطین سے تھا چند سال ملوک ماضیہ کے عہد مین اُس نے امور ملکی و مالی کو انجام دیکر مہمات دینوی مین خوب مہارت پیدا کی تھی جام اسکندر کے بعد انتقال امرا اور اعیان ملک نے اتفاق کرکے اسے بادشاہی مین قبول کیا اور فلک خوش رفتار حکمت شعار نے آٹھ سال اور چند ماہ ریاست دیار سند کے لیے اسے پسند کیا آخر درمیان سے اُٹھا کر مسند حکومت پر بجاے اُسکے دوسرے کو بٹھایا

جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سنجر کے بعد یہ بادشاہ امور سلطنت کا ایسا متکفل ہوا کہ مملکت مین تازہ رونق اور صفا دوبالا بھی ظہور مین آئے اور جام سنجر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کا معاصر تھا اور اُس کے عہد سنہ ۸۹۰ آٹھ سو نوے ہجری مین شاہ بیگ ارغون قندھار سے آیا اور قلعہ سولی کو کہ مملک امراے نظام الدین کے تصرف مین تھا اور بہادر خان نام رکھتا تھا محاصرہ کرکے بجبر و قہر فتح کیا اور اسے اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کرکے قندھار کی طرف معاودت کی اور اُس کی غیبت مین جام نظام الدین نے اپنے ایک امیر مبارک خان کو جس کو خدا نے شجاعت اور مردانگی مین بھی اختصاص بخشا تھا قلعہ سولی کے استیلا کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ فریقین مین چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی عاقبت الامر سلطان محمد قتل ہوا اور قلعہ سولی پھر جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا کے تصرف مین آیا شاہ بیگ نے یہ سانحہ سنکر میرزا عیسے ترخان کو اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے روانہ کیا اور جام نظام الدین بھی لشکر جرار فراہم لایا اور مبارک خان کو سپہ سالار کرکے اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور سرحد پر دونون کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کے بہت امراے قدیم کارگزار

مقتول ہوئے اور مبارک خان زخمی اور بدحال ہو کر بھاگا اور قلعہ بہکر تک کسی مقام میں دم نہ لیا اور جب عیسیٰ ترخان کی تو بدفتح شاہ بیگ ارغون کو پہونچی تمام ملک سندھ کی کر کے قندھار سے مع لشکر جرار بہکر کی طرف متوجہ ہوا اور اس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قادن جو نظام الدین المشہور بہ جام نندا کی طرف سے اُس قلعہ کا حاکم تھا اس نے نشان مدافعہ کا بلند کر کے چند روز جنگ وجدل میں بسر کیے لیکن جب کام قبضہ سے نکل گیا اور لشکر سندھ سے کوئی اُس کی اعانت اور فریاد کو نہ پہونچا اور قلعہ بہکر کا اس وقت میں ساتھ ایسے مستحکام کے نہ تھا اقاضی جنگ آن کر امان خواہ ہوا اور قلعہ دشمن کے سپرد کیا اور شاہ بیگ حاضر بیگ کو قلعہ بہکر کا حاکم کر کے خود قلعۂ سہوان کی طرف گیا اور اسے بھی فتح کر کے خواجہ بیگ کو سپرد کیا اور اس مقام میں اسی قدر پر کفایت کر کے قندھار کی طرف مراجعت کی جام نندا نے پھر بہ تعجیل تمام فوج لشکر فراہم کر کے ہر چند سعی کی کہ قلعہ سوی کو فتح کر کے پھر تصرف میں لاوے پر نہ ہوا اس لیے کہ سپاہ سندھ نے ترکان خونخوار لشکر مرزا عیسیٰ خان کو دیکھا تھا وہ ایسے ہراساں تھے کہ کسی طور ان کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار نہ کیا ایک دن کا مذکور ہے کہ ایک ترکمان کے گھوڑے کا تنگ کھل کر گھوڑے کی پشت سے جدا ہوا اور ترکمان گھوڑے سے اتر کر آپ تنگ کھینچنے لگا اس درمیان میں ایک فوج سپاہ سندھ سے وہاں آ پہونچی اور اُسے اس حال میں دیکھ کر بیس سوار دن نے اُس پر حملہ کیا ترکمان نے بہ نیت فرار گھوڑے پر سوار ہو کر قدم ابتہ رکاب میں جمایا اور وہ سب سوار سندھی اس کے خوف سے ایسا بھاگے کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا جام نندا کہ جس نے باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزدلی مشاہدہ کر کے شدت غضب سے ایسا بیمار ہوا کہ اس کے صدمہ سے جانبر نہ ہوا

جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

باپ کا جانشین ہوا رشید دریا خان کو کہ ایک اعیان ملک اور اُس سے قرابت بھی رکھتا تھا منصب امیر جملگی پر منصوب کر کے ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے اقربا سے تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ وخصومت پر آمادہ ہوا اور جب بعد محاربات بسیار و کوشش فراوان مقصد اُس کا حاصل نہ ہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور جو بی بی سلطان مظفر بادشاہ گجرات کی جام صلاح کی حقیقی بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نے لشکر بے شمار اُس کے ہمراہ کر کے ٹھٹہ کی طرف رخصت فرمایا اور اس نے سندھ کی سرحد پر پہونچکر دریا خان کو جو صاحب داعیہ اور ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کر کے وہ ملک بے جنگ وجدل اپنے تصرف میں لیا اور جام فیروز طلوع کوکب سعادت اور نسیم دولت کے چلنے کا امیدوار رہتا تھا چونکہ جام فیروز کے عہد میں دریا خان مملکت کا صاحب اختیار تھا آخرالامر جام فیروز کو طلب کر کے پھر منصب

سرداری پر مقرر کیا اور جام صلاح الدین اپنا سر کھجا کر دوبارہ گجرات کی طرف راہی ہوا سلطان مظفر نے از سر نو سامان جنگ درست کر کے سنہ ۹۲۶ھ نو سو چھبیس ہجری مین اُسے سند کی طرف رخصت کیا اور وہ جام فیروز کو سند سے خارج کر کے خود امور سلطنت کا متکفل ہوا جام فیروز بالضرورت شاہ بیگ ارغون کے پاس التجا لے گیا اُس نے اپنے غلام کوکہ سنبل خان نام رکھتا تھا مع لشکر مستعد جرار جام فیروز کی امداد کو مقرر فرمایا جام فیروز لشکر ہمراہ لے کر سند کی طرف متوجہ ہوا اور ساہوان کے نواحی مین جام صلاح الدین کے مقابل آیا اور طرفین صف آرائی کر کے آپس مین نہایت شدت سے لڑے جام صلاح الدین اور بیٹا اُسکا ہیبت خان مارا گیا اور مملکت سند بدستور سابق جام فیروز کے قبضہ مین آئی اور شاہ بیگ جو ہمیشہ سند کی تسخیر کا داعیہ رکھتا تھا اور فرصت وقت کا جویا تھا اُس وقت قندھار سے آن کر سنہ ۹۲۷ھ نو سو ستائیس ہجری مین ٹھٹہ پر مع معاونات متصرف ہوا اور خرابی سند فتح ٹھٹہ کی تاریخ ہے اور اُن دنون مین دریا خان کہ جام فیروز کا پھر مدار المہام ہوا تھا شاہ بیگ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جام فیروز نے دو تین برس اس ملک مین رہکر بہت کوشش کی جب مقصود اُس کا حاصل نہوا گجرات کی طرف روانہ ہوا اور جو اُنھین دنون مین شاہ مظفر شاہ گجراتی قضاے الٰہی سے فوت ہوا تھا گک سے مایوس ہو کر سند کی طرف مراجعت کی اور جب دیکھا کہ ارغونیہ ملک سند کے لینے مین مستعد ہین اور مجھے اُسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہے ناچار ممالک سند سے برخاستہ خاطر ہوا اور اپنے اہل وعیال کو لے کر گجرات کی طرف راہی ہوا اور امراے سلطان بہادر کے سلک مین منتظم ہوا دولت خاندان ستمگان کو زوال آیا اور مملکت سند شاہ بیگ ارغون کے قبضہ اقتدار مین آئی اور چند روز نشان اُس کی شوکت کا اُس ملک مین بلند رہا منقول ہے کہ سنہ ۹۲۸ھ نو سو اٹھائیس ہجری مین شاہزادہ بدیع الزمان میرزا بیٹے سلطان حسین بادشاہ ہرات کے فرزند نے جب شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس سے بازگشت کی اور استرآباد مین مقام میسر ہوا تو سند مین تشریف لایا جام فیروز حاکم اوچہ اور ٹھٹہ استقبال کر کے مراسم تعظیم اور لوازم تکریم بجا لایا اور اپنی ہمت اور سلطنت کے لائق پیشکش نفیسہ بھیجی اور میرزا بدیع الزمان نے ایک سال سے زیادہ سند مین استقامت نہ فرمائی پھر شاہ اسمٰعیل صفوی کی طرف عزیمت کی ✦

بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر ذوالنون بیگ کا بیٹا ہے جو سلطان حسین میرزا بادشاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار اور اُس کے فرزند بدیع الزمان میرزا کا اتالیق تھا اور اُس کے باپ داداچنگیز خان کے عہد سے اُس وقت تک امراے عظام کے سلک مین منسلک رہے اور سنہ ۹۰۳ھ نو سو تین ہجری مین ولایت قندھار اور زمین داور اور ساغر اور تولک اور قراہ امیر ذوالنون ارغون کی تفویض ہوئی لیکن چند سال بعضے

شاہزادون کو باری باری باسم حکومت قندھار کی طرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اس ولایت کی سرداری مین استقلال پاکر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت قندھار اپنے فرزند شجاع بیگ الشہور بشاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبد العلی ترخان کو ساغر اور توتک کی داروغگی مرحمت کی اور غور کی امارت ساتھ امیر فخر الدین اور امیر دردیش کے رجوع کی اور خود زمین داور مین استقامت کر کے چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نے اپنے باپ سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریاے غضب کی موج زنی سے ہراسان تھا اپنی بیٹی اُس کے ازدواج مین لاکر کشتی موافقت مین سوار ہوکر ساحل نجات سے بکنار ہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیبک خان اوزبک کی جنگ مین کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون سے ہوئی تھی مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت بدیع الزمان کے حکم کے موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ کے متعلق ہوئی اور شجاع بیگ یعنے شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب بہکر اور بعض ولایات سند کو اپنے حوزۂ تسخیر مین لایا اپنے باپ کے انتقال کے بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر مین ہوکر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا ناگاہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے کابل سے بہ قصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُس کے فتح کرنے مین مصروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے واقعات مین مذکور ہوا ہے اس قدر سعی اور تدبیر جو ممکن تھی بجا لایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اس وقت جام فیروز اور جام صلاح الدین جو آپس مین بمقام نزاع تھے اس واسطے شاہ بیگ ارغون قلعہ قندھار کی محافظت سے دست کش ہوکر بہکر مین آیا اور وہان فوج کو آراستہ کر کے اُسی سال ٹھٹہ کی سمت روانہ ہوا اور اُس پر متصرف ہوکر اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا شاہ بیگ فضائل علمی سے بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور شرح مطالع منطق پر حواشی لکھے ہین اور شجاع اور بہادر بھی ایسا تھا کہ جنگ صف مین سب فوج کے آگے رہتا تھا ہر چند لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی بہادری سرداروں کے لائق نہین ہے اُن کی فہمائش فائدہ نہ بخشتی تھی اور اُنھین یہ جواب دیتا تھا کہ مین کیا کرون لڑائی کے وقت مین بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہون اور میرے دل مین یہ آتا ہے کہ کوئی شخص مجھے سبقت کر کے آگے نہ کھڑا ہوا ور سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہوکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور اُس کا بیٹا شاہ حسین ولیعہد ہوکر اس سلطنت کا متکفل ہوا

ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومتکا

حسین شاہ بعد فوت پدر سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جس قدر ولایت سند کہ شاہ بیگ

۱۲ درینجا شیبک خان نوشتہ و در وقائع بابر شاہ و شیبانی خان بنظر رسیدہ موتوالستعان نوشتہ شد

ارغون کے ہاتھ نہ آئی تھی اُس پر متصرف ہوکر سب ایک صوبہ کرلیا اور بہکر کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کرکے نہایت محکم اور سنگین کیا اور سہوان کے حصار کو بھی تعمیر فرمایا جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اُسے ملتان کے بھی قبضہ کا حکم دیا اور وہ حکم کے بموجب ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری مین سامان جنگ اور اسباب سفر درست کرکے اُس طرف روانہ ہوا یہ خبر سلطان محمود حاکم ملتان کو پہونچی اُس نے ایلچی معتبر بھیجکر فسخ عزیمت کی التماس کی لیکن عرض اُس کی قبول نہوئی اور سلطان محمود اسی عرصہ مین مرگ مفاجات سے فوت ہوا اور اُس کا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب مناب ہوا اور ملتانیہن نشان حکومت کا بلند کیا شاہ حسین اُسے فرصت نہ دے کر بہ کوچ متواتر ملتان مین آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد ایک سال اور چند ماہ صبح کے وقت آخر ۹۳۳ھ نوسو تینتیس ہجری مین مسخر اور مفتوح کیا اور کچھ سکنائے شہر بقتل اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئے اور شاہ حسین نے سلطان حسین کو مقید کرکے شجاع الملک کو کہ عمدہ ملتان تھا نہایت سیاست سے ہلاک کیا اور اُس شہر کو خواجہ شمس الدین کے سپرد کرکے ٹھٹہ کی طرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی غیبت مین ملتان کی خلقت لنگر خان سے موافق ہوکر خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کے مانند نکال دیا اور شاہ حسین نے موقع وقت نہ دیکھکر اُس کے استخلاص مین مستعدی نکی اور ۹۲۷ھ نوسو ستیالیس ہجری مین ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور کے غلبہ کے سبب کہ ممالک ہند پر مسلط تھا لاہور سے بقصد استمداد تسخیر ہندوستان ولایت سند کی طرف متوجہ ہوا اور اطراف بکر مین پہونچکر اقامت کی اور مشورہ کے واسطے فرمان طلب شاہ حسین کے نام کہ ٹھٹہ مین تھا ارسال کیا شاہ حسین نے چھ ماہ امروز فردا کرکے آخر کو جواب دور از صواب دیا چنانچہ تحریر قلم سابق سے واضح ہوا ہوگا آخرش جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے شاہ حسین کی تنبیہ اور تادیب کی فکر مین ہوکر حدود بہکر ناصر میرزا کو کہ آنحضرت کا چچا ہوتا تھا سپرد فرمائی اور خود بدولت واقبال ٹھٹہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہ حسین ارغون نے جو دور دیلہ گر اور مدبر تھا میرزا ناصر کو بوعدۂ دامادی اور نوید بادشاہی موافق کرکے فرمایا تو ٹھٹہ اور بہکر کا خطبہ ناصر میرزا کے نام پڑھیا گیا اور شاہ حسین دریا کے راستہ سے ہمایون بادشاہ کے اطراف اُردو مین پہنچا اور رسد غلہ اور تمام مایحتاج لشکر مسدود کیا ہمایون بادشاہ عاجز ہوا اور بیرم خان کی ہدایت اور فہائش سے مقام صلح مین آیا اور بار وصف اُس کے کہ دو سال اور چھ ماہ اُس حدود مین بسر کیا تھا بعد صلح جسقدر اونٹ بارکش اور کشتیان درکار تھین شاہ حسین سے لیکر ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری مین دریا سے عبور کرکے قندھار کی طرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصود حاصل ہونا میرزا سے وعدہ خلافی کرکے اس قدر بدسلوکی اور بیمروتی کی کہ وہ ہمایون بادشاہ کی مخالفت سے نہایت شرمندہ ہوکر کابل کیطرف راہی ہوا اور ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین میرزا کامران ولد بابر شاہ ہمایون بادشاہ کے خوف سے بھاگکر شاہ حسین ارغون کے پاس سند مین آیا اور شاہ حسین نے جہانداری کے لوازم مین کوئی

دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کے موافق کامران میرزا کے عقد مین درلایا اور امراے ارغون کو اُس کے ہمراہ کرکے نقود فراوان دے کر کابل کی طرف اس حدود کے استخلاص کے ارادہ سے روانہ کیا اور بعد اس کے شاہ حسین ارغون نے بتیس سال اوقات عزیز امور شاہی مین صرف کی سنہ ۹۶۲ نوسو چونسٹھ ہجری مین دل اس جہان فانی سے اُٹھاکر خیمۂ اقامت عالم بقا مین بلند کیا۔

بیان میرزا عیسی ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کے بعد انتقال سلطان محمود نے بھکر مین اور میرزا عیسی ترخان نے ٹھٹھہ مین داعیہ سرداری کا کیا غرض ہر ایک نے اپنے اپنے مقام مین خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن فریقین کے درمیان مین کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسی ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور سنہ ۹۷۴ نوسو پچہتر ہجری مین وفات پائی اور چونکہ مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونیہ سے دودمان ترخانیہ کے سمت معلوم نہ تھی اس واسطے اُس کی شرح مین اقدام نہین کیا اس قدر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسی ترخان ترکمان قوم سے شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

ذکر میرزا باقی کی حکومت کا

جب میرزا عیسی ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اُس کے بڑے بیٹے میرزا محمد باقی اور چھوٹے فرزند میرزا جان بابا کے مابین سلطنت کے بارہ مین خرخشہ اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد قوی کے میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفق و ملائمت جاری رکھکر ہمیشہ بارسال تحف و ہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بھکری کے ساتھ اپنے باپ کے بدستور کبھی صلح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اُس نے اٹھارہ برس کمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے ہجری مین اجل طبیعی سے فوت ہوا

تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کے بعد ارتحال میرزا جانی حکومت ٹھٹھہ پر فائز ہوا اور جو محمد اکبر بادشاہ ایک مدت لاہور مین رونق افزا ہوکر مترصد اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اظہار اخلاص کے واسطے ملاقات کو آوے لیکن خلاف اُسکے وقوع مین آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بھکر قبل اس سے مسخر کیا تھا اس بہانہ کو دست آویز کرکے ولایت ٹھٹھہ اور بلاد کی تسخیر کا داعیہ کیا اور سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین میرزا عبد الرحیم الخاطب بخان خانان ولد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بھکر اور

ملتان جاگیر دے کر اُس طرف روانہ فرمایا میرزا عبدالرحیم خان خانان پہلے قلعہ سہوان کو محاصرہ کر کے اور قلعون اور شہرون کی تسخیر کے لیے عازم ہوا اور میرزا جانی نے لشکر خاصہ اور اُس طرف کے تمام زمیندارون کو فراہم لاکر مع توپخانہ اور کشتی اور غراب بسیار سہولن کی طرف عزیمت کی اور میرزا عبدالرحیم المعروف بخان خانان ترک محاصرہ کر کے اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیرپور کے نواح مین پہونچا فریقین کے درمیان فاصلہ سات کوس کا باقی رہا میرزا جانی نے غرابون کو کہ ایک سو سے زیادہ تھین مع دو سو کشتی جو تیراندازون اور گولہ اندازون اور دیگر آلات حرب سے مملو کیا تھا جنگ کے واسطے بھیجا اور میرزا عبدالرحیم نے باوصف اُس کے کہ زیادہ پچیس غراب سے نرکھا تھا اپنے آدمیون کو اُن کے مقابلہ کے واسطے بھیجکر بنیاد جنگ قائم کی اور میرزا عبدالرحیم دریا کے کنارے ایستادہ ہوکر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک توپ بزرگ کا گولہ میرزا جانی کی ایک کشتی عمدہ پر تاک کر ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ جماعت کثیر جو اُس پر سوار تھی بحر فنا مین غرق ہوئی اور سات کشتیان میرزا جانی کی گرفتار کین اور دو سو آدمی مارے گئے اور ایک شبانہ روز جنگ قایم رہی عاقبت الامر محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ایک ہزار ہجری مین سندیون نے شکست کھائی میرزا جانی دریاے سند کے کنارے اُس زمین پر کہ اُس کے اطراف و جوانب مین پانی اور دلدل تھی وارد ہوا اور اپنی فوج کے گرد و پیش ایک قلعہ تیار کیا اور خان خانان اُس کے مقابل مین فروکش ہوا اور مورچے تقسیم کیے چنانچہ دو ماہ کامل ہر روز ایک جماعت بہادرون کی طرفین سے آن کر جنگ مین مشغول ہوتی تھی اور کام آتی تھی اور جب سندیون نے ہر اطراف سے رسد غلہ اور ما یحتاج لشکر بند کی میرزا عبدالرحیم خان خانان کی فوج مین ایسا قحط پڑا کہ ایک نان جان کے بدلے ارزان اور عزیز تھی ابیات

کشت زان تنگی جہانے تنگدل	گر سنہ نالان و سیران سنگ دل
ہر کرا دیدار نان بودے ہوس	قرص خورد آسمان دیدی دبس

مرزا عبدالرحیم خان خانان ناچار اور لاعلاج ہوکر اس مقام سے کوچ کر کے پرگنہ جوان کی طرف جو ٹھٹہ کے قریب ہے گیا اور ایک جماعت کو سہوان کے محاصرہ کے واسطے بھیجا میرزا جانی اُنھین کمزور سمجھکر اُن کے سر پر گیا خانخانان نے جب یہ حال دیکھا اپنے سپہ سالار دولت خان لودھی کو مع فوج اُس جماعت کی کمک کو بھیجا غرضکہ فریقین کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی میرزا جانی نے شکست پائی اور دریا سے عبور کر کے موضع ارلول مین نزول کیا اور اپنے گرد قلعہ بناکر پناہ لی خانخانان نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور ہر روز لڑائی ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ لشکر سند غلہ کی نایابی سے غایت تنگ اور عاجز ہوا اونٹ اور گھوڑے ذبح کر کے کھانے لگے اور میرزا جانی نے یہ حال مشاہدہ کر کے خانخانان کو یہ پیغام دیا کہ مین ارادہ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت کا رکھتا ہون مجھے تین مہینے کی مہلت دیجیے کہ مین اپنا سامان درست کر کے آنحضرت کی درگاہ مین روانہ ہون میرزا

عبدالرحیم خان خانان نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اپنے بیٹے میرزا ایرج کے عقد ازدواج مین لایا اور بعد انقضاے موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹہ اور بلاد سند پر متصرف ہوا اور سنہ ایک ہزار ایک ہجری مین میرزا جانی کو ہمراہ لے کر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پابوسی سے مشرف کیا اور میرزا جانی نے امراء کے سلک مین انتظام پایا اور میرزا عبدالرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے مملکت سندھ بادشاہ دہلی کے ممالک مین داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اُس ملک مین کچھ دخل نہ رہا

ذکر سلطان محمود بہکری کے انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا تھوڑی تقصیر پر آدمی کی خونریزی کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے محب علی خان پسر میر خلیفہ کو زمین بہکر کی تسخیر کو تعین فرمایا اُس نے وہان جاکر قلعہ بہکر کے سوا نصف ملک پر اپنا قبضہ کیا سلطان محمود نے مضطرب ہوکر محمد اکبر بادشاہ کو عرض داشت کی کہ قلعہ بہکر کو محب علی خان کے سواجس شخص کو حکم ہو تفویض کرون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہونچنے گیسو خان کے سلطان محمود باجل طبیعی فوت ہوا اور گیسو خان نے سنہ ۹۹۳ نوسو بیاسی ہجری مین قلعہ بہکر پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی

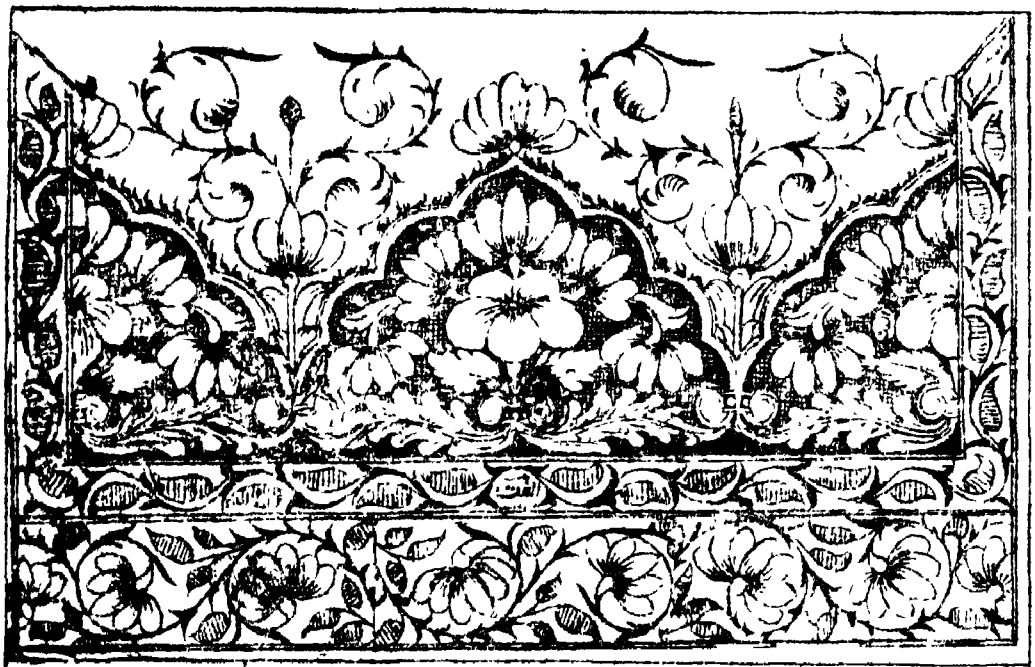

مقالہ نوان سلاطین ملتان کے بیان مین

ناظرین تمکین اور واقفان تواریخ کی خدمت مین عرض پرداز ہوتا ہون کہ آغاز ظہور اسلام بلدہ ملتان مین محمد قاسم کے زمانہ سے ہوا اور بعد اُس کے سلطان محمود غزنوی کے عہد تک احوال ملتان کا کسی مورخ نے کتب تواریخ مین نہین لکھا بلکہ اتفاقاً کبھی اُس زمانہ کی حکایتین مشہور و معروف نہین ہین اس قدر ترجمہ تاریخ یمینی وغیرہ مین مرقوم ہی کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملحدون کے تصرف سے مستخلص کیا اور مدت دراز تک وہ ملک اُس خاندان عظیم الشان کے تصرف مین رہا جب دولت غزنویہ بسبب تنزل کے ضعیف ہوئی بلاد ملتان پھر قراسطہ کے تصرف مین آیا اور بعد اُس کے سلطان معزالدین محمد سام کا اُس پر قبضہ ہوا اور ۶۰۲ھ آٹھ سو تیا لیس ہجری تک سلاطین دہلی کے زیر نگین تھا جب اُن سنوات مین اقلیم ہند مین بسبب آشوب کے طوائف الملوکی بہم پہونچی تو ملتان مین بھی حاکم علیحدہ ہوا یعنے اُس دیار کی عنان حکومت شاہان دہلی کے ہاتھ سے نکل گئی پھر چند حکام نے پیہم حکومت کی

تذکرہ شیخ یوسف ملتانی کی حکومت کا

جب دار الملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خان کو نوبت بہ نوبت پہونچی تو اُس کے ارکان مین خلل واقع ہوا اور ولایت ملتان سپاہ نغل کی تاخت سے کہ قندھار اور غزنین اور کابل سے متعلق رہتی تھی زیر و زبر ہوئی اور دار الحکومت حاکم کے وجود سے خالی ہوگیا ملتان کے رئیس متفق ہوکر حاکم مقرر کرنے کی فکر مین ہوے اور جو بزرگی طبقہ علیہ

غوث الزمانی بہاء الدین ذکریائے ملتانی کی شرح و بیان سے رفیع تر ہی اس لیے اُس ملک کے اہالی اور شرفا نے شیخ یوسف قریشی کو کہ خانقاہ کی تولیت اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریائے ملتانی کے روضہ رضیہ کی مجاوری اور نگہبانی ساتھ اُس کے تعلق رکھتی تھی ۷۴۳ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین سریر سلطنت ملتان پر متمکن کیا اور منبرون پر خطبۂ ملتان اور اوچہ اور اُس کے اطراف اور اکناف کا شیخ یوسف کے نام پڑھا اور اُس نے بھی لوازم بزرگی مین مشغول ہوکر اس حدود کے تمام باشندون کی تسلی اور دلجوئی کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمیندارون کے مرغ دل کو رام کیا اور راے سہرہ جو جماعت افغان لنگاہ کا سردار تھا اور قصبہ سوہی مع مضافات ساتھ اُس کے تعلق رکھتا تھا اُس نے شیخ یوسف سے باین عبارت پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باپ دادا کے وقت سے آپ کے سلسلہ رضیہ کی نسبت مستحکم ہی لہذا بنظر خیرخواہی عرض گذار ہون کہ جو مملکت دہلی مین فتنہ و فساد برپا ہی اور اس عرصہ مین سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہی مناسب یہ ہی کہ قوم لنگاہ کا دل ہاتھ مین لائیے اور ہمین اپنی فوج کا سردار بنائیے تو ہم جان نثاری اور جان سپاری مین دریغ جائز نہ رکھین اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادے کے استحکام کے واسطے اپنی دختر آنحضرت کو دیتا ہون اور ساتھ دامادی کے قبول کرتا ہون شیخ اس امر سے نہایت محظوظ ہوے اور راے سہرہ کی دختر کو برسم سلاطین اپنے عقد مین لائے اور راے سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبہ سوئی سے ملتان مین آیا اور تحف و ہدایاے لائق شیخ کی خدمت مین گذرانا لیکن شیخ احتیاطاً اُسے قبول نفرماتے تھے کہ ایسا نہو راے سہرہ شہر ملتان مین بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے شہر کے باہر وارد ہوکر اپنی دختر کے دیکھنے کو تنہا جاتا تھا یکبارگی تمام فوج اپنی فراہم کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ مکر و حیلہ سے شیخ کو دستگیر کرکے ملتان کا حاکم بنون جب ملتان کی نواح مین پہونچا شیخ یوسف قریشی کو پیغام بھیجا کہ ابکی مرتبہ تمام فوج لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہون تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کرکے اُن سے خدمات لائقہ لیون شیخ نے حیلہ اور افسون دہر سے غافل ہوکر اُسکی التماس پذیرا فرمائی اور راے سہرہ نماز واجب ادا کرکے مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ مین جاکر ایک بکری کا بچہ ذبح کرکے اُسکا خون گرما گرم ایک پیالہ مین بھرکر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور مین قیام کیا راے سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از روے مکر و فریب مرغ کاذب کی طرح بوقت فریاد کرکے بولا کہ میرے شکم مین درد ہوتا ہی اور لحظہ بر لحظہ اُسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی اور آدھی رات کے وقت وکلاے شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کرکے اُس جماعت کے روبرو استفراغ دموی کیا اور اثناے وصیت مین رو رو کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے وداع کیواسطے بلایا جب شیخ یوسف کے اعیان و ارکان نے راے سہرہ کی حالت ردی دیکھی اُسکے عزیز و اقارب کے آنے مین مضائقہ نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اُس کے قلعہ مین داخل ہوے بارادہ انتزاع سلطنت سربستر بیماری سے اُٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو قلعہ کے دروازہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ خبردار

شیخ یوسف کے کسی نوکر کو جو قلعہ کی چھاؤنی سے باہر ہین آنے نہ دینا پھر شیخ یوسف کی خلوت سرا مین داخل ہوکر انھین دستگیر کیا

ذکر قطب الدین لنکاہ کی سلطنت کا

جب رائے سہرہ نے شیخ کو قید کرکے اپنا لقب سلطان قطب الدین لنکاہ رکھا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور ملتان کی خلقت نے اس کی حکومت سے راضی ہوکر بیعت کی رائے سہرہ نے اس وقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کیطرف شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر انوار کے قریب واقع ہی برآمد کرکے دہلی کی سمت رخصت کیا اور اس دروازہ کو خشت پختہ سے چنوا دیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ وہ دروازہ آج تک کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہین بدستور سابق مسدود ہے پھر نشان حکومت بلند کرکے امور سلطنت مین مشغول ہوا اور جب شیخ یوسف دہلی مین داخل ہوئے بادشاہ بہلول لودھی نہایت اعزاز و احترام سے پیش آیا اور اپنی بیٹی کا شیخ کے صاحبزادے سے جن کا نام شیخ عبداللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہمیشہ وعدہ ہاے نیک سے قوی پشت اور مسرور خاطر رکھتا تھا اور شاہ قطب الدین لنکاہ بلا و ملتان مین نہایت بیفکری سے حکومت کرتا رہا بعد ایک مدت کے یعنی سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر ہجری مین سلطان قطب الدین اجل طبعی سے فوت ہوا اور مدت اس کی سلطنت کی سولہ برس تھی

ذکر شاہ حسین لنکاہ بن قطب الدین لنکاہ کی شاہی کا

جب قطب الدین لنکاہ نے وودیعت حیات بستعار مالک حقیقی کے سپرد کی اعیان دولت نے بعد ادائے لوازم تعزیت اس کے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنکاہ خطاب دے کر سریر سلطنت پر بٹھایا اور ملتان اور اس کے اطراف مین خطبہ اس کے نام پڑھا اور وہ نہایت قابل اور مستعد اور الطاف خداوندی کے ورود اور نزول کے شایان تھا اس کے ایام دولت مین علم و فضل کا مرتبہ بلند ہوا اور علماء اور فضلا اس کے خوان مائدہ احسان سے پرورش پانے لگے اور آغاز دولت اور ایام شباب مین قلعہ سور کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس زمانہ مین قلعہ سور غازی خان کے تصرف مین تھا اور غازی نے جب یہ خبر سنی تو سامان جنگ درست کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور دس کوس آگے بڑھکر شاہ حسین لنکاہ سے لڑا اور داد مردی اور مردانگی دی جو فتح اور شکست باختیار خدا ہی پائے ثبات اس کا میدان معرکہ سے ہلگیا اور بھاگ کر بلدہ سور تگیا بلکہ بھرہ کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ اہل و عیال اس کے قلعہ سور مین تھے انھون نے حصار داری کا اسباب درست کرکے قلعہ کو مضبوط کیا اور ہمیشہ کمک پہونچنے کے منتظر تھے کہ امراے غازی خان جن کے بھرہ اور جنیوت اور خوشاب تصرف مین تھا کمک بھیجین گے اس امید پر چند روز کی محنت محاصرہ اٹھائی جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوئے جان

کی امان چاہکر قلعہ شاہ حسین لنگاہ کے سپرد کیا اور بھیرہ کی سمت روانہ ہوے اور شاہ حسین لنگاہ نے مہمات ملکی کے سرانجام کے واسطے چند روز سورین توقف کیا پھر قصبہ جنیوت کی سمت عازم ہوا اور ملک باجھی کہکر وہان کا جو دارونہ تھا اُس نے چند روز اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے محنت محاصرہ اپنے اوپر گوارا کی آخرکو وہ بھی امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوا اور بھیرہ کا راستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بندوبست کرکے ملتان کی طرف معاودت کی اور چند روز وہان استراحت کرکے کوتکر کی طرف سوار ہوا اور اس نواح کو قلعہ دہنکوت کی حدود تک اپنے تصرف مین لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کے واسطے داد بیداد کرتا تھا جس وقت کہ شاہ حسین لنگاہ قلعہ دہنکوت کی طرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت جان کر اپنے فرزند بابر بک شاہ کو کہ احوال اُس کا وقایع سلاطین دہلی اور شاہان جون پور مین گذارش ہوا ہے ولایت ملتان کی تسخیر کے واسطے رخصت فرمایا اور تاتار خان لودھی کو مع لشکر پنجاب بابر بک شاہ کے ہمراہ نامزد کیا چنانچہ بابر بک شاہ اور تاتار خان لودھی بکوچ متواتر ملتان کی طرف روانہ ہوے اتفاقاً ان دنون مین سلطان حسین کا برادر حقیقی جو قلعہ کوٹ کرور کا حاکم تھا اُس نے اپنا لقب شاہ شہاب الدین لنگاہ رکھکر نشان بغاوت کا بلند کیا شاہ حسین لنگاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین مقدم جان کر بجناح استعجال وہان پہونچکر سلطان شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اُس کے پانون مین بیڑیان ڈال کر ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ بابر بک شاہ اور تاتار خان سواد ملتان کے قریب مصلاے عید مین جو شہر کے پہلو مین ہے فروکش ہوکر قلعہ گیری کے سامان مین مشغول ہین شاہ حسین لنگاہ شب دریاے سندھ سے عبور کرکے آخر شب ملتان مین داخل ہوا اسوقت تمام فوج کو جمع کرکے یہ فرمایا کہ تمام سپاہ سے امید شمشیر زنی کی نہین ہوتی ہے کسواسطے کہ اُس مین سے بعضون کو اپنے اہل وعیال کی محبت دامنگیر ہوتی ہے وہ جماعت اگرچہ شمشیر زنی کے کام نہین آتی لیکن وہ لوگ مصالح کے واسطے اور مثل قلعہ داری یا زیادتی سواد لشکر اور مثل اُسکے دیگر امور مین کام آتے ہین غرضکہ اس مقدمہ کی تمہید کے بعد فرمایا کہ جو شخص بے تکلف جنگ صف کرے وہ صبح کو شہر سے باہر جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری مین مشغول رہے چنانچہ بارہ ہزار سوار و پیادہ جرار لڑنے پر آمادہ ہوے اور جب آفتاب جہانتاب اُفق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کرکے طالع ہوا تمام فوج بعزم جنگ بجا کر شہر سے روانہ ہوئی اور سلطان حسین نے سپاہ دہلی کو اپنی پیشرو کرکے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوار تمام پیادے ہو دین اور اول وہ خود پیادہ ہوا اس کے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق ایکبارگی تین تیر دشمن کی فوج پر مارین جب اول مرتبہ بارہ ہزار تیر ایکبارگی خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن مین اضطراب عظیم ظاہر ہوا اور دوسری زد مین جمعیت اُن کی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اس طرح بدحواس ہوکر بھاگے اور دشمن کا خوف اُن کے دل پر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سورین پہونچے اور وہان کے قلعہ کی طرف اصلا التفات نہ کی پھر وہان سے بھاگ کر جنیوت مین دم لیا اور اس فتح سے لشکر ملتان

کو جمعیت تمام آسودگی بسیار پہونچی جب باریک شاہ اور تاتار خان قلعہ چنیوت مین پہونچے سلطان حسین کے تھانہ دار کو منع تین سو مرد کے بقبول وعہد قلعہ سے برآوردہ کیا اس کے بعد نقض عہد کرکے ایک کو زندہ نہ چھوڑا اور سلطان حسین اس فتح کو فوز عظیم جان کر قلعہ چنیوت کے استخلاص کا ارادہ اپنے دل مین نہ لایا اور اُسی عرصہ مین ملک سہراب دودا ہی جو اسمٰعیل خان اور فتح خان کا باپ تھا مع قوم رہیلہ سمیچ اور مکران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج مین ملحق ہوا اور شاہ حسین لنگاہ نے ملک سہراب بلوچ کا آنا اپنے اوپر مبارک سمجھا قلعہ کوٹ کرور سے قلعۂ دہنکوٹ تک تمام ولایت اُسے اور اُس کی قوم کو جاگیر دی چنانچہ یہ خبر سنکر اور بلوچ بھی بلوچستان سے شاہ حسین لنگاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور روز بروز جمعیت اُس کی زیادہ ہوتی گئی اور شاہ حسین لنگاہ نے اُس ولایت کا بقیہ جو دریاے سندھ کے کنارے آباد ہی بلوچون کی تنخواہ مین مقرر کیا اور رفتہ رفتہ سیت پور سے دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچون سے متعلق ہوئی اور انھین دنون مین جام بایزید اور جام ابراہیم جو قبیلہ سہیہ کے سردار تھے جام نندا ولایت سندھ کے حاکم سے آزردہ ہوکر شاہ حسین کی خدمت مین حاضر ہوئے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جو ولایت بھدر اور ٹھٹہ کے مابین واقع ہی اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سہیہ کے جو اپنے تئین اولاد جمشید سے جانتے تھے تعلق رکھتی تھی چونکہ قوم سہیہ شجاعت اور شہامت مین ممتاز تھی اور جام نندا کہ قوم سہیہ سے تھا اور وہ بھی اپنے تئین اولاد جمشید سے جانتا تھا اُس قوم سے ہمیشہ ہراسان رہتا تھا اتفاقاً سرداران سہیہ کے درمیان مین عداوت ظاہر ہوئی جام نظام الدین المشہور بجام نندا نے اس امر کو نعمت عظمیٰ تصور کرکے مخالفونکی جانب داری کی اور جام بایزید اور جام ابراہیم کہ دونون برادر حقیقی تھے اُنکی کچھ رعایت نہ کی اس وجہ سے جام بایزید اور جام ابراہیم جام نندا سے آزردہ ہوکر شاہ حسین لنگاہ کے شریک ہوے اور اُس نے ولایت سور پر جام بایزید کو اور ولایت اوچہ پر جام ابراہیم کو مقرر کرکے دونون کو جاگیر پر رخصت کیا جو جام بایزید فضائل علمی سے بہرہ یاب تھا اس واسطے اہل فضل سے صحبت رکھتا تھا اور اس اطراف مین فاضل کو جس مقام مین سنتا تھا کہ رہتا ہی اُس کے احوال پر اُس قدر تفقد اور مہربانی کرتا تھا کہ وہ بے اختیار اُس کی مجلس مین پہونچکر اس سے فائدہ مند ہوتا تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ جام بایزید اہل فضل کے ساتھ اس قدر محبت رکھتا تھا کہ شیخ جمال الدین قریشی جو شیخ عالم قریشی کے فرزند تھے اور اُنھون نے خراسان مین قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے باوجود اس کے کہ جو اس ظاہری اُن کے مختل ہوئے تھے بتکلیف تمام اُنھین شغل وزارت پر مامور کرکے جمیع مہمات ملکی اُن سے رجوع کیے اور خود اہل فضل کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور احکام الٰہی کی اس طرح سے تعلیم کرتا تھا کہ ایکبار اُس نے شہر سور مین ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاق حسنہ سے ایک خزانہ اُس مقام مین نکلا جام بایزید نے دست تصرف اس سے باز رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان حسین کی خدمت مین ارسال کیا سلطان کو اس امر سے اعتقاد عظیم بہم پہونچا جب سلطان بہلول ساتھ رحمت حق کے واصل ہوا

اور سلطان سکندر نے بجاے اُس کے سریر فرمانروائی پر تمکن کیا سلطان حسین لنگاہ نے مکتوب تعزیت
و تہنیت مع تحف و ہدایا ایلچیون کی صحابت سے بھیجکر بنیاد صلح ڈالی پھر چونکہ نسبت شریعت پرستی کی
سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دے کر یون مصلحت دیکھی کہ طرفین سے طریقہ اتحاد اور اخلاص
جاری رکھکر خیر خواہ ایک دوسرے کے رہین اور سیاہ کسی کی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور
طرفین سے جس شخص کو کمک اور اعانت کی ضرورت واقع ہوے دوسرا امداد سے اپنے تئین
معاف نہ رکھے غرضکہ بعد اُس کے عہدنامہ تحریر ہو کر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سے مزین ہوا
پھر سلطان سکندر نے ایلچیون کو خلعت دے کر رخصت کیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شاہ حسین سلطان مظفر
شاہ گجراتی کے ساتھ طریقہ مراسلت کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سے رسل و رسائل کے دروازہ
مفتوح رہتے تھے ایکبار سلطان حسین نے قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زیور فضائل سے آراستہ
تھا بصیغہ سفارت سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اور قاضی سے یہ بات کہی کہ رخصت کے وقت
سلطان مظفر سے درخواست کرنا کہ خدمتگارون کو تیرے ہمراہ کرکے منازل سلطانی کی سیر کروائین
اور سلطان حسین کی غرض اس مقدمہ سے یہ تھی کہ مین بھی ایک قصر مثل سلاطین گجرات ملتان کے
درمیان مین تعمیر کرون جب قاضی محمد احمد آباد مین پہونچا اور تحف و ہدایا گذرانے اور رخصت کے
وقت درخواست اس امر کی جسکے واسطے مامور ہوا تھا کی سلطان مظفر نے اپنے خدمتگارون کو قاضی محمد
کے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ تمام منازل شاہی کی تفصیل اسے سیر کرائین جب قاضی گجرات سے ملتان مین
آیا بعد ادائے رسالت چاہا کہ شاہان گجرات کی عمارات کی کچھ صفت بیان کرون پھر عرض پیرا ہوا کہ
احقر کی زبان اُن منازل دلپذیر کی توصیف مین گنگ ہے لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ اگر محصول یکسالہ
تمام مملکت ملتان کا اُن قصور مین سے ایک قصر کے تعمیر مین خرچ ہووے شاید انجام کو پہونچے سلطان حسین
یہ بات سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا عماد الملک تولک کہ منصب وزارت اُسکے تفویض تھا اُسنے قدم
جرأت آگے بڑھا کر دعا دی کہ خط حقیقی بادشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سے نگاہ رکھے
تمنون کے حزن و ملال کا سبب معلوم نہین ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہے کہ قضا و قدر نے لفظ
شاہی مجھپر اطلاق کی ہے اور معنے شاہی سے محروم ہون باوجود اس کے کہ مین قیامت کے دن ساتھ
بادشاہون کے محشور ہونگا عماد الملک تولک نے یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفا منزل
اس سبب سے مکدر اور ملول نہ رکھین کس واسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت
کے مخصوص کیا ہے کہ وہ مملکت دوسرے ممالک مین عزیز اور محترم ہے اور مملکت گجرات اور دکن و مالوہ
اور بنگالہ اگرچہ زرخیز ہے اور سامان عیش و نشاط بکثرت اُن ممالک مین بخوبی ترین وجہ میسر ہوتا ہے لیکن
مملکت ملتان مرد خیز ہے کس واسطے کہ ملتان کے بزرگ جس مملکت مین تشریف لیگئے معزز اور محترم ہوے
اور شکر ہے کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے طبقہ علیہ کے چند بزرگوار ملتان مین موجود
ہین کہ جمیع کمالات مین شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول نے اُن کے فرزند کو دختر دی تھی

اور بہت اُن کی عزت کرتے تھے ترجیح رکھتے ہین اور اسی طرح سے طبقہ نجاریہ کے چند اشخاص نواح ملتان مین موجود ہین کہ کمالات ظاہری اور باطنی مین حاجی عبد الوہاب پر شرف رکھتے ہین اور طبقۂ علما سے مولانا فتح اللہ اور اُن کے شاگرد مولانا عزیز اللہ خاک پاک ملتان سے مخلوق ہوے ہین اکثر اہل ہندوستان ان عزیزون کے ہونے سے فخر کرتے ہین جب اس قسم کی باتین عماد الملک نے سنی مبارک مین ہونچائین زنگ ملال سلطان کے دل سے دفع ہوا اور فرحت حاصل ہوئی اور جب سلطان حسین لنکاہ کبر سنی سے ناتوان ہوا اپنے بڑے بیٹے کو کہ فیروز خان نام رکھتا تھا فیروز شاہ خطاب دے کر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور خود طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور عماد الملک کو بدستور قدیم منصب وزارت پر مقرر رکھا

تذکرہ فیروز شاہ بن حسین شاہ لنکاہ کی حکومت کا

چونکہ فیروز شاہ بے تجربہ کار تھا اور قوت غضبی اُس کی تمام قوتون پر حاکم اور مسلط تھی اس سبب سے اُس کا وجود زیور جود و سخاوت سے عاری تھا اور ہمیشہ ہلال ولد عماد الملک پر جو فضیلت اور کمالات سے بہرہ رکھتا تھا حسد کرتا تھا ایک روز اس نے اپنے غلام سے یہ بات کہی کہ ہلال اموال بادشاہی پر تصرف کرکے فساد برپا کیا چاہتا ہی اور اُسکا قصد یہ ہی کہ لوگون کو اپنا یار اور مصاحب بناکر شغل سلطنت کو انجام دون اور لائق دولت یہ ہی کہ مفسدون کا علاج فساد سے پیشتر کرنا چاہیے اور وہ غلام ناعاقبت اندیش ہلال کے قتل پر آمادہ ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا اتفاقاً ایک دن ہلال سیر دریا کے واسطے کشتی مین سوار ہوا اور سیر کرکے شہر مین آیا چاہتا تھا کہ اُس غلام نے کمین گاہ سے ایک تیر ایسا اُس کے سینہ پر مارا کہ مقابل سے نکل گیا اور ہلال اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا عماد الملک نے عرصۂ قلیل مین فیروز شاہ کو زہر دے کر اپنے فرزند دلبند کا انتقام بوجہ احسن لیا اور جب کبر سنی مین یہ مصیبت شاہ حسین لنکاہ کو پہونچی عنان صبر دست استقلال سے نکل گئی گریہ وزاری اور بیقراری کے سوا اور شغل نہ تھا غرضکہ پھر حفظ مملکت اور انتقام لینے کے واسطے خطبہ اپنے نام پڑھا اور محمود خان بن سلطان فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور قدیم مہمات سلطنت عماد الملک کے سپرد کرکے رنجش اور کدورت اصلا اس پر ظاہر نہ کی اور بعد چند روز کے جام بایزید کو خلوت مین طلب کرکے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال اور ورود دل سے خوب آگاہ ہی کس واسطے مرہم تدبیر سے اس کو اندمال نہین کرتا یعنے اس نمک حرام عماد الملک سے میرا انتقام نہین لیتا جام بایزید نے بخواہش تمام اس امر کو قبول کیا اور رخصت انصراف حاصل کی اور رات کو منادی گو سے فرمایا کہ لشکر مین جاکر ندا کرے کہ سلطان نے سامان واجب طلب کیا ہی علے الصباح تمام فوج ساز و یراق سے درست اور مسلح ہوکر دولت سراے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی جام بایزید مع جمیع سپاہ مسلح ہوکر در دولت

پر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ تو جاکر جام بایزید کی افواج کا سامان واجب دیکھ جو کہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اُس کے آتے ہی جام بایزید نے عماد الملک کو گرفتار کرکے قید کیا اور شاہ حسین لنگاہ نے اُسی وقت شغل وزارت جام بایزید کے تفویض کرکے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان کی بھی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چند روز کے بعد شاہ حسین لنگاہ ہفتہ کے دن صفر کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۹۰۸ نوسو آٹھ اور بقولے سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بقولے چونتیس سال اور بقولے تیس سال تھی مؤلف طبقات بہادر شاہی کے قلم سے اس مقام مین دو تین سہو صادر ہوے ہین اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنگاہ کا فرزند لکھا دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کے جلوس کو بعد از محمود خان تحریر کیا تیسرے یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود سلطان فیروز شاہ لنگاہ کا بیٹا تھا اُس نے بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنگاہ کے سریر سلطنت پر اجلاس کیا تھا

ذکر شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنگاہ فوت ہوا اُس کے دوسرے دن دوشنبہ کے روز ستائیسوین تاریخ صفر کو جام بایزید نے امرا و ارکان دولت اور اشراف شہر کے باتفاق شاہ حسین لنگاہ کی وصیت کے موافق محمود شاہ کو سریر جہانداری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خورد سال تھا و باش و اجلاف کو فراہم لاکر اراذل پرست مشہور ہوا اور اکثر اوقات تمسخر اور استہزا مین مصروف رہتا تھا اس سبب سے اشراف اور اکابر اپنے تئین اُس کی صحبت سے دور رکھتے تھے اور بعد اُس کے جب مردم اوباش نے اس کے مزاج مین تصرف پایا پھر اس پر آمادہ ہوے کہ شاہ محمود شاہ کا مزاج جام بایزید سے منحرف کرین اور اپنے حصول مطلب کی تدبیرین کرنے لگے اور جام بایزید یہ تدبیرین اُن کی مکرر سہ کرر سنکر اپنے مکان سے جو آب چناب کے کنارے اور ملتان سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہان استقامت کرکے شہر مین نہین آتا تھا اور مہمات ملکی کو وہان انجام دے کر حیلہ حوالہ مین اوقات بسر کرتا تھا اور اُسی عرصہ مین ایک روز جام بایزید نے بعضے قصبات کے زمینداروں اور متقدمون کو تحصیل مال اور معاملہ کے واسطے طلب کیا تھا جب بعضون نے تمرد کرکے عدول حکمی کی جام بایزید نے اور مالگزاروں کی عبرت کے واسطے اُس جماعت کے سر کے بال ترشوائے اور گدھے پر سوار کرکے تشہیر کیا بدگویون نے جاکر سلطان محمود سے عرض کی کہ جام بایزید نے بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت سیاست اور اہانت شروع کی ہے اس لیئے دیوان عام مین حاضر نہین ہوتا اپنے بیٹے عالم خان کو بھیجتا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ عالم خان جب دربار مین آوے اُسے سر دربار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا چاہیے کہ جام بایزید کی شان مین دھبا لگے اور جملہ خلائق کی نظر مین ذلیل اور خوار ہووے عالم خان ایک جوان قابل تھا اور حسن سیرت و صورت مین اپنے ہمچشمون اور عزیزون مین ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود کے سلام کو آیا ایک درباری

نے اُس سے پوچھا کہ فلان فلان مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی تھی کہ جام بایزید نے اُنکے سر کے بال ترشوا کر اہانت پہونچائی انصاف یہ ہے کہ اُس کے عوض مین تیرے بال تراشے جاوین چونکہ اُس قسم کے کلام عالم خان نے کبھی نہ سنے تھے اُسکے سنتے ہی طیش مین آیا اور بولا اے مردک تجھے دربار شاہی مین مجھسے ایسی بیہودہ گوئی لائق نہ تھی ابھی یہ بات تمام نہوئی تھی کہ دس بارہ آدمی اطراف و جوانب سے آکر عالم خان کو لپٹ گئے اور عالم خان کی دستار اچھال کر زدوکوب شروع کی اور عالم خان نے بہزار دقت خنجر غلاف سے برآورہ کرکے ہاتھ بلند کیا اور اُس ہشت مشت ہاتھا پائی مین نوک خنجر کی شاہ کی پیشانی مین لگی اور شور کرتا ہوا زمین پر گرا اور خون بہت اُسکے زخم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ حال دیکھکر عالم خان کو چھوڑ دیا شاہ کی طرف متوجہ ہوے اور عالم خان خوف سے سر برہنہ بھاگا اور جب دروازہ پر پہونچا اُسے مقفل پایا جس طرح سے ممکن ہوا تختہ دروازہ کا توڑکر نکل گیا اور ٹپکہ اپنے نوکر سے لے کر سیر پر باندھکر جام بایزید کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام سرگذشت تقریر کی اُس نے جواب دیا کہ اے فرزند تجھسے ایسی حرکت واقع ہوئی ہے کہ اس سے تو دو جہان کی شرمندگی کا باعث ہوا اب اس کے سوا کوئی تدبیر نہین ہے کہ تو بقدم استعجال بلدۂ سورین جا اور تمام فوج کو جلد بھیج کر شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم نہ کرنے پاوے اور مین تیرے پاس پہونچ سکون عالم خان اُسی وقت سور کی طرف روانہ ہوا اور جب اس کا لشکر برق وباد کی طرح سور سے پہونچا جام بایزید اُس کے ہمراہ سور کی سمت راہی ہوا اور مخبرون نے یہ خبر شاہ محمود کو پہونچائی اُس نے ایک جماعت امرا کو بطور تعاقب تعین کیا جب افواج طرفین ایک دوسرے کے قریب پہونچی جام بایزید پلیٹ کر ایستادہ ہوا اور جانبین سے جوانان کارآمد جدا ہوکر حرب مین مشغول ہوے اور کوشش مردانہ کی عاقبت الامر جام بایزید نے اُس جماعت کو متفرق و پریشان کرکے سور کا راستہ لیا اور سور مین پہونچتے ہی خطبہ بادشاہ سکندر لودھی کے نام پڑھا بعدہ تمام ماجرا عرضداشت مین مندرج کرکے شاہ ممدوح کی خدمت مین ارسال کیا شاہ سکندر نے اسے ملاحظہ کرکے فرمان استمالت و خلعت کا جام بایزید کو بھیجا اور دوسرا فرمان دولت خان لودھی کے نام جو پنجاب کا حاکم تھا لکھا کہ جو جام بایزید ہمارے پاس التجا لایا ہے اور خطبہ شہر سور کا ہمارے نام پڑھا جاتا ہے چاہیئے کہ اُسکے حال سے خبردار ہوکر اُس کی امداد اور اعانت مین کسی طور اپنے تئین معاف نرکھے اور جس وقت اُس کو کمک کی حاجت ہووے خود اس کی کمک کو جاوے فی الجملہ بعد چند روز کے شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم کرکے سور کی طرف متوجہ ہوا اور جام بایزید مع عالم خان اور اپنی فوج کے سور سے برآمد ہوکر کچھ دور اوس کے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھکر اس حقیقت سے آگاہ کیا اور شاہ محمود شاہ اور جام بایزید کے درمیان جنگ قائم یعنے جنگ صف شروع ہوئی تھی کہ اتنے مین دولتخان لودھی مع لشکر پنجاب جام بایزید کی کمک کو آپہونچا اور مردم معتبر شاہ محمود شاہ کی خدمت مین بھیجکر بنیاد صلح کی ڈالی آخر کو امرا کی سعی سے مصالحہ نے اس امر پر قرار پایا کہ دریاے راوی

ہمارے تمھارے درمیان مین حد ہو اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے اور
دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو ملتان بھیجا اور جام بایزید کو سور کی سمت پہونچا کر خود لاہور مین آیا
لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سا مرد دانا اور دور اندیش درمیان مین آیا اس پر بھی کار صلح نے
چندان استقلال اور استقامت نہ پائی اور انھین دنون مین میر عماد کرویزی اپنے دو فرزند میر شہداد و میر شہدا
کو سولی کی طرف سے لیکر ملتان مین آئے نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تواریخ مین لکھا ہے کہ اول جس
نے ملتان مین مذہب شیعہ کو رواج دیا یہ شہداد تھا پس اس قدر اکتفا کرکے شرح و بسط مین
اُس کے کوشش نہین کی اور یہ بھی تحریر نہین کیا کہ میر عماد کون شخص تھا اور حسب و نسب اُس کا
کیا تھا اور اُس کے فرزند میر شہداد نے کس زمانے مین مذہب شیعہ کے رواج دینے مین کیونکر
قدرت پائی القصہ چونکہ سراب دوانی سلاطین دکن کے روبرو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے
میر عماد کرویزی اُس مقام مین نہ رہ سکا جام بایزید نے انکا لایا جام بایزید اس سے باعزازپیش آیا
اور کچھ ولایت جو اپنی وجہ خانہ کے واسطے مقرر کی تھی میر عماد کرویزی اور اُس کے فرزندونکو دی اور
جام بایزید مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما اور صلحا کے احوال پر تفقد اور رعایت کی نظر مبذول
رکھتا تھا اور راویون کا یہ بھی قول ہے کہ ایام مخالفت مین علما اور صلحا کے وظیفہ اور یومیہ کشتی مین بارکر کے
سور سے ملتان کو بھیجتا تھا اور چونکہ بجانب ملتان کی نسبت احسان کا طریقہ جاری رکھتا تھا
وہان کے اکثر بزرگون نے جلا وطن ہوکر سور مین توطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو بخواہش تمام
بلایا تھا ازانجملہ مولانا عزیز اللہ کو جو شاگرد ملا فتح اللہ کے تھے سور مین طلب کیا جب مولانا عزیز اللہ
سور کے قریب پہونچے انکو باعزاز تمام شہر مین لایا اور نہایت عزت اور تکلف سے انھین اپنے
حرم سرا مین لے گیا اور اپنے خدمت گارون کو یہ حکم دیا کہ مولانا کے دست حق پرست پر پانی ڈالو
پھر فرمایا کہ یہ پانی زیادتی برکت کے واسطے محل سرا کے چارون گوشہ مین چھڑکو اور شیخ
جمال الدین قریشی وکیل جام بایزید سے ایک حکایت عجیب منقول ہے اگرچہ کچھ مطلب مین دخل نہین
رکھتی لیکن حصول عزت اور خواب غفلت سے بیداری کے واسطے مرقوم قلم شکستین رقم ہوتی ہے منقول ہے
کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ سور مین تشریف لائے اور جام بایزید انھین اس اعزاز و احترام
سے اپنے محل سرا مین لے گیا کہ ابنای زمانہ کو اس سے زیادہ تر امید نہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا
مین لے جاکر خواصون کو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہوون اس کے بعد شیخ جمال الدین قریشی
نے ازروے تمسخر اور ظرافت کے ایک شخص کو مولانا کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جام بایزید بعد
دعا و ثنا عرض کرتا ہے کہ میری غرض خواصون کے حضار سے یہ تھی کہ جو مولانا مجرد تشریف لائے ہین
جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہوا علام بخشین تو اجازت دی جاوے کہ شرف ہمبستری سے
مشرف ہووے مولانا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو جام بایزید کے پاس جاکر میری طرف
سے کہنا کہ معاذ اللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلہ انسانیت سے آراستہ ہے وہ اپنے مخلصون

کی خواصون کو نظر بد سے نہ دیکھے گا اور علاوہ اس کے سن وسال فقیر کا اس امر پر تقاضا نہین کرتا غرضکہ جب خادم مولانا عزیز اللہ نے جام بایزید کے پاس آن کر یہ پیغام گذاری کی جام بایزید نے کہا کہ مجھے حاشا اس امر سے آگاہی نہین ہے پھر مولانا نے شرمندہ ہوکر یہ بد دعا کی خداوندا جس شخص سے یہ عمل سرزد ہوا ہے اُس کی گردن توڑ دے یہ فرماکر حالت غیظ مین جام بایزید کی بلا رخصت وطن کی طرف تشریف لے گئے اور جام بایزید کو اُس وقت خبر پہونچی کہ آنحضرت سرحد سے آگے بڑھگئے تھے آخر کو جو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور مین آیا کہ جب شیخ جمال الدین سلطان سکندر کی خدمت سے رخصت ہوکر شور مین آیا ایک رات کو اُس کے قدم نے بام سے لغزش کی کہ وہ سر کے بل زمین پر گرا اور گردن اُس کی شکستہ ہوئی بزرگون سے تمسخر اور بد دعا سے یہ ثمرہ ملا القصہ جب ظہیر الدین محمد بابر شاہ ۹۳۰ھ نوسو تیس ہجری مین ولایت پنجاب پر متصرف ہوکر دہلی کی طرف عازم ہوا میرزا حسین شاہ ارغون حاکم ٹھٹہ کو فرمان بھیجا کہ ملتان اور وہ حدود کہ جو اسے مرحمت ہوے تھے اُس پر متصرف ہووے میرزا حسین شاہ ارغون نے حسب الامر مع افواج بیشمار قلعہ بھکر کے اطراف مین دریا کے راستہ سے عبور کیا اور قہر الٰہی کی تند ہوا چلنے لگی اور سیلاب بے نیازی جاری ہوا شاہ محمود شاہ لنگاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت ہراسان اور مثل بید لرزان ہوا اور سپاہ کو فراہم کرکے شہر ملتان سے برآمد ہوا اور شیخ بہاء الدین قریشی کو جو شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریائے ملتانی قدس سرہ کا سجادہ نشین تھا بصفت رسالت میرزا شاہ حسین ارغون کے پاس بھیجا اور مولانا بہلول کو جو حسن عبارت اور ادائے مقاصد رسالت مین عدیم المثال تھا شیخ بہاء الدین قریشی کے ہمراہ کیا اور جب وہ میرزا شاہ حسین کے لشکر مین پہونچے میرزا نے اُنکی عزت اور حرمت بہت کی اور بعد ادائے رسالت میرزا نے جواب دیا کہ مین شاہ محمود شاہ لنگاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریائے ملتانی کی زیارت کے واسطے آیا ہون مولانا بہلول نے کہا متردد ہون کہ آپ شاہ محمود کو تربیت مثل ادلیس قرنی کیجیے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے عالم روحانیت مین تربیت کی تھی اور دوسرے یہ کہ شیخ بہاء الدین خود خدمت مین آیا ہے آپ صعوبت سفر کی تکلیف نہ کھینچین لیکن اس کلام نے فائدہ نہ بخشا شیخ بہاء الدین سلطان محمود لنگاہ کے پاس پلٹ آئے اور اسی رات کو شاہ محمود لنگاہ ۹۳۱ھ نوسو اکتیس ہجری مین فوت ہوا اور بعضے آدمیون کا زعم یہ تھا کہ لنگر خان جو غلام اس خاندان کا تھا اُس نے اپنے صاحب کو زہر دے کر ہلاک کیا اور اُس کی سلطنت کی مدت ستائیس برس تھی

ذکر شاہ حسین ثانی بن شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ محمود لنگاہ نے انتقال کیا اکثر لوگ قوم لنگاہ کے اور لنگر خان جو لشکر کا سردار تھا نشان دشمنی کا بلند کرکے میرزا شاہ حسین ارغون کے شریک ہوئے اور پرورش حسب دلخواہ پاکر سبھون نے

قصبات ملتان کو فتح کیا اور امرائے لنگاہ حیران ہوکر ملتان کی سمت روانہ ہوئے اور وہان جاکر شاہ
محمود شاہ لنگاہ کے بیٹے کو کہ وہ ابھی طفل صغیر تھا شاہ حسین لنگاہ خطاب دیکر خطبہ اُس کے نام پڑھا اور
برائے نام اُسے بادشاہ بنایا اور شیخ شجاع الملک بخاری جو شاہ محمود شاہ لنگاہ کا داماد تھا وزارت کے
نام سے مہمات سلطنت کو انجام دینے لگا اور اس مرد بے تجربہ نے باوجود اسکے کہ آذوقہ ایک
ماہ کا بھی ملتان مین نہ رکھتا تھا حکم حصارداری کا دیا میرزا شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود شاہ کی
وفات کو ستان کی فتح کا وسیلہ سمجھکر فرصت ندی اور جلو ریز آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جب چند روز محاصرہ
رہا مردم سپاہ جو قلعہ مین بھوک اور فاقہ کشی سے مضطرب تھے شیخ شجاع الملک بخاری کے پاس جو
خرابی ملتان کا باعث تھا حاضر ہوے اور عرض کی کہ ابتک گھوڑے ہمارے تازہ ہین اور ہم مین بھی
قوت اور ہمت باقی ہی بہتر یہ ہی کہ آپ افواج کی تقسیم فرمائین کہ ہم معرکہ مین جاکر شریک ہون شاید تائید ایزدی
سے نسیم فتح و نصرت ہم پر چلے اور دوسرے یہ کہ قلعہ داری کمک اور مدد کی امید پر ہوتی ہی اور اُسکی بھی
کسی طرف سے امید نہین ہی شیخ شجاع الملک نے دربار مین کچھ جواب نہ دیا لیکن خلوت مین سرداران
معتبر کی ایک جماعت کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی سلطنت نے قرار اور مدار نہین
پکڑا ہی اگر ہم بقصد جنگ شہر سے برآمد ہونگے ظن غالب بلکہ یقین ہی کہ اکثر آدمی ہمارے بامید رعایت
میرزا شاہ حسین کی ملازمت مین حاضر ہونگے اور ایک جماعت قلیل جو اہل غرت اور ناموس ہی وہ معرکہ مین
پاے ثبات مستحکم کرکے ماری جاوینگی مولانا سعداللہ لاہوری سے جو افاضل وقت سے تھے منقول ہی کہ وہ
فرماتے تھے کہ مین ان دنون مین ملتان کے قلعہ مین تھا جب محاصرہ نے چند ماہ کا طول کھینچا میرزا شاہ حسین
نے قلعہ کا مداخل اور مخارج چارون سمت سے ایسا مضبوط بند کیا کہ کوئی متنفس قلعہ کے باہر سے اہل
قلعہ کو مدد نہ پہونچا سکتا تھا اور کوئی شخص قلعہ بندون سے باہر نجا سکتا تھا عاقبت الامر فاقہ کشی سے
رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ اگر احیاناً ایک بلی یا کتا ان کے ہاتھ آتا تھا گوشت اُسکا حاذان فربہ کے
مانند کھاتے تھے اور سب سے عجیب تر یہ ہی کہ شیخ شجاع الملک نے جادانام پاچی کو تین ہزار پیادہاے
تصباتی کی سرداری دے کر قلعہ کی حراست اس کے نامزد کی تھی وہ کمبخت جس شخص کے مکان مین
گمان غلہ کا رکھتا تھا بلا خدشہ اس بیچارے کے مکان پر دوڑ لیجا کرتا راج کرتا تھا اُس عمل ناہموار اور ظلم
ناسزاوار کے سبب خلقت دست بدعا ہوئی اور موافق مضمون نعم الانقلاب ولو علینا شیخ شجاع الملک کی
زوال دولت خدا سے چاہتی تھی اور باوصف اس کے جو شخص قلعہ کے اندر سے قدم باہر رکھتا تھا
علف تیغ خون آشام ہوتا تھا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اہل قلعہ مضطرب ہوکر اپنے تئین قلعہ پر سے خندق
مین گراتے تھے اور میرزا شاہ حسین اُنکے اضطراب سے واقف ہوا اپنے آدمیون کو اُن کے قتل
سے روکا اور جب محاصرہ نے ایک سال اور چند ماہ کا عرصہ کھینچا ایک رات کو صبح کیوقت کہ ۹۳۲ھ نو سو بتیس
ہجری تھے میرزا شاہ حسین کا لشکر قلعہ مین داخل ہوا اور ہاتھ آستین ظلم سے برآوردہ کرکے قتل اور
غارت شروع کیا اس کے بعد شاہ حسین کے حکم سے سات برس کے لڑکے سے ستر برس کا بوڑھا

تک قید ہوا اور جس شخص پر گمان زرداری کا رکھتے تھے اُسے قسم قسم کی ایذا اور اہانت پہونچاتے تھے اور مولانا سعد اللہ لاہوری اپنے احوال کو بیان کرتے ہین کہ جب لشکر ارغونیہ نے قلعہ کو فتح کیا ایک جماعت اُس مین کی میرے مکان مین داخل ہوئی پہلے میرے والد ماجد مولانا ابراہیم جامع کو کہ جنھون نے آغاز عمر سے مسند فیضرسانی اور فائدہ رسانی پر بیٹھ سال تمکن کرکے قسم قسم کے علم طلبہ کو درس کرواتے تھے اور آخر عمر مین دنیا کا کارخانہ ہیچ در ہیچ جان کر پارسا ہوے تھے انھین گرفتار کرکے قیدخانہ مین لے گئے اور اُن کی ریاست اور عمارت کو دیکھکر گمان زرداری کرکے بدعت اور اہانت شروع کی اور اسکے بعد مجھے بھی گرفتار کرکے سلطان اور وزیر کا تحفہ کیا اتفاقات حسنہ سے اُس وقت وزیر صحن مین لکڑی کے تخت پر بیٹھا تھا اُسکے حکم سے زنجیر میرے پاؤن مین ڈالکر ایک سرا اُسکا تخت کے پایہ سے مضبوط باندھ دیا اُس وقت میرا یہ حال تھا کہ مین اپنے باپ کو یاد کرکے زار زار روتا تھا اور دو فوارہ گریہ سے اشک مسلسل میری آنکھون سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے وزیر نے قلمدان طلب کیا اور قلم درست کرکے کچھ تحریر کیا چاہتا تھا اُس وقت میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ وزیر اگر تحدید و ضو کرکے لکھے تو بہتر ہے خدا کی قدرت وہ اُٹھکر پائخانہ مین داخل ہوا اور کوئی شخص اُسوقت وہان موجود نہ تھا مین تخت کے قریب ہونچا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی اُس پرچہ کاغذ پر جو وزیر نے کتابت کیواسطے نکالا تھا تحریر کی بیت فما لعینیک ان قلت اکففا ہتمانا و مالقلبک ان قلت استفق یہم ؛ اور مین پھر اپنے مقام پر آگیا اور اشک کے قطرات روان تھے اور بعد ایک ساعت کے وزیر پھر اپنے مقام پر آن کر متمکن ہوا اور اس کاغذ پر کچھ لکھنے کا ارادہ کیا جب دیکھا یہ بیت اُس پر تحریر ہے مکان کے چارون سمت دیکھنے لگا جب میرے سوا کسی کو نہ دیکھا مجھسے متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ بیت تو نے لکھی ہے مین نے کہا ہان اس وقت میرا حال پوچھا مین نے اپنی اور باپ کی سرگذشت بیان کی جو ہین اُس نے میرے باپ کا نام سنا فوراً اٹھا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر میرے پاؤن سے جدا کی اور اپنا پیراہن مجھے پہنایا اور اُسی وقت سوار ہوکر مجھے اپنے ہمراہ میرزا شاہ حسین کے دیوانخانہ مین لیگیا اور مجھے میرزا کے سامنے لے جاکر میرے باپ کا حال معروض کیا میرزا نے فوراً میرے باپ کو طلب کیا جب میرے والد میرزا کے سامنے آئے اتفاقات سے اُس وقت میرزا کی مجلس مین ہدایہ فقہ کا مذکور ہوتا تھا میرزا کے حکم سے اُسی وقت ایک خلعت مجھے اور میرے والد کو مرحمت ہوا اور میرے والد ماجد نے باوجود پریشانی اور تردد خاطر فقہ کا بیان اس مراتب سے تقریر کیا کہ حضار مجلس شیفتہ ہوے اور چارون طرف سے مدح و ثنا کا غلغلہ بلند ہوا میرزا نے پھر اُسی مجلس مین خزینہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اثاث البیت غارت ہوا ہے اُسے جلد بہم پہونچا اور جس قدر بہم نہ ہونچے اُسکی قیمت سرکار سے دلوا دے یہ فرماکر میرے باپ کو اپنی مصاحبت اور ہمراہی کی تکلیف دی انھون نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا زمانہ آخر ہوا اب وقت سفر آخرت ہے نہ وقت ہمراہی آخر کو جو فرمایا تھا وہی ہوا یعنے دو مہینے کے بعد انحضرت جوار رحمت حق مین واصل ہوے القصہ قلعہ ملتان کا فتح ہوا اور میرزا شاہ حسین نے شاہ بیگ کو گرفتار کرکے حوالات مین بھیجا اور

شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہونچائی ہر روز زر خطیر اُس سے لیتے تھے یہانتک کہ اُس نے اسی مقدمہ مین جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اس حد کو پہونچی تھی کہ کسی کو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد ہوگا میرزا نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ شمس الدین کو اُس کی حراست اور انتظام کو چھوڑا اور لنگر خان کو پیش دست کرکے ٹھٹہ کی طرف مراجعت کی اور لنگر خان نے مردم پراگندہ کو دلاسا کرکے پھر ملتان کو آباد کیا اور لنگر خان نے باتفاق اُن لوگون کے خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کیطرح شہر سے نکالدیا اور خود ازروے استقلال ملتان پر قابض اور متصرف ہوا اور جو فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ فوت ہوے اور ہمایون بادشاہ سریر سلطنت پر بجاے اُنکے قائم ہوئے آنحضرت نے ولایت پنجاب کامران مرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نے اپنے ایلچی بھیجکر لنگر خان کو طلب کیا چنانچہ لنگر خان لاہور مین آنکر میرزا کی ملازمت سے شرفیاب ہوا میرزا نے ملتان کے عوض ولایت پایل لنگر خان کو مرحمت فرمائی اور لاہور کے باہر ایک مقام لنگر خان کی سکونت کیواسطے مقرر فرمایا چنانچہ ابتک وہ مقام بدائرہ لنگر خان مشہور ہی اور وہ ایک لاہور کے محال مین شمار ہوتا ہی اور اس وقت سے ملتان پھر شاہان دہلی کے تصرف مین آیا اور میرزا کامران کے بھاگ جانے کے بعد حکومت اُس کی طرف شیر شاہ افغان سور اور سن بعد ساتھ سلیم شاہ سور اور پھر ساتھ عدلی کے اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور اُسکے بعد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے منتقل ہوئی جیساکہ اپنے محل مناسب مین ذکر ہر ایک کا مذکور ہوگا

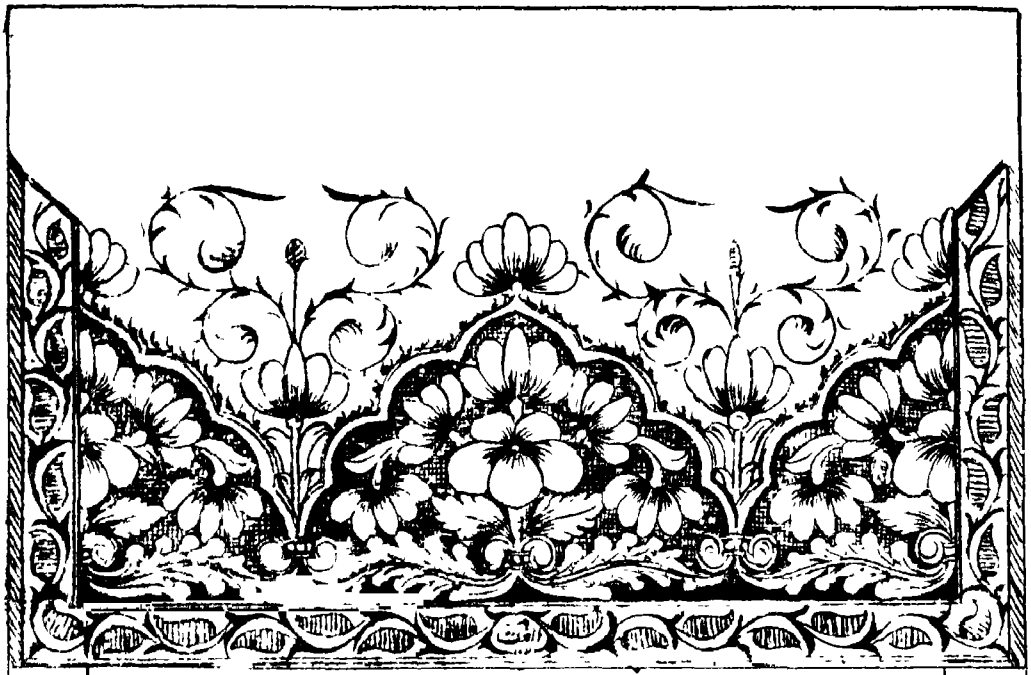

مقالہ دسوان بیان مین اُس جماعت کے جو کشمیر جنت نظیر مین فرمانروا ہوئی

کشمیر ممالک عالم سے ساتھ قسم قسم کے لطائف اور عزائب اوضاع کے مشہور و معروف ہی میرزا حیدر دوغلات کہ اُس کا احوال اُس کے بعد لکھا جاوے گا اُس نے ایک کتاب تصنیف کی ہی جس مین چشمدید کچھ اس حدود کے نوادر درج کیے ہین مسودہ اس اوراق کا یعنے ملا محمد قاسم ہندو شاہ کو جو اعتماد اُس کے صحت اقوال پر ہی اس نسخہ مشریف مین ثبت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خطہ کشمیر اُس ملک کی سمت کہ مراد جنوب اور مشرق کے مابین سے ہی دکن کی طرف واقع ہی دو طرفہ اُس کے پہاڑ ہین اور اسکی زمین ہموار ہی اور سو کوس کا طول رکھتا ہی کہ قریب تینتیس فرسخ ہوتا ہی اور عرض اُس کا بعضے مقامون مین بیس کوس اور کسی مواضع کا دس کوس ہی الغرض تمام اراضی اس کی ساتھ چار قسم کے منقسم ہوتی ہی اول زراعت آبی ہی اور اس زمین مین زعفران بھی خوب ہوتا ہی دوسرے لملی تیسرے باغی چوتھے بہت میدان ہموار جو ندیون کے کنارے واقع ہین اس مین بنفشہ اور نرگس اور سنبل اور سوسن اور نسرین اور نسترن اور زنبق اور دیگر قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہین اور اُس زمین مین رطوبت کی کثرت سے زراعت خوب نہین ہوتی ہی اسی واسطے وہ زمین ویران پڑی ہی اور اُسے ارباب نظر اُس ملک کے بہترین لطائف سے جانتے ہین اور اُس سے محظوظ ہوتے ہین اور کشمیر بخلاف ہندوستان کے بطور ولایت ایران کے چار فصل رکھتا ہی اور اُس کی فصل گرما کی حرارت عین گرما گرمی بیساکھ اور جیٹھ مین ایسا اعتدال رکھتی ہی کہ باد کش ہلانے کی حاجت نہین ہوتی اور ہوا وہان کے سرما کی باوجود کثرت برف ایسی معتدل ہی کہ حرارت غریزی کو صدمہ نہین پہونچا سکتی لیکن کبھی کبھی جب آفتاب عالمتاب ابر وغیرہ سے پوشیدہ ہوتا ہی بشر کی طبیعت کو آتش شراب کی ضرورت پڑتی ہی جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہی **بیت** گردون غبار دارد و طبع منوش ست

امروز روز بادۂ وخرگاہ آتش ست ۔ اور اُس کی نسیم عنبر شمیم بہاری سے مضمون بلقحت فیہ من روحی ظاہر
اور اُس کے سبزہ سے یخرج الحی من المیت کا ماحصل باہر نہرین جاری اُس کے باغہاے آباد
ہین گویا جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اور مصداق آیۂ بلدۃ طیبۃ
ورب غفور دیتی ہین اور گلہاے تشنین اُسکے آتش خلیل پر طعنہ مارتے ہین اور پھول کوہی اور صحرائی اُس
کے جو باران رحمت الٰہی سے سیراب ہین گلہاے باغی اور بوستانی سے برابری کرکے خودروی
کی سرزنش سے انکار اور پرہیز کرتے ہین اور یہ جواب دیتے ہین **بیت** درین چمن چہ زنی طعنہ ام
نخودروئی ۔ چنانکہ پروردم می دہند بیروئیم ۔ اور پھول گلستانی اگرچہ ان خودرو جنگلیون کی گفتگو سے
پیچتاب ہین ہین لیکن کمال شگفتہ روئی سے اہل دل کو یہ مصرع سناتے ہین **مصرع** خودرستہ دگر
باشد و بربستہ دگر ۔ اور چوٹیان پہاڑ کشمیر کی سرسبزی سے سرفلک الافلاک پر کھینچے ہوئے ہین اور
دامن پہاڑون کے پانون نزہت کا دامن لطافت مین ڈالے ہوے ہین اور نہرون اور چشمون
کے پانی کی پاکیزگی کیا بیان کرون اور کیا لکھون جو کہ کوہستان بلند اور سخت سے گرتا ہی غلغلہ انداز
عالم ہی اور جو انہار جاریہ مین رواں ہی وہ یاد جان شیرین اور نفس روان سے دیتا ہی **بیت** آبش
چوگلاب ہر طرف گشتہ روان ۔ خاکش ز زمین جنت آوردہ نشان ۔ عمارات عالیشان اُس ملک کی
چوب ساکھو اور پورے ساختہ ہی اکثر ان مین پنج محلی ہین کہ ہر محل مین جلوخانے اور حجرے اور
منظر اور مخارجات مطبوع اور پسندیدہ سے آراستہ اور پیراستہ ہین اور باہر سے اُن کی صنعت
اور بدایع کی نمائش اس درجہ ہی کہ جو شخص اُسے نظر غور سے دیکھے انگشت حیرت دندان تعجب
مین پکڑے اور محل کے مداخل مین تعریف کے قابل نہین ہی فرش شہر اور بازارون اور کوچون
اور قصبات کا سنگ تراشیدہ سے ہی لیکن بازار اس قطع سے واقع نہین ہوے سواے بزاز
صراف کے اور لوگ دوکانون مین نہین بیٹھتے بلکہ بقال اور عطار اور نان بائی اور میوہ فروش جو
باعث زیب و زینت بازار ہین اور اہل حرفہ اپنے مکانات کے گوشہ مین کام کرتے ہین لیکن اسوقت مین
کہ ایراے جغتائی کا نشیمن ہوا سنا جاتا ہی کہ قسم قسم کے اُستاد اور کاریگر دوکانون مین بیٹھتے ہین اور
موسم سابق نے تغیر پایا اور کشمیر مین تفریح طلب کے پھلون سے شہتوت اور آلو بالو اور کیلا اور
انگور اور عناب اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو اور فندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر
قسم کے میوے عمدہ اور افراط سے ہوتے ہین اور شہتوت کے علاوہ بہت سے توت عمدہ
ہوتے ہین لیکن اُس ملک مین ان کو کوئی نہین کھاتا بلکہ توت کے درخت محض ریشم کے کیڑے
کی پرورش اور تحصیل ریشم کے واسطے نگاہ رکھتے ہین اور میوہ جات کی کثرت اس قدر ہی کہ
اپنے موسم مین ان کی فروخت نہین ہی بلکہ لوگ مفت لے جاتے ہین اور باغات مین چار دیواری
نہین جس کا جی چاہتا ہی باغ مین جاکر میوہ کھاتا ہی ممانعت کا اُس ملک مین دستور نہین ہی اور
جب تک وہ مملکت دہلی اور لاہور کے بادشاہون کے تصرف مین نہ آئی تھی آمد و شد اُس

حدود کی جیسا کہ چاہیے عمل در آمد اور معمولی نہ تھی اور جب ۹۹۵ھ نو سو پچانوے ہجری مین کشمیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے قبضہ مین آیا شاعران صاحب طبع نے متصرف جاکر اُس مملکت کی تعریف مین اشعار غرا موزون کیے ہین چنانچہ یہ اشعار فیضی سے ہین **ابیات**

هزار قافلۂ شوق مے کند شبگیر — که بارِ عیش کشاید بہ عرصۂ کشمیر — تبارک اللہ ازان عرصۂ کہ دیدان و
ورق نگار خیال ست و نقشبند ضمیر — ہوائے او متنوع چو فکرت نقاش — زمین او متلون چو صفحۂ تصویر
لطرزہاے گزین کارخانۂ ابداع — بہ نقشہاے عجب کارنامۂ تقدیر — غبارہ او بتوان خواند چشم را دارو
گیاہ او بتوان گفت روح را اکسیر — تبین موافقت آب او چو باده و گل — بجان مناسبت آب او چو شکر و شیر
بہ پیش فیض نسیمش دم مسیح سموم — به نزد آب زلالش زلال خضر غدیر — فصول او متشابہ زا عتدال ہوا
بہم یکے دے وارد ی بہشت ہمین تیر — دردیاے علف زعفران ہمے روید — کہ آب و خاک وراین چنین بود تاثیر
بہر طرف روے از بحر فیض مالامال — ہزار چشمۂ جوشندہ چون دل تحریر — زا عتدال ہوایش شگفت نیست شگفت
کہ سر زند ہمہ عناب از نہال زریر — بچیر تم کہ چہ آثار قدرت ازلی ست — کہ ہر نظارہ نیارد نظر بصنع قدیر
شراب خوردہ حریفان بجاے آب درو — کہ تشنگان ہوس را ہمین بود تدبیر — خراب آن مئے بیغش شوم کہ ہست چو عشق
بعقل در تگ و تاز و بہ صبر در زد و گیر — بقیہ زر محمول آمدت بہ نظر — اگر از و نگذی نظرۂ بہ چشمۂ قیصر
کند مشاہدہ نصف النہار چرم مہا — شعاع گوہر داد گرفتہ بہ چشم ضریر — اگر دماغ لطافت شود گلاب طلب
کنند از تف این بادہ برگ گل تقطیر — نسیم سیب دہد مغز روح را نزہت — نسیم بہ نگذ مغز ذوق در تعطیر

محلوا

بہ عجز معترفم در شمار ریزہ و کل — کہ ہست بر قد معنے لباس عذر قصیر

اور مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قصیدہ غرا کشمیر کی تعریف مین کہا ہی چنانچہ یہ دو بیت اُسی کے اشعار مین سے ہین **ابیات**

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید — گر مرغ کباب ست کہ بابال و پر آید — ہنگر کہ ز فیضش چہ بود گو بنر یکیتا
جائیکہ خزف در رود آنجا گہر آید

اور ایک شخص نے خطۂ کشمیر کی تعریف مین ہجو ملیح کی ہے **رباعی**

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند — بسے سال دمہ در سفر بودہ اند
بہ تعریف کشمیر و کشمیریان — بہشتی پر از دوزخے دیدہ اند

کشمیر مین عجائبات بہت ہین آنا نحملہ اُس نواح مین بتخانے تخمیناً ڈیڑھ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین اور سب سنگین ہین یعنے سنگ کو تراش کر بے گچ اور چونہ اس طور سے پتھر کی سلین ہموار رکھی ہین کہ اُس مین درز کاغذ کے برابر نہین ہی گویا اکڈال ہین طول ہر سنگ کا تین گز سے آٹھ گز تک ہی اور عرض ایک گز سے پانچ گز تک غرضکہ عقل ابتداے نظر مین اُس پتھر کے لانے اور کارفرمائی مین انگشت حیرت گزیدہ رہ جاتی ہی یعنے سراسری دیکھنے مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ دیوارین اکڈال ہین یہ کام انسان کا نہین دیو دن نے بنایا ہی اور اکثر کام اس کا ایک انداز پر ہی احاط ہر ضلع مربع کا تین سو گز ہی اور بعض

مقامون کی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہی اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہین اور پتھر کے ستونون پر قائم ہین اور عرض محرابون کا تین گز اور چار گز سے کم نہین اور بعضے مقامون مین منبت اور گلکاری اور تصویرین منقش ہین اور بعضی تصویر بنتی ہی اور بعضی روتی ہی جو شخص انھین دیکھتا ہی حیران اور متعجب ہوتا ہی اور درمیان اُس کے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہی اور اُس پر ایک گنبد رفیع تعمیر ہی اور اُس عمارات کا استقصا شرح و بیان طول ہی کہ خامۂ دوزبان اسکی تحریر سے عاجز ہی کہ ایسی عمارت تمام عالم مین نہ ہوگی اور علاوہ اس کے کشمیر کی طرف بریک نام ایک ولایت ہی اور اُس مقام مین ایک پشتہ یعنے ٹیکرا ہی اور اُس پشتہ کے متصل ایک نشیب مثل حوض یا تالاب کے ہی اور اُس مین ایک سوراخ ہی وہ تمام سال خشک رہتا ہی جب آفتاب عالمتاب برج ثور مین داخل ہوتا ہی اُس سے پانی ایک دن مین دو تین مرتبہ جوش کرکے ابلتا ہی یہانتک کہ وہ حوض پانی سے لبریز ہوکر دو تین چکیان چلنے لگتی ہین اس کے بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہی یعنے سوائے اُس سوراخ کے اور مقام مین پانی نہین رہتا جب فصل ثور منقضی ہوتی ہی پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر خشک رہتا ہی اور اگر اس سوراخ کو گچ یا چونہ سے محکم مسدود بھی کرین اُس فصل مین پانی زور کرکے اسے نکالڈالتا ہی اور مادر اُسکے ایک درخت بید کا موضع ناکام مین ہی اور وہ موضع مشہور کشمیر سے ہی اور وہ درخت اس قدر رفیع اور بلند ہی کہ اکثر تیرانداز تیر پھینکتے ہین مگر اُس پر نہین پہونچتا ہی باوجود اسکے اگر کوئی شخص اُسکے ایک شاخچۂ باریک کو جنبش دیوے وہ درخت باوجود اس عظمت کے تمام ہلتا ہی دوسرے دیودار کہ ایک ولایت معتبرۂ کشمیر سے ہی اُس مقام مین ایک چشمہ ہی بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف مین اس کے درخت سایہ دار اور مطبوع اور سبزہ نہایت لطافت اور طراوت کے ساتھ ہی اور اُس کا خاصہ یہ ہی کہ اگر ایک کوزہ مین برنج پکا کر اس کا منھ بند کرین اور نام اُس پکانیوالے کا لکھکر اُس چشمہ مین ڈالین وہ کوزہ ڈوب جاتا ہی کبھی پانچسال اور کبھی پانچ ماہ اور کبھی پانچ روز غرقاب رہتا ہی اور کبھی ایک روز کے بعد برآمد ہوتا ہی کچھ وقت اُس کا معین نہین جب برآمد ہوے اگر وہ برنج پختہ اپنی حالت اصلی پر رہین تو وہان کے باشندے فال نیک لیتے ہین اور جو متغیر ہوکر نکلین فال بد سمجھتے ہین اور اُس کے سوا شہر کشمیر مین ایک تالاب ہی کہ جس کا نام ڈل اور دور اُس کا سات فرسخ ہی چنانچہ اس کے درمیان مین سلطان زین العابدین نے جو سلاطین کشمیر سے تھا اس نے ایک عمارت تعمیر کی اول اس نے اس مقام کو پتھرون سے پاٹ کر اُس کے اوپر ایک چبوترہ مربع کہ دو سو گز سے دو سو گز تک ہی بارتفاع دس گز سنگ اور چونہ سے احداث کرکے اُس چبوترہ مربع پر عمارت لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہونچائی ہی اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگائے ہین اور حق یہ ہی کہ اس لطافت اور نزاہت کے ساتھ کوئی اور مقام نہ ہوگا اور علاوہ اُسکے شاہ موصوف نے ایک عمارت اور شہر سری مین تعمیر کی ہی کہ اسے کشمیری زبان مین راجدان کہتے ہین اُس مین بارہ قصر ہین اور بعضے آشیانے مین اُس کے پچاس حجرے اور ایوان اور منظر ہین اور وہ عمارت ساتھ اس رفعت اور بلندی کے تمام چوبی ہی اور دوسرے کوشکہاے عالی جو تمام عالم مین ہین جیسے سلطان یعقوب کی بہشت تبریز مین اور کوشک باغ زاغان اور باغ سفید اور باغ سنہری ہرات مین اور کوشک راے افزا اور

باغ دلکشا اور باغ تولدی سمرقند مین اُن سب سے یہ عالی تر اور پُرغرائب ہی لیکن انصاف یہ ہی کہ وہ قصر جیسے لطافت اور صفائی رکھتے ہین یہ نہین رکھتا اور مختصر جو کچھ ظفرنامہ مین لکھا ہی یہ ہی کہ کشمیر مشاہیر معمورہ عالم سے ہی اور موضع غریب مین واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چہارم کے وسط مین ہی کس واسطے کہ چہارم کے اول مین وہ اقلیم ہی کہ عرض اُس کا تینتیس ۳۳ درجہ اور چون ۵۴ دقیقہ ہی اور عرض کشمیر کا خط استوا سے بینتیس درجہ ہی اور طول اُس کا جزائر سعد سے ایک سو پچاس درجہ ہوتا ہی اور میدان اس ولایت کا طولانی واقع ہوا ہی اُس کی زمین کوہ جنوبی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی بدخشان اور خراسان کی طرف اور اُسکے غرب کی جانب ایک موضع ہی کہ اُس مین افغان کے اقوام سکونت پذیر ہی اور طرف شرقی اسکی منتہی ہوتی ہی ساتھ آراضی تبت کے اور طول اُس میدان کا کہ ہموار واقع ہوا حد شرقی سے حد غربی تک قریب چالیس فرسخ ہی اور عرض اُسکا جنوب کی طرف سے حد شمالی تک بیس فرسخ اور اُس کے درمیان مین دشت ہموار جو درمیان پہاڑون کے واقع ہوا اُس مین ہزار قریہ آباد ہین اور چشمہاے خوشگوار اور سبزہاے لطافت آثار سے مملو ہین اور اس ملک کی آب وہوا کی جودت کشمیر کے معشوقون کی حسن صورت اور لطف شمائل کی گواہ ہی کہ شاعران فارس کی زبان پر چل ہوئی جیسا کہ کہا ہی رباعی

شاہ بہ دلبران کشمیر توئی	خرم دل آن شاہ کہ کشمیر توئی
آن حور کہ روح را سرزکش گویند	کاندر کف پاے نازکش میر توئی

اور اُس کے کوہ ودشت مین قسم قسم کے درخت میوہ دار ہین اور پھل اُن کے نہایت لذیذ اور خوشگوار ہین لیکن ہوا اُسکی ساتھ سردی کے میل رکھتی ہی اور برف عظیم برستی ہی اسلیے میوے گرمسیل خربا اور نارنج اور لیمو اور مثل اُسکے اُس نواح اور قصبات مین اُس شہر کے حاصل نہین ہوتے ہین لیکن نزدیک کے مواضع گرم سے وہ میوے نقل کرتے ہین اور سری نگر نام ایک شہر ہی کہ اُس ملک کے حکام وہان سکونت رکھتے ہین اور بطریق بغداد ایک نہر عظیم الشان کہ اُسکو بہٹ کہتے ہین شہر کے درمیان جاری ہی پانی اُسکا دجلہ بغداد سے زیادہ ہی اور عجب یہ ہی کہ ویسا آب قوی فقط ایک چشمہ سے نکلتا ہی اور چشمہ بھی اُسکا اسی ولایت مین ہی اور اُسکو چشمہ ویر کہتے ہین اور وہان کے اہالی نے اُسکے سرے پر ہزارون کشتیان زنجیر سے باندھین ہین اور وہ پانی بعد اسکے کہ حد کشمیر سے گذرتا ہی اُسکو مواضع آب دندانہ اور آب جلہ کہتے ہین اور ملتان کے اوپر گذرتا ہی اور متصل ہوتا ہی ساتھ چناب کے اور بعد اسکے نہر سیاہ مین پہنچتا ہی اور مجموع ہوکر اوچہ کے قریب ساتھ آب سند کے ملتا ہی پھر سب کو آب سند کہتے ہین اور زمین تتہ کے دامن مین جاکر دریاے عمان مین گرتا ہی اور دقائق حکمت سے معمار صنع والقینا فیہا رواسی وانبتنا فیہا من کل زوج بہیج نے ایک دیوار دیواروں سا ہاے جبال سے اس میدان شدید المحال کے گرد ایسی کھینچی ہی کہ اہالی اُس سر زمین کے اسکے سبب دشمنونکے تعرض سے محفوظ اور مصئون ہین اور بیک اندیشہ اُس دیوار کے گذرنے سے قاصر ہی اور شارع عام اُس ولایت کی تین طرف ہی ایک خراسان کی سمت کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی مسافر احمال واثقال پشت دواب پر لاد کر اُس راستہ سے نہین جاسکتا اور وہانکے آدمی جو اس کام کے ذمہ دار ہین وہ اپنے دوش پر اٹھاکر چند روز مین ایسے مقام مین پہنچاتے ہین کہ پھر چوپایہ پر لاد سکین اور ایک راستہ ہندوستان کی سمت ہی

وہ بھی اسی طور پر ہی جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کیطرف واقع ہوا اُن دو راہون سے بہت آسان ہی لیکن اس مین یہ مصیبت کا سامنا ہی کہ چند منزل اُس چادر کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہی اور دواب یعنے چار پایہ اُس کے کھانے سے مرجاتے ہین اور پید انہین ہوتا ہی سوارون کو چار پایون کے خوف تلف سے اس راستہ سے عبور دشوار ہی علاوہ اُسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہی کہ کشمیر کے آدمی تمام حنفی مذہب ہوتے آئے ہین اور فتح شاہ کے زمانہ مین ایک مرد شمس الدین نام تھا اُس نے عراق سے آکر اپنے تئین ساتھ میر محمد نوربخش کے منسوب کرکے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اُس مذہب کا نوربخش رکھا اور قسم قسم کے کفر اور زندقہ آشکارا کرکے فقہ کی ایک کتاب احوط نام ان لوگون کو جو انسانیت سے خالی اور حمق سے بھرے تھے مطالعہ کروائی کہ عقاید اُسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت جماعت یا شیعہ سے موافق نہین ہین اور جو لوگ کہ یہ مذہب رکھتے ہین اصحاب ثلثہ رضا اور عایشہ رضی کی مذمت کو جو شعار رافضیون کا ہی اپنے اوپر لازم کیا ہی اور عقیدہ شیعہ کے خلاف اُن کا عمل ہی یعنے محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہین اور تمام اکابر اور اولیا کے معتقد ہین برخلاف شیعہ کے اور سب کو سنی مذہب جانتے ہین اور جمیع عبادات اور معاملات مین اس قبیل سے تصرفات کرکے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نوربخشی نام رکھا اور مسودا اس اوراق نے ایک جماعت کو مشائخین نوربخشی سے بدخشان وغیرہ مین دیکھا ہی بلکہ درس علوم مین بندہ کے ساتھ شریک تھے اور سب شریعت ظاہری مین آراستہ اور سنن نبوی مین پیراستہ ہین و بالتمام ساتھ اہل سنت و جماعت کے موافق اور متفق ہین چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نوربخش نے نوربخش کا ایک رسالہ مجھے دکھلایا اُس مین اچھی باتین لکھی تھین اور یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان لیجاتے ہین کہ سلطنت صوری ساتھ طہارت اور تقوی کے جمع نہین ہوتی ہی یہ غلط محض ہی کسواسطے کہ اعظم انبیا اور رسل نے باوجود نبوت اس امر مین مساعی جمیلہ پیش پہونچائے جیسے یوسف اور سلیمان اور داؤد اور موسی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود یہ ہی کہ یہ برخلاف مذہب نوربخشیہ کشمیر ہی اور بموافقت بعضے اہل سنت و جماعت اور کتاب فقہ احوط کو کہ اس وقت مین شہر کشمیر مین مشہور تھی یعنے علماے ہندوستان کے پاس بھیجی اور اُن بزرگوارون نے اُس کتاب کی پشت پر فتوی لکھا ہی وہ یہ ہی

فتوے علماے ہندوستان کا کتاب احوط نوربخشیہ پر

اللھم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا وارنا الاشیا کما ھی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اُسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کرکے اہل سنت و جماعت کا مقید نہ تھا اور اسکا یہ دعوی کہ ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ اولا فی الفروع سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامم وکافۃ اہل العالم بالیقین تو وہ اس دعوے مین کاذب تھا اور مذہب زندقہ اور سفسطہ کی طرف مائل ہوا اس قسم کی کتاب کا محو کرنا اور مٹانا عالم سے اوپر اُن لوگون کے کہ قادر ہو دین واجبات اور فرائض سنات سے ہی اور دفعہ

کرنا اس مذہب کا ضروریات دین سے ہی اور زجر اور ممانعت اس دین کے عمل کرنیوالون اور اس مذہب اور اس کتاب کے معتقدون کا ان پر فرض ہی اور جو مقرر ہووین اور اس مذہب سے نہ پھیرین دفع کرنا شرّان لوگون کا مسلمانون سے بسیاست اور قتل واجب ہی اور اگر تائب ہووین اور اس مذہب کو ترک کرین حکم فرماوین کہ متابعت حضرت ابی حنیفہؒ کے مذہب کی کہ جنکی شان مین حضرت رسالت پناہی نے سراج امتی فرمایا ہی قبول فرماوین جب یہ نوشتہ مجھے پہونچا بہت سے مردم کشمیر کو کہ ساتھ مذہب ارتداد کے میل تمام رکھتے تھے مینے انھین طوعًا اور کرہًا مذہب حق مین داخل کیا اور بہتون کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے بھاگ کر تصوف کے پردہ مین پناہ لی اور چمڑے کا تسمہ اور گاڑھے کا لنگوٹ باندھکر عارف بنے اپنا نام صوفی رکھا لیکن صوفی صافی نہین بلکہ چند زندیق مع چند ملحد ہین کہ گمراہ کرنے والے آدمیون کے ہین حلال اور حرام سے مطلقًا خبر نہین رکھتے ہین اور تقوی اور طہارت شب بیداری اور کم خوری کو جانتے ہین اور طمع اور حرص کے ایسے پابند ہین کہ جو چیز پاوین کھاوین اور بھوکے رہین اور منت کی دولت اگر ہاتھ آوے اُسکے لینے مین مضایقہ نہ کرین اور مرویش ہین اور ہمیشہ اپنے خواب بیان کرکے بہکاتے اور اظہار کرامات کرتے اور کہتے ہین کہ اس سال یہ ہوگا اور اُس سال وہ ہوگا اور خبرین غیب آیندہ اور گذشتہ کی ہر دم سناتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور باوصف اس رسوائی کے چلہ بیٹھتے ہین اور اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم اور مکروہ رکھتے ہین اور بے شریعت کے راستہ طریقت کا چلتے ہین اور کہتے ہین اہل طریقت کو ساتھ شریعت کے کچھ کام نہین ہی غرض کہ ایسے ملاحدہ اور زندیق اور مقام مین دیکھنے مین نہین آئے عیاذا باللہ ومعاذ اللہ حق سبحانہ تعالی جمیع اہل اسلام کو اس قسم کے آفات اور بلیات سے اپنی پناہ عصمت مین محفوظ اور مصئون رکھے بہ طفیل محمد اور آل امجاد آنحضرت کے آمین ثم آمین اور میل ان لوگون کے کشمیر مین فرقہ کفار آفتاب پرست کا تھا کہ انھین شماسین کہتے تھے اور مذہب اُن کا یہ تھا کہ آفتاب کا نورانی وجود ہمارے صفائی عقیدہ کے واسطے ہی اور ہمارا وجود اُسکی نورانیت کے واسطے اگر ہم اپنی صفائی عقیدہ کو مکدر کرین آفتاب کا وجود نہ رہے اور اگر آفتاب اپنا فیض ہمسے اٹھالے ہمارا وجود بھی معدوم اور مفقود ہوجاوے ہم ساتھ اُسکے موجود ہین یعنے بے ہمارے اُس کے تعین وجود نہین ہی اور بے اُسکے ہمارے تعین وجود نہین جو کہ احوال ہمارا اُسپر ظاہر ہی پس ہمین لائق ہی کہ جبتک وہ رہے یعنے دن کو ہم صلاح وخوبی کے سوا دوسرا کام نہ کرین اور جب شب ہووے اور وہ ہمین نہ دیکھے اور ہمارے حال پر واقف نہووے جو کرین ساتھ اس کے مواخذہ نہ ہوگا اور فرقہ شماسین نے بوجب الالقاب تنزل من السماء شماس الدین لقب رکھا ہی مردم کشمیر نے اس کو غلط کرکے تخفیف دی ہی یعنے شمس الدین سے مخفف کیا ہی ایسا کچھ میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی مین لکھا ہی لیکن اس وقت مولف محمد قاسم فرشتہ نے متردوین یعنے اُس ملک کے آنے جانے والون سے کہ علم وفضل مین آراستہ تھے مذہب کشمیر کا احوال استفسار کیا وہ بولے کہ رعایا اس ملک کی تمام حنفی مذہب ہی اور سپاہ اُس ملک کی اکثر شیعہ اور علماء وہان کے مذہب شیعہ بہت کم رکھتے ہین اور بادشاہان تبت کہ پیچ کے کہ کشمیر کا ہمسایہ ہی وہ سپاہیان کشمیر کی آمیزش اور صحبت کے سبب ایسا تشیع یعنے شیعہ گری مین غلو رکھتے ہین کہ یہ حکم دیا کہ اگر بیگانہ اُس شہر مین وارد ہووے اور صحاب کو بُرا بھلا نہ کہے تو

اُسے شہر مین اُترنے نہ دیتے تھے اور طائفہ چکان یہ تقریر اور دعوے کرتے ہین کہ میر شمس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اس زمانہ کے اُس کے معتقد ہوے اور سب نے خطبہ اثنا عشر اُس کے حکم سے پڑھا اور کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی نہین ہی بلکہ ایک ملاحدہ گمراہ کی تصانیف سے ہی واللہ اعلم بالصواب ٭

ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

چونکہ التزام تھا کہ اس کتاب مین وقایع حکام کفرہ مشرو حابیان نہون کیونکر وہ شمار سے باہر ہین لہذا سلاطین اسلام کا تذکرہ کرتا ہون جو کشمیر مین فرمانروا رہے واضح ہو کہ اسلام اُس حدود مین قریب العہد ہی اُس ملک کے حکام قدیم سب ہنود تھے اور اکثر دین براہمہ رکھتے تھے ۷۱۵ھ سات سو پندرہ ہجری تک عملداری راجہ سہ دیو کی تھی شاہ میرزا نامے ایک شخص نے لباس قلندری کشمیر مین آن کر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یون بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا بن طاہر بن آل بن گرشاسپ بن نیکو در و نسبت نیکو در کی ساتھ ارجن کے کہ ایک پانڈون سے ہی پہونچاتا تھا اور پانڈون کا احوال اکبر شاہ کے حکم سے مہابھارت کو ترجمہ کر کے ساتھ رزم نامہ کے موسوم کیا ہی اُسمین مذکور ہی غرضکہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت مین حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سہ دیو فوت ہوا اُسکا بیٹا راجہ رنجن مسند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر مدار المہام کیا اور اتالیقی اپنے فرزند کی جس کا نام چندر تھا سپرد کی اور راجہ رنجن کے بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قرابتی تھا قندھار سے آن کر تخت حکومت پر متمکن ہوا اُسنے بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا علی شیر تھا۔ راجہ نے ان کو معتبر کر کے صاحب اختیار کیا اور شاہ میرزا اُنکے سوا اور بھی دو فرزند رکھتا تھا ایک شیر شاہ دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ تھے اور جب غلبہ و استقلال ان کا حد سے گذرا راجہ اودن اُنسے متوہم ہوا اور اپنے مکان کے آنے سے منع کیا اور شاہ میرزا اور اُسکے تمام فرزند کشمیر کے پرگنات پر متصرف ہوئے اور راجہ کے اکثر ملازمون کو موافق کر لیا اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب ہوتا جاتا تھا غرضکہ ۷۴۷ھ سات سو سینتالیس ہجری مین راجہ اودن دیو بھی مر گیا اور اُسکی رانی کوتاہ دیوی اُسکے قائم مقام ہوئی اور اُسنے چاہا کہ مین استقلال سے حکومت کرون اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر مین ہوئی اور اُسے یہ پیغام بھیجا کہ تو چندر دیو فرزند راجہ رنجن دیو کا مدت تک اتالیق رہا ہی اُسے تخت پر بٹھا کر مہمات شاہی کو انجام دے شاہ میرزا نے اصل مقصد سمجھکر اس امر کو قبول نہ کیا اور رانی بہت لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو گئی **مصرع** صید راچون اجل آید سوی صیاد رود ہوا اور بعد جنگ کے گرفتار ہوئی اور بعد اس کے شاہ میرزا کو از روے ناچاری اپنی شوہری مین قبول کیا اور شرف اسلام سے بھی مشرف ہوئی چنانچہ دونون ایک شبانہ روز باہم رہے دوسرے روز شاہ میرزا نے اُسے گرفتار کر کے قید کیا اور رایت شاہی بلند کر کے اُس ملک کا سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا لقب شمس الدین

رکھکر مذہب حنفی کو بلاد کشمیر مین رواج دیا اور ظلم و بدعت کی جسمین جو حکام سابق سے باقی رہی تھین سب کو برطرف کیا اور اعدا کے شر سے مطمئن ہوکر تمام ولایت کشمیر جو دیجو نامے کے قتل و غارت سے ویران اور خراب ہوئی تھی عدل و احسان کی برکت سے آباد کی اور عاملون اور تحصیلدارون کے نام فرمان صادر کیے کہ چھٹے حصہ سے زیادہ محصول رعایا سے نہ لیوین اور کہتے ہین کہ دیجو قندھار کا میرتبشی تھا جبکہ اُسنے مع جمعیت تمام کشمیر پر فوج کشی کی اور تمام اُس ولایت کو تاخت و باخت پیش آکر زیر و زبر کیا اور رحم سیہ دیو نے اُس کے پنجہ ظلم سے مفر اور نجات نہ دیکھی ناچار رعایا سے زر خطیر جیدہ لیکر دیجو کیواسطے پیشکش بھیجا جب اُس سے بھی فائدہ عاید نہوا سیہ دیو رعیت کو اُسکے پنجۂ عذاب اور چنگ عقوبت مین ڈالکر آپ کسی طرف نکلگیا اور دیجو نے اُس ولایت مین کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا فروگذاشت نہ کیا پھر آخر کو جب موہم سرا آیا سروی کی کثرت سے اُس مقام مین مقیم نہوا قندھار کی طرف بازگشت کی القصہ جب شاہ شمس الدین کی شجاعت اور نیکنامی کا آوازہ اطراف و اکناف مین مشہور ہوا اور از روے استقلال امور ملکی مین مشغول ہوا ایک جماعت کو طائفہ لون سے کہ مخالفت کی تھی کشتوار سے گرفتار کرکے قتل کیا اور مردم کشمیر سے دو گروہ کو سرافراز کیا ایک طبقہ جگ اور دوسرے باکری کو اور یہ قرار پایا کہ امرا اور سپاہی اُس ملک کے اکثر دونون فرقون سے ہوین اور بعد انجام مہمات جب لشکر ضعف و پیری سے شکست لایا امور شہریاری اپنے بیٹون جمشید اور علی شیر کے قبضۂ اختیار مین چھوڑا اور شاہ شمس الدین بفراغت تمام اپنے معبود کی عبادت مین مشغول ہوا اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا مدت اُس کی شاہی کی تین برس تھی

ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

واضح ہو کہ شاہ شمس الدین کے بعد انتقال اُس کا بڑا بیٹا جمشید شاہ اعیان دولت کے اتفاق سے سریر سلطنت پر بجاے پدر قائم ہوا اور اُس کا بھائی علی شیر جو اپنے باپ کی قید حیات مین ساتھ اس کے شریک مصلحت تھا اور رعایا و برایا اُسکی سلطنت کی خواہان تھی اُس وقت مین سب اُس کے شریک ہوئی اور مدنی پور مین کہ ایک شہر مشہور و معروف ہے جاکر اُسے بادشاہ بنایا جمشید شاہ اُس پر فوج کش ہوا پہلے ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آکر طالب صلح ہوا علی شیر نے مصالحہ سے سر پھیرا اور باستعجال تمام استقبال کرکے اُس کے لشکر پر شبخون لایا اور شکست دی اور سلطان جمشید بعد فرار مدنی پور کو خالی دیکھکر اُس کی خرابی مین مشغول ہوا علی شیر کی سپاہ جو اُس کی محافظت اور حراست کے واسطے تعینات تھی جنگ پر آمادہ ہوئی اور اُن مین کے اکثر کام آئے یہ خبر سنکر علی شیر مدنی پور کی سمت روانہ ہوا اور جب اُس حدود مین پہونچا جمشید شاہ تاب مقاومت نلاکر ولایت کراج کی طرف بھاگ گیا اور سراج نام وزیر جمشید کا جو سری نگر کے تختگاہ کی محافظت کا ذمہ دار تھا اُس نے علی شیر کو طلب کرکے سری نگر اُس کے سپرد کیا اور جمشید نے بعد اس واقعہ کے جنگ و خصومت

پر کمر نہ باندھی بادشاہی سے دست کش ہوا اُسی عرصہ مین ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی مدت اُس کی حکومت کی ایک سال اور دو ماہ تھی۔

تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور اُس کا چھوٹا بھائی جس کا نام علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھکر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا تو اپنے چھوٹے بھائی سے شیر اشامک کو وکیل مطلق کیا اور اُس کے ابتداے عہد مین تمام چیز کی فراوانی ہوئی اور اواخر مین قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور وہ فرقہ کہ مخالفت کرکے کشتوار کی سمت گیا تھا اُسے کسی حیلہ اور بہانہ سے دستیاب کرکے کشمیر مین قید کیا اور نشان غلبہ کا بلند کیا اور بخشی پور کے پاس ایک شہر اپنے نام کا بنا کیا اور اُس کے احکام موجدہ سے ایک حکم یہ ہی کہ بدکار عورت مال شوہر سے ارث نہ پاتی تھی اور اس حکم کے سبب بہت عورتون نے فعل قبیح سے اجتناب کرکے دامن عفت اور پرہیزگاری سے قدم باہر نہ رکھا مدت اسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز تھے

ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاء الدین نے فرش زندگانی لپیٹا اُسکا چھوٹا بھائی سے شیر اشامک سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی متصف تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتا تھا اُس دن کو ایام عمر مین محسوب نہ کرتا تھا اور کدورت کے آثار اُس کے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے اور جدید مفتوحہ ولایت کو ساتھ مالکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اُس نے لشکر کشی آب شیند کے کنارہ کی جام حاکم اُس ملک کا اُس کے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اُس سے ہمیشہ ڈرتے تھے پھر وہ باسپ نگر کے راستہ سے کہ جواب باش نفر مشہور ہی پشاور مین گیا اور مخالفون کی جماعت کثیر کو قتل کرکے ہند وکش مین داخل ہوا اور جو کہ صعوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کرکے آب شلخ کے ساحل پر استراحت کے واسطے نزول فرمایا اور نگرکوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کرکے پلٹا تھا اُس نے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کے حضور گذرانکر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کو چک نے بھی آن کر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے آسیب نہ پہونچا وے الغرض اطراف ولایت کو فتح کرکے اپنے مقر دولت کی طرف سوار ہوا اور وہان نزول اجلال کرکے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علی خان کو جو شاہ موصوف کے دونون فرزند حقیقی تھے دوسری زوجہ کے کہنے سے جو اُن کی والدہ کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتی تھی۔ دہلی کی طرف نکال دیا اور بھیمی نگر اور شہاب پور تعمیر کیا اور آخر سلطنت مین سلطان

ملہ آب سندھ سے غالباً دریاے سندھ کا وہ حصہ مراد ہے جو اٹک کے نیچے بہتا ہے

اپنے فرزند حسن خان کے اخراج سے پشیمان ہوا اور اُسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان حسب الطلب جموتک پہونچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر قضا کی مدت اُس کی سلطنت کی بیس سال تھی

بیان سلطان قطب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان شہاب الدین مراحل زندگانی طے کرکے شہر خموشان مین داخل ہوا اور سکے بھائی ہندال نے تخت سلطنت پر تمکن کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین رکھا یہ بھی زیور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھا اور اپنے احکام کے نفاذ و تعمیل مین اہتمام نہایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت مین ایک سردار کو قلعہ لوہرکوٹ کی تسخیر کے واسطے جو بعضے امراے سلطان شہاب الدین کے تصرفات مین تھا بھیجا جبکہ جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید فریقین کے مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان قطب الدین نے خطوط بھیجکر اپنے بھتیجے حسن خان کو دہلی سے طلب کیا لیکن جب حسن خان نے اطاعت کرکے قدم ولایت کشمیر مین رکھا ایک جماعت اہل حسد نے سلطان کو اس ارادہ سے پشیمان کرکے اُس کی گرفتاری پر آمادہ کیا اور راے دل جو امراے شہاب الدین سے تھا اُسنے حسن خان کو اس ارادہ سے آگاہی دی حسن خان بھاگ کر لوہرکوٹ کی طرف گیا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اس مقام مین تھے اُسکے آنے سے قوی پشت ہوے سلطان قطب الدین نے راے دل کو گرفتار کرکے قید کیا اور وہ قید خانہ سے بھاگ کر حسن خان کی خدمت مین حاضر ہوا چونکہ داعیہ فساد کا رکھتا تھا زمینداروں نے حسن خان اور راے دل کو گرفتار کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجا سلطان نے راے دل کو تیغ سیاست سے قتل کرکے حسن خان کو مقید کیا اور آخر عمر یعنے پیری مین سلطان کو آفریدگار عالم نے دو فرزند کرامت فرماے ایک کا آشکار اور دوسرے کا ہیبت خان نام رکھا اور جب پندرہ سال اور پانچ ماہ اُس کی حکومت سے گذرے آخر ۷۶۶ھ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین وفات پائی اور اُسکے بعد بڑا بیٹا اُسکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا خطاب سلطان سکندر رکھا منقول ہے کہ شاہ قطب الدین کے عہد مین امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز کشمیر کے اطراف مین رونق افزا ہوے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے بہ تعظیم تمام جواب اُن کے خط کا لکھکر اپنے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اپنے شرف قدوم فیض لزوم سے سری نگر کے اطراف کو مشرف کیا شاہ استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام تمام حضرت کو شہر مین لایا اور کشمیر کے جمیع صغیر و کبیر آنجناب عالی مقام سے بارادت صادق پیش آئے اور بروایت میرزا حیدر دوغلات کے جو کتاب رشیدی مین درج ہے چالیس روز سے زیادہ اُس شہر مین اقامت نہ کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور قیاس یہ دریافت ہوتا ہے کہ خانقاہ معلے جو آنحضرت نے اُس شہر مین بنا فرمائی تھی آنحضرت کے حضور اُس شہر کے آدمیون نے بنیاد ڈالی ہوگی پھر آنحضرت کی غیبت مین تیار ہوئی ہو اس سبب سے کہ اگر ساتھ تیار ہوئی ہو تو ضرور جناب امیر کا مدت تک کشمیر مین رہنے کا اتفاق

ہوا ہوگا کس واسطے کہ چالیس روز مین تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلے اور عالیشان کا استبعاد اور صعوبت سے خالی نہین واللہ اعلم بالصواب

بیان سلطان سکندر بت شکن کے حالات کا

ناظرین پر یہ واضح ہو کہ نام اصلی اُس کا آشکار ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد اپنی والدہ کی صلاح سے کہ سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا امرا اور ارکان دولت اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہوے اور وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت عظمت اور کثرت افواج مین ممتاز ہوا اور دبدبہ اور رعب بہت رکھتا تھا اور سلطان سکندر کی مان اوائل حکومت مین دخل مہمات ملکی مین کرکے اکثر امور کو بوجہ احسن انجام دیتی تھی اور جب مادر مشفقہ نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار مخالفت کے مشاہدہ کیے اُسے اور اُس کی زوجہ یعنے اپنی بیٹی کو ہلاک کر دیا اور رائے مادری کہ امراے عظام کے سلک مین انتظام رکھتا تھا اور مہمات شاہی کا اُس پر مدار تھا ہیبت خان یعنے شاہ سکندر کے بھائی کو زہر دے کر ہلاک کیا شاہ سکندر اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اس سے نہایت رنجیدہ اور دفع کے فکر مین ہوا لیکن جو وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اُس کی سیاست اور تنبیہ سے متغذر رہتا اور رائے مادری حقیقت حال سے واقف ہوا تو شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو بندہ تبت کوچک کو جو کشمیر کے قریب ہی ہے اور اس معروضہ سے غرض یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی سے دور رہے اور شاہ نے اس امید پر کہ شاید اُس طرف جاکر لڑائی مین مارا جاوے تو گوہر مقصود بے سعی ہاتھ آوے اُسے رخصت دی اور رائے مادری تبت کوچک پر فوج لیگیا اور اُس ولایت کو بتدریج تمام مسخر کیا اور بعد چندے اپنے تصرف مین لایا پھر جمعیت تمام بہم پہونچا کر بغاوت پر کمر باندھی اُس وجہ سے خود بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لاکر اس طرف متوجہ ہوا اور سرحد مین جنگ واقع ہوئی رائے مادری بھاگا اور شاہ سکندر کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا اور شاہ نے اُسے قید کیا اور بعد ایک مدت کے قید کی مصیبت سے وہ بتنگ آیا اور زہر کھا کر مسموم ہوا اور شاہ سکندر نے فوج کو آراستہ کرکے تبت اور اُس کے اطراف کو جیسا کہ چاہیے محافظت کی اور اُن دنون مین امیر تیمور صاحبقران نے وقت عزیمت تسخیر ہندوستان اپنے ایلچیونکو مع دو فیل شاہ سکندر کے پاس بھیجا تھا اس سبب سے افتخار اور مباہات بہت کرکے عرض داشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین باستدعاے ملازمت ارسال رکھی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کرکے عرض کی کہ جس مقام مین حکم ہو ملاقات کو حاضر ہون اُس کے بعد ایلچیون کو زر خطیر دیکر باعزاز و احترام رخصت کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت مین مشرف ہوئے سلطان سے جو کچھ اخلاق اور رعایتین مشاہدہ کی تھین سمع مبارک مین پہونچائین آنحضرت مقام عنایت مین ہوئے اور اُس کے واسطے خلعت زردوزی اور گھوڑا مع ساز و یراق مرصع بھیجا اور حکم فرمایا کہ جب رایات جلال آیات مابدولت و اقبال دہلی سے پنجاب کی طرف مراجعت فرماوین اُس مقام مین ملازمت

سے مشرف ہووے جب یہ حکم سلطان سکندر کو پہونچا پیشکش بہت فراہم کر کے سامان ملازمت درست کیا جب سنا کہ صاحبقران سوالک کے راستہ سے پنجاب کی سمت عازم ہے پیشکش بہت ہمراہ لے کر صاحبقران کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین سنا کہ بعضے امرا اور وزرا صاحبقران نے کہا ہے کہ سلطان سکندر کو لائق ہے کہ تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی علائی پیشکش لاوے شاہ سکندر یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور دریا کے راستہ سے معاودت کر کے عرض داشت صاحبقران کی ملازمت مین اس مضمون کی بھیجی کہ جو پیشکش بندگان حضرت کے لائق ہم نہین پہونچی ہے کمترین نے اس سبب سے چند روز توقف کیا تو پیشکش لائق ہم پہونچا کر بندگی کے واسطے متوجہ ہووے جب آنحضرت عرضداشت کے مضمون سے مطلع ہوئے سمجھے کہ میرے وزرا مین سے کسی نے استقدر پیشکش لانے کے واسطے کہا ہے اپنی چشم نمائی کی اور شاہ سکندر کے ایلچیون پر نہایت نوازش فرما کر ارشاد کیا کہ بہ امر وزرائے نامعقول نے کہا ہے اس کا کچھ خیال نہ کرے اور باطمینان تمام ملازمت کے واسطے متوجہ ہووے جب ایلچی شاہ سکندر کے کشمیر مین پہونچے امیر تیمور صاحبقران سے جو کچھ سنا تھا عرض کیا سلطان سکندر یہ نوید سنکر نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا اور جلد سامان سفر درست کر کے کشمیر سے برآمد ہوا لیکن جس وقت کہ سکندر شاہ قصبہ بارہولہ مین پہونچا سنا کہ صاحبقران آب سندھ سے عبور کر کے تعجیل تمام متوجہ سمرقند ہوے اس واسطے فسخ عزیمت کر کے ایلچیون کو مع پیشکش بسیار آنحضرت کی ملازمت مین بھیجا اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر نہایت سخی اور جواد تھا چنانچہ اس کی سخاوت کا شہرہ سنکر دانشمند عراق اور خراسان اور ماوراالنہر سے اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوے اور علم و فضل اور اسلام نے مملکت کشمیر مین بدرجۂ نہایت رواج پایا خطہ کشمیر خراسان و عراق کا نمونہ بلکہ اس سے بھی دونا ہوا اور شاہ تمام جماعت علما سے سید محمد عالم کو جو اپنے زمانہ کے فرد تھے تعظیم بہت کرتا تھا اور آداب دین یعنی علم فقہ سیکھتا تھا اور شاہ نے ایک برہمن سیہ بت نام کو جو مسلمان ہوا تھا اسے وزیرالوزرا کر کے امور دینوی مین اپنا معتمد علیہ کیا وہ سیہ بت طالع ارجمند کی برکت کے سبب اس مرتبہ پر پہونچکر ہنود کے آزار اور ایذارسانی مین بہت کوشش کرتا تھا یہان تک کہ سلطان نے اس کے کہنے سے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہنود کے تمام دانشمند مسلمان ہوجاوین اور جو شخص کہ مسلمان نہ ہووے کشمیر سے نکل جاوے اور قشقہ یعنے ٹیکا پیشانی پر کھینچے اور عورت ستی کو شوہر کے ہمراہ نہ جلاوین اور سونے اور چاندی کے بتون کو دارالضرب یعنے ٹکسال مین گلا کر زر مسکوک بناوین اس سبب سے غنت اور مصیبت بہت اس ولایت کے ہندوؤن کو کہ اکثر برہمن تھے پہونچی اور بہت سے برہمنون نے جن پر مسلمانی اور جلاوطنی اس شہر سے شاق اور دشوار تھی اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے جلاوطن ہوکر دوسری ولایت کی طرف گئے اور بعضے براہمہ سلطان اور اس کے وزیر کے خوف و ہراس سے اظہار مسلمانی بطریق رفضہ تقیہ کر کے کشمیر مین رہے اور سلطان نے تمام ہمت بتون اور بتخانون کے توڑنے اور مسمار کرنے پر مصروف کی اور ان مین کے اکثر تبکدہ خراب و ویران

کیے ازانجملہ ایک تبکدہ بڑا کہ باغ بجرآمین تھا اور اُسے ساتھ مہادیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے کھودنا شروع کیا اور ہر چند اُس کی تہ کھودی اور پانی تک پہونچائی اُسکی انتہا نہ پائی اور مقتدا یعنے پیشوا سب بتون کا کہ جگدیو تھا اُسے بھی شکستہ کیا اور عمارت و بت توڑنے کے وقت شعلہاے عظیم آتشین اس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کرکے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتون کے توڑنے مین بجد تھا اُن شعلون کو طلسم اور مثل اُسکے جانتا تھا اُسکے توڑنے سے باز نہ کھینچا یہانتک کہ اُس سے ایک نشان باقی نہ رہا اور اسی طرح سے کشمیر مین راجہ اناوت نے بطور سلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم الشان اور مستحکم ترس پور مین تیار کیا تھا اور نجومیون سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کب تک قائم رہیگا اور کس طور سے ویران ہوگا نجومیون نے اوضاع فلکی کو مشاہدہ کرکے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سو سال گذر نیگے سکندر نام ایک بادشاہ اس بتخانہ کو خراب اور ویران کریگا اور یہ دیوہرہ عطارد کا ہے وہ بادشاہ عطارد کی صورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑیگا المتاوت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تانبے کے تہر پر کندہ کرکے ایک صندوق سنگی مین رکھکر اس عمارت کی بنیاد مین دفن کرو چنانچہ اس عمارت کے کھودنے مین وہ لوح برآمد ہوئی اور یہ مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کہ شیلے والے لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار پر نصب کرتے تو مین بعد اطلاع یابی اُن منجان کافر کے حکم کے خلاف اُس عمارت کو سمانکر تا پھر سلطان سکندر اور بتخانون کو جنکی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کرکے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم ہین کہ اُس کے قلمرو مین شراب نہ بکتی تھی اور اُسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے جزیہ نہ لیتے تھے اور آخر عمر مین سلطان تپ محرق مین مبتلا ہوا اور اپنے تینون فرزندونکو جنکا نام میر خان اور شاہی خان اور محمد خان تھا اپنے پاس بلاکر انکے کان نصیحت کے گوہر روشن سے مزین کرکے اتحاد اور وفاق کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میر خان کو خطاب علی شاہ دیکر سلطنت اُسے تفویض کی اور

سنہ ۸۱۹ آٹھ سو انیس ہجری مین فوت ہوا مدت اُس کی سلطنت کی بائیس سال تھی

ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کشمیر کے سریر آرا جلوہ گر ہوا اور بہ پندرہ سال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی مہابت اور صلابت لوگونکے دل مین جاگزین تھی اُسکے حلقہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھا اور اُس نے آغاز سلطنت مین جمیع مہمات ملکی بہ سے جو وزیر سکندر شاہ تھا رجوع کیے اور اُس نے چار برس کے عرصہ مین مسند وزارت پر بیٹھکر بہ تدبیر قسم کے ظلم سکندر شاہ کے موافق ہندوؤن اور اپنے ہموطن پر کہ مراد برہمنون سے ہے جائز رکھے جو شخص مسلمان ہوا اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کرکے زمین اُسکے خون سے رنگین کی جیسا کہ عرصہ قلیل مین اُس گروہ سے کشمیر مین ایک نشان نہ رہا یا تو مسلمان ہوگئے یا ولایت سے نکل گئے ناگاہ یہ بت تپ دق مین گرفتار ہوکر فوت ہوا سلطان علی شاہ نے

اُس کے بعد اپنے بھائی شاہی خان کو جو صائب تدبیر اور شجاعت مین بے نظیر تھا امور مملکت کا مرجع کیا اور وہ جمیع مہمات شاہی کو انجام دیکر اپنے بھائی کو آسودہ رکھتا تھا اور جب علی شاہ کو جہان کی سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور کشمیر سے سفر کرنے کا ارادہ کیا اُس وقت شاہی خان کو اپنا جانشین کرکے اپنے بھائی محمد خان کو اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت فرمائی اور رخصت کے واسطے راجہ جون کے پاس جو علی شاہ کا خسر تھا گیا اور راجہ جون اور راجہ راجوری نے اُسے شاہی خان کے ولیعہد کرنے اور ترک شاہی کے سبب سرزنش کرکے پشیمان کیا اور جو جانتے تھے کہ بیمدد اور اعانت سلطنت مستردہ ہوگی راجہ جون اور راجہ راجوری مع لشکر کثیر سلطان علی شاہ کے ممد اور معاون ہوکر کشمیر کیطرف روانہ ہوئے اور اُس خطہ کو شاہی خان کے تصرف سے برآوردہ کرکے دوبارہ علی شاہ کے قبضہ مین لائے شاہی خان کشمیر سے برآمد ہوکر سیالکوٹ کی سمت گیا اور انھین دنون مین جسرت شیخا کھکر نے سمرقند مین صاحبقران کی قید سے بھاگ کر پنجاب مین تسلط تمام پیدا کیا تھا شاہی خان اس کے پاس التجا اور پناہ لایا اور سلطان علی شاہ نے مع لشکر بیکران کشمیر سے برآمد ہوکر جسرت اور شاہی خان کا تعاقب کیا اور اُنھون نے اس کی تاخت اور تفرقہ اور خستگی سے واقف ہوکر اُسی دن پہاڑون کے درمیان مین صفوف جنگ آراستہ کین اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ علی شاہ زندہ جسرت کے ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہی کہ وہ شکست کھا کر بھاگا اور شاہی خان نے اُس کا تعاقب کرکے ولایت سے باہر کیا اور خود تخت گاہ سلطنت مین جاکر زمام سلطنت قبضہ مین لایا اور شہر کشمیر کی خلقت کہ خواہان اُس کی تھی محظوظ اور خوش حال ہوئی اور شادیانہ کے نقارے بجانے لگی علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال اور نو ماہ تھی اور یہ واقعہ سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین واقع ہوا تھا

ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

جب شاہی خان کشمیر مین بجاے برادر تخت نشین ہوا اپنا خطاب سلطان زین العابدین رکھکر افواج کثیر جسرت کے ہمراہ کی تو اس کی مدد کے واسطے جاکر ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرے اگرچہ جسرت شاہ علی سے برابری نہ کرسکتا تھا لیکن سلطان کے لشکر کی قوت اور اعانت سے تمام پنجاب وغیرہ پر متصرف ہوا اور سلطان نے قصد جہانگیری کا کرکے لشکر تبت پر بھیجا اور اُس ولایت کو بزور تصرف لیا اور اکثر ولایت کو جو آب کشنہ کے کنارے تھی خراب اور ویران کرکے اُسکے باشندون کو قتل کیا اور اپنے بھائی محمد خان کو صاحب مشورہ کرکے مہمات جزوی وکلی ساتھ اُسکے رجوع کین اور خود قضایا تشخیص اور فیصل کرتا تھا اور جمیع فریق کے آدمیون سے صحبت رکھتا تھا اور جو کہ علوم و فنون تحصیل کرچکا تھا ہمیشہ اُسکی مجلس کہ مرادور پا سے ہر دو اناؤن ہندو اور مسلمان سے معمور رہتی تھی اور علوم موسیقی مین بھی خوب طاق تھا اور اکثر اوقات اُس کی ہمت ولایلت کی آبادی اور زراعت کی تکثیر اور نہرون کے اجرا مین مصروف رہتی تھی اور حکم عام نافذ کیا تھا کہ تمام ولایات مین جس شخص کا مال چوری جاوے زمیندار اس موضع کے تاوان دیوین چنانچہ اس

تقریب کے سبب اُسکی تمام قلمرو مین چوری موقوف ہوئی اور وہ بد رسمین جو سیہ بت سے باقی رہی تھین یکقلم دفع کین اور
نرخ نویسی اسکے زمانہ مین جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کے عہد مین نہ تھی اور دستور العمل یعنے قواعد اور
ضوابط مجریہ اپنے تحتہائے مسی پر کندہ کرکے ہر ایک شہر اور موضع مین آویزان کیے تھے یہان تک کہ رسوم
ظلم ولایت کشمیر سے دفع کی اور منقول ہے کہ اُس نے تانبے کے تبرون پر لکھا تھا کہ جو شخص آوے اور ساتھ اس
دستور کے کام نہ کرے خدا کی لعنت مین گرفتار رہو اور سلطان نے طبابت کیواسطے سری بھٹ کو جو طبیب حاذق
تھا تربیت کی اور اُس کے التماس کے موافق برہمنون کو کہ سلطان سکندر کے زمانہ مین سیہ بت کے خوف سے
نکل گئے تھے ولایات دور دست سے طلب کرکے جاگیر اُنکے واسطے مقرر کی اور ہندو کے معابد مقرر معین وقت
تعین کرکے جزیہ کا مانع ہوا اور گاؤکشی بھی موقوف کی اور برہمنون اور تمام ہندؤن کو طلب کرکے اُنسے عہد لیا
کہ دروغ نہ کہین جو کچھ کتب ہندوی مین تحریر ہے اُس سے خلاف نکرین اور ارباب کفر کی تمام عادتین اور رسمین جو
شاہ سکندر کے عہد مین برطرف اور معدوم ہوئی تھین مثل قشقہ کھینچنا اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کے سلطان
زین العابدین نے سب کو از سر نو زندہ کیا نذر اور بھینٹ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سے
لیتے تھے موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کہ ولایتون سے لاتے ہین اپنے مکان مین پوشیدہ
نہ کرین ساتھ اُس قیمت کے کہ خریدی ہے نفع قلیل پر بیچتے رہین اور بیع اور شرا مین غبن فاحش روا
نرکھین اور سلطان نے تمام قیدیون کو کہ سلاطین سابق کے عہد مین قید ہوے تھے سب کو یکقلم آزاد کیا
اور اُس کے ضوابط سے ایک یہ ہے کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اُسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اراضی
پایہ تخت کے دستور کے مطابق خراج اُس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشون اور منکرون کو گوشمالی
دیتا تھا اور مرتبہ اعلی سے اوائل درجہ پر پہونچاتا تھا فقیرون اور ضعیفون کو نوازش کرکے درجہ اوسط مین نگاہ
رکھتا تھا تاکہ نہ تو زیادہ تونگری سے بغاوت کرین اور نہ افلاس سے گدائے مطلق ہون اور پارسائی اس
کی اس درجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی ماں اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسی صورت روا نہ رکھتا تھا
کہ میری نظر نامحرم کے منہ یا مال غیر پر بنظر خیانت وطمع پڑے اور اس مہربانی کے سبب کہ رعایا پر
رکھتا تھا گزاور جریب جو ہمیشہ سے تھی اُسے زیادہ کیا اور شاہ کی وجہ خرچ خاصہ اس زر کے حاصل
سے تھی جو تانبے کی کان سے پیدا ہوتا تھا اور مزدور اُس مین ہمیشہ کام کرتے تھے لینے تانبا نکالتے تھے
اور جو شاہ سکندر کے عہد مین چاندی اور سونے وغیرہ کے تبون کو توڑکر دار الضرب مین مسکوک کیا تھا وہ
سونا کچھ کھوٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اس کان سے حاصل ہوا ہی ٹکسال مین بھیجکر مسکوک
کرین اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اُسے سزا ہو نچاوے یعنے اُسکے حق مین جو کچھ بدی کہدیتا
وہی واقع ہو جاتی اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اُسے اپنی ولایت کے حدود سے نکال دیتا تھا اور وہ
نہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھ پر غضبناک ہے بلکہ راضی جانتا تھا اور اس ضمن مین کام ہوجاتا تھا اور لوگ اس کے عہد مین
ساتھ جس ملت کے چاہتے تھے رہتے تھے اور کوئی از روے تعصب یعنے دین کی حمایت سے دوسرے کا
متعرض نہوتا تھا اور برہمن اور ہندو جو سلطان سکندر کے عہد مین مسلمان ہوے تھے اُس کے عہد مین مرتد

ہو گئے تھے اور کوئی عالم اسلام اُن پر ارتداد کے سبب پکڑ دھکڑ کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے کوہ باران کے قرب ایک نہر لاکر نیا شہر بنا کیا تھا کہ آبادی اُس کی بیچ کو سی تھی اور علاوہ اس کے اور بھی شہر آباد کیے تھے اور کالپور وغیرہ مین پانی دور سے لاکر نہرین تیار کی تھین اور پل باندھے تھے اور زراعت کی تکثیر کی تاکید فرماتا تھا اور اُن مواضع مین کہ اُس نے اپنی ذات خاص سے آبادی کی قلی علما اور فضلا اور غربا کو آباد کیا تھا تاکہ مسافرون کو طعام دیتے رہین اور جو کچھ محتاجونکو نقد وجنس درکار ہو اُس موضع کی جنس سے صرف کرتے رہین اور مملکت کشمیر مین کوئی زمین بے آب وزراعت باقی نہ رہی مگر وہ مقام کہ جس کی خبر شاہ کو نہ پہونچی بے آب رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ حوض دریناک مین جو شمل دریا کے مشاہدہ ہوتا ہی اور حکام اس ناحیہ نے اُس کا منفذ بند کیا ہی اس کے درمیان ایک عمارت عالی شان بنا کرے پھر اس زمانہ کے دانا وُن کو بلا کر مشورہ کیا چنانچہ بعد تامل اور تفکر کے سب کی راے نے اسپر اتفاق کیا کہ چند کوٹھیان چوکور چوبی بنا کر انھین پتھر سے پر کر کے پانی مین غرق کرین اور جب وہ پتھر پانی سے بلند ہووے اُس پر عمارت بنا دین جب ایسا کیا وہ کوٹھیان سنگین پانی سے چند گز بلند ہوئین سلطان نے اُس مقام مین عمارت عالی یعنی مساجد اور منازل اور باغ تعمیر فرمائے اور اُس کا نام زین لنکار کھا اور فی الواقع وہ عمارت اس خوبی کے ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم مین کہین اُس کا نظیر ہو اور شاہ نے چند موضع اُس مقام کے مصارف کے واسطے وقف کیے اور سلطان اس دنیاے فانی سے ایسا وارستہ اور آزاد تھا کہ باوجود اس حشمت وشوکت کے ہرگز اسباب سلطنت سے تعلق نہ رکھتا تھا اور خزانون کی فراہمی کا اُسے مطلق خیال وشوق نہ تھا اور سلطان زین العابدین کے عہد مین ملا محمد نام ایک شاعر وانشمند پیدا ہوا کہ ایک لحظہ مین مجلس مین بیٹھکر جس بحر اور قافیہ مین کہ چاہتا تھا نے البدیہہ اشعار پر مضمون صدہا کہتا تھا اور جس مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے اُسیوقت جواب دیتا تھا اور سلطان اُس کی تعظیم اور جمیع علما کی تعظیم مین تقصیر نہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بزرگوار ہمارے مرشد اور قبلہ ہین اور تمھون نے ہمین ضلالت سے نکال کر ساتھ ہدایت کے پہونچایا ہی اور اسی طرح سے جوگیون کا بھی احترام کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرتاض اور غریب ہین اور کسی فرقہ کے عیب کو مشاہدہ نہ کرتا تھا اُس کے ہنر کا جویا تھا اور فراست اور عقل کا ایسا تیز تھا کہ ہر قسم کے قضیہ اور مشکل کو جو عاقلون سے حل نہوتے تھے سلطان اُس کا دم بھر مین فیصلہ واجبی کرتا تھا چنانچہ ایسے مقدمون سے ایک مقدمہ یہ ہے کہ اُس کے عہد مین ایک عورت اپنی موت سے عداوت قلبی رکھتی تھی اور اُسے کسی حیلہ سے دفع نہ کر سکتی تھی ایک رات کو اُس بے وقوف نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ہلاک کیا اور صبح کو اُس کے خون کی تہمت اُسپر کر کے بادشاہ کے پاس دادخواہ ہوئی سلطان نے اس مقدمہ کو منصفون کے سپرد کیا اور جب وہ اس معاملہ کی تشخیص سے عاجز ہوئے سلطان نے اول اُس عورت کو جو متہم تھی خلوت مین طلب کر کے اُس سے پوچھا کہ اگر فی الواقع تو نے اس لڑکے کو ہلاک کیا ہی مجھسے سچ کہ تو مین تجھے معاف کردون اور جو دروغ کہیگی تیرے قتل کا حکم جاری کرونگا اُسنے جواب دیا کہ آپ جو چاہین فرمائین خدا شاہد ہی مین اس لڑکے کے قتل ہونے سے ہرگز واقفیت نہین رکھتی سلطان نے جواب دیا اگر یہ فعل تجھسے صادر نہین ہوا ہی ایک کام کر کہ تو اس دربار مین مادرزاد برہنہ ہو کر حضار کے حضور

اپنے مکان مین جاتو جانین کہ تو اس خون کی تہمت سے پاک ہی وہ مرا پناگریبان فکر مین لے گئی اور بعد تامل کے یہ جواب دیا کہ اگر مجھے ہلاک کیجیے ہزار مرتبہ بہتر اس زندگانی سے ہی کہ یہ امر کمال بے شرمی اور بیحیائی کا مجھ سے مشاہدہ کیا جاوے مجھے تہمت خون کی کیا کم ہی جو اس امر زشت پر قیام کرون یہ جواب سنکر سلطان نے مدعیہ کو جس نے خون کی تہمت لگائی تھی اُسے تنہا طلب کرکے پوچھا کہ سچ کہ اس لڑکے کو کس نے قتل کیا ہے عورت نے کہا کہ اگر یہ میری بہت اس لڑکے کی قاتل ہو مجھے بجائے اُسکے مقتول کیجیے سلطان نے کہا اگر تو اس دعوی مین سچی ہی اہل مجلس کے روبرو برہنہ ہو وہ بیحیا فورًا اس امر پر راضی ہوئی اور بیحیائی سے ازار بند کھولکر برہنہ ہونے پر تھی کہ سلطان اس امر سے مانع ہوا اور فرمایا کہ یہ کام اسی بے حیا کا ہے اپنی سوت کے نکالنے کے واسطے اسنے اپنے لخت دل کو قتل کیا اور تہمت اُسپر رکھی فرمایا کہ چند تازیانہ مارو جب مار پڑنے لگی وہ اپنے فعل زشت کی مقر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا کہ اس نفس بیچارہ کی یہی قاتل ہی حکم اُسکے قتل کا صادر فرمایا اور سلطان کی جملہ عادات سے ایک عادت یہ تھی کہ چور کے قتل کا حکم نافذ نہ فرماتا تھا بلکہ جس مقام پر چور گرفتار ہوتا تھا حکم تھا کہ زنجیر اُس کے پاؤن مین ڈالکر قید کرو اور اس سے ہر روز مشقت لو یعنے عمارت کی تعمیر کے واسطے پتھر اور مٹی اٹھواؤ اور مراحم قلبی سے آدمیون کو شکار کی ممانعت کی تھی کہ جانور مارے نہ جاوین اور ماہ رمضان مین سلطان گوشت نہ کھاتا تھا غرضکہ جب آوازہ اس کے جود و احسان کا عالم مین منتشر ہوا منعمی اور سازندہ کہ علم موسیقی مین اپنے وقت کے نایک تھے اطراف و جوانب سے اس قدر کشمیر مین آئے کہ کشمیر اُنکی کثرت سے رشک فرنگ ہوا اور ملا عودی شاگرد عبد القادر کا جو صاحب تصانیف مشہور ہی خراسان سے سلطان کے پاس آیا اور عود ایسا بجایا کہ سلطان کو پسند آیا اور محظوظ ہوکر اُسکے حال پر نوازش فرمائی اور انعام سے مالا مال کیا اور ملا جمیل متخلص بہ جانفشانی جو شعر گوئی اور خوش خوانی مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا مجلس سلطان مین حاضر ہوکر اس خوش الحانی سے غزلین اور معرفتین گاتا تھا کہ سلطان کو حالت وجد مین کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہے نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سے ہر سال ملا جمیل کو اس قدر زر خطیر دیتا تھا کہ اُس کی شرح کا مقدور نہین ہی اور ملا جمیل کے نقش اور آثار سلطان کے ذکر جمیل کے مانند اس زمانہ تک کشمیر مین مشہور ہین اور سلطان کے عہد مین حبیب نام ایک آتشبازی پیدا ہوا کہ چشم زمانہ نے عینک مہر و ماہ سے اس سے پیشتر مشاہدہ نہ کیا تھا اس نے فن آتشبازی مین ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہتے تھے اور کشمیر مین تفنگ اُس نے پیدا کی اور بادشاہ کے سامنے دوائین تیار کین اور دیگر ہنر دکھلائے اور آدمیون کو تعلیم دی اور وہ آتشبازی کے سوا جمیع علوم مین فائق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ و ارباب طرب سے کہ حسن صورت اور قوالی اور خوش آوازی مین یکتاے روزگار تھے اور حرکات و سکنات مین جہان مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے رشک بہشت تھی اور ناچنے والے اور نٹ اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئے اور بعضے گویے اُن مین ایسی دستگاہ رکھتے تھے کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنے بارہ پردہ مین ادا کرتے تھے اور سلطان نے اہل طرب کے اکثر سازون کو یعنے عود اور رباب اور طنبور وغیرہ کو طلاے خالص کے تحفون سے مڑھکر جواہر سے مرصع

کیا تھا اور رسوم نام ایک کشمیری جو زبان کشمیر مین شعر کہتا تھا اور علوم ہندی مین فرد تھا اُس نے زین حرب نام کتاب حالات سلطان کے بیان مین مشروحًا تصنیف کی اور مسمی بودی بت جو شاہنامہ فردوسی طوسی کا آغاز سے انجام تک یاد رکھتا تھا اُس نے زین نام ایک کتاب علم موسیقی مین شاہ کے نام سے تالیف کر کے بادشاہ کے حضور پڑھی اور اُس کے صلہ مین نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز ہوا اور شاہ جمیع لغات فارسی اور ہندی اور تبتی وغیرہ مین نہایت درجہ مہارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی مین کلام کرتا تھا یہان تک کہ اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی مین ترجمہ کیا تھا اور کتاب راج ترنگنی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سے ہے اُس کے عہد مین تصنیف ہوئی اور محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ مین مہابھارت کا ترجمہ جو بدعبارت تھا دوبارہ عبارت فصیح مین ہوا اور تاریخ کشمیر کو بھی فارسی مین ترجمہ کیا اور جو بادشاہ کہ شاہ زین العابدین کے ہمعصر تھے اُس کی خوبیون کا شہرہ سن کر اپنا اشتیاق ملاقات اظہار کرتے تھے خصوصًا خاقان سعید ابو سعید شاہ نے خراسان سے گھوڑے تازی شائستہ اور خچر راہوار اور اونٹ قوی ہیکل اُس کے واسطے ہدیہ بھیجے بادشاہ اس امر سے نہایت محظوظ ہوا اور اُس کے مقابلہ مین گونین زعفران کی اور کاغذ کشمیری عمدہ اور مشک اور عطر اور گلاب اور سرکہ اور دوشالے خوب اور بلور کے ظروف اور کشمیر کے اور بھی اشیاے نفیسہ اور نادر خاقان سعید کی خدمت مین ارسال فرمائے اور راجہ تبت سرورنے کہ ایک حوض مشہور ہے اور اُس کا پانی کبھی تغیر اور تبدل نہین قبول کرتا ہے وہان کے دو جانور کیاب کہ راج ہنس نام رکھتے تھے اور نہایت خوبصورت اور عمدہ تھے سلطان زین العابدین کے واسطے بھیجے سلطان انھین دیکھکر نہایت خوش ہوا اور خاصیت اُن جانورون کی یہ تھی کہ دودھ کو پانی مین مخلوط کر کے جب اُن کے روبرو رکھو وہ اپنی منقار یعنے چونچ سے شیر کے اجزا پانی کے اجزا سے جدا کر کے نوش کرتے تھے آب خالص باقی رہتا تھا شاہ نے یہ امر مشاہدہ کر کے یقین جانا کہ جو کچھ انکی خاصیت سنتے تھے سچ ہے اور شاہ نے آغاز شاہی سے جیسا کہ مذکور ہوا اپنے بھائی محمد خان کو وکیل مطلق اور ولیعہد مستقل کیا تھا جب محمد خان نے وفات پائی اُس کے فرزند حیدر کو جانشین پدر کیا اور مہات ملکی کا اُسے اختیار دیا اور مسعود اور شیرو اپنے دو کوکہ کو کہ دونون برادر حقیقی اور سلطان کے کوکا تھے ان کا بہت اعتبار کرتا تھا اور انھون نے آپس مین خصومت کی اور شیرو نے اپنے بڑے بھائی مسعود کو ہلاک کیا اور شاہ نے اُس کے قصاص مین شیرو کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور سلطان کے تین فرزند تھے آدم خان کہ سب سے بڑا تھا لیکن بادشاہ کی نظر مین ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا تھا اور حاجی خان منجھلے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا تھا اور بہرام خان چھوٹے فرزند کو جاگیر بہت دی تھی اور ایک شخص ملا دریا نام کو پاچی گری کے ساحل سے لاکر دریا خان خطاب دے کر سرفراز کیا اور جمیع کاروبار مملکت اس کے سپرد کر کے بخاطر جمع عیش مین مشغول ہوا اور جس روز کہ شیرو کو کانے اس عالم سے کوچ کیا سلطان نے کرور کشمیری اشرفیان کہ چار سو شتر بار طلا ہوتا ہے اُس کی روح کی ترویح کے واسطے اطفال کو خیرات کیا اور یہ بھی روایت ہے کہ اس عرصہ مین شاہ زین العابدین کو ایسی بیماری سخت عارض ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا قضارا انھین دنون مین ایک

جوگی کشمیر مین وارد ہوا اور جب اُس نے سنا کہ سلطان مرض صعب مین مبتلا ہی امرائے سلطان کے پاس آکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اس کی صحت سے مایوس ہو اور مین ایک علم ایسا جانتا ہون کہ بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچ لون اور سلطان شفا سے کامل پاوے وہ یہ امر غنیمت بلکہ غریب جان کر اسے سلطان کے پاس لے گئے جوگی نے دیکھکر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہی مجھے مع ایک شاگرد یہان چھوڑ کر تم چلے جاؤ تو مین علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچون اُنھون نے اُسے مع شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی ساتھ اِس صنعت کے کہ رکھتا تھا اپنی روح سلطان کے قالب مین در لایا اور سلطان کی روح اپنے بدن مین منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے قالب کو آسن پر لیٹے میرے مقام مین لیجا کر اس کی محافظت مین مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا اور کوئی جانور درندہ مجھے صدمہ نہ پہونچاوے تو مین روح سلطان کی صحیح اور تندرست کر کے اپنی حالت اصلی پر آؤن غرضکہ شاگرد اُس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بیحس و حرکت تھا حجرے سے نکال لایا اور روزرا سے کہا کہ میرے اُستاد نے سلطان کی بیماری اپنے اوپر لی اور مین اس کا بدن معالجہ کے واسطے لیے جاتا ہون اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکان دولت جب حجرہ مین آئے سلطان کو صحیح اور تندرست پایا سب حیران ہوے اور اُسکے شکریہ مین چند روز جشن کیا اور صدقے اور نذرین آدمیون کو دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان تا مدت مدید زندہ رہا لیکن ارباب دانش تناسخ روح کے قائل نہین اور کہتے ہین کہ تناسخ روح ایک بدن سے دوسرے بدن مین ہرگز نہین ہوسکتی اور مؤلف اس کتاب یعنے محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہی کہ جو جوگی ریاضت کش اور صاحب کشف و کرامات اور مستجاب الدعوات ہوتے ہین جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہین اُس کے مرض کو بطریق نقل مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہین یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہین نہ نقل روح یا اُن کی دعا کی تاثیر سے وہ مرض یا وہ شی جو اُن کے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہی نقل کرتی ہی اور وہ مریض اُس بلا سے نجات پاتا ہی جیسا کہ رشحات مین جو ملا علی بن ملا حسین کاشفی کی تالیف ہی اور اُس مین مشائخ نقشبندیہ کے حالات تحریر ہین لکھا ہی کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا قدس اللہ سرہ العزیز سے بہ نیت سفر جہاز پر سوار ہو کر سبزوار مین پہونچے اور چند روز وہان قیام کیا اور طالبان صادق اور مستعدان واثق اس بلدہ کے آنحضرت کو غنیمت جان کر اُن کی صحبت مین حاضر ہوتے تھے از انجملہ ایک اُس شہر کے بزرگون مین سے کہ سادات عظام سے تھے اُنھون نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد بہم پہونچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز آنحضرت کی صحبت مین نہ پہونچے اُن کے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہی چند روز سے وہ سید میرے پاس تشریف نہین لاتے اس نے جواب دیا کہ دانتون کے درد کی شدت سے اُن کا منھ ورم کر آیا ہی اور تپ محرق مین گرفتار اور درد کی شدت سے نالان اور بیقرار ہی شیخ نے فرمایا کہ وہ جوان قابل ہی مین اُس کی عیادت کو جاؤن گا جب ہمراہ جوان کے اس کے بالین پر تشریف لے گئے

دیکھا کہ وہ سید درد دندان کے سبب تپ محرق مین بستر علالت پر پڑا ہوا لوٹتا ہی شیخ بعد مزاج پرسی کے
ایک لحظہ سکوت کرکے اُس کے مرض کی طرف متوجہ ہوے اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا اس
عرصہ مین درد اُس سید زادہ کے دانتون کا بالکل دفع ہوا صحت پائی اور ورم اس کے منھ کا شیخ کے
چہرۂ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے نجات پائی شیخ منزل مقصود کی طرف راہی ہوے اور
وہ سید زادہ اپنے مکان کے دروازہ تک مشایعت کرکے اپنی صحت سے خوش وقت ہوا اور شیخ
پندرہ روز اُس مرض مین مبتلا رہے آخر کو برطرف ہوا اور یہ سلب مرض کا عمل خانوادہ نقشبندیہ
کا ہی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیاساً معلوم ہوتا ہی کہ جوگی اور سلطان زین العابدین کا بھی معاملہ
ایسا ہی ہوگا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اُن دونمین شاہزادون نے آپس مین نزاع کی اور آدم خان
یعنی سلطان کا بڑا بیٹا اپنے باپ کے حکم کے بموجب کشمیر سے برآمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادے
اور گولہ انداز اور تیر اندازون کی بہم پہونچاکر ولایت تبت کو سہلترین وجہ سے فتح کیا اور غنیمت بہت سلطان
کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اُس پر نظر نوازش مبذول فرمائی اور حاجی خان کو لوہرکوٹ کیطرف
نامزد کیا اور آدم خان کو حاجی خان کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس نگاہ رکھا اور بعضے مفسدان
واقعہ طلب نے حاجی خان کو اغوا کرکے لوہرکوٹ سے سلطان کے بدون حکم کشمیر کی سمت روانہ
کیا سلطان نے پہلے پیغام بھیجکر اُسے نصیحت کی اور کشمیر کے آنے سے مانع ہوا جب اُس نے شاہ
کا ارشاد گوش ارادت سے نہ سنا اور اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آخر کو سلطان خود مع لشکر عظیم کشمیر سے
برآمد ہوا اور ہلیل کے میدان مین بعزم جنگ فروکش ہوا اس وقت حاجی خان نے اپنے فعل زشت
سے نادم ہوکر چاہا کہ شاہ کی ملازمت مین حاضر ہون لیکن اس کے سپاہیون نے نہ مانا آخر وہ صف
جنگ درست کرکے میدان مین آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور سردار نامی طرفین کے کام
آئے اور آدم خان نے اس معرکہ مین داد مردی اور مردانگی کی دی اور صبح سے شام تک تنور جنگ
گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور افواج اس کی مغلوب ہوئی اور رہیرہ پور کی سمت
بھاگی آدم خان نے پیچھا کرکے اکثر مفروروں کو علف تیغ خون آشام کیا اور چاہا کہ جب تک حاجی خان
گرفتار نہو کسی مقام مین قیام نہ کرون سلطان نے اُسے تعاقب سے باز رکھا حاجی خان
بقیۃ السیف کو ہمراہ لے کر رہیرہ پور سے نبیر مین گیا اور زخمیون کے معالجہ مین مشغول ہوا سلطان بعد
فتح کشمیر مین آیا اور مخالفون کے سرون سے ایک مینار بلند بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے
اسیرون کے لیے حکم قتل نافذ فرمایا اور ولایت کامراج کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامزد فرمائی
اور آدم خان اس جماعت کی کہ حاجی خان کے باعث اغوا ہوئی تھی جستجو کرتا تھا اور ان کے اہل و عیال
پر نہایت ایذا اور صعوبت پہونچاکر زر خطیر وصول کرتا تھا بسبب اس تقریب کے اکثر سپاہی حاجی خان
سے جدا ہوکر آدم خان کے شریک ہوئے اور سلطان نے بعد اس واقعہ کے آدم خان کو ولیعہد کیا
اور آدم خان نے چھ برس حکومت باستقلال تمام کی اور ملک آباد تھا اس کے بعد ولایت کشمیر مین

ایسا قحط پڑا کہ آدمی بھوک کی شدت مین نان کے عوض مین جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو پھینکر غلہ اور اذوقہ کی چوری کو غنیمت جانتے تھے فقرا اور غربا بیوہ خام کھانے سے ہر طرف مرتے تھے اور بعضے بھوسے پر قناعت کرتے تھے وہ بھی میسر نہوتی تھی اس واقعہ سے سلطان محزون اور غمگین رہتا تھا اور ذخیرہ کا غلہ رعایا پر تقسیم فرماتا تھا جب قحط کی بلا بالکل دفع ہوئی سلطان نے بعضے محال مین چوتھا حصہ اور بعضے مقامون مین ساتوان حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نے ولایت کمراج پر جب قدرت پائی قسم قسم کے ظلم و جور اس حدود مین برپا کیے اور جس شخص کے پاس جو شے دیکھتا تھا چھین لیتا تھا اور بہت لوگ اُس کے ہاتھ سے عاجز ہوکر سلطان کے پاس داد خواہ ہوئے اور جو حکم کہ سلطان اُس پر نافذ فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نہ کرتا تھا بلکہ قطب الدین ہی مین اقامت کی بنیاد ڈال کر سلطان کے مقابلہ کے واسطے لشکر بیشمار فراہم کیا اور سلطان نے اُس سے متوہم ہوکر کسی حیلہ اور بہانہ سے تسلی دیکر پھر اُسکو کمراج کی طرف بھیجا اور شر کے دفع ہونے کے واسطے بسبب ضرورت حاجی خان کے نام باستمالت تمام فرمان بھیجکر بسرعت طلب کیا اتفاقاً انھین دنون مین آدم خان کا مزاج سے برآمد ہوا اور حاجی خان سے لڑکر اُسے شکست دے کر سرسوپور کو غارت کرکے خاک سیاہ کیا اور سلطان نے یہ خبر سنکر افواج قاہرہ آدم خان کے سر پر بھیجی اور طرفین نے ایسی جنگ عظیم کی کہ ما فوق اُس سے متصور نہین ہی اور بہادران آدم خان مقتول اور مغلوب ہوئے اور اس کے فرار کے وقت پل سوپور کا جو دریاے بہٹ پر واقع تھا ٹوٹ گیا اور تین سو مرد اہل ہنر آدم خان کے غرق ہوے اور سلطان اُس وقت شہر سے برآمد ہوکر سوپور کی سمت روانہ ہوا اور رعایا کو دلاسا کرکے آب بہٹ کے اس طرف نزول اجلال فرمایا اور دریاے بہٹ کے اُس پار آدم خان فروکش ہوا اور اُس وقت حاجی خان سلطان کے حسب الحکم نچھ کے راستہ سے کہ نام ایک موضع کا ہی ارسولہ کے قریب پہونچا اور سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کا نام بہرام خان تھا حاجی خان کے استقبال کو بھیجا اور اُن دونون بھائیون نے آپس مین خصوصیت اظہار کی اور آدم خان حاجی خان کے آنے سے رنجیدہ ہوا اور خوف و ہراس نے اُس پر غلبہ کیا شاہراہ کے راستہ سے بھاگا نیلاب مین جاکر پناہ لی اور سلطان نے حاجی خان کو ہمراہ لے کر شہر کی طرف مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُس پر مبذول کرکے ولیعہد کیا اور وہ بھی شب و روز کمر خدمت پر باندھکر اخلاص و ادب مین دقیقہ نامرعی نہ چھوڑتا تھا اور تقصیرات سابق کی تلافی بوجہ احسن کرکے انیسی شاہ کے دل مین جگہ کی کہ سلطان نے اور فرزندون سے زیادہ تر اُس پر رعایت فرمائی اور ایک ٹپکا اور ایک شمشیر جو جواہر قیمتی سے مرصع اور مکلل تھے اُسے مرحمت کیے اور اُس کے آدمیون کے واسطے مناصب اور جاگیرین مقرر فرمائین اور چند روز کے بعد سلطان حاجی خان سے بسبب میخوشی مدام اور قبول نہ کرنے نصیحت کے آزردہ ہوا جب سلطان کو اسہال و موی یعنی خون کے دست شروع ہوے اور مزاج اُس کا حاجی خان سے متغیر ہوا مہمات شاہی معطل اور ملتوی رہے

عیان حضرت سے سلطان سے پوشیدہ آدم خان کو طلب کیا اور آدم خان نے آن کر شاہ کو دیکھا لیکن
در نہ آنا اُس کا مساوی ہوا سلطان ہرگز اُس پر التفات نہ کرتا تھا لیکن آدم خان بھائیون کے
ہ عہد و پیمان درمیان مین لایا اور امرا سے بھی صلح اور موافقت کی چنانچہ خیر خواہون نے سلطان
عرض کیا کہ ملک خراب ہوتا ہی اپنے شاہزادون مین سے جس کو لیئق جانین اُسے سلطنت تفویض
بین سلطان نے قبول نہ کیا اور کام تقدیر الٰہی پر چھوڑا اتفاقاً بھائیون کے درمیان رنجش بہم پہنچی
م خان نے گفتگو وحشت آمیز اپنے دونون بھائیون مین ڈالی اور اُنھین آپس مین دشمن کیا یہان تک
ھون نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور آدم خان سلطان سے رخصت لے کر بھائیون سے جدا ہوا اور قطب الدین پور
یا اور جوان دنون مین سلطان پر ضعف پیری اور بیماری غالب ہوئی آب و طعام کی طرف ملتفت
تھا اس واسطے امرا و وزرا فساد کے خوف سے شاہزادون کو سلطان کی عیادت کو نہ جانے
تے تھے اور کبھی کبھی خلائق کی تسلی کے واسطے شاہ کو ایک مقام بلند پر بہزار تکلیف لاکر آدمیون کو
ستے تھے اور نقارہ شادیانے کا بجاتے تھے اور ملک کو اس طور سے نگاہ رکھتے تھے القصہ
ں خان اور بہرام خان مسلح ہوکر آدم خان کے مدافعہ پر آمادہ ہوے اور ہر روز اُس کے مقابلہ کو
تے تھے اور سلطان کی بیماری اس خبر سے روز بروز افزون ہوتی تھی اور انھین دنون اُس کے
ں و حواس مین فرق آیا اور بیہوشی طاری ہوئی جب ایک شبانہ روز سلطان بیہوش رہا آدم خان
ر رات کو تنہا قطب الدین پور سے سلطان کے دیکھنے کو آیا اور لشکر اطراف شہر مین محافظت کے واسطے
را اور وہ رات سلطان کے دیوانخانہ مین بسر کی اور حسن خان کجی کہ ایک امراے نامدار سے تھا
نے اُسی رات امرا و وزرا سے حاجی خان کی بیعت کروائی اور دوسرے دن آدم خان کو کسی حیلہ
کشمیر سے نکال دیا اور حاجی خان کو بسرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوانخانہ مین آیا اور سلطان
تمام اصطبل خاص کے گھوڑون پر متصرف ہوا اور لشکر بیشمار فراہم کرکے قلعہ کے باہر قیام پکڑا
سلطان کے دیکھنے کی تمنا کی لیکن دشمنون کے غدر کے اندیشے سے محل مین نہ جا سکا اور آدم خان
ں خان کی خبر دیوان عام کے داخلہ اور اُس کے غالب ہونے کی سُنکر کشمیر سے برآمد ہوا اور
دل کے راستے سے قصد ہندوستان کا کیا اس سبب سے اس کے نوکر مایوس اور بدل ہوکر
سے جدا ہوے اور زین لارک کہ حاجی خان کے ایک امراے معتبر سے تھا اُس نے
جماعت اپنے ہمراہ لے کر آدم خان کا پیچھا کیا اور آدم خان بھی اُس کا مقابلہ کرکے خوب لڑا
رین لارک کے بھائیون اور عزیزون کو قتل کرکے نکل گیا اور اس وقت حسن خان بیٹا
ں خان کا جو پنجہ مین تھا اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حاجی خان نے اُس کے آنے سے
تمام پائی کام اُس کا بالا ہوا اور جمعیت اور استقلال نہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان
العابدین اٹھتر برس کی عمر مین آخر ۸۷۷ھ آٹھ سو ستتر ہجری مین فوت ہوا مدت اُس کی سلطنت
کی باون برس تھی۔

ذکر حاجی خان المخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندر پور مین جو بوسہ کہلاتا ہی اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زر خطیر نثار فرمایا اور اُسکے بھائی بہرام خان اور اُس کے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اُسکے زیب سر کرکے خدمت مین قیام کیا **بیت** چو مرگ افگند افسرے از سرے ٭ نہد آسمان بر سر دیگرے ٭ شاہ حیدر نے ولایت کمراج حسن خان کو جاگیر دے کر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناکام بہرام خان کو جاگیر دے کر اُسے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤن کو جو تعزیت اور تہنیت کے واسطے حاضر ہوے تھے خلعت اور گھوڑے دے کر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اُس سے ناراض ہوکر جاگیرون پر گئے تھے اور جو بادشاہ ملک کے احوال سے بخبر اور غافل تھا وزیرون سے قسم قسم کے ظلم و تعدی رعایا پر ہوتے تھے اور شاہ نے جو نے نام حجام کو اپنے قرب مین ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اُسپر عمل کرکے سر مو تجاوز نہ کرتا تھا اور وہ حجام آدمیون سے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے بدظن ہوتا تھا اُس سے سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خان کچھی کہ جس نے زیادہ تر اس کی بیعت مین کوشش کی تھی اوسے حجام کے اغوا سے مارا گیا اور اُس وقت مین آدم خان لشکر کثیر فراہم لاکر بانتزاع ملک ولایت جمو مین پہونچا تھا جب اُسنے حسن خان کچھی کی خبر قتل سنی فسخ عزیمت کی اور ملک دیو راجہ جمو کی برفاقت اُن مغلون کے جنگ کے واسطے کہ اس نواح مین آئے تھے روانہ ہوا قضارا اُس معرکہ مین ایک تیر آدم خان کے دہن مین ایسا لگا کہ اس زخم کے صدمہ سے جانبر نہوا شاہ حیدر اُس کی خبر وفات سُنکر غمگین ہوا اور نعش اُس کی جنگ گاہ سے اُٹھوا کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو اُن دنون مین شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب مین مبتلا ہوگیا تھا امرا نے اس کے غیبت مین بہرام خان سے اتفاق کرکے چاہا کہ اُسے تخت پر بٹھاوین اور جب یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو جس نے شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جاکر بہت قلعہ فتح کیے تھے پہونچی وہ مع لشکر جرار بطریق ایلغار کشمیر مین داخل ہوا اور غنائم بے شمار شاہ کی خدمت مین لایا لیکن جو شاہ کی بلا اجازت آیا تھا اہل غرض نے باتین موحش کہکر شاہ کا مزاج اُس سے متغیر اور منحرف کیا اور اُسکی جانفشانی اور کوئی خدمت شاہ کو مقبول اور منظور نہوئی الغرض ایک دن بادشاہ قصر کنگر دہ کے کمرہ پر برآمد ہوکر شرب شراب مین مشغول تھا حالت مستی مین پانوٗن نے اُسکے لغزش کی اس قصر رفیع سے زمین پر گرا اور مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کے ایک شبانہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن

ہوا اور دوسرے دن اُن لوگون کو جن سے متوہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نئے شہر مین جا کر استقامت کی اور خزانہ باپ اور دادا اور چچا کا آدمیون پر نثار کیا اور احمد اسود کو ملک احمد خطاب دے کر مہمات سلطنت اُس سے رجوع کین اور اس کے بیٹے نوروز کو دروازہ کا حاجب کیا اور بہرام خان اپنے فرزند کو لے کر کشمیر سے برآمد ہو کر ہندوستان کی طرف عازم ہوا اس وجہ سے سپاہ اُس سے جدا ہوئی اُس کا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے قواعد اور ضوابط جو شاہ حیدر کے عہد مین یکقلم موقوف اور معدوم ہو گئے تھے از سر نو زندہ کیے اور مدار کار اُنھین آئین پر چھوڑا اور اُس وقت امین بعضے مفسدون اور فتنہ انگیزون نے بہرام خان کے پاس جا کر اُسے جنگ کی تحریض کی اور بعضے امرا نے بھی اُسے معروضہ بھیجا طلب کیا بہرام خان ولایت کرمار سے پلٹ کر پہاڑون کے راستہ سے ولایت کمراج مین پہونچا سلطان اس وقت بقصد سیر دنیالور مین گیا تھا یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کو سولپور کی طرف روانہ ہوا اور بعضے آدمیون نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ کو ہند کی طرف جانا مناسب ہے لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے باز رکھا شاہ کو اُس کی راے پسند آئی ملک تاج خان کو مع لشکر گران بہرام خان کے مقابلہ کو بھیجا اور بہرام خان اس امر کا مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا لیکن اُس کے خلاف عمل مین آیا اور موضع نولپور مین جنگ شدید واقع ہوئی اور اُس حرب وضرب مین ایک تیر بہرام خان کے دہن پر لگا کر شکست کھا کر مرہٹہ کے سمت بھاگا اور افواج شاہی اُس کے تعاقب مین روانہ ہوئی چنانچہ اُسے اور اُس کے فرزند کو گرفتار کر لائی اور اُس کا تمام ساز وسامان لوٹ لیا اور وہ بحال خراب شاہ کے پاس پہونچے شاہ نے دونون کو قید کیا اور چند روز کے بعد بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھروائی تیسرے روز مرغ روح اُس کا قفس تن سے پھڑک کر عالم باقی کی طرف پرواز کر گیا اور زین بدر جو شاہ زین العابدین کا وزیر تھا اور ملک احمد اسود سے تنازع رکھتا تھا اور اُس نے بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے کے لیے بہت کوشش کی تھی شاہ حسن نے اُس کو گرفتار کر کے اُسی سلائی سے کہ جس سے بہرام خان کو اندھا کیا تھا اس کو نمک کو بھی کور کیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قید خانہ مین مر گیا **مصرع** کار بد کردہ را سزا انیست ۔ اور ملک احمد اسود کی وزارت زین بدر کے مرنے سے پکی یعنی استقلال حاصل ہوا اور اُس نے ملک باری بہٹ کو مع لشکر آراستہ دہلی کی طرف عجب دیو راجہ جموں کی حمایت کیواسطے راجوری کے راستہ سے روانہ کیا اور راجہ مذکور نے ملک باری بہٹ سے ملاقات کی ملک باری بہٹ نے لشکر ابنوہ اسکی مدد کو دیا اور وہ جا کر تاتار خان سے جو از جانب بادشاہ دہلی ولایت پنجاب اور دامن کوہ کا حاکم تھا لڑا اور اُس کی ولایت تاراج کر کے شہر سیالکوٹ کو خراب اور ویران کیا القصہ سلطان حسن کی خاتون کے بطن سے جو سید حسن بن سید ناصر کی دختر تھی دو فرزند توام یعنے جوڑوان پیدا ہوئے سلطان نے ایک کا نام محمد رکھا اور اُسے ملک باری بہٹ کو پرورش کے واسطے سپرد کیا اور دوسرے کا اسم حسین رکھکر ملک نوروز ولد ملک احمد اسود کو دیا اور اُس کی تربیت کی تاکید فرمائی اور اُن دونون مین ملک احمد اور

ملک باری سے ایسی رنجش ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان مین بھی دشمنی اور خصومت بہم پہونچی تھی یہان تک کہ بڑے بڑے معرکے واقع ہوئے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ایک رات کو سب جمعیت کرکے شاہ کے دیوانخانہ مین در آئے اور دست اندازی کرکے آگ لگائی اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز و اقارب اور اعوان و انصار گرفتار کرکے قید کیا اور مال اُس کا تاراج کیا اور وہ قیدخانہ مین مرگیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ سلطان مجلس مین اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکال دیا اور چند روز کے بعد پھر مقام عنایت مین ہوکر اسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیرپنجال کے درہ کے قریب پہونچا قضاے الٰہی سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی سے طلب کیا اور زمام اختیار اُس کے کف اقتدار مین دی سید حسن نے مزاج شاہ امراے کشمیر سے منحرف کیا اور ایک جماعت کثیر اعیان ملک سے قتل کی اور ملک باری کو قید کیا اور بقیۃ السیف بھاگ کر اطراف وجوانب مین گئے اور جہانگیر ماکری کہ امراے کبار سے تھا اس نے بھاگ کر لوہرکوٹ کے قلعہ مین پناہ لی اور بعد اس کے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور ناتوانی نے اس پر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہوکر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر ہین اس لیے یوسف خان ولد بہرام خان کو جو قید ہی یا فتح خان ولد آدم خان کو جو جسرتھ مین ہے سریر سلطنت پر بٹھاؤ اور محمد خان کو ولیعہد کرو سید حسن نے ظاہر مین قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانبر نہوا مدت اُسکی حکومت کی معلوم نہ تھی اس وجہ سے قلم انداز ہوئی

ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر فائز ہوا اور جب اُس روز اُس کے روبرو تمام اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُسنے کسی شی کی طرف التفات نہ کی گمان ہاتھ مین لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کرکے اُس کی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور آپس مین کہنے لگے کہ یہ بادشاہ امور جہانبانی مین نہایت کوشش کریگا اور اُسوقت مین سیدون کا اس قدر عروج اور استقلال ہوا تھا کہ کسی امرا اور وزراے اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت مین جانے نہ دیتے تھے کشمیریون نے اس امر سے تنگ آکر ایک رات کو باتفاق راجہ جوجو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر مین پناہ لایا تھا سید حسن کو مع تیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ مین تھے غدر سے قتل کیا اور آب بہٹ سے عبور کرکے پل توڑ ڈالا اور اسطرف جمعیت کرکے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن جو سلطان کا خالو تھا جمعیت کرکے سلطان کی محافظت کیواسطے دیوانخانہ مین آیا اور ایسی شب مین کہ فتنہ عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا عبد زینا نے چاہا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قیدخانہ مین تھا نکال لے جاوے سید علے نامے ایک امراے سادات نے اس امر سے آگاہی پاکر یوسف خان کو

قتل کیا اور باجی بھٹ کو بھی جو یوسف خان کے قتل ہونے سے تاسف کرتا تھا قتل کیا اور یوسف خان کی والدہ نے کہ وہ جس وقت سے بیوہ ہوئی تھی دینا کا کارخانہ ہیچ سمجھکر تمام دن روزہ رکھتی تھی اور افطار کے وقت جو کی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ کرتی تھی اپنے فرزند کی نعش بادل پاشی تین روز نگاہ رکھی اور اس کے بعد دفن کی اور ایک حجرہ اُس کے مقبرہ کے قریب بناکر مدۃ العمر اُس مین رہی یہان تک کہ ذریعیت حیات قابض ارواح کے سپرد کی القصہ سید علی خان مع سادات دیگر مخالفون کی جنگ مین مشغول ہوا اور جانبین سے تیر و خدنگ کی لڑائی ہونے لگی طرفین سے آدمی بہت قتل ہونے اور چوراوڑا کو شہر کو علانیہ تاراج کرنے لگے پھر سیدون نے ایک خندق شہر کے گرد کھودکر چوردن کی شر سے نجات پائی اور مکان مخالفون کے شہر یا مواضع مین جہان تھے سب کو خاک برابر کیا اور نہایت عجب اور تکبر سے محافظت اور نگہبانی نہ کرتے تھے اُس درمیان مین جہانگیر ماکری کہ لوہرکوٹ مین رہتا تھا مخالفین کے حسب الطلب پہونچا ہرچند سید اُسے صلح کا پیغام بھیجتے تھے وہ قبول نہ کرتا تھا ایک روز داؤد خان ولد جہانگیر ماکری اور شمس ماکری پل سے عبور کرکے سیدون سے لڑے داؤد خان مع اکثر مخالفین مارا گیا اور سادات خوش ہوے اور نقارے شادیانہ کے بجائے اور سر مخالفون سے مینار بنائی دوسرے دن سیدون نے چاہا کہ دھاوا کرکے پل سے عبور کرین مخالف سد راہ ہوے اور پل کے درمیان مین جنگ عظیم واقع ہوئی اور پل ٹوٹ گیا خلائق طرفین سے بہت غرق ہوئی اس کے بعد سیدون نے تاتار خان لودھی حاکم پنجاب کو خط لکھکر کمک کی درخواست کی چنانچہ اُس نے فوج بیشمار اُن کی مدد کے واسطے بھیجی لیکن جب لشکر اُس کا جہیر کی نواح مین پہونچا دھنس نام وہان کا راجہ اُس فوج سے لڑا اور اس نے کئی آدمی بہادر اور نامی قتل کیے مخالف یہ خبر سنکر خوشحال ہوے اور سادات اور کشمیریون کے درمیان دو ماہ تک جنگ قائم رہی آخر کو کشمیریون نے اپنی فوج کے تین بزن کرکے آب سے عبور کیا اور چارون طرف سے پہاڑ کو گھیر لیا اور سیدون نے اُن سے مقابلہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی اور جو جمعیت مخالفون کی بہت زیادہ تھی اکثر سیدون کے سردار قتل ہوے اور باقی منہزم ہوکر شہر مین آئے اور کشمیریون نے تعاقب کرکے ہاتھ قتل و غارت مین دراز کیا اور شہر مین آگ لگائی وہ آگ حضرت امیر کبیر میر سید ہمدانی رضی اللہ عنہ کے خانقاہ معلے کے قریب پہونچکر بجھ گئی اور خانقاہ معلے کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور اس روز عدد مقتولون کے دس ہزار شمار ہوے تھے اور یہ واقعہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری مین واقع ہوا تھا اور سید محمد سید حسن نے مسمی کہرائی کے مکان مین جاکر پناہ لی اور مخالف تمام ایکجا ہوکر دیوانخانہ مین بادشاہ کے مجرے اور سلام کو گئے اور شاہ کو موافق کرکے سید علی خان کو مع دیگر سادات کشمیر سے نکال دیا اور پرسرام کو زر خطیر دے کر رخصت کیا اور جو کہ ہر ایک کشمیری دعوے سرداری کا رکھتا تھا تھوڑے عرصہ مین اُن کے درمیان مخالفت اور دشمنی ظاہر ہوئی اور سلطنت کے انتظام مین فتور واقع ہوا اور فتح خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین جب بعد وفات تاتار خان لودھی کے جالندھر سے

بقصد انتزاع مملکت موروثی راجوری مین آن کر مقیم ہوا اور مردم واقعہ طلب اور جنگ جو امرا اور زمیندار سے فوج فوج اُس کے پاس پہونچے وہ اُن مین سے ہر ایک کو انعام دے کر امیدوار کرتا تھا اور وہ متوقع اس امر کا تھا کہ جہانگیر ماکری سب سے پیشتر آن کر مجھسے ملاقات کرے اور جہانگیر ماکری اس خیال سے کہ مخالفون نے پیشتر جا کر فتح خان سے ملاقات کی ہے حاضر نہوا محمد شاہ کو کشمیر سے ہمراہ لے کر میدان کرسوار مین فروکش ہوا اور فتح خان نے بھی بہیرہ پورہ کے راستہ اودن کی نواحی مین پہونچکر دریا پر قبضہ کیا اور شاہ کے مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین اور تنور حرب گرم ہوا پہلے فتح خان نے غلبہ کیا قریب تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہو دے آخر جہانگیر ماکری نے پاے ثبات زمین معرکہ مین محکم کر کے پچاس مردنامی اور جرار فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور فتح خان کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا اور قریب تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار ہووے کہ ایک منافق نے اثناے تعاقب مین یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفون نے گرفتار کر لیا جہانگیر یہ خبر سنکر اُس کے تعاقب سے باز رہا اور سلطان نے ظفر اور منصور رہو کر کشمیر کی طرف معاودت فرمائی اور ملک باری بہٹ کو اُن زمیندارون کے مواضع کی تاراجی کے واسطے جنھون نے فتح خان کو جگہ دی تھی بھیجا اور فتح خان کہ غائب تھا پھر بہرام کلہ کے نواح مین کہ مواضعات کشمیر سے ہے ظاہر آیا اور دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر انبوہ اُس کے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور موضع کہوا کے میدان مین کہ پرگنہ ناکام سے ہے داخل ہوا وزیر جو فتح خان کا خدمتگار تھا اُس وقت فرصت پاکر شہر کی طرف گیا اور سیفی اور وانگری کو جو جماعت کثیر اُمرا قید تھے سب کو قید خانہ سے رہا کر دیا جہانگیر ماکری ان کی رہائی سے غمگین ہوا اور فتح خان سے صلح کا ارادہ کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اُس کی مدد کو آیا تھا پیغام کیا کہ فتح خان کے لشکر مین تفرقہ ڈالے اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہو کر فتح خان کو شکست دی اور بہیرہ پور تک اُس کا پیچھا کیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جا کر فتح کیا اور لشکر کثیر اور جمعیت غفیر بہم پہونچا کر دوبارہ بہ نیت تسخیر کشمیر کے آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدون کو جو قبل اس کے بکمال دیانتہ السلی اور دلاسا کر کے طلب کیا پھر سلطان اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی وانگری نے بھی فتح خان کی طرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ کی اور سلطان کی سمت سے سیدون نے خوب داد مردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر ان مین سے بدرجۂ شہادت فائز ہوئی اور جو کہ ان مین سے باقی رہی سلطان اور جہانگیر ماکری کی محل اعتماد ہوئی اور اُس مرتبہ بھی فتح خان شکست پاکر بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر انبوہ فراہم کر کے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب ہوا۔ **بیت**

گل شادی اگر خواہی ز خار غم مکش دامن	قدم گر طالب گنجی بکام اژدہا در نہ ✤

اور یہ نوبت پہونچی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اُس کے لٹ گئے اور جہانگیر ماکری زخمی ہو کر کسی طرف بھاگ گیا اور میر سید بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد

روز کے محمد شاہ کو زمینداروں نے گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کیا اور اُس وقت دس سال سات ماہ اُس کی شاہی سے منقضی ہوے تھے اور فتح خان اُسے مع اپنے بھائیوں کے انخانہ مین نگاہ رکھتا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام سامان عیش وعشرت اور اکل وشرب اور جمیع ضروریات کے واسطے مہیا رکھین اور سیفی وانکری اُس کی خدمت مین قیام کرکے کوئی دقیقہ تعظیم وتکریم کا فروگذاشت نہ کرتے تھے

ذکر فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول کا

خان بن آدم خان ۸۶۴ھ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین اپنا فتح شاہ خطاب رکھکر سریر شاہی پر متمکن ہوا یفی وانکری کو اپنے مہمات کا مدار المہام کیا اس وقت مین میر شمس یعنی شاہ قاسم انوار بن سید محمد ش کا مرید عراق سے کشمیر مین آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اُس کے مریدون کے مصارف واسطے مواضع وقف ہوے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور صوفی معابد کفار کی خرابی اور انی مین کوشش کرتے تھے اور کوئی انھین مانع نہو سکتا تھا غرضکہ عرصہ قلیل مین مردم کشمیر خصوصًا فہ چک میر شمس کے مرید ہوے اور لباس تصوف مین اوسس کا مذہب کہ مذہب شیعہ اختیار کیا اور اکثر لوگ اُس نواح کے اُس مذہب مین داخل ہوے اور بعضے کہ جاہل تھے اور س کے رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے اُسکے بعد وفات ملحد ہوے اور مادر اس کے امرا کے درمیان ع اور خصومت بہم پہونچی ویانخانہ سلطانی مین آن کر بطور خانہ جنگی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک ا اور زینا کہ فتح خان کے اعیان سے تھے محمد خان کو مجلس سے برآوردہ کرکے بارہمولہ مین لائے اُس مین رشد کے آثار مشاہدہ نہوئے اس حرکت سے نادم ہوکر چاہا کہ پھر محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خان سپرد کرین محمد شاہ یہ خبر سنکر اپنے باپ کی جاگیر کی سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت رکو درمیان اپنے اور ملک اجھی اور سنکر کے برابر تقسیم کی اور ملک اجھی کو وزیر مطلق اور سنکر کو دیوان کل کیا اور اجھی قضایا کے فیصل کرنے مین فراست کی تیزی سے نہایت دستگاہ رکھتا تھا ازانجملہ یہ ہے کہ دو شخص پیچک باریک ریشمی کے واسطے آپس مین نزاع رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ پیچک میری ہے جب قضیہ اجھی کی سماعت مین وائر ہوا متخاصمین سے یہ سوال کیا کہ یہ پیچک انگلی پر لپٹی ہے یا لتہ پر مدعا علیہ نے ب دیا انگلی پر اور مدعی نے عرض کی لتہ پر جب کھولی گئی معلوم ہوا کہ انگلی پر لپٹی تھی القصہ جب ایک ت فتح خان کی شاہی سے منقضی ہوئی ابراہیم یعنی جہانگیر ماکری کا بیٹا جسے منصب باپ کا تفویض ہوا محمد شاہ کی خدمت مین جاکر ہندوستان سے تحریض کرکے ولایت کشمیر پر چڑھا لایا اور کوہاسول کے ف مین اُس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید واقع ہوئی اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست پائی فتح شاہ ہیرہ پور کے راستہ سے ہندوستان کی طرف گیا اور منقول ہے کہ فتح شاہ نے نو سال بادشاہی کی تھی کہ یہ واقعہ وقوع مین آیا ؛

ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اُس وقت کے واقعات کا۔

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا اپنا ولیعہد کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹوں نے ملک اجمی کو کہ اُن کے پاس تھا قید خانہ مین جاکر قتل کیا اور فتح شاہ عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچاکر پھر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اُس کے مقابلہ کی نہ لاکر بے جنگ بھاگا مدت اس کی سلطنت کی اس مرتبہ نو ماہ اور نو روز تھی

ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانے کا

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر متصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ بدرہ سے تھا وزیر مطلق اور سنکر زینا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کے رفاہ کے واسطے عدل و انصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ ہزیمت کھاکر شاہ سکندر لودھی کے پاس دہلی مین گیا اور شاہ موصوف نے لشکر بیشمار اُس کی امداد کے واسطے بھیجا اور جہانگیر بدرہ فتح شاہ سے رنجیدہ ہوکر محمد شاہ کی خدمت مین فائز ہوا اور اُسے راجوری کے راستہ سے کشمیر کی سمت لے گیا فتح شاہ نے جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کرکے محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اس معرکہ مین مارا گیا اور فتح شاہ کے امرائے معتبر سے علی شاہ وغیرہ اُس کی رفاقت چھوڑکر محمد شاہ کی ملازمت مین داخل ہوے فتح شاہ ناچار ہوکر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور اسی سرزمین پر فوت ہوا اس مرتبہ مدت اُس کی شاہی کی ایک سال اور ایک ماہ تھی

تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر متمکن ہونے کا

نقل ہے کہ اس مرتبہ محمد شاہ نے سر پر احلاس کرکے نقارے شادیانہ کے بجائے اور سنکر زینا کو جو فتح شاہ کے امرائے معتبر سے تھا قید کیا اور ملک کاجی چک کو کہ فراست اور شجاعت مین موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر منصوب فرمایا ملک کاجی بھی قضایا فیصل کرنے مین فراست عظیم رکھتا تھا از انجملہ ایک یہ ہے کہ ایک محرر کی ایک زوجہ تھی اور وہ بحسب اتفاق اُس عورت سے چندے دور رہا عورت نے اُس کی غیبت مین بے صبری کرکے دوسرا شوہر کیا بعد اُس کے جب وہ محرر سفر سے آیا اُس سے اور دوسرے شوہر سے مناقشہ بہم پہونچا اور عورت نے شوہر اول کی تکذیب کی اور اُس کی شوہریت سے منکر ہوئی پھر تینون شخص ملک کاجی کے پاس داد خواہ ہوے اور جو کہ اُن مین سے کوئی شخص گواہ اپنے دعوی کے موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آخر کو

ملک کاجی نے اُس عورت سے یہ بات کہی کہ تو سچ کہتی ہے اور یہ محرر جھوٹا ہے آ تھوڑا پانی میری دوات مین ڈال دے تو مین تیرے واسطے ایسی دست آویز لکھدون کہ بعد اس کے اُس کو تجھ سے کچھ سروکار نرہے عورت اُٹھی اور جس قدر پانی کہ ضرور تھا دوات مین ڈالا ملک نے کہا اور ڈال اُس نے تھوڑا پانی کہ سیاہی کو ضائع نہ کرے ڈالا اور اس عمل مین کمال احتیاط بجالائی اُس وقت ملک کاجی نے حاضرین سے کہا کہ اس کی احتیاط اور ہوشیاری سے یقین ہوتا ہے کہ یہ عورت لکھنے والے کی ہے پھر عورت نے بھی آخر کو اقرار کیا کہ یہ نویسندہ میرا پہلا خاوند ہے قضیہ تفصیل اور مناقشہ دور ہوا الغرض جب محمد شاہ نے استقلال تمام بہم پہونچایا فتح شاہ کے اکثر امرا کو مثل سیفی و انکری وغیرہ کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور سنکر زینا قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور فتح شاہ کی نعش اُس کے نوکر ہندوستان سے کشمیر مین لائے محمد شاہ اس کے استقبال کو گیا اور شاہ زین العابدین کے مقبرہ کے اطراف مین دفن فرمائی اور یہ واقعہ سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین واقع ہوا جب ملک کاجی جگ نے ابراہیم ماکری کو قید کیا اس کا بیٹا ابدال ماکری بعضے مردم بلند کے اتفاق سے سکندر خان بن فتح شاہ کو شاہ بنا کر کشمیر مین لایا اور محمد شاہ اور ملک کاجی جگ نول پور پرگنہ مابکل مین سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین مخالفون کی جنگ کے واسطے وارد ہوئے اسکندر تاب مقاومت نہ لایا قلعہ کام مین پناہ لی اور ملک کاجی نے اُسے محاصرہ کیا اور چند روز فریقین کے درمیان مین جنگ قائم رہی اس درمیان مین امرائے سلطان بقصد بغاوت سلطان سے جدا ہوکر سکندر شاہ کے پاس حاضر ہوے ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُن کے مقابلہ کو بھیجا وہ جنگ مردانہ کرکے مارا گیا لیکن فتح مسعود کے ہمراہیون کو ہوئی اور اسکندر خان ناکام قلعہ ناکام چھوڑ کر نکل گیا اور ملک کاجی جگ قلعہ مین داخل ہوا اور تمام ماکری ورق گنجفہ کی طرح ابتر اور پریشان اسکندر خان کے پیچھے روانہ ہوے اور محمد شاہ نے منصور اور مسرور ہوکر اپنی دارالحکومت کی طرف مراجعت کی اور صاحب استقلال ہوا اور اس عرصہ مین شاہ کا مزاج دشمنون کی بدی اور بدگوئی کے سبب ملک کاجی سے منحرف ہوا اور ملک کاجی جگ متوہم اور ہراسان ہوکر راجوری کے سمت راہی ہوا اور اُس طرف کے راجاؤن کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اُس وقت مین اسکندر خان جو محمد شاہ سے شکست پاکر گیا تھا باتفاق ایک جماعت مغلان فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ کے آکر لوہرکوٹ پر متصرف ہوا اور ملک باری بھائی ملک کاجی جگ کا اس امر سے خبردار ہوکر اس کے مقابلہ کو گیا اور بعد جنگ اُسے دستگیر کرکے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولتخواہی کے سبب ملک کاجی جگ سے راضی ہوا اور پھر عہدۂ وزارت اُس کے تفویض فرمایا اور اسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیری اور خود چشم زخم زمانہ سے مطمئن ہوا ابراہیم خان بیٹا محمد شاہ کا جو اپنے باپ کے ہمراہ ابراہیم شاہ لودھی کے پاس دہلی گیا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت مین نگاہ رکھا اور اُس کے باپ محمد شاہ کو مع لشکر بسیار رخصت کیا تھا اُس وقت مین بادشاہ ابراہیم لودھی کے حادثہ کے

سبب کشمیر مین آیا اور ملک کاجی جگ کر بادشاہ سے اسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے سے رنجیدہ تھا پہلے اُس کے مقربون کو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اُس کے بعد شاہ کو مقید کرکے ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اس مرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ روز تھی۔

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کاجی جگ کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماکری یعنے ابراہیم ماکری کا بیٹا کہ ملک کاجی جگ کے دست ظلم سے ہند کی طرف گیا تھا اس وقت فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوکر عرض پرداز ہوا کہ بندہ دشمنون کے غلبہ سے اس درگاہ مین پناہ لایا ہی اگر حضرت میرے حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرماکر ایک لشکر سے امداد فرماوین کشمیر کو بندگان اعلیٰ کے واسطے سہلترین وجہ سے تسخیر کردون آنحضرت نے اُس کی صورت اور سیرت مشاہدہ کرکے بزبان تلطف فرمایا کہ تعجب ہی جنگل مین بھی ایسے لایق آدمی بہم پہنچتے ہین یہ فرماکر پہلے اُسے خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا من بعد بہت سپاہی اُس کی ہمراہی کے واسطے تعین کیے اور شیخ نلی بیگ اور محمود خان کو سردار اُس لشکر کا کیا جب ابدال ماکری نے دیکھا کہ کشمیری مغلون سے تنفر کرتے ہین مصلحۃً نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھکر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور اس طرف سے ملک کاجی جگ نے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لے کر موضع سلاح پرگنہ بانگل مین لشکرگاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوے ابدال ماکری نے ملک کاجی جگ کو یہ پیغام بھیجا کہ مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین جاکر مدد لایا ہون شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اس درجہ ہی کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ لاکھ مرد اہل نبرد رکھتا تھا اُسے طرفۃ العین مین خاک برابر کیا خیریت اسی مین ہے کہ تو جلد اپنے تئین اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دولتخواہون مین منتظم کر اور اگر یہ دولت تیرے نصیب نہین ہی اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کرکہ وقت مہلت اور غفلت کا نہین ہی ملک کاجی جگ اُس وقت سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو تین فوج کا سردار کرکے جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور طرفین مین معرکہ شدید اور مقاتلہ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امراے نامدار یعنے سید ابراہیم خان اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک رتبۂ عظیم رکھتے تھے قتل ہوے اور ملک کاجی مضطرب ہوکر شہر کی طرف بھاگ گیا اور جب وہان بھی مفر کی صورت نظر نہ آئی پہاڑون کے سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہ ہوا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا مدت اس کی بادشاہی کی آٹھ مہینے اور پانچ روز تھی +

ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُس نے اپنے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر مین جلوس کیا اور مردم کشمیر کو جو مغلون سے متوہم تھے اُنھین دلاسا دے کر مطمئن کیا اور کشمیری اُس کے جلوس سے خوش ہوے اور شہر سے برآمد ہوکر نوشہر مین جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایے تخت تھا استقامت کی ابدال ماکری کو منصب وزارت دے کر وکیل مطلق کیا اور ابدال ماکری ملک کاجی کا پیچھا چیل نگری تک کر کے پلٹ آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب نہوگا ولایتون کی تقسیم شروع کی چنانچہ بعد تقرری خالصہ تمام ولایت کے چار حصہ قرار پائے ایک حصہ ابدال ماکری اور ایک حصہ شیخ میر علے کو دیا اور باقی دو حصہ سپاہ کو واگذاشت ہوے اور بابر شاہ کے ملازمون کو تحف و ہدایا بہت دے کر ہند کی طرف رخصت کیا اور پیغام عتاب آمیز ملک کاجی چک کو بھیجکر محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میر علی نے وہان جاکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ کے قلعہ سے برآوردہ کیا اور دونون باتفاق کشمیر مین آئے اور ملک کاجی چک کے آنے کی ممانعت کی محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر متمکن ہوا

جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ مملکت کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھکر شکر خدا تعالی بجالایا پھر نازک شاہ کو کہ بیس سال اور بیس روز بادشاہی کی تھی اپنا ولیعہد کیا اور اس سال مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے عالم فانی سے انتقال کیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سریر شاہی پر اجلاس فرمایا اور جب محمد شاہ کا زمانہ بادشاہی گذرا ملک کاجی چک کہ ولایت کوہستان مین گیا تھا جمعیت ابنوہ اُس ولایت سے بہم پہونچاکر کھرار کے اطراف مین آیا اور ملک ابدال ماکری سے سبقت کر کے جنگ کی ملک کاجی بھاگ کر بھیر مین گیا اور جو کہ اُن دنون مین کامران میرزا ولایت پنجاب پر غلبہ تمام رکھتا تھا شیخ علی بیگ اور محمد خان مغل جنھون نے کہ بعد فتح کشمیر ابدال ماکری کے رخصت کرنے سے مراجعت کی تھی کامران میرزا کی خدمت مین آکر عرض پیرا ہوے کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے خبردار ہین اگر آپ تھوڑی توجہ فرمائین وہ ولایت نہایت آسانی سے دستیاب ہوگی کامران میرزا نے محرم بیگ کو لشکر کا سپہ سالار کر کے ہمراہ اُن امرا کے جو کشمیر سے آئے تھے کشمیر کی تسخیر پر نامزد کیا اور جب مغلون کی فوج کشمیر کے قریب پہونچی تمام کشمیری اُن کے خوف سے مال و اسباب اپنا مکانون مین چھوڑکر کوہستان کے سمت بھاگ گئے اور مغل کی افواج نے کشمیر کو تاراج کیا اور آگ لگائی اور بعضے کشمیری جو پہاڑون سے مغل کے مقابلہ کو آئے تھے مارے گئے اور ابدال ماکری کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کاجی چک لشکر مغل کے ہمراہ ہی جب اُسے یقین ہوا کہ وہ مغلون مین داخل نہین ہی اتحاد اور یگانگی اظہار کر کے اُسے مع لڑکون اور بھائیون کے طلب کر کے عہد و پیمان درمیان مین لایا یہ امر کشمیریون کی قوت کا سبب ہوا اور جنگ

پر ہمہ تن آمادہ ہوے اور مغلون سے خوب لڑے اور وہ تاب مقاومت نہ لاکر اپنے ملک کی طرف راہی ہوے اور بعد چند عرصہ کے ملک کاجی چک ملک ابدال کاکر اور غدر اور غرور مشاہدہ کرکے وہان کے رہنے سے ناراض ہوکر بھیر کی طرف گیا اور سال ۹۳۹ نو سو اُنتالیس ہجری مین شاہ سعید سلطان کاشغر نے اپنے فرزند شاہزادہ سکندر خان کو میرزا حیدر کاشغری کے ہمراہ مع بارہ ہزار مردتبت اور لار کے راستہ سے کشمیر پر بھیجا اور کشمیری اُن کی بہادری اور شوکت کا آوازہ سنکر کشمیر خالی کرکے بے جنگ ہر ایک اطراف مین بھاگ گئے اور پہاڑون مین پناہ لی کاشغریون نے ولایت کشمیر مین داخل ہوکر عمارات عالیہ کو جو شاہان سابق سے یادگار تھین مسمار کرکے خاک برابر کین اور شہر مین آگ لگائی اور خزانہ اور دفینہ جو زمین مین مدفون تھے سب کو تلاش کرکے برآمد کیا اور تمام لشکر مال و اسباب سے متمول ہوا اور جس مقام مین کشمیریون کی استقامت کی خبر پاتے تھے انھین قتل اور اسیر کرتے تھے غرضکہ تین مہینے تک یہ حال رہا اور ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نے چکدرہ کی طرف جاکر پناہ لی اور جب وہان صورت مفرنہ دیکھی کھادر اور بارہ دارین گئے اور وہان سے بادہ کے راستہ سے پہاڑ سے اُترکر مغلون کے مقابلہ کو روانہ ہوے اور سکندر خان اور میرزا حیدر کاشغری بھی مع لشکر انبوہ اُن کے مقابل آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کے سردارون مین سے ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی اور میر کمال مارے گئے اور کاشغریون سے بھی مردم خوب قتل ہوے اور کشمیری پسپا ہوکر مذمعرکہ سے پھیرا چاہتے تھے کہ ملک کاجی چک اور ابدال ماکری نے پاے ثبات میدان کین مین محکم کرکے نئے کشمیریون کو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور داد مردی اور مردانگی دی طرفین سے آدمی بیشمار مقتول ہوے اور چند قالب بے سر اکھکر حرکت مین آئے وجہ اس کی سابق مین مذکور ہوئی غرضکہ صبح سے شام تک جنگ قائم رہی اور شب کو طرفین اپنے غنیم کی سختی و شوکت خیال کرنے لگے آخر دونون گروہ جنگ سے دستکش ہوکر صلح پر راضی ہوے پھر کاشغریون نے صوف اور سفرلاط اور اشیاے نفیسہ بھیجکر نسبت خویشی کی قرار دی اور محمد شاہ نے بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کاجی چک کی معرفت صلح نامہ لکھکر مع نفائس کشمیر کاشغریون کے پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی دختر شاہزادہ سکندر خان کے عقد ازدواج مین لاوے اور کشمیریون کو جو مغلون نے اسیر کیا ہے رہا کرین اور کاشغری اس صلح سے راضی ہوکر کاشغر کی طرف متوجہ ہوے اور پریشانی جو کشمیر مین واقع ہوئی تھی ساتھ امن اور آسودگی کے مبدل ہوئی اور اُس سال مین دوستارے ذات الاذناب یعنے دم دار طلوع ہوے انھین دنون مین قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلائق بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئی اور باقی جو زندہ رہے تھے انھون نے جلا وطنی اختیار کرکے دور دراز سفر کیا اور ریجو کا قصہ جس نے قتل عام کیا تھا آدمیون کے دلون سے فراموش ہوا یعنے اس حادثہ کے مقابل آسان دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے جمیع خلائق کو محفوظ رکھے اور اس قحط نے دس ماہ کا طول کھینچا جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کونی الجملہ آسودگی ہوئی اور اس وقت مین ملک کاجی چک اور

ملک ابدال ماکری کے درمیان رنجش آئی ملک کاجی چک شہر سے برآمد ہوکر زین پور مین مقیم ہوا اور ملک ابدال ماکری نے منصب وزارت پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے تھے کرتے تھے کوئی شخص داد رسی نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ تپ محرق مین کہ مراد مرض الموت سے ہے مبتلا ہوا اور جس قدر زر نقد رکھتا تھا محتاجون پر تقسیم کیا لیکن قضاے الٰہی سے جانبر نہوا مدت اس کی شاہی کی پچاس سال تھی

ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

ظاہرا سلطان شمس الدین بعد وفات اپنے باپ کے تخت شاہی پر متمکن ہوا لیکن وزرا کی فہائش سے تمام ولایت امرا پر تقسیم کی اور اہل کشمیر اُس کے جلوس سے نہایت راضی اور خوشدل ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین ملک کاجی چک اور ابدال ماکری سے باہم نزاع ہوئی ملک کاجی چک شاہ کو ملک ابدال ماکری کے مدافعہ کے واسطے کوسوار کی طرف لے گیا اور ملک ابدال بھی جمعیت تمام بہم پہونچاکر شاہ کے مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک ابدال ماکری کمراج مین کہ اُس کی جاگیر تھی گیا اور سلطان شمس الدین اور ملک کاجی چک نے سری نگر کی طرف معاودت کی اور پھر چند روز کے بعد ملک ابدال ماکری سر باد شاہ کی اطاعت سے پھیرکر فساد پر آمادہ ہوا اور ولایت کمراج مین فتور اور خلل برپا کیا لیکن اس مرتبہ بھی آتش فساد آسانی سے ساکن ہوئی الغرض اس بادشاہ کا احوال تاریخ کشمیر مین اس سے زیادہ دریافت نہوا لہذا اسی پر اکتفا کی +

مشرف ہونا نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد باپ کے اس کا بیٹا نازک شاہ مسند شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ میرزا حیدر ترک غلبہ پاکر متصرف ہوا اور میرزا حیدر کی حکومت کا خطبہ اور سکہ بنام نامی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے تھا

ذکر میرزا حیدر ترک کے تسلط کا مملکت کشمیر پر

واضح ہو کہ ۹۴۸ نو سو اڑتالیس ہجری مین جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سونے شکست پاکر لاہور مین آیا تھا ملک ابدال ماکری اور زنگی چک اور بعضے اعیان مملکت کشمیر نے شاہ ممدوح کو عرضداشت کشمیر لینے کی ترغیب مین لکھکر میرزا حیدر ترک کے ذریعہ سے بھیجی تھی آنحضرت نے میرزا حیدر ترک کو اس طرف رخصت کرکے فرمایا کہ تو پیشتر روانہ ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب میرزا حیدر ترک بہیر مین کہ نام ایک مقام کا ہے پہونچا تو وہان ملک ابدال ماکری و زنگی چک آکر شامل ہوگئے اور میرزا حیدر کے ہمراہ تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے لیکن جب راجوری مین پہونچا تو

ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے کتل کرنے کو آیا اور محافظت اور دشمن کی سد راہ کے واسطے ناکون پر جا بجا مورچے تیار کیے میرزا حیدر ترک وہ راستہ چھوڑ کر پیچ کی طرف سے روانہ ہوا اور ملک کاجی چک نے از روے غرور اُس راستہ کی محافظت نہ کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کو طے کر کے فضاے کشمیر مین داخل ہو کر یکایک شہر سری نگر پر قابض ہو گیا اور ملک ابدال ماگری اور زنگی چک استقلال پا کر مہمات کو انجام دینے لگے اور چند پرگنے میرزا کی جاگیر کے واسطے نامزد فرمائے اتفاقات سے انھین دنون مین ملک ابدال ماگری کا پیمانۂ عمر آب بقا سے لبریز ہوا اسوقت زیست سے مایوس ہو کر اپنے بیٹون کے واسطے میرزا حیدر ترک سے سفارش کر کے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر مین داخل ہوا ملک کاجی چک شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان کی طرف گیا پانچ ہزار سوار جن کے حسین شیروانی اور عادل خان سردار تھے مع دو فیل کمک کے واسطے لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اسکے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین نے موضع دنہ دیار اور موضع کادہ مین صفوف حرب آراستہ کین اور تنور حرب گرم ہوا اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کے پرچم پر چلی شیر شاہ افغان سور کے امرا اور ملک کاجی چک نے ہزیمت پائی اور ملک کاجی چک نے بہرام کلہ مین استقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے اس لڑائی کا مادۂ تاریخ فتح مکرر کہا اور سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین میرزا حیدر ترک نے قلعہ اندرکوٹ مین اقامت کی اور چونکہ وہ زنگی چک کی طرف سے بدگمان ہوا تھا زنگی چک بھاگ کر ملک کاجی چک کے پاس گیا پھر دونون اتفاق کر کے سنہ ۹۵۱ نو سو اکاون ہجری مین میرزا حیدر ترک کے مدافعہ اور اخراج کے واسطے سری نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور بہرام چک یعنی زنگی چک کا بیٹا سری نگر مین پہونچا اور میرزا حیدر ترک نے بندگان کوکہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اُس کے دفع کے لیے مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگا اور جب میرزا کے لشکر نے پیچھا کیا ملک کاجی چک اور زنگی چک نے فرار کو غنیمت جانکر بہرام کلہ مین دم لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو سری نگر کی محافظت کے لیے چھوڑ کر تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع بزرگ سے قلعہ لوسور کو مع چند حصار دیگر فتح کیا اور سنہ ۹۵۳ نو سو ترپن ہجری مین زنگی چک میرزا حیدر ترک کے آدمیون کے ساتھ جنگ کر کے مارا گیا اور اُس کا سر اور اُس کے فرزند غازی خان کا سر کاٹ کر میرزا حیدر ترک کے پاس لائے اور سنہ ۹۵۴ نو سو چون ہجری مین ایلچی کاشغر کی طرف سے پہونچے میرزا حیدر ترک مع جماعت امرا ان کے استقبال کے واسطے لار مین آیا اور خواجہ اوجہ بہرام نے جو بیٹا مسعود چک کا تھا اور سات برس تک ولایت کامراج مین خوب لڑا تھا اور سب کو مغلوب کر کے غالب ہوا تھا جان بیرک کے ساتھ باتین صلح آمیز درمیان مین لا کر عہد و پیمان کیا اور میرزا میرک نے عہد و سوگند کے بعد اُسے اپنے پاس طلب کیا جب اوجہ بہرام اُس کی مجلس مین آیا میرک میرزا نے خنجر موزہ سے کھینچکر اُس کے شکم پر مارا اور وہ زخم کھا کر بھاگا اور جنگل مین داخل ہوا جان بیرک میرزا نے اُس کا پیچھا کر کے اُسے گرفتار کیا اور

اُس کا سر تن سے جدا کر کے اِس گمان پر میرزا حیدر کے پاس لاے کہ وہ محظوظ اور خوش ہوگا لیکن عبدی زینا اُس کا سر پر خون دیکھکر طیش مین آیا اور دربار سے اُٹھا اور یہ بات کہی کہ عہد و پیمان کے بعد اس کا قتل کسی طرح لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نے جواب دیا مین اِس واقعہ سے آگاہی نہین رکھتا اُس کے بعد میرزا حیدر ترک کستوار کی سمت متوجہ ہوا اور بندگان کوکا اور محمد باکری اور میرزا محمد اور یحییٰ زینا کو ہراول کر کے خود موضع جہاپور مین جو کستوار کے نزدیک ہی وارد ہوا اور ہراولون نے تین روز کا راستہ ایک روز مین طے کیا اور موضع دہلوت مین جو دریاے مارما کے ساحل پر واقع ہی پہونچے اور جو لشکر کستوار کا دریا کے اُس پار تھا لڑائی تیر و تفنگ کی طرفین سے شروع ہوئی کوئی شخص دریا سے عبور نہ کر سکتا تھا دوسرے دن میرزا حیدر ترک کے سپاہی وغیرہ راہ راست سے انحراف کر کے چاہتے تھے کہ کستوار مین داخل ہوون جب موضع دھار مین پہونچے آندھی شدت اُٹھی اور گرد و غبار سے جہان تاریک ہوا مردم دھار ہجوم کر کے اُنکے سر پر آئے بندگان کوکا کہ نام ایک سردار کاہی اور وہ نہایت لائق اور عمدہ تھا مع پانچ مرد اہل نبرد مقتول ہوا اور بقیۃ السیف ہزار محنت اور خرابی کے بعد میرزا حیدر ترک کی خدمت مین حاضر ہوئے اور میرزا حیدر ترک وہان سے برآمد ہو کر ۹۵۵ھ نو سو پچپن ہجری مین تبت کی طرف متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیریون کے قبضہ سے برآوردہ کر کے محمد نظیر اور ناصر علی کو مرحمت فرمایا اور بکلی کہ نام محال کا ہی ملا عبداللہ کو اور تبت خرد پر ملا قاسم کو مقرر کیا اور تبت کلان کو بھی فتح کر کے ملا حسن نام کو اُس کی حکومت پر تعین فرمایا اور ۹۵۶ھ نو سو چھپن ہجری مین کہ میرزا حیدر ترک قلعہ دنیل کی طرف متوجہ ہوا تھا آدم کھکر نے آکر میرزا سے ملاقات کی اور کاجی چک کے بھتیجے دولت چک کی عفو تقصیرات کی درخواست کی میرزا نے قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم کھکر خیمے مین داخل ہوئے اور دولت چک کو وہان طلب کیا اور جس طرح اُس کی مرضی تھی اعزاز و اکرام بجا نہ لائے اس واسطے دولت چک ناراض ہو کر اُٹھ گیا اور ایک ہاتھی جو پیشکش کے واسطے لایا تھا اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوا لوگون نے اُس کے تعاقب کا ارادہ کیا میرزا حیدر ترک نے ممانعت کی اور بعد چند روز کے میرزا حیدر ترک نے کشمیر کی طرف مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خان اور حبی چک اور بہرام چک ہیبت خان نیازی کے پاس کہ جو سلیم شاہ افغان سور کی لڑائی مین شکست کھا کر راجوری کی طرف آیا تھا گئے اور سلیم شاہ بھی جب نیازیون کے تعاقب مین بہ موضع مدوار ولایت نوشہرہ تک پہونچا ہیبت خان نیازی نے سید خان نیازی کو کہ اُس کے معتبرون سے تھا سلیم شاہ افغان سور کے پاس بھیجا اور سید خان نیازی مقدمات صلح درمیان مین لاکر ہیبت خان نیازی کی ماں اور فرزند کو سلیم شاہ افغان سور کے پاس لایا سلیم شاہ افغان سور موضع بمن نواحی سیالکوٹ مین پلٹ آیا اور وہان اقامت کی اور کشمیری ہیبت خان نیازی کو ہارمولہ مین لاکر چاہتے تھے کہ اُسے کشمیر مین لے جا کر میرزا حیدر ترک کو درمیان سے نکالین لیکن ہیبت خان نیازی اُس کی ہیبت سے یہ امر اپنی نسبت قرار نہ دے سکا اس واسطے ایک برہمن کو میرزا حیدر ترک کے پاس بھیجکر صلح کا پیغام دیا اور

میرزا نے جب جواب شافی اُس برہمن کی زبانی کہلا بھیجا ہیبت خان وہان سے موضع بیرمین جو ولایت جموسے علاقہ رکھتا ہو آیا اور تمام کشمیری اُس سے جدا ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گئے اور غازی خان چک میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور سنہ ۹۵۷ نو سو ستاون ہجری مین میرزا حیدر ترک اطراف کے مہمات سے فراغت پاکر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران وافر سلیم شاہ افغان سور کی خدمت مین بھیجا اور سنہ ۹۵۸ نو سو اٹھاون ہجری مین خواجہ شمس مغل نے سلیم شاہ افغان سور کے پاس سے مع اسباب وتماش تنکا غر اور یلیسین نام افغان ایلچی کے کشمیر کی طرف مراجعت کی میرزا حیدر ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان کے ایلچی کو دے کر رخصت کیا اور میرزا قراہبادر کو پھرپل کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریون سے عبدی زینا اور نازک شاہ اور حسین ماکری اور خواجہ حاجی کو اُس کے ہمراہ کیا اور میرزا قراہبادر اور کشمیریون نے اندر کوٹ سے برآمد ہوکر بارہ مولہ مین اقامت کی اور فساد کے درپے ہوے اس سبب سے کہ مغل انھین بنظر حقارت دیکھتے تھے اور مغلون نے یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچائی میرزا موصوف نے اس بات کو یقین اور باور نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ مغل کی قوم بھی کشمیریون سے کم مفسد اور فتنہ پرداز نہین [illegible] اکری نے اپنے بھائی علی ماکری کو میرزا حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جاکر میرزا کو کشمیریون کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اُس پر آمادہ کرے کہ وہ لشکر کو طلب کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سنکر جواب دیا کہ کشمیریونکی یہ بھی مجال ہو کہ تم کو اُن سے غدر کا اندیشہ ہو دے اور لشکر کو واپس طلب کرو الغرض ۱۰ رمضان کی ستائیسوین تاریخ کو اندر کوٹ مین آتش عظیم پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جلکر خاکستر ہوے میرزا قراہبادر اور تمام آدمیون نے جن کے مکانات جل گئے تھے پیغام کیا کہ اگر حکم ہو دے ہم آن کر اپنے مکانات کو تعمیر کرین اور سال آیندہ مین پھرپل کی طرف متوجہ ہوین میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ نخواہ وہ لشکر پھرپل کی سمت متوجہ ہوا اور عبدی زینا اور تمام کشمیری اتفاق کرکے رات کو مغلون سے جدا ہوکر کتل پھرپل مین آئے اور حسین ماکری اور علی ماکری کو معتمدون سے جدا کرکے اپنے ہمراہ لیا تو مغلون کے ساتھ وہ مارے ۔ جاوین جب صبح ہوئی پھرپل کے آدمیون کے ساتھ جنگ ہوئی مغل پہاڑون مین بند ہوے اور سید میرزا نے بھاگ کر پھرپل کے قلعہ مین پناہ لی اور انشی مغل نامی اس معرکہ مین تخمیناً قتل ہوے اور محمد نظیر اور میرزا قراہبادر دستگیر ہوئے اور بقیۃ السیف بھج کے راستے سے بہرام کلہ مین آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگین توڑکر وہ روپیہ جو کشمیر مین رائج ہی مسکوک کرین اور جہانگیر ماکری کو معتبر سمجھکر حسن ماکری کی جاگیر عنایت فرمائی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دے کر سپاہی بنایا اور اُس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ ملا عبداللہ کشمیریون کے خروج کی خبر سنکر ملازمت کے واسطے آتا تھا جب بارہ مولہ کے قریب پہونچا کشمیریون نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور خواجہ قاسم تبت خردین مقتول ہوا اور محمد نظیر راجوری مین گرفتار ہوا اور کشمیری بہرام کلہ سے جمعیت کرکے ہیرہ پورمین

آئے میرزا حیدر ناچار ہوکر کشمیریون کے مقابلہ کو اندرکوٹ سے برآمد ہوا اور میرزا کی کل جمعیت ہزار آدمی مغل مثل عبدالرحمن اور شاہزادہ اور خان و میرک میرزا اور مکنہ مغل اور جرعلی باقی اور سات سو آدمی تھے میرزا حیدر ترک کے ہمراہ شہاب الدین پورمین اقامت کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور دیگر سردار بھی امداد کے واسطے باتفاق عبدی زینا جمعیت کرکے ہیرہ پورمین آئے اور وہان سے برآمد ہوکر موضع خانپورمین جمع ہوئے اور میرزا حیدر ترک خالدگڑھ کے میدان مین جو سری نگر کے متصل ہی دار دہوا اور فتح چک کہ باپ اس کا خواجہ بہرام مغلون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اپنے باپ کے خون کے انتقام کیواسطے مع تین ہزار مرد مبارز اندرکوٹ مین آیا اور میرزا حیدر کی عمارات جو باغ صفا مین تھی آگ لگاکر خاک سیاہ کی جب یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچی فرمایا مین یہ عمارات کاشغر سے نہ لایا تھا پھر عنایت الٰہی سے بنجاوینگی اور جرعلی نے شاہ زین العابدین کی املاک کہ سویہ مین تھی میرزا حیدر کی عمارت کے عوض مین جلائی لیکن میرزا حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیون نے عمارات عبدی زینا اور روز بروز چک کی کہ سری نگر مین تھی آگ دے کر برباد کی اور میرزا حیدر ترک نے موضع خانپورمین آنکر استقامت فرمائی اور اُس موضع مین ایک درخت بید کا ایسا چھتنا تھا کہ اُس کے سایہ مین دو سو سوار کھڑے ہوسکتے تھے اور سوائے اس کے یہ بھی تجربہ مین پہونچا کہ جس وقت اُس کی ایک شاخ باریک کو حرکت پہونچے تمام درخت حرکت اور جنبش مین آتا تھا القصہ کشمیری خانپور سے کوچ کرکے موضع اودی پورمین آئے اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرزا حیدر ترک نے اُن پر عزم شبخون کیا اور میرزا عبدالرحمن نے اپنے چھوٹے بھائی کے لیے کہ صلاح و تقوی مین آراستہ تھا ولیعہدی کی وصیت کرکے آدمیون سے اُس کے نام بیعت لی اور اپنے اعیان و انصار کو ہمراہ لے کر بقصد شبخون سوار ہوا اتفاقاً اُس شب کو ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے قریب جو بانی نساد اور میرزا کا وکیل تھا پہونچے تاریکی کے سبب کچھ نظر نہ آتا تھا اور شاہ نظر توربچی میرزا حیدر ترک کہتا ہی کہ اُس وقت جب مین تیر پھینکتا تھا میرزا حیدر ترک کی آواز میرے گوش زد ہوئی کہ بڑا کیا تو نے اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اُس تاریکی مین تیر ناگہانی میرزا کے لگا اور یہ بھی منقول ہی کہ ایک قصاب نے از راہ فسادت میرزا حیدر کی ران پر تیر مارا اور دوسرے راوی کا یہ قول ہی کہ کمال کوکا نے اُسے زخم شمشیر سے ہلاک کیا لیکن اُس کے جسم پر تیر کے زخم کے سوا کچھ ظاہر نہ تھا خلاصہ یہ کہ جب صبح ہوئی کشمیریون کے لشکر مین مشہور ہوا کہ ایک مغل مقتول پڑا ہی جب خواجہ حاجی اُس کے سر پر پہونچا دیکھا کہ میرزا حیدر ترک ہی اُس کا سر زمین سے اُٹھایا اس وقت میرزا کا عالم نفس شماری تھا آنکھین کھولین اور جان جان آفرین کے سپرد کی مغلون کو جب اپنے سردار کا قتل ہونا متحقق ہوا اندرکوٹ کی طرف بھاگ گئے اور کشمیریون نے میرزا کی لاش دفن کی اور مغلون کے تعاقب مین روانہ ہوے مغلون نے اندرکوٹ مین پناہ لی اور تین روز تک لڑے چوتھے دن محمد روی نے تانبے کے پیسون کے گراب توپ مین دے کر فیر کرنی شروع کی اور وہ گراب جس شخص کے

لگتے تھے جانبر نہوتا تھا آخر میرزا حیدر کی زوجہ نے جس کا نام مسماۃ خانمی تھا اور میرزا کی ہمشیرہ مسماۃ خانجی نے مغلون سے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مرگیا بہتر یہ ہی کہ کشمیریون سے پیغام صلح کرکے اس قصہ کو دفع کرو مغلون نے یہ امر قبول کیا امیر خان معمار کو صلح کے واسطے کشمیریون کے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوے اور عہد نامہ اس مضمون کا لکھدیا کہ آیندہ ہم مغلون کے درپے ایذا نہونگے

حکومت میرزا حیدر ترک کی دس سال تھی +

تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسرے بار مملکت کشمیر پر

جب دروازے قلعہ کے مفتوح ہوے کشمیریون نے میرزا حیدر کے توشکخانہ مین جاکر دست تصرف دراز کیا اور نفائس نفیسہ لوٹ لے گئے اور میرزا کے اہل وعیال کو سری نگر مین لاکر حسن منو کے مکان مین جگہ دی اور ولایت کشمیر آپس مین تقسیم کی پرگنہ دیوسر دولت چک کو اور پرگنہ دہی غازی خان چک کو اور پرگنہ کمراج یوسف چک اور بہرام چک کو دیا اور ایک لاکھ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل میرزا کے واسطے معین ہوا عموماً تمام امراے کشمیر اور خصوصاً عبدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو برائے نام بادشاہ بنایا اور حقیقت مین عبدی زینا بادشاہ تھا اور ۹۵۹ھ نوسو انسٹھ ہجری مین سنکر چک ولد کاجی چک اس سبب سے کہ بے جاگیر تھا اور غازی خان نے کہ اپنے تئین کاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور جاگیر بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہوکر چاہا کہ یہان سے نکل جاؤن چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ سنکر چک بلاشبہہ کاجی چک کا بیٹا تھا اور غازی خان چک اگرچہ کاجی چک کا فرزند مشہور تھا لیکن حقیقت مین اُس کا بیٹا صلبی نہ تھا کس واسطے کہ ملک کاجی چک اپنے بھائی حسن چک کے بعد وفات اُس کی زوجہ کو جو غازی خان کو شکم مین رکھتی تھی اپنے عقد مین لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ مین غازی خان چک متولد ہوا اس جہت سے سنکر چک نے چاہا کہ مین کشمیر سے برآمد ہوکر عبدی زینا کے پاس جاؤن اور جب یہ خبر مشہور ہوئی دولت چک اور غازی خان چک نے اسمٰعیل بانت اور سہر جو کو مع جمعیت سو آدمی کے بھیجکر کہا کہ اگر وہ نہ آوے اُسے زبردستی لاؤ لیکن سنکر چک اُن کے بلانے سے نہ آیا عبدی زینا کے پاس گیا آخر کو عبدی زینا نے اُن سے صلح کی اور پرگنہ رکوٹھار اور کھاورا اور ماور سنکر چک کی جاگیر قرار پائی اور آتش فساد ساکن ہوئی اور اُن دنون مین چار گروہ کشمیر مین اعتبار رکھتے تھے اول عبدی زینا مع اپنے گروہ کے دوسرے حسن ماکری ولد ملک ابدال ماکری مع اپنی جمعیت کے تیسرے کپوریان کہ بہرام چک اور یوسف چک وغیرہم سے مراد ہی چوتھے کاسنیان کاجی چک اور دولت چک اور غازیخان چک سے عبارت ہی پھر یحییٰ زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کاجی چک کے عقد از دواج مین لایا اور دولت چک کی دختر محمد ماکری ولد ملک ابدال ماکری کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک کو تواری کی بہن غازی خان چک کے نکاح مین داخل ہوئی اور یہ نسبتین چکان کی قوت اور غلبہ کے باعث ہوئین اور باتفاق ایک دوسرے کے ہر اطراف مین متفرق ہوے یعنی غازی خان چک

ولایت کامراج کی سمت اور دولت چک سوپور کی طرف اور تمام ماکری بالکل کی جانب روانہ ہوے
اس سبب سے عبدی زینا سری نگر مین محزون ہوکر بیٹھا اور اُن لوگون کے دفع کی تدبیر مین رہتا تھا
اور جب موسم بادنجان کا آیا عبدی زینا نے فرمایا کہ مرغ کا گوشت اور بینگن لاؤ کہ ہم دونون کو ایک مین
پکا دین اور یہ طعام لطیف بینگن[۱۲] کشمیریون کی غذا ہے بہرام چک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اُس کی دعوت
مین آئے اور یوسف چک نہ آیا عبدی زینا نے تینون کو گرفتار کرکے مقید کیا اور یوسف چک
یہ خبر سنکر مع تین سو سوار اور سات سو پیادہ کامراج کے راستہ سے جاکر دولت چک سے ملحق
ہوا عبدی زینا نے جب دیکھا کہ کشمیری چکان مین آئے مغلون سے میرزا قراہبادر اور میرزا عبدالرحمن
اور میرزا جان بیرک اور میرزا بکلہ مغل اور میر شاہ اور شاہزادۂ بیگ میرزا اور محمد نظیر اور جرعلی کو قید خانہ
سے برآوردہ کرکے ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت اور خرچ عنایت فرمایا اور موضع چک پور مین
مقیم ہوا اس درمیان مین سید یعقوب اور سید ابراہیم باتفاق حاردو کے جوان کا نگہبان تھا
بھاگ کر کراج مین گئے اور دولت چک کے شریک ہوے اور بہرام چک بھاگ نہ سکا دوسرے
دن غازی خان چک مع تین سو سوار سری نگر مین آیا اور عبدی زینا نے مغلون کو اس کے مقابلہ
کو بھیجا اور اُس نے تمام پلون کو خراب کیا اور مغل معطل رہے اُس وقت دولت چک بھی سری نگر
مین جاکر غازی خان چک سے ملحق ہوا اور باتفاق عیدگاہ مین پڑاؤ کیا اور ہر روز فریقین کے مابین
جنگ ہوتی تھی یہان تک کہ بابا خلیل عبدی زینا کے پاس صلح کے واسطے آیا اور یہ بات کہی کہ آپ
کو مغلون کا اعتبار کرنا اور کشمیریون کو نظر سے گرانا مناسب نہ تھا اور اس طرح کے اور بھی کلام
کیے کہ عبدی زینا اور کشمیریون کے درمیان صلح واقع ہوئی اور مغلون کو مع اہل وعیال رخصت دی
اور خانجی یعنے میرزا حیدر ترک کی بہن بگلی کے راستہ سے کابل مین گئی اور کشمیریون نے میرزا جرعلی بلکہ
اور بھی مغلون کے اہل وعیال قتل کیے اور خانم کاشغر مین پہونچی اور بعد اس واقعہ کے خبر آئی کہ ہیبت خان
اور سعید خان اور شہباز خان افغان جو قوم نیازی سے ہین کشمیر کی تسخیر کے واسطے آتے ہین اور پرگنہ پانہال
مین پہونچکر کوہ نون مین داخل ہوے ہین عیدی زینا اور حسین ماکری اور بہرام چک اور دولت چک اور
یوسف خان متفق ہوکر نیازیون کی جنگ کے واسطے برآمد ہوے اور طرفین مقابل ہوکر خوب لڑے
اور بی بی رابعہ زوجہ ہیبت خان نیازی نے بھی جنگ مردانہ کرکے علی چک پر تلوار کا وار ڈالا آخر کو
ہیبت خان اور سید خان اور شہید خان نیازی اور بی بی رابعہ اُس لڑائی مین مارے گئے اور کشمیریون
نے مظفر اور منصور ہوکر سری نگر مین مراجعت کی اور مقتولون کے سر یعقوب خان کے ہاتھ سلیم شاہ
افغان[۱۳] سور کے پاس بھیجے اور اس کے بعد کشمیریون کے درمیان مین عداوت بہم پہونچی عبدی زینا نے
باتفاق فتح چک اور لوہر ماکری اور یوسف چک اور بہرام چک اور ابراہیم چک خالد گڈھ مین آنکر اقامت
اختیار کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور حسین ماکری اور سید ابراہیم اور رومان کے گروہ
نے ایک جا ہوکر عیدگاہ مین منزل کی جب دو ماہ کا عرصہ گذرا یوسف چک اور فتح چک اور ابراہیم چک

عبدی زینا سے جدا ہوکر دولت چک کے پاس آئے اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہوکر عبدی زینا کے سر پر گیا وہ تاب مقاومت نہ لاکر لے جنگ بھاگ کر مرو مین گیا اور وہان پہونچکر دوسرے گھوڑے پر سوار ہونے لگا اُس نے قضارا ایسی لات اُس کے سینہ پر ماری کہ موضع سماک مین مخفی ہوا اور اُسی مقام مین عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور لاش اُس کی سری نگر مین لاکر موضع موسی زینا مین دفن کی اور امرا نے خروج کرکے نازک شاہ کو جو نام کے سوا شاہی سے علاقہ نہ رکھتا تھا شاہی سے معزول کیا اور ارادہ خودسری کا کیا اور بعد میرزا حیدر ترک کے تیسری مرتبہ دس ماہ شغل فرمانروائی مین مشغول رہا

ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہے جب عبدی زینا مقتول ہوا دولت چک دارالملک مین جاکر مہمات شاہی انجام دینے لگا اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہے بر اے نام کسی کو بادشاہ بنایا چاہیے ابراہیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اُس وقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک جنگل سے برآمد ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گیا اس وقت عبدی زینا (معلوم ہوتا ہے میرزا حیدر سے اتحاد پیشتر کا تذکرہ ہے کہ وہ زندہ تھا الغرض اُسے) اور شمس زینا اور بہرام چک کو گرفتار کرکے قید خانہ مین مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک نے قابوق کے نیچے آکر تیر اندازی شروع کی اور یوسف چک نے قابوق مین گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور پیادے کہ تیر جمع کرتے تھے گھوڑا اُن مین الجھکر چراغ پا ہوا اور یوسف چک اُسپر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری مین غازی خان چک اور دولت چک مین نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر مین اختلاف پیدا ہوا سیمین ماکر سی اور شمس زینا کہ ہندوستان مین تھے سنہ ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری مین غازی خان کے شریک ہوئے اور یوسف چک اور بہرام چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آئے اور اس اختلاف اور نزاع نے دو دادہ کا طول کھینچا آخر کو ایک بد شگون نے دولت خان کے روبرو آنکر اُسکے کان مین یہ بات کہی کہ مجھے غازی خان نے تمھارے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا ہے کہ تو نے تمام اُن آدمیون کو بے تقریب کس واسطے اپنے پاس جمع کیا ہے کہ یہ سب تیرے دشمن ہین اور غازی خان چک سے یہ کہا کہ دولت چک صلح کے درپے ہے تم اُس سے کس واسطے لڑتے ہو بس اسطور سے کام کرکے اُنکے درمیان صلح کروائی اور شمس زینا پھر ہند کیطرف بھاگ گیا اور اُن دنون مین تبت کلان کے باشندے یرگنہ کھادر اور بارہ مین کہ حبیب خان چک اور نصرت خان کے بھائی کی جاگیر تھی آن کر بکریان ہانک لے گئے اس سبب سے دولت چک اور سنکر چک اور ابراہیم چک اور حیدر چک اور پسران غازی خان اور بھی اعیان کو مع لشکر انبوہ لار کے راستہ سے تبت کلان مین بھیجا اور حبیب خان چک کہ ہمراہ اُن کے تھا بسبیل استعجال جس راستہ سے کہ بکریان لے گئے تھے تبتیان کے تعاقب مین دوڑا اور بجلی کی طرح قلعہ تبت کلان مین پہونچکر جنگ کی اور اُنکے سردارون کو شمشیر سے قتل کیا اور وہ سب بھاگے حبیب خان چک نے اس مقام مین نزول کرکے اپنے چھوٹے بھائی درویش

چک سے کہا تو مع لشکر سوار ہو کر تبت کلان مین داخل ہو درویش چک نے تغافل کر کے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا اور حبیب خان چک باوجود اس کے کہ اُس کے زخمون سے خون جاری تھا سوار ہو کر تبت کلان کے قصرہاے عالی مین داخل ہوا اور اہل تبت کلان تاب مقاومت نہ لاکر بے جنگ بھاگے اور چالیس آدمی اُن مین سے جو قصر کی چھت پر سپیدہ اور پوشیدہ تھے دستگیر ہوے اور نہایت عجز اور خاکساری سے پیش آئے اور کہا ہمین قتل نہ کرو اور پانسو گھوڑے اور ہزار پارچہ پٹو اور پچاس بیل قسطاش اور دوسو بکریان اور دوسو تولہ سونا دینا قبول کیا لیکن حبیب خان چک نے اُن کی باتون پر التفات نہ کر کے سب کو دار پر کھینچا اور وہان سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ مین آیا اور اُس قلعہ کو بھی خراب اور ویران کیا اور تبت کلان کے رئیسون نے تین سو گھوڑے اور پانسو پارچہ پٹو اور تیس راس گاو قسطاش جناب حبیب خان چک کے واسطے بھیجے اور گھوڑے خوب کاشغری کہ اہل تبت کلان کے ہاتھ آئے تھے وہ گھوڑے بھی ان سے لیے اور حیدر چک اور نصیر غازی خان چک نے مسے کھانی اپنے بھائی حقیقی کو حبیب خان چک کے پاس بھیجا کہ اہل تبت کلان نے وہ گھوڑے غازی خان چک کے واسطے نگاہ رکھے تھے مناسب ہے کہ اُن گھوڑون کو بھیجیے تو ہم غازی خان کی خدمت مین روانہ کرین حبیب خان چک ترکمانی نے درجواب اُس کے قریب دوسو آدمی کے اس نیت سے روانہ کیے کہ منازعت درمیان مین ڈالین لیکن لوگون نے درمیان مین آن کر صلح کروائی آتش فساد ساکن ہوئی بعد اُس کے سری نگر کی طرف آیا اور یہ تمام اشیا وہان کے آدمیون کو تقسیم کیے اور سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری مین زلزلہ عظیم کشمیر مین واقع ہوا اکثر موضع اور شہر خراب اور منہدم ہوے اور موضع نیلو اور آدم پور مع عمارت و اشجار آب بہٹ کے اس طرف سے منتقل ہو کر اس پار ظاہر ہوے اور موضع مادر مین جو پہاڑ کے زیر دامن واقع ہے اُس کے گرنے سے وہان کے تخمیناً چھ سو آدمی ہلاک ہوے

اللھم احفظنا من جمیع البلیات والآفات

ذکر اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر مین

جب پانچ ماہ ابراہیم شاہ کی حکومت کے گزرے اگرچہ اس وقت مین دولت چک درحقیقت فرمانروا تھا زمانہ غازی خان چک کے موافق ہوا دولت چک مغلوب اور منکوب ہوا غازی خان چک نے دم استقلال سے مارا اور اسمٰعیل شاہ کو برائے نام شاہ بنا کر سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین تخت پر بٹھایا اور اُس سال حبیب خان چک نے چاہا کہ دولت چک سے یک دل ہو جاؤن یہ عزیمت کر کے مردادون کے سمت متوجہ ہوا غازی خان چک نے نصرت خان چک سے یہ بات کہی کہ تیرا بھائی حبیب خان چک دولت چک سے ملگیا ہے مناسب یہ ہے کہ وہ نہ آنے پاوے اور ہم دولت چک کو گرفتار کرین کہ حبیب اُس کے آنے کے بعد کام مشکل ہوگا ناگاہ دولت چک کشتی مین سوار ہو کر حوض ڈل کی طرف مرغابی کے شکار کو گیا تھا اس درمیان مین غازی خان چک نے تاخت کر کے اُس کے گھوڑون کو گرفتار کیا اور وہ

بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اُسے بھی گرفتار کرکے اُس کی آنکھون مین سلائی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اُس کے حبیب خان چک آیا غازی خان چک نے کہ اُس سے ناراض تھا نازک چک کو جو دولت چک کا بھتیجا تھا طلب کرکے اُسے وکالت کی تکلیف دی اور جو کہ غازی خان چک نے اُس کے چچا کی آنکھون مین سلائی پھیری تھی اس تعصب سے منصب وکالت قبول نہ کیا غازی خان چک نے چاہا کہ نازک چک کو بھی گرفتار کرکے مقید کرے وہ خبردار ہوکر بھاگا اور حبیب خان چک کے پاس جاکر پناہ لی

ذکر حبیب شاہ ابن اسمٰعیل کا

جب دو سال اسمٰعیل شاہ کی حکومت سے گذرے قضاے الٰہی سے فوت ہوا غازی چک نے اُسکے فرزند کو سریر حکومت پر متمکن کیا اور آخر ۹۶۴ھ نو سو چونسٹھ ہجری مین نصرت خان چک اور نازک چک اور سنکر چک برادر غازی خان چک اور یوسف چک اور ہستی خان چک سب نے ایک جگہ جاکر آپس مین عہد کرکے یہ تجویز کی کہ آج غازی خان چک نے دوا استعمال کی ہی اور اُس کا بھائی حسین خان چک قید ہی اُسے زندان سے برآوردہ کرکے غازی خان چک کو ہلاک کرین جب یہ خبر غازی خان چک کو پہونچی یوسف چک اور سنکر چک کو راضی کرکے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور درویش چک نہ گئے اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیون کو درمیان مین لاکر عہد و قول اُس سے لے کر جاوین گے نہین راہ فرار اختیار کرین گے اور نصرت خان چک بے قول گیا زندان مصیبت مین گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے باتفاق نازک خان چک کے پلون کو توڑکر خروج کیا اور ہستی خان چک بجمعیت تمام آن کر اُس سے ملحق ہوا غازی خان چک نے لشکر کثیر اُن کے مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئی اور غازی خان چک کا لشکر شکست کھاکر متفرق ہوا بعضے گرفتار ہوے اور حبیب خان چک فتح کرکے کھوبہ امون کی طرف گیا اور غازی خان چک اس شکست کے بعد حبیب خان چک کے مدافعہ کیواسطے خود سوار ہوکر دودہ کی طرف گیا اور تین چار کشتی بہم پہونچاکر مع تین فیل اور تین ہزار مرد جرار دریا سے عبور کیا اور جب خالد گڈھ کے میدان مین پہونچا حبیب خان چک بھی اُس کے مقابلہ کو آٹھ سو آدمی سے آن کر ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لاکر آب جمجہ کے پل مین در آیا اور گھوڑا اُس کا اُس پل سے عبور نہ کرسکا اس درمیان مین غازی خان چک کے ایک فیلبان نے اُسے گرفتار کیا غازی خان چک نے اُس کے سر جدا کرنے کا حکم دیا جب فیلبان ہاتھ اُس کے دہن کے قریب لے گیا حبیب خان نے اُس کی انگلیان دانتون سے پکڑکر خوب کاٹین آخر فیلبان نے سر اُس کا جدا کردیا اور کلہ نامت مین کہ جہان مکان اُس کا تھا لاکر آویزان کیا اور درویش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور چند عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خان کے پاس سری نگر مین آیا پرگنہ کھوبہ امون جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہوکر پرگنہ زین گڈھ کے

۵ ظاہر ہین سوا دو ماہ

قصبہ بدانچہ کی طرف کہ وطن اُس کا تھا گیا پھر شنکر چک اور فتح چک وغیرہ بہرام چک کے پاس جاکر آپس
مین متفق ہوکر پرگنہ سوپور مین آئے اور بنیاد فساد کی قائم کی غازی خان چک نے اپنے بیٹون
اور بھائیون کو اُن کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور وہ تاب جنگ نہ لاکر پہاڑ کی سمت بھاگے
غازی خان چک نے اُسی روز اُنھین اُن کے تعاقب کو بھیجا وہ جاتے ہی اُس جماعت کو گرفتار کرلائے
دوسرے دن یہ خبر پہونچی کہ بہرام چک سرکوب سے کسی طرف راہی ہوا اور شنکر چک اور فتح چک
اُس سے جدا ہوئے غازی خان بسرعت تمام کوہ بہاسون مین گیا اور چھ روز تک بہرام چک کی بہت
تلاش کی لیکن ہاتھ نہ آیا اور جب احمد جورین برادر حیدر چک ولد غازی خان چک نے اُس کی
گرفتاری کا ذمہ کیا غازی خان چک شہر مین پلٹ آیا احمد جورین نے سرکوب مین کہ مسکن ریشیان
یعنے صوفیون کا تھا جاکر اُنھین گرفتار کیا اور بہرام چک کی جستجو کی وہ بولے کہ ہم نے اُسے کشتی
مین سوار کرکے امیر زینا کے مکان مین جو موضع بادیلی مین واقع ہی پہونچایا ہی اور ریشیان ایک فرقہ
ہی کہ وہ ہمیشہ زراعت کرتے اور باغ لگاتے ہین اور پھل وغلہ خدا کی راہ مین خیرات کرتے ہین اور
خود مجرد رہتے ہین الغرض جب احمد جورین امیر زینا کے پاس گیا اور بہرام چک کو تلاش تمام گرفتار
کرکے سری نگر مین لایا اور دار پر کھینچا احمد جورین اس فتح اور نصرت کے سبب مختص ہوا اُن دنون
مین شاہ ابوالمعالی کو کہ لاہور سے بھاگ کر بعضے کہکر اُنکے قیدخانہ مین تھا مع زنجیر یوسف کے شانہ
پر سوار ہوکر برآمد ہوا اور کمال خان گہکر کے ساتھ موافق ہوکر میرزا حیدر کے مانند کشمیر کی تسخیر کا ارادہ
کیا جب راجوری مین پہونچا مغلون کی ایک جماعت بھی اس کے شریک ہوئی اور دولت چک اور اندھا
اور فتح خان چک ودوسرے چک اور لوہر ڈانگری بھی شاہ ابوالمعالی کے پاس آئے اور سنہ ۹۶۵
نوسو پینسٹھ ہجری مین کشمیر کے سمت متوجہ ہوے اور جب بارمولہ مین پہونچے حیدر چک اور
فتح خان چک جو راستہ کی محافظت کرتے تھے بھاگ کر موضع یادومی مین آئے اور شاہ ابوالمعالی
نے عدالت کو کام فرماکر سپاہیون کو رعایا کے جورو تعدی سے ممانعت کی اور موضع بارمولہ مین
جو یادومی کے قریب ہی پہونچکر ایک بلندی پر وارد ہوا اور غازی خان چک اپنے بھائی
حسین خان چک کو ہراول کرکے موضع کھنود مین مقیم ہوا اور کشمیریون نے جو شاہ ابوالمعالی کے
ہمراہ تھے اُس کی بلا اجازت حسین خان چک کی فوج پر حملہ آور ہوکر پسپا کیا غازی خان چک اس
کی کمک کو پہونچا اور داد مردی و مردانگی دے کر بہت کشمیریون کو تہ تیغ کرکے لڑائی فتح کی شاہ
ابوالمعالی یہ حال دیکھکر بے جنگ بھاگا اور جب گھوڑا اُس کا راستہ مین تھک گیا ایک مغل جان نثار
شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا کہ تازہ زور تھا شاہ کو اُس پر سوار کیا اور اُس کا گھوڑا
ماندہ لے کر اس مقام مین ایستادہ ہوا کشمیری کہ شاہ کے تعاقب مین آتے تھے اُنھین تیر باران
کرکے روکا جب ترکش اُس کے خالی ہوے کشمیریون نے اُس بہادر کو نرغہ کرکے تیغ سیاست
سے قتل کیا اور اس فرصت مین شاہ ابوالمعالی کوسون نکل گیا سبحان اللہ بہادر اور خیرخواہ یہ لوگ

تھے کہ اپنے آقا کی جانبری کے واسطے اپنے تئین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصہ غازی خان یاد دکھی مین پلٹ آیا اور جس مغل کو اس کے پاس لاتے تھے گردن مارتا تھا لیکن حافظ میر حسینی کو جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خواننده تھے بہ سبب خوش خوانی کے انھین قتل نہ کیا۔ اس فتح کے بعد نصرت خان چک کو زندان سے برآوردہ کرکے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا اور نصرت خان چک بیرم خان سے ملکر متوسل ہوا اور سنہ ۹۶۶ نو سو چھیاسٹھ ہجری مین غازی خان کے مزاج مین ایک تغیر واقع ہوا دست تعدی دراز کیا خلائق اس سے نہایت متنفر ہوئی اور بعضون نے انھین دلون مین اسے یہ خبر پہونچائی کہ حیدر چک آپ کا فرزند بعضے لوگون کے اتفاق سے کشمیر لیا چاہتا ہے غازی خان نے محمد حنیف کو جو اس کا وکیل تھا اور بہادر رہٹ کرکے یہ بات کہی کہ لوگ اس طرح کہتے ہین تم جاکر اسے نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال فاسد کو اپنے دل مین راہ نہ دیوے پھر محمد حنیف نے حیدر چک کو اپنے مکان پر بلاکر بہت چشم نمائی کی اور سخت سست کہا حیدر چک نے طیش کھاکر محمد حنیف کو قتل کرکے باہر نکال کر اس کے شکر پر مارا کہ وہ جانبر نہوا لوگون نے حیدر چک کو مار ڈالا اور غازی خان کے حکم کے بموجب اسے قتل کرکے لاش اس کی زینگیر کے دروازہ پر میدان مین لی اور جو لوگ کہ اس کے شریک اور موافق تھے سب کو تہ تیغ کیا اور سنہ ۹۶۷ نو سو سڑسٹھ ہجری مین میرزا قراہبادر نے ہندوستان سے بہ لشکر کثیر اور نو زنجیر فیل آن کر لاہور مین تین ماہ اقامت کی اور کئی بار لڑائی سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور گکھڑان سے بھی ایک جماعت کثیر ہمراہ رکھتا تھا اور امیدوار تھا کہ وہ کشمیر لیوے شریک ہونگے اس عرصہ مین نصرت خان چک اور فتح چک اور دلاور انکری اس کے پاس سے بھاگ کر غازی خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اس سبب سے میرزا قراہبادر کے لشکر مین بہت فتور برپا ہوا اور غازی خان چک کشمیر سے برآمد ہوکر نور نور کوٹ تک پہونچا اور پیادون کو میرزا قراہبادر کے مقابلہ کو بھیجکر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعہ دانکہ مین داخل ہوا دوسرے دن میرزا قراہبادر پھر پیادون کی جنگ سے بھاگا اور اسکے ہاتھی پیادون کے ہاتھ آئے اور پانسو مغل مارے گئے اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سے منقضی ہوئے غازی خان نے اسے گوشہ مین بٹھاکر خود فرمانروائی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسرے پر روا نہ رکھا خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کرکے اپنے تئین غازی شاہ مشہور کیا

تذکرہ غازی شاہ کا

غازی خان چک نے شاہان کشمیر کے آئین کے موافق جلوس کیا اور اپنے تئین غازی شاہ خطاب دیا لیکن مرض جذام کے سبب سے کہ اس سے پیشتر ہم پہونچا تھا اُن دنون مین اُس کی

شدت سے اُس کی آواز متغیر ہوئی اور انگلیان اُس کی گرنے پر تھین اور دانتون مین زخم ظاہر ہوے اور ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری مین فتح خان چک اور لوہر دانگری اور بھی کشمیری غازی شاہ سے متوہم اور ہراسان ہوکر پہاڑون مین داخل ہوئے اور غازی شاہ نے اپنے بھائی حسین چک کو مع دو ہزار آدمی اُن کے تعاقب مین بھیجا جب موسم سرما اور برف باری کے ایام آئے مخالف ہلاک ہوئے اور جو باقی رہے کھتوار مین گئے اور وہان سے مضطر اور متردد ہوکر حسین خان چک کے پاس آن کر پناہ لی حسین خان چک نے ان کے قصور عام کے لیے غازی شاہ سے درخواست کی اور شاہ نے اُن کی تقصیر معاف فرماکر جاگیر خوب عنایت فرمائین اور ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین غازی شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر بلتستان کا قصد کیا اور اپنے فرزند احمد خان کو فتح خان چک اور ناصر کتانی اور بھی امرائے نامدار کے ہمراہ بلتستان کی تسخیر کو بھیجا اور جب یہ بلتستان سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچے فتح خان چک نے احمد خان کے پاس جاکر شہر بلتستان مین داخل ہوا اہل بلتستان اُس کا ساز و سامان دینے پر راضی ہوئے اور بلتستان قبول کی اور وہان سے جلد برخاست کرایا اس کے بعد احمد خان کے دل مین یہ ہوس ہوئی کہ فتح خان چک بلتستان مین جاکر فائز المرام ہوکر آیا اگر مین بھی ایسا کرون گا اہل کشمیر میری تعریف کرینگے یہ تجویز کرکے تنہا چلنے کا ارادہ کیا فتح خان چک نے عرض کی کہ آپ کا تنہا جانا مناسب نہین اگر یہی ارادہ ہو جمعیت لے کر جایئے احمد خان نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی پانسو آدمی لیکر روانہ ہوا اور فتح خان چک کو لشکر گاہ مین چھوڑا اہل بلتستان نے جب احمد خان کو جریدہ دیکھا جمعیت کرکے اُس پر تاخت لائے وہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور فتح خان کے پاس آن کر یہ بات کہی کہ آج مین بتیسون سے مقابلہ اور مقاتلہ کو جاتا ہون تم میری فوج کے آگے چلو وہ بلا توقف جریدہ آگے روانہ ہوا اہل بلتستان اُسے تنہا دیکھکر جنگ مین مشغول ہوئے فتح خان کی رگ شجاعت اور غیرت جنبش مین آئی تنہا جنگ کرکے مارا گیا غازی شاہ یہ خبر سنکر احمد خان سے نہایت ناراض ہوا اور سخت و سست کہا ایام دولت اُس کے چار برس کے بعد آخر ہوئے ۔

ذکر حسین شاہ کی سلطنت کا

یہ غازی شاہ کا بھائی تھا ۹۷۱ھ نوسو اکہتر ہجری مین غازی شاہ بلتستان کی تسخیر کے ارادہ سے کشمیر سے برآمد ہوا اور مولد کھار مین استقامت کی اور غلبہ مرض جذام کے سبب اُس کی آنکھین بیکار ہوئین اور آخر عمر مین شعار بدی کرکے خلق پر دست تعدی دراز کرتا تھا اور بیصد و قصور لوگون سے زر جرمانہ لیتا تھا اس سبب سے آدمی اس سے رنجیدہ ہوکر دو گروہ ہوئے ایک جماعت اُس کے فرزند احمد خان کی شریک ہوئی اور ایک جماعت اُس کے بھائی حسین چک

کی مدد معاون ہوئی غازی شاہ یہ خبر سنکر مولد کھار سے مراجعت کرکے سری نگر مین آیا اور جو حسین چک پر اُس کی مہر و شفقت زیادہ تھی اُسے اپنا جانشین کرکے سریر سلطنت پر بٹھایا اور غازی شاہ کے تمام وکلا اور وزرا حسین چک کے مکان پر حاضر ہوے اور شرائط خدمتگاری اور لوازم فرمان برداری مین قیام کیا اور پندرہ روز کے بعد غازی شاہ نے تمام قماش اور اسباب اپنا دو حصہ کرکے ایک حصہ اپنے بیٹون کو دیا اور دوسرا حصہ مہاجنون کے سپرد کیا کہ اُس کی قیمت پہونچا دین مہاجن حسین چک کے پاس داد خواہ ہوئے حسین چک نے غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نے رنجیدہ ہوکر چاہا کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے حسین چک یہ خبر سنتے ہی احمد خان پسر غازی شاہ اور ابدال خان اور بھی اعیان دولت کو طلب کرکے اپنی اطاعت کے بارہ مین اُن سے عہد و پیمان لیا غازی شاہ ترک سلطنت سے نہایت پشیمان ہوا اپنے خاص آدمیون اور مغلون کو طلب کرکے جمعیت کی اور حسین چک بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا اہالی شہر اور قصبات نے درمیان مین آن کر آتش فساد ساکن کی اور غازی شاہ نے شہر سے برآمد ہوکر بین پور مین اقامت کی اور تین مہینے کے بعد پھر سری نگر مین آیا اور حسین چک نے استقلال تمام بہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیون کے درمیان مین تقسیم کی اور ۹۰۳ھ نوسو تین ہجری مین حسین چک نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر دے کر رخصت کیا اور اس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ شنکر چک نے خروج کیا ہے اس واسطے اس کی جاگیر محمد خان ماکری کے نام مقرر کی اور احمد خان اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک چک کو مع لشکر جرار اُس کے تدارک کو تعینات فرمایا اُنھون نے جاکر فتح کی اور حسین چک اُن کے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام انھین سری نگر مین لایا اور چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان چک اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہین چاہا انھین کسی ڈھب سے گرفتار کردن اُنھون نے یہ خبر سنی تو بجمعیت تمام حسین چک کے پاس آیا کرتے تھے جب حسین چک نے دیکھا کہ یہ لوگ حقیقت حال سے واقف ہو گئے ہین تو ملک لوندنی لوند کو اُن کے پاس بھیجا کہ انھین ایک جا فراہم کرکے عہد و پیمان لیوے کہ کوئی شخص کسی سے عداوت نہ کرے ملک لوندنی لوند اُنکے پاس گیا اور مقدمات صلح مین مشغول ہوا اور سب احمد خان کے مکان پر گئے اور یہ تجویز کی کہ احمد خان جو چند روز سے حسین چک کے پاس نہین گیا تھا اسے حسین چک کے مکان پر لے جاوین احمد خان نے بعد مبالغہ اور اصرار کے قبول کیا اور نصرت خان چک اور ملک لوندنی لوند کے ہمراہ حسین چک کے مکان پر گیا اور قاضی حبیب جو اعیان شہر سے تھا مع محمد ماکری اُس مقام مین حاضر ہوا اور دولا نخانہ مین مجلس منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تنبورہ نوازی کرین گے جو یہان قاضی تشریف لاوین تم کو ٹھے پر چلکر محفل سرور مین شریک ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب یہ

تنبورہ نوازی

کوٹھے پر گئے آدمیون کو بھیجکر اُنھین قید کیا اور بعد اس کے علی خان اور خان زمان کو کہ اصلی نام اُن کا فتح خان تھا مع فوج کثیر شنکر چک کے مدافعہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان عرف خان زمان نے مع لشکر ظفر پیکر جاکر اُسے شکست دی اور فتحیاب ہوکر واپس ایا اور اُس نے اختیار تمام پیدا کیا اور امرا کو یہ حکم ہوا کہ تم ہر روز اُس کے مکان پر جایا کرو اور ۹۷۳ھ نوسو تہتر ہجری مین امرا نے غیبت خان زمان کی حسین چک سے کی تو اُس نے لوگون کو اُس کے مکان پر جانے کی ممانعت کی اور خان زمان کشمیر سے نکل جانے کی فکر مین تھا کہ حسین ماکری نے آن کر خان زمان سے یہ بات کہی کہ تو کیون شہر سے نکلتا ہی حسین چک شکار کو گیا ہی اور مکان اُس کا خالی ہی اُس کے مکان پر جاکر اُس کے تمام اسباب اور خزانون پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا اُس نے یہ بات پسند کی اور باتفاق فتح خان چک اور لوہر وانکری اور مثل اُن کے حسین چک کے مکان پر جاکر دروازہ مین آگ لگائی اور چاہا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان کو زندان سے برآورده کرون مسعود مانک وانکری جو جیلخانہ کا داروغہ تھا اُس نے پانی دیوانخانہ کے صحن مین اس قدر چھڑکا یا کہ ولدل ہوگئی اور دولت خان نام ایک شخص مردم چک سے ترکش باندھے کھڑا تھا بہادر خان ولد خان زمان نے اُس پر حملہ کرکے تلوار کا وار کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محفوظ رہا پھر دولت خان نے ایک تیر ایسا اس کے گھوڑے کی آنکھ مین مارا کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اور بہادر خان اُس کی پشت سے زمین پر گرا مسعود مانک وانکری نے جاتے ہی اُس کا سر خنجر سے کاٹا اور خان زمان جو باہر کھڑا تھا بھاگا اور مسعود مانک نے اُس کا تعاقب کرکے گرفتار کیا اور حسین چک کے روبرو لے گیا اور حسین چک کے حکم کے موافق اُسے زین گڈھ مین لے جاکر ناک کان دست و پا کاٹ کر سولی پر چڑھایا اور حسین چک نے مسعود مانک وانکری کو فرزند ارجمند کہکر ساتھ خطاب مبازر خانی کے سرفراز فرمایا اور پرگنہ بانگل کو اُس کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری مین حسین چک نے احمد خان پسر غازی شاہ اور نصرت خان چک اور محمد خان ماکری کی آنکھون مین میل کھجوائی غازی شاہ یہ خبر سنکر نہایت محزون اور ملول ہوا اور اُسی کو فت مین بیمار ہوکر مرگیا اور حسین چک مدرسہ بناکر وہان کے علما اور صلحا کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور پرگنہ زین پور اُن کی جاگیر مقرر کی اور ۹۷۵ھ نوسو پچہتر ہجری مین لوندنی لوند نے یہ خبر حسین چک کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ مسعود مانک وانکری المخاطب مبازر خان کہتا ہی جو حسین چک نے مجھے فرزند کہا ہی چاہیے کہ اپنے خزانہ سے مجھے بھی حصہ دیوے یہ سنتے ہی حسین چک نہایت آزردہ ہوا ایک دن مسعود مانک وانکری المخاطب بمبازر خان کے مکان پر گیا اور اصطبل مین گھوڑے افراط سے دیکھکر اُس کا دل اور بھی مبازر خان سے منحرف ہوا اور اُسے محبوس کیا اور تمام مہمات ملکی لوندنی لوند کے متعلق ہوئین اور عرصہ قلیل مین وہ بھی بسبب اِس جرم کے کہ اُس نے چالیس ہزار خروار دھان سرکار سے

خیانت کیے گئے قید ہوا اور علی کوکا بجائے اس کے منصوب ہوا اور ۹۷۶ھ نو سو چھتر ہجری مین قاضی حبیب جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے برآمد ہوکر دریاے کوہ ماران مین قبرون کی زیارت کے لیے گیا تھا یوسف نامے کہ شیعہ مذہب تھا اُس نے تلوار غلاف سے کھینچکر قاضی کے سر پر رسید کی وہ مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نے سر دست اپنا ہاتھ سپر کیا انگلیان کٹ گئین اور اختلاف مذہب کے سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان مین نہ تھا مولانا کمال کرتی قاضی کا داماد تھا اور سیالکوٹ مین جاکر درس مین مشغول رہتا تھا قاضی کے ہمراہ تھا یوسف قاضی کو زخمی کرکے بھاگا اور حسین چک باوصف اس کے کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنکر آدمی یوسف کی گرفتاری کو تعین کیے وہ اُسے پکڑ لائے اور حسین چک نے فقہا یعنی دانشمندون کو مثل ملا یوسف اور ملا فیروز اور ماندان کے ایک جاکر کے فرمایا کہ جو کچھ اُس کے بارہ مین شرع کے موافق ہو فتوے جاری کرو عالمون نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا روا ہے چونکہ قاضی جو زخمی ہوا تھا اس نے جواب دیا کہ مین نہ ہون اس شخص کا قتل کرنا جائز نہین ہے آخر اسے سنگسار کیا اتفاقاً اُن دنون مین ایک جماعت کہ ساتھ اُس کے مذہب اور اعتقاد مین ایک تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب بیسہ بابا علی برسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ سے آئے جب بہیرہ پور مین پہونچے حسین چک ان کے استقبال کو ایک خیمہ عالی ایستادہ کرکے مقیم ہوا جب سنا کہ ایلچی تو یب آئے حسین چک برآمد ہوا اور ایلچیون کو لاکر خیمہ مین ایکجا بٹھایا اور بعد اس کے ایلچی حسین چک کے فرزند کے ہمراہ کشتی مین بیٹھکر شہر کی طرف روانہ ہوئے اور حسین چک خشکی کے راستہ سے کشمیر مین گیا اور مسین ماکری کا مکان اُن کے نزول کے واسطے مقرر کیا اور بعد چند روز کے میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کے ہم مذہب تھا اُس نے حسین چک سے یہ بات کہی کہ جو تم نے یوسف کو مفتیون کے کہنے سے قتل کیا ان مفتیونکو میرے پاس بھیجو حسین چک نے مفتیون کو اُن کے پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اُس نے مفتیون سے یہ تقریر کی کہ تم نے فتوے مین غلطی کی ہے مفتیون نے جواب دیا ہم نے فتوی علی الاطلاق اُس کے قتل کے واسطے نہین دیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا سیاست کے واسطے روا ہے میرزا مقیم نے مفتیون کو سر دربار بُرا بھلا کہکر فتح خان چک کے سپرد کیا اور انھین بہت ایذا دی اور حسین چک کشتی مین بیٹھکر کمراج کی سمت گیا اور فتح خان چک نے مرزا مقیم کے کہنے سے مفتیون کو مقتول کرکے اُنکے پانون مین رسی باندھی اور اُنھین اُلٹی کوچہ و بازار مین پھرائین اور حسین چک نے اپنی دختر مع تحف و ہدایا ایلچیون کے ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر اطاعت اظہار کی

ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

۹۷۷ھ نو سو ستھتر ہجری مین خبر پہونچی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے میرزا مقیم کو مفتیون کے خونہاے

ناحق کے عوض مین قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سنتے ہی اسہال دموی عارض ہوا یعنی خون کے دست آنے لگے جب تین چار ماہ کا عرصہ گذرا اُس وقت مین حسین چک نے محمد خان اور بہت یوسف فرزند علی خان چک سے یہ بات کہی کہ تو علی خان چک کے پاس جو سونپور مین ہی جاکر مقیم ہو جب بہت یوسف علی خان چک کے پاس گیا اور لوگ بھی باری باری بھاگ کر علی خان چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے جب یہ خبر سنی آدمی بھیجکر علی خان چک کو یہ پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ واقع ہوا بلکہ تیرے فرزند کو بلاتعرض تیرے پاس بھیجا علی خان چک نے اس کے در جواب کہلا بھیجا کہ میری بھی کچھ تقصیر نہین ہی آدمی خود بخود بھاگ کر میرے پاس چلے آتے ہین ہر چند انھین سمجھاتا ہون فائدہ نہین بخشتا آخر علیخان چک سری نگر کی طرف متوجہ ہو کر سات کوس پر وارد ہوا ملک لوندئی لوندبھاگ کر علی خان چک کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسین چک نے شہر سے برآمد ہو کر جلہ حاجم مین جو شہر سے ایک کوس پر ہے مع لشکر نزول کیا اور احمد اور مجی باکری کہ اُس کے امرا کے سلک مین منتظم تھے اُسی رات کو علی خان چک کے پاس بھاگ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربون سے تھا اُس نے اُس سے یہ بات کہی کہ جو تمام آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہین بہتر یہ ہے کہ اسباب شاہی جس کے واسطے نزاع ہو علی خان چک کے پاس بھیجدو تمھارا بھائی ہی غیر نہین ہی بھیجدو حسین چک نے چتر اور قسطاس اور تمام جلوس شاہی یوسف کے ہاتھ علی خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا یہ ہی کہ بیمار ہون انھین مین خود اس اسباب کے ہمراہ آتا پھر علی خان چک حسین چک کے مکان پر عیادت کو آیا پھر دونون بھائی بغلگیر ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے پھر حسین چک نے شہر علی خان چک کے سپرد کر کے زین پور مین آن کر اقامت کی اور علی خان چک علی شاہ ملقب ہوا اور امر شاہی سانجھا اس کے رجوع ہوئے اور دوکھہ کہ وکیل حسین چک کا تھا معتمد علیہ ووکیل السلطنۃ ہوا اور حسین چک کا پیمانۂ حیات آب بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے ڈھالا اور علی شاہ نے اُس کے جنازہ کے ہمراہ جاکر اُسے حیران بازار کے قریب دفن کیا اور انھین دنون مین شاہ عارف درویش جو اپنے تئین شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کی اولاد سے شمار کرتا تھا اور شیعہ مذہب تھا بلباس فقر اور ارباب تصوف لاہور سے حسین قلی خان ترکمان حاکم پنجاب کے پاس سے برآمد ہو کر کشمیر مین آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مذہب تھا اس بزرگوار کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور شرائط تعظیم وتکریم کے بعد اعتقاد اور ارادت کے اظہار کے واسطے اپنی دختر اُس کے عقد ازدواج مین لایا اور اُسکو مہدی آخرالزمان سمجھکر معتقد ہوا اور علی چک اور زوروز چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزندون نے کہ تمام رافضی تھے اُس سے اس قدر اعتقاد بہم پہونچایا کہ سجدہ کرتے تھے اور آخر کو انھین ہر امور کے لائق جان کر قرار دیا کہ اُسے سریر شاہی پر بٹھادین جب یہ خبر علی شاہ کے کان مین پہونچی اُن سے

نہایت رنجیدہ ہوکر ایذا رسانی کے درپے ہوا اور شاہ عارف کہ کیمیاگری اور تسخیر جن مین مشہور تھا اِس مضمون کو دریافت کرکے یہ مشہور کیا کہ مین یہان نہ ہون گا ایک دن مین بزور علم تسخیر لاہور کی طرف یا اور ولایت کی سمت جاؤن گا اس کے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتقاد کرین کہ غیبت کی ہی لیکن تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملاحون کو دے کر کشتی مین سوار ہوکر بارمولہ مین پہونچکر پہاڑ پر برآمد ہوا علی شاہ نے آدمی اُس کی گرفتاری کو بھیجے اور وہان سے طلب کرکے حوالات مین سپرد کیا اور جب دوبارہ بھاگا لوگ کوہ دتر سلیمان سے پھر گرفتار کرلائے اس مرتبہ علی شاہ نے ہزار اشرفی اپنی دختر کے مہر کے عوض اُس سے لے کر طلاق لی اور اس کے خواجہ سرا کو بھی جدا کرلیا اور چند روز قید کرکے تبت کی طرف رخصت کیا اور علی رائے والی تبت جو آل عبا کی محبت کا دم مارتا تھا عارف شاہ درویش کے استقبال کو روانہ ہوا اور اُس کے قدوم میمنت لزوم کو موہبت عظمےٰ تصور کرکے اُس کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عارف شاہ کو اپنے ملک مین متوطن کرکے بارادت تمام اپنی بیٹی کو جسے نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اُس کے عقد نکاح مین لایا اور شاہ عارف چند روز وہان رہے بعد اس کے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حسب الطلب ارادہ سفر ہندوستان کرکے دارالخلافت آگرہ مین پہونچتے ہی دارالبقا کی طرف کوچ کیا اور سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین علی چک ولد نور وزچک علی شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ دوکھہ نے میری جاگیر مین آن کر خلل ڈالا ہی اگر سرکار اسکا تدارک کرکے ممانعت نفرماویگی مین اپنے گھوڑون کے شکم پھاڑ ڈالون گا علی شاہ یہ معاسنکر سمجھا کہ مقصود اس کا میرے شکم پھاڑنے سے ہی اس سبب سے آتش غضب اُس کے دماغ مین شعلہ زن ہوئی اُسے قید کرکے ولایت کمراج مین بھیجا اور وہ وہان سے بھاگ کر حسین قلی خان حاکم پنجاب کے کے پاس گیا اور جب ملاقات کے وقت حسین قلی خان تواضع متعارفہ بجا نہ لایا تو لاہور سے نکلکر پھر ولایت کشمیر مین آیا اور علی شاہ نے اُسے پھر گرفتار کرکے مقید کیا اور بعد چند روز کے پھر قید خانہ سے بھاگا اور نوشہرہ مین داخل ہوا علی شاہ نے لشکر اُس کے سر پر بھیجکر پھر دستگیر کیا اور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین علی شاہ نے کہتوار پر جس کو کشتوار بھی کہتے ہین لشکرکشی کی اور وہان کے حاکم سے اپنے پوتے یعقوب کے لیے دختر لے کر معاودت فرمائی اور اندنون مین ملا عشقی اور قاضی صدرالدین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار سے برسم رسالت آئے علی شاہ نے اپنے بھتیجے کی بیٹی شاہزادہ کامگار سلطان سلیم کی خدمت کے واسطے ملا عشقی اور قاضی صدرالدین کی صحابت سے مع تحف اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سکہ ولایت کشمیر کا محمد اکبر بادشاہ کے نام جاری کیا اور اس عرصہ مین یوسف فرزند علی شاہ نے محمد بہت کے اغوا سے ابراہیم خان ولد غازی خان کو بے اجازت باپ کے تقتول کیا اور باپ کے خوف سے محمد بہت کے ہمراہ بھاگ کر بارمولہ مین گیا اور علی شاہ اس کی اس حرکت خلاف وضع سے نہایت آزردہ

اور اُس کے تدارک کی فکر مین ہوا لوگون نے یوسف کی عفو تقصیر کی درخواست کر کے اُسے طلب کیا اور محمد بہت کو جو اس فساد کا باعث تھا اُسے قید کیا اور ۹۸۳ھ نو سو تراسی ہجری مین علی شاہ جمال نگری کی سیر کے واسطے مع اہل و عیال روانہ ہوا اور حیدر خان نام پسر محمد شاہ اولاد شاہ زین العابدین سے جو گجرات مین رہتا تھا جس وقت کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گجرات کو لیا اُس کے ہمراہ رکاب ہندوستان کی طرف آیا اور وہان سے نوشہرہ پہونچا اور اُس کا چچیرا بھائی سلیم خان جو وہان رہتا تھا مع جماعت اپنی اس سے ملحق ہوا علی شاہ نے ایک جماعت کثیر اور جرار لشکر یوہر چک کے ہمراہ بھیجی اور محمد خان چک نے جو راجوری مین رہتا تھا یوہر چک کی سرداری سے حسد کر کے اُسے قید کیا اور اُس کے لشکر کو لے کر حیدر خان کے پاس نوشہرہ مین آیا اور یہ بات کہی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردانہ ہے میرے ہمراہ بھیجو تو جاکر ولایت کشمیر کو تمھارے واسطے فتح کرون حیدر خان اُس کی بات سے خوش ہوا اسلام خان کو اُس کے ہمراہ بھیجا جب موضع چکیم مین وارد ہوا صبح کے وقت محمد خان چک اسلام خان کو بہ غدر قتل کر کے سید علی شاہ کے پاس گیا اور مورد الطاف ہوا اور علی ٹاکری اور داؤد گدار وغیرہ بعضون نے سید رخان کی دولتخواہی کا ارادہ کیا تھا محبوس ہوے اور ۹۸۹ھ نو سو چوراسی ہجری مین کشمیر مین قحط عظیم پڑا اکثر آدمی بھوک کی شدت سے ہلاک ہوے اور ۹۹۰ھ نو سو پچاسی ہجری مین علی شاہ نے مسجد پر برآمد ہو کر علما اور صلحا سے صحبت کی اور کتاب مشکوٰۃ شریف اس مجلس مین لاکر اُس حدیث کے موافق جو فضائل توبہ مین وارد ہے توبہ کر کے غسل کیا اور نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن مین مشغول ہوا اور بعد فراغ چوگان بازی کے واسطے سوار ہو کر میدان عیدگاہ چوگان بازی مین مصروف ہوا ناگاہ دھنہ زین کا اس زور سے اُسکے شکم پر لگا کہ اُس کے صدمہ سے جانبر نہوا

ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

جب علی شاہ فوت ہوا اُس کا بھائی ابدال خان چک اپنے بھتیجے یوسف خان کے خوف سے اُس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے سید مبارک خان اور بابا خلیل کو ابدال خان چک کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر تمھین میری شاہی منظور ہو اپنے بھائی کے دفن و کفن مین شریک ہو والا تم حکومت کرو مین تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر رہونگا جب اُنھون نے یہ پیغام یوسف کا ابدال چک کو پہونچایا اُس نے جواب دیا کہ مین تمھارے کہنے سے اُس کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا خدمت کا کمر جان پر باندھتا ہون اگر وہ مجھے کسی طور کی مضرت پہونچا دے گا اُس کا وبال تمھاری گردن پر ہوگا سید مبارک خان جو ابدال خان چک سے عداوت رکھتا تھا بولا کہ مین یوسف کے پاس جاکر اُس سے عہد و پیمان لیتا ہون یہ کہکر اُس کی مجلس سے برخاست کر کے یوسف شاہ کے پاس گیا اور نفسانیت سے یہ بات کہی کہ وہ میرے کہنے سے نہین آتا

تم پہلے اس کی تدبیر کرلو بعد اس کے علی شاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہوکر اُس کے سر پر گیا
اور ابدال خان چک اُس سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان بھی اس
معرکہ مین قتل ہوا دوسرے دن علی شاہ شیعون کے طریق مین دفن ہوا اور یوسف شاہ نے بجاے
اُس کے سریر حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کے سید مبارک خان اور علی خان چک نے
بقصد فتنہ و فساد دریا سے عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماکری روانہ ہوا اور محمد ماکری کہ ہراول
اُس کا تھا سبقت کرکے مع ساٹھ مرد اہل تبر مخالفون کے مقابلہ مین گیا اور قتل ہوا اور یوسف شاہ
عطف عنان کرکے بیرہ پور مین آیا اور سید مبارک خان بہ خبر سنکر لشکر کو آراستہ کرکے بنیت جنگ
برآمد ہوا اور یوسف شاہ نے تاب مقاومت نہ لاکر موضع پرتھال کے جنگل مین پناہ لی اور سید
مبارک خان اُس کا پیچھا کرکے جنگ مین مصروف ہوا یوسف شاہ بھاگ کر پہاڑون پر جو اس طرف
مین واقع تھے آیا اور سید مبارک خان منظفر اور منصور ہوکر کشمیر مین داخل ہوا اور علی خان چک
بسعی نوروز چک کو کسی تقریب سے بلاکر قید کیا اور گوہر چک اور حیدر چک اور ہستی چک اُس
کے خوف سے بہ اسان ہوکر پہلی مرتبہ اُس کے پاس حاضر ہوئے اور آخر کو بابا خلیل اور سید
برخوردار اُن کے پاس جاکر عہد و پیمان کی شرط بجالائے اور جملہ چک سید مبارک خان کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور بقدر رخصت حاصل کرکے اپنے مکانون پر گئے اور رستہ مین یہ تجویز
کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کرکے اپنا شاہ کرین چنانچہ ایک قاصد جلد یوسف شاہ کے پاس بھیجکر
یہ پیام دیا کہ ہم اپنے عمل سے پشیمان ہوئے اب ہم نے تیری شاہی قبول کی سید مبارک خان یہ خبر
سنکر مضطرب ہوا اور اُس نے یہ تجویز کی کہ مین بھی اپنے بیٹون اور غلامون کو لیکر یوسف شاہ کے
پاس حاضر ہون یہ نیت کرکے علی خان چک ولد نوروز چک کو جو قید مین تھا ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا
اور دولت چک کہ اُس کے امرا سے تھا جب اُسکے پاس سے بھاگا اُسنے مضطرب ہوکر علی خان چک
کو قید سے رہا کیا اور خود جریدہ بابا خلیل کی خانقاہ مین داخل ہوا حیدر چک نے علی خان چک
سے پیغام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کے واسطے تھی اور یوسف چک ولد علی خان
چک نے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کے درپے ہے علی خان نے اُس کے کہنے
پر عمل نہ کیا حیدر چک کے پاس جاکر اُس کے ہمراہ ہوا لوہر چک اور مثل اُس کے سب ایک جا
موجود تھے جب علی خان چک کو دیکھا پکڑ کر قید کیا بعد اُسکے سب نے یہ تجویز کی کہ لوہر چک کو شاہ بناوین
اس مابین مین یوسف شاہ کا لیہ کی طرف پہونچا اور یہ خبر سنی کہ کشمیریون نے لوہر چک کی شاہی قبول کی اور وہان سے موضع
ڈابل مین آکر اپنے تمام لشکر کو ہمراہ لیا اور جموں کے راستہ سے سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کے امرا سے تھا سمانہ کیواسطے لاہور مین آیا اور باتفاق اُسکے اور راجہ مان سنگھ کے فتح پور
سیکری مین آکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ہمیشہ سے تسخیر کشمیر کی فکر
مین تھا فرصت پاکر یوسف شاہ کی امداد کے بہانہ راجہ مان سنگھ اور سید یوسف خان مشہدی کو کشمیر کی طرف

روانہ کیا اور وہ دونون یوسف خان کے باتفاق ۹۸۷ھ نوسو ستاسی ہجری مین فتح پور سے کشمیر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس وقت مین لوہر چک کشمیر کی حکومت پر متمکن ہو گیا تھا یوسف شاہ نے اپنے فرزند یعقوب کو پیشتر بتعجیل تمام کشمیر کی سمت روانہ کیا تو وہان جاکر لوگون کو موافق کرکے لوہر چک کی شاہی مین خلل ڈالے اور جب یوسف شاہ اپنی ذات خاص سے سیالکوٹ مین پہونچا سید یوسف خان مشہدی اور راجہ مان سنگھ کی کمک کا مقید نہوکر راجوری کی طرف گیا اور اُس مقام پر متصرف ہوکر منزل ٹھٹہ مین پہونچا اور لوہر چک نے اُس وقت یوسف کشمیری کو یوسف شاہ کے مقابلہ کو بھیجا یوسف کشمیری مع فوج برآمد ہوکر یوسف شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا یوسف شاہ قوی پشت ہوکر ہوپل کے راستہ سے کوہ نہایت دشوار گذار بطرف قلعہ سون پور مین آیا لوہر چک حیدر چک اور شمس چک اور ستی چک کے باتفاق یوسف شاہ کے مقابل آن کر آب بہٹ کے کنارہ وار ہوا اور چند روز کے بعد تاب شہ یارد قلع مین آئی اور یوسف شاہ فتحیاب ہوا اور بعد فتح کے سری نگر کی طرف متوجہ ہوکر کشمیر مین داخل ہوا اور لوہر چک نے قاضی موسےٰ اور محمد سعادت بخشی کے ذریعہ سے آکر یوسف شاہ سے ملاقات کی پہلی ملاقات تو اچھی گذری آخر کو قید ہوا اور بابا حیدر سے بھی ایک جماعت کثیر مقید ہوئی جب یوسف شاہ مہمات شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کشمیر تقسیم کی یعنے شمس چک ولد دولت چک اور یعقوب اپنے فرزند اور یوسف کشمیری کو جاگیر مین خوب دین اور باقی خالصہ کے واسطے مقرر کیا اور بعضے امرا کے کہنے سننے سے لوہر چک کی آنکھون مین میل پھیری اور ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری مین یوسف شاہ نے شمس چک اور علی شیر چک اور محمد سعادت بخشی کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ لوگ باغی ہین مجلس مین قید کیا اور حبیب خان چک خوف سے موضع طیتر کی طرف چلا گیا اور یوسف چک ولد علی خان چک جو یوسف شاہ کی قید مین تھا مع چارون بھائیون کے زندان سے برآمد ہوکر حبیب خان چک کے پاس موضع مذکور مین جاکر ملحق ہوئے اور وہان سے تبت کے راجہ کے پاس کہ جس کا نام رونگی تھا جاکر اُس سے کمک لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کو حدود کشمیر مین پہونچے اور بسبب اختلاف کے کہ درمیان اُن کے واقع ہوا کچھ نہ بن پڑا ایک دوسرے سے جدا ہوا اور سپاہی یوسف شاہی یوسف ولد علی خان چک اور محمد خان کو پکڑ لائے اور اُن کے کان اور ناک کاٹے اور حبیب خان چک شہر مین پوشیدہ ہوا اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے کابل سے مراجعت فرما کر جلال آباد مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور میرزا طاہر خویش میرزا سید خان شہیدی مشہدی اور محمد صالح عاقل کو برسم ایلچی گری کشمیر مین بھیجا اور جب یہ بارہ مولہ مین پہونچے یوسف شاہ استقبال کے واسطے روانہ ہوا اور فرمان کو بوسہ دے کر سر پر رکھکر تسلیمات بجا لایا اور ایلچیون کو اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوا اور اپنے فرزند حیدر خان اور شیخ یعقوب کشمیری کو باتحف و ہدایائے بسیار محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت مین روانہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہا اس کے بعد

باتفاق شیخ یعقوب کشمیری کے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین یوسف شاہ لار کی سیر کو راہی ہوا اور شمس چک مع زنجہ قید خانہ سے بھاگ کر کہتوار مین گیا اور وہان حیدر چک سے پیوستہ ہوا یوسف شاہ نے یہ خبر سنتے ہی اُن پر چڑھائی کی وہ متفرق ہوکر بھاگے اور یوسف شاہ نے مظفر اور منصور ہوکر سری نگر کی طرف معاودت کی اور ۹۹۰ھ نوسو نوے ہجری مین حیدر چک اور شمس چک کہتوار سے بقصد جنگ کشمیر کی طرف متوجہ ہوے یوسف شاہ اُن کے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور اپنے بیٹے یعقوب کو بہ اول کیا اور بعد جنگ فتحیاب ہوکر سری نگر مین مراجعت کی اور راے کہتوار کے وسیلے سے شمس چک کی خطا معاف کرکے اُس کے واسطے جاگیر مقرر کی حیدر چک وہان سے برآمد ہوکر راجہ مان سنگھ کے پاس گیا اور ۹۹۲ھ نوسو بانوے ہجری مین یعقوب ولد یوسف شاہ اظہار اطاعت اور اخلاص کے واسطے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا اور جب آنحضرت فتح پور سے لاہور مین پہنچے یعقوب نے اپنے باپ یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر مین آنے کا ہے یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری کی لیکن انھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی بسمت رسالت بادشاہ سے رخصت لیکر ٹھٹھہ مین پہونچا ہے یوسف شاہ ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا اور خلعت شاہی زیب بدن کرکے ارادہ مصمم کیا کہ درگاہ کی طرف متوجہ ہوکر بادشاہ کو دیکھین اس درمیان مین باباخلیل اور بابا مہدی اور شمس دولی نے متفق ہوکر یوسف شاہ سے یہ بات کہی کہ اگر اکبر بادشاہ کے پاس جاؤگے وہ تجھے قتل کرکے تیرے فرزند یعقوب کو جو اسی عرصہ مین لاہور سے کشمیر مین آیا ہے سریر شاہی پر متمکن کرین گے اُس نے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق مین ڈالکر بادشاہ کے ایلچیون کو رخصت کیا لیکن جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر مین بجد تھا اس امر کا بہانہ کرکے شاہرخ میرزا اور شاہ قلی خان اور راجہ بھگوانداس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر بارہ مولہ مین لشکرگاہ کیا اور جب خبر پہونچی کہ عساکر منصورہ بھولباس سرحد کشمیر تک آگئے ہین سد راہ ہوکر اُس کی آمد کا راستہ بند کیا اور اُس کے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف ریزی اور سرما کا پہونچا راہ مسدود ہوئی بینیام صلح درمیان مین آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجاے اپنے نصب کرکے اور عہد و پیمان لیکر راجہ بھگوانداس سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کرکے صلح کی اور امراے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُسے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین لے گئے لیکن بادشاہ کو صلح پسند نہ آئی محمد قاسم میر بحر کو مع امرا ۹۹۵ھ نوسو پچانوے ہجری مین بہ تہیہ جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ کہ تخت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستون کو مسدود کرکے شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فردکش ہوا سردار کشمیر کے جو فساد پر آمادہ ہوکر شاہ کشمیر کی اطاعت سے منحرف تھے اُس وقت مین یعقوب شاہ سے رنجیدہ ہوکر محمد قاسم خان کے شریک ہوے اور بعضون نے شہر سری نگر مین نشان مخالفت کا بلند کیا یعقوب شاہ گھر کی آتش فساد کی تسکین واجب و لازم جانکر لشکرگاہ سے پلٹ آیا اور فوج اکبر شاہی

میدان صاف دیکھکر کشمیر مین داخل ہوئی یعقوب شاہ پہاڑون پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر بحر شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور کشمیر کے پرگنون پر عامل مقرر کیے اور یعقوب شاہ چند عرصہ کے بعد جمعیت بہم پہنچاکر محمد قاسم خان میر بحر سے ہم مصاف ہوا اور باوجود اُس کے کہ مغل بہت مارے گئے اُس پر بھی یعقوب شاہ شکست پاکر منہزم ہوا اور پھر تھوڑے دنون کے بعد جمعیت کرکے سری نگر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد قاسم خان میر بحر اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی نہ لاکر قلعہ ارک مین قلعہ بند ہوا اور عرضداشت لکھکر شاہ دہلی سے مدد طلب کی بادشاہ نے سید یوسف خان مشہدی کو حاکم کشمیر کرکے محمد قاسم خان میر بحر کو حضور مین طلب کیا اور سید یوسف خان مشہدی جب کشمیر مین پہونچا تو یعقوب شاہ محمد قاسم خان کے محاصرہ سے دستکش ہوکر پہاڑون مین در آیا اور یوسف خان مشہدی نے دو برس اُس کا پیچھا کیا اور جس طور سے ممکن ہوا اُسے دلاسا کرکے بادشاہ کی ملازمت مین بھیجا الغرض یوسف شاہ اور یعقوب شاہ دونون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے سلک امرا مین منتظم ہوئے اور ولایت بہار جاگیر پائی اس تاریخ سے کشمیر کی بادشاہی شاہان دہلی کے قبضۂ اقتدار مین آئی اور قبل اس سے مدت ہزار سال تک خطۂ کشمیر کسی ہند کے بادشاہ نے مسخر و مفتوح نہ کیا تھا۔

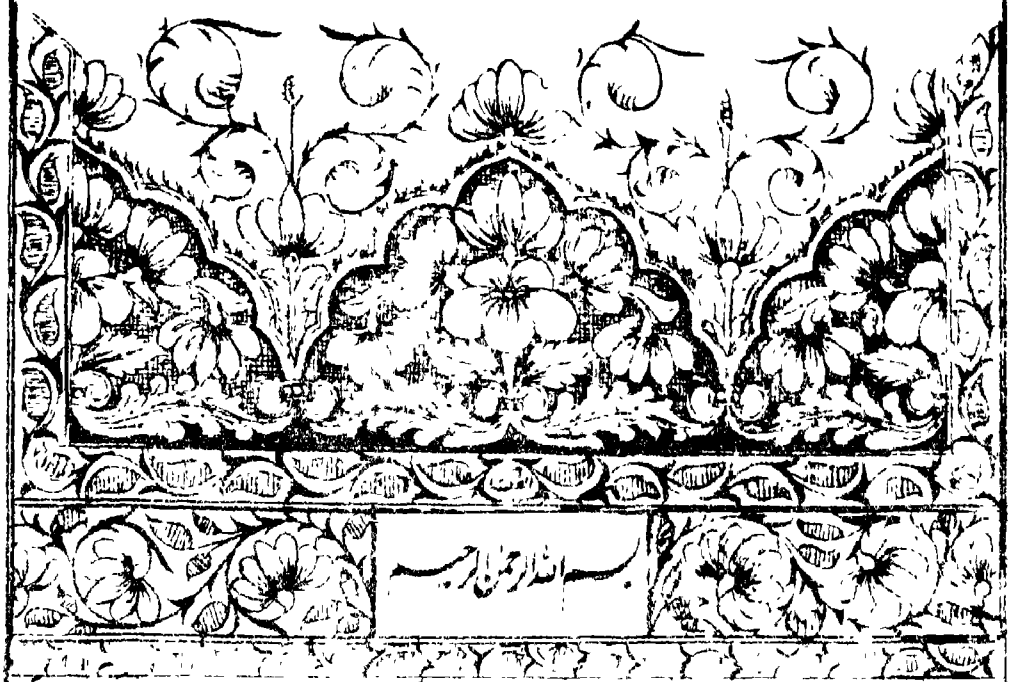

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالۂ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار مین کہ بصفت اسلام متصف ہوئے اور اس ملک مین اسلام ظاہر ہونے کی عجیب کیفیت کا بیان

واقفان احوال پر واضح وللاح ہو کہ واقعات ملوک ملیبار کسی تواریخ سے میری نظر مین نہین گذرے اسواسطے مؤلف کتاب محمد قاسم فرشتہ کو الف مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین پر اکتفا کرکے گذارش پرداز ہی کہ ملیبار ایک مملکت ممالک ہندوستان سے دکن کی طرف واقع ہے اور بسبب قرب جوار پیش ازواقعۂ قتل رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام بیجانگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہوکر تحف و نفائس بھیجکر اپنی مملکت کی مؤیدی حفظت کرتے تھے اور ظہور اسلام سے پیشتر اور بعد ظہور اسلام یہود اور نصارے کے گروہ برسم تجارت دریا کے راستہ سے اس ملک مین آمد و شد کرتے تھے اور آخر کو ملیباریون اور اُنکے درمیان مین منافع دنیوی کے سبب الفت بہم پہونچی اور بعضے سوداگران یہود و نصارے نے ولایت ملیبار کے شہرون مین سکونت اختیار کرکے کوٹھیان اور دکانین تیار کین اور یہ آئین طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی صلے اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے زمانہ تک مروج رہا جب تاریخ ہجری دو سو سال سے تجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب و عجم کے لباس فقر و درویشی مین بنا در عرب سے کشتی پر سوار ہوکر حضرت بابا آدم کے قدمگاہ کی زیارت کی عزیمت سے سراندیپ کی طرف کہ جس کو لنکا کہتے ہین متوجہ ہوئی اور بحسب اتفاق وہ کشتی ہوائے مخالف سے ملیبار کی طرف جا پڑی اہل کشتی شہر گذ کلور مین وارد ہوئے اور وہان کا حاکم مسمی سامری تھا اور وہ زیور عقل و

دانش سے آراستہ اور اخلاق ستودہ سے پیراستہ تھا اُنکی صحبت سے مشرف ہوا اور ادھر اُدھر کا تذکرہ کرکے اُن کے مذہب اور ملت سے سوال کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل اسلام اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام ہین سامری نے جواب دیا مین نے گروہ یہود اور نصاریٰ اور ہنود سے جو تمھارے دین کے مخالف اور جہان کے سیاح ہین اُن کی زبانی سُنا ہے کہ یہ دین بلاد عرب وعجم وترک مین مروج ہے لیکن مجھے مسلمانون کی صحبت میسر نہوئی اب امیدوار ہون کہ آپ سید الانبیا کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات باہرات بیان فرمائین ایک اُن فقرا مین سے جو علم وصلاح کی صفت سے موصوف تھا اُس نے آغاز کلام کرکے اس قدر حالات اور معجزات آنحضرت کے بیان فرمائے کہ سامری کے دل مین حضرت رسالت پناہ کی محبت جوش زن ہوئی اور جب اُس نے معجزہ شق القمر کا سُنا بولا اے قوم یہ معجزہ بہت قوی ہے اگر حق اور صدق ہے اور سحر نہ تھا تو جمیع بلاد قریب وبعید کے آدمیون نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا ہوگا اور ہمارے ملک کا یہ دستور ہے کہ جس وقت کوئی قضیۂ بزرگ واقع ہوتا ہے ارباب قلم اُسے دفترون مین قلم بند کرتے ہین اور ہمارے باپ اور دادا کا دفتر موجود ہے اُسے دیکھکر تمھارے زرصدق کو محک امتحان پر جانچتا ہون پھر اہل دفتر کو بلاکر فرمایا کہ تم اس زمانہ کا (یعنی یہ معجزہ جس زمانہ مین واقع ہوا تھا) کھولکر شق القمر کا حال دیکھو جب وہ دیکھا گیا اُس مقام مین لکھا تھا کہ فلان تاریخ مین دیکھا گیا کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر پھر پیوستہ ہوا یہ سُنتے ہی حقیقت دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامری پر ظاہر ہوئی اور نور ایمان اُس کے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمۂ طیبۂ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان پر جاری کیا اور باعتقاد تمام مسلمان ہوا جو اپنے قوم کے رئیسون سے ڈرتا تھا اس کو مخفی رکھا اور مسلمانون کو بھی اُس کے اظہار سے ممانعت کی اور مسلمانون سے بانعام واحسان فراوان پیش آیا اور اُن سے التماس کی کہ آپ حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام کے قدمگاہ کی زیارت کرکے پھر اس طرف رونق افزا ہوجیے گا فقرا باصفا رخصت ہوکر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اور عرصۂ قلیل مین اُس کی التماس کے موافق بلدۂ کنکلور مین معاودت کی اور سامری اُن کی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور لوازم تعظیم وتکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عازم سفر مکہ ومدینہ ہوا لیکن جو علانیہ حج کا مرتکب نہوسکتا تھا لہذا اس مقدمہ مین یہ تدبیر اندیشہ کی یعنی مسلمانون کو زر ومال فراوان دے کر یہ حکم دیا کہ تم پہلے اپنے جہاز کے استحکام مین کوشش کرو اور بعدہ آب وطعام اور مایحتاج ضروری کثرت سے اُس پر بار کرکے جمیع لوازم سفر دریا خوب ترین وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہوچکا اُس وقت ارکان دولت اور سرداران قبیلہ کو اپنے پاس بلاکر یہ بات کہی کہ مجھے عبادت الٰہی کا شوق غالب ہوا ہے چاہتا ہون کہ خلائق کی صحبت سے چند روز خلوت مین بیٹھکر اپنے خالق کی یاد مین بسر کرون اور ان دنون مین تم میری ملاقات سے متغذر رہوگے اور ایک دستور العمل اپنے خط خاص سے لکھکر تمھین سپرد کرتا ہون

تم جمیع مہمات شاہی کو موافق اُس کے انجام دینا میرے پاس عرض کرنے کے محتاج نہ رہنا القصہ بعد گفتگوے
وزرا سبھوں نے عہد و پیمان کرکے یہ قرار کیا کہ ہم آپ کے فرمان سے تجاوز نکرین گے پھر سامری نے
خط ملیباری ایک دستور العمل لکھکر جمیع ممالک ملیبار کے امرا و معتمدین پر تقسیم کیے اور یہ فرمایا کہ اس
دستور العمل پر بطنا بعد بطن کاربند ہونا اور ایک دوسرے کی ولایت کی طمع نہ کرنا اور اگر حکام کے درمیان
مین کسی طرح کی خصومت بہم پہونچے انتظام کے واسطے ایک دوسرے کی ولایت پر تاخت نہ کرنا فقط
انتظام اعوان کی خونریزی ہو اور ولایت مین تصرف بیجا کرنا اور شاہ کے قتل کرنے بلکہ مقتول
ہونے سے پرہیز رہنا اور اگر حیفاً کسی معرکہ مین شاہ قتل ہووے اور اُس کا لشکر ہجوم کرے
اُس دشمن کو مع جمیع افواج قتل کرو اور جب تک اُس کی سلطنت کو خراب اور برباد نکر چکو آرام نلو
غرضکہ بتمام تقریر اُس کتاب سے اس تاریخ تک کہ سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دہ ہجری مین ملیباری بادشاہ
کے مقتول ہونے سے بہت زمانے مین اور بارہ جو قرات کے ملک تعلیم پر متصرف نہین ہوئے
ذکر یہ قاعدہ معہود جس ملک کا ہے اور منقول ہے جب سامری نے تمام مملکت تقسیم کی ایک امیر کہ
نائب تمامتر ہوا سامری نے متفکر ہوکر کہی تمہارا سے عنایت کی اور یہ فرمایا کہ اس تمشیر کے زور
سے بتقدیر ولایت فتح ملیبار تو فتح ایسے بیٹے تو مالک ولقبا جہاز اور تیری اولاد کبھی کسی پر اکتفا کرے اور جب
میرے تیرا اور تیری اولاد کا سامری نام رکھین غرض سامری نے بعد فراغ وصیت لوگون سے یہ بات کہی
کہ تین دن یہان مقام مین عبادت کیا سے قبل مراجعت ہون لازم کہ ایک ہفتہ تک کوئی شخص میرے پاس آمد و شد
نکرے اور رات کے وقت مسلمانون کے ہمراہ کہ سرکردہ اُن کا مالک بن حبیب تھا جہاز پر سوار ہوکر کسی
طرف روانہ ہوا اور کفار ملیبار ایک ہفتہ کے بعد جا سامری مین آئے جب سامری کو نہ پایا سب متفق اللفظ
واللعنی ہوکر بولے کہ سامری نے آسمان پر عروج کیا ہے اور پھر نزول کریگا اس سبب سے کفار ملیبار ایک
شب کو جس رات وہ غائب ہوا تھا سامری کے موضع غیبت مین جشن کرتے ہین اور ایک ظرف مین پانی
اور ایک جوڑی کھڑاؤن کی وہان رکھتے ہین کہ اگر سامری آسمان سے اترے تو اُسکے واسطے پانی اور
کھڑاؤن کی جوڑی حاضر رہے اور سامری باشنائے عبور جب بندر قندریہ مین پہونچا ایک شبانہ روز
وہان قیام کیا اُسکے بعد طی مسافت کرکے بندر شجر مین پہونچا کہ وہ مرض الموت مین مبتلا ہوکر صاحب فرش ہوا
اسصورت مین مالک بن حبیب اور تمام رفقاے جہاز کو حاضر کرکے فرمایا کہ تمام خواہش اور ارادہ ہمارا یہ ہے
کہ دین نبوی ملیبار مین رونق اور رواج پیدا کرے شرط خلافت اور مروت اس امر کی مقتضی ہے کہ حمیت اسلام
منظور اور ملحوظ رکھکر سفر دریا کی مشقت اپنے اوپر گوارا کرو تم اور باقی مسلمان برسم تجارت عبور کرکے
اُس ملک مین جاؤ اور کسی تدبیر سے اُس حدود مین مکان رہنے کو تیار کرو اُسکے بعد باآہستگی تمام
وہان کے باشندے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راغب ہوکر سرحلقہ اسلام مین لاوین گے
انھون نے سامری کو دعاے خیر دیکر یہ بات کہی کہ ہم تیرے بغیر اس ملک مین نہ جاسکینگے کیواسطے کہ کفار ملیبار
اور یہود و نصاریٰ ہمارے دین کے دشمن ہین اور نہایت عداوت رکھتے ہین کسیطور ہمارے آنے کی

روادار ہونگے کہ ہم اُس ولایت مین قدم رکھین تو طن اختیار کرنا امر دشوار ہی سامری نے سر گریبان تفکر مین جھکایا پھر ایک فرمان اپنے ہاتھ سے امرا اور اقربا کے نام اِس مضمون کا لکھا کہ یہ نوشتہ ہی سامری کیطرف سے کہ جسنے معبود انس و جان اور خالق زمین و آسمان کے حکم سے تمھاری جدائی اختیار کی ہی لیکن عنقریب تمھین میری ملاقات خوب ترین وجہ سے روزی ہوگی چاہیے کہ تم ہمیشہ مجھے حاضر جانکر دستور العمل سے تجاوز جائز نرکھو اور دونون جہان کی بہتری اور خوبی اسی پر منحصر جانو اور اسوقت مین سالک طریق سداد مالک بن حبیب اور ایک گروہ خدا پرستون سے فلان فلان آدمی کہ سلیم النفس اور نیک اندیش اور نیک اعتقاد ہین اور اُن سے شرارت اور بدنفسی متصور نہین ہی برسم سیر و تجارت اس حدود مین متوجہ ہوتے ہین اُن کے حالات مین نے بخوبی دریافت کرکے اُنکی سفارش واجب جانکر تحریر کی لازم کہ تم لوگ اُس گروہ حق پژوہ کے قدوم خیر لزوم کو نعمت عظمیٰ شمار کرکے بہ تعظیم و تکریم پیش آؤ اور شرائط مہمانداری بجا لاکر جمیع امور مین اُنسے اعانت اور امداد طلب کرو کہ سعادت دارین اِسی مین ہی بلکہ اُن لوگون سے اچھے سلوک سے پیش آؤ کہ سبکو اس طرف رہنے کی ہوس ہو اور مکانات اور باغات اور مساجد وہان تعمیر کرین اور خبردار کوئی مردم بومی یا کوئی مسافر کہ مراد یہود و نصاریٰ سے ہی اُن کا متعرض نہووے سامری نے یہ فرمان مسلمانون کے سپرد کرکے فرمایا کہ میرے مرنے اور جہاز کے سوار ہونے کی خبر تمام آدمیون سے پوشیدہ رکھنا اور فرمان حاکم کد نکلور کے پاس لے جانا کہ وہ تمھارے حسب دلخواہ سلوک کرے گا پھر سامری نے اپنا ساز و سامان جو کچھ اُس کے پاس تھا مسلمانون پر تقسیم کیا اور اُسی دن جوار رحمت حق مین واصل ہوکر بندر شجر مین مدفون ہوا لیکن صحیح روایت یہ ہی کہ سامری نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اپنے ملک مین چاند کا دو ٹکڑے ہونا مشاہدہ کیا تھا اور اس امر کی تحقیق کے واسطے آدمی معتمد اطراف واکناف مین بھیجے جب اس کو معلوم ہوا کہ محمدؐ رسول اللہ نے دعوے نبوت کرکے شق القمر کو جملہ معجزات سے کیا ہی اسواسطے سامری جہاز پر سوار ہوکر حجاز کی طرف گیا اور آنحضرت نبوی کی ملازمت سے مشرف ہوکر مسلمان ہوا اور خانہ کعبہ کی زیارت سے بھی خدا نے اُسے مشرف فرمایا اور آنحضرت سے رخصت معاودت وطن حاصل کرکے جب مع ایک جماعت اہل اسلام شہر ظفار مین پہونچا مرض مہلک مین گرفتار ہوکر فوت ہوا اور اب بھی قبر اُس کی اُس شہر مین ہی اور لوگ اُس کی زیارت کو جاتے ہین بہرتقدیر ایک جماعت مسلمانون کیساتھ کہ اُس کے ہمراہ تھی جیسے شرف بن مالک اور اس کا مادری بھائی اور مالک بن دینار اور اُس کا بھتیجا مالک بن حبیب بن دینار اُس کی وصیت کے بموجب جیسا مذکور ہوا ملیبار کی طرف جاکر نوشتہ سامری کا حاکم کد نکلور کے پاس پہونچا یا جب اُس نے خط سامری کا پہچانا ملحوظ ہوا اور پوچھا سامری کہان ہی اور کس واسطے تمھارے ہمراہ یہانتک نہین آیا وہ بولے کہ سامری نے ہمارے ساتھ سفر نہین کیا ہی اور ہم اس ماجرے سے واقف نہین جسوقت کہ ہم دریاے شجر کے جہاز پر سوار ہوتے تھے اُسے دیکھا تھا اور جب ہم نے اُس سے ترک وطن کا سبب پوچھا اُس نے ہمین کچھ جواب نہ دیا اور جب اُس نے جانا کہ ہم سفر ملیبار کا ارادہ رکھتے ہین یہ چند کلمہ ہمین لکھ دیے کہ تم حاکم کد نکلور کو پہونچانا ہم بلا توقف اس طرف روانہ ہوئے پھر ہمین خبر نہین کہ وہ کہان

جہاز نہایت مضبوط تیار کروائے اور مصر کے جہاز پہلے بندر دیو مین آئے آخر کو باتفاق سواران گجرات بندر جیول کی سمت کہ جہان فرنگیون نے لام باندھا تھا روانہ ہوئے اور چالیس جہاز سامری کے اور چند عراب والی کردہ اور اہل نے ساتھ اُن کے پیوستہ ہوکر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک عراب جو فرنگیون سے بھرا ہوا تھا دستیاب کرکے ساتھ اُن کے لوازم جہاد پیش پہونچایا یعنی انھین علف تیغ خون آشام کرکے بندر دیو کی جانب معاودت کی لیکن اہل فرنگ بھی مخالفون کو غافل سمجھکر بجرات تمام تر آن واحد مین تعاقب کنان اُس مقام مین آپہونچے ملک ایاز حاکم بندر دیو اور امیر حسین نے ناچار اُن کی جنگ مین مبادرت کی لیکن اُن سے کچھ کام نہ بن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئے اہل فرنگ نے مسلمانون کو شربت شہادت چکھا کر فردوس کی طرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لے کر مظفر اور منصور اپنے بنا در کار استہ لیا اور اُسی سنوات مین جب سلیم سلطان خواند کار روم سلاطین غور یہ مصر پر غالب آیا سلطنت اُس گروہ کی بے سر ہوئی سامری کہ اس کام کا سرگروہ تھا بیدل ہوا فرنگیون نے تسلط پایا اور سامری کی غیبت مین کہ وہان موجود نہ تھا رمضان کے مہینے ۹۱۵ سو پندرہ ہجری مین کالیکوٹ مین آئے اور مسجد جامع جو خانہ خدا تھی اُسے آگ دیکر خاک سیاہ کیا اور دست نہیب و غارت دراز کرکے شہر کو بھی ویران کیا لیکن دوسرے دن ملیباری ہجوم کرکے جماعت نصارے کے سر پر تلوارین میان سے لیکر جا پڑے اور اہل فرنگ کے پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کرکے بہتون کو پانی مین غرق کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر بندر کولم مین پناہ لی اور وہان کے زمیندارون کو موافق کرکے شہر سے آدہ کوس پر ایک گڑھی تیار کی اور اہل فرنگ نے جمعیت بہم پہونچاکر اُسی سال جیساکہ مذکور ہوا قلعہ بندر کوہ کو یوسف عادل شاہ کے متعلقون کے تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے اُسی عرصہ مین پھر بندر کوہ پر بزور شمشیر فرنگیون کے قبضۂ اقتدار سے نکالکر متصرف ہوا اور فرنگیون نے چند روز کے بعد وہان کے حاکم کو زر خطیر دیکر فریفتہ کیا اور پھر اُسپر متصرف ہوئے اور بنا در ہندوستان مین اپنا حاکم بٹھاکر قلعہ کی مرمت اور استحکام مین کوشش کی اور وہ ایسا قلعہ ہوکہ جس کی تعریف مین کسی شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہی **شعر** بری از فتنہ ہمچون طبع عاقل ٭ مصون از زخنہ چون گردون والا ٭

القصہ سامری باوجود کفر کے جو مرد غیرت دار تھا اس سانحہ کے مشاہدہ سے نہایت غمگین ہوا اور اسی صدمہ مین بیمار ہوکر سنہ ۹۲۱ ہجری مین اس دار نا پائدار سے کوچ کر گیا اور اُس کا بھائی قائم مقام ہوا اُس نے جنگ سے پہلوتہی کرکے فرنگیون سے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کے قریب فرنگیون کو اس شرط اور قول پر قلعہ جدید بنانے کی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مرچ اور سونٹھ کے بنادر عرب مین بھیجتے رہین فرنگیون نے اول اپنے عہد و پیمان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ تیار ہوا مرچ اور سونٹھ کی تجارت سے مسلمانون کو مانع ہوئے اور اُس ملک کے اہل اسلام پر دست تعدی حد سے زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ جو کنکلور مین تھا وہ بھی سامری کا ضعف سلطنت مشاہدہ کرکے اہالی اسلام کا دشمن جان ہوا اور بہتون کو شربت شہادت چکھایا آخر کو سامری اپنے فعل سے نادم اور

ن ہوا پہلے یہود کے تدارک کو کنڈ نکلور کی طرف افواج لے کر گیا اور یہودیون کے قتل وقمع مین
کوشش کی کہ اُس جماعت سے اس ملک مین ایک نشان باقی نرکھا بعد اُس کے باتفاق جمیع غازیان
رکا لیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور اہل فرنگ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور مساعی جمیلہ اور تردوات رستمانہ
اہل فرنگ کو مغلوب کرکے قلعہ کو فتح کیا اور یہ امر ملیباریون کی قوت اور شوکت کا باعث ہوا
جہازون کو بلا اجازت فرنگیون کے سونٹھ اور مرچ وغیرہ سے مملو کرکے بنادر عرب مین روانہ کیا
اہل فرنگ نے سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین حالنبات کے قرب مین جو کالیکوٹ سے پانچ کوس
حہ تیار کرکے ملیبار کے جہازون کی روانگی دشوار کی اور اسی طرح سے اہل فرنگ نے انھین سنوات
برہان نظام شاہ بحری کے عہد مین قلعہ ریکندہ بندر جیول کے قریب احداث کرکے اس مقام
توطن کیا اور سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین بندر دیو سے اور دمن اور بندر دیو پر جو شاہان گجرات کے متعلق
اُس تفصیل سے کہ پیشتر اپنے مقام مین تحریر ہوا بہادر شاہ گجراتی کے عہد مین قابض اور دخیل
ئے اور سنہ ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری مین کنڈ نکلور مین بجبر و قہر قلعہ احداث کرکے کمال استقلال اور غلبہ
پہونچایا اور اُسوقت مین سلطان سلیمان بن سلطان سلیم رومی نے داعیہ کیا کہ اہل فرنگ کو بنادر ہند
برآورد کرکے اُس مقام پر خود متصرف ہووے چنانچہ سنہ ۹۴۴ نوسو چوالیس ہجری مین اپنے
سلیمان پاشا کو مع سو عراب جنگی پہلے بندر عدن کی طرف بھیجا تو اول اُس کو کہ سر راہ ہے مفتوح اور
رے اُس کے بعد بنادر ہند کی طرف روانہ ہووے سلیمان پاشا نے سنہ مذکور مین بندر عدن کو
غازی بن شیخ داؤد سے لیکر اُسے قتل کیا بعدہ بندر دیو کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بنیاد
قائم کی قریب تھا کہ اُسے بھی فتح کرے لیکن قلت اذوقہ اور خزانہ کے صرف ہوجانے سے یہ امر
ن مین پڑا اور ناچار ہوکر روم کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین نصاری بندر ہرمز
کت اور سقوطرہ اور ملوہ اور میلاپور اور ناک پٹن اور منگلور اور سیلان اور نبگالہ سے حد چین تک
ط ہوئے اور اُن مقامون مین قلعہ تیار کیے اُن قلعون مین سے سلطان علی آچی نے قلعہ سقوطرہ
ح کیا اور حاکم سیلان نے اہل فرنگ کو مغلوب کرکے اپنی مملکت سے ان کا صدمہ دور کیا اور
ری حاکم کالیکوٹ کو کہتے ہین کہ وہ اُس شخص کی نسل سے ہے کہ جس کو سامری کلان نے تلوار بخشی تھی اہل
کے تسلط سے بہ تنگ آکر اُس نے ایلچی عادل شاہ اور مرتضے نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر ان کو اہل فرنگ
بنگ اور اپنے ممالک سے مدافعہ کی تحریض اور ترغیب کی پھر سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین سامری نے
عالیات کو محاصرہ کیا اور مرتضے نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ قلعہ ریکندہ اور بندر کو وہ کی تسخیر مین
ف ہوئے سامری نے بزور بازوے شجاعت قلعہ عالیات کو فتح کیا لیکن مرتضے نظام شاہ اور
عادل شاہ سے جیسا کہ اپنے مقام مین مذکور ہوا ملازمین بدخواہ کی شامت سے کچھ نہ بن پڑا ناکام
مراجعت کی اور اہل فرنگ نے مسلمانون کی ایذا رسانی پر کمر باندھی اور بعضے جہاز جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
جو اہل فرنگ کی بلا اجازت مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مراجعت کے وقت بندر جدہ مین غارت

کرکے مسلمانون کی اہانت اور آبروریزی بہت کی اور بندر عالی آباد قراتین جو علی عادل شاہ سے تعلق رکھتا تھا آگ لگا کر ویران کیا اور بندر دابل مین بطریق تجارت آن کر چاہتے تھے کہ مکر و غدر سے اُس پر بھی متصرف ہو دین وہان کے حاکم خواجہ علی المخاطب بملک النجا شیرازی نے واقف ہو کر ڈیڑھ سو آدمی معتبر اہل فرنگ کے قتل کیے اور اس فساد کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جہاز فرنگیون نے گرفتار کیے بنادر عرب و عجم کے جہاز پرلوگون کا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاہ دہلی اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے مین جان و مال کی ہلاکی اور بربادی متصور تھی لیکن اُس کے امرا مثل مرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان وغیرہ اہل فرنگ سے قول لیکر جہاز مع سواری بنادر کی طرف بھیجتے تھے اور ۱۰۱۹ھ نو سو انیس ہجری مین نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیون کو جو پرتگال کے فرنگیون سے دین کے اعتقاد مین مخالفت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے برخلاف فرنگیون پرتگال کے ولایت سورت مین کہ وہ بھی ممالک سے ہے رہنے کو جگہ دی اور یہ مقام پہلا ہے کہ فرنگیان انگلش نے سواحل ہندوستان مین سکونت اختیار کی تھی اور ان کے اعتقاد دیگر فرنگیون کے خلاف ہین کہتے ہین کہ عیسےٰ بندہ اور رسول خدا ہے اور حضرت جل شانہ ایک ہے اور اہل و عیال رکھنے سے منزہ اور مبرا ہے اطراف اہل انگلش اپنا شاہ مالک و قہار دیکر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہین کرتے تھے اور جبتک اس جماعت نے تو سنہ ۱۰۱۵ھ پندرہ سو پانچ مین مسلمانون کے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتے تھے اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتے تھے اور جس وقت کہ اُنپر قابو پاتے تھے فی الفور اُنھین ہلاک کرتے تھے اب بسبب حمایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے کہ درمیان اُن کے قرب و جوار بہم پہونچا ہے خدا جانے زیادتیون کا انجام کیا ہوگا اور تحفۃ المجاہدین مین مرقوم ہے کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہے اور وہان کے نشانہ کو نیار کہتے ہین اور وہان کا عجیب دستور ہے کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کر سکتی ہے اور ہر شب کو ایک کی باری آتی ہے لوبار اور بڑھئی اور نگریز براہمہ کے سوا اس امر یعنی فعل شنیع مین موافقت کرتے ہین اور گرد و کفار لکھکر پنجاب کے نواح مین تھا حلقہ اسلام مین آنے سے بیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتے تھے اور ہر ایک عورت انکی چند شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعدد سے جب ایک مکان مین آتا تھا علامت اپنی دروازہ کی ڈیوڑھی پر چھوڑ جاتا تھا تو اور شوہر اُسے دیکھکر پلٹ جاوین اور جب کہکر دن کے یہان لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسی وقت اُسے باہر لاکر باآواز بلند پکارتے تھے کہ کوئی اُسے پرورش کریگا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتے تھے ورنہ اُسی وقت اُسے ہلاک کرتے تھے اور قاعدہ ملیبار کے برہمنون کا یہ ہے کہ جب اُن کے کئی بھائی ہوتے ہین اُنکے بڑے بھائی کے سوا کوئی شادی نہین کرتا ہے تو درشہ کی کثرت سے آپس مین نزاع اور فساد برپا نہووے اور جب اورون کو شہوت جماع غالب

ہوتی ہے تو نیار وغیرہ کی عورتون سے حاجت رفع کرتے ہین لیکن عقد کے مقید نہین ہوتے والارث فی طوائف النیارۃ لاخواتھم من الام واولادا خواتھم وخالاتھم واقربائھم من جانب الام لا الاولاد اور جس وقت باپ اور مان یا بزرگ اُس ملک کے قوم براہمہ کے مرتے ہین ایک برس کامل ماتم رکھکر نوحہ و زاری کرتے

ہین اور جب مان اور ماموں اور بڑا بھائی گروہ نیار اور اُن کے متابعان کا مرتا ہو ایک سال ماتم مین بیٹھکر
روتے ہین اور عورتون سے نزدیکی نہین کرتے ہین اور ملیباری تین طبقہ ہین اعلیٰ اور ادنےٰ اور اوسط حیثیت
اعلےٰ ادنےٰ سے مباشرت یا ملامست یعنی مساس کرے جب تک غسل نکرے کھانا نکھاوے اور اگر جیانا
غسل سے پیشتر کھانا کھالیوے حاکم اُسے گرفتار کرکے ادنےٰ کے ہاتھ بیچدیتا ہے اور یہ بندگی مین کرتا ہے اور جو کوئی
یہ حرکت کرکے کسی موضع مین بھاگ جاوے اور حاکم کو خبر نہووے وہ البتہ بنا غلامی سے نجات پاتا ہے اور کسی
طرح سے اعلےٰ کا کھانا ادنےٰ نہین پکا سکتا ہے اگر اعلےٰ ادنےٰ کے ہاتھ سے کھانا اپنے مرتبہ سے
دست بردار ہووے اور میر جمال الدین حسین انجو جو چانہ بی بی سلطانہ فرمانروا حیدرنگر کو اپنے نکاح
مین لایا تھا اپنے فرہنگ مین لکھتا ہے کہ ملیبار بفتح اول و کسر ثانی و یاے مجہول نام ایک ولایت کا ہے جو دریاے
عمان کے ساحل پر واقع ہے قریب شہر بیجانگر کے جو ایک عمدہ شہر ہے دکن سے ہوا ہو جہاز کے لئے
ہین کہ آدمی ملیبار کے دیو شاطبیعت ہین جیسا کہ ایک عورت کئی دس شوہر سے کم نہین کرتی بلکہ زیادہ تر
جیسا کہ امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین بیت

بہ بے نیازی او کعبہ خستہ و خوار ست		بیادہین کہ خرابیتی چون ملیبار ست	

مقالہ بارھوان مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالاتمین

ناظرین پرتمکین پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادہ بہت ہین لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور شمار مین بھی دوسرے مشائخ سے زیادہ تر ہین دو طبقہ ہین ایک خاندان چشتیۂ اجمیر جو خواجہ اجمیر خواجہ چشت سے ملتا ہی دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو ساتھ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پہونچتا ہی بندۂ آثم محمد قاسم فرشتہ نے کلام کے طول ہونے سے اندیشہ کرکے ان دو خانوادون کے ذکر پر اکتفا کیا اور احوال دوسرون کا شیخ عین الدین بیجاپوری خبیدی کی کتاب الانوار سے ملسکتا ہی اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہی اس مقالہ مین لکھتا ہی انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار وفا کرے گی اور تذکرۃ الاولیاے ہند دستیاب ہوگا تو دوبارہ احوال اور اقوال اُن بزرگون کا مفصل اس مسودہ مین شامل کریگا الغرض مولانا عبدالرحمن جامی نے کتاب نفحات الانس مین فرمایا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ حق سبحانہ تعالے روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرماوے گا کہ تو فلان عارف اور فلان بزرگوار کو جو فلان محلہ مین رہتا تھا پہچانتا ہی وہ جواب دے گا ہان پہچانتا ہون اُس وقت فرمان الہی نافذ ہوگا کہ ہم نے تجھے اس کو بخش دیا بیت

شنیدم کہ در روز امید و بیم	بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

اور میر ہراتی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اُس کے دوستون سے ہو اور اگر یہ نہو سکے اُسکے دوستون کا ہو اور جو بات اِس گروہ حق پژوہ سے سنے اگرچہ تاثیر نہ کرے سرتاب نہو یعنی بہرحال اُن کی صحبت مین شریک رہو اور اُن کی جدائی اختیار نہ کرو رباعی

جانا بلم از ذکر تو خاموش مباد	یاد تو ز خاطرم فراموش مباد
ہر جا ز تو ام لب حدیثے گذرد +	ذرات وجودمن بجز گوش مباد

اور مراتب اولیاے دین کے چار ہین صغرے کبرے وسطے عظمے اور ہر ایک کے واسطے ان مین سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہا ہی اور گروہ اولیا کے ان مرتبون مین مقام رکھتے ہین کسیوقت عالم مین تین سو چھپین تن سے کم نہین ہوتے اور ہمیشہ عاجزون کی کارسازی اور گنہگارون کی شفاعت مین مشغول ہین اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین سو تن کو ابطال جانتے ہین اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہین اور سات نفر کو سیاح بولتے ہین اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہین اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہین اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہین پس جس وقت کہ ایک ان مین سے فوت ہووے مرتبہ مادون اس کے سے ایک کو بجاے اُس کے لاتے ہین مثلاً اگر قطب الاقطاب مرجاوے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینون قطب سے بجاے اُس کے مقام کرین اور اوتاد سے ایک کو بجاے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجاے اوتاد علی ہذا القیاس مرتبہ عوام مومنان تک پہونچے اور تمام تین سو چھپین تن سے نو تن ارشاد کے لائق ہین اور مابقی بھی اگرچہ کسی مرتبہ مین مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہین لیکن ارشاد کے سزاوار نہین اور اُن نو تن مین پانچ تن اوتاد ہین اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہے۔ رباعی

این طائفہ اند اہل تحقیق	باقی ہمہ خویشتن پرستند
فانی ز خود و بہ دوست باقی +	ویں طرفہ کہ نیستند و ہستند

اور یہ مقالہ مشتمل ہے اوپر دو لمعہ کے۔

لمعہ پہلا شرح حالات و مقالات خاندان چشتیہ مین

ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری المعروف بچشتی قدس سرہ کا

آن شہنشاہ جہان معرفت	ابیات	ذات او بیرون ز ادراک وصفت	خسرو ملک فنا بے تخت و تاج
از خود و از غیر خود بے احتیاج		غرق بحر عشق از تعمق تا بصفا	از خودی بیگانہ با حق آشنا
کرد مرغ ہمتش زاوج کمال		بیضۂ افلاک را در زیر بال	اختر برج سپہر لم یزل +
کوہر درج کمال بے ہمال		آن معین دین و ملت بے نظیر	فارغ از دنیا و ملک و دین امیر

سلطان سریر سرمد خواجہ راسخین معین الدین محمد مشائخ ہند کے پیشوا ہین مولد شریف بلدہ سجستان ہے شہر مشہور خراسان مین پائی آنحضرت کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین حسن زیور فلاح سے آراستہ اور حلیہ صلاح سے پیراستہ تھے جب وفات پائی خواجہ معین الدین محمد پندرہ برس کے تھے ایک باغ اور ایک آسیا یعنی پنچکی میراث رکھتے تھے اور اس مقام مین ایک مجذوب تھے مشہور اور انکا اسم مبارک ابراہیم قندوزی

تھا ایک روز اُن مجذوب کا اُس باغ مین گذر ہوا اور خواجہ معین الدین محمد قدس سرہ اس وقت درختون
مین آب پاشی کرتے تھے لیکن جون ہی آپ کی نگاہ اُن مجذوب پر پڑی دوڑکر اُن کے دست حق
پرست کو بوسہ دے کر ایک درخت کے سایہ مین بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھکر
اُن کے مقابل دو زانو ہوکر مؤدب بیٹھے ابراہیم قندوزی نے برکندہ کنجارہ بغل سے کھینچکر اور اپنے
دندان مبارک سے چباکر خواجہ کے دہن مین ڈالا اُس کے کھاتے ہی ایک نور خواجہ کے باطن مین
طالع اور لامع ہوا اور حضرت خواجہ کامل مکان اور املاک سے بیزار ہوا سب جائداد منقولہ وغیر منقولہ بیچکر
درویشون کو تقسیم کی اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا مین قرآن مجید کے حفظ کرنے
اور علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئے اور وہان سے فارغ التحصیل ہوکر عراق کی طرف متوجہ
ہوئے اور جب قصبہ ہارون مین جو نیشاپور کے نواح مین واقع ہے وارد ہوئے شیخ عثمان ہارونی
کہ مشائخ کبار وقت سے تھے انکی خدمت مین جاکر مرید ہوئے اور اڑھائی برس انکی خدمت مین رہکر مجاہدہ
اور ریاضت مین اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی کے مرید تھے اور وہ مرید خواجہ
مودود چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصرالدین چشتی کے اور وہ مرید یوسف چشتی کے اور وہ مرید خواجہ
ناصرالدین ابومحمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصرالدین احمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ اسحٰق شامی المعروف
بہ چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ممشاد دینوری کے اور وہ مرید خواجہ ہبیرہ بصری کے اور وہ مرید خواجہ حذیفہ
مرعشی کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم ادہم کے اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کے اور وہ مرید خواجہ حبیب عجمی کے
اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید امیرالمومنین وامام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے اور وہ مرید حضرت خواجہ کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے
اور چشت ایک موضع ہرات سے القصہ خواجہ معین الدین محمد شیخ عثمان ہارونی سے خرقہ
خلافت کا حاصل کرکے بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین قصبہ سنجار مین رونق افروز
ہوئے ان دنون مین شیخ نجم الدین کبرےٰ قصبہ جبل کی طرف تشریف لے گئے تھے اور جبل ایک مقام
پرفیض اور ہوا اُس کی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہے کوہ جودی کے تحت مین واقع ہوا اور حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی نے اُس مقام مین قرار پکڑا تھا اور وہان سے بغداد سات منزل یعنی سات دن کا
راستہ ہے اور شیخ محی الدین عبدالقادر قدس سرہ اُس مقام مین تھے اور خواجہ معین الدین اُن کے بدون
مشاہدہ جمال باکمال اور ملاقات قصبہ سنجار سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ اوحدالدین کرمانی
جو ابتداے سلوک مین تھے انھین دیکھکر معتقد ہوئے اور خرقہ خلافت کا آنحضرت سے پایا اور شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے بھی شروع حال مین خواجہ معین الدین چشتی کی صحبت مین
پہونچکر اُن سے فیوضات حاصل کیے اور بعد چند عرصہ کے خواجہ معین الدین چشتی بغداد سے
ہمدان مین آئے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کرکے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ
ابوسعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کے پیر تھے اُن سے بھی ملاقات اور صحبت رکھتے تھے

لہ کوہ جودی موصل مین ایک پہاڑ ہے

اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ شیخ ابوسعید تبریزی ایسے شیخ تھے کہ جن کے سو مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے شیخ فریدالدین شکر گنج خواجہ قطب الدین بختیار سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کو ابتدا حال مین عجب ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ روزے رکھکر بعد سات روز کے ایک روٹی جو کی کہ جس کا وزن پانچ مثقال سے زیادہ نہوتا تھا پانی مین ترکر کے افطار فرماتے تھے سبحان اللہ ایسے صائم النہار اور قائم اللیل بزرگوار تھے کسر نفسی اور ریاضت پر ختم تھی اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی پوشش ایک دہر تھا اگر وہ کسی مقام سے پارہ ہوتا اپنے دست حق پرست سے بخیہ کرتے تھے اور اگر بغل بند پھٹ جاتا کپڑے پاک کے ٹکڑے جس قسم کے پاتے اُس پر پیوند کرتے تھے اور جب اصفہان مین پہونچے شیخ محمود اصفہانی اُن کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور خواجہ بختیار کاکی اُن روزون اصفہان مین تھے اور شیخ محمود اصفہانی کے مرید ہوا چاہتے تھے لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتی کی زیارت سے شرفیاب ہوئے فسخ عزیمت کرکے خواجہ کے مرید ہوئے اور خواجہ نے وہ دوہر خواجہ قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دوہر خواجہ قطب الدین نے وفات کے وقت شیخ فریدالدین گنج شکر کو عنایت کیا اور آنحضرت نے وہ شیخ نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور آنحضرت نے شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کو امداد فرمایا اور جب خواجہ خرقان مین تشریف لائے دو برس وہان استقامت کرکے استرآباد کی طرف تشریف فرما ہوے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ شیخ عظیم القدر تھے ایک سو ستائیس سال کی عمر رکھتے تھے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی نسبت دو واسطہ سے حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے رکھتے تھے خواجہ نے ایک مدت اُن کی صحبت مین رہکر فیض بے شمار حاصل کیے اُس کے بعد ہری کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی عادت تھی کہ آنحضرت ایک مقام مین کم قیام فرماتے تھے اور اکثر اوقات سیر مین رہتے تھے اور بارہا خواجہ عبداللہ انصاری کی درگاہ مین نزول فرماتے تھے اور ایک درویش سے زیادہ آپ کی خدمت مین نہ رہتا تھا اور جو کہ حضرت قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور جب ہرات مین آپ کے کشف و کمالات کا شہرہ مشہور ہوا خلقت نے ہجوم کیا آپ وہان سے برخاستہ ہوکر سبزوار کی طرف روانہ ہوئے اور وہان کا حاکم جسکا نام یادگار محمد تھا وہ نہایت فاسق اور بدمزاج اور بغض مین غلو رکھتا تھا اور اصحاب کبار سے اُسے اس قدر عداوت تھی کہ اگر کسی کا نام ابابکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ ہوتا تھا اُسے بہت ایذا پہونچاتا تھا اور اُس کی ہلاکت کے درپے ہوتا تھا اور اس حاکم جابر نے شہر کے اطراف مین ایک باغ بنایا تھا اور اُس کے درمیان مین ایک حوض نہایت صفائی اور لطافت سے موجود تھا خواجہ گرد راہ سے اس باغ مین جاکر حوض کے کنارے وارد ہوئے اور غسل کرکے دوگانہ نماز بجالاکر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوئے اتفاقات سے اُسی دن مشہور ہوا کہ یادگار محمد باغ کی سیر کو آتا ہی ایک

درویش جو شیخ کا رفیق تھا اُس نے ہراسان ہوکر شیخ سے عرض کی کہ حاکم جابر آتا ہی آپ کا اس باغ مین بیٹھنا مناسب نہین باہر تشریف لے چلیے شیخ اُس کا اضطراب دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اگر تجھے یہی منظور ہی تو یہان سے اُٹھ اور فلان درخت کے سایہ مین بیٹھکر خدا کی قدرت کا کارخانہ دیکھو درویش حسب الحکم کاربند ہوا اُس عرصہ مین فراشون نے آن کر یادگار محمد کا غالیچہ حوض کے کنارے شیخ کے پہلو مین بچھایا اور شیخ کی عظمت اور شوکت سے یہ نہ کہہ سکے کہ یہان سے اُٹھ جایئے کہ ناگاہ یادگار محمد باغ مین داخل ہوا اور شیخ کو اُس مقام پر دیکھکر خدمتگارون سے گھرک کر کہا کہ تم نے اس فقیر کو کس واسطے اس مقام سے نہ نکالا کہ اتنے مین شیخ نے سر مبارک اُٹھا کر اُس کی طرف نظر قہر سے دیکھا یادگار محمد مصروع کی طرح دفعۃً کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہوا اُس کے متعلق یہ حال دیکھکر شیخ کے قدم پر گر پڑے اور التماس دعا کی شیخ نے اُس فقیر کو جو خوف سے درخت کے نیچے بیٹھا تھا اشارہ سے بلا کر یہ فرمایا کہ تھوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ پڑھکر اُس کے منہ پر چھینٹا مار درویش حکم کے موافق عمل مین لایا اور یادگار محمد فوراً ہوش مین آیا اور شیخ کے پانوٗن پر سر رکھکر نہایت عاجزی اور انکساری سے عرض کی کہ یا شیخ مین نے جمیع سنہات سے توبۃ النصوح کی میری تقصیر معاف فرمایئے شیخ نے اپنا دست شفقت اُسکے سر پر پھیر کر یہ ارشاد کیا کہ خاندان عالی شان رسالت سے دعوی محبت کرنا اور آنحضرت کی پیروی نہ کرنے کا کیا سبب ہی یہ فرماکر شیخ نے ائمہ ہدیٰ کے فضائل اور مناقب اس فصاحت اور بلاغت سے بیان فرمائے کہ یادگار محمد اور اس کے ہمراہی زار زار رو کر تمام تائب ہوئے بیت

آنچہ زرمی شود از پرتو آن قلب سیاہ	کیمیا ایست کہ در صحبت درویشانست

بعد اُس کے یادگار محمد نے تجدید وضو کرکے دوگانہ شکرانہ کا ادا کیا اور دست ارادت آنحضرت کے دست حق پرست مین دے کر بشرف بیعت مشرف ہوا اور اپنا تمام مال نقد وجنس خواجہ کی نذر کے لیے لایا حضرت نے اُسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ تو نے یہ مال لوگون سے بجبر وقہر لیا ہی غربا اور مساکین کو پہونچا تو قیامت کے دن کوئی تیرا دامن نہ پکڑے یادگار محمد نے شیخ کے ارشاد پر عمل کیا یعنی تمام مال فقرا پر تقسیم کرکے غلامون کو بھی آزاد کیا اور اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر خواجہ کے ہمراہ قلعہ شادمان تک گیا اور جو کہ وہ جملہ عارفان اور واصلان سے ہوگیا تھا خواجہ نے وہ اطراف اُسی کی حمایت مین رجوع کرکے اُسے اس مقام مین مقیم کیا اور خود بلخ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ احمد خضرویہ کے مقام عالی فرجام مین چند روز اقامت کی اور اُس عہد مین ایک فاضل تھے المشہور بہ ضیاء الدین حکیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ مین خوب مہارت رکھتے تھے اور علم تصوف مین اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اپنے شاگردون سے کہتے تھے تصوف ہذیان ہی کہ تپ زدے اور دیوانے بکتے ہین اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کے اطراف مین ایک موضع واقع تھا اُس مین مدرسہ اور باغ خوب رکھتے تھے اور اس مین بیٹھکر لوگون کو علم حکمت پڑھاتے تھے اور خواجہ معین الدین چشتی کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دستہ تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق اور ایک نمکدان اپنے ہمراہ رکھتے تھے اس واسطے کہ اگر کسی وقت آبادی سے دور دراز

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے خراسان مین رہکر کن کن بزرگون کی صحبت اٹھائی

حکیم ضیاء الدین

دکمان

مین گذر ہو کسی طیور کا شکار کرکے ایک لقمہ سے روزہ افطار کرین ناگاہ خواجہ اُس مدرسہ مین جہان مولانا ضیاء الدین حکیم درس دیتے تھے رونق افزا ہوئے اور اُس روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے ایک کلنگ کو تیر مارکر درخت سے گرایا اور اپنے خادم کو اس کے کباب کے واسطے اشارہ کیا اور خود عبادت مین مشغول ہوئے اس درمیان مین مولانا ضیاء الدین حکیم کا وہان گذر ہوا دیکھا کہ ایک درویش نماز مین مشغول ہی اور خادم کباب بریان کرتا ہی حکیم نے اس قدر وہان توقف کیا کہ خواجہ نماز سے فارغ ہوئے اور مولانا سلام کرکے بیٹھے پھر خادم کباب لایا خواجہ نے بسم اللہ پڑھکر ایک ران اس کلنگ سے جدا کرکے مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران کا ٹکڑا خود تناول کیا مولانا نے جون ہی وہ کباب کھایا علوم فلسفہ کا زنگ اُن کے سینہ سے زائل ہوا اور بیہوش ہوئے خواجہ نے قدرے اپنا پس خوردہ اُن کے دہن مین ڈالا ہوش مین آئے اور مولانا نے اُسی وقت تمام کتب جو اُن کے کتب خانہ مین تھین دریا مین غرق کین اور مع تلامذہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوئے اور جب حضرت کا شہرہ اس ملک مین ہوا اور دینا داردن نے ہجوم کیا خواجہ نے مولانا ضیاء الدین حکیم کو خرقہ دے کر اُس مقام مین چھوڑا اور خود باتفاق اُس خادم کے غزنین مین تشریف لائے شمس العارفین عبدالواحد جو شیخ نظام الدین ابوالمؤید کے پیر تھے اُنسے ملاقات کرکے لاہور مین وارد ہوئے وہان سے دہلی مین نزول اجلال فرمایا اور جب خاص و عام کا وہان ازدحام ہوا حضرت اس امر سے متنفر ہوکر اجمیر مین تشریف لے گئے اور محرم کی دسوین تاریخ یعنی بروز عاشورہ سنہ ۵۶۱ پانسو اکسٹھ ہجری مین آنحضرت نے اس خطہ مین نزول فرمایا اور سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار جو صوفی مذہب تھے اور حلیۂ تقوی اور صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک مین انتظام رکھتے تھے اور سلطان قطب الدین ایبک نے آنحضرت کو اُس شہر کا داروغہ کیا تھا شیخ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور باعزاز و اکرام تمام پیش آئے اور جو سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے نہایت واقف تھے خواجہ کی صحبت غنیمت جانکر اکثر اوقات مجلس شریف مین حاضر ہوتے تھے اور خواجہ کے انفاس کی برکت سے اجمیر کے بہت کفار شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو کہ دولت ایمان سے محروم رہے خواجہ کی محبت کو دل مین جگہ دیکر ہمیشہ فتوح بیشمار آنحضرت کو پہونچاتے تھے اور شمس الدین التمش کے عہد مین خواجہ دو مرتبہ اپنے مرید قطب الدین بختیار کاکی کے دیکھنے کے واسطے دہلی مین تشریف لے گئے دوسری مرتبہ جب دہلی سے مراجعت فرمائی خواجہ معین الدین محمد چشتی رح نے نکاح کیا تفصیل اُس کی یہ ہی کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی المشہور بہ خنگ سوار جو سید حسین مشہدی داروغہ اجمیر کے چچا تھے اُن کی ایک صاحبزادی جو حسن و جمال اور عفت کمال رکھتی تھی جب وہ دختر بلند اختر حد بلوغ کو پہونچی سید صاحب چاہتے تھے کہ اُسے کسی خاندان بزرگ کے حبالۂ نکاح مین لاؤن اس کی تلاش مین متردد تھے ایک شب سید السادات نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ اُن سے فرماتے ہین اے فرزند وجیہ الدین حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اشارہ ہی کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کے حبالۂ نکاح مین لاکر وہ سلطان

درگاہ الٰہی اور محیان خاندان رسالت پناہی سے ہی جب سید وجہ الدین نے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کو اس امر سے آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بام ہی لیکن جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ ہی مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہین اس کے بعد خواجہ نے اُس گوہر درج عفت کو شریعت مصطفوی کے موافق اپنی سلک ازدواج مین منسلک فرمایا اور آفریدگار عالم نے اُس کے بطن سے دو فرزند کرامت فرمائے اور خواجہ عیال داری کے سات برس بعد ماہ رجب کی چھٹی تاریخ ۶۳۳ھ چھ سو بتیتس ہجری مین قید جسمانی سے نجات پاکر عالم قدس کی طرف خرامان ہوے اور حضرت کا سن شریف ستانوے برس کا تھا اور بعد وفات تمام بادشاہ آپ کے روضہ پر نذرین بھیجکر تبرک کے طلبگار ہوئے خصوص جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کہ اور بادشاہون سے زیادہ تر آنحضرت سے اعتقاد رکھتا تھا اور عہد شاہی مین اپنے جیسا کہ مذکور ہوا اکثر سنوات مین پیادہ اجمیر مین جاکر خواجہ معین الدین محمد چشتی اور سید حسن مشہدی مشہور بہ جنگ سوار کی زیارت سے فیضیاب ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین مرقوم ہی کہ خواجہ معین الدین حسن چشتی رح کے پیر یعنے شیخ عثمان ہارونی شمس الدین محمد التمش کے عہد مین دہلی مین تشریف لائے اور شمس الدین نے جو آنحضرت کا مرید تھا اُن کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس مدت مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اجمیر مین متوطن تھے اس صورت مین معلوم نہوا کہ ہندوستان مین پھر اُن سے ملاقات ہوئی یا نہوئی اور شیخ عثمان ہارونی سے خوارق عادات بہت مشہور ہین ازانجملہ ایک یہ ہی کہ جب خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اپنے پیر سے رخصت لے کر بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے اُن کی مفارقت سے بیتاب ہوکر خواجہ کی جستجو مین اپنے مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر مین ایک مقام مین وارد ہوے کہ آتش پرست وہان رہتے تھے اور آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیان اُس مین جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اُسکے قریب ایک درخت کے سایہ مین نزول کیا اپنے خادم فخرالدین نام سے فرمایا کہ افطار کیواسطے روٹی پکا دے خادم جب مغون کے پاس آگ لینے کو گیا اُنھون نے آگ نہ دی خادم نے پلٹ کر شیخ سے حقیقت حال عرض کی شیخ آتشکدہ کی سمت متوجہ ہوئے اور ایک مغ مختار نام جو نہایت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ ایک لڑکا سات برس کا آغوش مین لیے ہوئے آتشکدہ کے کنارے کھڑا ہی شیخ نے اُس سے فرمایا کہ یہ آگ ایک مشت پانی سے معدوم ہوتی ہی کس واسطے پوجتے ہو خدا کو جو خالق آگ کا ہی اُس کی پرستش کرو مغ نے جواب دیا کہ ہماری ملت مین آگ ایک وجود عظیم ہی اُسے کیونکر نہ پوجین شیخ نے فرمایا اتنی مدت سے کہ تم اس آگ کی صدق دل سے پرستش کرتے ہو بھلا ہاتھ یا پانون اُس مین ڈال سکتے ہو کہ وہ نہ جلاوے مغ نے جواب دیا کہ خاصیت اُس کے جلانے کی ہی بھلا کسے یہ طاقت ہی جو اُس کے قریب جاوے **بیت**

اگر صد سال گبر آتش فروزد	چو یکدم اندرون افتد بسوزد

شیخ نے جب یہ سنا جلد اُس کے فرزند کو اُس کے آغوش سے چھین کر آتشکدہ کی طرف دوڑے اور بعد بسم اللہ یہ آیہ کریمہ قلنا یانار کونی بردا وسلاما علے ابراہیم پڑھکر آگ مین داخل ہوئے یہ خبر منتشر ہونے

سے تین چار ہزار مرغ آتشکدہ پر آن کر شور و فغان کرنے لگے اور شیخ چار ساعت کے بعد مع طفل اُس آتشکدہ سوزان سے صحیح و سالم برآمد ہوئے چنانچہ اُن کے کپڑون مین بھی دھبا نہ پہونچا بعدہ مغون نے فراہم ہوکر اُس طفل سے پوچھا کہ اس آتشکدہ مین تمھاری کیا حالت تھی اُس نے جواب دیا کہ ہم شیخ کی بدولت گلزار کی سیر دیکھتے تھے آخرش آتش پرستون کے دل مین نور ایمان کا جوش زن ہوا سبھون نے شیخ کے قدم مبارک پر سر رکھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئے اور شیخ نے اُن مین سے مختار کا نام عبداللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھکر اُن کی تربیت منظور نظر فرمائی اور دونون بزرگوار جملہ اولیا سے ہوئے ٭

ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا

ابیات

آن نہنگ محیط نور خدائے	غرقۂ لجۂ حضور خدائے	رفتہ در لامکان ز ہستی خویش
کرد اظہار حق پرستی خویش	شدہ از جان بہ لامکان واصل	کرد ہر دم ہزار جان حاصل
بخدا محو در خفی و جلی ٭	قطب دین بختیار شیخ ولی	زندۂ جاودان ز فیض ہمیم
کشتۂ زخم خنجر تسلیم	سینۂ عارفان از و گلشن	دیدۂ عاشقان از و روشن

واضح ہو کہ سلطان العارفین خواجہ قطب الدین فرزند خواجہ کمال الدین احمد اوشی کے ہین تولد آنحضرت کا قصبۂ اوش مین جو پرگنات ماوراء النہر سے ہے واقع ہوا جس وقت آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا آپ ڈیڑھ برس کے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ جو حلیہ عفت اور زیور عصمت سے آراستہ تھین آپ کی پرورش و پرداخت مین مصروف رہین اور کتاب خیر المجالس شیخ نصیر الدین اودھی مین لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ مین ایک مرد نہایت پرہیزگار رہتا تھا آپ کی والدہ نے اُسے بلا کر تھوڑے خرمے یعنی چھوہارے ایک طباق مین رکھکر اپنے نور عین کو اُس کے ہمراہ کیا اور یہ التماس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کر دیجیے جب وہ لے چلا اثنائے راہ مین ایک پیر روشن ضمیر سے دوچار ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ لڑکا کس دودمان سے ہے ہمسایہ نے جواب دیا کہ اہل صلاح کے خاندان سے ہے باپ اس کا فوت ہوا اس کی والدہ نے مجھسے فرمایا ہے کہ اسے کسی مکتب مین لیجاکر معلم کے سپرد کرون لہذا مین معلم کی تلاش مین نکلا ہون پیر نے فرمایا کہ تو یہ کام میرے تفویض کر مین اسے اپنے معلم کے پاس لیجاؤن کہ اُس کے انفاس کی برکت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سنتے ہی ہمسایہ راضی ہوا خلاصہ یہ کہ اُنہون نے قصبہ اوش مین ایک معلم جن کا اسم مبارک ابوحفص تھا باتفاق ہمسایہ لیجاکر خواجہ بختیار کو اُن کے سپرد کیا اور اُن سے فرمایا کہ یہ لڑکا جملہ اولیا سے ہوگا اسپر نظر شفقت اور تربیت مبذول فرمائیے گا یہ کہکر پیر رخصت ہوئے ابوحفص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار تھے جو اس مکتب مین لائے تھے تو انھین نہیں پہچانتا ہے آپ نے عرض کی مین نہین جانتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی

معلم کے سپرد کرے یہ پیر اثنائے راہ مین ہمارا خضر ہوا اور آپ کی صحبت فیض موہبت سے مشرف کیا شیخ ابوحفص نے فرمایا وہ پیر دلپذیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے اُن معلم کی خدمت مین حاضر ہوکر قرآن شریف اور آداب شریعت کے یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی کی تہذیب مین مساعی جمیلہ کرکے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی قدس سرہ کے ذیل حالات مین مذکور ہوا اصفہان مین آنحضرت کی ملازمت مین شرفیاب ہوکر مرید ہوئے اور بعضی کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ بیس برس کے سن مین یہ قصبہ اُوش مین خواجہ کی صحبت سے مستفیض اور مرید ہوئے اور منقول ہی کہ آپ رات دن مین دوسو پچاس رکعت نماز ادا کرتے تھے اور دو تین ہزار بار درود حضرت سرور کائنات کی روح پر فتوح پر ہر شب بھیجتے تھے اور اس ملک کے باشندون کو فیض پہونچاتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہی کہ قصبہ اُوش مین ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مریدون سے جن کا نام رئیس احمد تھا اور وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے انھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ محل رفیع اور عالیشان ہی اور خلائق کا اُس کی اطراف مین بکثرت تمام ہجوم ہی اور ایک شخص نورانی چہرہ اور میانہ قد اُس محل مین جاتا ہی اور آتا ہی یعنی لوگون کا پیغام لے جاکر اُس کا جواب لاتا ہی رئیس احمد نے اُس وقت ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہی اور یہ بارگاہ کس عالی جاہ کی ہی کہا اس قصر عالی مین حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات رونق افزا ہین اور یہ عبداللہ بن مسعودؓ ہین کہ پیغام نام بنام پہونچاتے ہین یہ سنتے ہی رئیس احمد نے عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین عرض کیجیے کہ فلان شخص حضرت کے دیدار فائض الانوار کا مشتاق ہی اُس کے بارہ مین کیا حکم نافذ ہوتا ہی عبداللہ بن مسعودؓ محل مین جاکر یہ جواب لائے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ابھی تجھ مین ہمارے دیکھنے کی لیاقت اور قابلیت نہین ہی جا ہمارا سلام قطب الدین کو پہونچا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہی وہ تحفہ جو ہر شب ہمارے واسطے بھیجتے تھے تین رات سے نہین پہونچتا ہی رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوا خواجہ بختیار کی خدمت مین جاکر صورت حال ظاہر کی شیخ سمجھے کہ مجھ سے تقصیر ہوئی اور وہ یہ امر تھا کہ اُن دنون مین آپ کی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا ارادہ رکھتا ہی اسوجہ سے وہ بتکلف تمام ایک دختر صالحہ جو جمال باکمال رکھتی تھی آپ کے سلک ازدواج مین لائین اور خواجہ نے بمقتضاے بشریت اس سے ایک محبت بہم پہونچاکر تین شب در دو فوت کیا تھا اُسی وقت اُس عورت کو طلاق دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور وہان کے عارفون سے ملاقات کرکے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحدالدین کرمانی کی صحبت مین حاضر ہوکر فیض حاصل کیا اور جب اُس عرصہ مین شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے بغداد مین آئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھکر نہایت اتحاد اور محبت بہم پہونچائی اور شیخ نے خواجہ قطب الدین کو خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی خبر سے آگاہی بخشی کہ آنحضرت خراسان سے ہندوستان

کی طرف تشریف لے گئے ہین اب بلدۂ دہلی مین رونق افزا ہین خواجہ قطب الدین اپنے پیر کی اشتیاق
ملازمت سے نہایت بیقرار ہوکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ کو آن حضرت کی مفارقت گوارا
نہوئی ہمراہ ہوئے اور دونون بزرگوار سیر کرتے ہوئے ملتان مین پہونچے شیخ بہاءالدین زکریا کی صحبت
مین چند روز بسر کیے اور شیخ فریدالدین گنج شکر کہ ابتداے حال ان کا تھا اس وقت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور آن حضرت کی محبت کا رشتہ اپنی کمر جان مین باندھکر
شرف ارادت اور بیعت سے سرافراز ہوئے اور جو اندنون مین ترکان بے ایمان دفعتہً خطا اور ختن
کی طرف سے تاخت لائے اور ملتان کے قلعہ کو محاصرہ کیا سلطان ناصرالدین قباچہ حاکم ملتان نے اُن
کے مدافعہ پر قیام کیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے دعا اور ہمت اور استعانت کا طلبگار رہوا
اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ایک تیر طلب کرکے ناصرالدین قباچہ کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا
کہ مغرب کی نماز کے وقت برج حصار پر برآمد ہوکر یہ تیر چلہ کمان مین جوڑکر کفار کیطرف پھینکنا اور خدا
کی قدرت کا تماشا دیکھنا جب ناصرالدین قباچہ نے بوقت معین وہ تیر خانۂ کمان مین رکھکر برج قلعہ
پر سے اُس جماعت کی طرف پھینکا اُس کے گرتے ہی خدا کے حکم سے اُسی شب کہ وہ قوم شوم اُس یوم
سے ایسی مفقود اور معدوم ہوئی کہ کسی نے اُنکا نشان نہ پایا کہ کیا ہوئی اسوقت دونون بزرگوار عازم سفر
ہوئے شیخ جلال الدین تبریزی غزنین کی طرف گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی کی سمت
متوجہ ہوئے ہر چند ناصرالدین قباچہ نے عجز و زاری کی کہ خواجہ ملتان مین سکونت پذیر ہون قبول نکیا
اور یہ جواب دیا کہ یہ مقام عالم غیب سے شیخ بہاءالدین زکریا کے ذمہ کیا گیا ہے اور علاوہ اِس
کے مین اپنے شیخ طریقت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی بلا اجازت کسی مقام مین آرام اور قیام نہین
کرسکتا الغرض خواجہ لاہور کے راستہ سے جب دہلی کے اطراف مین پہونچے پانی کی فراوانی کے سبب
کیلوکھری مین وارد ہوئے اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین کہ ان دنون اجمیر مین تشریف
رکھتے تھے ارسال کیا کہ مین آپ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہون اگر ارشاد فیض رشاد ہو تے
اُس جناب کی قدمبوسی سے مشرف ہون خواجہ معین الدین محمد چشتی نے جواب لکھا کہ قرب روحانی کو
بعد مکانی مانع نہین ہے آپ بخیر و عافیت وہین رہین انشاءاللہ تعالےٰ چند روز کے بعد بارادت الٰہی اُس
طرف متوجہ ہوکر ملاقات کرون گا اور کہتے ہین کہ شمس الدین التمش بادشاہ جب خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کے آنے سے خبردار ہوا لوازم شکر الٰہی بجالایا اور چاہا کہ اس جناب کو شہر مین لاکر متوطن کرون
آنحضرت نے اُس وقت مین پانی کی نایابی کا عذر کیا اور شہر کا رہنا قبول نہ کیا اور شیخ الاسلام شیخ جمال الدین
محمد بسطامی نے کہ بزرگان دین سے اور دہلی کے شیخ الاسلام تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے
اعتقاد کمال بہم پہونچایا اور شیخ محمد عطا معروف بہ حمید الدین ناگوری جنھون نے بغداد مین خواجہ کو دیکھا
تھا وہ بزرگوار بھی اُس جناب سے ارادت صادق پیدا کرکے اکثر اوقات خدمت مین حاضر رہتے
تھے اور شمس الدین التمش نے التزام کرلیا تھا کہ مین ہفتہ مین دوبار شیخ کی زیارت سے فائض ہوکر

فیوض حاصل کردن اور اسی طرح سے دہلی کے اعلےٰ و ادنےٰ شیخ کی ملازمت کے بارادت تمام خواہان ہوئے اور شہر سے کیلوکہری تک راہ ہر دم آنے جانے والون سے بھری رہتی تھی اس واسطے شمس الدین التمش نے خلق اللہ کی آسائش اور آرام کے واسطے شیخ کو پھر شہر مین آنے کی تکلیف دی اس مرتبہ جب اصرار اور مبالغہ حد سے گذرا شیخ نے قبول کیا اور شہر کے قریب مسجد غزالدین مین استقامت فرمائی اور اُس زمانے مین شیخ بدرالدین اُس جناب کی شرف بیعت اور خرقہ پاک سے مشرف ہوئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت مین بسر کرکے کمالات حاصل کیے اور جو کہ اُن دنون مین شیخ جمال الدین محمد بسطامی جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوے تھے شمس الدین التمش نے خواجہ کو منصب شیخ اسلامی کی تکلیف دی اور جب شیخ نے قبول نفرمایا شیخ نجم الدین صغرےٰ کو اُس منصب سے خصوصیت بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرےٰ نے خلائق کے رجوع ہونے سے کہ خواجہ کی خدمت مین ہر وقت ہجوم رکھتے تھے رشک حسد کا اپنے دل صفا منزل مین پیدا کیا اور آنحضرت سے یک گونہ سوء مزاجی بہم پہونچائی اور اتفاقات حسنہ سے انھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح نے خطۂ اجمیر سے دہلی مین آن کر خواجہ کی خانقاہ مین نزول فرمایا اور خواجہ نے خوشحال ہوکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور چاہا کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سے آگاہی بخشے خواجہ مانع ہوئے اور فرمایا مین فقط تمھارے دیکھنے کو آیا ہون اور دو تین روز سے زیادہ نہ رہون گا اور جو کہ آنحضرت کو خاص و عام کا ازدحام خوش نہ آتا تھا اور شہرت سے ہراسان اور گریزان تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سکوت اختیار کیا اور اپنے پیر کی رضامندی اور خوشدلی مین کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال کے شہر کی تمام خلقت ہجوم کرکے شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرےٰ جو خواجہ قطب الدین سے حسد رکھتے تھے ایسے مہمان عزیز کی ملاقات کو نہ آئے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح چونکہ خراسان مین شیخ نجم الدین صغرےٰ کے ساتھ نسبت اتحاد و محبت رکھتے تھے اشتیاق غالب ہوا اُن کے دیکھنے کو خود تشریف لے گئے اور شیخ نجم الدین اُن روزون مزدورون سے کچھ کام عمارت کا لیتے تھے شیخ کا استقبال جیسا کہ چاہیے بجا نہ لائے اور خواجہ بھی بمقتضاے بشریت اُن سے آزردہ ہوئے کہا اے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرےٰ تجھے کیا ہوا ہے جو تو نے اپنا مزاج ایسا متغیر کیا ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلامی کی جاہ نے تجھے غرور کے چاہ مین ڈالا ہے شیخ نجم الدین یہ کلام سنکر متنبہ ہوکر بمعذرت پیش آئے اور کہا کہ مین اسی طرح سے آپ کا غلام ہون جیسے پیشتر سر آپ کے قدم مبارک پر گھستا تھا اب آپ نے اپنے ایک مرید کو اس شہر مین متوطن کیا ہے تمام خلائق اُس سے رجوع ہوتی ہے اور کوئی شخص ہماری شیخ الاسلامی کو ایک برگ سبز کے عوض نہین خریدتا ہے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح نے جب یہ کلام شکایت انجام سنا متبسم ہوکر فرمایا اے شیخ خاطر جمع رکھ کہ مین قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجمیر لیے جاتا ہون یہ کہکر اُن کے مکان سے برآمد ہوئے ہرچند شیخ نجم الدین طعام ماحضر کے مصر ہوئے قبول نہ کیا اور کہتے ہین انھین دنون مین شیخ فریدالدین شکرگنج عراق اور خراسان اور

ار النہر اور مکہ اور مدینہ سے مراجعت کرکے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت مین رہتے تھے
یہ خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین محمد چشتی کی دست بوسی سے شرفیاب ہوئے اور خواجہ نے
اے بابا بختیار تم شاہ باز عظیم القدر کو قید مین لائے ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ کے سوا آشیان نہ لگا ویگا اور
وہ شمع ہی جو درویشون کے خانوادہ کو روشن کریگا اور انھین دونون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح
کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اپنے پیر کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے
کی خلقت یہ خبر سنکر اضطراب مین متبلا ہوئی اور ہر ایک محلہ سے شور ماتم بپا ہوا اہل دین درد و اندوہ
ے ہمقرین ہوئے اور خواجہ کے پیچھے روانہ ہوے جس مقام مین آپ کے قدم مبارک کا نشان پاتے
تھے وہان کی خاک تبرکاً تیمناً اٹھاتے تھے اور خواجہ معین الدین محمد چشتی نے یہ مشاہدہ کرکے فرمایا
قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری مفارقت سے پریشان اور آزردہ خاطر ہین اتنے قلوب کی خرابی
خستہ حالی مجھے منظور نہین تم اسی مقام مین بود و باش اختیار کرو کہ اس شہر کو اور تجھے خدا کی حفظ و
یت مین چھوڑا اور بعضے راویون سے یہ منقول ہی کہ شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ولایت
جب مطلع ہوا آدمی متواتر خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین بھیجکر بمنت تمام خواجہ قطب الدین کی
بشت کی التماس کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آخر عمر مین
ن شریف حفظ کرکے ہر روز دو بار کلام مجید ختم کرتے تھے اور مال دنیوی سے ایک پیسا نگاہ نہ رکھتے
ے اور آخر کو تاہل بھی فرمایا یعنے ایک بی بی کو اپنے عقد مین لائے اس کے بطن مبارک سے دو فرزند
ا ہوئے ایک کا نام شیخ احمد اور دوسرے کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات برس کی عمر مین فوت ہوا اور
ں کی مان حرم سرا مین نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری کرتی تھی اور خواجہ قطب الدین نے شیخ بدر الدین
ے پوچھا کہ یہ آواز پرسوز آج ہمارے مکان سے کیسی برآمد ہوئی ہے سبب کیا ہے شیخ نے
ین کی شیخ محمد نے رحلت کی اس کی والدہ گریہ و زاری کرتی ہی خواجہ قطب الدین نے یہ سانحہ
سنتے ہی کف افسوس ملکر فرمایا اگر مجھے رحلت فرزند سے خبر ہوتی اس کی تندرستی کے واسطے حضرت
شافی مطلق سے استدعا کرتا لیکن جو کہ یہ امر مقدر ہو چکا تھا مجھے معلوم ہوا یہ کہا اور اس کی والدہ کو
ماتم اور جزع فزع سے ممانعت کی اور خواجہ کو قطب الدین بختیار کاکی اس سبب سے کہتے ہین کہ جب
ب خواجہ نے دہلی مین سکونت اختیار کی کسی سے کچھ نہ لیتے تھے اور گاہے ماہے کوئی شخص از رہے
خلاص اگر نذر لاتا تھا حضرت اسے قبول کرکے اسی وقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کرتے تھے مال دنیا سے
کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے مشہور ہی کہ ان دنون مین خواجہ کے مکان مین نو آدمی زن اور فرزند و خادم
سے تھے اور آپ کے ہمسایہ مین ایک بقال مسمی شرف الدین تھا اسکی زوجہ خواجہ کی بی بی کے
پاس بسبب رابطۂ ہمسائگی کبھی کبھی آتی تھی جس وقت حضرت کے گھر مین قسم اذوقہ سے کوئی چیز موجود
ہوتی تھی اور ایک دو فاقہ کی نوبت پہونچتی تھی خواجہ کی زوجہ بقال کی عورت سے بمقدار نیم تنگہ یا کم زیادہ
قرض لے کر اپنے فرزندون اور متعلقون کی قوت مین صرف کرتی تھین اور خواجہ کو اس معاملہ سے

خبر نہ تھی اور جس وقت غیب سے کچھ پہونچتا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھین ایک دن شرف الدین بقال
کی زوجہ نے اثنائے کلام مین خواجہ قطب الدین کی بی بی سے یہ بات کہی کہ میرے سبب سے تمھارا
بناہ ہوتا ہی اگر مین نہون تم سب فاقہ کشی سے ہلاک ہوجاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور
اپنے دل مین یہ عہد کیا کہ اب مین اس سے ہرگز قرض نہ لونگی ایک دن بی بی نے کسی تقریب سے یہ
امر خواجہ کی سمع مبارک مین پہونچایا اور خواجہ یہ سنکر نہایت متاثر ہوئے کچھ دیر مراقبہ مین جاکر بی بی سے
ارشاد کیا کہ خبردار آیندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت حجرہ کے طاق سے بسم اللہ کہکر گردے ۸۱
کاک کے یعنی چپاتی جس قدر درکار ہوے کر اپنے فرزندون اور جسے مطلوب ہو اُن کے صرف مین
لایا کرو اُس دن سے خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اس طاق سے گرما گرم مانڈے برآوردہ
کرکے لوگون کو تقسیم کرتی تھین ظاہرا خواجہ خضر علیہ السلام وہ مائدہ پہونچاتے تھے اب بھی اُسی طرح
آن حضرت کے مقبرہ مین روٹیان پکاکر مسافرون اور مجاورون کو دیتے ہین اور ہندی نان تنک کو
کاک کہتے ہین اور شیخ نظام الدین اولیا اپنے پیر شیخ فرید الدین شکر گنج سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ
قطب الدین بختیار نے شروع حال مین قصبۂ اوش سے مسافرت اختیار کی اور ایک شہر مین پہونچکر
چند روز وہان مقیم ہوے اور اُس شہر کے باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجہ ۹
قطب الدین بختیار کو یہ خبر پہونچی تھی کہ جس وقت کوئی شخص گوشۂ خالی مین دوگانہ ادا کرے اور آخر
شب مین فلان دعا پڑھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے البتہ اُسے ملاقات نصیب ہو۔
اِس لیے خواجہ آخر شب کو اُس مسجد مین گئے اور دوگانہ بجالاکر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا
مایوس ہوکر مسجد سے برآمد ہوئے جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے ایک پیر نورانی چہرہ سے
دوچار ہوے اُس پیر روشن ضمیر نے فرمایا یہان کیا کرتے ہو خواجہ نے حقیقت حال مشروحاً
بیان کی پیر نے فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہی خواجہ قطب الدین نے فرمایا نہین پیر نے فرمایا کہ کچھ دنیا ضرور
ہے کہا نہین کہا پھر تو خواجہ خضر کو کس واسطے طلب کرتا ہی وہ بھی مانند تیرے سرگردان ہی لیکن ۲۱
اس شہر مین ایک مرد ہی وہ حق سبحانہ تعالے سے ایسا مشغول ہی کہ سات مرتبہ خضر اُس کی زیارت کو گئے
بار نہ پایا خلاصہ یہ کہ وہ دونون بزرگوار اس گفتگو مین تھے کہ ایک پیر اور گوشۂ مسجد سے برآمد ہوئے اور
پیر اول نے ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑکر اُس پیر کی طرف توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہی اور نہ
اس پر کچھ قرض ہی مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہی خواجہ قطب الدین یہ سنکر نہایت محظوظ ہوئے اور سمجھے کہ
پیر اول رجال الغیب مین سے اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہین پھر وہ دونون بزرگوار نظر سے غائب ہوئے اور
نیز حضرت نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل مین مدت مدید سے یہ آرزو
تھی کہ شہر دہلی کے اطراف مین ایک حوض یعنی تالاب بناؤن تو خلائق پانی کی عسرت سے نجات پاوے اتفاقاً
ایک شب کو شمس الدین التمش خواب مین دیکھتا ہی کہ خواجہ کائنات اور خلاصہ موجودات علیہ وعلی آلہ الصلوات
والسلام ایک مقام مین گھوڑے پر سوار ہین اور فرماتے ہین اے شمس الدین اگر تو تالاب بنانے کی نیت

ہی تو اس مقام مین جہان مین ایستادہ ہون تالاب تیار کر شمس الدین التمش اس بشارت فیض
ت سے نہایت خوش ہوا جب خواب سے بیدار ہوا اُس مقام کو کہ حضرت رسالت پناہ نے ارشاد
غا خوب ذہن نشین کر کے آدمی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ مین
ب خواب دیکھا ہی اگر ارشاد ہو تو خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرون اور چونکہ یہ امر خواجہ پر مکشوف
غا جواب دیا مین اُس مقام مین کہ حضرت رسالت پناہ نے تالاب کی تیاری کے بارہ مین ہدایت
ہی جاتا ہون آپ بہت جلد تشریف لائین جب بادشاہ شمس الدین نے خواجہ کا جواب سنا فوراً گھوڑے
ہو کر خواجہ کے مکان کی طرف بسبیل استعجال روانہ ہوا اور خادمون نے شمس الدین التمش سے عرض
شیخ فلان مقام مین تشریف لے گئے ہین شمس الدین بسرعت تمام روانہ ہوا اور خواجہ کو اُس مقام مین
ل نماز دیکھا اور بعد فراغ نماز شمس الدین التمش خواجہ کی دست بوسی سے مشرف ہوا اور یہ بھی
ل ہی کہ جس مقام مین شمس الدین التمش نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
ر دیکھا تھا حضرت کے گھوڑے کے سُم کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لحظہ کے اُس نشان سے
نمود ہوا چنانچہ اُسی مقام مین تالاب تیار کر کے حضرت کے گھوڑے کے نشان سُم پر صفہ اور ایک گنبد
یا اور رکھین دونون مین اُس حوض سے ایک چشمہ سا رہم پہونچا کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہی اور اکثر
ت اُس چشمہ سے سیراب ہوتے ہین اور امیر خسرو دہلوی نے اس حوض اور چشمہ کی تعریف
ی قران السعدین مین تحریر فرمائی ہی اور اکثر مشائخ دہلی کے حتی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
ں کے کنارے ذکر حق مین مشغول ہوئے اور رکھتے ہین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک
اُس مسجد مین جو لنگر شمس الدین التمش کے پہلو مین تالاب مذکور کے متصل واقع ہی بیٹھے تھے
شیخ حمید الدین ناگوری اور خواجہ محمود سوئینہ دوز اور شیخ بدر الدین غزنوی اور تاج الدین منور اُسی
حاضر تھے اس اثنا مین حوض کے کنارے ایک شتر سوار کبود پوش چہرہ سپیٹے پیدا ہوا اور اونٹ
اُتر کر کپڑے اُتار کر حوض مین داخل ہوا اور بعد غسل تالاب سے برآمد ہو کر دو رکعت نماز ادا
پھر مسجد کی طرف متوجہ ہو کر لوگون کو آواز دی کہ تم کون ہو تاج الدین منور نے جواب دیا کہ ہم درویش
اُس نے پھر آواز دی کہ اے تاج الدین منور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام پہونچا اور کہنا
د سعید و مشقی جو نیاز مندی مین مخصوص ہی خواجہ قدس سرہٗ نام ابو سعید و مشقی کا سنتے ہی سع وردیشان
را ہی اُن کی ملاقات کو روانہ ہوے جب اُس مقام مین پہونچے کچھ اثر اور نشان نہ دیکھا معلوم
اکہ رجال الغیب سے تھا منقول ہی کہ ایک شاعر ناصری تخلص ماوراء النہر سے دہلی مین آن کر خواجہ
ب الدین کے مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر یہ عرض کی کہ مین نے ایک
بدہ شمس الدین التمش کی مدح مین کہا ہی امید وار دعا ہون کہ اس کا صلہ خوب پاؤن خواجہ نے سورۂ
تحہ پڑھکر فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ انعام پاوے گا ناصری نے شمس الدین التمش کے دربار مین جا کر وہ قصیدہ
پڑھنا شروع کیا کہ جس کا مطلع یہ ہی **بیت**

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ		تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ	

شمس الدین التمش اُس وقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری نے مضطرب ہوکر خواجہ کو شفیع لاکر بہت چاہی فوراً بادشاہ ناصری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پڑھو بیت

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ		تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ	

ناصری نے جب دیکھا کہ باوجود مشغولی کے شاہ نے ایکبار مطلع سُنکر یاد رکھا پھر تو خوش ہوکر تمام قصیدہ پڑھا شمس الدین التمش نے فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھ جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ مین کتنے شعر ہین عرض کی ترپن شمس الدین التمش نے حکم کیا کہ ترپن ہزار تنکہ فقرہ ناصری کو دیوین اور ناصری وہ زر خطیر لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ صلہ حضرت کے انفاس کی برکت سے دستیاب ہوا ہے امیدوار ہون کہ یہ سب روپیہ حاضر ہے اگر سب نہین قبول ہوتا تو اس مین سے نصف نقد کو تقسیم فرما دین خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا سب مجھے ارزانی ہوا اور منقول ہے کہ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کی خانقاہ مین تشریف لے گئے اُس وقت محفل سماع برپا تھی اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت

کشتگان خنجر تسلیم را		ہر زمان از غیب جانی دیگر است	

خواجہ کے مزاج مین ایسا تغیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہوگئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو مکان مین لائے اور اُن قوالون کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کرکے اس بیت کی تکرار کا حکم کیا اور خواجہ وجد فرماکر پھر حال مین مستغرق ہوگئے اور تین شبانہ روز یہ حالت رہی اور آنجناب کا تمام اندام اور بند بند نادرست ہوا چنانچہ شب دوشنبہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ سنہ ۶۳۳ چھ سو چونتیس ہجری مین سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ بدر الدین غزنوی کی آغوش مین رکھے اتنے مین آپ کی حالت دگرگون ہوئی اُس وقت شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کیا کہ حال مخدوم کا دگرگون ہے خلافت کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے شیخ قطب الدین باوجود اسکے کہ اولاد اکبر موجود تھی اور اس کے سوا اور مشائخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین محمد چشتی سے پہونچا ہے مع مصلائے خاص اور عصا اور نعلین چوبین شیخ فرید الدین گنج شکر کو کہ خلافت سات اُن کے تعلق رکھتی ہے پہونچا دو یہ فرمایا اور عالم فنا سے رحلت کی منقول ہے کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اُس وقت قصبہ ہانسی مین متوطن تھے اور جس شب کو خواجہ رحلت کرین گے اُسی دم اُن پر کشف ہوا علی الصباح دہلی کی سمت روانہ ہوئے اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی اطلاع کے واسطے روانہ کیا تھا وہ نصف راہ قصبہ بہمہ مین حضرت فرید الدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب حوالہ کیا شیخ فرید الدین گنج شکر اُس کا مضمون پڑھکر مطلع ہوئے وہان سے بسبیل استعجال روانہ ہوئے اور تیسرے دن خواجہ کے مزار پر حاضر ہوکر لوازم زیارت بجالائے اُس وقت شیخ بدر الدین

اور شیخ بدر الدین غزنوی نے خرقہ اور مصلا اور عصا اور نعلین چوبین حسب وصیت حضرت کے
سپرد کین اور شیخ فرید الدین گنج شکر اُسی مصلا کو بچھا کر دو گانہ بجالائے اور خواجہ قطب الدین کے
پر جاکر سب کو امر بصبر فرمایا اور ایک ہفتہ وہان رہکر خواجہ کے متعلقون کو سمجھاتے رہے اور حضرت
لدین اویا سے منقول ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عید کے روز نماز دگانہ ادا کرکے
ام مین جہان اُن کی قبر ہی وارد ہوئے اور اُس زمین کو مصفا اور قبر سے خالی دیکھکر ایک لحظہ اُس مقام
تادہ ہوکر متامل ہوئے اور درویش جو حضرت کے ہمراہ تھے اُنھون نے خواجہ سے یہ عرض کی کہ
زعید ہی اور ایک خلقت آپ کی ملازمت کی تمنا رکھتی ہی سبب توقف کا کیا ہی خواجہ نے ارشاد کیا کہ مجھے
ن سے بوے محبت آتی ہی ایک ساعت تم میرے ساتھ یہان ٹھہرو یہ فرماکر خواجہ نے اس زمین کے مالک
لیا اور مال حلال سے وہ زمین خرید کرکے اپنے مدفن کے واسطے معین کی اور بعد وفات حسب وصیت
لوگون نے آپ کو اُسی قطعہ زمین دفن کیا

سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کا

ابیات

زار انوار معانی	دُر دریاے گنج لامکانی	ئے وحدت زجام عشق خوردہ
ر عالم لاہوت بردہ	بملک فقر شاہنشاہ مقصود	فرید الدین ملت شیخ مسعود

کے جد امجد مشہور فرخ شاہ ملک کابل کے حاکم تھے اور آپ کے پدر والا گہر شیخ کمال الدین سلیمان
سلطان شہاب الدین غوری کی عہد سلطنت مین کابل سے ملتان مین آئے اور بادشاہ نے قصبہ
ں جو ملتان کے قریب ہی آپ کو مرحمت کیا اور کمال الدین سلیمان نے وہان متوطن ہوکر وجیہ الدین
کی بیٹی جو زیور عفت اور حلیۂ عصمت سے آراستہ تھی اپنے عقد ازدواج مین لائے اور اُس
کے بطن مبارک سے تین فرزند متولد ہوئے بڑے بیٹے کا نام فرید الدین محمود اور منجھلے کا اسم
ین مسعود اور چھوٹے کا حبیب الدین المشہور بہ متوکل تھا اور شیخ فرید مشہور ۵۶۹ھ پانسو چوراسی
ن قصبہ کہوتوال مین پیدا ہوئے تھے۔ کہتے ہین ایک شب کو شیخ کی والدہ ماجدہ نماز تہجد مین
فیین ایک چور آپ کے مکان مین آیا جب اُس عفیفہ کی نگاہ اُس پر پڑی وہ چور نوزائیدہ بنا ہوا اور
ں جاؤن راہ نہ سوجھی آواز دی کہ مین اس مکان مین چوری کو آیا تھا یہان کون شخص ہی کہ جس کے
ن سے اندھا ہوا اب مین عہد کرتا ہون کہ اگر آنکھین میری روشن ہوجاوین تو عمر بھر چوری نہ کرونگا
سے اسلام مین داخل ہونگا شیخ کی والدہ نے جب یہ سنا اُس کے بینائی کیواسطے درگاہ مجیب الدعوات
ا کی چنانچہ تیر دعا کا قبولیت کے نشانہ سے مقرون ہوا یعنی وہ چور بینا ہوا اور اپنا راستہ لیا اُس
سے سوائے اُس رابعہ وقت کے کسی کو خبر نہ تھی چور نے صبح کو شب کا ماجرا اپنے اہل وعیال سے
یا اور ایک ہانڈی دہی کی سر پر لے کر اُن بی بی صاحبہ کی خدمت مین جاکر احوال شب کا بیان کیا

اور عرض کی کہ مین حسب وعدہ حاضر ہوا ہون کہ شرف اسلام سے مشرف ہون یہ کہکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کرکے دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا اور نام اس کا عبداللہ ہوا اور مدت عمر خدمت مین مصروف رہا چنانچہ ابتک قبر اُس کی اُسی قصبہ مین ہی اور لوگ اُس کی زیارت سے تبرک پاتے ہین اور شیخ فرید الدین مسعود کے والد اور اُن کے بڑے بھائی اعزالدین کا مزار بھی اُس قصبہ مین موجود ہی اور نقل ہی کہ شیخ اٹھارہ برس کے سن مین قبۃ الاسلام ملتان مین مولانا منہاج الدین ترمذی کی خدمت مین کتاب نافع جو فقہ مین ہی پڑھتے تھے اور کلام اللہ حفظ کرکے رات دن مین ایک بار ختم کرتے تھے اور اُسی مسجد مین رہتے تھے اُن دنون مین ایک بار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُس مسجد مین آن کر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی جو ہین نظر آنحضرت کے چہرۂ نورانی پر پڑی دل سے حضرت کے عاشق ہوئے اور سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا خواجہ نے پوچھا کہ تمھاری منزل مین کون کتاب ہی عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے یہ تمھین نافع ہوگی اور شیخ دست ارادت خواجہ کے دامن مین مستحکم کرکے ملتان مین رہے اکثر اوقات آنجناب کی صحبت مین فیضیاب ہوتے تھے اور جب خواجہ دہلی کی طرف متوجہ ہوئے یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے خواجہ نے فرمایا بابا فرید اُس ترک تجرید مین بھی چند روز علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول رہ اور بعد اس کے دہلی کی طرف آن کر میری صحبت مین قیام کر بزرگان نے کہا ہی کہ زاہد بے علم مسخر شیطان ہوجاتا ہی۔ بابا فرید دو فرسخ صحبت سے تین منزل ہمراہ گئے بعد اس کے رخصت ہوئے اور اپنے پیر کے حکم کے موافق قندھار مین جاکر پانچ برس علوم تحصیل کیے من بعد شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ نہار الدین زکریا اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ فرید الدین محمد عطار نیشاپوری کی شرف ملازمت مین مشرف ہوکر ہر ایک سے ایک فیض حاصل کیا اور شیخ خضری نے اُون سے فرمایا کہ اے فرزند جب تو اس راہ مین سب سے بیگانہ ہوگا تب خدا سے یگانہ ہوگا **بیت**

تا خانۂ دل خالی از اغیار نیائی	بام و در این خانۂ پر از یار نیائی

اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ نہار الدین زکریا ان سے یہ ارشاد کرتے تھے کہ اے فرزند پردہ پوشی درویشی ہی نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی اس شخص کو حق ہی جو برادر مسلمان کا عیب چھپائے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُن سے فرمایا کہ اے بھائی جب تک اس راہ مین دل سے نہ چلیگا قدم سیدھا نہ پڑے گا اور بے چشم نہ ہوگا تب تک مقام قرب مین نہ پہونچے گا اور یہ رباعی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے نتائج انفاس متبرکہ سے ہے **رباعی**

گیرم کہ بہ شب نماز بسیار کنی	در روز دو اے شخص بیازار کنی
تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی	صد خرمن گل بر سر یکخار کنی

کہتے ہین کہ شیخ فرید جب سفر سے مراجعت کرکے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی مین آئے خواجہ اُن کے آنے سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب اُن کے

واسطے ایک حجرہ معین فرمایا اور اُن کی تربیت اور تہذیب مین مشغول ہوئے اور بابا فرید قدس سرہ برخلاف دوسرے مریدون مثل بدرالدین غزنوی و شیخ احمد نہروالی کے دو ہفتہ بعد حضرت قطب صاحب کی زیارت کو حاضر ہوتے اور وہ لوگ اکثر اوقات خواجہ کی خدمت مین رہتے تھے اور جب شیخ کا شہرہ حد سے زیادہ ہوا اور خلقت ہجوم لاکر آنحضرت کی اوقات کے مزاحم حال ہوئی آپ خواجہ سے رخصت ہوکر قصبہ ہانسی مین گئے اور اُس مقام مین سکونت کرکے خواجہ کے بعد انتقال دہلی مین آئے اور خواجہ کی خرقہ اور عصا اور مصلا سے اختصاص پاکر خواجہ کی خانقاہ مین استقامت فرمائی لیکن بعد ایک ہفتہ کے جمعہ کے روز بہ نیت نماز خانقاہ سے برآمد ہوتے تھے کہ ایک مجذوب سربرہنگا نام جو ہانسی مین اکثر شیخ کی صحبت مین مشرف ہوتا تھا دیکھا کہ آپ کے راستہ مین ایستادہ تھا دوڑکر اُس نے حضرت کے پاؤن کا بوسہ لیا اور گریبان اور دامان ہوکر عرض کی کہ مین آپ کی مفارقت مین بےطاقت ہوکر ہانسی سے آیا ہون اور اُس ملک کے باشندے آپ کا اشتیاق ملازمت سے زیادہ رکھتے ہین شیخ نے جب یہ کلام سنا اور خلائق کے ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ بہتر مجھے خواجہ سے پہونچی ہے یہان رہنا تو کیا وہان جاتو کیا یہ فرمایا اور خواجہ کے دعا جیراون سے مرخص ہوکر ہانسی کی سمت روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو اُس کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی کو فرقہ تبرک دیکر اُس مقام مین چھوڑا اور خود بدولت نے یہ ارادہ کیا کہ مین اب کی مرتبہ ایسی جگہ جاؤن کہ کوئی مجھے نہ پہچانے مسافرت اختیار کی اور جب قصبہ اجودھن مین کہ فی الحال پاکپتن شیخ فرید مشہور ہے اور دیپالپور سے قریب واقع ہوا پہونچے دیکھا کہ وہان کے آدمی بیشتر خلق اور بہ مزاج چشتی اور زاہد اور عالم ہین کچھ غزل نہین رکھتے ہین اس واسطے وہان اقامت کرکے مشغول بحق ہوئے اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ شیخ اُس قصبہ مین ایک بی بی صالحہ کو اپنے عقد نکاح مین لائے اور جب آولاد پیدا کرنے سے فارغ ہوئے فرزندکرامت فرمائے مسجد جامع کے قریب ایک حویلی اپنے اہل و عیال کے رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اُس مسجد مین بعبادت خداوند لیجاتے تھے لیکن جب آوازہ آپ کی شیخوخت کا اطراف واکناف مین منتشر ہوا گوشہ گیری نے فائدہ نہ بخشا طالبان حق رجوع ہوئے اور شیخ بہ ناچاری و مجبوری خاص و عام سے بلطف تمام پیش آتے تھے اور اُنسے یہ فرماتے تھے جو تم مجھ پر توجہ فرماتے ہو تو ایک کام کرو جداجدا آیا کرو تو نظر علیحدہ علیحدہ حاصل کرو اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے وفور حسد سے دروازہ خصومت کا کھولا اور سپاہی اور جاگیردار وہان کے قاضی کے اغوا سے شیخ کے فرزندون کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شیخ ہرگز ملتفت نہوتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہی اور اُنپر کیا گذرتی ہی یہانتک کہ قاضی نے ملتان کے اعیان اور صدور کو لکھا کہ جو شخص اہل علم سے ہو اور وہ مسجد مین قیام کرکے راگ سنے اور رقص کرے اُسکے بارہ مین شرعاً کیا حکم ہی اُنھون نے درجواب لکھا کہ تم پہلے اس شخص کا نام لکھو کہ وہ کون ہی تو ہم فتوی لکھین قاضی نے نام شیخ فریدالدین گنج شکر کا قلمی کیا ملتان کے عالمون نے جب شیخ کا اسم شریف سنا قاضی سے نہایت رنجیدہ ہوئے اور لکھا تو نے ایسے درویش کا نام لکھا ہی کہ مجتہدین کو مجال نہین کہ اُس کے قول پر اعتراض

کرین لیکن قاضی باوجود اس حال کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا باتفاق
کے آنجناب کے فرزندون کو ایذا پہونچاتا تھا اور فرزندجب حضرت سے شاکی ہوتے تھے
سے فرماتے تھے جو ظلم چاہین کرین خود ہی ان سے انتقام لیا جائیگا لکھا ہی کہ چند روز گذرے
دشمن متفرق اور پریشان ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندون کی اطاعت اور محبت ا
اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے
دو ساعت سر خاک نیاز پر رکھکر ساتھ حق کے مشغول ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم مین مرید
حضرت پر ڈالتے تھے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ایک دن میرے سوا مریدون مین کو
کہ ایک قلندر چرم پوش حلقہ بگوش آیا اور بآواز بلند ہر طرح کے رطب و یابس کہنے شروع
نے حالت سجود مین فرمایا کہ یہان کوئی موجود ہی مین نے عرض کی آپ کا غلام نظام الدین حا
پھر فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہی مین نے عرض کی ہان ہے فرمایا خنجر کمر پر
مین نے کہا ہان پھر ارشاد کیا حلقہ سفید کان مین رکھتا ہی مین نے عرض کی پہنے ہی الحاصل
مین اس پر نظر کرتا تھا اس کا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ ا
نظام الدین وہ ایک چوری پر ہنہ کمر مین رکھتا ہی اس سے کہو کہ نصیحت نہو یہان سے دفع ہو قلندر
بھاگ گیا اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے یہ فضیلت قلندر کو دیکھ کر شیخ کی شہادت پر راضی
کہ عین سجدہ مین آنجناب کو شہید کرے اور شیخ نظام الدین سے منقول ہی کہ ایک روز شیخ فرید
بیٹھے تھے اور اسی طور سے ایک قلندر نے آن کر بآواز درشت کہا کیا تو نے خود آرائی کی ہی اور خلق
پرستش کو چھوڑا ہی شیخ نے جواب دیا مین نے نہین کی خدائے تبارک وتعالے نے کی ہی کس واسطے
شخص سوائے خدائے تعالے کے اپنے تئین ایسا نہین بنا سکتا قلندر شیخ کے حسن خلق پر
ہوکر معتقد ہوا اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہین کہ
درویش گدڑی پہنے ہوئے شیخ کے پاس آیا شیخ نے اسے کچھ دیکر رخصت کیا اس نے
ہوکر کنگھی جو شیخ نے کنگھی دان سے برآوردہ کر کے مصلے پر رکھی تھی طلب کی اور شیخ نے اس کنگ
مدت سے استعمال مین لائے تھے اسے حقیر جان کر اس کو جواب دیا اور درویش بے شر
بآواز بلند کہا ای شیخ اگر تو یہ کنگھی مجھے دے تو مجھے برکت تمام حاصل ہو شیخ نے فرمایا جا اس
زیادہ میرا مزاج حال نہو تجھے اور تیری برکت کو مین نے آب روان مین ڈالا قصہ کوتاہ فقیر
سفر ہوا جب اس چشمہ پر جو قصبہ اجودھن کے باہر جاری ہی پہونچا اور کپڑے اتار کر غسل کے
دریا مین در آیا ایسا بحر فنا مین ڈوب کر غوطہ لگایا کہ پھر کسی نے اس کا نشان نپایا کہ کیا ہوا اور راو
نے روایت کی ہی کہ قصبہ اجودھن کے حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندون پر سخ
سے زیادہ تر کی ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادے نے آزردہ ہوکر باپ سے عرض کی کہ آپ
سے ہمین یہ فائدہ پہونچا ہی کہ حاکم کی طرف سے رات دن غم والم مین رہتے ہین شیخ یہ کلام سنکر آزردہ

اور عصا جو ہاتھ مین رکھتے تھے اُٹھاکر زمین پر مارا اُسی دم حاکم درد شکم مین گرفتار ہوا اور کہا مجھے شیخ کے مکان پر لے چلو ابھی حضرت کے مکان پر نہ پہونچا تھا کہ طائر روح اس کا اشناے راہ مین قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اور نقل ہی کہ اجودھن مین ایک عامل محرر تھا وہان کا حاکم اُس پر جور و تعدی کرتا تھا وہ شیخ کے پاس پناہ لایا اور التماس دعا کی شیخ نے پہلے اپنا خادم حاکم کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اس درویش کی منت کے سبب ہاتھ اس عامل درویش کے ظلم سے کوتاہ کرو حاکم نے شیخ کے فرمانے پر کچھ التفات نہ کی بلکہ جور و جفا زیادہ تر کرنے لگا محرر نے پھر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر حقیقت حال بیان کی شیخ نے ارشاد کیا کہ مین نے تیری سفارش حاکم سے کی تھی لیکن اُس نے قبول نہ کی اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ شاید کسی مظلوم نے قبل اس کے تیرے پاس بھی داد خواہی کی تھی اور تو نے نہ سنی محرر اُٹھا اور عرض کی کہ مین صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ من بعد کسی کو نہ ستاؤن گا اگرچہ دشمن بھی ہو متقول ہو کر اُسی وقت حاکم نے اُسے طلب کرکے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا اور اُس کی تقصیر معاف کی اور خود شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس بے ادبی سے معتقد کی اور مصنف فرماتے ہین کہ مین نے کتاب سیر المشائخ مین دیکھا ہی کہ ایک جوان وجیہ شہر دہلی سے شیخ کی زیارت کے واسطے قصبہ اجودھن کی طرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین ایک مطربہ یعنے ارباب نشاط سے دیکھا عاشق ہوگیا اور وصل کی تدبیر کرنی لگی اور جب اُس جوان نے اُسکی طرف کچھ التفات نہ کی ہمراہی اختیار کرکے ہر لحظہ اور ہر ساعت سرگرم ناز و کرشمہ ہوتی تھی خلاصہ یہ کہ ایک روز کسی تقریب سے دونون ایک بیل پر سوار ہوئے مطربہ نے اس قدر غمزہ اور عشوہ جوان سے کیے کہ جوان کو بھی کچھ خواہش اُسکی طرف ہوئی اور چاہا کہ ہاتھ دراز کرے اُس حال مین ایک مرد آیا اور طپانچہ اُس کے منھ پر مارا اور یہ بات کہی کہ شیخ کی خدمت مین بقصد توبہ وانابت جاتا ہی اور دل فسق و فجور مین باندھتا ہی یہ کہکر غائب ہوا اور جوان متنبہ ہوکر مطربہ کے وصل سے باز رہا اور جب شیخ کی خدمت مین پہونچا شیخ نے فرمایا اے جوان تو نے مطربہ کی طرف میل کیا تھا حق سبحانہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے نگاہ رکھا جوان نے یہ کلام سنکر شیخ کے قدم پر سر رکھا اور باعتقاد تمام مرید ہوا اور نقل ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے ایک مرید تھے انھین خلقت محمد شہ غوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھے ایک وقت وہ نہایت متحیر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ نے پوچھا کہ اے محمد شہ تجھے کیا پیش آیا ہی جو تو اتنقدر پریشان خاطر ہی اُس نے عرض کی کہ میرا بھائی شدت مرض سے قریب ہلاکت ہی معلوم نہین ہوتا کہ مین اُسے جاکر زندہ دیکھون شیخ نے فرمایا مین تمام عمر درگاہ الٰہی مین اسی طرح محزون رہتا ہون جیسا تو اس وقت محزون و مغموم ہی لیکن کسی سے اظہار نہین کرتا اپنے گھر جا انشاء اللہ تعالے تیرے بھائی نے شفاے کامل پائی ہی محمد شہ غوری جب مکان مین آیا اپنے بھائی کو دیکھا کہ صحیح و سالم بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہی اور کسی طرح کی زحمت اور علالت نہین رکھتا اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی اپنے پیر بے نظیر سے نقل کرتے ہین کہ ایک وقت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو ایک مرض سخت لاحق ہوا یہان تک کہ آپ نے چند روز آب و طعام کی طرف مطلق رغبت

نہ کی آپ کے صاحبزادوں اور دوستوں نے اطبائے حاذق کو طلب کر کے نبض و قارورہ دکھایا انھوں نے جواب دیا کہ یہ مرض ہماری تشخیص میں نہیں آتا کہ شیخ کس زحمت میں مبتلا ہیں یہ کہکر وہ رخصت ہوئے دوسرے دن مرض نے اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ اس وقت شیخ نے مجھے اور اپنے فرزند شیخ بدر الدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولی حق کے واسطے اشارہ کیا اور جب رات ہوئی ہم حکم کے موافق صاحب حق کے مشغول ہوئے اس رات کو شیخ بدر الدین سلیمان نے خواب میں دیکھا کہ ایک پیر مرد فرماتے ہیں کہ تیرے باپ پر سحر کیا ہے شیخ بدر الدین سلیمان نے پوچھا کس نے سحر کیا ہے پیر نے فرمایا شہاب الدین ساحر کے فرزند نے چونکہ شہاب الدین نامے ساحر ایک شخص تھا جو دھن میں نہایت مشہور تھا شیخ بدر الدین سلیمان نے پیر سے سوال کیا کہ یہ سحر کیونکر دفع ہوگا پیر نے کہا [illegible] شہاب الدین ساحر کی قبر پر جائے یہ کلمات پڑھے اور وہ کلمات کہ پیر نے خواب میں تلقین کیے تھے شیخ بدر الدین سلیمان کو یاد رہے ہیں [illegible] قدرخواں اصل [illegible] یہ ماجرا بنا اسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے قبر میں تجھ سے بہت سی محبت میں تو ہمارا ہے بیٹے نے فلاں شخص پر کیا ہے اس سے ہمارے کہ باز رکھے اپنے شر کو اور فریب کو جو تجھ سے ہے جب صبح ہوئی شیخ بدر الدین سلیمان نے اپنے مریدوں کے ہمراہ شہر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ جو خواب میں دیکھا تھا عرض کیا شیخ نے مریدوں کو متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کلمات کو یاد کرے شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرو اور پیر کی حسب فرمائش تلاش میں لاؤ میں شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کر کے وہاں گیا اور اس کی قبر پر بیٹھکر کلمات مذکورہ پڑھے اور جو اس کی قبر نجیت تھی اور ایک مقام پر اس کے چونی اتنا دہ تھی میں نے علم غیبی کے اشارہ سے اسے کھودا ناگاہ اس میں سے ایک پتلا آٹے کا برآمد ہوا اور اس پتلے کے جسم میں جا بجا سوئیاں چبھوئی تھیں اور گھوڑے کی دم کے بال اس صورت پر محکم باندھے تھے میں اسی طریق سے اس پتلے کو شیخ کے روبرو لایا اور اس جناب کے حکم سے وہ سوئیاں نکالنے اور بال کھولنے میں مشغول ہوا جوں سوئیاں اس پتلے کے جسم سے برآمد ہوتی تھیں اور بال کھلتے تھے شیخ کو ایک راحت اور صحت معلوم ہوتی تھی جب سوئیاں برآمد ہو چکیں اس وقت اس پتلے کو شیخ کے اشارہ کے بموجب توڑ کر آب روان میں پھینک دیا اور اس کے بعد یہ خبر اجودھن کے حاکم کو پہونچی شہاب الدین ساحر کے فرزند کو گرفتار کر کے شیخ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر حکم ہو آپ کے قصاص میں اس کی گردن مارون شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت کرامت فرمائی میں نے اس کے شکریہ میں اس کا گناہ معاف کیا اور تم بھی اس کی خطا بخشو نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک روز میں شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے سیر کنان اجودھن میں پہونچے وہ سب فقیر گج خلق اور منہ پھٹ تھے شیخ کے پاس آن کر یوں گویا ہوئے کہ ہم تمام جہان میں پھرے کوئی درویش ایسا کہ جس کی ہمیں تلاش ہے نہیں ملا مدعی خود غرض دنیا دار بہت ہیں شیخ نے فرمایا کہ تم ایک ساعت توقف کرو میں تمھیں ایک درویش دکھاؤں انھوں نے قبول کیا اور بیٹھ گئے ہوئے

نے فرمایا اگر جاتے ہو تو خبردار فلان راستہ سے نہ جانا اُنھون نے شیخ کے فرمانے پر التفات
درجان بوجھکر اُسی راہ ممنوع کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھکر شیخ نے آبدیدہ ہوکر انا للہ وانا الیہ راجعون
بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ پانچون آدمیون کو باد سموم یعنے لون نے مار اچار فوراً مر گئے اور ایک
اُن مین سے ایک کنوئین پر پہونچا اور اس قدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اور کتاب خیر المجالس
نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ ایک طالب العلم مسمی نصیر الدین شیخ کی خدمت مین حاضر
تے اور وہ رعونت سے خالی نہ تھے ایک دن ایک بوڑی جماعت خانہ مین پہونچا نصیر الدین
اُس سے پوچھا کہ سر کے بال کس چیز سے دراز ہوتے ہین اور جو مشایخ اُس زمانہ کے سر
بال نہایت مکروہ جانتے تھے ہمیشہ منڈواتے تھے اور بوے دراز کے بارہ مین حدیث
نقل شعرۃ جنابۃ نقل کرتے تھے اس وجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات گران
ی اور آخیرین دنون مین خواجہ وجیہ الدین خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ سے نواسہ شیخ کہ اس
حسن مین آئے اور بیعت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے بال تر شوانے کی التماس کی
فرمانے فرمایا کہ مین آپ کے خانوادہ عظیم الشان کے مائدہ فیض سے ایک ریزہ دنیا کا
ہے مانگتا ایسون سے شرم ہو کہ مین آپ کو دست بیعت دے کر مرید کرون خواجہ وجیہ الدین
عرض کیا کہ آپ کا مثل اس زمانی مین کہان ہو کہ اس کی خدمت مین جاکر سعادت دارین حاصل
ن دین اس بارہ مین بہت ہون آپ کا دامن نہ چھوڑون گا شیخ نے جب انھین نہایت مصر دیکھا
منہج اخلاص کو نہایت خالص دیکھکر سرفراز فرمایا اور سر کے بال تر شوائے اور اسی عرصہ مین نصیر الدین
دیکھی کہ مرا بھی بال کے مقید تھے اُنھون نے بیعت کرکے سر کے بال دور کیے اور جو بضاعت
رمتاع تجارت کے واسطے رکھتے تھے درویشون کے صرف مین لائے اور شیخ کی توجہ سے فقر اختیار
اور کتاب خیر المجالس ملفوظ شیخ نصیر الدین محمود اودھی مین مسطور ہو کہ ایک دن شیخ اپنے حجرہ مین بیٹھے
مشغول تھے ایک قلندر نے آن کر شیخ کی کلیم پر اجابت کیا اور مولانا بدر الدین اسحق نے تھوڑا
م حاضر کیا قلندر نے کھانا تناول کرکے کہا کہ مین شیخ کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہون جواب دیا کہ
ں وقت شیخ ذکر حق مین مشغول ہین کوئی اُس وقت شیخ کی خدمت مین جا نہین سکتا قلندر نے اُس
ت اپنی جھولی مین سے گیارہ سیر کہ وہ تمام ساتھ اُس کے منسوب ہو نکال کر کنکھوں پر ڈال کر اُس
ے گھوٹنے مین مشغول ہوا چنانچہ اس مین سے کسی قدر شیخ کے کمل پر جس پر وہ بیٹھا تھا گری
انا بدر الدین نے اُس سے یہ بات کہی کہ اے درویش بے ادبی حد سے زیادہ نچا ہے یہان سے
کر علیحدہ بیٹھو یہ سنتے ہی قلندر طیش مین آن کر کنکھوں اُٹھا کر مولانا بدر الدین اسحق کو مارا چاہتا تھا کہ شیخ
باطن سے دریافت کرکے حجرہ سے برآمد ہوئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑکر بمنت تمام کہا کہ آپ یہ
میرے کہنے سے بخشین قلندر نے جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ نہین اُٹھاتے اور جب اُٹھاتے
ن جب تک کسی کے مارے نہین جاتی نہین اُتارتے ہین شیخ نے کہا اس دیوار پر اُتار دے اس فقیر

نے کجکول دیوار پر کہ نہایت محکم تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی اس وقت قلندر سرنگون ہوکر عرض نیاز کرکے
رخصت ہوا اور شیخ فرید نے خواجہ بدرالدین اسحٰق سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ لباس عام مین خاص بھی ہوتے
ہین اور وہ گھاس کہ اُس نے گھوڑی تھی شاید وہ ہو کہ قلندر استعمال کرتے ہین اور شاید اُس نے
امتحان کے واسطے بکالکر گھوڑی ہو اور نقل ہو کہ یہ مولانا بدرالدین اسحٰق بخارا کے رہنے والے تھے اور
علم معقول ومنقول سے خوب واقف تھے کہ آپ کا مثل نہ تھا دہلی مین مدرسہ معزی مین درس
دیتے تھے اور درویشون سے اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اُن سے اور اُن کے ہمعصرون سے
کئی مسائل مشکل حل نہ ہوتے تھے بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اجودھن مین پہونچے اُن
کے ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کے واسطے عازم ہوئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ بھی ہمارے
ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لیچلین نہایت احسان ہوگا انھین جواب دیا کہ تم جاؤ ہم نے ایسے شیخ
بہت دیکھے ہین ایسی لیاقت نہین رکھتے کہ کوئی شخص اُن کی صحبت مین اپنی اوقات ضائع کرے لیکن
رفقا مصر ہوکر انھین بھی ہمراہ لے گئے اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے اُس مجلس مین اُن کی تمام
مشکلات حل فرمائین اور مولانا بدرالدین اسحٰق نے وہ حالت مشاہدہ کرکے عزیمت بخارا ترک کی اور شیخ
کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر روز ایک پشتارہ لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر شیخ کے مطبخ مین صحرا سے
لاتے تھے اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتے تھے آخرالامر شیخ اپنی بیٹی مولانا کے حبالۂ نکاح مین
لائے اور اپنی دامادی سے انھین مشرف کیا اور یہ بھی شیخ نصیرالدین سے منقول ہو کہ قصبہ اجودھن
سے چار کوس کے فاصلہ پر ترک قتالی حاکم تھا اور اُسکے پاس ایک شاہین تھا کہ وہ ہرن کے بچہ اور
کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اُسے نہایت دوست رکھتا تھا اور میر شکار کے سپرد کرکے یہ تاکید کی
تھی کہ خبردار تو میری غیبت مین کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا پرواز کرے اور پھر دستیاب نہو دے
قضارا وہ میر شکار اپنے ایک احباب کو لے کر ایک موضع کی طرف سوار جاتا تھا اس اثنا مین کئی
کلنگ دکھائی دیے اور اُس کے دوستون نے شاہین چھوڑنے کی تکلیف دی اور یہ بات
کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہین اور گھوڑے چالاک اور راہوار رکھتے ہین اسے کسی طرف جانے نہ دینگے
اور جب مبالغہ حد سے گذرا میر شکار نے ناچار ہوکر اُسے اُڑایا ناگاہ کلنگ ایک طرف پرواز کر گئی
اور باز ایک سمت پرواز کرکے ایسا بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہر چند تلاش کی عنقا کی طرح اُس کا کہین
نشان نہ ملا میر شکار ترک کے قہر وسیاست کے خوف سے گریان اور چاک گریبان ہوکر ہزار منت اجودھن
مین پہونچا اور اس طرح سے کہ جیسے کسی کا جوان بیٹا مرجاتا ہو جزع فزع کرتا ہوا شیخ کی خدمت مین
حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر باز مجکو دستیاب نہوگا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور میرے
زن وفرزند کو قید کریگا شیخ کو اُسکے حال پر رحم آیا اور اُسکے واسطے کھانا موجود کرکے فرمایا کہ اسے تناول کر
خدا کریم ہے شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ شاہین آن کر ایک درخت پر بیٹھا اور
میر شکار اُسے دستیاب کرکے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہوکر گھوڑا اپنی سواری کا پیش

کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا گھوڑا تجھے پر ضرور ہی تو اُسپر سوار ہو کر شاہین اپنے صاحب کو پہونچا اور جو کچھ تجھے میسر ہو خدا کی راہ مین فقیرونکو دے خلاصہ یہ کہ میر شکار نے شاہین اپنے صاحب کو دیکر جو کچھ مال دنیوی سے رکھتا تھا فقرا کو دے کر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی باز کے گم ہونے کا قصہ سنکر شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی نے نقل کی ہی کہ قصبہ اجودھن کے اطراف مین ایک موضع تھا اور اُس موضع مین ایک روغن فروش مسلمان رہتا تھا جب دیپالپور کے داروغہ نے کسی سبب سے اُس موضع پر چڑھائی کر کے تاراج کیا اور لوگون کے زن و فرزند اسیر ہوئے روغن فروش کی عورت کہ بہت جمیلہ تھی اسیر ہوئی اس سبب سے روغن فروش گریان با سینۂ بریان ہر طرف اُسکے تلاش مین دوڑا جب کہین اُسکا سراغ نہ ملا پریشان اور بدحواس شیخ کی خدمت مین آن کر عرض حال کی شیخ نے ایک لحظہ تامل کر کے فرمایا کہ تو تین دن یہان رہ دیکھ حق سبحانہ تعالےٰ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین لاتا ہی پھر روغن فروش کے روبرو کھانا حاضر کر کے شکم سیر کھلایا دوسرے دن ایک محرر کو کسی مقام سے قید کر کے اجودھن مین لائے وہ محافظون کو موافق کر کے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت بیان کی اور التماس دعا کی شیخ نے ارشاد کیا کہ اگر حق تعالےٰ تجھے رہا کرے اور حاکم تجھپر نظر شفقت اور عنایت کی مبذول فرماوے کیا شکرانہ بجالاویگا اُسنے عرض کی کہ مین جو کچھ نقد و جنس رکھتا ہون پیشکش کرون گا شیخ نے فرمایا یہ سب مال مین نے تجھے معاف کیا ایک عہد کر وہ یہ ہی کہ داروغہ تجھے بعد خلعت کے ایک کنیز دے گا تو اس کنیز کو اس روغن فروش کے حوالہ کرنا محرر نے شیخ کا فرمان بصدق دل قبول کیا اور روغن فروش سے یہ بات کہی کہ تو میرے ہمراہ چل روغن فروش نے رو کر یہ کہا یا شیخ ابھی مجھے یہ مقدرت حاصل ہی کہ دس لونڈیان خرید کرون لیکن مین اپنی زوجہ پر شیفتہ بلکہ عاشق زار ہون شیخ نے تبسم کر کے فرمایا بھلا تو اس محرر کے ہمراہ جا دیکھ خدا کیا کرتا ہی ناچار وہ گیا اور مکان کے دروازہ پر غمگین بیٹھا محرر کو جب داروغہ کے سامنے لے گئے بغیر فہمید محاسبہ اُسنے خلعت اور گھوڑا دے کر رخصت کیا اور پیچھے سے ایک کنیز حسین مہ جبین بھی بھیجی محرر نے وہ لونڈی جس طرح سے برقع پوش آئی تھی روغن فروش کے پاس بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ یہ حق تیرا ہی اس عورت کی جو مہین نظر خاوند پر پڑی برقع دور کر کے دوڑی اور دونون شادان و فرحان شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سرآن کے قدم مبارک پر رکھکر مرید ہوئے اور حضرت شیخ فرید الدین کو ملقب بہ گنج شکر مین اس لقب کے بارہ مین بہت روایتین گوش زد ہوئی ہین لیکن تاریخ حاجی محمد قندھاری مین یون مسطور ہی کہ جن دنون مین شیخ دہلی مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت مین رہتے تھے اور غزنین کے دروازے کے قریب مسکن رکھتے تھے ایک روز برسات کے موسم مین راستون مین نہایت کیچڑ تھی پیر کے دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا پاؤن مین نعلین چوبین پہنکر شیخ کی خانقاہ کی سمت متوجہ ہوئے اور جو کہ سات دن گذرے تھے کہ شیخ فرید نے روزہ کے سبب سے کچھ تناول نہ فرمایا تھا ضعف نہایت غالب تھا اثنائے راہ مین آپ کے پاؤن نے لغزش کی کیچڑ مین گر پڑے یہان تک کہ قدمے

مٹی آپ کے دہن مبارک مین داخل ہوئی حکم خدا سے وہ شکر ہوگئی اور جب شیخ اپنے پیر کی خدمت مین پہونچے انھون نے فرمایا اے فرید تھوڑی مٹی تیرے دہن مین پہونچکر شکر ہوئی کیا تعجب ہے جو قادر ذوالجلال نے تیرے تمام جسم کو گنج شکر کیا ہو اور وہ اپنے فضل وکرم سے ہمیشہ تجھے شیرین رکھے گا شیخ نے شکر تسکر اپنی دہن مین ڈال کر جب بازگشت کی جس مقام مین پہونچتے تھے سنتے تھے کہ لوگ آپس مین کہتے ہین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر آتے ہین اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ ایک دن اتفاق سے دہن مبارک سے نمک دہلی مین لائے تھے شیخ فرید سے دوچار ہوکر تھوڑی شکر خدمت مین لائے اور یہ التماس کی کہ ہمارے حق مین دعا کیجیے تو ہماری پونجی مین برکت ہو اور تقسیمت زیادہ ہو شیخ نے اسی گمان سے یہ تمام شکر بارے مین توجہ کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور بنجارے دو روز کے بعد دہلی مین پہونچے جب سب لوگون نے کھولکر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سے شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ملقب ہوئے اور اس کتاب کے مؤلف محمد قاسم فرشتہ نے اپنے والد کے بعضے مشائخ سے یون سنا ہے کہ شیخ کو عہد لڑکپن مین جس طرح کہ عادت لڑکون کی ہوتی ہے شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپ کی والدہ نے ارادہ کیا کہ یہ شیخ کی عادت کو ترک کرین اس غرض سے یہ فرمایا کہ اے فرزند جو شخص صبح کی نماز جلد ادا کرتا ہے حق تعالے اسکے بیحد عنایت فرماتا ہے اور آپ یہ کام مرتی تھین کہ شکر ایک بوریا مین بند کرکے آپ کے سرہانے رکھ دیتی تھین شیخ بعد فراغ وضو نماز صبح شکر اپنے سرہانے سے اٹھاکر نوش کرتے تھے یہان تک کہ حضرت کا اس بارہ مین آپ کی والدہ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اب فرزند فضل خدا سے ہوشیار ہوا ہے شکر رکھنے کی حاجت نہین اسکا کھانا موقوف کیا لیکن قسام حقیقی نے اسکا وظیفہ مرحمت فرمایا تھا اس سے بیخبر تھا اور آپ کی والدہ کو اس امر سے اطلاع نہ تھی جب دیکھا کہ فرزند شکر کا موقوف ہونے کی شکایت نہین کرتا ہے ایک دن پوچھا کہ اے فرزند تجھے شکر متی ہے شیخ نے کہا ہان برابر ملتی ہے وہ عفیفہ سمجھین کہ شاید کوئی پرستار شیخ کے سرہانے رکھ دیتی ہے جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ کلام مخلوق کا نہین شیخ کی وفور اعتقاد کی برکت سے یہ بوریا شکر کی غیب سے پہونچتی ہے اس واسطے حضرت کا لقب گنج شکر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا ناقل ہین کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے یہان تک کہ اگر عارضہ بھی ہوتا یا سفر کرتے روزہ افطار نہ فرماتے تھے اور اکثر اوقات آپ روزہ شیرینی سے افطار کرتے تھے یعنی یہ معمول تھا کہ دانہ منقے کے ایک ظرف مین ڈالکر پانی مین بھگوتے تھے اور اسکا شربت بنا کر افطار کے وقت بہ مقدار تین رم نوش فرماتے تھے اور دو تین دانہ منقے کے دہن مبارک مین ڈالتے تھے اور باقی حاضران مجلس پر تقسیم کرتے تھے اور دونان گھی مین چپڑی ہوئین کہ وہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھین بعد افطار شیخ کے روبرو لاتے تھے اور شیخ اُس مین سے ایک ثلث حصہ یا کچھ کم و بیش تناول فرماتے تھے اور باقی حضار مجلس پر تقسیم فرماتے تھے اور بعد اس کے باستغراق نماز عشا مین مشغول ہوتے تھے اور جب ابتداے حال مین قصبہ اجودھن مین آن کر ساکن

ئے نذرین کم پہونچتی تھین ان دنون مین شیخ اور اُن حضرت کے اہل وعیال میوہ بیلوا ورویلہ وغیرہ
ے کہ اُس ولایت کے جنگل مین پیدا ہوتا ہی اوقات بسر کرتے تھے چنانچہ اتفاق حسنہ سے اُسی عرصہ
بادشاہ ناصر الدین شہریار دہلی کہ اوچہ اور ملتان کیطرف متوجہ ہوا تھا گذر اُس کا اجودھن مین ہوا اور
کی زیارت سے مشرف ہوکر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچکر اُس
فرمان چار موضع کلان کی معافی کا اور کچھ زر نقد الغخان دارونہ دواب کی صحابت سے شیخ کے پاس
با شیخ نے فرمان دہات واپس کیا اور فرمایا کہ فقرا کو دہات سے کیا کام ہی اور زر نقد قبول کرکے جماعتخانہ
کے درویشون کو تقسیم کیا نقل ہی کہ اجودھن مین شیخ مرض سخت مین مبتلا ہوئے کہ امید زیست نہ تھی اور
نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین اسحٰق ہانسوی اور مولانا بدر الدین اور درویش علی بہار کو شیخ نے
ارہ کیا کہ فلان گورستان مین جاکر دعاے خیر مین مشغول رہین چنانچہ یہ بزرگوار حکم کے موافق اُس
م مین جاکر دعا مین مصروف ہوئے اور فجر کو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ نظام الدین اولیا
تے ہین کہ مین نے شیخ کو آن کر اُس حال سے دیکھا کہ آپ ایک کمل سیاہ شانہ پر ڈال کر تکیہ کیے ہوئے
عصا جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے انھین پہونچا تھا آغوش مین رکھے ہوئے لحظہ بہ لحظہ دست
پرست اُس پر کھینچکر اپنے روے مبارک پر ملتے ہین جب نگاہ حضرت کی ہم پر پڑی فرمایا کہ یارون کی
نے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سنتے ہی ہم سب سرنگون ہوکر سکوت مین آئے لیکن درویش علی جو سب
آگے کھڑا تھا اُس نے یہ عرض کی دعا ناقصون کی کاملون کے حق مین اثر نہین کرتی ہی شیخ نظام الدین
یا فرماتے ہین کہ اُس وقت شیخ نے مجھے بلاکر عصاے مذکور مرحمت کیا اور یہ فرمایا کہ مین خدا سے
نا تھا کہ تو جو خدا سے چاہے گا پاوے گا مین سرنگون ہوکر پلٹ آیا اور میرے ہمراہی بھی میرے ساتھ
ل آئے اور مبارکباد کہنے لگے اس کے بعد سب اعزا اپنے اپنے مقام پر گئے اور میرے دل
یہ خطور ہوا کہ شیخ نے میری دعا کی اجابت کے واسطے حق سبحانہ تعالے سے درخواست فرمائی ہی
یقین ہی کہ شیخ کی دعا مستجاب ہووے بہتر یہ ہی کہ آج پھر شب کو شیخ کی صحت کے واسطے قیام
ن غرضکہ جب دعا مین مشغول ہوا آخر شب کو مجھے ایک بشاشت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ
ن دعا درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی صبح کو جب شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ آپ مصلے پر رونق افروز ہین
ر رونق افزا ہین اور درد والم بالکل زائل ہوا اور جب حضرت کی نظر مجھ پر پڑی فرمایا اے درویش
م الدین جب میری دعا تیرے حق مین قبول ہوئی تیری دعا بھی میرے حق مین مستجاب ہوئی یہ
زدہ مصلا جس پر تشریف رکھتے تھے مجھے مرحمت فرمایا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہی کہ
شیخ فرید ہانسی سے آن کر قصبہ اجودھن مین ساکن ہوئے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین
ور بمتوکل کو اپنی والدہ کے لانے کے واسطے قصبہ کھوتوال کی سمت بھیجا شیخ نجیب الدین جب اُس
مین پہونچے اپنی والدہ کو گھوڑے پر سوار کرکے قصبہ اجودھن کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس
تہ مین جنگل بہت تھا اور پانی کمیاب جب آدھی راہ طی ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کے

سایہ مین بٹھا کر خود گھوڑے پر سوار ہو کر پانی کی تلاش مین گئے اور پانی تلاش کر کے جب اُس درخت کے نیچے آئے اپنی والدہ کو ندیکھا مضطرب اور حیران ہو کر ہر سمت دوڑے کہین اُن کا نشان نہ پایا ناچار بادل غمگین اور خاطر حزین قصبہ اجودھن کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت شیخ فرید گنج شکر سے یہ قصہ بیان کیا شیخ نے کچھ تصدق فقرا کو پہونچا کر صلحا کو کھانا کھلایا اور بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین المشہور بتوکل کا پھر اُس جنگل مین گذر ہوا جب اُس درخت پر نگاہ پڑی آپ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اس نواح کے گرد پھر کر دیکھیے شاید والدہ کی ہڈیون کا نشان ملے جب آگے بڑھے ایک جا پر کچھ ہڈیان آدمی کی افتادہ دیکھین صفائی باطن سے سمجھے کہ یہ استخوان والدہ کی ہین پھر تمام ہڈیان جمع کر کے ایک خریطہ مین بھرین اور شیخ کی خدمت مین پہونچکر حقیقت حال عرض کی شیخ نے فرمایا خریطہ لاؤ اور اُس کا مُنہ کھولکر سب ہڈیان مصلے پر گراؤ شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اُٹھا لائے لیکن جب منہ اس کا کھولا ایک استخوان ندیکھی شیخ نظام الدین اولیا نے لکھا ہی کہ ایک دن مین شیخ فرید گنج شکر کی خدمت مین حاضر تھا ایک بال محاسن مبارک سے جدا ہوا مین نے فی الفور اُسے اُٹھا کر عرض کی کہ اگر حکم ہووے مین اُس کا تعویذ بناؤن فرمایا خوب ہی پھر مین نے وہ بال کاغذ مین لپیٹ کر بحفاظت تمام اپنی دستار مین رکھا اور جب مین اجودھن سے دہلی مین آیا جو بیمار کہ میرے پاس آتا تھا وہ تعویذ اس شرط سے اُسے دیتا تھا کہ بعد حصول صحت یہ تعویذ واپس دیوے غرضکہ وہ تعویذ جس شخص کو مین نے دیا اُس نے بفضل خدا سے صحت پائی یہان تک کہ تمام شہر مین اُس کی شہرت ہوئی اور مین نے وہ تعویذ ایک طاق مین رکھدیا ایک روز ایک میرے دوست جن کا نام تاج الدین مینائی تھا آئے اور مجھسے اظہار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہی مین نے حجرہ مین جا کر اُس تعویذ کو اُس طاق مین اور بھی طاقون مین ہر چند ڈھونڈھا نپایا وہ دوست محزون اور مغموم گیا اور اُس کا فرزند جانبر نہوا اور جب دو دن کے بعد اور بیمار آیا مین نے حجرہ مین جا کر جو دیکھا وہ تعویذ اُسی طاق مین موجود تھا اُس کو دیا اُس نے شفا پائی چونکہ بیٹا تاج الدین مینائی کا مرنے والا تھا اُس وقت پیدا نہوا اور منقول ہی کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندہ سنام قصبہ اجودھن مین آیا اور وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے علم سلوک مین لکھا تھا اُس کے پڑھنے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد اُس نے قصیدہ مطول شیخ کی مدح مین کہا اور اجازت لے کر تمام اشعار اُس کے آغاز سے انجام تک ایستادہ ہو کر پڑھے شیخ نے فرمایا بیٹھ اور پھر پڑھ اُس نے بیٹھکر دوبارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک بیت کی مدح کرتے تھے بعد فراغ اُس سے پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہی شمس الدین نے عرض کی کہ میری والدہ نہایت پیر ہی اور نا داری اور عسرت کے سبب اُس کی پرورش سے عاجز ہون امیدوار ہون کہ شیخ کی توجہ سے میری عسرت ساتھ فراغت کے مبدل ہووے شیخ نے فرمایا جا شکرانہ لا جو کہ شیخ کا شکرانہ طلب کرنا دلیل حصول مقصود تھا شمس الدین خوش خوش اُٹھکر اور تلاش کر کے پچاس جیتل نقد لایا شیخ نے درویشون پر تقسیم کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسی برکت سے شمس الدین اُنھین دونون مین شمس الدین التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہ عظیم بہم پہونچائی منقول ہی کہ ایک فاضل مولانا حمید

نام طغرل کی ملازمت مین رہتے تھے جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کی طرف سے بنگالہ کا حاکم تھا ایک روز دست بستہ ادب سے ایستادہ تھے ناگاہ ایک صورت لطیف اور نورانی انھین دکھائی دی اُس نے کہا کہ ای حمید تو اہل علم ہی اس جاہل کے روبرو کیون کھڑا ہی پھر دوسرے دن بھی مولانا اُسی نہج سے طغرل کے روبرو ایستادہ تھے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کیا مولانا سمجھے کہ یہ کشش شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی ہی بیتاب ہوکر اجودھن کا راستہ لیا اور جب شیخ کی خدمت مین مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا کہ ای حمید تو نے دیکھا کہ مین کس صورت سے تجھے یہان لایا مولانا نے جب یہ کلام سنا اُسی وقت علائق دنیوی ترک کرکے تجرید اختیار کی اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور ایک مدت وعظ اور ارشاد مین مشغول رہے آخرش مکہ معظمہ کی طرف رخصت ہوئے اور یہ بھی منقول ہی کہ اوچہ اور ملتان کی طرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا اُس نے اکبار ملا عارف کو جو اُس کی خدمت مین رہتے تھے اور ارادہ دہلی کے آنے کا رکھتے تھے مبلغ دوسو تنکہ سفید اُن کے سپرد کیے اور یہ بات کہی کہ تم قصبہ اجودھن مین جاکر یہ روپیہ شیخ فرید کی خدمت مین پہونچاؤ اور میرے واسطے التماس دعا کرو جب مولانا قصبہ اجودھن پہونچے اُنکے دل مین یہ خیال گذرا کہ خط و کتابت درمیان مین نہین ہی جو مبلغ کی تعداد کا یقین ہو بہتر یہ ہی کہ سو روپیہ شیخ کی نذر کیجیے اور باقی اپنے پاس رکھ چھوڑیے آخرش وہی کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای مولانا عارف تو نے حق برادری کا ساتھ اس درویش کے ادا کیا یعنے نقود مسکرانہ نصفا نصفی کرلیا مولانا عارف یہ کلام سنکر نہایت شرمندہ اور محجوب ہوئے اور یہ عرض کی کہ ہمت ملایان مغلوک کی اہل سلوک کے برابر نہین ہی اور وہ سو روپیہ بھی حاضر کیے شیخ نے فرمایا روپیہ تجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہونچے غرضکہ جب مولانا نے یہ حال مشاہدہ کیا شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشون کو دے کر عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت کا پایا اور حسب الاشارہ سیستان کی سمت روانہ ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد مین مشغول ہوئے اور منقول ہی کہ شیخ ایک وقت دوپہر کو اپنی خانقاہ سے برآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدرالدین اسحٰق اور مولانا جمال الدین ہانسوی حاضر تھے اور سلطان المشائخ ایک دیوار کے سایہ مین کھڑے ہوئے تھے اس وقت ایک ملا یوسف جو آپ کے قدیم مریدون مین تھے آئے اور یہ کلمہ گستاخانہ زبان پر لائے کہ چند مدت سے مین خدمت اور ملازمت کرتا ہون ابھی تک اُسی مرتبہ پر ہون اور جو لوگ میرے بعد آئے وہ حضرت کی فیض بخشی سے خرقہ خلافت پہنکر مراتب علیہ پر فائض ہوئے شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای درویش ہر شخص بقدر قابلیت اور اپنی حالت کے ایک نعمت پاتا ہی اس مین ہماری کچھ تقصیر نہین ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ ایک لڑکا چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایستادہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک انبار خشت پختہ کا تھا جو عمارت کے واسطے لائے تھے شیخ نے اُس لڑکے سے فرمایا کہ اُس تودہ مین سے ایک اینٹ پختہ لاکر مین اُس پر بیٹھون لڑکا دوڑ کر ایک اینٹ مسلم سر پر اٹھا لایا شیخ اُس پر بیٹھے پھر

فرمایا جا ایک اینٹ مولانا نظام الدین کے واسطے لا وہ جا کر ایک اینٹ درست اُن کے واسطے اُٹھا لایا اسی طور سے وہ لڑکا شیخ کے حکم کے موافق ایک اینٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدرالدین اسحٰق کے واسطے بھی اُٹھا لایا جب ملا یوسف کی باری آئی وہ لڑکا اُس انبار سے مشقت تمام ایک خشت نصف بلکہ اس سے بھی کمتر تلاش کر کے لایا اور ملا یوسف کے سامنے رکھ دیا یہ ماجرا دیکھکر تمام بزرگوار متحیر ہوئے شیخ نے فرمایا اے یوسف مین کیا کرون نصیب تیرا اور مون کے برابر نہین ہے قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیے کس واسطے کہ مصرع تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہے دھونا ۔ اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت واقع ہوا آخر شب ساتھ اُس زحمت کے رحمت حق مین واصل ہوے اور اس مرض مین مجھے خرقۂ خاص سے سرفراز فرما کر ماہ شوال سنہ ۶۶۹ چھ سو اُنہتر ہجری مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور رخصت کے وقت اشک گہر رشک دیدۂ حق بین مین بھر لائے اور فرمایا جا تجھے حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور مجھے بھی اس جدائی سے ایک درد والم ایسا لاحق ہوا جیسا پہلے کبھی جدا ہونے مین نہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب مین دہلی مین پہونچا مین نے سنا کہ شیخ کے مرض نے شدت کی ایک رات بعد ادا ے نماز عشا بیہوش ہوئے اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آن کر مولانا بدرالدین اسحٰق سے پوچھا کہ مین نے عشا کی نماز پڑہی کہا ہان اُس جناب نے نماز عشا پھر احتیاطاً ادا کی اور پھر بیہوش ہوئے جب ہوش مین آئے فرمایا ایکبار اور از راہ احتیاط کے نماز عشا ادا کرون کیا معلوم پھر میسر ہو یا نہین چنانچہ اُس شب کو آپ نے تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور فرمایا کہ مولانا نظام الدین دہلی مین ہی مین بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کے وقت ہانسی مین تھا اور مولانا بدرالدین اسحٰق کے کان مین آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے مجھے پہونچا ہو اُسے مولانا نظام الدین کے پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کر کے وضو کیا اور دوگانہ ادا کر کے سر سجدہ مین رکھا اور عین سجدہ مین رحلت فرمائی غرضکہ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی پانچوین تاریخ سنہ سات سو ساٹھ ہجری مین واقع ہوا اور سن شریف اُس جناب کا پچانوے برس کا نشان دیتے ہین اور منقول ہو کہ مولانا بدرالدین اسحٰق نے وصیت کے موافق وہ جامہ شیخ نظام الدین اولیا کے پاس پہونچایا اور کاسہ اور عصا شیخ کا اُن کے فرزندون کے پاس رہا اور اکثر یہ بھی سنا جاتا ہو کہ شیخ نظام الدین نے شیخ کی خبر فوت سُنکر قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ کے مزار کی زیارت کر کے جامہ مذکور مولانا بدرالدین اسحٰق سے لے کر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیا مین لکھا ہو کہ تین شخص نظام نام شیخ کی خدمت مین تھے ایک شیخ نظام فرزند شیخ کے دوسرے شیخ نظام بھانجے یعنی ہمشیرہ کے شیخ کے لڑکے تیسرے شیخ نظام الدین اولیا اور چونکہ پسر شیخ کے مقام ابدال کا رکھتے تھے اس واسطے سجادہ انھین نہ دیا اور جب آپ کی ہمشیرہ نے بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میرے فرزند کو عنایت ہو ے شیخ نے فرمان لکھا اور بھانجے کو دے کر یہ فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس جا کر اسے صحیح کر کے لاؤ اور مولانا

جمال الدین

جمال الدین ہانسوی نے اُس فرمان کو صحیح نہ کیا اور اُس نے پلٹ کر شکایت کی آخر کو شیخ نے اپنی ہمشیر کے حسب التماس فرمان دوسرا لکھ بھیجا اور اُس مرتبہ مولانا جمال الدین ہانسوی نے ناراض ہو کر اُسے چاک کیا شیخ نے فرمایا کہ مین جمال الدین ہانسوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہین سی سکتا اور بعد اس کے ایک مدت کے بعد شیخ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیخ نظام الدین اولیا کو دیکر مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس بھیجا اور وہ اُسے دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور یہ بیت اُس فرمان مین درج کی **بیت**

ہزاران درود و ہزاران سپاس	کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

اور کبتہ کو صحیح کر کے دہلی مین روانہ کیا

ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

ابیات

شہنشاہ اورنگ عرفان حق	دلش صدر دیوان ایوان حق	ملک بردہ و ریوزہ از شان او
فلک کاسہ سبز در خوان او	قدم راندہ زان گونہ در راہ فقر	کہ شد شاہ اورنگ درگاہ فقر
بباطن ز تکوین اطوار محو ❊	بہ ظاہر ز تمکین نگہدار سہو	دلش ساکن ملک ذات صفات
زہے پاک دین و زہے نیک ذات	نظام الحق آن شیخ عالی مقام	ز ذکار ارباب دین شد تمام

شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی تھے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل انوار منزل کتب معتبرہ تصوف کی طرف مثل فصوص الحکم اور مواقع النجوم اور اُن کی شرحون کے مطالعہ مین مائل تھا اور ابو حنیفہ کی فقہ مین اور تفسیر اور حدیث اور اصول و کلام مین استحضار اور مہارت تمام رکھتے تھے آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان کی طرف آن کر شہر بداؤن مین متوطن ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اُس شہر مین ماہ صفر ۶۳۳ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوئے اُن کے والد نے قضا کی اور اُن کی والدہ پرورش مین مصروف ہوئین اور جب حضرت سن تمیز اور رشد کو پہونچے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی مین مشغول ہوئے اور جب بداؤن مین کوئی مدرس نہ رہا وہ جناب پچیس برس کے سن مین اپنی والدہ کو لے کر دہلی مین آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی اور اُسوقت دہلی مین ایک فاضل متبحر اور علماے وقت سے سرآمد تھے اُن کا اسم مبارک خواجہ شمس الدین خوارزمی تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اُنھین آخر مین بخطاب شمس الملک مخاطب کر کے منصب وزارت تفویض فرمایا جیسا کہ تاج الدین سنگ ریزہ نے اُنکی مدح مین کہا ہے **بیت**

شمسا کنون بکام دل دوستان شدی	فرماندہ ممالک ہندوستان شدی

اور قبل وزارت درس مین مشغول رہتے تھے پھر شیخ اُن کے شاگردون کی سلک مین منسلک ہوئے اور وہ ایک حجرہ رہتے تھے کہ وہ خاص مطالعہ کے واسطے تھا اور زمین شاگرد جو صاحب استعداد تھے

وہ اُس حجرہ مین سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُس کے باہر درس کرتے تھے اور ان تین شخصون مین ایک ملا قطب الدین ناقلہ اور دوسرے ملا برہان الدین عبد الباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا تھے اور جب شیخ نے آپ کی مولویت اور تیزی فہم پر آگاہی پائی تو شاگردون سے آپ کی تعظیم مین زیادہ تر اہتمام کرتے تھے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا اور جس وقت وہ آتا مولانا از راہ دل لگی اُس سے فرماتے تھے کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوا تاکہ پھر وہ کرون جو تو حاضر ہوا کرے اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا اُنھین جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے **بیت**

باری کم از انکہ گاہ گاہے	آئی و بما کنی نگاہے

اور شیخ نظام الدین اولیا کا جو بسبب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا ہمسایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علماے دہلی پر علم مین فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا اکثر اوقات اُنکی صحبت مین بیٹھتے تھے قضا را جوان دنون مین والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہوگئی تھین اور شیخ تنہا رہ گئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر ہمصحبت رہتے تھے اور غم تنہائی رفع کرتے تھے یہان تک کہ روز بروز محبت فیما بین مین بڑھتی گئی اور آپس مین نہایت اتحاد ہوا اور بعد اُس کے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لے کر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے اور معاش کے واسطے عہدۂ قضا کی فکر مین ہوئے ایک دن اثناے کلام مین شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحۂ خیر پڑھین کہ مین کسی مقام کا قاضی ہون اور خلق خدا کو انصاف سے راضی رکھون یہ سُنکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا شیخ نظام الدین اولیا سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہین سنا پھر بآواز بلند کہا التماس فاتحہ کی رکھتا ہون کہ مین کسی مقام کا قاضی ہوجاؤن اس مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نہ کرے تو قاضی ہو لیکن وہ ہو جو مین جانتا ہون اور اُنھین دنون مین شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی مین تھے صبح کے وقت سنا کہ موذن نے منارہ پر یہ پڑھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یہ سنتے ہی حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور الٰہی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اُس وقت مین جو آوازہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی مشیخت اور کرامات کا عالمگیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی مجلس مین نمایانہ شیخ کی مشیخت اور کرامات کے اوصاف سُنکر شیخ نظام الدین اولیا اُن کی زیارت کے نہایت مشتاق تھے صبح کو بغیر سواری اور زاد راہ کے قصبۂ اجودھن کی سمت روانہ ہوئے اور روز پنجشنبہ کو ظہر کی نماز کے وقت آنحضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر چند چاہا کہ اپنے اشتیاق اور اخلاص کا حال بیان کرون حضرت کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ کچھ عرض نہ کرسکے شیخ فرید الدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کرکے فرمایا کہ خیل دہشتہ مرحبا خوش آیا اور صفا لایا تو انشاء اللہ تعالے نعمت دینی اور دنیوی سے برخوردار ہوگا شیخ نظام الدین اولیا نے خرقہ درویشی کا

حضرت شیخ سے پایا اور مریدان خاص کی سلک مین منتظم ہوئے اور اس عرصہ مین شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو عسرت کمال تھی اکثر آن حضرت کے متعلقین اور فرزندون کو ہر ہفتہ مین ایک یا دو فاقہ گذرتے تھے اور اُن بزرگوار کی صحبت سے کوئی شخص آزردہ اور دلگیر نہ تھا الغرض مولانا بدرالدین اسحٰق بخاری کہ جامع معقول و منقول تھے لکڑیان جنگل سے باورچیخانہ کے واسطے لاتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی صحرا سے ویلہ کہ مراد کریل کے درخت کے پھل سے ہی اور اکثر آدمی اُس پھل کو سرکہ اور نمک مین ڈالکر اچار بناتے ہین حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کابلی آب کشی اور باورچیخانہ کی دیگین دھوتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا از روے صدق و صفا کھانا پکاتے تھے اور باحتیاط تمام کھانا پکاکر ظروف گلی اور گلگول چوبین مین نکال کر افطار کے وقت شیخ کی مجلس مین لیجاتے تھے لیکن کبھی نمک ہوتا تھا اور کبھی نہوتا تھا اور دو دو تین تین روز نمک میسر نہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا جب اُس خدمت پر مامور ہوئے اس تعلق سے جو اس مسجد کے قریب رہتا تھا کبھی غیب سے جو کچھ پہونچتا تھا کھانے کا مصالحہ خرید کرتے تھے اور کبھی ایک درم نمک قرض لے کر کاسہاے ویلہ مین کہ جوش ہوتے تھے ڈالتے تھے اور ہر روز شیخ کے روبرو درویشون کے سامنے حاضر کرتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدرالدین اسحٰق اور شیخ نظام الدین اولیا شیخ کے حکم کے موافق ایک کاسہ مین تناول کرتے تھے اور شیخ کے قریب بیٹھتے تھے ایک دن جب تمام حضار مجلس اپنے اپنے مقام مین بیٹھ گئے شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر دست مبارک کاسہ کی طرف لے گئے اور لقمہ اُٹھاکر فرمایا کہ یہ لقمہ میرے ہاتھ مین گران معلوم ہوتا ہی اس لقمہ کو مُنھ مین رکھنے کا حکم نہین ہی اس کھانے مین شبہہ ہی یہ کہکر لقمہ کاسہ مین ڈالدیا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ یہ کلام سنتے ہی میرا بدن کانپنے لگا فوراً مین نے ایستادہ ہوکر نہایت ادب سے یہ عرض کی کہ یاحضرت لکڑیان اور کریل کے پھل اور پانی باورچیخانہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور مولانا بدرالدین لاتے ہین سبب شبہہ کا معلوم نہین ہوتا ہی حضرت پر واضح ہوا ہوگا شیخ نے فرمایا کہ نمک جو اس کاسہ مین پڑا ہی وہ کہان سے آیا ہی شیخ نظام الدین یہ سنکر متنبہ ہوئے اور سر زمین پر رکھکر صورت حال عرض کی شیخ نے ارشاد کیا فقرا اگر فاقہ سے مرجاوین بہتر ہی لیکن لذت نفس کے واسطے قرض نلیوین کس واسطے کہ قرض اور توکل کے مابین بعد مشرقین ہی اگر ادا نہووے وبال اس کا قیامت تک گردن پر رہے پھر فرمایا یہ کاسے درویشون کے آگے سے اُٹھاکر محتاجون پر تقسیم کرین اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مجھ مین ایک عادت تھی جیساکہ طلبا کا دستور ہی کہ اگر کوئی شی نہایت پر ضرور ہوتی ہی قرض لیتے ہین مین بھی قرض لیتا تھا لیکن اُس دن سے مین نے استغفار کرکے یہ نیت کی کہ ہرچند احتیاج اشد ہووے آیندہ ہرگز قرض نہ لونگا اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے وہ کمبل کہ جس پر اجلاس فرماتے تھے مجھے بخشا اور یہ دعا کی کہ تو کبھی ساتھ قرض کے محتاج نہوگا اور جب شیخ نظام الدین اولیا ایک مدت کے بعد خدمتگزاری سے مرتبہ کمال کو پہونچے پیر نے انھین اور دن کی تکمیل کی اجازت دے کر دہلی کی سمت رخصت کیا اور انھون نے رخصت کے وقت اپنے پیر کی یہ نصیحت یاد رکھی کہ

آن حضرت نے فرمایا ہی کہ دشمنون کو جس طور سے چاہنا راضی اور خوش رکھنا اور جس شخص سے قرض لینا
اُس کے ادا کرنے مین نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافر ہوئے مع ایک درویش کے
ایک مقام مین پہونچے کہ فی الجملہ وہان ایک جنگل تھا اور راہزن اس مقام مین مسافرون کو لوٹتے تھے
ناگاہ اُس مقام مین پانی برسنے لگا شیخ ایک لحظہ درخت چھتنار کے سایہ مین ایستادہ ہوئے ناگاہ پانچ
چھ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہوکر شیخ کی طرف متوجہ ہوئے شیخ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ
کمل اور جامہ جو شیخ نے مجھے عطا فرمایا ہی اگر خدانخواستہ اس پر نظر بد لگی مین آبادی مین ہرگز نجاؤنگا
اور کسی کو اپنا مُنھ نہ دکھاؤن گا اسی اندیشہ مین تھے کہ راہزنون نے ایکبارگی حضرت کی طرف سے
مُنھ موڑا اور دوسری جانب روانہ ہوئے اور شیخ مع الخیر والسلامت دہلی مین داخل ہوئے دوسرے
دن شیخ نجیب الدین متوکل سے ملاقات کرکے ماجرا اس سفر کا اور شیخ فریدالدین گنج شکر کی حصول
سعادت ملازمت کا تذکرہ مشرح بیان کیا اس کی بعد ایک شخص کے مکان پر کہ اُس سے ایک
کتاب عاریت لے کر گم کی تھی تشریف لے گئے اور اُس سے یہ کہا کہ ای مخدوم اس روز کہ مین تم سے
کتاب عاریت لے گیا تھا وہ میرے پاس سے گم ہوئی ہی نیت صادق رکھتا ہون کہ کاغذ بہم
پہونچاکر وہ نسخہ نقل کرکے آپ کے پاس حاضر کرون گا اس شخص نے جب یہ کلام سُنا ایک لحظہ شیخ
نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھکر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائے ہین اُس کا ثمرہ خدا کی
خوشنودی کے سوا نہین ہی مین نے وہ کتاب آپ کو بخشی شیخ وہان سے پھر ایک بزاز کے پاس گئے
اور فرمایا کہ مین نے تجھسے کپڑا خرید کیا تھا اب اُس کی قیمت لایا ہون بزاز نے دس روپیہ لیے
اور باقی حضرت کو معاف کیے اور کہتے ہین کہ اُس وقت شیخ نظام الدین اولیا کو دہلی مین ایسا مقام تخلیہ کا
میسر نہ تھا کہ اُس مین بیٹھکر ذکر حق مین مشغول ہوتے اور اس شہر مین شیخ کو کثرت خلق اور انبوہ
پسند نہ آتا تھا کہ ساکن ہوتے جو اُن دنون مین قرآن شریف حفظ کرتے تھے اکثر اوقات شہر سے
باہر جاکر صحرا مین بسر لے جاتے تھے ایک روز قتلغخان کے تالاب کے کنارے ایک درویش
پاک کیش کو کہ آثار صلاح و تقوے اُن کے ناصیۂ حال سے ہویدا تھے شیخ نظام الدین اولیا
نے دیکھا اُن سے پوچھا کہ ای مخدوم تم اس شہر مین رہتے ہو اُنھون نے کہا ہان پھر پوچھا کہ آپ
اُس شہر مین خواہش طبع سے رہتے ہین اُنھون نے جواب دیا نہین کوئی درویش ایسے شہر آباد
مین کہ جس مین اس قدر کثرت اور انبوہ آدمیون کا ہی اپنی طبیعت کی خواہش سے نرہے گا مگر بضرورت
پھر یہ حکایت نقل کی کہ مین نے ایک وقت خنظرہ کمال درویش کے دروازہ کے باہر ایک فرقہ پوش کو
دیکھا اور اس نے مجھ سے یہ بات کہی کہ اگر تو سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت مین چاہتا
ہی اس شہر مین نہ رہ کہ یہ چشمہ فسق و فجور کا ہوا ہی اور پھر یہ بھی کہا کہ ای مولانا نظام الدین اولیا مین بھی
چاہتا ہون کہ اس شہر مین نہ رہون اور کسی طرف راہی ہون لیکن کیا کرون کہ عرصہ بیس سال کا
گذرا ہی کہ مین اس شہر مین سکونت پذیر ہون اور بسبب اُس کنوین کے کہ مین نے تیار کیا ہی مجال

ہن رکھتا کہ قید پانی کی شدید تر لوہے کی قید سے واقع ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا نے جب
رویش سے یہ بات سنی عزم جزم کیا کہ اس شہر مین نہ رہون گا اور اُس مقام سے برآمد ہو کر رانی
ی کے تالاب کے نزدیک کہ جسے باغ خسرو تہہ کہتے ہین داخل ہوئے اور تجدید وضو کر کے
نہ ادا کیا اور درگاہ الٰہی مین مناجات کی ای خدا مین اس شہر سے برآمد ہوا ہون لیکن اپنے اختیار
ی مقام مین نہین جا سکتا جس مقام مین خیریت اور سلامتی دین کی ہو وہان رکھ ناگاہ ایک طرف
واز آئی کہ جگہ تیری غیاث پور ہی اور وہ غیاث پور ایک موضع تھا گمنام اور مجہول کہ اُسے کوئی
جانتا تھا اور وہان کا حاکم علم زرد رکھتا تھا اور اُس ملک مین ایک قسم کی روئی زرد ہوتی ہی کہ
سے لباس تیار کرتے ہین اور حاکم کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت الفت تھی لیکن شیخ نظام الدین
کے مرنے کے بعد دہلی مین وارد ہوئے لہذا اِس کو ندیکھا تھا اور منقول ہی کہ ایک وقت شیخ
جودھن سے مولانا شعیب کے ہاتھ ایک مصلا خمدسیاہ اور ایک کلاہ شیخ نظام الدین اولیا
اسطے دہلی بھیجی اور مولانا شعیب جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امانت پہونچائی شیخ نظام الدین
نہ شکر کا ادا کر کے محظوظ ہوئے اور اُسی وقت ایک رئیس نے گجرات سے دو لاکھ اور پچاس
شرفی بھیجی تھین شیخ نے وہ تمام زر نقد مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کر کے یہ رباعی لکھکر
شیخ فرید شکر گنج کی خدمت مین ارسال کی - **رباعی**

زانروی کہ بندۂ تو دانند مرا	بر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتی فرمودہ است	ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا

ہین کہ جب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا قصبۂ اجودھن مین شیخ کی زیارت سے مشرف
ے شیخ نے فرمایا مولانا نظام الدین وہ رباعی جو تم نے عریضہ مین لکھی تھی مین نے اُسے یاد کر لیا
ر اللہ تعالےٰ جہان تم رہو گے صاحب نظر تمھین اپنے مردم دیدہ مین جگہ دین گے اور نقل ہی کہ
ام الدین اولیا نے ابتدا رحال مین غیاث پور مین سکونت اختیار فرمائی دو شخص آپ کی ملازمت
حاضر رہتے تھے ایک شیخ برہان الدین محمد غریب جو دولت آباد دکن مین مدفون ہین اور دوسرے
مال الدین یعقوب جن کا مزار پٹن گجرات مین واقع ہی یہ دونون بزرگوار اور خلفا سے پیشتر خرقہ
ت پا کر تحصیل کمال اور ریاضت نفس مین مشغول رہتے تھے اور اُس عرصہ مین وجہ معاش اُنپر نہایت تنگ تھی بعض
یسا اتفاق ہوتا کہ چار روز تک کچھ ہم نہ پہونچتا کہ سلطان الاولیا اور دیگر درویش اس سے افطار فرماتے ایک
صالحہ کہ شیخ سے توسل رکھتی تھی اور ہمسایہ مین رہتی تھی اور سوت کاتکر گیہون خریدتی تھی اور نان بے نمک پکا کر اُس
ار کرتی تھی چنانچہ اُن ایام فاقہ مین اس نیک بخت نے ڈیڑھ سیر آٹا کہ اُسکی قوت سے فاضل تھا شیخ کیواسطے بھیجا شیخ نے
الدین یعقوب سے فرمایا کہ اُس آٹے کو دیگ مین ڈالکر پکاؤ شاید کہ کسی آنے والے کا حصہ ہوئے اور
مال الدین یعقوب اُس کے پکانے مین مشغول تھے کہ ناگاہ ایک درویش گودڑی پوش کسی
سے وارد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر باواز بلند فرمایا کہ ای شیخ جو کچھ حاضر

رکھتا ہی ہم سے دریغ نہ کر شیخ نے جواب دیا کہ آپ از راہ شفقت ایک لحظہ استراحت فرماوین کہ دیگ جوش مین ہی درویش نے فرمایا تو خود اُٹھ اور وہ دیگ چولھے پر سے بجنسہ اُٹھا لا شیخ یہ سنتے ہی بہ تعجیل تمام اُٹھے اور دست حق پرست پر آستین چڑھا کر دونون ہاتھ سے دیگ کے گلے کا کنارا پکڑ کے اُن کے روبرو لائے اور آواز جوش کی آدمیون کے کان مین پہونچتی تھی درویش نے وہ دیگ اُٹھا کر زمین پر دے ماری کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے نعمت باطن شیخ نظام الدین اولیا کو ارزانی رکھی ہی مین نے اُن کی ظاہری محتاجی کی دیگ کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ درویش آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اُس کے بعد ایسا ہوا کہ ہزارون لاکھون آدمی اُن کی خدمت مین پہونچکر مرید ہوے اور خرقہ خلافت کا پاکر درجۂ عالی اور مقام متعالی مین داخل ہوے اور بعد اس کے شیخ برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی شرف ارادت اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور علم و فضل کے گنج معانی کہتے تھے اور شیخ اخی سراج کہ شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ مین مدفون ہین وہ بھی شیخ کے مریدون سے ہین اور خیرالمجالس مین مرقوم ہی کہ ایک دن مولانا حسام الدین نصرت خانی اور مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھے تھے شیخ نے انکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن کو صائم اور رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہی کہ بیوہ عورتین بھی اس کام مین اقدام کرسکتی ہین لیکن مشغولی بحق کہ مردان طلبگار درگاہ پروردگار مین بسبب اس کے راہ پاتے ہین اور قرب پیدا کرتے ہین اور مشاہدہ کی دولت سے فیضیاب ہوتے ہین وہ ان عبادات کے علاوہ ہی حضار مجلس نے جب یہ کلام سنا امیدوار ہوے کہ شیخ اُسے بیان فرمائین کہ وہ کون عبادت ہی شیخ نے انھین مضطرب اور مصر دیکھکر فرمایا انشاء اللہ تعالے اور وقت اس کا مذکور ہوگا خلاصہ یہ کہ مریدون اور عزیزون نے چھ مہینے انتظار کھینچا ایک دن سب شیخ کی مجلس مین حاضر تھے محمد کاشف جو بادشاہ علاءالدین خلجی کے دیوان عام کا داروغہ تھا وارد ہوا اور سر زمین پر رکھکر مودب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہان تھا اُس نے عرض کی دیوان عام مین آج ظل سبحانی نے پچاس ہزار روپیہ بندگان خدا کے واسطے انعام فرمائے ہین شیخ نے اُس وقت مولانا حسام الدین نصرت خانی اور دوسرے یارون سے متوجہ ہوکر فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہی یا وفا کرنا اُس عہد کا کہ جو تمھارے ساتھ کیا گیا یہ سنکر سب شرائط تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا ہشت بہشت سے بہتر ہی پچاس ہزار روپیہ نقرہ کیا مال ہی پھر اپنے پاس سلطان الاولیا نے تینون بزرگوارون کو بلایا اور لوگون کو رخصت کرکے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہونچنے کا راستہ مشغولی حق ہی باستغراق تمام خلوت مین اور بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ باوضو رہے اور صائم الدہر رہے باخلاص تمام اور اگر یہ میسر نہووے تقلیل غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سواے ذکر حق کے سکوت مین رہے مگر بضرورت اہل دنیا سے کلام مختصر کرے اور علے الدوام ذکر بالرابطہ واستغراق عمل مین لائے اور

ہی کہ تینون مشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے انفاس کی برکت سے ساتھ اس صفات کے کامل ہوکر جملہ
ین سے ہوے اور نقل ہی مولانا شہاب الدین امام سے کہ ایک دن شیخ نظام الدین اولیا خواجہ
الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو دہلی کہنہ مین تشریف لے گئے اور ہم اور مولانا
الدین محمد غریب اُس جناب کی رکاب مین تھے اور شیخ حضرت خواجہ کی زیارت کرکے اور
خون کی زیارت کے واسطے تالاب شمسی کے کنارے رونق افزا ہوئے اور اُس مقام مین خواجہ
شاعر ولد علائی سنجری کہ سن اُس کا پچاس برس سے زیادہ تھا ابتداے حال مین شیخ سے
ہ اتحاد اور مصاحبت کلی رکھتا تھا ساتھ ایک جماعت یارون کے مے نوشی مین مشغول تھا
جب شیخ کو دیکھا آپ کے روبرو آن کر یہ دو بیت پڑھین **ابیات**

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم	گر ز صحبتہا اثر بودی کجا ست
زہدتان فسق از دل ما کم نکرد	فسق ما یان بہتر از زہد شما ست

نے جب یہ بات سنی فرمایا صحبتون کو تاثیرین ہین انشاء اللہ تعالے تجھے نصیب ہوگی فی الفور
ت کی دعا مستجاب ہوئی خواجہ حسن سر برہنہ کرکے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمیع
ن سے تائب ہوکر خود مع رفقا جو اُس کے ہم مشرب تھے مرید ہوئے اور خواجہ حسن نے
ب فوائد الفواد مشتمل بر احوال شیخ نظام الدین اولیا اور حکایات جو کہ زمان مبارک پر آنحضرت
جاری ہوئین تصنیف فرمائی خلعت قبول اور تحسین سے سرفراز ہوئے اور امیر خسرو
ی نے اُس نسخہ پر رشک کرکے کہا کہ کاش خلعت قبول اور تحسین اس نسخہ کی تصنیف کا
ں نسبت منسوب ہوتا اور میری تمام تصانیف خواجہ حسن کے نام ہوتین بہتر تھا اور رکھتے
ہین خواجہ حسن نے بعد توبہ کے ایک غزل کہی جسمین یہ بیت بھی مندرج ہی **بیت**

اے حسن توبہ انکہی کردے	کہ ترا قوت گناہ نماند

ں وقت کہ محمد تغلق شاہ دہلی کو خراب کرکے آدمیون کو دولت آباد دکن کی طرف لے جاتا
واجہ حسن بھی بزرگان دکن کی زیارت اور صحبت کی نیت سے ہمراہ گئے اور اس ملک مین جاکر
باقی کی سمت سفری ہوئے اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہین اور نقل ہی شیخ نصیر الدین
اودھی سے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رغبت ہوتی تھی امیر خسرو اور
ن قوال کہ علم موسیقی مین عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور مبشر جو شیخ کا غلام زرخرید تھا
ش آوازی مین صوت دلاوری رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا پہلے امیر خسرو غزلین اور ترجیعین
متصوفانہ پڑھتے تھے کہ شیخ سر مبارک کو جنبش دیتے تھے اور اسی کو امیر حسن قوال اور مبشر
ایسا سماں باندھتے تھے کہ شیخ وجد مین آتے تھے اور دو سو قوال کہ راگ مین مرغ کو ہوا سے
پر لاتے تھے شیخ کے علوفہ خوار تھے اور سب کا سردار امیر حسن قوال تھا جب اپنے کام مین
ل ہوتا تھا طرفہ مجلس منعقد ہوتی تھی اور وہ بیت کہ جس سے شیخ فرید گنج شکر کو وجد اور حال آتا تھا

لکھکر سلطان الاولیا کے ملاحظہ مین گذرانتا تھا اور سلطان الاولیا بھی اُس بیت سے محظوظ ہوتے تھے ایک روز سلطان الاولیا کو حکیم ثنائی کی ان دو بیت پر کہ حدیقہ مین مندرج ہین وجد حاصل ہوا

ابیات

بیش منما جمال جان افروز	در نمودی بر و سپند بہ سوز
آن جمال تو چیست ہستی تو	وان سپند تو چیست مستی تو

قرا بیگ ترک جو بادشاہ علاء الدین خلجی کا خاص ترخواں تھا باوجود صلاح اور پرہیزگاری کے لطافت وظرافت مین بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدون مین بھی منتظم تھا ان ابیات کو قلمبند کرکے بادشاہ کے روبرو لے گیا بادشاہ ہر بار پڑھتا تھا اور آنکھون پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا اس وقت قرا بیگ ترک عرض پیرا ہوا کہ باوجود اس کے کہ ظل سبحانی شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین تعجب ہی کہ کبھی آنحضرت سے ملاقات نہین کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ اے قرا بیگ ترک ہم بادشاہ ہین سراپا دنیا مین آلودہ اور اس آلودگی سے شرماتا ہون کہ ایسے پاک کی زیارت کرون تجھے لازم ہی کہ خضر خان اور شادی خان کو جو میرے جگر گوشہ ہین شیخ کی خدمت مین لے جاکر مرید کرا اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشون کو شکرانہ پہونچا قرا بیگ ترک نے حکم کے موافق عمل کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ مین اُن بزرگوار کے واقع ہی خضر خان کی ساختہ اور پرداختہ ہی اور لکھتے ہین کہ ایک روز بادشاہ علاء الدین خلجی نے ایک مندیل زر وجواہر سے مملو کرکے بر سم نذر شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے برابر بیٹھا تھا دور سے اُس کی نگاہ اُسپر پڑی اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر بولا ایہا الشیخ ہدایا مشترک شیخ نے از روے ظرافت فرمایا اما تنہا خوشترک قلندر نے مایوس ہوکر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ تنہا خوشترک سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکر وہ تمام نقد وجواہر اُس کو بخشا اُس قلندر نے چاہا کہ اس سب کو اُٹھاؤن اُس کی قوت نے وفا نہ کی شیخ کے خادم نے اُس کی مدد کی اور نقل ہی کہ جب بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ دہلی کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا خضر خان کو جو شیخ کا مرید تھا اُس نے قتل کیا اور شیخ سے بھی در پے عداوت ہوا اور ان دنون مین شیخ کے باورچیخانہ مقرری کا خرچ سوائے غلہ کے دو ہزار روپیہ کا تھا اور انعام واکرام اور علوفہ متعلقان اور خرچ مسافران اور مجاوران اُس سے جدا تھا اس صورت مین بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اس قدر خرچ شیخ کا کہان سے آتا ہی قاضی کہ وہ بھی اس قدر اعتقاد آنحضرت سے نہ رکھتا تھا بولا اکثر امراے سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ سے کرتے ہین بادشاہ کو یہ امر پسند نہ آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کے مکان پر جاویگا یا اُن کی مد خرچ کو روپیہ یا اشرفی بھیجیگا وہ نہایت معتوب اور مقہور ہوگا اور اس بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا پھر لوگون نے غضب شاہی کے خوف سے ہاتھ کھینچا اور اقبال غدام شیخ کا کہ تحویل اُس کے

پاس رہتی تھی تحیر ہوا اس لیے کہ پیشتر اُس سے نذر و نیاز کا روپیہ بیشمار آتا تھا چنانچہ ایک وقت ایک تاجر کہ اُسے رہزنوں نے لوٹا تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سفارش نامہ صدرالدین عارف پسر شیخ بہاءالدین زکریا کا اُس کے پاس موجود تھا ملاحظہ مین گذرانکر عرض حال کیا شیخ نے خادم سے فرمایا کہ علی الصباح سے چاشت تک جو فتوح یعنے زر نذرانہ آوے اس غریب کے سپرد کرو متعاقب ہی کہ بارہ ہزار روپیہ پہر دن چڑھے تک اُس تاجر کو وصول ہوئے القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے واقف ہوئے اقبال غلام سے فرمایا کہ آج سے خرچ مقرری مضاعف کر اور جس وقت تجھے روپیہ کی حاجت ہووے بسم اللہ پڑھکر ہاتھ اپنا اُس حجرے کے طاق مین ڈال کر نکال لینا چنانچہ اقبال حسب الحکم عمل مین لاتا تھا جب یہ خبر رفتہ رفتہ بادشاہ کو پہونچی نہایت شرمندہ اور نادم ہوا لیکن پھر بھی از راہ جہالت اور خجالت شیخ کو یہ پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے میری ملاقات کو آتے تھے اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رنجہ فرماوین مراحم ذاتی سے بعید نہوگا شیخ نے جواب دیا کہ مین مرد گوشہ نشین ہون کہین نہین جاتا اور علاوہ اس کے رسم اور عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر ہوتی ہے ہمارے بزرگون کا قاعدہ نہ تھا کہ کچہری دربار مین جاوین اور بادشاہ کے مصاحب ہوین اس امر مین فقیر کو معاف رکھین اور اس مسکین کو اپنے حال پر چھوڑین بادشاہ نے کمال درجہ نخوت سے مخمور غرور تھا اس عذر کو قبول نہ کیا اور اُس کے درجواب لکھا کہ آپ کو ہفتہ مین دو بار میری ملاقات کو آنا پڑیگا شیخ نے ناچار ہوکر خواجہ حسن شاعر کو شیخ ضیاءالدین رومی کے پاس کہ پیر بادشاہ قطب الدین مبارکشاہ کے اور مُرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھا دین کہ فقیرون کا آزردہ کرنا کسی مذہب اور ملت مین درست نہین ہی اور خیریت دارین کی اس قوم کی کم آزاری مین ہی اور اور اس کے ہر خانوادہ کی ایک روش مخصوص ہی خواجہ حسن شیخ ضیاءالدین رومی کے مکان سے پلٹ کر خبر لایا کہ اُن کا دردِ شکم کی شدت سے حال روی ہی کہ بیٹھکر نماز نہین پڑھ سکتے ہین شیخ ساکت ہوئے اور انھین دنون مین شیخ ضیاءالدین رحمت حق مین واصل ہوئے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم کے دن وہان حاضر ہوئے اور رسم ہندوستان کے موافق اول قرآن شریف کے سیپارہ تقسیم کرکے پڑھے اس کے بعد پنج آیت پڑھکر پھول اُٹھائے اور سلطان الاولیا بھی بقصد زیارت وہان تشریف لے گئے بادشاہ کو سلام کیا اور بادشاہ نے جواب نہ دیا اور مطلق التفات نہ کی اور ایک روایت مین یہ بھی وارد ہی کہ جب شیخ اس مجلس مین رونق افزا ہوئے جس شخص نے حضرت کو دیکھا تعظیم کے واسطے دوڑا اور حضرت سے عرض کی کہ بادشاہ بھی اس مجلس مین تشریف رکھتے ہین اگر آپ سلام کرین ہم بادشاہ کو اعلام کرین شیخ نے فرمایا سلام کی حاجت نہین ہی کیونکہ وہ قرآن پڑھنے مین مشغول ہی اُسے مشوش نہ کرنا چاہیے اور جب حضار مجلس ہجوم لاکر شیخ کے قدم پر گرے بادشاہ گوشۂ چشم سے دیکھتا تھا دل مین آزردہ ہوا بعد اس کے بادشاہ نے ایک محضر تیار کرکے یہ حکم دیا کہ اگر ہر ہفتہ مین شیخ ایکبار میری ملاقات سے متعذر ہو تو ہر سلخ یعنے ہر چاند رات کو البتہ آن کر

مجھے دیکھے نہین تو دیسی فکر کی جاوے سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحید الدین قندزی اور مولانا
برہان الدین مروی اور دیگر اکابر نے بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسوین تاریخ کو غیاث پور
مین جاکر شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گذار کیا اور یہ بات کہی کہ بادشاہ جوان
عاقبت نااندیش ہی اور حضرت فضل خدا سے پیروانش کیش ہین اگر ہر مہینے مین ایک مرتبہ ضرور تا دیوان عالم سلطانی مین
تشریف لیجاوین امور درویشی مین فرق نہوگا شیخ نے تامل کرکے فرمایا انشاء اللہ دیکھتا ہون کہ اس کا انجام
کیا ظہور مین آتا ہی وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیا بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوئے بادشاہ سے
جاکر عرض کی ہم نے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاندرات کو آپ کی ملاقات کو آوین گے اور چاندرات کو خواجہ وحید الدین
قندزی اور اغز الدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے اُنھون نے شیخ کی خدمت مین آن کر عرض کی
کہ بادشاہ آپ کے قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محظوظ ہوا شیخ نے جواب دیا کہ مین ہرگز بزرگون کے خلاف
نہ کرونگا کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤن یہ سنکر دونون بزرگوار غمگین ہوے اور یہ التماس کی کہ چاندرات قریب ہی
اور بادشاہ پرخاش پر آمادہ ہی حضرت کو مناسب ہی کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی طرف توجہ
فرماوین تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہی کہ اس امر حقیر کے واسطے شیخ
کی طرف متوجہ ہون اور دین کے کام بہت ہین شیخ کی طرف اُن کے واسطے توجہ کرنی چاہیے اور علاوہ اُسکے
تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھپر ظفر یاب نہوگا کس لیے کہ شب کو مین نے خواب دیکھا ہی کہ صفہ پر قبلہ رو بیٹھا
ہون اور ایک بیل شاخدار نے بیچ قصد کیا جب نزدیک پہونچا مین نے اُسکے دونون سینگ پکڑکے ایسا
اُسے زمین پر دیمارا کہ وہ فورًا ہلاک ہوا خواجہ وحید الدین قندزی اور اغز الدین علی شاہ نے جب یہ واقعہ
سُنا سمجھے کہ اُس جناب کو کچھ آسیب نہ پہونچے گا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہونچیگا القصہ چاند رات کو خواجہ اقبال
نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سلخ ہی حکم ہو کہ کونسا راہوار حضرت کی سواری کو مہیا کرون
شیخ نے کچھ جواب نہ دیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہرون باقی رہا پھر عرض کی کہ سواری کا وقت
بھلی ہی اگر حکم ہو پالکی اور کہارون کو حاضر کرون اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ اقبال
کو پھر عرض کی مجال نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اُسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے
خسرو خان جو نمک پروردہ اور شاہ کا محرم راز تھا بلکہ شاہ نے اُسے خاک مذلت سے اُٹھاکر مرتبہ
عالی پر فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب مین مذکور ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور منقول ہی
کہ شیخ شرف الدین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے پوتے شیخ بدر الدین سمرقندی کے عرس مین حاضر
تھے ایک شخص نے اُن سے یہ کلام کیا کہ شیخ نظام الدین اولیا عجب باطن فارغ البال رکھتے ہین
کہ اہل و عیال کی طرف سے اُن کو کچھ فکر و غم نہین کیونکہ اس قدر فراغت دنیوی انھین حاصل
ہی کہ ایک عالم اُن کے خوان مائدہ فیض اور احسان سے بہرہ یاب ہی کسی طور کا انھین رنج نہین
پہونچتا ہی بے فکری سے گذرتی ہی بعد اسکے جب شیخ شرف الدین وہان سے شیخ کے مکان پر
آنے چاہا کہ وہ تذکرہ عرض کرون شیخ نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا بابا شرف الدین

ردکہ دم بدم مجھے پہونچتا ہی مجھے یقین ہی کہ دوسرے کو نہوگا وہ یہ ہی کہ جس وقت کوئی شخص میرے
ں آن کر اپنا درد دل اظہار کرتا ہی اُس وقت مجھے اس قدر غم والم لاحق حال ہوتا ہے
بان اُس کی شرح سے عاجز ہی عجب سنگین دل ہی وہ کہ جسے غم برادر دینی کا اثر نہ کرے
اور بھی بحکم المخلصون من اللہ علی خطر عظیم جاننا چاہیئے مصرع

نزدیکان را بیش بود حیرانی

ہی کہ دہلی مین ایک بزاز تھا شمس الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد نہ رکھتا تھا
حضرت کی غیبت مین بے ادبانہ کلام کرتا تھا ایک روز اُس نے موضع افغان پور کے قریب
مقام سبزہ زار اور فرحت افزا دیکھا اپنے ہمراہیون کو لے کر وہان بیٹھا اور مے نوشی پر آمادہ
اس مابین مین وہ چشم ظاہری سے کیا دیکھتا ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا اُس کے مقابل ایستادہ
اور اشارہ سے ممانعت کرتے ہین فوراً اُس نے شراب پانی مین پھینکدی اور وضو کرکے
لی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا جونہین شیخ کی نگاہ اُس پر پڑی فرمایا کہ جس شخص کو سعادت مساعدت
ہی ایسے گناہون سے باز آتا ہی شمس الدین یہ کلام سنکر متنبہ اور متحیر ہوا اور اُسی وقت صدق
اور اخلاص تمام سے حضرت کے مریدون مین منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال ومنال
شیخ کے جماعت خانہ کے درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے سبکبار اور مجرد ہوکر عرصہ
مین جملہ اولیاء اللہ سے ہوا اور خیر المجالس مین کہ شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف ہی وہ روایت
ے ہین کہ مین ایک وقت شیخ سے رخصت لیکر اودھ کیطرف جاتا تھا شمس الدین بزاز کو مین نے
بیابانی مین دیکھا تو ایک گدڑی پارہ پارہ اُس کے زیب بدن ہوا اور ایک جریب ہاتھ مین اور ظروف
جس کا گلا رسی سے بندھا تھا ہاتھ مین لٹکائے ہین اور خطۂ بہار کی سمت عازم ہین شاید
مین اُن کی بوڑھی ماں تھین جب مین نے انھین اس حال زبوں سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا
ہی جواب دیا کہ الحمد للہ شیخ نظام الدین اولیا کی برکت سے دروازے سعادت کے مفتوح ہین
دل ہوا و ہوس سے خالی ہوا جین سے گذرتی ہی مین نے جوابدیا کہ میرے پاس ایک چھاگل پنی
سے قبول فرمائین تو نہایت احسان ہی فرمایا کہ مین اس جناب کی عنایت سے اکثر نماز کے
لیے مسجد مین اُترتا ہون کوئی شخص اس لکڑی اور ظروف گلی پر نظر نہین کرتا ہی شاید اس چھاگل
کی کوئی طمع کرے یہ فرماکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور رخصت ہوئے اور یہ بھی نصیر الدین
ی فرماتے ہین کہ مین جب قاضی محی الدین کاشانی کے پاس علوم ظاہری پڑھتا تھا ناگاہ
بیمار ہوا کہ لوگون نے میری زیست سے قطع نظر کی قضارا شیخ نظام الدین اولیا میری
ت کے واسطے تشریف لائے اوس وقت مین نہایت بے ہوش تھا جب آنحضرت نے
مبارک میرے منہ پر پھیرا مین فوراً ہوش مین آیا اور صحت پائی اور اُن کے قدم پہ گر پڑا اور اس دن سے
تقاد اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف روایت کرتے ہین کہ ایک

مرید نے حضرت نظام الدین اولیا کی دعوت کی اور قوالون کو بلایا اور بقدر مقدرت طعام بھی مہیا کیا اور جب راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور کھانا اسقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کو کفایت کرے خداوند دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کرکے مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے سمجھ گئے اور اپنے خادم کو جس کا نام بشر تھا اشارہ کیا کہ آدمیون کے ہاتھ دھلاؤ اور دس دس آدمی یکجا بٹھاؤ اور بسم اللہ کہکر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرکے مع سالن لوگون کے سامنے رکھ جب بشر نے ایسا کیا کہتے ہین تمام خلق حسب رغبت کھانا کھاکر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا بارہ برس کے سن مین مولانا علاء الدین اصولی سے کہ مناقب اُن کے کتاب فوائد الفواد مین مسطور ہین کتاب مدوری پڑھتے تھے اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سے خرقہ رکھتے تھے لیکن اواخر حال مین شیخ نظام الدین اولیا کی نظر ایک روز راستہ مین مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسی طرف جاتے تھے فوراً طلب کرکے اپنا خلعت خاص انھین پہنایا اور اُن کے حق مین دعاے خیر کی اور مولانا اُسی دم شیخ نظام الدین اولیا کے مرید ہوے اور تھوڑے عرصہ مین واصلان حق سے ہوے اور انھین دنون مین شیخ شرف الدین احمد سبزواری اور بڑے بھائی اُنکے شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کیطرف آتے تھے اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوا چاہتے تھے شیخ نے فرمایا کہ خانوادہ فردوسیون کا تمھارے حوالہ ہی آخر دونون بھائی آپ کے اشارہ کے بموجب وہان جاکر شیخ نجم الدین فردوسی کے مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین احمد سبزواری خرقہ خلافت پاکر ولایت بہار مین گئے اور وہان استقامت کرکے کتاب مکاتیب اور معدن المعانی تالیف فرمائی اور نقل ہی شیخ نصیر الدین سے کہ قصبہ سرساوہ مین ایک دانشمند تھے اُن کے مکان مین آگ لگی فرمان املاک کا جلگیا انھون نے دہلی مین آن کر ایک مدت مدید کچہری مین دوا دوش کرکے دوسرا فرمان فرمان سابق کے موافق حاصل کیا اور اُسے بغل مین رکھکر بہ بشاشت تمام اپنی ذوبگاہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ مین ایک دوست سے دوچار ہوکر ایسی باتون مین مشغول ہوے کہ زمان اُن کی بغل سے گر پڑا مطلق اُس کا خیال نہ رہا جب مکان پر آئے اور فرمان نہ دیکھا جہان اُن کی نظر مین تیرہ وتاریک ہوا اُسی قلق اور اضطراب مین سلطان الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کیا شیخ سے اُن کا اندوہ ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا نذر کرکہ فرمان تیرا جب مل جاوے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی روح پر فتوح کے واسطے حلوا نذر کرکے حاضر کرونگا مولانا نے نذر بدل وجان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کے شیخ نے فرمایا مولانا اگر تو ابھی حلوا خرید کرکے حاضر کرے تو خوب ہی مولانا فوراً اُٹھکر حلوائی کی دوکان پر گئے اور کئی درم کا اُس سے حلوا طلب کیا حلوائی نے حلوا تولکر ایک کاغذ نکالا تو اُسے چاک کرکے حلوا اس مین لپیٹے مولانا نے اسے پہچانا کہ یہ فرمان میرا ہی حلوائی سے گھرک کر فرمایا کہ اسے چاک نہ کر یہ میری املاک کا فرمان ہی پھر اُسے مع حلوا لے کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور سر زمین پر رکھکر مرید ہوے اور اہل ارادت اس کرامت سے متحیر ہوکر اعتقاد کی تازگی اور شادابی حاصل کی اور نفحات مین لکھا ہی کہ جب اُس شخص نے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر

کاغذ کے گم ہونے کا اظہار کیا اور التماس دعا کر کے اضطرار ظاہر کیا شیخ نے اُسے ایک درم دیا کہ اس کا حلوا خرید کر کے شیخ فرید الدین گنج شکر کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھکر درویشوں کو تقسیم کر جب اُس شخص نے درم حلوائی کو دیا اور اُس سے حلوا کاغذ میں لپیٹکر لیا جب غور سے دیکھا وہی کاغذ تھا جو گم ہو گیا تھا اور اس سے زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ ایک شخص نے سو دینار کسی کے پاس امانت رکھے اور اس سے امانت نامہ لکھوا لیا تھا اور جب وقت اُسکے مطالبہ کا آ پہونچا سند نہ پائی شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس دعا کی شیخ نے فرمایا میں پیر ہوں اور شیرینی کو دوست رکھتا ہوں ایک رطل حلوا میرے واسطے مول لے آ تو دعا کروں اس مرد نے حلوا خرید کیا اور کاغذ میں لپیٹ کر شیخ کے پاس لایا شیخ نے ارشاد کیا کاغذ کو کھول جب اُس نے کھولا وہی امانت نامہ تھا پھر فرمایا سند لے اور حلوا لیجا آپ کھا اور اپنے لڑکوں کو دے وہ دونوں چیزیں لیکر حضرت سے رخصت ہوا اور نقل ہے کہ اخی سراج پروانہ شیخ نور کے دادا جو بنگالہ میں مدفون ہیں محض ناخواندہ تھے جب دہلی میں آنکر شیخ کے مرید ہوئے شیخ نے ملا فخر الدین ارادی سے کہا یہ جوان بہت قابل ہے کاش تھوڑا علم ظاہری رکھتا تو خوب ہوتا مولانا فخر الدین ارادی نے یہ سنکر سر زمین پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توجہ ہو بندہ اس جوان کو چند روز میں مسائل لابدی تعلیم کرے شیخ نے فرمایا مبارک ہے مولانا انھیں اپنے مکان پر لیجا کر تعلیم میں مشغول ہوئے چنانچہ شیخ کی برکت انفاس کے سبب عرصۂ قلیل میں دانشمند ہوئے اور خرقہ خلافت سے مشرف ہو کر بنگالہ میں تشریف لے گئے سید وحید الدین کرمانی مبارک سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدوں سے ہیں اور سید خرد مشہور اور کتاب سیر الاولیا اُن کی تصانیف سے ہے منقول ہے کہ خسرو خان بعد قتل بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ جب تخت پر بیٹھا دو لاکھ یا تین لاکھ روپیہ ہر ایک مشائخ کے واسطے بھیجے سوائے ان تین مشائخ کے یعنے سید علاء الدین جنیدی اور شیخ وحید الدین خلیفہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اور شیخ عثمان سیاح کہ خلیفہ شیخ رکن الدین ابو فتح ہیں سب نے قبول کیا لیکن اکثر بزرگواروں نے وہ روپیہ امانت نگاہ رکھا ایک حبہ اُس میں سے صرف نہ کیا اور شیخ نظام الدین اولیا پانچ لاکھ روپیہ خسرو خان کے صرف فقرا میں لائے اور چار ماہ کے بعد جب غازی ملک یعنی سلطان غیاث الدین تغلق خسرو خان کو تہ تیغ کر کے بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال بہم پہونچا کر درپے اس کے ہوا کہ خسرو خان نے جو روپیہ مشائخوں کو دیا تھا باز یافت کرے اکثر مشائخ نے بلا تامل ادا کیا اور شیخ نظام الدین اولیا نے وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ جواب نہ دیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے شیخ سے سوئے مزاجی بہم پہونچائی اور ایک جماعت کہ شیخ سے عداوت اور حسد رکھتی تھی اور راگ کی منکر تھی اُس نے فرصت پاکر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مریدان راگ کے سوا کوئی کام نہیں رکھتا ہے اور سرود اور مزامیر جو مذہب حنفی میں حرام ہے سنتا ہے بادشاہ کو واجب ہے کہ علما کو طلب کر کے ایک محضر بنا دے اور اسے اُس فعل نامشروع سے ممانعت کرے بادشاہ غیاث الدین نے قلعہ تغلق آباد میں کہ اُس کا تعمیر کیا ہوا تھا شیخ اور جمیع علما کو اُس قلعہ میں طلب کیا چنانچہ ترین دانش مند کہ ہر ایک اپنے تئیں سرآمد روزگار جانتے تھے اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کے مسئلہ میں

شیخ نظام الدین اولیا سے خصومت اور نزاع رکھتے تھے بحث کیواسطے حاضر ہوئے مولانا فخر الدین رازی کہ شیخ کے مریدون سے تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے اُنھون نے بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیون کو جو سب سے عالم زیادہ ہون انتخاب کیجیے تو وہ ہم سے بحث کرین الغرض بادشاہ نے قاضی رکن الدین ابوالحی کو کہ شہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت مین فخر و مباہات کرتا تھا بحث کیواسطے اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کی طرف متوجہ ہوکر کہا اے درویش تم سرود اور راگ کے بارہ مین کیا دلیل رکھتے ہو شیخ حدیث نبوی السماع مباح لاہلہ کو اپنی بریت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد مقلد ہو تمھین حدیث سے کیا کام ہے کوئی روایت ابو حنیفہ سے لاؤ تو ہم اُسے قبول کرین شیخ نے کہا سبحان اللہ مین حدیث صحیح مصطفوی نقل کرتا ہون اور تم مجھ سے روایت ابو حنیفہ طلب کرتے ہو شاید حکومت کی رعونت تمھارے دماغ مین ہے کہ تم خدا کے دوستون سے بے ادبی کرتے ہو انشاء اللہ تعالے جلد اس عہدہ سے معزول ہوگے اور بادشاہ نے جب حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی متفکر ہوکر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو مین تھے اور وہ سب کے سوال و جواب سنتا تھا کہ اتنے مین مولانا علم الدین پوتے شیخ بہاء الدین زکریا کے ملتان سے آئے اور گرد راہ سے دیوان عام مین تشریف لیگئے بادشاہ نے مع حضار مجلس اُن کے استقبال کیواسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہوکر ملاقات کی اور باعزاز و احترام پیش آئے اس کے بعد بادشاہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کس واسطے تکلیف دی ہے کہ وہ جناب یہان تشریف لائے ہین بادشاہ نے کہا کہ حلت اور حرمت راگ کے بارہ مین علما کا محضر ہوا تھا الحمد للہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین کہ علامہ زمان تھے کہا مین نے سفر مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام کیا ہے تمام شہرون مین مشائخ باوجود علماے متبحر اور پرہیزگار کے راگ سنتے ہین اور کوئی شخص انھین مانع نہین ہوتا ہے ولاہلہ بلاشک و شبہہ مباح ہے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب اُنکے تمام اہل حال ہین اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد اور تقوی سے آراستہ و پیراستہ ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سُنا ہے اور وجد فرمایا ہے جب مولانا نے یہ کہا بادشاہ اُٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ از بسکہ شرمندہ ہوا اُسی دن قاضی رکن الدین ابوالحی کو عہدۂ حکومت سے معزول کیا اور منقول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کا سن مبارک پچانوے ۹۵ سال کو پہونچا وہ جناب سات مہینے مرض حبس بول و غائط مین مبتلا رہے ایک روز اقبال کو طلب کرکے فرمایا کہ اسباب اور زر نقد سے جو کچھ میری ملک مین ہے حاضر کر تو آدمیون پر تقسیم کردون اُس نے جواب دیا کہ زر نقد سے تو کچھ ایک جبہ میری تحویل مین نہین ہے ہر روز کی آمدنی اُسی دن صرف ہوتی ہے لیکن کئی ہزار من غلہ انبار خانہ مین موجود ہے ہر روز لنگر مین خرچ ہوتا ہے شیخ نے فرمایا کہ اُسے کس واسطے نگاہ رکھا ہے جلد اُسے برآوردہ کر اور مستحقون کو پہونچا یہ فرماکر تکیہ جامہ کا طلب کرکے ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلاے خاص مولانا برہان الدین غریب کو عطا کیا اور انھین دکن کی طرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دیکر گجرات کی سمت روانہ کیا اور اسی طور سے مولانا جمال الدین خوارزمی مولانا شمس الدین یحیی کو ایک ایک دستار اور

پیراہن اور مصلا عنایت فرمایا اور بقیہ مین کوئی شے قسم جامہ سے باقی نہ رکھی اور اُن دونون مین جو شیخ نصیر الدین اودھی حاضر نہ تھے انھین کچھ عنایت نہوا اس سبب سے تمام حضار حیران رہے لیکن بعد چند روز کے بروز چہارشنبہ ربیع الثانی کی اٹھارھوین تاریخ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بعد نماز ظہر سلطان الاولیا نے نصیر الدین اودھی کو طلب کرکے خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبین یعنی کچکول وغیرہ جو کچھ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے اُس جناب کو پہونچا تھا انھین سب عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ تم دہلی مین رہ کر آدمیون کی تفا اور جفا اُٹھاؤ پھر بعد نماز عصر کہ ابھی آفتاب غروب نہوا تھا سلطان الاولیا جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور غیاث پور مین کہ اب وہ محلات نئے دہلی سے ہی مدفون ہوے اور وہ جناب ہمیشہ مجرد رہے عمر پارسائی مین بسر کی اور مشہور ہی کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اگرچہ بحسب ظاہر شیخ سے کچھ نہ کہتا تھا اور شیخ کے احوال کا معارض اور متعرض نہ ہوتا تھا لیکن اس قدر اپنے دل مین رنجش رکھتا تھا کہ اُس نے جس وقت بنگالہ سے مراجعت کی عزیمت کی شیخ کو پیغام بھیجا کہ آپ غیاث پور سے نکل جائین مین دہلی مین آن کر اس موضع مین آپ کو مقیم نہ پاؤن شیخ نے حالت بیماری مین یہ جواب دیا کہ ابھی دہلی دور ہی پھر آخر کو یہ ہوا کہ وہ دہلی مین نہ پہونچا تھا کہ تغلق آباد کا محل اُس پر گرا اُس مین دب کر ہلاک ہوا اور شیخ نے اُس سے چند روز پیشتر رحلت کی تھی اور یہ مثل کہ ابھی دہلی دور ہی ہند مین مشہور ہی نقل ہی کہ ایک روز شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے مکان مین فاقہ تھا شیخ نظام الدین اولیا سے فرمایا کہ کچھ لاؤ سلطان الاولیا نے اپنی دستار مبارک رہن کرکے قدری لوبیا خرید کی اور جوش کرکے حاضر کی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے باتفاق یاران تناول فرمائی اس کے بعد آنحضرت کے پیر نے یہ دعا دی کہ کیا خوب اُسنے پکایا تھا اور نمک موافق اُس مین ڈالا تھا حق سبحانہ تعالے اپنے فضل وکرم سے ایسا کرے کہ تیرے باورچی خانہ مین ہر روز ستر من نمک خرچ ہووے اور اُسی وقت شیخ نے دیکھا کہ شیخ نظام الدین اولیا کی ازار جابجا سے چاک ہی حضرت شیخ فرید گنج شکر نے اپنی ازار مکان سے طلب کی اور آپ کو عطا کی اور فرمایا اسے پہن شیخ نظام الدین اولیا نہایت محظوظ ہوے اور شیخ کے حضور وہ ازار اپنی ازار پر پہننے لگے ناگاہ ازار بند دست مبارک سے چھوٹ گیا ازار گر پڑی شیخ نے فرمایا کہ ازار بند خوب کس کر باندھ شیخ نظام الدین اولیا نے عرض کی کیونکر باندھون فرمایا ایسی باندھ کہ سوائے حوران بہشتی کے نہ کھلے شیخ نظام الدین اولیا تعظیم بجالائے اور قبول کیا چنانچہ توفیق ایزدی سے آخر عمر تک عورتون سے مباشرت نہ کی اور جیسا کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے فرمایا تھا ہر روز ستر من نمک آپ کے باورچی خانہ مین صرف ہوتا تھا اور نقل ہی کہ ایک صوفی کو شیخ نظام الدین اولیا کی مجلس مین حال آیا اور وہ ایک آہ کھینچکر جل گیا سلطان الاولیا جب حال سے فارغ ہوے پوچھا کہ یہ خاکستر کیسی ہے لوگون نے عرض کی کہ فلان صوفی ایک آہ کرکے جل گیا یہ اُسی کی راکھ ہی پھر شیخ نے پانی پر کچھ پڑھکر اُس پر چھڑکا وہ صوفی فوراً زندہ ہوا اور تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہی کہ شیخ نے اُس سے فرمایا تجھے

روا نہین ہی کہ تو راگ کے وقت حاضر ہو کس واسطے کہ تو ابھی خام ہی اس سبب سے تو ایک آہ سے جل جاتا ہی اور صوفیون کے سر پر بہت ماجرے گذرتے ہین کہ اُس کے متحمل ہوتے ہین دم نہین مارتے

ذکر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیر الدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کے قائم مقام اور سجادہ نشین ہوے اور جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی ہو کر اخلاق حسنہ کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور اُن کے فضل و دانش کی کثرت اور وفور سے سلطان الاولیا کے اصحاب اُنھین نیخ سعانی کہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا کے بعد از وفات وہ جناب دہلی مین سجادہ نشین ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد مین مشغول تھے جیسا کہ مخدوم جہانیان سید جلال کی داستان مین لکھا ہی کہ جب مکہ معظمہ مین شیخ عبد اللہ یافعی کی زبان پر جاری ہوا کہ مشائخ دہلی کے تمام جوار رحمت حق مین واصل ہوئے اب شیخ نصیر الدین اودھی کہ چراغ دہلی ہی باقی رہا اس واسطے اس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جہانیان مکہ سے مراجعت کر کے دہلی مین آئے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کی صحبت مین تبرک خرقہ سے مخصوص ہوے اس سبب سے کہتے ہین کہ ملتان کے مشائخ خانوادہ چشتیہ سے بھی بہرہ رکھتے ہین اور سید محمد گیسو دراز جو شہر حسن آباد گلبرگہ مین مدفون ہین اور شیخ اخی سراج پروانہ کہ مقبرہ اُن کا بنگالہ مین ہی اور شیخ حسام الدین جو منہروالہ گجرات مین آسودہ ہین آنحضرت کے مریدون سے ہوتے ہین اور منقول ہی کہ شیخ نصیر الدین اودھی نے خلق کے ازدحام سے بہ تنگ آن کر امیر خسرو سے کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سے میرے واسطے رخصت لین تو مین کسی پہاڑ یا بیابان مین جا کر اس ہجوم سے نجات پا کر ذکر حق مین مشغول ہون شیخ نے فرمایا اُن سے جا کر کہو کہ تمھین خلق مین رہنا اور اُن کے تقاضا و جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہی کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خونریزی اور سیاست کے سبب خونی مشہور ہوا تھا اُس نے درویشون سے سوء مزاجی بہم پہونچا کر حکم کیا کہ درویش خدمتگارون کی طرح میری خدمت کرین یعنے کوئی مجھے پان کھلاوے اور کوئی میرے دستار باندھے الغرض بہت مشائخون کو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانے کی وہی شیخ نے قبول نہ کی بادشاہ نے طیش مین آن کر شیخ کو تقاضے کر قید کیا اور شیخ کو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یاد آیا ناچار اُنھون نے خدمت قبول کر کے قید سے نجات پائی قضارا اُنھین دنون مین بادشاہ کو قضایاے عجیب پیش آئے اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا بندگان خدا نے رہائی پائی اور تذکرۃ الاتقیا مین مرقوم ہی کہ شیخ نماز عصر کے بعد حجرہ مین داخل ہو کر حق کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوتے تھے اور کسی سے بات نہ کرتے تھے اور خادمون کو یہ حکم دیا تھا کہ اس وقت جو شخص میری ملاقات کو آوے اُسے ایک تنکہ دے کر رخصت کرو اور اگر ایک تنکہ نہ لیوے دو تنکہ سے پچاس تنکہ تک دے کر اُسے واپس کرو اور اگر اس مقدار سے بھی راضی نہ ہووے اُسے میرے پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا

مذکور ہی کہ ایک قلندر شیخ کے دیکھنے کو آیا ہر چند خادمون نے چاہا کہ وہ کچھ لے کر رخصت ہووے اُن کا سمجھانا مفید نہ ہوا ناچار اُسے اذن دخول حجرہ دیا قلندر شیطان صفت نے حجرہ مین جاکر بہ سختی و درشتی شیخ سے کچھ طلب کیا شیخ نے جو طاعت مین مشغول تھے دو تین مرتبہ اشارہ کیا کہ بیٹھ جا مین تجھے دون گا قبول نہ کیا اور اس موذی نے چند زخم چھری کے شیخ کے جسد مبارک پر مارے لخون سو راخ آستانہ سے روان ہوکر برآمد ہوا خادم مضطرب ہوکر اندر گئے اور چاہا کہ اُسے سزا کو پہونچا دین شیخ نے ممانعت کی اور ایک گھوڑا اور پچاس اشرفی اُسے مرحمت فرمائین اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑے پر سوار ہوکر اس شہر سے نکل جا تو کوئی تجھے مزاحمت نہ پہونچاوے قلندر اُسے لے کر حسب الارشاد کار بند ہوا اور چند ساعت کے بعد جب وقت ارتحال پہونچا آپ نے وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھے غسل دیوین اور اس خرقہ مین جو شیخ نظام الدین اولیا سے پہونچا ہی لپیٹ کر مع عصا اور مصلا مجھے قبر مین رکھین الغرض وہ جناب اٹھارھوین تاریخ ماہ رمضان المبارک شب جمعہ ۷۵۷ھ سات سو ستاون ہجری مین ساتھ رحمت ایزدی کے واصل ہوئے اور سید محمد گیسو دراز نے حسب وصیت عمل کرکے غسل و کفن دے کر مدفون کیا اور مدت آپ کی عمر کی بیاسی برس راوی نشان دیتے ہین اور نقل ہی کہ سید محمد گیسو دراز نے جب دیکھا کہ پیر بے نظیر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے خرقہ اور عصا اور مصلا نہ پہونچا گریان باسینۂ بریان شہر دہلی سے برآمد ہوکر دکن کی طرف گئے اُس وقت مین شاہ فیروز شاہ بہمنی دکن مین فرمان روا تھا وہ سید کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور انھین باعزاز تمام احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور اُس تفصیل سے کہ جو احوال مین اُس کے لکھا گیا سید کا مرید اور معتقد ہوا اور اُن کی تعظیم و تکریم مین زیادہ تر کوشش کرکے ایک گنبد کہ سید اُس مین مدفون ہین تیار کیا اور راہلی دکن کو اُن بزرگوار کی نسبت حد سے زیادہ اعتقاد اور اخلاص تھا سلطان فیروز شاہ نے فرمایا کہ جو صبے شاہان بہمنیہ نے اُن سید کو وقف کیے ہین شاہان عادل شاہیہ و نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ اُن کے فرزندون پر حسب دستور بحال رکھین اور اولاد اُن کی دو فرقہ ہوئی بعض نے مذہب امامیہ لیا اور بعضے مذہب حنفی رکھتے ہین کہتے ہین کہ جب سید گجرات کے راستہ سے دکن مین روانہ ہوئے شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی کے بہت مریدون نے اُن کی ہمراہی اختیار کی لیکن جب انکے ہمراہ نہروالہ مین پہونچے اور خواجہ رکن الدین کان شکر سے ملاقات کی خواجہ نے پوچھا کہ اپنے تئین کہان پہونچایا فرمایا مین نے کام شبلی اور جنید کا کیا لیکن کچھ کشائش اپنے کام مین نپائی خواجہ نے کہا اس سبب سے کہ اُن بزرگوارون نے کیسۂ زر پھینکا تھا اور تو نے جمع کیا سید متنبہ ہوے اور کیسۂ زر جو ہمیشہ کمر مین رکھتے تھے اُسے اپنے پاس سے دور کیا ایک مریدان شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی سے شیخ اخی سراج پروانہ ہین اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی نسبت ارادت صادق رکھتے تھے اور اُس جناب سے تربیت پاکر بنگالہ کی طرف رخصت ہوئے تھے لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی بعد وفات پھر دہلی مین آئے اور دست ارادت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہاتھ مین دیکر درجۂ کمال کو

پہونچے اور خرقہ بنگالہ کی خلافت کا پایا اور مشہور ہے کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نے انھین بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی انھون نے عرض کیا کہ اُس مملکت مین شیخ علاء الدین قتل تشریف رکھتے ہین اور اُس طرف کی تمام خلقت اُن سے رجوع ہے میرا رہنا اُس ملک مین کیا اثر بخشے گا شیخ نے فرمایا کہ اودھے قتل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ اخی سراج پروانہ اپنے کام کی برتری کی بشارت سنکر بنگالہ کی طرف راہی ہوے مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قتل کی ملاقات کو گئے وہ شیخ کے اُس ملک مین آنے سے آزردہ خاطر ہوے خبر اُن کی تشریف آوری کی سنکر چارپائی پر چار زانو ہوکر بیٹھے اور جب شیخ تشریف لائے انھین سلام کیا تو انھون نے تواضع نہ کی اُسی طریق سے بیٹھے رہے اور شیخ اخی سراج پروانہ چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور بہ بشاشت تمام کلام حقانی اور معارف سے شروع کیے خدا جانے کہ شیخ علاء الدین قتل کو کیا مشاہدہ ہوا جو یکایک چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور شیخ اخی سراج پروانہ کو بمبالغہ تمام چارپائی پر بٹھا کر اُن کے مرید ہوے اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریدان صاحب حال بہت ہین چونکہ احوال اُن کا بہ تفصیل مؤلف کی نظر سے نہین گذرا لہذا اُن کے ذکر مین نہین مشغول ہوا سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے خلفا کے واقعات آغاز کیے

ذکر شاہ منتخب الدین المعروف بزرزری بخش قدس سرہ کا

منقول ہے کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوے اور جو علوم متداول اور اخلاق حسنہ مین کمال رکھتے تھے ان بزرگوار کے منظور نظر ہوکر مراتب عالیہ پر فائز ہوے پہلے شیخ نظام الدین اولیا نے خلافت نامہ اور مصلا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا اور ارشاد خلایق کے واسطے دکن مین تعین کیا اور بروایت مشہور اپنے سات سوم کہ بعضے پالکی سوار تھے اُن کے ہمراہ کیے شاہ منتخب الدین ان بزرگوارون کے خرچ کے بار مین متفکر ہوے اور سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ریاست مقتضی غمخواری متعلقان اور دوستان ہے اور مجھ مین یہ قوت اور استطاعت نہین شیخ نظام الدین اولیا نے مراقبہ مین جاکر فرمایا خرچ اُن آدمیون کا ہر شب نماز تہجد کے وقت تمھارے پاس پہونچے گا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر راہی ہوے اور دولت آباد مین پہونچکر متوطن ہوے اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک ڈبہ زر مین آتا تھا اور شاہ علی الصباح اُسے فروخت کرکے درویشون کے صرف مین لاتے تھے اور بعضے کتب مین لکھا ہے کہ شاہ زر ورزہ سے برآورد کرکے بوسہ دیتے تھے اور نماز تہجد کی ادا کرتے تھے اور صبح کو وہ زر رفقا کے صرف مین لاتے تھے اس سبب سے مشہور بزرزری بخش ہوے اور نقل ہے کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد مین فوت ہوے اُسی دن شیخ نظام الدین اولیا نے از روے کشف دریافت کرکے

شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ تمھارے بھائی شاہ منتخب الدین کی کیا عمر تھی وہ سمجھے کہ میرا بھائی رحمت حق مین واصل ہوا اپنے مکان مین جاکر ماتم مین بیٹھے دوسرے دن سلطان المشائخ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا نے اپنی وفات سے پیشتر شیخ برہان الدین کو خرقہ خلافت و کن کا مرحمت کرکے رخصت فرمایا تھا

ذکر شیخ برہان الدین رحمت اللہ علیہ کا

کہتے ہین جب سلطان المشائخ نے انھین دکن کی نقار خصت عنایت فرمائی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ مین اس مجلس کے بزرگوارون کو کہان پاؤن گا شیخ نے مراقبہ مین جاکر فرمایا مین نے اہل مجلس کہ چارسو آدمی ہین تمھین عطا کیے پھر عرض کی کہ مین طاقت جدائی کی نہین رکھتا شیخ نے مراقبہ مین جاکر یہ ارشاد کیا کہ جس مقام مین تم رہوگے میرے اور تمھارے حجاب نہوگا چاہیے کہ تم سفر اختیار کرو اور فتوح کے باب مین لاروا ولاکدر رہنا شیخ برہان الدین حسب الحکم مع چارسو درویش دولت آباد مین جاکر ساکن ہوے اور اس ملک کے باشندون کو اعتقاد عظیم بہم پہونچا زر فتوح بیشمار آنے لگا اور تذکرۃ الاتقیا مین تحریر ہی کہ ابتداے حال مین باورچیخانہ نظام الدین اولیا کا اُن کے حوالہ تھا ایک روز شیخ برہان الدین باورچی خانہ مین کچ پر بیٹھے تھے سردی نے اُنپر غلبہ کیا ایک پارچہ کمخواب پڑا تھا اُسے زمین سرد پر ڈال کر بیٹھے بعدہ ایک شخص نے اُن مین سے سلطان المشائخ کو خبر پہونچائی کہ شیخ باورچی خانہ مین نہالچہ پر بیٹھے ہین فرمایا بے ادبی کی ہی ابھی ہوس اُس کے سر مین باقی ہی وہ میرے سامنے آنے پاوے یہ خبر جب شیخ برہان الدین نے سُنی پیر کی مفارقت سے نہایت بیتاب ہوے ہرچند یارون سے التماس سفارش کی فائدہ نہ بخشا آخر امیر خسرو کے پاس التجا لے گئے اور جو وہ سلطان المشائخ کی خدمت مین قرب اور عزت تمام رکھتے تھے انھون نے رحم دلی سے اُنکی درخواست قبول کرائی اور دستار اپنے سر سے اُتار کر اُن کی گردن مین ڈال کر اُسی نہج سے سلطان الاولیا کی خدمت لے گئے اُس وقت وہ جناب کلاہ سر مبارک پر کج رکھے ہوے وضو کرتے تھے بدیہہ یہ بیت پڑھی ۔ بیت

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے	من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

آنحضرت نہایت خوش وقت ہوے اور اُٹھکر دونون سے بغلگیر ہوے اور منقول ہی کہ ایک روز سلطان المشائخ کے روبرو شیخ بایزید بسطامی کی تعریف کرتے تھے آنحضرت نے فرمایا ہم بھی بایزید بسطامی رکھتے ہین یارون نے پوچھا کہان ہی فرمایا جماعت خانہ مین بیٹھا ہی خواجہ اقبال بسرعت تمام جماعت خانہ مین گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہان بیٹھے ہین یارون نے جانا کہ یہ بات ان کے حق مین فرمائی ہی کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس بیعت کے واسطے آتا ہی مین پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہون اگر وہ اہل سعادت ہی فی الفور اُس کے ہاتھ

مین ہاتھ دیتا ہون اور جو اُس کے برعکس ہو توقف کرتا ہون اول اُس کی سعادت کے واسطے حق تعالےٰ سے دست بدعا ہوتا ہون بعد اُس کے اُسے مرید کرتا ہون الغرض شیخ برہان الدین جب دولت آباد مین برحمت حق واصل ہوے خادمون نے اس مقام مین اُنھین دفن کیا اور شیخ زین الدین اُن کے قائم مقام اور جانشین ہوے

ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بعضے راویون کا یہ قول ہے کہ شیخ زین الدین اودھی المشہور چراغ دہلی کے بھانجے ہین اور وہ جناب بہت صاحب حال اور اہل کمال تھے جس وقت نصیر خان فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا امیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعاے قدوم کی اور جو کہ وہ ارادت صادق رکھتا تھا التماس اُس کی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام مین کہ جہان قصبہ زین آباد ہے تشریف لائے اور نصیر خان فاروقی دریا کے اُس طرف اُس موضع مین کہ بالفعل جہان شہر برہان پور ہے وارد تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ وہ جناب قلعہ اسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائین حضرت نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہین ہے کہ آب تپتی سے عبور کرون الغرض نصیر خان چند روز جب تک کہ شیخ وہان رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کرکے درویشون کی خدمت مین تقصیر نہ کرتا تھا جس وقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خان نے اُنھین تکلیف قبول قصبات اور دیہات کی آپ نے جواب دیا کہ فقیرون کو جاگیر سے کیا نسبت ہے جب نصیر خان حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرفرازی کے واسطے کچھ قبول فرمائین شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا ہون کہ جس مقام مین تم وارد ہوے ہو وہان پر ایک شہر میرے پیر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو اور اس مقام مین کہ فقیر فروکش ہوا ہے ایک قصبہ اس فقیر کے نام بناکر وخلاصہ یہ کہ نصیر خان فاروقی نے شیخ کے حضور دونون موضع کی بنا ڈالی خشت زمین پر رکھی اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے شہر برہان پور عرصہ قلیل مین اس قدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعوی ہمسری کا کرنے لگا اور زین آباد بھی قصبات مین محسوب ہوا ۔

ذکر شیخ نظام الدین ابوالموید کا

اُنھون نے غزنین مین شیخ عبدالواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اس کے بعد دہلی مین آن کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہوے اور آن حضرت کی خدمت مین مرتبہ کمال کو پہونچکر واصلان حق سے ہوے اور والدہ ماجدہ اُن کی بی بی سامیران کہ ہمشیرہ سید نورالدین غزنوی کی تھین وہ خواجہ قطب الدین کو بھائی کہتی تھین اور خواجہ بھی اُنھین مثل اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مین ابتداے حال مین روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع مین حاضر تھا ناگاہ شیخ نظام الدین

ابو المو ید تشریف لائے اور اس طرح سے دو گانہ تحیت مین مشغول ہوے کہ مجھے اُن کی حالت استغراق سے ذوق تمام حاصل ہوا بعد ادائے نماز ایک فقیر قاسم نام منبر پر چڑھے اور ایک آیت کلام اللہ کی پڑھی بعد اس کے شیخ نظام الدین ابو المو ید نے کلام آغاز کر کے فرمایا کہ مین نے یہ بیت اپنے یار کے خط خاص سے لکھی دیکھی **بیت**

در عشق تو کی از تو حذر خواہم کرد	جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

یہ بیت اس سوز و گداز سے پڑھی کہ سامعین اُسے سنکر نعرہ زن ہوے اور مجھے بھی اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نقل ہی کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد مین اسماک باران ہوا لوگون نے شیخ نظام الدین ابو المو ید کو دعاے باران کی تکلیف کی ناچار ہو کر دعاے باران پڑھی اور آسمان کی طرف مُنھ کر کے فرمایا کہ مجھے قسم ہی تیری عظمت اور بزرگواری کی اگر تو آج کے دن پانی نہ برساوے گا مین کسی آبادی مین نہ رہون گا غرض کہ حضرت ابھی منبر سے نہ اُترے تھے کہ باران رحمت نازل ہوا اور راوی کا یہ بھی قول ہی کہ سید قطب الدین ترمذی ایک بزرگان وقت سے تھے اُنھون نے شیخ سے کہا کہ مین جانتا ہون آپ کو حق تعالے کے ساتھ اخلاص اور نیاز تمام ہی لیکن یہ بات آپ نے کیون فرمائی کہ اگر پانی نہ برسے گا مین کسی آبادی مین نہ رہون گا شیخ نے جواب دیا مین یقین جانتا تھا کہ حق سبحانہ تعالے باران رحمت نازل کرے گا مین نے اس واسطے یہ فضولی کی تھی اور بعضون کا یہ قول ہی کہ شیخ نظام الدین ابو المو ید نے جواب دیا کہ مجھ سے اور سید نور الدین مبارک غزنوی سے شمس الدین التمش کی مجلس مین کچھ نزاع ہوئی تھی اور لوگون نے اُنھین مجھ سے رنجیدہ کیا تھا اور اُس وقت مین مجھے یارون نے دعاے باران کی تکلیف دی مین نے اُن کے روضہ مین جاکر فاتحہ پڑھا اور یہ کہا کہ مجھسے درگذر کیجیے ناگاہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ مین نے تجھسے صلح کی جا دعا کر کہ البتہ حق تعالے باران رحمت نازل فرماوے گا بسبب اس اعتماد کے یہ کلمہ زبان پر لایا تھا اور کہتے ہین کہ اُس دن منبر پر برآمد ہو کر شیخ نے ہاتھ آستین مین کر کے اور ایک کپڑا برآور دہ کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور اُس کپڑے کو جنبش دے کر دعا پڑھی اس صورت مین ملا وجیہ الدین یحیی کہ وہ خواجہ کے مرید تھے لوگون نے اُن سے پوچھا کہ وہ پارچہ کیسا تھا فرمایا کپڑا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دامن تھا خواجہ نے میری والدہ بی بی سامیہ ان کو عنایت فرمایا تھا وہ ہی اجابت دعا مین دخیل ہوا

ذکر امیر خسرو دہلوی کا

نام اصلی ان کا ابو الحسن ہی اور آن حضرت کے والد امیر سیف الدین محمود امراے ہزارہ بلخ سے تھے اور قریش کے اطراف مین رہتے تھے اور چنگیز خان کے فتنہ شروع ہونے کے قریب وہان سے ہندوستان مین آن کر امرا کی سلک مین منتظم ہوے اور امیر خسرو قصبہ مومن آباد مین کہ اس زمانہ

مین اُس قصبہ کو بتایا ہے۔ کہتے ہین پیدا ہوے اور آٹھ برس کے سن مین جیسا کہ مذکور ہوا باپ اور بھائی کی خدمت مین کہ اعزالدین علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور بعد شاہ غیاث الدین بلبن کے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین مشرف ہوکر مرید ہوے جب نو برس کا زمانہ گذرا امیر سیف الدین محمود کہ جن کی عمر بچاسی برس کی تھی ایک معرکہ مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوے اور اعزالدین علی شاہ قائم مقام اُن کے ہوے اور امیر خسرو نے اپنے والد کے مرثیہ مین یہ بیت موزون کی **بیت**

سیف از سرم گذشت دل من دو نیم شد	دریاے خون روان شد و در یتیم شد

اور بعد شہادت امیر سیف الدین محمود کے امیر خسرو کے نانا جن کا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر سے تھے اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے صفت اُن کی دیباچہ غرت الکمال مین تحریر ہے اُن کی پرورش و پرداخت مین مشغول ہوے اور اس قدر توجہ اور التفات اُن کی نسبت مبذول فرمائی کہ فضلاے عصر سے ہوے ایک دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کی طرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن و جمال بے مثال اور فضل و دانش مین کمال رکھتے تھے ایک دوکان مین بیٹھکر روٹی بیچتے تھے جو ہین امیر خسرو کی نگاہ اُن سے دوچار ہوئی اُن کی شکل زیبا اور حرکات موزون دیکھکر مرغ دل اُن کا گرفتار ہوا اور اُن کے قریب جاکر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہے حسن نے جواب دیا کہ مین ایک پلہ مین روٹی رکھکر خریدار سے کہتا ہون کہ زر دوسرے پلہ مین رکھ جب زر اُس کا روٹی کے وزن سے بہت گران ہوتا ہے لے کر مشتری کو ایک راستہ بتاتا ہون امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری مفلس ہو اُس کی کیا تدبیر ہے کہا اُس سے زر کے عوض دردو نیاز بھی لیتا ہون امیر خسرو خواجہ حسن کے حسن کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی در طلب دامنگیر ہوا انھین دنون مین دکان ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اُس عرصہ مین شیخ کے مرید نہوئے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم و کمالات ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوکر شیخ کی خانقاہ کی طرف آمد و شد کرتے تھے اور اُن کے اور امیر خسرو کے درمیان الفت تمام بہم پہونچی اور دونون نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان کا حاکم تھا نوکری اختیار کی امیر خسرو شاہزادہ کے مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوے جب محمد سلطان خان شہید دہلی مین آتا تھا دونون عزیز شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہوکر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت مین بسر لے جاتے تھے پھر رفتہ رفتہ اُن کی عاشقی اور معشوقی کا اس قدر شہرہ ہوا کہ غرض گویون نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہے یہ قرب خدمت کے قابل نہین ہین امیر خسرو نے انھین دنون مین یہ غزل کہ جس کا مطلع یہ ہے موزون کی **غزل**

زین دل خود کام کارمن برسوائی کشید	خسرو افرمان دل بردن ہمین بار آورد

بعد اس کے محمد سلطان خان شہید نے از روے مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اختلاط

سے ممانعت فرمائی لیکن جو رشتہ محبت کا اُن کے درمیان مین مضبوط تھا ممانعت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور اہل غرض نے پھر یہ امر محمد سلطان خان شہید سے عرض کیا اور اس مرتبہ شاہزادہ نے غیظ مین آن کر چند تازیانہ خواجہ حسن کو مارے اور وہ وہان سے برآمد ہوکر پھر امیر خسرو کے مکان پر گئے اور محمد خان شہید کو اُسی وقت یہ خبر پہونچی متعجب ہوکر ایک حضار مجلس سے کہ حقیقت حال سے مطلع تھا یہ فرمایا کہ اُنکی محبت مجازی زیور حقیقت سے آراستہ ہوئی ہے اور ان کا جمال حال پردہ عفت اور صلاح سے پیراستہ ہوا ہے محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجکر امیر خسرو کو طلب کرکے پوچھا کہ محبت تمھاری آمیزش ہوا سے پاک ہے یا نہین انھون نے جواب دیا کہ دوستی ہمارے درمیان سے کوچ کرگئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کیے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے برآوردہ کرکے کہا مصرع

گواہ عاشق صادق در آستین باشد	

محمد سلطان خان شہید نے جب دیکھا کہ نشان تازیانہ کا جس مقام پر خواجہ حسن کے پہونچا تھا امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہے سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے فوراً یہ رباعی پڑھی - رباعی

عشق آمد و شد چو خون اندر رگ و پوست	تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست
اجزاے وجودم ہمگی دوست گرفت	نامیست مرا بر من و باقی ہمہ اوست

اور اُس وقت مین نسیم عالم تحقیق کی اُن کے باغ امید پر چلی عالم اور مافیہا اُن کی نظر ہمت مین ایک خس دکھلائی دیے شاہزادہ کی ملازمت سے مستعفی ہوے لیکن محمد سلطان خان شہید نے انھین بحال رکھا اور بعد اس کے جب محمد سلطان خان شہر ملتان مین بدرجہ شہادت فائز ہوے امیر خسرو دہلی مین آن کر امیر علی جامہ دار کے ملازم ہوے اور تعریف اُس کی امیر خسرو کے دیوان مین بہت ہے اور بعدہ بادشاہ جلال الدین خلجی کے مقرب ہوے اور رتبہ اپنے باپ اور بھائی کے مدارج علیہ پر پہونچ کر امراے کبار مین مخصوص ہوے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد تک جو بادشاہ تخت پر اجلاس کرتا امیر خسرو کو معزز کرکے امراے جرگہ مین رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ تغلق نامہ بنام نامی اُس کے ہے امیر خسرو کو اور امراے کبار سے زیادہ ترعزت دے کر سفر بنگالہ مین اپنے ہمراہ رکھتا تھا لیکن مراجعت کیوقت بادشاہ نے کسی کام کے واسطے امیر خسرو کو لکھنوتی مین چھوڑا اُس اثنا مین امیر خسرو نے جب سنا کہ شیخ نظام الدین اولیا رحمت حق مین واصل ہوے اس سبب سے بیتاب ہوکر تبعجیل تمام آن حضرت کے مزار پر حاضر ہوے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے روح پرفتوح کی ترویح کے واسطے فقرا و مساکین پر تقسیم کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہوکر مجرد ہوے اور کپڑے سیاہ پہن کر آنحضرت کی قبر پر ساکن ہوے اور مفارقت سے ایسے محزون اور مغموم ہوے کہ سلطان المشائخ کی بعد وفات کہ چھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا جمعرات کو انتیسوین تاریخ ماہ ذی قعدہ سنہ ۷۲۵ سات سو پچیس ہجری مین بجوار رحمت ایزدی واصل ہوے اور اُسی حظیرہ مین اپنے مرشد کے پائین دفن ہوے اور منقول ہے

کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ نرہے گا جب رحلت کرے میرے پہلو مین دفن کرنا کہ وہ میرا صاحب اسرار ہی اور مین بھی بغیر اُس کے بہشت مین قدم نہ رکھون گا اور اگر دو شخص کا ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہوتا تو مین وصیت کرتا کہ اُسے میری قبر مین دفن کرین تو دونون ایک جا رہتے الغرض جب امیر خسرو فوت ہوے چاہا کہ وصیت کے موافق شیخ کے پہلو مین مدفون کرین ایک خواجہ سرا کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کے بعضے مریدون کا شیخ اور امیر خسرو کے مزارمین شبہہ واقع ہوگا اس واسطے اُنھین شیخ کے پائین یارون کے چبوترہ پر مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ میرے استاد کا مادۂ تاریخ اُن کا ہی

قطعہ تاریخ

میر خسرو خسرو ملک سخن	آن محیط فضل و دریاے کمال	نثر او دلکش ترازِ نار معین
نظم او صافی ترازِ نار زلال	بلبل بستان سراے داد و دین	طوطی شکر مقال بے زوال
از پی تاریخ سال فوت او	چون نہادم سر بزانوے خیال	شد عدیم المثل یک تاریخ او
	دیگرے شد طوطی شکر مقال	

تذکرۃ الاولیا مین مسطور ہی کہ امیر خسرو اُستادان ماضیہ کی نسبت طعنہ زن ہوتے تھے خاص اُسوقت مین کہ خمسۂ نظامی کا جواب کہتے تھے اور سلطان المشایخ نظامی گنجوی کے باطن سے خوف کھاکر منع کرتے تھے اور امیر خسرو درجواب کہتے تھے کہ مین آپ کی پناہ مین ہون کچھ آسیب مجھے نہ پہونچے گا قضارا جب یہ بیت کہی بیت

کوکبۂ خسرویم شد بلند	غلغلہ در گور نظامی فگند

ناگاہ تیغ برہنہ امیر خسرو کی طرف نمودار ہوئی امیر خسرو نے نام شیخ اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا لیا اُسی وقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کے پہلو مین دیا وہ تلوار وہان سے گذر کر کے ایک بیر کے درخت پر کہ اُس مقام مین تھا پہونچی امیر خسرو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال اپنے پیر و مرشد سے اظہار کیا چاہتے تھے کہ شیخ نے سر آستین کا اُنھین دکھایا پھر امیر خسرو نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دعا کی اور شیخ نے اُن کے حق مین یہ دو بیت فرمائین ابیات

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست	ملکیت ملک سخن از خسرو ماست
ابن خسرو ماست ناصر خسرو نیست	زیرا کہ خدا ناصر این خسرو ماست

شیخ آذری نے جواہر الاولیا مین لکھا ہی کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عین پیرانہ سالی مین شیراز سے امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان مین آئے شعر مین حق استادی اُن پر ظاہر کرتے تھے امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آن حضرت سے رکھتے تھے اُس بیت سے اُن کا اعتقاد ظاہر ہی بیت

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت	شیراز خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود ✣

اور دوسرے مقام مین فرمایا مصرع

جلد سخم در ذکر شیرازہ شیرازی

اور یہ بھی منقول ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ خدا نے مجھے اس ترک کے سوز سینہ کے سبب بخشے اور امیر خسرو نے اُن کی مدح مین بہت کچھ کہا ہی اور یہ دو بیت انھین مین سے ہین ابیات

جدا از خانقاہ او بہ تقدیم	حریم کعبہ را ماند بہ تعظیم
ملک کردہ بہ سقفش آشیانہ	چو اندر سقفہا کنجشک خانہ

اور بعضے کتب مین فقیر کی نظر سے گذرا ہی کہ ریاضت امیر خسرو کی باوجود شغل امارت کے اس درجۂ اعلی کو پہونچی تھی کہ چالیس سال صوم الدہری مین بسر کیے اور حضرت خواجہ خضر کی ملاقات سے مشرف ہو کر لعاب دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت خواجہ خضر نے ارشاد کیا کہ یہ دولت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے نصیب ہو چکی امیر خسرو نے شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین حاضر ہو کر وہ حقیقت عرض کی شیخ نے اپنا آب دہن اُن کے دہن مین ڈالا چنانچہ اُس کی تاثیرات اور برکات سے امیر خسرو نے بانوے کتاب سلک نظم مین منتظم کین اور مشہور ہی کہ امیر خسرو نے اپنی بعضی تصانیف مین لکھا ہی کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کمتر اور چار لاکھ سے زیادہ نہ ہین اور یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ میرا تخلص اہل دول سے ایک نسبت رکھتا ہی اگر فقرا کی نسبت منسوب ہوتا تو کیا خوب ہوتا عرصۂ قیامت مین مجھے ساتھ اُس نام کے بلائے سلطان المشائخ نے یہ امر دریافت کر کے فرمایا کہ وقت سعید مین تیرا تخلص رکھا جاوے گا پھر بعد چند روز کے فرمایا مجھے یون ظاہر ہوا کہ تجھے صحرائے محشر مین محمد کا سہ لیس کہکر بلاوین گے اور امیر خسرو کی مدت عمر چوراسی برس کی تھی

ذکر شیخ سلیم قدس سرہ کا

آنحضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہین باپ اُن کے سیاہی تھے قصبہ سیگری مین جو شہر آگرہ سے بارہ کوس ہی رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اُسی قصبہ مین ولادت ہوئی جب سن رشد اور تمیز کو پہونچے مسائل لابدی سے بہرہ حاصل کر کے تصفیۂ باطن مین کوشش کی اور دو مرتبہ سیگری سے ولایت مین جا کر ممالک عرب اور عجم اور روم اور یمن کی سیر کی ایک مرتبہ سولہ برس اُس حدود مین رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مدت بصرہ مین بسر لے جا کر تیئیس حج کر کے ہندوستان مین مراجعت کی اور اُس پہاڑ پر جو سیگری کے پہلو مین واقع ہی سکونت اختیار کی اور عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوے اکثر ایام صوم مین بسر لے جاتے تھے اور شیر شاہ اور سلیم شاہ افغان سور اور خواص خان کہ اُن کے امرائے کبار سے تھے آنحضرت سے ارادت صادق رکھتے تھے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے بھی آنحضرت سے محبت اور اخلاص بہم پہونچا کر اُس پہاڑ مین ایک شہر موسوم بہ فتح پور بنا فرمایا اور بارہ برس تک اُسے تختگاہ کر کے شیخ کے

مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت تکلف کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ شیخ کی مجلس مین اکثر حاضر ہوکر شیخ کی تعظیم اور تکریم مین کوشش کرتے تھے اور جب آن حضرت سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین برحمت حق واصل ہوے آن حضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین سجادہ نشین ہوے اور بعد چند روز کے مکہ مین جاکر وفات پائی ان کا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا وہ اس سبب سے کہ اُن کی والدہ نے نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا اُس بادشاہ صوری اور معنوی کے عہد مین مرتبہ بزرگی اور امارت پر پہونچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے وہ ایک اہل غدر کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدر الدین کا فرزند کہ علاء الدین نام رکھتا تھا بخطاب اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم چشتی کی نسبت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے یون ہی شیخ سلیم بن بہاء الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسی بن شیخ مودود بن شیخ بدر الدین بن شیخ فرید الدین مسعود المشہور بگنج شکر قدس اللہ اسرارہم ورفع درجاتہم فی القدس ان اوراق کے ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ چشت مین سواے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ بہت ہین کہ احوال اُن کا فقیر کی نظر سے نہین گذرا مثل مولانا شیخ جمال ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ بدر الدین سلیمان اور شیخ علاء الدین اور مولانا فخر الدین اور شیخ شہاب الدین امام اور دوسرے بہت مشائخ کہ نام اُن کے فقیر کے گوش زد نہین ہوے اس صورت مین اگر توفیق رہبری کرے گی اور وہ کتاب کہ مشتمل اُن کے حالات پر ہو نظر سے گذرے گی خلاصہ اس کا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا جس شخص کو فرصت ہووے تحریر کرکے ملحق کرے کہ فقیر ممنون تلطف ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان کے بیان مین
ذکر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کا

ابیات

آن محرم راز لامکانی	موصوف صفات جاودانی	افلاک بزیر پاے کردہ
در عالم عشق جاے کردہ	جا رفتہ از فناے توحید	پاکوفتہ در مقام تمہید
باطن بہویت وحقیقت	ظاہر بشریعت وطریقت	آہن پاک گزیدہ مشائخ
وان مردم دیدہ مشائخ	سلطان سریر ملک تمکین	یعنی کہ بہاے ملت ودین

زبدۃ الاتقیا خلاصۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز مشائخ کبار سے ہین ہندوستان اُن کے غبار آستان سے سر رفعت کا آسمان پر رکھتا ہے اور جد بزرگوار آنحضرت کے کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم کی طرف آئے اور وہان سے قبۃ الاسلام ملتان مین تشریف لاکر ساکن ہوے اور چونکہ جد آپ کے صلاح اور تقوی مین کمال رکھتے تھے باشندے وہان کے اُنکے

سنے سے نہایت محظوظ ہوے اور مریدون کے مانند باعزاز واکرام پیش آئے اور کمال الدین
علی شاہ نے وہان استقامت فرمائی اور قلعہ کوٹ کرورمین جس کو سلطان محمود نے فتح کیا تھا
ولانا حسام الدین ترمذی رہتے تھے جو چنگیز خان کے فتنہ مین ترمذ سے جلاے وطن ہوکر یہان
لعہ کوٹ کرورمین آئے تھے کمال الدین علی شاہ اُن کی دختر پاکیزہ گوہر کو اپنے فرزند شیخ
جیہ الدین کے عقد ازدواج مین لائے اور شیخ بہاء الدین زکریا اُس دختر بلند اختر کے بطن مبارک
سے قلعہ کوٹ کرورمین ۵۷۸ھ پانسو اٹھتر ہجری مین پیدا ہوے اور شیخ علی الدین بیجاپوری نے
ذکرۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا اولاد مہیار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی
ن قصی سے ہین اور مہیار اسلام مین آئے تھے اور اُن کے بھائی مسمیان زمعہ اور عمرو اور عقیل بحالت
فر جنگ بدر مین قتل ہوے تھے اور سودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ازواج مین تھین بیٹی
زمعہ کی ہین الغرض جب شیخ بہاء الدین زکریا بارہ برس کے ہوے شیخ وجیہ الدین اس دار ناپائدار
سے کوچ کرکے رحمت حق مین واصل ہوئے اور شیخ بہاء الدین زکریا نے سفر خراسان کا اختیار
یا اور وہان عارفون کی صحبت مین پہونچکر فیضیاب ہوے اور بخارا مین جاکر علوم ظاہری کی تحصیل مین
شغول ہوے اور مرتبہ اجتہاد کو پہونچے اور شہرت عظیم پائی پندرہ سال کی عمر مین خلائق کی تدریس
ور افادۂ علوم مین مصروف ہوے چنانچہ ہر روز ستر مرد علما اور فضلا اُن سے استفادہ کرتے
تھے بعد اُس کے مکۂ معظمہ مین جاکر حج مناسک بجالائے اور ایک راوی کہتا ہے کہ آن حضرت
دینۂ رسول اللہ مین پانچ برس مجاور رہے اُس کے بعد شیخ کمال الدین محمد یمنی کے پاس کہ محدثین
مانہ سے تھے تین برس مدینۂ منورہ مین تدریس حدیث فرماتے رہے تھے کتب حدیث کو پڑھکر
ور اجازت حاصل کرکے بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام کی
یارت سے مشرف ہوکر بغداد مین آئے اور وہان کے مشائخ کی زیارت کرکے شیخ الشیوخ
شہاب الدین عمر سہروردی کی صحبت کے فیض سے مشرف ہوے اور بروایت شیخ نظام الدین
ولیا سترہ روز مین خرقہ خلافت کا حاصل کیا کہتے ہین کہ جب شیخ بہاء الدین زکریا بقصد حصول قرب
نایت اور خرقہ خلافت شیخ الشیوخ کی مجلس مین حاضر ہوے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ مین یہ واقعہ
یکھا کہ ایک مکان ہے منور سرور کائنات صلوات اللہ علیہ اُس مین تشریف رکھتے ہین اور شیخ الشیوخ
یخ شہاب الدین عمر بطریق حجاب آپ کے روبرو ایستادہ ہین اور اس مکان مین ایک طناب
ندھی ہوئی ہے اور خرقہ چند اُس طناب پر آویزان ہین بعد اُس کے خلاصۂ موجودات نے شیخ الشیوخ
کے ذریعہ سے شیخ بہاء الدین کو اپنے روبرو بلایا اور شیخ الشیوخ نے اُن کا ہاتھ پکڑکے مسند نشین
رگاہ نبوت کے قدمبوس سے مشرف کیا اور آنحضرت نے شیخ الشیوخ کو اشارہ کیا کہ فلان
رقہ شیخ بہاء الدین زکریا کو پہنا شیخ الشیوخ نے حضرت کے فرمان کے بموجب عمل کرکے دوبارہ
خ کو پاے بوس اقدس سے سربلندی بخشی اور وہ جناب بسبب اس خواب کے شیخ الشیوخ کے

خرقہ کے امیدوار ہوکر خوش حال ہوے قضارا علی الصباح اُن بزرگوار نے شیخ بہاءالدین زکریا کو مکان کے اندر طلب کیا اور اُس مکان کو ساتھ اُس وضع کے جو خواب مین دیکھا تھا مشاہدہ کیا اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر نے اُٹھکر اپنے ہاتھ سے وہ خرقہ کہ حضرت رسالت پناہ نے اشارہ سے فرمایا تھا طناب سے اُٹھا کر اُنھین پہنایا اور یہ فرمایا یا باشیخ بہاءالدین زکریا یہ خرقے حضرت نبوت پناہی کے ہین اور مین درمیان مین متوسط ہون بے اجازت آنحضرت کے کسی کو نہین دیسکتا ہون شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب چند روز مین شیخ بہاءالدین زکریا کو یہ نعمت عظمےٰ نصیب ہوئی وہ مورد لیش جو مدت مدید سے شیخ الشیوخ کی ملازمت مین حاضر تھے متعجب ہوے کہ ہمین باوجود خدمت چند سالہ کے یہ دولت نصیب نہوئی اور بندی فقیر نے بمجرد پہونچنے کے یہ سعادت حاصل کی بعد اس کے شیخ الشیوخ نے عالم کشف مین یہ امر دریافت کرکے درویشون سے فرمایا کہ تم لوگ لکڑی تر کے مانند ہو اور زکریا بمنزلہ ہیزم خشک ہے اور آگ خشک لکڑی کو جلد تر پکڑتی ہے بعد اس کے شیخ الشیوخ نے شیخ بہاءالدین زکریا کو وداع کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ ملتان مین جاکر سکونت کرو کہ اُس ملک کے باشندون کی ہدایت تم سے رجوع ہوئی ہے کہتے ہین اُس وقت مین شیخ جلال الدین تبریزی کہ خدمت مین شیخ الشیوخ کے حاضر تھے عرض پیرا ہوے کہ مجھے شیخ بہاءالدین زکریا سے کمال محبت ہم پہونچی ہے اگر ارشاد ہو اُن کی صحبت مین رہ کر ہند کی سیر کرون شیخ الشیوخ نے رخصت فرمایا لیکن شیخ جلال الدین تبریزی خوارزم تک ہمراہ گئے اور وہان اجازت لے کر اُس حدود مین توقف کیا اور شیخ بہاءالدین زکریا ملتان مین جاکر متاہل ہوے اور شیخ صدرالدین عارف اور دیگر فرزند بھی آفریدگار عالم نے انھین کرامت فرمائے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مرید بہت ہین ازانجملہ ایک سید جلال بخاری ہین احوال اُن کا مرقوم ہوگا اور دوسرے آن حضرت کے مریدون سے شیخ فخرالدین اور شیخ ابراہیم عراقی ہین اور شیخ ابراہیم عراقی اٹھارہ برس کے سن مین اپنے مدرسہ مین جو نہایت پرتکلف تھا بیٹھکر درس دیتے تھے اور طلبہ کو فیض پہونچاتے تھے ان دنون مین ایک جماعت قلندرون سے مدرسہ مین آن کر اُن کی ملاقات سے شرف یاب ہوئی اور جو کہ اُس جماعت مین ایک مرد صاحب جمال تھا شیخ کی نگاہ جو ہین اُس پر پڑی دل اُنکا سے جاتا رہا درس و بحث کو ترک کرکے اُن کی ہمراہی مین مشغول ہوے اور جب تین چار روز کے بعد قلندر اُس حال سے واقف ہوے خراسان کا راستہ لیا شیخ ابراہیم عراقی بیتاب ہوکر دو تین روز کے بعد اُنکی تلاش مین روانہ ہوے اور اُن کے پاس پہونچکر ارادہ رفاقت کا کیا قلندرون نے عرض کی آپ مرد بزرگ ہین قلندران ابرو تراش کے ساتھ کیونکر صحبت برآر ہوگے شیخ ناچار ہوکر چار ابرو ترشوا کر اُن کا لباس پہنکر رفیق ہوے اور اُس جماعت کے ہمراہ سیر کرتے ہوے ملتان مین پہونچے اور شیخ بہاءالدین زکریا کی خانقاہ مین گئے جب نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی عراقی کو آپ نے پہچانا اور متعجب ہوے کہ یہ معاملہ کیا ہے بعد اُس کے

ہمت مصروف فرمائی کہ انھین لباس قلندری ترک کرا کے اُس لڑکے کی قید عشق سے نجات بخشین
قضارا شیخ کو خبر پہونچی کہ قلندران مسافر ملتان سے نکل گئے اور شیخ نے تامل کیا اس درمیان مین ایک
آندھی نہایت عظیم کہ کسی نے نہ دیکھی تھی اٹھی اور گرد و غبار کی کثرت سے دن نے لباس رات
کا پہنا فضاے عالم تیرہ و تاریک ہوا قلندرون کی جماعت جس راہ مین کہ جاتی تھی تاریکی کی شدت
سے سراسیمہ اور بدحواس ہوئی اور خبر ایک دوسرے کی نہ رکھکر متفرق اور پریشان ہوکر ہر ایک طرف
جا پڑی اور شیخ ابراہیم عراقی بے قصد و ارادہ ایسے راستہ مین پڑے کہ وہ بے اختیار شیخ
بہاء الدین زکریا کے مکان پر پہونچے اور شیخ نے مقتضاے باطن سے دریافت کرکے خادم کو بھیجکر
انھین خانقاہ مین طلب کیا اور ابراہیم عراقی کو اپنے آغوش مبارک مین کھینچا جب شیخ کا سینہ اُن کے
سینہ پر پہونچا اُسی وقت قلندر بچہ کی محبت ابراہیم عراقی کے دل سے دور ہوئی اور شیخ نے
انھین اپنے لباس خاص سے مشرف فرمایا اور اُن کے رہنے کے واسطے ایک حجرہ مقرر کرکے
تربیت مین مشغول ہوے اس کے بعد شیخ نے اپنی دختر کریمہ عفت اور پرہیزگاری مین اپنے وقت
کی رابعہ تھی اُن کے عقد نکاح مین دی اور ابراہیم عراقی اور پیر محمد شہریار جو بھانجے شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے وہ ہمیشہ سادہ عذارون کو بہ نظر پاک دیکھتے تھے ایک
روز اہل اغراض نے شیخ الشیوخ سے عرض کی کہ ابراہیم عراقی ایک مغلبچہ کے لڑکے کے روبرو بیٹھکر
نظارہ کرتا ہی شیخ الشیوخ نے بلاکر ملامت کی اور فرمایا اے ابراہیم عراقی دوئی دیکھتا ہی کہ اس کام
مین مشغول ہی اُٹھا اور پرہیز کرا اور ابراہیم عراقی نے کہا اے شیخ غیر کہان ہی جو تو کہتا ہی اور دیکھتا ہی
شیخ شہاب الدین اس گستاخی سے رنجیدہ ہوے اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھکر ایک مدت زار زار
روتے رہے یہان تک کہ شیخ الشیوخ اُن سے راضی ہوئے اور انھین شیخ بہاء الدین زکریا
کے پاس ملتان مین روانہ کیا چنانچہ ابراہیم عراقی ملتان مین پہونچے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی
کہ پچیس برس اُن کی خدمت مین بسر لے گئے اور سلوک یعنی ریاضت اور عبادت مین مشغول
رہے اور فتوح حد سے زیادہ حاصل کی اور اُن دنون مین اشعار پرسوز کہتے تھے اور شیخ بہاء الدین
زکریا کو اُس کلام سے وجد اور حال پیدا ہوتا تھا اور شیخ کا ایک شب گذر ابراہیم عراقی کے
حجرہ کی طرف ہوا زمزمہ اس غزل کا سُنا

غزل

نخستین بادہ کاندر جام کردند	زچشم مست ساقی وام کردند	برا ے صید مرغ جان عاشق
نزلیف ماہرویان دام کردند	بعالم ہر کجا بانگ و ملامست	بہم بردند و عشقش نام کردند
زہر لعل مستان از لب و چشم	مہیا شکر و بادام کردند	چو خود کردند راز خویشتن فاش
	عراقی را چرا بدنام کردند	

شیخ کو اس غزل کے سننے سے وجد و حال عجیب ظاہر آیا اور منقول ہی کہ ابراہیم عراقی اُن دنون
مین شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت مین بسر لے جاتے تھے زوجہ اُن کی کہ دختر شیخ کی تھی فوت ہوئی

اور شیخ نے چاہا کہ دوسری دختر جو اُس سے چھوٹی تھی ابراہیم عراقی کے حبالۂ نکاح مین دیدین لاوین اپنے بڑے فرزند شیخ صدرالدین عارف سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے جواب دیا مین نے ایک روز ابراہیم عراقی کو ساباط خانقاہ پر دیکھا تھا کہ کٹا ہوا اور پیراہن کو اُٹھا کر کسب ہوا کرتا ہے ایسا شخص لائق پیوند کے نہین ہے اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بہ نیت حج بیت اللہ ملتان سے برآمد ہوے اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد روم کی سمت روانہ ہوے اور شہر قونیہ مین شیخ صدرالدین عارف کو دیکھکر کتاب فصوص اُن سے پڑھی اور نسخہ لمعات لکھا اور روم مین حسن قوال پر کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بے نظیر رکھتا تھا عاشق ہو کر غزلین کہین چنانچہ یہ مطلع غزل کا اُن مین سے ہے

بیت

ساز طرب عشق چہ دانی کہ چہ سازست	کز زخمہ او نہ فلک اندر تگ و تازست

پھر وہان سے مصر مین گئے اور ایک موچی کے لڑکے کے حسن دلربا پر شیفتہ ہوے اور بعد اس کے ولایت شام مین جاکر شہر دمشق مین ایک امیرزادے پر عاشق ہوے اور وہان فرزندان کا کبیرالدین جو شیخ بہاءالدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آن کر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعدہ کی آٹھوین تاریخ سنہ سات سو اٹھاسی ہجری مین فوت ہوے قبر ان کی اور اُن کے فرزند کبیرالدین کی دمشق مین شیخ محی الدین عربی کے مزار کے پیچھے ہے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص مین سے ایک مرید امیر حسین نام قوم سادات سے ہین اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان مین پہونچکر مرید ہوے اور مقدمات علمی کو ساتھ کمال کے پہونچکر فارغ التحصیل ہوے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم تجرید مین قدم رکھا اور مال دنیوی سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دے کر ملتان مین آئے اور شیخ کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوے اور تین برس اُن کی خدمت مین رہ کر بہت کمال حاصل کیے اور اُن کی اکثر تصانیف مثل نزہت الارواح اور زادالمسافرین اور کنزالرموز وغیرہ شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہین اور شیخ بہاءالدین زکریا اور اُن کے فرزند شیخ صدرالدین عارف کی مدح کتاب کنزالرموز مین کہی ہے

ابیات

شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا	واصل حضرت ندیم کبریا	مفخر ملت بہاء شرع و دین
جان پاکش منبع صدق و یقین	از وجود او بہ نزد دوستان	جنت الماوا شدہ ہندوستان
منکر و از نیک و از بد تا فتم	این سعادت از قبولش یافتم	زخمت ہستی چون برون بردن برد ایمان
کرد پرواز ہما بر آشیان	آن بلند آوازۂ عالم پناہ	سرور عصر افتخار صدر گاہ

صدر دین و دولت آن مقبول حق	نہ فلک برخوان جودش یک طبق

اور میر حسین چھٹی شوال سات سو اٹھارہ ہجری مین ہرات مین فوت ہوے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون سے شیخ حسن افغان ہین کہ احوال اُن کا عنقریب مذکور ہوگا نقل ہے کہ قطب الدین ایبک

ف شیخ صدرالدین عارف کی بھی شیخ نے خصوص مشہور کردہ قونوی کے جاسنے ہین ظاہر ہوا کہ حضرت علاوہ شیخ صدرالدین عارف ملتانی ہون یا اور حضرت وہان پہونچے گئے ہون واللہ تعالے اعلم ۱۲

نے شمس الدین التمش کو آزاد کیا اور چتر سرخ اور سیاہ اور خرگاہ خاص سلطان معزالدین محمد سام غوری کی اُسے بخش کر ولیعہد کیا اور حکومت شہر اوچہ اور ملتان کی ناصرالدین قباچہ کو دے کر شمس الدین التمش کی اطاعت کے واسطے وصیت فرمائی قضارا ناصرالدین قباچہ نے بعد وفات قطب الدین ایبک بغاوت کر کے شمس الدین التمش کی کہ دہلی کا بادشاہ تھا اطاعت نکی اور ماوراء اس کے شرع محمدی کے رواج مین بھی ساعی نہ ہوا اُس کے متعلقون نے فسق و فجور شروع کیا شیخ بہاءالدین زکریا اور قاضی شرف الدین اصفہانی عامل ملتان نے شمس الدین التمش کے پاس مکاتیب مشتمل اظہار مخالفت ناصرالدین قباچہ اور عدم رواج شریعت تحریر کر کے ارسال کیے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصرالدین قباچہ کے آدمیون کو دستیاب ہوے اور ناصرالدین قباچہ اُن خطوط کو پڑھکر خط سپیدہ کے مانند بیتاب کر کے طیش مین آیا اور آدمی شیخ بہاءالدین زکریا اور قاضی کی طلب مین بھیجے جب دونون بزرگوار حاضر ہوے شیخ کو اُس نے اپنے پہلو مین بٹھایا اور قاضی کو بھی اپنے برابر بٹھا کر اُن کا خط اُن کے حوالہ کیا قاضی اُسے دیکھکر شرمندہ اور سرنگون ہوے ناصرالدین قباچہ نے قاضی کو اُسی وقت تیغ ظلم سے قتل کیا اس کے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ نے فرمایا کہ البتہ یہ خط میرا ہی لیکن مین نے اُسے فرمان حق کے موافق لکھا ہی تو کیا کر سکتا ہے ناصرالدین قباچہ یہ کلام سنکر کانپنے لگا اور شیخ کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور نقل ہی کہ عبداللہ نام ایک قوال رودم سے ملتان مین آیا اور شیخ کی ملازمت کر کے عرض پیرا ہوا کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے میری آواز سُنی ہی آپ بھی اگر سماعت فرماتین تو بندہ نوازی سے بعید نہوگا شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سنا ہی زکریا بھی سُنے گا اور پھر رات گئے حضرت حجرہ مین تشریف لائے اور مجلس سماع کی منعقد ہوئی عبداللہ قوال نے یہ بیت بتکرار ادا کی بیت

مستان کہ شراب ناب خوردند		از پہلوے خود کباب خوردند	

شیخ وجد مین آن کر ایستادہ ہوے اور چراغ آستین سے بجھایا عبداللہ قوال سے منقول ہی کہ جب شیخ اثناے سماع مین میرے قریب آئے آنحضرت کے دامن کے سوا اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور دوسرے دن عبداللہ قوال خلعت گرانمایہ اور بیس روپیہ نقد پاکر اجودھن کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر شیخ فریدالدین گنج شکر سے قدمبوس ہوکر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور پھر عرصۂ قلیل مین قصبہ اجودھن مین مراجعت کر کے ملتان کی رخصت طلب کی اور یہ عرض کی کہ راستہ مخوف ہی امیدوار دعا کا ہون شیخ نے ارشاد کیا یہان سے فلان تالاب تک میرا علاقہ ہی بعد اس کے شیخ بہاءالدین زکریا سے تعلق رکھتا ہی عبداللہ قوال زمین خدمت کو بوسہ دے کر روانہ ہوا جب اُس تالاب کے قریب پہونچا ایک جماعت راہزنون کی مع شمشیرہاے برہنہ نمودار ہوئی عبداللہ قوال کو حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا کلام یاد آیا باآواز بلند پکارا یا شیخ بہاءالدین زکریا میری مدد فرمایئے یہ کہتے ہی راہزن غائب ہوے جس روز عبداللہ قوال ملتان مین پہونچ کر شیخ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوا حاضر

سُرخ سقرلاتی پہنے ہوے تھا شیخ نے فرمایا کہ سُرخ لباس شیطان کا ہی کیون پہنا ہی عبداللہ
کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام بے ادبانہ زبان پر لایا کہ لوگون کے پاس خزانے نامحصور موجود ہین
نظر نہین کرتے پر آنے کمل کو جسکی قیمت نیم تنکہ سے بھی کم ہی عیب فرماتے ہین شیخ نے فرمایا کہ اے عبد
ہوش مین آ اور وہ اضطراب کہ چورون کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یاد کر عبداللہ قوال یہ کا
صدق انجام سنکر استغفر اللہ کہتا ہوا شیخ کے قدم مبارک پر گرا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا صدر الد
عارف سے نقل کرتے ہین کہ مین ایک وقت مولانا نجم الدین سنائی کے پاس گیا مجھ سے پوچھ
آج کل کیا شغل رہتا ہی مین نے عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہون مولانا نجم الد
نے فرمایا کشاف اور ایجاز کو جلا اور عمدہ کا شاغل رہ اور جب مولانا صدر الدین عارف ہو
نجم الدین کی خدمت سے رخصت ہوے شیخ بہاء الدین زکریا کی حضوری مین حاضر ہوکر تمام ماجر
بے کم وکاست عرض کر کے کہا کہ مولانا نجم الدین نے یون فرمایا ہی شیخ نے کہا ہان یون ہی ہی اور یہ
سبب اُس کا جیسا کہ شیخ صدر الدین عارف سے داستان مین مرقوم ہوا یہ تھا کہ کشاف اور ایجاز
کے منع کرنے کا سبب اس کے سوا اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے واقعہ
مین دیکھا ہوگا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہی اور ایجاز کے بارہ مین بھی اسی قبیل سے
کچھ ہوگا الغرض جو سبب اس کا معلوم نہ تھا مولانا صدر الدین کو یہ بات شاق گذری اور رات کو اُن
تینون کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہوے اور جب خواب نے غلبہ کیا عمدہ کو دونون کتاب پر رکھ
سو رہے اور شعلہ چراغ سے کشاف و ایجاز دونون جلکر خاکستر ہوئین اور عمدہ آگ کی آفت سے محفوظ
اور سلامت رہی مولانا حسام الدین حاجی سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدون سے تھے منقول
کہ خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہاء الدین زکریا کے مخلصون سے تھے اور وہ نہایت متمو
تھے اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جرون سے بندر عدن کی عزیمت
مین جہاز پر سوار ہوے ناگاہ باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا مستدل ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہو
خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی نے بعجز تمام حضرت شیخ بہاء الدین زکریا سے توجہ کی اور مدد
طلبگار ہوے اُسی وقت شیخ نے جہاز مین حاضر ہوکر اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور تمائم
ہوے اور حکم خدا سے باد مخالف ساکن ہوئی جہاز بندر عدن مین سلامت پہونچا اور تما
سوداگرون نے از روے صدق اور اخلاص کے ثلث مال اپنا خواجہ کمال الدین مسعود
شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت مین پہونچا دے خواجہ نے وہ مال لے کر نصف جوا
اپنا بھی شیخ کے واسطے علیحدہ کر کے خواجہ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھ
ملتان کی طرف بھیجا خواجہ فخر الدین گیلانی جب آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُس جناب کو اُسی صورت
اور لباس سے کہ جہاز پر مشاہدہ کیا تھا دیکھکر زیادہ تر معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ رو
کے تھا پیشکش کیا حضرت نے وہ مال تین روز کے عرصہ مین فقرا اور مساکین پر قسمت کیا اور

خواجہ فخر الدین گیلانی نے یہ حال مشاہدہ کرکے حد سے زیادہ اعتقاد و ہم پہونچایا اور تمام مال اپنا
شیخ کی نذر کرکے حضرت کے سلک مریدون مین منتظم ہوے اور بعد عرصۂ قلیل واصلان حق
سے ہوکر خرقہ خلافت کا پایا اور پچیس برس شیخ کی خدمت مین بسر کئے آخر رخصت لے کر مکہ معظمہ
کی طرف متوجہ ہوے اور بندر جدہ مبارک مین پہونچکر رحمت حق مین واصل ہوے اور اسی مقام
مین مدفون ہوے اور آج تک اکثر لوگ وہان نذر لے جاتے ہین اور اُن کی روح پر فتوح
سے استعانت چاہتے ہین شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی سے منقول ہی کہ ایک وقت
شیخ بہاء الدین زکریا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت سے رخصت ہوے
اور ایک روز اثناے راہ مین ایک مسجد مین نزول کیا اُس مقام مین ایک جماعت قلندران جو[1] الق
پوش کرلباس سید جلالی مجرد کا ہی فروکش ہوے اور جب رات کے وقت شیخ عبادت سے
فارغ ہوے بعد مراقبہ شیخ کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اُس کا سپہر اعلیٰ کی طرف ساطع تھا
شیخ تعجب کرکے آہستہ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مرد خدا اس قوم کے
درمیان کیا کرتا ہی اُس نے جواب دیا اے زکریا ہر قوم مین ایک خاص ہوتا ہی کہ حق سبحانہ تعالے
اس قوم کو اُسے بخشتا ہی اور وہ سید عالی نسب اور عالم اور فاضل اور مجذوب تھے اسم مبارک
اُن کا عبد القدوس اور موصل کے فرزند تھے اور وہاط مین سید جمال الدین مجرد کی قبر پر لباس قلندرانہ
پہنا تھا شیخ نے انھین لباس قلندری سے برآورد کرکے مقام[2] عالم جذبہ سے عالم سلوک کیطرف پہونچایا اور مقبرہ
اُن کا قصبہ ناہن مین جو یزد اور اصفہان کے مابین ہی واقع ہوا اور سید جلال مجرد ساوجی تھے اور ایک
مدت مصر مین مفتی رہے جو مشکل لوگون کو مسائل مین پیش آتی تھی سید جمال بغیر کتاب دیکھے جواب
دیتے تھے چنانچہ مصر کی خلقت انھین کتاب خانہ روان کہتے تھے اور کہتے ہین آخر ش انھین جذبہ
اور ایسی حالت پیدا ہوئی کہ ریش و بروت ترشوا کر وہاط مین جو مصر سے سات یا آٹھ منزل ہی اور حضرت
یوسف علیہ السلام کے عہد سے اس وقت تک ویران تھا جاکر بیہوش ہوے اور بعد چند روز کے
کچھ ہوش مین آن کر مبہوت کے مانند بیٹھے اور روزہ نماز نہ کرتے تھے اور علماے مصر وہان جاکر
انھین ملحد اور رافضی کہنے لگے اور رانگا گرم کرکے جب اُن کے حلق مین ڈالا کچھ صدمہ انھین
نہ پہونچا اُن کی ایذا رسانی سے دست کش ہوکر معتقد ہوے لیکن قول صحیح یہ ہی کہ سید جمال مجرد
بصفت حسن و جمال سے بھی موصوف تھے چنانچہ مصری انھین یوسف ثانی کہتے تھے اور جس طور
سے زلیخا حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھی اُسی طرح سے ایک عورت امراے مصر سے
سید جمال مجرد پر مفتون ہوئی اور آن حضرت اُس سے بہ تنگ آکر مصر سے وہاط کی طرف
بھاگ گئے اور وہ عورت فرط تعشق سے بیتاب ہوکر اُن کے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ خبر
سید جمال مجرد کو پہونچی مضطرب ہوے اور دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کرکے اپنے
زوال حسن کی استدعا کی اور وہ دعا شرف اجابت سے مقرون ہوئی موے ریش و بروت اور

[1] لہ جو ان جمع خلق بمعنی جوان مہندی گوئی "

ابر دکے تمام گر گئے اور عورت نے جب اُنھین اس ہیئت سے دیکھا رو گردان ہوکر مصر مین واپس گئی اور سید اس بلاے ناگہانی سے نجات پاکر اس مقام مین ساکن ہوے چنانچہ مقبرہ اُن کا وہین ہی اور جماعت قلندرون کی وہان رہتی ہی اور ہنگامہ برپا رکھتی ہی اور نقل ہی کہ ایک رات شیخ بہاءالدین زکریا اپنے خلفا کے درمیان مین بیٹھے تھے اُن سے یہ خطاب کیا کہ تم مین ایسا کوئی شخص ہی کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت مین تمام قرآن مجید پڑھے سب خاموش ہوے شیخ نے دوگانہ مین قیام کیا اول رکعت مین ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت مین چار پارہ پڑھکر بعد جلسے سلام کہا اور بارہا فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میسر نہوا توفیق ایزدی سے مجھے میسر ہوا مگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہی کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے اور مین ہر چند کوشش کرتا ہون یہ دولت میسر نہین ہوتی ہی تین چار پارہ رہجاتے ہین اور منقول ہی کہ شیخ بہاءالدین زکریا جس مرید کو قبول کرتے تھے فرماتے تھے کہ ہر دری و سرسری نچا ہے ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہیے تو گوہر مقصود دستیاب ہوا ایک روز کا مذکور ہی کہ ایک مسافر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اُس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور ماحضر[1] اس کے واسطے نہ طلب کیا مسافر نے کہا حدیث مین وارد ہی من زار حیا دلم یرزق شیئا فقد زار میتا شیخ نے کہا خلق کی دو قسم ہین عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہین ہی اور اُن کی زیارت اعتبار نہین رکھتی اور خواص بقدر حال مجھ سے فیض پاتے ہین نقل ہی کہ شیخ کے مریدون مین سے شیخ بدر سجستانی تھے اور لاہور مین رہتے تھے ایک روز کہ یوم عید تھا عیدگاہ مین نماز پڑھنے جاتے تھے اُنھون نے آسمان کی طرف منھ کرکے عرض کی بار خدایا ہر غلام اپنے مالک سے عیدی مانگتا ہی اور مین بھی تجھ سے مانگتا ہون تو خزانہ غیب سے مجھے عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ خط سبز آسمان سے نازل ہوا اور اُس مین تحریر تھا کہ ہم نے آتش دوزخ تجھپر حرام کی اور اُس کی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا عیدگاہ کے تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُن مین سے یہ عرض کی ای شیخ تو نے عیدی اپنی پائی اب مناسب ہی کہ تو مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرمائے شیخ بدر سجستانی نے جب یہ کلام سنا فورًا وہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآورد کرکے اُسے بخشا اور فرمایا کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہو اور قیامت کے دن مین جانون اور آتش دوزخ اور شیخ لطائف اولیا سے نقل ہی کہ شیخ بہاءالدین زکریا نے اواخر مین بخلاف اوائل کے روزہ دائمی اور بھوکی ریاضت برطرف کی چنانچہ اُن کے باورچی خانہ مین قسم قسم کا طعام لذیذ پکتا تھا آپ ہر مسافر اور مہمان کے ساتھ بمقتضاے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا طعام ہاے لذیذ تناول کرتے تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ خدا کی نعمت بہ رغبت تمام کھاتا ہی خوش حال ہوتے تھے الغرض ایک دن دسترخوان اُن کے روبرو بچھا تھا جب اس درمیان مین درویشون کے ساتھ

ہمکاسہ ہوے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ روٹی شوربا مین ریزہ ریزہ کرکے کھاتا ہی شیخ نے فرمایا بہترین طعام یہ مرد کھاتا ہی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت طعام ثریدہ اور طعامون پر مثل میری فضیلت کے ہی اور انبیا پر اور نقل ہی کہ ایک مرید شیخ کا ایک موضع دہات ولایت لاہور مین رہتا تھا اور اُس قریہ کے قریب ساحل دریا تھا غلہ بوکر اوقات بسر کرتا تھا ایک وقت دہان کے تحصیلدار نے اُس کی زراعت کی جریب سے پیمائش کی اور یہ بات کہی کہ کچھ اپنی کرامات دکھایئے یا بزرگان امسال اور سنوات گذشتہ کا بیباق کیجیے مرید نے ہرچند عذر کیا کہ اسے معاف کر فائدہ نہ بخشا درویش ایک لحظہ سر مراقبہ مین لے گئے کچھ دیر کے بعد اُٹھاکر فرمایا کہ کیا چاہتا ہی شحنہ نے کہا مجھے یہ منظور ہی کہ آپ اس پانی پر قدم رکھکر اس پار عبور کرین یا زراعتے سال کا بیباق فرمائین آخر کو درویش نے شیخ بہاء الدین زکریا سے ہمت چاہی اور بسم اللہ کہکر قدم پانی پر رکھا اور جس طور سے انسان زمین پر چلتا ہی دریا سے عبور کیا اور اُس پار پہونچکر تجدید وضو کرکے دوگانہ شکر کا بجالائے اور پھر اپنی سواری کے واسطے کشتی طلب کی لوگون نے عرض کیا جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے اُسی نہج سے چلے آیئے فرمایا ڈرتا ہون کہ نفس خوش ہوکر عجب و نخوت نہ پیدا کرے پھر لوگ کشتی لے گئے شیخ نے سوار ہوکر مراجعت کی اور نقل ہی شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین زکریا عین مشغولی مین باواز بلند نعرہ زن ہوے کہ ابھی شیخ سعید الدین حموی نے دار دنیا سے رحلت فرمائی اور حقیقت مین ویسا ہی ہوا تھا اور منقول ہی کہ جب مولانا قطب الدین کاشانی ماوراء النہر سے ملتان مین تشریف لائے شاہ ناصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک محلسرا یا مدرسہ اُن کے واسطے تعمیر کیا اور مولانا کہ علامۂ زمان تھے نماز فجر کی اُس مدرسہ مین ادا کرکے درس مین مشغول ہوتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کہ اُن کا ابتداے حال تھا ہر روز صبح کی نماز کے وقت دہان حاضر ہوتے تھے اور فجر کی نماز مولانا کے پیچھے پڑھتے تھے ایک دن مولانا نے اُنسے پوچھا کہ تم کیونکر یہ تمام راستہ طی کرکے ساتھ میرے اقتدا کرتے ہو شیخ نے کہا مین اس حدیث پر عمل کرتا ہون من صلی خلف عالم فکانما صلی خلف نبی مرسل مولانا ساکت ہوے دوسرے دن جب شیخ صبح کے وقت اپنی عادت کے موافق حاضر ہوے مولانا ایک رکعت نماز ادا کرچکے تھے کہ شیخ دوسری رکعت مین شریک ہوے جب مولانا تشہد مین بیٹھے شیخ نے سلام پھیرنے سے پہلے ایستادہ ہوکر اپنی دوسری رکعت شروع کرکے نماز تمام کی مولانا نے کہا کہ تم کیون امام کے سلام سے پیشتر برخاست ہوئے شاید امام کو سہو واقع ہوا ہو چاہیے کہ وہ سجدہ سہو کا بجالاوے لیکن جو مقتدی سلام سے پیشتر اُٹھے وہ سجدہ سہو کا نہین کرسکتا ہی شیخ نے کہا کہ اگر کسی کو نور باطن کے سبب معلوم ہووے کہ امام کو کچھ سہو واقع نہین ہوا ہی اُس کا اُٹھنا روا ہوگا مولانا نے کہا جو نور کہ احکام شریعت کے موافق نہین ہی وہ ظلمت ہی شیخ نے جب یہ بات سنی پھر نماز کو حاضر نہوے

سلہ مشہور ہی کہ امیر المومنین حافظ محمد تغلق کی فضیلت کا دعوے کرون مرد دانا سے پوچھا کہ بیان کی جیے شیر کو کھانون فضیلت ہی

اور منقول ہی کہ اُن دنون مین ایک عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہا کہ آپ کیون درویشون کی نسبت اعتقاد نہین لاتے ہین فرمایا اس سبب سے کہ مین نے ایک درویش ایسا دیکھا کہ اُس کا مثل نہین پایا کاشغر مین میرے قلم تراش کا دبنالہ ٹوٹ گیا مین نے بازارمین لے جاکر لوہارون کو دکھلایا کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کردو کہ عیب جوڑ کا نرہے سب نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا حالت اصلی سے کچھ کم ہوجاوے گا ایک لوہار اُن مین سے بولا کہ فلان محلہ مین ایک کاریگر نہایت پرہیزگار اور متقی ہی شاید وہ اسے درست کردے جب مین اُس کی دوکان پر پہونچا ایک پیر مرد کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہی پھر مین نے قلم تراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُس نے قلم تراش میرے ہاتھ سے لے کر فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ بند کرمین نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور کنکھیون سے دیکھا کہ قلمتراش اپنے ہونٹھ کے قریب لے گیا اور اُس پر دعا پڑھکر میرے حوالہ کی جب مین نے اُسے نظر غور سے دیکھا تو سابق سے بھی اُسے بہتر اور محکم تر پایا اُس وقت مین نے دفور اعتقاد سے اُس کے قدم پر سر رکھا اور قدری زر پیشکش کیا آنحضرت نے قبول نکیا جب مین نے بہت خوشامد اور الحاح کی فرمایا تیرا قلمتراش درست ہوا اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہ دے مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا ای مخدوم وہ پیر قلمتراش درست کرنے والا شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون سے ہی شیخ کی مین تربیت اور فیض برکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہونچا ہی مولانا قطب الدین متعجب ہوئے اور اس گفتگو سے جو نماز کے بارہ مین شیخ سے کی تھی پشیمان ہوے اور کچھ دنون کے بعد دہلی مین آن حضرت کی خدمت مین جاکر اپنی اوقات بسر کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ ایک دن حضرت شیخ اپنے حجرہ مین مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سربمہر اُس کے ہاتھ مین تھا وہ نامہ شیخ صدرالدین عارف کو دے کر کہا کہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت مین پہونچاؤ شیخ صدرالدین عارف سربمہر نامہ دیکھکر متحیر ہوے اور حجرہ مین جاکر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دے کر برآمد ہوے اور اُس شخص کو جو نامہ لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھکر جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور حجرہ کے چاروں گوشون سے یہ آواز برآمد ہوئی کہ دوست اپنے دوست کے جوار رحمت مین واصل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدرالدین عارف کے سمع مبارک مین پہونچا فورًا حجرہ مین جاکر اپنے والد کو دیکھا کہ مطمورۂ خاک سے معمورۂ پاک کی طرف سفر کی ہوے ہین اور یہ واقعہ سترھوین تاریخ صفر سنہ ۶۶۶ چھ سو چھیاسٹھ ہجری مین واقع ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ سعیدالدین حموی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ بہاءالدین زکریا اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ہمعصر تھے اول شیخ سعیدالدین حموی نے اس دار ناپائدار سے ارتحال کیا اور اُس کے تین سال بعد شیخ سیف الدین خضری روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوے اور اُس کے تین سال کے بعد شیخ بہاءالدین زکریا نے وفات پائی جب مین برس

سلہ وہ خضری اسی طرح فارسی مین بھی ہی اور مشہور ہی خرزی ہی شاید دونون نام شریف کسی تو سلے جاتے ہون ۱۲ امیر علی

کا اور عرصہ گذرا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے عالم فانی سے عالم باقی کی سمت انتقال فرمایا

ذکر شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ العزیز کا

ابیات

آن گہر معدن حق الیقین	تازہ ز آب کرمش باغ دین	دادہ ز پاکی بہ ملائک صلا
خرقہ وحدت بخلا و ملا	لجۂ مواج دل پاک او	عقل فرو ماندہ در ادراک او

صدر نشین گشت بعرش برین | گشتہ خطابش ز خدا صدر دین

انھیں عارف اس واسطے کہتے ہیں کہ ہر بار ختم کلام اللہ کرتے تھے سمند فکر کو زیادہ تر گرم عنان فرماتے تھے اور جس وقت تلاوت میں مشغول ہوتے تھے انھیں فوج فوج معانی کا سامنا ہوتا تھا اور وہ جناب ہمت عالی رکھتے تھے کہ مال دنیوی سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور جب آپ کے والد شیخ بہاء الدین زکریا کے آفتاب حیات نے مغرب ممات کی طرف رجعت کی آنحضرت کے شیخ صدر الدین عارف کے سوا چھ فرزند اور دو سری بی بی سے تھے جب شریعت غرا کے موافق متروکات تقسیم ہوئے اسباب و اجناس کے علاوہ ستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدر الدین عارف کو میراث پہونچا انھوں نے وہ تمام نقد و جنس اول روز فقرا پر تقسیم کر کے ایک درم اور دینار باقی نہ رکھا بعد اس کے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپ کے والد بزرگوار اس قدر نقد و جنس خزانہ میں نگاہ رکھتے تھے اور بآہستگی تمام اسے فقرا پر صرف کرتے تھے آپ کو انھیں کی روش پر عمل کرنا چاہیے جواب دیا کہ میرے والد ماجد جو دنیا پر غالب مطلق ہو گئے تھے اسباب دنیوی کے جمع آنے سے خوف نہ رکھتے تھے اور بتدریج تمام فقرا پر صرف کرتے تھے اور میں بھی اگرچہ اکثر اوقات غالب ہوں لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہوں لہذا اس کے جمع کرنے سے اندیشہ کرتا ہوں کہ مبادا مال دنیوی مجھے فریب دیوے اس لیے اسے اپنے پاس سے دور کرتا ہوں اور شیخ صدر الدین عارف بہت مرید صاحب جمال رکھتے تھے مثل شیخ جمال خندان اور شیخ احمد معشوق اور مولانا علاء الدین نجندی اور فرزند ارجمند حضرت کے شیخ رکن الدین ابو الفتح تھے اور یہ جو لوگوں کی زبانی نقل ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے رحلت کے وقت شیخ صدر الدین عارف سے وصیت فرمائی کہ شہر اوچہ میں ایک درویش نہایت کامل اور فاضل ہیں انھوں نے اب تک کسی درویش سے پیوند نہیں کیا اور ہمارے خاندان سے انھیں ایک نصیب وافر ہے اور اگرچہ وہ میرے پاس نہ آئے بعد میرے تمہارے پاس آویں گے اور اب تک انھیں جذبہ نے غلبہ کیا ہے جس وقت وہ تمہارے پاس آویں پہلے دن ان سے ملاقات اور مصافحہ نہ کرنا اور تین دن انھیں خلوت میں بٹھانا اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول کرنا اور جب وہ جذبہ کے غلبہ سے ہوش میں آویں تو اپنے روبرو انھیں بلانا اور جو کچھ ہم سے تمہیں پہونچا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین

عمر سہروردی کے خرقہ کے سوا نصف انہین دینا ظاہر یہ نقل بنائی ہوئی بعضی خلاف واقع ہی کیونکہ یہ بات میزان درویشی کے پلہ مین نہین سماتی ہی اور فقیر نے کسی کتاب مین صریح نہین دیکھا کہ وہ مجذوب کون تھے اور انجام اس کا کیا ہوا اور کتاب لوائح الفواد مین مرقوم ہی کہ شیخ صدر الدین عارف نے ابتداے حال مین اپنے والد ماجد کی خدمت مین عرض کی کہ اگر ارشاد ہو مین علم نحو کے استحکام کے واسطے کتاب مفصل جو صاحب کشاف کی تصنیف ہی پڑھون شیخ نے فرمایا کہ صبر کر کہ آج شب کو حال مصنف کا دریافت کرون اسی شب خواب مین دیکھا کہ صاحب کشاف کو فرشتہ زنجیر اور طوق مین مسلسل اور مطوق کر کے دوزخ کی طرف لیے جاتے ہین اپنے تئین اس واقعہ سے آگاہی دی شیخ صدر الدین عارف نے جب یہ بات سنی اُس کتاب کے پڑھنے کا ارادہ منسوخ کیا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ صاحب کشاف جو مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سبب سے عذاب مین مبتلا تھا اور مولانا امام الدین مبارک ملتانی اُستاد شیخ ابابکر دلق پوش سے منقول ہی کہ ایک روز شیخ صدر الدین عارف دریا کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسخ واقع ہی وضو کرتے تھے اور اُن کا بیٹا شیخ رکن الدین ابو الفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک غول ہرن کا پیدا ہوا اور ایک بچہ ہرنی کا اس کے درمیان مین تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو بچہ کی طرف راغب ہو کر اُس کے خیال مین مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدر الدین عارف نے وضو سے فارغ ہو کر دوگانہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلایا کہ قرآن شریف کا ربع پارہ سبق دے کر یاد کرائین اور وہ سعادت مند مصحف مجید کھول کر سبق پڑھنے مین مشغول ہوا اور عادت اُس صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ پڑھکر چوتھائی پارہ حفظ کر لیتا تھا اور اُس روز دس مرتبہ پڑھا یا دنہ ہوا شیخ صدر الدین نے صورت حال پوچھی بعضے حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اُس طرف سے گذرا اور اُس کے درمیان مین ایک ہرن کا بچہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مخدوم زادہ کو اُسکی طرف میل ہوا شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ غول ہرن کا کس طرف گیا ہی شیخ رکن الدین نے فی الفور عرض کی کہ بابا فلان طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُس طرف توجہ کی ناگاہ لوگون نے دیکھا کہ ایک ہرنی اپنا بچہ ساتھ لیے ہوے چلی آتی ہی جب قریب پہونچی شیخ رکن الدین نے دوڑ کر ہرن کے بچہ کو گود مین لیا اور سر اور آنکھین چوم کر پستان مادر اُس کے دہن مین چھوڑے تو دودھ پیے اور بعد اُس کے اُس مخدوم زادہ نے دوپہر مین کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ کیا اور اس ہرنی کو مع بچہ اپنی خانقاہ مین چھوڑ دیا چنانچہ وہ مدت مدید تک وہان رہی اور نقل ہی کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان خان کو کہ آخر بجان شہید مشہور ہوا چتر اور دربار دے کر ملتان کی طرف بھیجا اور وہ شیخ کی ملاقات کر کے ممالک کے انتظام مین مشغول ہوا اور اُس کی منکوحہ جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن شمس الدین التمش کی دختر تھی اور زیور عفت و عصمت سے آراستہ تھی محمد سلطان خان شہید کی شراب کی کثرت سے ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان

سلہ مولف کشاف کا عقیدہ فاسد تھا اصلیت صحیح سے ناواقف اور ضعیف بلکہ موضوعات سے بہرہ ہونا اور کتاب کا نفیس ہونا اپنی رائے سے بیان کرنا عوض فلک ۱۲۱۲ ۱۲ ۱۲

نے بسبب اتفاق اُس عفیفہ سے بخشش بہم پہونچا کر تین طلاق دے کر مطلقہ کیا اور بعد تین روز کے اُس کی مفارقت سے کیونکہ بہت خوبصورت تھی بیتاب ہوکر شہر کے عالمون کو طلب کیا اور اُنسے مسئلہ پوچھا بعین نے عرض کی کہ جب تک اُس عورت مطلقہ کو دوسرے کی رفاقت واقع نہووے رجوع درست نہین ہی محمد سلطان خان شہید کہ شاہزادہ تُنک مزاج تھا نہایت آشفتہ ہوکر مسند سے اُٹھا اور خلوت مین جاکر قاضی امیرالدین خوارزمی سے جو شاہزادہ کے محرم اور ہمدم تھے یہ بات کہی کہ اگر خلاف شریعت اس عورت کو اپنی خدمت مین لاتا ہون تو دوزخ کے عذاب اور باپ کے عتاب کا خوف ہی اور جو اُسے علیحدہ رکھتا ہون تاب دوری اپنے مین نہین پاتا دونون طرح مشکل ہی قاضی امیرالدین نے کہا اگر امان ہووے تو عرض کرون خان شہید نے امان دی قاضی نے فرمایا کہ آپ ایک کام کیجیے اس مقام مین شیخ صدرالدین عارف پاک ذات اور فرشتہ صفات ہین اس عورت کو خلق سے پوشیدہ اُنکے نکاح مین لاوین پھر آنحضرت سے طلاق لے کر جدا کرین تو مباح ہووے محمد سلطان خان شہید نے حسب ضرورت اجازت دی قاضی صاحب نے خلق سے پوشیدہ اس مستورہ کو شیخ صدرالدین عارف کے عقد ازدواج مین لاکر اُن کے سپرد کیا اور دوسرے دن اُس عفیفہ کے طلاق دینے کی تکلیف دی وہ عفیفہ یہ خبر سنکر شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عرض کی کہ اگر آپ مجھے پھر اُس ظالم فاسق کے سپرد فرمائین گے مین قیامت کے دن آپ کی دامنگیر ہون گی شیخ کو اُس کی عجز و زاری پر رحم آیا طلاق دینے سے انکار کیا قاضی یہ خبر سنکر ایسے بدحواس اور مضطرب ہووے قریب تھا کہ اُن کا مرغ روح قالب سے پھڑک کر نکل جاوے غرضکہ ظہر کے وقت بہزار دقت اپنے تئین محمد سلطان خان شہید کی ملازمت مین پہونچایا خان شہید اُن کے تحیر اور تغیر سے اصل مطلب سمجھ گیا اور طیش مین آکر تلوار غلاف سے نکالی چاہا کہ قاضی کو بارستی سے سبکبار کرے پھر ہوش مین آکر یہ بات کہی کہ تیری خونریزی بیفائدہ ہی اگر مین کل شیخ صدرالدین کے خون سے اُس کے بساط خانہ کو رنگین نہ کرون تو اُس عورت سے جو اُس کے گھر مین ہی کمتر ہون پھر حکم دیا کہ تمام شہر مین منادی کردو کہ کل علی الصباح تمام سپاہ دربار مین حاضر ہووے اور اُس دن شاہزادہ نے وفور رنج سے کھانا نہ کھایا ملتان مین آثار قیامت کے ظاہر آئے اور شیخ اپنے ارادہ پر ثابت اور راسخ تھے کسی سخن کا تغیر اُن کے حال مین نہ آیا ناگاہ بعد عصر کے یہ خبر شاہزادہ نے سُنی کہ بیس ہزار مغل جرار اور خونخوار ملتان کی نواح مین بعزم رزم داخل ہووے محمد سلطان خان شہید نے کہ اپنے تئین رستم دستان تصور کرتا تھا حکم دیا کہ تمام فوج صبح کو مسلح اور مکمل ہوکر آوے تو پہلے مغلون کی جماعت کو درہم برہم کرون اُس کے بعد شیخ کے خون سے بساط زمین رنگین کرکے اپنے دل کا کینہ نکالون خلاصہ یہ کہ دوسرے دن محمد سلطان خان شہید چاشت کے وقت سے فوج شہر سے برآمد ہوا اور لشکر غنیم سے دوپہر لڑا اور جلہاے مردانہ سے دشمن کے صفوف کو متفرق اور پریشان کیا اور ظہر کے وقت ادائے نماز کے واسطے ایک تالاب پر وارد ہوکر نماز مین قیام فرمایا

اور اُس وقت پانسو سوار اُس کے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ قیم کے تعاقب اور غنیمت مین مصروف تھی اس درمیان مین ایک مغلون کا انسہ کر دو ہزار سوار سے ایک باغ مین ایستادہ تھا اور اُسے حملہ کی فرصت نہ ملی تھی مغل کی خبر شکست لشکر بقصد فرار روانہ ہوا جب گذر اُس کا اُس تالاب پر ہوا محمد سلطان خان شہید کو بجماعت قلیل دیکھکر شیر گرسنہ کی طرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تمامی سوار قتل کرکے نکل گیا بیت

گنج قارون کہ فرد میرود از قعر ہنوز	خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

پھر تو وہ مسکینہ مدت تمام شیخ کے مکان مین رہی اور آنحضرت کی برکت صحبت سے واصلان حق سے ہوئی اور شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر ہین اور وہ پیر شیخ شرف الدین یحیی منیری کے ہین منقول ہو کہ مین نے اُن دنون مین خراسان سے ہندوستان کی عزیمت کی اور جب ملتان مین پہونچا شیخ صدر الدین کی ملاقات کو ایام بیض مین گیا اور مین روزہ رکھتا تھا۔ شیخ نے کھانا طلب کیا لوگ بہت اُس کے مائدہ پر جو بادشاہون کے دسترخوان کے مانند تھا حاضر ہوے اور مین شیخ کے قریب اور درویشون سے زیادہ تھا مین نے دیکھا کہ آن حضرت کے روبرو ایک طباق مرغ سے بھرا ہوا اور ایک حلوائے صابونی سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا درویش بسم اللہ مین اگرچہ صائم تھا لیکن بحکم من اکل مع المعذور فہو المعذور اپنے تئین اُس سعادت سے محروم نہ کرسکا اور بسم اللہ کہکر اکل طعام مین مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ برغبت تمام طعام تناول فرماتے ہین اور ہر ایک کو اُن نعمتون کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہین میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تو نے صوم ایام بیض کے افطار مین مراعات میزبان کی پر ضرور ہو کر قلیل غذا پر کفایت کی غرضکہ جب یہ امر میرے دل مین گذرا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جس شخص سے ممکن ہو کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کرسکتا ہو اُسے قلت غذا کا مقید ہونا لازم نہین بیت

چونکہ لقمہ مے شود بر تو گران	آن مزن ہر چند بتوانی بخور

اور جب شیخ صدر الدین عارف مرض الموت مین مبتلا ہوے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا خرقہ اور دیگر چیزین جو شیخ بہاء الدین زکریا سے اُنھین پہونچی تھین اپنے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح کو دے کر خلیفہ اور جانشین کیا اور ۶۶۶ سات سو چھتر ہجری مین قید جسمانی سے وارستہ ہوکر عالم روحانی کی طرف سفری ہوے +

ذکر شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس سرہ العزیز کا

ابیات

جہان معرفت سلطان معنی	وجودش آیتے در شان معنی	دلش از طلعت اسرار مسعود

ہمیشہ حالش از انوار معمور	بباطن در حقیقت رفتہ بیباک	بظاہر در شریعت چست و چالاک

آنحضرت نہایت عظیم القدر اور عزیز الوجود تھے اور علوم معقول و منقول سے بہرہ وافی رکھتے تھے اپنے جد بزرگوار کے نظر یافتہ تھے اور اُس جناب کی والدہ ماجدہ مسماۃ راستی کرعنت مین اپنے وقت کی رابعہ بصری تھین اور ہر روز ایکبار کلام اللہ ختم کرتی تھین اور اپنے خسر سے ارادت صادق رکھتی تھین ایک دن اُن کی ملازمت مین حاضر ہوئین اور اُس وقت مین شیخ رکن الدین ابو الفتح سات مہینے کے اُن کے شکم مبارک مین تھے شیخ بہاء الدین زکریا نے اُس روز بخلاف عادت اُن کی تعظیم کی اور فرمایا اے بی بی یہ تعظیم اُس شخص کی ہے کہ تو جس کی حامل ہے اور یہ نور عین ہمارے خاندان اور دودمان کا چراغ ہوگا ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا پلنگ پر رونق افزا تھے اور آپ نے دستار مبارک پلنگ کے پایہ پر رکھدی تھی اور شیخ صدر الدین چارپائی کے قریب فرش پر مؤدب بیٹھے تھے اور شیخ ابو الفتح کا سن اُن دنون مین چار برس کا تھا چارپائی کے گرد پھرتے تھے ایکبارگی حضرت کی دستار مبارک اُٹھا کر زیب سر کی شیخ صدر الدین نے مضطرب ہوکر باواز بلند فرمایا کہ اے رکن الدین بے ادبی نکر اور حضرت کی دستار مبارک اُتار کے رکھ دے شیخ بہاء الدین زکریا نے فرمایا اے صدر الدین عارف تم اسے منع نہ کرو کہ بسبب استحقاق کے زیب سر کی ہے اور مین نے یہ دستار اُسے بخشی منقول ہے کہ حضرت نے وہ دستار اُسی طور سے معقد صندوق مین امانت رکھی بروز جلوس سجادہ اُس کو سر پر رکھتے تھے اور خرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا پہنتے تھے اور روش آنحضرت کی سلطان ابو سعید ابو الخیر کی روش کے موافق تھی ان کی مجلس مین جس شخص کے دل مین جو کچھ آتا وہ آنحضرت پر مکشوف ہوتا تھا اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری اور شیخ عثمان سیاح کے مانند کہ دہلی مین مدفون ہین مرید رکھتے تھے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے منقول ہے کہ جس وقت شیخ رکن الدین ابو الفتح دہلی مین تشریف لاتے تھے خلق کو آنحضرت کے عطاے ظاہری اور باطنی سے ہر روز روز عید اور ہر شب شب قدر ہوتی تھی اور بادشاہ علاء الدین خلجی کے عہد مین دو بار دہلی مین تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین مبارکشاہ کے عصر مین تین بار اور بادشاہ علاء الدین خلجی باوجود غرور حشمت آنحضرت کے استقبال کے واسطے سوار ہوتا تھا اور باغزاز تمام شہر مین لاتا تھا اور دس لاکھ روپیہ پہلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ روز وداع بطریق شکرانہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین کے پاس اُس دن جس قدر زر شکرانہ آتا تھا خلائق پر تقسیم کرتے تھے ایک درم یا دینار باقی نہ رکھتے تھے اور بارہا فرماتے تھے کہ مین ملتان سے بعشق صحبت شیخ نظام الدین اولیا دہلی مین آتا ہون اور نقل ہے کہ ایک وقت دونون بزرگ مسجد گیلوکہری مین جمعہ کی نماز ادا کرکے باہم ملاقی ہوئے شیخ رکن الدین ابو الفتح شیخ نظام الدین اولیا کی خانقاہ کیطرف تشریف لے گئے اور درویشان صاحب حال وہان حاضر تھے مولانا علم الدین چوپے

بھائی شیخ رکن الدین ابوالفتح کے دل مین یہ خیال گذرا کہ جو قران السعدین واقع ہوا بہتر ہو کہ اس وقت ان بزرگون کے درمیان کچھ علمی مذکور ہووے فی الفور دونون بزرگوار دفعۃً زبان پر لائے کہ ای مولانا علم الدین جو کچھ تمھارے دل مین گذرا ہوا اُسے زبان پر لاؤ مولانا نے کہا آیا کیا حکمت تھی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی شیخ رکن الدین ابوالفتح نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہو کہ بعضے کمالات حضرت کے اس ہجرت پر موقوف تھے اسواسطے وہان تشریف لے گئے تو وہ کمالات حاصل ہوئین بعد اس کے شیخ نظام الدین اولیا نے یہ جواب دیا کہ میرے دل مین یہ آتا ہو کہ بعضے ناقصان مدینہ کو مکہ معظمہ کے سفر کی قدرت نہ تھی تا خدمت بابرکت مین مشرف ہوکر کسب فیوض کرین حق سبحانہ تعالے نے آن حضرت کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا تو اہل نقصان آپ کے مین خدمت سے درجۂ کمال کو پہونچین سبحان اللہ ان دونون بزرگوار نے درپردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین شیخ رکن الدین ابوالفتح تین مرتبہ دہلی مین تشریف لائے اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا تھا اُس روز تخت روان پر سوار ہوتے تھے اور مقام مناسب مین تخت کو ٹھہراتے تھے اور اہل حاجت اپنے عرائض تحریر کرکے تخت پر ڈالتے تھے اور قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازہ تھے دو دروازہ سے وہ جناب تخت روان پر سوار ہوکر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ مین بادشاہ استقبال کے واسطے آتا تھا جب شیخ تخت سے اُترتے تھے بادشاہ آن حضرت کا ہاتھ پکڑکے دیوان خاص مین لے جاتا تھا اور حضرت کے روبرو مؤدب بیٹھتا تھا اور قدم رنجہ فرمانے کا عذر کرتا تھا اُس وقت خادم شیخ کے اشارہ کے موافق خلائق کی عرضیان بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود پڑھکر ہر عریضہ کے ناصیہ پر مدعی کے حسب مدعا بخط خاص جواب لکھتا تھا اور ارکان دولت دستخط خاص کے موافق عمل کرتے تھے اور جب مقدمات خلائق کا تصفیہ ہو جاتا تھا شیخ اپنے مکان پر تشریف لے جاتے تھے

اور امیر خسرو سے منقول ہو کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے عرس کے دن حضرت رکن الدین ابوالفتح اور شیخ نظام الدین اولیا دونون بزرگوار موجود تھے جب قوالون نے راگ شروع کیا شیخ نظام الدین اولیا حالت وجد و حال مین آن کر اُٹھا چاہتے تھے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے اُن کا دامن پکڑ لیا بعد ایک لحظہ کے شیخ دوبارہ وجد مین آکر ایستادہ ہوے اس مرتبہ شیخ رکن الدین ابوالفتح مانع نہ ہوے اور خود مثل اور درویشون کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے اور جب سماع موقوف ہوا ہر شخص اپنے مکان کی طرف راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح سے پوچھا کہ مانعت اول اور مانعت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ مین نے اول مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا کو عالم الملکوت مین دیکھا تھا میرا بھی دسترس اُس مقام تک تھا لہذا

دامنگیر ہوا دوسری بار انھین عالم جبروت مین دیکھا جب مجھے معلوم ہوا کہ وہان میرا ہاتھ روک نہ سکیگا اس واسطے دست بردار ہوا اور نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نظام الدین اولیا کی خبر فوت سنکر ملتان سے دہلی کی طرف متوجہ ہوے اور وہان پہونچکر لوازم زیارت بجالائے اور کبھی انھین دنون مین بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بنگالہ سے نواح دہلی مین پہونچا اُس کے فرزند نے سلطان محمد تغلق شاہ کا استقبال کیا اور شیخ بھی اُس کی پیشوائی کو روانہ ہوے اور بادشاہ ضیافت کھانے کے واسطے اُس قصر مین کہ اُس کے فرزند نے افغان پور کے قریب تعمیر کیا تھا وارد ہوا جو شیخ رکن الدین ابوالفتح بھی اُس قصر مین رونق افزا تھے اُس جناب نے بادشاہ سے کہ وہ طعام تناول کرنے مین مصروف تھا کہلا بھیجا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس قصر سے برآمد ہو جیئے بادشاہ نے جواب دیا کہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر برآمد ہونگا شیخ نے دوبارہ بادشاہ سے کہا وہی جواب سنا شیخ رکن الدین ابوالفتح اپنے ہاتھ وضو کر قصر سے نکل گئے اور لوگ بھی یہ حال دیکھکر شیخ کے پیچھے ہو گئے لیکن بادشاہ مع ایک جماعت مخصوصان بیٹھا رہا ابھی شیخ دوسری دہلیز مین نہ پہونچے تھے کہ اُس قصر کی چھت گر پڑی اور بادشاہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ دیکھکر لوگ زیادہ تر شیخ کے معتقد ہوے اور شیخ عثمان سیاح کا گلستان ارادت از سر نو تازہ ہوا اور مولانا اسمعیل ذاکر سے نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے اپنی وفات سے تین مہینے پیشتر اکثر لوگون کی خلق سے کنارہ کر کے گوشہ نشینی قبول کی تھی اور کبھی حجرہ سے سوائے نماز فرض کے برآمد نہ ہوتے تھے الغرض بتاریخ سولھوین رجب یوم پنجشنبہ بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین محمد کو کہ خادم خاص تھے حجرہ مین طلب کیا اور اپنی تجہیز و تکفین کے بارہ مین وصیت کی جو کہ اُس جناب کے کوئی فرزند نہ تھا مصلی اور خرقہ اپنے ایک بھائی کو عطا کیا اور نماز مغرب کے وقت امام کو اندر بلا کر نماز فرض ادا کی اور سر سجدہ مین رکھکر ودیعت حیات رب کائنات کے سپرد کی اور جو کہ مؤلف کتاب ہذا محمد قاسم فرشتہ کو یہ حقیقت کسی کتاب سے دریافت نہ ہوئی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے انتقال کے بعد کون لوگ بطناً بعد بطن سجادہ خلافت پر بیٹھتے آئے لہذا اُس سے ساکت ہو کر اُن کے مریدان مشہور کے ذکر مین مشغول ہوا۔

ذکر سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کا

آنجناب سید صحیح النسب ہین اور نسب آنحضرت کا ساتھ امام الہادی کے یون پہونچتا ہے سید جلال بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبداللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الہادی اور منقول ہے کہ سید جلال بخارا سے ملتان مین آن کر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ مین وارد ہوے اور اُن دنون مین گرما کی نہایت گرما گرمی تھی اور ہوا سے تموز یعنی لون چلتی تھی ایک روز سید جلال بخاری خانقاہ کے صحن مین بیٹھے تھے فرمایا آہ ایسی فصل مین بخارا کی برف مطلوب ہے شیخ بہاء الدین

ف شیخ فرید الدین الوالفارسی مین کی اصطلاح ہے کہ شاید یہ خانقاہ شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی کی ہو

ذکریا نے کہ اپنے حجرہ مین تھے صفاے باطن سے یہ امر دریافت کرکے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جاکر جماعت خانہ کی صف مین فرش اُٹھا کر تمام صحن مین جھاڑو سے صاف کرو خادم نے حکم کے موافق عمل کیا اور لوگ اس امر سے کہ خلاف عادت تھا متعجب ہوے اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر کا خانقاہ کے گرد نواح مین ظاہر آیا اور خانقاہ کے صحن مین اولے تخم مرغ برابر گرنے لگے یہان تک کہ تمام صحن اولون سے بھر گیا اور ابر برطرف ہوا اور ایک اولا خانقاہ کے سوا دوسرے مقام مین نہ گرا غرض کہ سید جلال بہت اولے تناول فرماکر اپنی آرزو کو پہونچے اور ملتان کی خلائق ایک ایک اولا تبرکاً اور تیمناً اُٹھالے گئی اور جب شیخ نماز ظہر کے واسطے حجرے برآمد ہوے سید جلال بخاری کو دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اے سید جلال بخاری اس حال مین اولے ملتان کے بہتر ہین یا برف بخارا کی سید جلال بخاری نے عرض کی کہ ایک اولا ملتان کا بخارا کے سو پرکالے سے بہتر ہی اور اسی عرصہ مین وہ جناب فرقہ خلافت کا پاکر بلدۂ اوچہ مین مامور ہوے اور آنحضرت کا مقبرہ اُس شہر مین واقع ہی

ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آن جناب بھی شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون مین سے ہین جن کا یہ مرتبہ ہی کہ شیخ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ جب قیامت مین پیش کرسی ندا آوے گی کہ زکریا ہماری درگاہ مین کیا لایا عرض کرون گا حسن افغان کو لایا ہون اور کتاب فوائدالفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے مرقوم ہی کہ شیخ حسن مردِ اُمّی تھے کچھ پڑھے لکھے نہ تھے بلکہ بعضے حروف بھی زبان سے ادا نہ کرسکتے تھے لیکن لوح محفوظ اُن کے آئینہ دل پر عکس افگن تھی اس وجہ سے لوگ بارہا تین سطر ایک کاغذ پر تحریر کرکے اُن کے روبرو لے جاتے تھے ایک سطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ایک سطر اقاویل مشائخ سے اور ایک سطر آیات کلام مجید سے اور شیخ سے عرض کرتے تھے کہ فرمایئے ان سطرون مین احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریف اور اقوال مشائخ کون ہی وہ جناب اول انگشت مبارک قرآن مجید کی سطر پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کلام حق تعالیٰ کا ہی کہ نور اُس کا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہون اور یہ حدیث رسول اللہ ہی کہ ظلمت اس کی سپہر ہفتمین تک دیکھتا ہون پھر مشائخ کے سطر کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے تھے کہ یہ اقوال بزرگون کے ہین کہ نور اس کا فلک تک معائنہ کرتا ہون اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ ایک وقت دہلی مین ایک مسجد بنا کرتے تھے اور قبلہ کے تعین مین کہ داہنی طرف سیل کرتا ہی یا بائین سمت علما کو اختلاف ہوا اتفاقاً شیخ حسن افغان اس مقام مین وارد ہوے اور قبلہ رو ایستادہ ہوکر کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا بیت اللہ کی زیارت کر جمیع علما جو حاضر تھے کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوے اور شیخ کی تعظیم کو جھکے اور ایک روز شیخ

حسن افغان کا گذر ایک کوچہ مین ہوا اور بہنگام مغرب ایک مسجد مین پہونچے دیکھا کہ ایک امام نماز جماعت کی ادا کرتا ہی آپ نے اُس امام کے پیچھے اقتدا کی جب امام سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑکے ایک گوشہ مین لے گئے اور کہا ای صاحب ہم اس نماز کی جماعت مین شریک ہوے اور تمھاری اقتدا کی تم عین نماز مین دہلی سے نکالے گئے اور وہان سے پرے خرید کرکے ملتان لے گئے اور ملتان سے غزنین کی سمت اُن پردون کو گران قیمت بیچنے کے واسطے روانہ ہوے اور ہم تمھارے پیچھے بے سروپا حیران و پریشان پھرتے رہے بتائیے اس نماز کو کیا کہین اور اس کا کیا نام رکھین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ جو شیخ نے فرمایا

ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کے مریدون سے ہین ابتداے زمانہ مین قندھار مین سکونت رکھتے تھے اور مرد دائم الخمر تھے بے خمر زیست نہ کر سکتے تھے ایک مرتبہ اپنے باپ محمد قندھاری سے رخصت لے کر برسم تجارت ملتان کی طرف روانہ ہوے اور مے نوشی اور معشوق پرستی اُن کا کام تھا اتفاق حسنہ سے وہ ایک روز دکان مین بیٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کو شیخ بہاء الدین زکریا کی زیارت کے واسطے جاتے تھے نظر اُن کی شیخ احمد پر پڑی ایک خادم کو بھیجا کہ انھین جس طور سے ممکن ہو میرے پاس لا یہ کہکر وہ جناب اپنے والد کے مقبرہ مین داخل ہوے اور شیخ کی زیارت سے مستفیض ہوے بعد اس کے خادم شیخ احمد کو شیخ صدر الدین عارف کی خدمت مین لایا اور شیخ انھین اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لے گئے اور اپنے پہلو مین بٹھایا اور جو فصل گرما تھی شربت طلب کرکے قدرے آپ نے نوش فرمایا اور باقی شیخ احمد کو دیا وہ شربت انھون نے پیا اُسکے پیتے ہی ابواب مغفرت کشادہ ہوے اور وہ فوراً تائب ہوکر شرف ارادت سے مشرف ہوے اور جو کچھ نقد و جنس اپنے پاس رکھتے تھے اس خانقاہ کے درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے دستکش ہوکر تجرید اختیار کی اور سات برس گوشہ انزوا مین بیٹھکر بیاد حق مشغول ہوے اور ہر وقت شیخ سے ایک فیض حاصل کرتے تھے یہان تک کہ مدارج علیا پر فائز ہوکر اہل ولایت سے ہوے اور فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اواخر عمر مین بیاد حق ایسے مشغول ہوے کہ چشم ظاہری نہ کھولتے تھے ایک وقت مین سرما مین کہ ہوا نہایت سرد تھی صبح کو غسل کے واسطے پانی مین داخل ہوے اور ایک عرصہ تک اُس مین درنگ کرکے زبان مناجات مین کھولی کہ الٰہی تو بادشاہ ہی اور بندون کی اطاعت سے بے نیاز ہی اپنے لطف عمیم سے بندگان بے بضاعت کو سرفراز فرماتا ہی اور قسم ہی تیری محبت کی جب تک کہ مین اپنا قرب اور مرتبہ نہ جانونگا اس پانی سے نہ نکلونگا آخر ش ندا آئی کہ ہماری درگاہ مین تیرا مرتبہ وہ ہی کہ ہم تیرے وسیلہ شفاعت سے خلائق کثیر کو آتش دوزخ سے رہا کرکے بہشت جاودانہ مین داخل کرینگے شیخ احمد نے عرض

کی کہ بارالٰہا تیری نعمت بیحد اور رحمت لاتعد ہی مین اس امر پر اکتفا نہ کرون گا اُس کے بعد فرمان صادر ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا معشوق بنایا تو اپنے تمام طالبون کو میرا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض اشارت سنتے ہی پانی سے برآمد ہوے اور اپنے مکان کا راستہ لیا الغرض راہ مین جس جگہ پہونچتے تھے خلقت کہتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہی منقول ہی کہ پھر تو جذبہ اُن کا اس نہایت کو پہونچا کہ نماز سے بھی باز رہے اور جب علما و فضلا سمجھاتے تھے کہ اپنے تئین مستی اور بے شعوری سے باز رکھیے اور نماز بجا نہ ادا کیجیے فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہون لیکن فاتحۃ الکتاب نہین پڑھ سکتا علما نے جواب دیا کہ نماز بے سورۂ فاتحہ درست نہین ہی شیخ نے کہا فاتحہ پڑھون گا لیکن ایاک نعبد وایاک نستعین نہ کہونگا بولے یہ بھی جائز نہین ہی تمام سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہی شیخ نے عالمون کی تکلیف کے سبب نماز مین قیام کیا جب ایک نعبد وایاک نستعین پر پہونچے اُس جناب کے ہر بن مو سے ایک قطرہ خون کا ٹپکا کہ تمام خرقہ خون آلودہ ہوا ناچار علما کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بزرگوار دین زن حائضہ کے مانند ہون مجھ پر نماز درست نہین ہی مجھ سے دست بردار رہو

ذکر مولانا شیخ حسام الدین نوراللہ مرقدہ کا

آنحضرت بھی شیخ صدرالدین عارف کے مریدون مین انتظام رکھتے تھے ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ صدرالدین عارف شیخ بہاءالدین زکریا کی قبر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے تھے اور مولانا شیخ حسام الدین ہمراہ تھے مولانا حسام الدین کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہاءالدین زکریا کے مزار کے پاس تجھے ایک قبر کے مقدار زمین ملتی تو اُن بزرگوار کے جوار کی برکت سے مین عذاب دوزخ سے نجات پاتا فی الفور شیخ صدرالدین عارف نے اُن کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مولانا حسام الدین تمھارے مزار کے واسطے اُس زمین سے مجھے دریغ نہین ہی لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھارے مزار کے واسطے زمین طیب وطاہر شہر بدایون مین تعین فرمائی ہی تمھاری قبر وہان ہوگی منقول ہی کہ مولانا نے بلدہ بدایون مین ایک شب کو خواب مین حضرت رسالت پناہی صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت فلان مقام مین وضو کرتے ہین صبح کو وہان جاکر دیکھا کہ زمین تر ہی فرمایا مجھے اس مقام مین دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اُسی مقام مین مدفون ہوے۔

ذکر مولانا علاءالدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدرالدین عارف کے مریدون مین سے ہین نہایت محقق اور فاضل تھے چار برس تک خدمت مین اُن محرم راز کے بسر لے گئے اور شیخ صدرالدین عارف انھین ہمیشہ محبوب اللہ کہتے تھے اور وہ جناب رات دن مین دو بار کلام اللہ ختم کرتے تھے اور شیخ جمال

خجندی بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے ہین لیکن شیخ صدر الدین عارف کے تربیت یافتہ ہین علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ وافی رکھتے تھے اور خارق عادت اُس جناب سے بہت سرزد ہوتے تھے اور قبران کی اوچہ مین ہے

ذکر شیخ وحید الدین عثمان المشہور بسیاح کا

شیخ نصیر الدین اودھی مشہور بہ چراغ دہلی سے نقل ہے کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو مین نے دیکھا ہے ایک روز کیلوکہری مین دریا کے کنارے شیخ رکن الدین عارف کے مرید ہوے اور اُنھون نے ایسی ترک وتجرید کی کہ ایک تہمد کے سوا جو ستر عورت کو ضرور ہے اور کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور اُسی حال سے شیخ کے ہمراہ ملتان مین جاکر کتاب عوارف مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی اُن سے پڑھی اور قرآن مجید حفظ کیا اور مشہور ہے کہ جب وہ جناب شیخ کی اجازت سے عازم سفر ہوے اور قدم سیاحی مین چھوڑا چھاگل اور عصا بھی نہ لیا وہی لنگی یعنی تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی مجرد کرتے تھے ذات باری کے سوا کوئی رفیق شفیق نہ رکھتے تھے یہان تک کہ مکہ معظمہ مین پہونچکر حج ادا کیا اور وہان سے مدینہ مین جاکر ایک سال مقیم ہوے اور پھر موسم حج مین بیت اللہ مین جاکر طواف مین مشغول ہوے اور جو کہ ہوا گرم تھی حضرت خضر علیہ السلام نے حاضر ہوکر اپنی آستین کا سایہ اُس جناب پر کیا اور خود بھی طواف مین مصروف ہوے اور شیخ نے اگرچہ آنحضرت کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا بعد اس کے ملتان مین آن کر شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا کہ خوب ہوا تم جلد چلے آئے نہین تو خلق کے لیے فتنہ ہوجاتے پھر لباس خاص اپنا اُنھین پہنایا اور دستار مبارک اُتار کر اُن کے سر پر رکھی اور بعد چند روز کے حکم کیا کہ تم دہلی مین جاکر بود و باش اختیار کرو اور اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی صحبت مین بسر لیجانا آنحضرت جہان تمھارے واسطے منزل مقرر کرین اُسی مقام مین قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہونچانا اور شیخ وحید الدین عثمان سیاح جب دہلی مین وارد ہوے شیخ نظام الدین اولیا سے ملکر پہلے شیخ رکن الدین کا سلام پہونچایا شیخ نے الحمد علیکم السلام کہا پھر اُن دونون بزرگوارون کے درمیان محبت تمام بہم پہونچی شیخ وحید الدین عثمان بھی شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین رہتے تھے اور سماع اور وجد مین نہایت میل رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین نے ترک سماع کا محضر تیار کرنے سے پہلے یہ حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قوال کسی صوفی کے روبرو راگ گاوے گا اور صوفی دم مارے گا تو اُس کی زبان گدی کی طرف سے کھینچی جاوے گی اس سبب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی کہ محفل راگ اور سماع کے گرد جاتا الغرض اُن دنون مین ایک روز شیخ وحید الدین عثمان سیاح اپنی جماعت خانہ مین بیٹھے تھے میر حسن قوال ولد میر حیات جو قوالون کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کے وظیفہ خوارونکے سلک مین منتظم تھا مع دو تین قوال اُس طرف سے گذرا شیخ وحید الدین عثمان سیاح

کو دیکھکر اُن کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ وحیدالدین عثمان سیاح نے کہ اُسکی حسن صورت پر فریفتہ تھے فرمایا کہ ای میر حسن آہستہ آہستہ کچھ گن گنا اُس نے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اس بارہ مین نہایت قدغن رکھتا ہی یہان تک کہ کوئی شخص قرآن بھی خوش آوازی سے نہین پڑھ سکتا ہی شیخ نے فرمایا یہان کوئی نہین ہی دروازہ بند کرکے آہستگی سنون گا حسن قوال نے جب شیخ کو حد سے زیادہ مصر دیکھا ناچار ہوکر یہ بیت پردۂ عشاق مین شروع کی بیت

زاہد ز دین بر آمد و صوفی ز اعتقاد	ترسا محمدی شد و عاشق ہمان کہ ہست

شیخ یہ سنتے ہی ایسے وجد مین آئے کہ بیخودی مین حجرہ کا دروازہ کھول دیا یہ خبر سنکر دوسو قوال تحمینا حاضر ہوے اور اُس محلہ کے صوفیون نے اژدحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر مین منتشر ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال اور تماشائیون کا شیخ وحیدالدین عثمان سیاح کے محلہ مین جمع ہوا اور شیخ ساتھ اس جمعیت کے کہ قریب تین ہزار آدمی کے تھے تغلق آباد کی سمت روانہ ہوے اور دہلی سے وہان تک ڈھائی کوس فاصلہ تھا وضیع و شریف متحیر ہوکر سمجھے کہ اب شیخ اور قوالون کا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہی راوی کہتا ہی کہ جب شیخ ساتھ اُس وضع کے تغلق آباد کے قریب پہونچے بادشاہ غیاث الدین تغلق نے ملک شادی کو کہ جو اُس کے جملہ مخصوصان سے تھا بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہی ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ پھینک کر اُن کے قریب پہونچا دیکھا کہ شیخ وحیدالدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتے ہوے اور گاتے ہوئے آتے ہین اُس نے فورًا پلٹ کر بادشاہ سے حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ مین اِس شخص کی ایسی تنبیہ اور تادیب کرون گا کہ اورون کی عبرت کا باعث ہو اس کے بعد بادشاہ نے تذکرہ خسروخان قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اُس مین دیکھون کہ اس شیخ نے خسروخان سے کس قدر روپیہ لیا ہی بعدہ حکم کرون گا کہ وہ روپیہ شیخ سے اسی وقت بشدت واہانت تمام پھیرلیون ارکین دولت جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھے اُنھون نے عرض کی کہ اس شیخ نے خسروخان سے زر فتوح ایک حبہ قبول نہین کیا ہی تقلب القلوب نے بادشاہ کے دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی سے فرمایا کہ تو جلد جاکر شیخ کو میرا سلام پہونچا اور قصر خاص مین باعزاز تمام لا اور سامان ضیافت مہیا کرکے قوالون کو انعام شاہی سے مالا مال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روز مہمان رکھا اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ نے قبول نہ کیا پھر تغلق آباد سے ساتھ اُس اژدحام اور غوغا کے غیاث پور کی طرف روانہ ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین چند روز بسر کیے

ذکر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

ابیات

آن گوہر معدن سیادت | سلطان سرادق سعادت | آن حامی دین سلالۂ پاک
فرزند نبی خاص لولاک | بانی شریعت وطریقت | استاد مشائخ حقیقت
اندر پی مصطفےٰ در اسلام | از فقر نہادہ بر زمین گام | سیاح جہان براہ دینی
برداشتہ توشۂ یقینی | ہم یافتہ شش حج اکبر | ہم زائر روضۂ پیمبر

آمد ز خدا بفتح بالش | مخدوم جہانیان خطابش

چونکہ تقدیم وتاخیر مشایخ مین تقدم زمانہ کا لحاظ رکھا گیا ہی لہذا مخدوم جہانیان کا احوال ہوتر لکھا گیا واضح ہو کہ آپ کے جدامجد حضرت سید جلال بخاری نے جب اپنے پیر شیخ بہاءالدین زکریا سے خرقہ خلافت پایا اور پیر کی رخصت سے اوچہ مین آئے اور شریعت نبوی کے موافق نکاح کیا تو آفریدگار عالم نے انھین تین فرزند کرامت فرمائے سید احمد کبیر سید بہاءالدین اور سید محمد سید احمد کبیر جو اپنے والد کے سجادہ نشین تھے اُن کے صلب سے دو فرزند سعادت مند موجود ہوے ایک مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری دوسرے صدرالدین راجو قتال اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن مین شیخ جمال الدین خجندی کی خدمت مین کہ شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون سے تھے لے جاکر آنحضرت کی دست بوسی سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین خجندی نے ایک طباق مین خرما لاکر اہل مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرما مع خستہ تناول کیا شیخ جمال خجندی نے خرما مع خستہ کھانے کا سبب پوچھا عرض کی کہ جو خرما آپ کے دست حق پرست سے دستیاب ہوے اُس کا تخم دور کرنا سوء ادبی ہی شیخ نے فرمایا کہ تو وہ چراغ ہی کہ اپنے خاندان کو قیامت تک روشن رکھے گا سید جلال الدین حسین بخاری عالم متبحر تھے اور علوم عقلی ونقلی مین آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور تقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہوکر دوسرے سے رجوع نہ کرین اور فرماتے تھے کہ تمام فضلا اور مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہیے اور اُس جناب نے اپنے والد سید احمد سے خرقہ خلافت کا پایا اور دوسرا خرقہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سے پایا۔ روایت ہے کہ برسون اُن کی خدمت کرکے مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام اور بیت المقدس اور روم وعراقین اور خراسان اور بلخ اور بخارا کی سمت سفر فرمایا اور بہت حج کیے ازانجملہ چھ حج اکبر انھین نصیب ہوے اور مدینہ رسول اللہ مین سلطان العلماء استاد المحدثین عفیف الدین بن سعدالدین علی الیافعی الیمنی سے ملاقات کرکے دو برس اُس جناب کی ملازمت مین حاضر رہے اور نسخۂ عوارف وغیرہ انھین پیشکش کیا اور منقول ہی کہ عفیف الدین نے

خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابوالقاسم صوفی سے پہنا اور اُنھون نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے پایا اور اسی طریق اثنائے سفر مین شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت مین فائز ہوکر آنحضرت سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم نساجی سے اُنھون نے شیخ نظام الدین ابوالعطا بخاری سے اور منقول ہی کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر وسلوک مین تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہوکر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ مین تھے اُن کے اور شیخ عبد اللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہی اور دیوار ظاہری قائم نہین ہی سید نے متحیر ہوکر شیخ عبد اللہ شافعی سے اس کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان کعبتہ راحت الی زیارۃ قطب الہند نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین محمود کی زیارت کو گیا ہی اور جو کہ آنحضرت مقام متحیرین رکھتے ہین اور مستی سے آنہین سکتے کعبہ وہان گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اس وقت دہلی مین اگرچہ وہ درویش جو سابق مین تھے نہین رہے لیکن اُن کی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود مین موجود ہی اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہین اور وہ جناب بلقب چراغ دہلی اسی وجہ سے مشہور ہوے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سنا آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوے اور جب آن حضرت نے اپنے وطن اوچہ کی طرف عود کیا ۷۷۲ سات سو بہتر ہجری مین وہان سے دہلی مین آکر شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی اور شیخ سے کہا کہ الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت لے گئے تھے وقوع مین آیا اور یہ بھی کہا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی مین کہ ایک درویش نے تصنیف کی ہی بشرح وبسط مرقوم ہین لہذا طول سے اندیشہ کرکے اُس مین سے بطریق اختصار لکھتا ہی واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جہانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہی کہ آنحضرت شب عید کو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تھے بعد ختم فرقان شیخ کی روح پر فتوح سے عیدی طلب کی اُس وقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہی کہ خدائے تعالے نے تجھے مخدوم جہانیان خطاب فرمایا بعد اُس کے شیخ صدر الدین عارف کے مقبرہ مین جاکر عیدی طلب کی وہان سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہی جو حضرت بابا نے مرحمت فرمائی ہی اسکے بعد اپنے پیر ومرشد شیخ رکن الدین ابوالفتح کے روضۂ اقدس پر آن کر عیدی طلب کیا چاہتے تھے آواز آئی عیدی وہی ہی کہ جو حضرت جد وپدر نے تجویز فرمائی جب وہان سے برآمد ہوے جس مقام مین پہونچتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان تشریف لاتے ہین ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اُترین جو کہ زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین بخاری اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹ گئے اور اپنا

سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا زینہ بنا کر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کے سینہ پر قدم رکھکر اُتر آوین شیخ نے یہ حالت مشاہدہ کرکے انگشت شہادت دانت مین دابی اور فرمایا ای سید باب بنوت تو بالکلیہ مسدود ہی کہ کوئی وہان نہین پہونچ سکتا البتہ مرتبہ ولایت مین تم مرتبۂ کمال پر پہونچیگا اور اُن کے پیر نے سید ممدوح کو اُٹھا کر اُن کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور سینہ مبارک اُن کے سینہ سے مس کیا اور ایک روز سید جلال الدین حسین نماز چاشت مین مشغول تھے اور آنحضرت کا فرزند چار برس کا مصلا کے گرد پھرتا تھا حضرت نے سلام پھیر کر سید شمس الدین کی طرف کہ وہ وہان بیٹھے تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس معصوم کی زیست دشوار ہی اس لیے کہ عین نماز مین اِس کی طرف مین نے میل کیا تھا خلاصہ یہ کہ ظہر کے وقت وہ لڑکا تپ شدید مین متبلا ہوکر اُسی شب کو فوت ہوا اور قصبات اوچہ مین ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد رہتے تھے ایک روز ایک کام کے واسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جن کا نام مولانا نصیر الدین ابو المعالی تھا گئے اور وہان قیلولہ کیا اور رُواب مین دیکھا کہ ایک مقام مین خلائق کا ہجوم ہی اور ایک شخص وعظ کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھتا ہی دونون کام اُسکے خاک مین ملتے ہین جب بیدار ہوے لوگون سے پوچھا کہ اس اطراف مین کوئی شخص وعظ فرماتا ہی بولے ہان سید جلال الدین حسین بخاری اوچہ مین وعظ کہتے ہین مولانا وجیہ الدین نے آنحضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت باندھکر اوچہ مین گئے جب وہ صورت کہ خواب مین دیکھی تھی معائنہ کی باعتقاد وافر اُن کے قدم پر گر پڑے سید نے فرمایا ای بابا دنیا کا کام عقبی پر مقدم نچاہیے ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام سُنا زیادہ تر معتقد ہوکر مرید ہوے ایک روز شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے سید سے اُس وقت کہ وہ اپنے والد کی مجلس مین بیٹھے تھے پوچھا کہ تم کو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہی فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے نہلا کر کپڑا پہنایا تھا مجھے یاد ہی اور مین اُس عورت کو پہچانتا ہون اور نقل ہی مولانا شہاب الدین برہان سے کہ سید ماہ رمضان مین برفاقت معتقدان اہل صلاح مسجد اوچہ مین معتکف تھے چند درویش کہ بصفت لایفقھون کثیرھم موصوف تھے کبھی کبھی اس جناب کے پاس آبیٹھتے تھے ایک روز سومرہ نام والی اوچہ سید کی زیارت کو آیا اور اُس نے درویشون کا ہجوم دیکھکر بلا اجازت شیخ سید کے بعض لوگون کو مسجد سے نکال دیا سید نے فرمایا ای سومرہ کیا تو دیوانہ ہوا ہی جو فقیرون سے اُلجھتا ہی یہ فرماتے ہی سومرہ دیوانہ ہوگیا اور حالت جنون مین اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ مین مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا بزرگان شہر اتفاق کرکے زنجیر اور ہتھکڑی سے اُسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈال دیا اور اُس کی والدہ نے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر بعجز و زاری تمام عرض کی کہ ای مخدوم جہانیان آپ کی شفقت تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکسان ہی لہذا اس جوان کا گناہ اس پیر زال عاجز کے سبب بخشیے سید نے فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ اسے غسل دے کر لباس پہناؤ بعد ازان شیخ جمال الدین خجندی کی قبر پر لیجاؤ آنحضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کراکے میرے پاس لاؤ اُنھون نے

جب ایسا کیا والی اوچہ اپنی حالت اصلی پر آیا مسجد مین جاکر سید کی قدم بوسی سے شرفیاب ہوا اور درویشون سے معذرت کرکے مرید ہوا اور تائید الٰہی سے مقبولون کے سلک مین منتظم ہوا اور ملا شمس الدین سے کہ جو حج آخر مین سید کے ہمراہ تھے منقول ہی کہ جب اوچہ سے دریا کے کنارے پہونچے مع ایک جماعت درویشان جہاز پر سوار ہوے بعد چند روز کے درویشون کو ماہی تازہ کی آرزو ہوئی سید تو ربالمن سے دریافت کرکے مسکرائے اور کہا خدائے تعالے تمام چیز پر قادر ہی تمھاری آرزو پوری کرے گا اسی وقت ایک مچھلی جو مقدار مین دو من کی تھی دریا سے جست کرکے درویشون کے پاس گری فوراً بریان کرکے اُسے اپنے صرف مین لائے اور کہتے ہین کہ جس روز جہاز ساحل مقصود کو پہونچا اسی روز سید جلال الدین حسین بخاری جدہ مین ام الخلائق ماما حوا کی زیارت کے واسطے گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہوے قضارا اُس روز چند شخص ایک جنازہ ماما حوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنے کو لائے تھے سید نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہی بولے کہ یہ تابوت شیخ بدرالدین یمنی کا ہی جو تیس برس سے حرمین الشریفین مین مجاور تھے کل مکہ معظمہ سے جدہ مین آن کر قرآن کی تلاوت مین مشغول ہوئے کہ ناگاہ پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوا روضہ رضوان کی طرف سفری ہوے یہ سنتے ہی سید مراقبہ مین گئے اور بعد ایک لحظہ کے سر اُٹھاکر فرمایا کہ ان بزرگوار کو دفن نہ کرو شاید کہ سکتہ ہوا ہو پھر تابوت کو اُس مسجد مین جو دریا کے کنارے واقع تھی لے جاکر دروازہ بند کیا اور تابوت کو کھولا اور شیخ بدرالدین کو برآوردہ کرکے مسجد کے بوریہ پر لٹایا اور دو رکعت نماز ادا کرکے قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوے بعد اس کے حی الذی لا یموت کے فرمان سے شیخ بدرالدین یمنی حرکت مین آئے اور اُٹھ بیٹھے اور سید جلال الدین حسین بخاری کے دست بوس ہوے اُن سے احوال پوچھا سید نے اپنا جامۂ خاص اُنھین پہناکر فرمایا کہ دروازہ مسجد کا کھولکر نماز عصر کی اذان دین بعد ازان شیخ بدرالدین یمنی نے امامت اور درویشون نے اقتدا کی دوسرے دن سید شیخ بدرالدین یمنی کے ہمراہ کعبۃ اللہ روانہ ہوے اور سعادت طواف سے مشرف ہوکر شیخ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سمت گئے اور از سر نو سرور کائنات مفخر موجودات کی زیارت سے سرفراز ہوے اور السلام علیک یا جدّاہ عرض کرکے وعلیک السلام یا ولدی سنا اور اُس کے بعد حسب سفر مکہ سے معاودت کرکے اوچہ مین پہونچے ستر برس کے سن مین بمرض الموت مبتلا ہوے روز بروز ضعیف ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ عید قربان کے روز بعد ادائے دوگانۂ عید اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور اُسی شہر مین مدفون ہوے کتب معتبرہ مین مسطور ہی کہ مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کسی کو اپنے مریدون مین نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام کسی انبیا نے نہین کیا ہان جس وقت کوئی شخص بارادت صادق آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا سید ارشاد کرتے تھے کہ مین اُنھین سے نہین ہون کہ کسی کو مرید کرون لیکن عقد اخوت کرتا ہون اور حدیث نبوی کے

* من شرکی مراد ہی چند سیر ہوتا ہی

موافق برادری مین لیتا ہون کس واسطے کہ حدیث مین وارد ہی ان اللہ یحبی کریم یستحیی ان یعذب الرجل بین یدی اخوتہ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگ جو ساتھ جامہ ہاے مشائخ کے تبرک لیتے ہین جبکہ اس کی اصل موجود ہی مین بھی ساتھ اس کے عمل کرتا ہون کس واسطے کہ ایک وقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب ایک گھر مین تشریف لائے وہ مکان آدمیون سے مملو ہوا اس درمیان مین جریر بن عبداللہ بجلی آئے اور جگہ نہ پاکر باہر بیٹھے حضرت نے واقف ہوکر اپنا جامہ خاص اُٹھایا اور لپیٹ کر اُن کے روبرو پھینکا اور فرمایا تم اسے زمین پر بچھا کر بیٹھو جریر نے وہ جامہ لے کر سر اور آنکھون پر ملا اور تیمنًا و تبرکًا اپنے پاس مدت العمر نگاہ رکھا

ذکر سید صدالدین راجوے علیہ الرحمہ کا

یہ سیّد مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے چھوٹے بھائی ہین علوم ظاہری اور باطنی مین شہرت تمام رکھتے تھے اور جلالت کی صفت مین موصوف تھے جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوتا تھا وہ بعینہ وقوع مین آتا تھا چنانچہ ایک روز اُن کے صاحبزادہ نے ایک متعلق بیگناہ کی ریش تراشوائی اور اُس مسکین نے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال ظاہر کی سید نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ تو غم نہ کھا وہ بھی اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی تراش کر سزا کو پہونچے گا اتفاقًا اُس روز مخدوم زادہ نے ایک حجام کو بلاکر کہا کہ جلد میری مونچھ و داڑھی ٹھیک کرکے کاٹ دے حجام ڈرا اور آئینہ اور استرہ اُن کے روبرو رکھکر آپ ہاتھ دھونے کے بہانہ غائب ہوا جب دیر ہوئی تو مخدوم زادہ نے چاہا کہ خود ہی جلد اس کام سے فراغت کرلون چنانچہ آئینہ سامنے رکھکر ایسا استرہ چلایا کہ داڑھی منڈگئی مجبور ہوکر دوسری طرف کے بال بھی مونڈے اور جیسا کہ حضرت مخدوم کی زبان پر جاری ہوا تھا بجنسہ ظہور مین آیا اور یہ بھی مشہور ہی کہ آنحضرت جس شخص پر نظر تیز ڈالتے تھے فورًا بیہوش ہوکر جان دیتا تھا چنانچہ ایک روز کا ذکر ہی کہ ایک کافر قوم چٹان سے مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی خدمت مین آن کر مسلمان ہوا اور سید نے اُس کا نام عبداللہ رکھکر تربیت فرمائی چنانچہ تھوڑے دن مین اُس کی شہرت عظیم چٹان مین واقع ہوئی خلاصہ یہ کہ ایک روز عبداللہ حسب الاستدعا سید صدرالدین راجوے قتال کے روبرو حاضر تھا اور کسی امر کے سبب سید نے نگاہ قہر اُس پر ڈالی اور وہ گر پڑا اور باواز بلند کہتا تھا کہ مجھے مین جلا ہاے مین جلا ہر چند اُس پر مشکین پانی سے لبریز گراتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہان تک کہ اُسی سوز مین مرگیا اور یہ بھی منقول ہی کہ جب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری مرض الموت مین مبتلا ہوے ایک کافر نوا ہون نام کہ بادشاہ فیروز باربک کی طرف سے اوچہ کا حاکم تھا سید کی عیادت کو آیا اور کہا حق سبحانہ تعالے نے آپ کی ذات بابرکات کو ختم الاولیا کیا ہی جیسے حضرت رسالت مآب صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم ختم الانبیا تھے خدا تعالیٰ تحت قبل در قفائے کامل کراست فرمائے سید جلال الدین حسین نے
یہ کلام سنکر اپنے بھائی صدر الدین راجوے قتال سے فرمایا کہ جو اس شخص نے حضرت رسالت پناہ
کی نبوت کا اقرار کیا تو حکم شریعت کے موافق مسلمان ہوا اب تم اور حضار مجلس اُس کے گواہ ہو
اور اسے مسلمان کرو نواہون تکلیف اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور بادشاہ فیروز باربک
کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال اظہار کی اور شاہ نے باوجود اُس کے کہ اُس کو دوست رکھتا تھا
فرمایا کہ جب تو نے ایسا کہا تو بیشک مسلمان ہوا چونکہ اُن دنون مین سید جوار رحمت حق مین داخل
ہو گئے سید صدر الدین راجوے قتال بعد ادائے لوازم زیارت بیع گواہان نواہون کے معاملہ
کے فیصل کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوے جب اطراف شہر مین پہونچے بادشاہ نے
استقبال کا قصد کیا اور عالمون سے پوچھا کہ تم نواہون کے بارہ مین کیا کہتے ہو شیخ محمد نے جو
قاضی عبد المقتدر تھانیسری کے فرزند اور جودت طبع مین مشہور تھے عرض کی کہ ظل سبحانی سید
کے استقبال کے واسطے تشریف لے چلیے وہن مجلس اول مین سید سے یہ سوال کرین کہ
حضرت سے کیا اُس کافر کے قصہ کے واسطے تشریف لائے ہین جب کہین کہ ہان کافر کے
معاملہ کے واسطے آیا ہون تب اُس کے کفر کا اقرار ہوگا اور ہم اُن سے ہمکلام ہوکر بحث کرینگے
الغرض بادشاہ نے اُن کی نمائش اور قرار داد کے موافق مجلس اول مین پوچھا کہ آن حضرت اُس
کافر کی مہم کے واسطے آئے ہین سید نے کہا اُس مسلم کے قصہ کے واسطے آیا ہون اس
درمیان مین شیخ محمد نے آپ کے روبرو آن کر کہا اے سید اس کلمہ کے سبب سے کہ جو اُس نے
کہا شرعاً اُس پر اسلام لازم نہین آتا ہے سید نے فرمایا اے مخدوم زادہ تمہارے کلام سے خوشبوے
دیانت کی نہین آتی ہے اپنے کفن کی فکر کرو یہ کہکر اُنھین نظر تیز سے دیکھا کہ فوراً اُن کے شکم مین درد شدید
پیدا ہوا گھر مین گئے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کہ اس مجلس مین حاضر تھے سید کی تعظیم بجا لا کر
عرض پرداز ہوے کہ مین ہی ایک لڑکا رکھتا ہون میری عاجزی پر رحم کرکے اُسے مجھے بخشیے سید نے فرمایا کہ وہ
مرگیا ہوگا لیکن وہ فرزند کہ جو شکم مادر مین ہے اہل تقویٰ سے ہوگا اور شیخ محمد نے اُس درد سے فرصت
نہ پائی فوت ہوے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کو خدا نے اور فرزند عطا فرمایا شیخ نے اُن کا
نام ابو الفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوے اور اب تک اُن کا مقبرہ جون پور مین
موجود ہے اور فیروز شاہ باربک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کرکے نواہون کو سید راجوے
قتال کے سپرد کیا اور کہا بموجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اُس کی نسبت ویسا عمل مین
لاوین سید نے نواہون سے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا ہے شعار اسلام ظاہر کر اور جب اُس نے یہ
فرمان قبول نہ کیا اُسے قتل کرکے اوچہ کی طرف مراجعت فرمائی اور مدت مدید اپنے برادر
والا گہر کے قائم مقام ہوکر ارشاد عباد مین مشغول رہے اور من بعد بمقتضاے اذا جاء
اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون شربت موت چکھکر بجوار رحمت ایزدی واصل ہوے

شاید قتال اسی وجہ سے لقب ۱۲ ہو
اور یہ اشارہ ہو کہ
انقلاب شروع ہوا
اور یہ عنف نہ ہو

ظاہر ہے کہ سید جلال الدین حسین بخاری کی آمد اور فیروز شاہ سے ملاقات
بعد ۷۵۴ھ ہوئی

اور مقبرہ اُن کا اس مقام مین موجود ہی

ذکر کبیر الدین اسمٰعیل علیہ الرحمہ کا

آنجناب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے مریدون مین سے ہین آنحضرت کے بعد وفات اُس جناب نے نسخہ عوارف سید صدر الدین راجوے قتال سے پڑھکر کمالات حاصل کیے اور جن دنون مین کہ نسخہ عوارف پڑھتے تھے ایک مجذوب یحیٰی نام جو کشف و کرامات مین مشہور تھے کبھی کبھی اُس مجلس مین حاضر ہوتے تھے اور کہتے ہین کہ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو اپنے پیر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی زیارت کو جاتے تھے اور انگشت شہادت کے اشارہ سے دروازہ کھول کر مقبرہ مین داخل ہوتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھکر کلام اللہ ختم کرکے برآمد ہوتے تھے اور پھر انگشت شہادت سے گنبد کا دروازہ مقفل کرتے تھے قضارا ایک شب کو یحیٰی مجذوب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی قبر پر حاضر تھے اُنھون نے شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کو دیکھکر پہچانا اور اُن کا ماجرا سید صدر الدین راجوے قتال کے سمع مبارک مین پہونچایا اور شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے نور باطن سے دریافت کیا اور اُس روز مزید خجالت سے اپنے اُستاد سید صدر الدین راجوے قتال کے پاس سبق پڑھنے نہ گئے سید خود اُن کے مکان پر تشریف لائے اور اُنھین اپنے ہمراہ دولتسرا مین لائے اور اُن کی تعظیم مین کوشش فرمائی اور نقل ہی کہ کبیر الدین اسمٰعیل کے دو فرزند تھے ایک کا نام عبد الشکور اور دوسرے کا اسم عبد الغفور تھا اور صورت و سیرت مین دونون بے نظیر تھے اور باوجود خردسالی شب و روز باپ کی خدمت مین بکسب علوم مشغول رہتے تھے اور بطریق درویشان دانا ساتھ آہستگی اور سخن سنجیدگی کے اوقات بسر کرتے تھے جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب پہونچا دونون بیٹون کو اپنے روبرو بلاکر ارشاد کیا کہ جو مشکل تمھین پیش آوے میری قبر پر آن کر اظہار کرنا اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اُس کا جواب سنوگے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت نے فرمایا تھا

خاتمہ بذکر کیفیت ہندوستان جنت نشان

تاریخ بابری مین مرقوم ہی کہ مملکت ہند مرکب اقلیم اول اور دوم اور سوم سے ہی اور اس کی کوئی سمت ساتھ اقلیم چہارم کے اتصال نہین رکھتی اور یہ مملکت مشتمل قواعد اور رسوم عجیب و غریب ہی اس کے بلاد اور شہر کسی اور ممالک سے مشابہت نہین رکھتے اور ہند اور اہل ہند کو بعضے رسوم مین اور عربان بدوی سے فی الجملہ کچھ مناسبت ہی اور کشمیر اس مملکت کے شمال مین واقع ہوا ہی اور دریاے عظیم کوہستان کشمیر اور اس حدود سے برآمد ہوکر ہر ایک ہند کے بلاد

اور قریات مین جاری ہوے ہین چھ دریا غرب کی جانب سے روان ہوکر نواح ملتان مین ایک جا ہوکر آب سندھ سے پیوستہ ہوے اور ٹھٹہ کے قریب دریاے عمان یعنی سمندر مین گرتے ہین نام اُن کے یہ ہین ستلج اور بیاہ اور راوی اور بہت اور چناب اور سندھ اور دریاے بہت کو ایام قدیم مین جیلم کہتے تھے جیساکہ اس زمانہ مین دریاے سندھ کو نیلاب بھی بولتے ہین اور اِن چھ دریا کے ماوراء اور بھی بہت سے دریا ہین کہ اُن کا چشمہ کوہستان ہی مثل جون اور گنگ بزرگ اور رہٹ اور کوئی اور گنڈک اور سرو وغیرہ کہ مشرق کی طرف روان ہوے ہین اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا مین پیوستہ ہوکر دریاے محیط مین گرتے ہین اور علاوہ ان دریاؤن کے اور بھی دریا کہ چشمہ اُن کا سواے کوہستان مذکور کے ہی ہندوستان مین بہت ہین مثل چنبل اور بناس اور سون اور سوی چنانچہ یہ بھی گنگا مین متصل ہوکر سمندر مین گرتے ہین اور دکن مین بھی نہرین بہت ہین مثل گنگ اور تر بدا اور تپتی اور پونہ اور گنگ کوچک اور کشنہ اور بہیورہ اور تمندرہ لیکن تین دریا سابق کے مغرب کی طرف روان ہین اور باقی مشرق کی طرف اور بسبب ہموار ی زمین کے اکثر دریاؤن مین سے نہرین برآوردہ کرسکتے ہین کہ باغات اور زراعت کو بخوبی تمام سینچین اور باوجود اس کے بعض مقامون مین یہ بھی ممکن ہی کہ نہرین کھودکر پانی زراعت اور باغون مین پہونچادین جو کہ اکثر ہند کی خلائق سیر و نسیم سے سے کچھ حظ اور ذوق نہین رکھتی بلکہ بحسب اتفاق اگر سفر مین خیمہ کسی ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب ہوتا ہی سراپردے دریا کی طرف ڈالتے ہین کہ پانی نظر نہ آوے اور ہند کی اکثر عمارات زندان سے بہت مشابہت رکھتی ہی اور شہرون اور قصبون مین اُس کی مطلق صفائی نہین لیکن شہر حیدرآباد گولکنڈہ کہ محمد قلی قطب شاہ کا ساختہ اور پرداختہ ہی وہ البتہ لطافت اور صفائی مین اور ملکون سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہی کس واسطے کہ اُس کے ہر کوچہ و بازار مین ہمیشہ پانی کی نہرین جاری رہتی ہین اور دوکانین مع صحن دو طرفہ پختہ اور سنگین نہایت صفائی سے تعمیر ہین اور درخت سایہ دار موجود ہین اور ہند مین بہت جنگل سخت اور بیشہ پُر درخت ہین کہ راجاؤن اور رعیت کی سرکشی کے باعث ہوتے ہین اور ولایت ہند آدمیون کی کثرت اور مویشی کی افزونی کے سبب کسی ملک سے مشابہت نہین رکھتی اور ویرانی اور آبادی اس کی نہایت آسان ہی کس واسطے کہ وہان کی رعایا کے چھپر کے مکان اور مٹی کے ظروف پر گذران ہی اور اس سے قطع تعلق کرکے ایک ساعت مین مواشی دوسرے مقام مین لے جاسکتے ہین اور فی الفور مثل اول کے مکان اور ظروف بہم پہونچاکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوسکتے ہین اور اُس ملک کی زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے تعلق ہی آب باران کے سبب بہم پہونچتی ہی اور مزروعات ربیع کہ عقرب اور قوس اور جدی اور دلو سے تعلق رکھتی ہی بغیر اس کے کہ باران

اور ندی اور کنوین کا پانی ایک قطرہ میسر ہووے شبنم اور سرما کے سبب بخوبی تمام پیدا ہوتی ہی
اور موجب حیرت ہی اور ہند کی ہوا بسبب قربت دریاے محیط اور کثرت بارش کے نہایت مرطوب
ہی اور ہند مین تین فصلین مخصوص ہین اور ہر ایک فصل کے چار ماہ مقرر ہین انھین گرمی اور برسات
اور جاڑا کہتے ہین اور بنا ان کی ماہ کی گردش قمر پر ہی مقابلہ سے مقابلہ تک لیکن تینون فصلون
کی بنا چاند اور سورج کی گردش پر رکھی ہی کیفیت اس کی یہ ہی کہ مثلاً ماہ قمری کا استقبال
روز دوشنبہ ہو اور پندرھوین یا بیسوین کو تحویل سرطان ہووے اس ماہ کا نام ساون اور
دوسرے ماہ قمری کا اسم بھادون رکھا ہی سال شمسی سے دس روز اور کسرے فرق ہوتا ہے
تیسرے برس لوند کا ایک مہینا اعتبار کرتے ہین اور اس مہینے کو ایکبار برسات پر اضافہ کرکے
اس فصل کے پانچ ماہ قمری کرتے ہین اور ایکبار جاڑے مین داخل کرکے اس کے بھی پانچ ماہ
کرتے ہین اور ایکبار گرمی مین داخل کرکے اس کے بھی پانچ ماہ کرتے ہین پس ہر ایک فصول ثلاثہ
بزبان ہندی اس طور پر ہی اساڑھ ساون وبھادون وکنوار یہ چار ماہ برسات کے ہین سرطان
اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے موافق لیکن چھبیس روز اور کسرے برج میزان سے اعتبار
کرتے ہین اور یہ کسر ماہ ہاے شمسی اور قمری کی تفاوت کے سبب سے ہی اور دوسرے کا تک
اور اگھن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ جاڑے کے ہین ایام اواخر میزان سے ایام اواخر دلو تک
پس کچھ میزان سے جاڑے مین داخل ہوتا ہی اور کچھ دلو سے خارج اور پھاگن اور چیت اور بیساکھ
اور جیٹھ یہ چار مہینے گرمی کے ہین انتہاے گرمی سنہ بیسوین جوزا تک اور بارش کا زور شور
اول دو ماہ خوب رہتا ہی کہ جسے ساون اور بھادون کہتے ہین اور جاڑے کی شدت اور
قوت دو ماہ اواخر مین رہتی ہی کہ جس کا نام پوس اور ماگھ ہی اور قوت شدت گرمی کی دو مہینے آخر
جیٹھ اور اساڑھ مین ہی بسبب اس ملاحظہ کے سال شمسی چھ قسم پر منقسم ہوتا ہی اور ہر ایک کو ساتھ
ایک اسم کے موسوم کیا ہی یعنی ساون اور بھادون کو برکھارت کہتے ہین اور کنوار اور کاتک کو سرت
کہتے ہین اور اگھن اور پوس کو ہیمنت رت اور ماگھ اور پھاگن کو سسرت اور چیت اور
بیساکھ کو بسنت رت اور جیٹھ اور اساڑھ کو گرکھیم رت کہتے ہین دوسرے اعتبار خصوصہ ہند سے
یہ ہی کہ ہر ایک رات اور دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کرتے ہین اور جس طرح ولایت کے باشندے
شبانہ روز کو ساتھ بارہ ساعت کے منقسم کرکے انھین ساعات اور معوجہ کہتے ہین انھون نے
بھی آٹھ قسم کرکے ہر ایک قسم کا پہر نام رکھا ہی خلاصہ یہ کہ پہر کو فارسی مین پاس کہتے ہین اور
رات اور دن کے بارہ ساعت کو ساتھ تیس گھڑی کے قسمت کیا ہی چنانچہ ایک
پہر باعتبار درازی اور کوتاہی شب و روز کے ساڑھے سات گھڑی کا ہوتا ہی آیندہ کتب
تواریخ کے ناظرین پر تکمین کے ضمائر انجم نظائر پوشیدہ نہ رہے کہ خلاصہ مملکت ہند کو شاہان
اسلام ادام اللہ آثارہم اپنے تحت و تصرف مین لاکر ہمت والا نہمت کفر ظلام کے آثار کے

انہدام پر تعین رکھتے ہین لیکن مملکت ہند کے اطراف وکنار پر ہند کے راجا عظیم الشان متصرف ہوکر بذریعہ باج وخراج کے اپنی دولت ومملکت کی حفاظت کرتے ہین ازانجملہ پانچ راجہ قوی شمال کی طرف واقع ہوے ہین اور پانچ جنوب کی سمت اور ہرایک ان راجاؤن سے کتنے راجہ اپنے محکوم رکھتے ہین اور ایک بڑا راجہ دکن کی طرف ہی اور ولایت بہت اس کے زیرنگین ہی اور اس طرف کے راجہ اُس کے حکم کے محکوم ہین ایک اُن پانچ راجاؤن مین راجہ کوچ کا ہی دوسرا راجہ جمو کا تیسرا راجہ نگرکوٹ کا چوتھا راجہ کمایون کا پانچوان راجہ بہارکا اور راجہ کوچ کا عہد شنکل سے بلکہ بعد بلبن مالک اپنی سرزمین کا ہی لیکن اس مدت مین چار بار ان کے درمیان مین تغیر اور تبدل واقع ہوا اور یہ گروہ جواب مسند حکومت پر تمکن رکھتا ہی قوم براہمہ کوہی سے ہی اور مردمان ہند کے نزدیک چندان اعتبار نہین رکھتے خلاصہ یہ کہ ایک طرف ولایت اُن کے ساتھ ملک تبت کے اتصال رکھتی ہے اور دوسری سمت چین تک پہونچی ہی اور تیسری طرف بنگالہ سے متصل ہوئی ہی اور جمو کا راجہ عہد سابق مین اعتبار تمام رکھتا تھا کس واسطے کہ ستر قلعہ اس کے تصرف مین تھے اور یہ طائفہ بلیاس سے ہی اور بلیاس قوم نوائر کے ساتھ برادری رکھتے ہین اور اول جو شخص اہل بہاریان کوہستان سے آیا راجہ رک ہی اور کید راج بھانجہ مہراج راجہ قنوج نے کہ گشتاسپ کا ہمسر تھا قلعہ جمو بناکر کے اُس کو اُن پہاڑون مین نگاہ رکھا اور قلعہ اُس کے سپرد کیا اور اُس نے اپنی قوم کے چار سو مردے کہ اکثر مردانہ تھے اُن پہاڑون کو بضرب شمشیر لیا اور اپنی اولاد کے واسطے ایک ریاست بہم پہونچائی اور وہ راجہ کہ اب مسند رائی پر متمکن ہی کشتواں راجہ ہی لیکن قوت اپنے باپ اور دادا کی نہین رکھتا ہی اور راجگان نگرکوٹ اسی قوم سے ہین اور ایک ہزار تین سو برس سے اس ملک کی باگ ریاست اپنے کف اقتدار مین رکھتے ہین اور اس جماعت سے جو قوم کہ آگے تھی اُنھین نے بھی ہزار سال کے قریب راج کیا اُس کے بعد اُس قوم کو حکومت پہونچی اور اصل ونسب ان کا معلوم نہین ہی اور راجہ نگرکوٹ کا دو وجہ سے ہنود کے نزدیک معتبر ہی اول یہ کہ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور رنگین رکھتا ہی دوسرے بتخانہ درگا کا کہ ہنود سارے اُس کے اعتقاد بہت رکھتے ہین اُس کے تصرف مین ہی اور ہر سال زرخطیر اس بتخانہ سے حاصل ہوتا ہی اس لیے کہ ہنود اطراف وجوانب سے فوج فوج اُس کی پرستش کو آتے ہین اور زروافر اُس پر نثار کرتے ہین اور راجہ کمایون کے قبضہ مین ملک بہت ہین اور طلا کہ بسبب دھونے کے حاصل ہوتا ہی اس مقام سے ہاتھ آتا ہی اور تانبے کی کان بھی اُس جگہ ہی اور قسم قسم کے حیوانات اُس کی ولایت مین خوب ہوتے ہین اور قلعہ سنگین رکھتا ہی اور تبت سے سنبھل کے حدود تک کہ داخل ہند ہی اس کی ولایت سربرآوردہ ہی اور اسی ہزار پیادہ اور سوار اُس کے ملازم ہین اور وہ شاہان دہلی کے روبرد

اعتبار رکھتا ہی اور ماوراس کے خزانہ وافر اُس کے تصرف مین ہی اور رسم اُس کے خاندان کی یہ
ہی کہ جو شخص اپنے باپ دادا کے خزانون کی طرف دست تصرف دراز کرے بے رشد اور
نالائق اور گدا طبع ہووے اس سبب سے حالت تحریر تک بعد درایان سابق چھپن خزانے
ہر ایک کی مُہر سے جمع ہوے ہین اور دریاے گنگ اور جمن دونون اُس ولایت سے برآمد
ہوے ہین اور راجہ بہار کا بھی صاحب اعتبار ہی اور زمین بہت اپنے تصرف مین رکھتا ہی اور
بھی پانچ راجہ اپنے ممالک کے حوالی وحواشی کے بہت سے چھوٹے راجون کو محکوم رکھتے
ہین اور یہ پانچ راجہ کہ جن کا احوال تحریر ہوا کوہستان سوالک کے راجہ ہاے عمدہ ہین کہ
ہندوستان مین شمال کی طرف واقع ہوے ہین اور ابتدا ان کی سوا دجوار سے ولایت بنگالہ تک
گذری ہی اور انتہا اس کی ہندوستان کے جنوب کے سمت کہ اکثر ریگستان ہی اور سرحد کچ
اور مکران سے کوہستان جھاڑکنڈ تک ملحق ہوئی اور راجہ کچ اور راجہ امرکوٹ اور راجہ
بیکانیر اور راجہ کنکا اور راجہ جام راجہاے معتبر سے ہین الغرض راجہ کچ کہ ولایت اُس کی
ملک سندھ کے قریب ہی حاکم گجرات کی فی الجملہ اطاعت کرتے ہین اور پانی اُس ملک مین
کم ہی اور وہان کے اکثر کنوون کی گہرائی دوسو گز ہی چنانچہ اونٹ معیت سے پانی کھینچتے ہین
اور وہان کے آدمیون کی خورش شیر شتر ہی اور راجہ امرکوٹ راجہ ملک سندھ کا ہے کہ
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُس مقام مین پیدا ہوا اور وہ ملک بھی کچ کی طرح کم زراعت اور
کم آب ہی اور راجہ بیکانیر کا تمام راجاؤن سے دختر لیتا ہی اور اپنی بیٹی کسی راجہ کو نہین دیتا
ہی اور اسے پھریتہ کہتے ہین اور کنکا کا راجہ عظیم الشان ہی اور ولایت اُس کی سندھ اور گجرات
کے مابین ہی لیکن اس مین نہایت بیابان سخت اور پر درخت اور کم آب ہی اور حاصل اُس ملک
کا گھوڑے اور اونٹ سے ہی کس واسطے کہ مثل سرزمین کچ اور سندھ کے اس ملک مین بسبب
کم آبی کے زراعت خوب نہین ہوتی اور راجہ جام کہ ولایت اُس کی ساتھ گجرات کے متصل ہی
حاکم گجرات اگر قوی ہی تو پیشکش دیتا ہی ورنہ نہین دیتا اور پانی اس ملک مین بھی کم ہی اور وہان
کے آدمی اکل وشرب اور لباس مین عسرت کھینچتے ہین اور مدار اُن کی زیست کا شیر شتر اور گلے
اور بھینس پر ہی اور گھوڑے تازی وہان پیدا ہوتے ہین اور حاصل اس ملک کا اکثر
گھوڑے سے ہی اور ان پانچون راجون کے ولایات مین سواے باجرا اور جوار کے دوسرا غلہ
میسر نہین ہوتا ہی اور حاصل راجہاے مذکور کا اکثر اونٹ اور گھوڑے سے ہی اور ایک بڑا راجہ
ہندوستان کا دکن کی جانب راجہ کرناٹک ہی اور ایک وہان کے راجاؤن سے کہ جس کا نام
بجے چند تھا نوسو سال پہلے مسند رائی پر متمکن تھا اس نے بیجانگر آباد کیا اور اُسے اپنے نام
کے ساتھ مشہور کیا اور اُس کے بیٹون نے اس کو مبارک جان کر اس کی آبادی مین کوشش
بہت ظہور مین پہونچائی تھی یہان تک کہ آبادی اُس کی ست کوسی پہونچی اور اول جو شخص کہ فساد

ہندوستان مین ظاہر لایا اور بدعت اور سرکشی راجہ قنوج کے ساتھ کی راجہاے کرناٹک کا دادا ہو
چنانچہ سابق مین ذکر اس کا مذکور ہوا اور مہاراج کہ ہمعصر اُس کا تھا اُس نے خروج کرکے شیوراے
حاکم دکن کو نکال دیا لیکن اولاد اُس کی بطناً بعد بطن راج پر قائم رہی یہان تک کہ رام راج نامے
سنہ ۹۶۰ نوسو ستر ہجری مین حکام دکن سے لڑکر مارا گیا اور بعد اُس کے اُس کے فرزندون نے
قوت بہم پہونچائی لیکن اس ملک مین طوائف الملوکی ظاہر آئی اور باقی احوال وہان کے راجاؤن کا مولف نے
طبقۂ دکن مین مذکور کیا ہی اس واسطے یہان قلم انداز کیا وہان دیکھنے سے ظاہر ہو سکتا ہے

خاتمۃ الطبع از جانب کاربردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو جلد دوم جسمین حالات شاہان دکن
و بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہین اور ترجمہ سابق مین کسی وجہ سے بعض بادشاہون کا
کلی یا جزوی حال ساقط ہوا تھا اور جابجا اغلاط تھے اس مرتبہ اصل تاریخ فرشتہ سے مکمل مقابلہ و
تکمیل تمام کے بعد بارچہارم مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت جناب راے بہادر
منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ع مطابق ماہ شوال
سنہ ۱۳۳۲ھ طبع ہوکر پسند عام ہوا

اعلان

حق ترجمہ اس کتاب نایاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

نام کتاب	قیمت
مصائب غدر۔ سرگذشت ولیم رہوارڈس مجسٹریٹ بدایوں مترجمہ مولوی نذیر احمد کاغذ سفید	۸ر ب
سوانح عمری لارڈ لارنس مرحوم سابق ویسرائے گورنر جنرل ہند مع پولیٹیکل کارروائیان سکھوں کی لڑائی ایام غدر مین پنجاب کی حفاظت مرتبہ مسٹر ماربرتھ صاحب بہادر اور حسب ایماے جناب اے جی لارنس صاحب بہادر کمشنر آلہ آباد مطبع نے اُسکا ترجمہ شائع کیا کاغذ سفید دو قسم۔	
(قسم اول) مجلد چرمی۔	۷ے، ب
(قسم دوم) بلا جلد۔	۵ر ب
اعمال نامۂ روس۔ یعنی اُردو ترجمہ تاریخ روسیہ مصنفہ ڈاکٹر میکنزی والس پریوٹ سکرٹری حضور لارڈ ڈفرن صاحب بہادر جسمین روس کی سوشل حالات تاریخی پولیٹکل تغیرات اور تبدلات روسیونکا علم وفضل وانکا طرز تمدن ونظم ونسق ملکی رعایا اور گورنمنٹ کے باہمی تعلقات جنگ کریمیا آزادی غلامان خانہ زاد جنگ روم و روس پیٹر اعظم وملکہ کیتھرائن کے امور زناشوئی وغیرہ مفصل درج ہین باجازت مصنف ممدوح وپذیرائی عالیجناب سر الفرڈ لائیل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق یہ بینظیر ترجمہ طبع ہوا حسب تفصیل ذیل۔	
(۱) مجلد۔	۱۰ر ب
(۲) غیر مجلد۔	۷ے ب
ترجمۂ تاریخ مصر ملقب بہ تحفۂ مصریہ۔ پوری تاریخ مصر تا زمانہ بغاوت عربی پاشا	

نام کتاب	قیمت
از سر ڈی میکنزی والس صاحب بہادر مصنف تاریخ روسیہ مترجمۂ سید ابوالحسن صاحب منجانب مطبع اودھ اخبار کاغذ سفید مجلد۔	۱۴ر ب
ایضاً۔ غیر مجلد حسب مراتب بالا۔	۱۰ر ب
تواریخ سلاطین اودھ وقیصر التواریخ دو جلدین کامل مع تصاویر شاہان و اراکین سلطنت اودھ مؤلفۂ مولوی سید کمال الدین حیدر۔ کاغذ حنائی۔	۵ر ب
کچھ حال۔ جناب سر ہنری کارٹکر صاحب بہادر سی بی کا جو سابق مین کمشنر بنارس ڈایجنٹ گورنر جنرل تھے مصنفۂ راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ فیلو یونیورسٹی کلکتہ۔ و الہ آباد۔ کاغذ سفید۔	۱ر
ترجمۂ منتخب التواریخ۔ مترجمۂ مولوی احتشام الدین صاحب۔	۴ر ب
تاریخ جدولیہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے تا ایندم جملہ انبیا وائمہ وصحابہ وتمام سلاطین منتخب از تواریخ بطور جدول مؤلفۂ منشی خادم حسین اکبرآبادی۔	۴ر
تاریخ راج پرستی۔ کارناہاے مہاراناے اودیپور راجپوتانہ جس کو بحکم ایس بروس صاحب بہادر پنڈت جادو راے نے ترجمہ کیا۔ کاغذ سفید وحنائی۔	۲ر ۲ر
جیون چرتر۔ منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مترجمۂ منشی لال جی۔	۱ر ۸ پائی ب
سوانح کبیر داس۔ مترجمۂ منشی لال جی۔	۲ر ب
سوانح عمری۔ مہاراجہ ٹکیت رائے وکالی پرشاد کایستھ مترجمۂ منشی لال جی۔	۱ر ۸ ب

نام کتاب	قیمت
فسانۂ برطانیہ یعنی ہسٹری آف انگلینڈ جسمین علاوہ مضامین تاریخی از اول تاحال انگلش سوشل پولیٹیکل لائف مع دیگر حالات متعلقہ انگلینڈ و لندن وغیرہ افسانہ کے پیرایہ مین درج کی گئی ہی مصنفہ منشی گنگا پرشاد صاحب پنشن سابق ہیڈ ماسٹر سنٹرل کالج رنلام	۱؎ ر ۴
جغرافیہ مارواڑ۔ مع مختصر تاریخی حالات مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب۔	۵ ر ب
اکبر نامہ اردو ناگری۔ مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ و منصف راج جودھپور جسمین اکبر شاہ کی ۵۱ سال سلطنت کا پورا حال درج ہو چونکہ اکبر نامہ و اقبال نامہ جہانگیری و منتخب التواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری وغیرہ سے انتخاب کیا گیا ہی۔	۱؎ ر ب
شاہجہان نامہ۔ اردو ناگری بالتصویر مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب دو جلد	۱؎ ر ب
تاریخ ترک ہند۔ یعنی مہابھارت کے وقت سے ایک مختصر تاریخ مصنفہ منشی دیبی پرشاد صاحب	۲ ر ب
سولنخ عمری۔ اردو ناگری راجہ بیربل عرف مصاحب دلشور راجہ بیربل مولفہ منشی دیبی پرشاد صاحب۔	۲ ر ب
میزان عدالت۔ راجاؤن اور بادشاہون کے تواریخی انصاف مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب	۵ ر ب
تذکرۃ الکاملین۔ تاریخ مشاہیر حکماء و علما مع تصاویر از ماسٹر رامچند سابق پروفیسر	۸ ر ب
نفائس التواریخ۔ یعنی تذکرہ حکمائے قدیم یونان و فارس و عرب و مصر وغیرہ جسکو منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ نے کتاب	

نام کتاب	قیمت
ناسخ التواریخ ایران سے منتخب کرکے اردو مین ترجمہ کیا۔	۶ ر ب
کتب تواریخ شاہان و راجگان فارسی	
تاریخ فرشتہ۔ معروف تاریخ مستند و معتبر تا زمانۂ سلطان اکبر۔	۱۰ ر ب
طبقات اکبری۔ از ملا نظام الدین۔	۱۰ ر ب
مفتاح التواریخ۔ مولفہ مسٹر تامسن ولیم ابتداے اسلام سے فتح پنجاب تک۔	بلا دضات عدد ۸ ر ب
ترجمۂ تاریخ طبری۔ بدو عالم سے خلفاے عباسی تک۔	۱۰ ر ب
شاہنامۂ فردوسی۔ کامل در دو جلد چو مصرعہ بالتصویر۔ عمدہ کتاب ہی۔	۱۰ ر ب
شاہنامۂ قاسم گنابادی تاریخ ہندوستان سیر المتاخرین۔ در سہ حصہ یکجائی مصنفہ غلام حسن خان صاحب۔	۳ ر ۳ ر ب
ترجمۂ فارسی تاریخ روس۔ از اصل انگریزی مصنفہ ڈاکٹر میکنزی والس بہادر مترجمہ مولانا ابو محمد سابق تحصیلدار اودھ پنشن یافتہ جسمیں نفیس و مجیب حالات سلطنت روس بیان ہوے ویسا ہی سلیس دلاویز ترجمہ ہو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی۔ کاغذ سفید حسب تفصیل ذیل۔	۱۰ ر ب
(۱) مجلد۔	۱۰ ر ب
(۲) غیر مجلد۔	۱۰ ر ب
خصائل السعادت۔ مولفہ منشی سعادت خان تحقیق نسب افغان۔	۶ ر